وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

للإمام الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ

ترجمہ
پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

فوائد الحدیث
فضیلۃ الشیخ حافظ فاروق الرحمن یزدانی حفظہ اللہ

حکم الحدیث
الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تخریج الحدیث
حافظ ابوبکر ظفر حافظ محمد انور زاہد

جلد دوم

مکتبہ محمدیہ

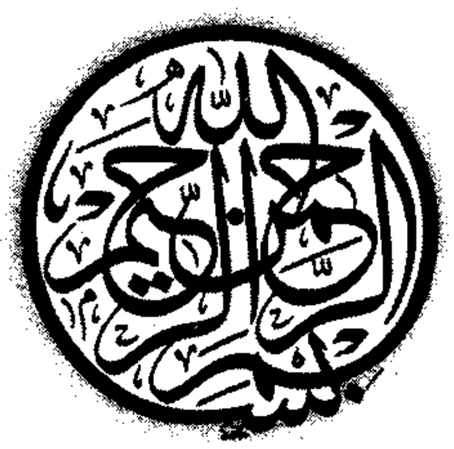

تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عمل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

جدید کمپیوٹر ایڈیشن
عمدہ طباعت کیساتھ

نام کتاب: تنویر الاحوذی
اردو شرح
جامع ترمذی شریف

طابع ---------- عبدالرحمان عابد
طبع دوم ---------- مارچ 2025ء
تعداد ---------- 1100
قیمت ---------- -/ روپے

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث' امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292, 0345-7709626

اِسلامی کُتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125, 0303-7530314

مکتبہ محمدیہ
النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

فہرست

اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
جنازے کے احکام و مسائل

مرض کا ثواب ---------- 19
مریض کی عیادت کرنا ---------- 20
موت کی تمنا کرنے کی ممانعت ---------- 22
مریض کے لیے تعوذ ---------- 24
وصیت کی ترغیب ---------- 25
تہائی اور چوتھے حصے کی وصیت کرنا ---------- 26
موت کے وقت مریض کو تلقین کرنا اور اس کے لیے دعا کرنا -- 27
موت کی سختی ---------- 29
رات اور دن کے اطراف پر نیکیوں کی فضیلت -------- 30
مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے ---------- 31
موت کے وقت گناہوں سے ڈرنا اور اللہ سے امید بھی رکھنا --- 32
وفات کا اعلان کرنے کی ممانعت ---------- 32
صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے ---------- 34
میت کو بوسہ دینا ---------- 35
میت کو غسل دینا ---------- 35
میت کے لیے کستوری کا استعمال ---------- 38
میت کو غسل دینے کی وجہ سے غسل کرنا ---------- 39
کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے ---------- 40
اپنے بھائی کو اچھا کفن دینا ---------- 41
نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا ---------- 41
میت والوں کے لیے کھانا تیار کرنا ---------- 43
مصیبت کے وقت رخسار پیٹنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت ---------- 44
نوحہ کرنے کی ممانعت ---------- 44
میت پر رونے کی ممانعت ---------- 46
میت پر رونے کی اجازت ---------- 47
جنازے کے آگے آگے چلنا ---------- 49
جنازے کے پیچھے چلنا ---------- 51
جنازے کے پیچھے سوار ہو کر چلنے کی ممانعت ---------- 52
اس بارے میں رخصت ---------- 53
جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے کر جانا ------ 54
غزوۂ احد کے شہداء اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا بیان ---------- 54
مریض کی عیادت کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا ---------- 56
انبیاء علیہم السلام کو کہاں دفن کیا جاتا ہے ---------- 56
فوت ہونے والوں کی اچھائیاں ذکر کرنا اور ان کی برائیوں پر خاموشی اختیار کرنا ---------- 57
جنازے کو کندھوں سے اتار کر رکھ دینے سے پہلے بیٹھنا ----- 58
جب حصول ثواب کی نیت ہو تب مصیبت کی فضیلت ---- 58
جنازے پر تکبیریں پڑھنا ---------- 59
نماز جنازہ کی دعا ---------- 61
جنازے میں سورۂ الفاتحہ پڑھنا ---------- 63
میت کی نماز جنازہ اور اس کے لیے سفارش کرنا ---------- 65
سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت ---------- 66
بچوں کی نماز جنازہ ---------- 67
بچہ جب تک (پیدائش کے وقت) چیخے چلائے نہیں اس کی نماز

جنازہ نہیں پڑھی جائے گی ---------- 68
نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا ---------- 69
مرد اور عورت کے جنازے میں امام کہاں کھڑا ہو؟ ------- 70
شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان ---------- 71
قبر پر نماز جنازہ پڑھنا ---------- 72
نبی ﷺ کا نجاشی کی نماز جنازہ پڑھانا ---------- 73
نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت ---------- 74
جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اسے کتنی بار اٹھانا کفایت کرتا
ہے ---------- 50
جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا ---------- 76
جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے نہ ہونے کے متعلق رخصت ----- 77
نبی ﷺ کا فرمان: لحد ہمارے لیے ہے اور شق ہمارے سوا
دوسروں کے لیے ہے ---------- 78
میت کو قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھنا چاہیے ---------- 79
میت کے نیچے قبر میں کپڑا ڈالنے کا بیان ---------- 79
قبر کو برابر کرنا ---------- 81
قبروں پر چلنے، ان پر بیٹھنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے
کی ممانعت ---------- 81
قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے کی ممانعت -------- 83
آدمی قبرستان میں جا کر کیا کہے؟ ---------- 84
قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت ---------- 85
خواتین کے لیے قبروں کی زیارت کرنا ---------- 85
عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کی کراہت کا بیان ------ 86
رات کے وقت تدفین کرنا ---------- 87
میت کی تعریف کرنی چاہیے ---------- 88
جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کا ثواب ---------- 89
شہید کون ہے؟ ---------- 91
طاعون سے فرار ہونے کی ممانعت ---------- 91
جو شخص اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے
ملاقات کرنا پسند کرتا ہے ---------- 93
خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی ------ 94
مقروض کی نماز جنازہ ---------- 95
عذاب قبر ---------- 96
مُصیبت زدہ کو تسلی دینے کا اجر و ثواب ---------- 100
جو شخص جمعے کے دن فوت ہو ---------- 100
نماز جنازہ (کی ادائیگی اور تدفین) میں جلدی کرنا -------- 101
تعزیت کی فضیلت ---------- 101
جنازہ پڑھتے وقت رفع الیدین کرنا (ہاتھ اٹھانا)---------- 102
نفس مومن اپنے قرض کے ساتھ معلق رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی
طرف سے ادا ہو جائے ---------- 103

اَبْوَابُ النِّكَاحِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
نکاح کے احکام و مسائل

نکاح کرنے کی فضیلت اور اس کی ترغیب -------- 105
بے نکاح رہنے کی ممانعت ---------- 107
جس شخص کی دین داری کو پسند کرو اسے رشتہ دے دو---- 108
تین چیزوں کی وجہ سے نکاح کرنا ---------- 109
جس عورت کو پیغام نکاح دیا ہو اسے (ایک نظر) دیکھ لینا --- 110
اعلان نکاح ---------- 111
شادی کرنے والے کے لیے دعا ---------- 113
تعلق زن و شو کے وقت دعا پڑھنا ---------- 113
وہ اوقات جن میں نکاح کرنا مستحب ہے ---------- 114
ولیمہ ---------- 115
دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا---------- 117
جو شخص دعوت کے بغیر ولیمے میں شرکت کرے ------- 117
کنواری دوشیزاؤں سے شادی کرنا---------- 118
سرپرست کی اجازت کے بغیر (لڑکی کا) نکاح نہیں ہوتا---- 119

گواہ کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ---------- 123
خطبہ نکاح ---------- 125
کنواری اور شوہر دیدہ سے (شادی کے بارے میں) مشورہ / اجازت طلب کرنا ---------- 128
یتیم لڑکی کو شادی پر مجبور کرنا ---------- 130
جب دوسرپرست شادی کردیں ---------- 131
مالک کی اجازت کے بغیر غلام کا نکاح کرلینا ---------- 132
عورتوں کے حق مہر ---------- 133
سابقہ موضوع سے متعلق ---------- 134
لونڈی کو آزاد کردینے کے بعد اس سے شادی کرنا ---------- 136
اس کی فضیلت ---------- 136
ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرتا ہے اور پھر اس سے تعلق زن وشو قائم کرنے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دیتا ہے تو کیا وہ اس عورت کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ ---- 138
آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے اور پھر دوسرا آدمی اس سے شادی کرلیتا ہے لیکن وہ اس سے تعلق زن وشو قائم کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے ---------- 139
حلالہ کرنے اور کرانے والا ---------- 141
نکاح متعہ کی حرمت ---------- 144
نکاح شغار کی ممانعت ---------- 146
کسی عورت کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس عورت سے نکاح نہیں کیا جائے گا ---------- 147
نکاح کے موقع پر شرط مقرر کرنا ---------- 149
وہ آدمی جو اسلام قبول کرے اور اس وقت اس کی دس بیویاں ہوں ---------- 150
جب کوئی شخص اسلام قبول کرے اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں ---------- 152
وہ آدمی جو لونڈی خریدتا ہے جبکہ وہ حاملہ ہو ---------- 152
وہ آدمی جو جہاد میں کسی لونڈی کو قیدی بنائے، اس کا شوہر بھی ہو، تو کیا اس کے لیے اس سے جماع کرنا جائز ہے ------- 153
طوائف کی اجرت کی ممانعت ---------- 154
کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے -- 154
عزل کا بیان ---------- 157
عزل کی ممانعت ---------- 158
کنواری اور شوہر دیدہ بیوی کے درمیان وقت کی تقسیم ----- 159
سوتنوں / سوکنوں کے درمیان برابری / مساوات ------ 160
میاں بیوی مشرک ہوں اور ان میں سے ایک اسلام قبول کرلے ---------- 162
43-وہ آدمی جو عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کا حق مہر مقرر کرنے سے پہلے فوت ہوجاتا ہے ---------- 164

اَبْوَابُ الرِّضَاعِ
رضاعت کے احکام ومسائل

دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسبی طور پر حرام ہوتے ہیں ---------- 166
دودھ کا تعلق مرد سے بھی ہوتا ہے ---------- 167
ایک، دوبار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ---- 168
رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے --- 171
دوسال سے کم عمر والی رضاعت جو کہ صغر سنی میں ہو حرمت ثابت کرتی ہے ---------- 172
حق رضاعت کس طرح ادا ہوسکتا ہے ---------- 173
لونڈی آزاد ہوجائے جبکہ اس کا شوہر بھی ہو ---------- 174
بچہ بستر والے (خاوند) کا ہوتا ہے ---------- 176
وہ آدمی جو کسی عورت کو دیکھے تو وہ اسے اچھی لگے (پھر وہ کیا کرے؟) ---------- 177
شوہر کا بیوی پر حق ---------- 178
عورت کا شوہر پر حق ---------- 179

عورتوں سے ان کی دبر میں مجامعت کی ممانعتؑ ------ 181
خواتین کے بناؤ سنگار کے ساتھ باہر نکلنے کی ممانعتؑ -- 183
غیرت کا بیان ---------- 183
عورت کا تنہا سفر کرنا ممنوع ہے ---------- 184
جن خواتین کے شوہر موجود نہ ہوں ان کے ہاں جانے کی
ممانعتؑ ---------- 186
(عورتوں کے ہاں جانے کی ممانعتؑ) اس شیطان کے خون
کی طرح گردش کرنے کی وجہ سے ہے ---------- 187
جب عورت (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر
دیکھتا ہے ---------- 188
اپنے شوہر کو تنگ کرنے والی عورت کے لیے وعید ------ 188

اَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
طلاق اور لعان کے احکام و مسائل

طلاق دینے کا صحیح طریقہ ---------- 190
وہ آدمی جو اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دیتا ہے ---------- 191
"تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے" سے کیا مراد ہے ------ 193
(بیوی کو نکاح میں رہنے یا الگ ہو جانے کا) اختیار دینا ----- 194
تین طلاق والی عورت کو رہائش ملے گی نہ خرچ ---------- 196
نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی ---------- 197
لونڈی کی طلاق دو طلاقیں ہے ---------- 199
وہ آدمی جو اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق اپنے دل سے بات
کرتا ہے ---------- 200
طلاق کے بارے میں قصد و ارادے اور ہنسی مذاق کی حقیقت - 200
خلع کا بیان ---------- 201
خلع لینے والی عورتیں ---------- 202
عورتوں کی خاطر مدارت ---------- 203
والد اپنے بیٹے سے مطالبہ کرے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے
دے ---------- 204
عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے ---------- 205
دیوانے کی طلاق ---------- 205
اللہ تعالیٰ کا فرمان: طلاق دو مرتبہ دینا ہے ---------- 206
وہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ بچے کو جنم دے 207
جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت -------- 209
اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کر لے - 211
ظہار کا کفارہ ---------- 212
ایلاء کا بیان ---------- 213
لعان کا بیان ---------- 215
بیوہ خاتون کہاں عدت گزارے؟ ---------- 217

اَبْوَابُ الْبُيُوْعِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
تجارت و بیوع کے احکام و مسائل

شبہ والے کام چھوڑنے کا ذکر ---------- 220
سود خوری ---------- 221
جھوٹ اور جعل سازی بہت بڑا گناہ ہے ---------- 222
تاجروں اور ان کے لیے نبی ﷺ کے تجویز کردہ ناموں کا بیان 223
مال تجارت پر جھوٹی قسم اٹھانا ---------- 225
اول وقت / صبح صبح تجارت کرنا ---------- 226
کسی چیز کو مدت تک خریدنے کی اجازت ---------- 227
شروط تحریر کرنا ---------- 229
ناپ تول کا بیان ---------- 229
زیادہ قیمت دینے والے کے ہاتھ چیز فروخت کرنا ------ 230
مدبر کی بیع ---------- 231
(دیہات سے لا کر چیزیں) بیچنے والوں کو (مارکیٹ میں پہنچنے سے
پہلے) آگے جا کر ملنے کی ممانعتؑ ---------- 232
شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے ---------- 233
(بیع) محاقلہ و مزابنہ کی ممانعتؑ ---------- 234
پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی

ممانعتؑ ---------- 236
حاملہ کا حمل بیچنا ---------- 237
دھوکے کی بیع کی ممانعت ---------- 238
ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعتؑ ---------- 239
جو چیز پاس نہ ہو اسے فروخت کرنے کی ممانعت -------- 241
ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت -------- 244
حیوان کو حیوان کے بدلے میں ادھار بیچنے کی ممانعتؑ --- 245
دو غلاموں کے بدلے ایک غلام خریدنا ---------- 246
گندم کے عوض گندم برابر برابر ہو (تو یہ بیع جائز ہے) اس میں
کمی بیشی جائز نہیں ---------- 247
کرنسی کا باہمی تبادلہ ---------- 248
تابیر کے بعد کھجور کے درخت اور ایسے غلام کی بیع جس کے
پاس مال بھی ہو ---------- 251
خرید و فروخت کرنے والوں کو (بیع منعقد کرنے یا فسخ کرنے کا)
اختیار ہے جبکہ وہ جدا نہ ہوں ---------- 253
خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان اختیار ---------- 257
وہ شخص جو بیع میں دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے ---------- 257
روکے ہوئے دودھ والے جانور کا حکم ---------- 258
بیع کے وقت جانور پر سواری کی شرط مقرر کرنا ---------ؑ 260
گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا ---------- 260
ایسا ہار خریدنا جس میں سونا اور جواہرات ہوں -------- 261
ولاء کی شرط مقرر کرنا اور اس سے روکنا ---------- 262
موقوف کی بیع و شراء ---------- 263
وہ مکاتب کہ جس کے پاس زر کتابت ادا کرنے کے لیے کچھ ہو 265
جب آدمی کا مقروض شخص مفلس ہو جائے اور وہ اپنا سامان اس
کے ہاں پائے ---------- 266
مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ ذمی شخص کو شراب
دے کہ وہ اسے اس کی خاطر فروخت کرے ---------- 267
جس نے تجھے امین جانا اسے امانت ادا کر ---------- 268
مستعار چیز ادا کی جائے گی ---------- 269
ذخیرہ اندوزی ---------- 271
دودھ روکے ہوئے جانوروں کی بیع ---------- 272
ایسی جھوٹی قسم جس کے ذریعے مسلمان کا مال حاصل کر لے - 272
جب بائع اور مشتری اختلاف کا شکار ہو جائیں ---------- 273
زائد از ضرورت پانی کی بیع ---------- 274
نر کی مادہ سے جفتی کرانے کی اجرت لینے کی ممانعتؑ ---- 275
کتے کی قیمت لینا ---------- 276
سینگی / پچھنے لگانے والے کی کمائی ---------- 278
سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں رخصت ----- 278
کتے اور بلے کی قیمت لینے کی ممانعتؑ ---------- 279
شکاری کتے کی قیمت کے بارے میں رخصت ---------- 280
گانا گانے والیوں کی بیع کی ممانعتؑ ---------- 281
بیع میں بھائیوں یا والدہ اور اس کی اولاد کے درمیان جدائی ڈالنے
کی ممانعتؑ ---------- 281
جو شخص غلام خریدتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے پھر وہ اس
میں عیب پاتا ہے ---------- 283
باغ کے پاس سے گزرنے والا اس کا پھل کھا سکتا ہے ----- 284
بیع استثناء کی ممانعتؑ ---------- 286
طعام کی بیع کی ممانعتؑ حتیٰ کہ وہ اسے مکمل طور پر وصول کر
لے ---------- 287
اپنے (مسلمان) بھائی کی بیع پر بیع کرنے کی ممانعتؑ ---- 288
شراب فروخت کرنے کی ممانعتؑ ---------- 288
شراب سے سرکہ بنانے کی ممانعتؑ ---------- 289
مالکوں کی اجازت کے بغیر جانوروں کا دودھ دوہنا -------- 290
مردار کے چمڑوں اور بتوں کی بیع ---------- 291
ہبہ واپس لینے کی ممانعتؑ ---------- 292

بیع عرایا کی رخصت ---------- 293
اسی کے ضمن میں ایک اور باب ---------- 295
بیوع میں محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینے کی ممانعت 296
جھکتا تول کرنا ---------- 297
تنگ دست کو مہلت دینا اور اس سے نرمی برتنا -------- 298
مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے -------- 299
منابذہ اور ملامسہ کا بیان ---------- 300
طعام اور پھلوں میں بیع سلف ---------- 301
مشترک زمین میں سے کوئی حصے دار اپنا حصہ بیچنا چاہے ---- 302
بیع مخابرہ اور معاومہ ---------- 304
نرخ مقرر کرنا ---------- 304
بیوع میں دھوکہ دہی کی ممانعت ---------- 305
اونٹ یا کوئی جانور قرض کے طور پر لینا ---------- 306
خرید و فروخت اور قضاء میں نرمی برتنا ---------- 308
مسجد میں بیع کرنے کی ممانعت ---------- 309

أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

احکامات کا بیان

قاضی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات---------- 310
قاضی درست فیصلہ کرتا ہے اور اس سے غلطی بھی ہو جاتی ہے کا
بیان ---------- 313
قاضی کس طرح فیصلہ کرے ---------- 314
امام عادل ---------- 315
قاضی فریقین کا موقف سن کر فیصلہ کرے ---------- 316
رعیت کا امام ---------- 317
قاضی غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے ---------- 318
امراء کے ہدایا اور تحفے ---------- 318
فیصلہ میں رشوت لینے اور دینے والے کا حکم ---------- 319
ہدیہ اور دعوت قبول کرنا ---------- 320
اگر کسی کو ناحق طور پر کوئی چیز بذریعہ فیصلہ دی جائے اسے وصول
کرنے والے کے متعلق سنگینی ---------- 321
ثبوت دینا مدعی کی ذمے داری ہے اور قسم مدعی علیہ پر ہے--- 322
قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کرنا ---------- 324
وہ غلام جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے
ایک اپنا حصہ آزاد کر دے ---------- 325
عمریٰ کا بیان ---------- 328
رقبیٰ کا بیان ---------- 329
لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ
کی تعلیمات ---------- 330
وہ آدمی جو اپنے ہم سائے کی دیوار پر لکڑی (شہتیر وغیرہ) رکھ لیتا
ہے ---------- 331
قسم، قسم طلب کرنے والے کی نیت کے مطابق ہوگی --- 332
جب راستے کے تعین میں اختلاف ہو کہ وہ کتنا ہونا چاہیے -- 333
جب والدین جدا اور الگ ہوں تو لڑکے کو ان میں سے کسی ایک
کے ساتھ رہنے کا اختیار دینا---------- 334
والد اپنی اولاد کے مال میں سے لے سکتا ہے ---------- 335
جس کی کوئی چیز ٹوٹ جائے اور توڑنے والے کے مال کا حکم -- 336
مرد اور عورت کی حد بلوغت ---------- 336
وہ شخص جو اپنے باپ کی اہلیہ سے شادی کر لے ---------- 338
وہ دو آدمی کہ ان میں سے ایک کا کھیت پانی کے بہاؤ میں
دوسرے سے نیچے ہو ---------- 339
وہ شخص جو اپنی موت کے وقت اپنے غلاموں کو آزاد کر دیتا ہے،
اور اس کے پاس ان کے علاوہ کوئی اور مال نہ ہو ---------- 340
جو کسی محرم رشتے دار کا مالک ہو ---------- 342
جو کسی کی زمین بلا اجازت کاشت کرتا ہے، کا حکم ------ 343
ہبہ اور اولاد کے درمیان برابری ---------- 343
شفعہ کے بارے میں ---------- 3456

غیر موجود شخص کے لیے شفعہ ---------- 346
جب حد بندی ہو جائے اور حصے الگ ہو جائیں تو پھر شفعہ نہیں 347
شراکت دار حق شفعہ رکھتا ہے ---------- 348
لقطہ اور گم شدہ اونٹ اور بکری ---------- 349
وقف کے بارے میں ---------- 353
بے زبان جانور کے زخم پر کوئی دیت نہیں ---------- 355
بنجر زمین کو آباد کرنا ---------- 356
جاگیر کے بارے میں ---------- 357
درخت لگانے کی فضیلت ---------- 359
مزارعت کے بارے میں ---------- 359
مزارعت کا حکم ---------- 360

أَبْوَابُ الدِّيَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

دیتوں کا بیان

دیت میں کتنے اونٹ ہوں گے ---------- 362
درہموں میں دیت کتنی ہوگی ---------- 364
ہڈی ظاہر کرنے والے زخم کی دیت ---------- 365
انگلیوں کی دیت ---------- 366
معاف کر دینا ---------- 367
جس کا سر پتھر سے کچل دیا جائے ---------- 368
مومن کے قتل کی سنگینی ---------- 369
(قیامت کے دن) قتل کا فیصلہ ---------- 370
جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کر دے کیا اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟ ---------- 371
کسی مسلمان شخص کو صرف تین وجوہات پر قتل کیا جا سکتا ہے 373
ذمی شخص کو قتل کرنے والے کا انجام ---------- 374
باب (سابقہ مسئلہ کے متعلق) ---------- 374
مقتول کا ولی / سرپرست قصاص لے سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے ---------- 375
مثلہ کی ممانعت ---------- 377
جنین کی دیت ---------- 378
کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا ---- 379
کفار کی دیت ---------- 381
جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے ---------- 382
کیا عورت کو اپنے شوہر کی دیت سے میراث ملے گی ------ 382
قصاص کا بیان ---------- 383
تہمت کی بنیاد پر قید کرنا ---------- 384
اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے - 384
قسامت کا ذکر ---------- 387

أَبْوَابُ الْحُدُوْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

حدود کا بیان

جس پر حد واجب نہیں ہوتی ---------- 389
حدود رفع کرنا ---------- 391
مسلمان کی ستر پوشی کرنا ---------- 392
حد میں تلقین کرنا ---------- 393
اعتراف جرم کرنے والا اگر اپنے اعتراف سے انحراف کر لے تو اس سے حد رفع ہو جاتی ہے ---------- 394
حدود میں شفاعت / سفارش کرنے کی ممانعت ------- 396
اثبات رجم ---------- 397
شادی شدہ کو رجم کرنا ---------- 398
حاملہ کو وضع حمل تک رجم نہیں کیا جائے گا ---------- 402
اہل کتاب کو رجم کرنا ---------- 403
جلاوطنی کی سزا ---------- 404
جن پر حدود کا نفاذ ہو وہ ان کے لیے کفارہ ہیں --------- 406
لونڈیوں پر حد قائم کرنا ---------- 407
شراب نوشی کی حد ---------- 408
شراب نوش کو کوڑے مارو اور جو چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو 410

کتنی مالیت کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا ---------- 411
چور کا ہاتھ کاٹ کر اسے گلے میں لٹکانا ---------- 413
خیانت کرنے والے، اچک لینے والے اور ڈاکہ زنی کرنے والے
کا حکم ---------- 414
درخت کے پھل میں قطع ید ہے نہ کھجور کے خرما میں ----- 415
میدان جہاد میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے ---------- 416
وہ آدمی جو اپنی اہلیہ کی لونڈی سے زنا کرے ---------- 417
جس عورت کو زنا پر مجبور کر دیا جائے کی حد کا حکم -------- 418
جانور سے برا فعل کرنے والا ---------- 420
لواطت (قوم لوط کا سا فعل) کرنے والے کی سزا ------ 421
مرتد کی سزا ---------- 423
جو مسلمان کے خلاف ہتھیار اٹھائے ---------- 424
جادوگر کی سزا ---------- 425
مال غنیمت چرانے والا ---------- 426
جو کسی دوسرے کو مخنث کہہ کر پکارتا ہے ---------- 427
تعزیر کا ذکر ---------- 428

أَبْوَابُ الصَّيْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

شکار کا بیان

کتے کا کون سا شکار کھایا جائے گا اور کون سا نہیں ---------- 430
مجوسی کے کتے کے شکار کا حکم ---------- 432
باز کا شکار ---------- 433
وہ شخص جو شکار پر تیر پھینکے اور وہ غائب ہو جائے -------- 434
جو شکار پر تیر چلاتا ہے اور وہ اسے پانی میں مردہ حالت میں پاتا
ہے، کا حکم ---------- 435
وہ کتا جو شکار میں سے کچھ کھا لیتا ہے ---------- 435
معراض (چوڑائی کے بل لگنے والا آلہ / تیر) کا شکار ------ 436
پتھر کے ساتھ ذبح کرنا ---------- 437
مصبورہ (وہ جانور جسے باندھ کر نشانہ بازی کر کے مار دیا جائے)
کھانے کی ممانعت ---------- 438
جنین (ماں کے پیٹ کے بچے) کو ذبح کرنا ---------- 440
کچلی والے جانور اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندے کی
ممانعت ---------- 441
زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت مردار ہے ---------- 442
حلق اور لبہ (گردن اور سینے کے درمیانی حصہ) سے ذبح کرنا -- 443
چھپکلی کو مارنا ---------- 444
سانپوں کو مار ڈالنا ---------- 445
کتوں کو مارنے کا حکم ---------- 447
کتا رکھنے والے کے اجر میں کتنی کمی ہوتی ہے ---------- 448
بانس / سرکنڈے وغیرہ سے ذبح کرنا ---------- 450
اونٹ، گائے اور بکری جب بدک جائے اور وہ وحشی ہو جائے
تو کیا اسے تیر مارا جائے یا نہیں ---------- 451

أَبْوَابُ الْأُضَاحِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

قربانیوں کا بیان

قربانی کی فضیلت ---------- 453
دو مینڈھوں کی قربانی ---------- 454
فوت شدہ شخص کی طرف سے قربانی ---------- 455
قربانی کے لیے مستحب جانور ---------- 456
وہ جانور جس کی قربانی جائز نہیں ---------- 457
جن جانوروں کی قربانی ناپسندیدہ ہے ---------- 458
بھیڑ کے جذع کی قربانی کا بیان ---------- 459
قربانی میں اشتراک اور حصے داری ---------- 464
ایسے جانور کی قربانی کرنا جس کا سینگ ٹوٹا اور کان کٹا ہو --- 465
ایک بکری کی قربانی تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی
ہے ---------- 466
قربانی کرنا سنت ہے ---------- 468
نماز کے بعد قربانی کرنا ---------- 469

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعتؓ ---- 471
تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت ----- 471
فرع اور عتیرہ ---------- 472
عقیقہ کا بیان ---------- 474
نومولود کے کان میں اذان کہنا ---------- 475
بہترین قربانی مینڈھا ہے ---------- 476
ہر سال قربانی ہے ---------- 477
عقیقہ میں ایک بکری ذبح کرنا ---------- 477
دو مینڈھوں کی قربانی کرنا ---------- 478
ذبح کرنے کی دعا ---------- 478
عقیقہ کے متعلق ---------- 479
جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے وہ حجامت وغیرہ نہ بنوائے ----- 480

أَبْوَابُ النَّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
نذر اور قسموں کا بیان

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: معصیت میں کوئی نذر نہیں - 482
جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو وہ اس کی اطاعت کرے ---------- 485
انسان جس چیز کا مالک نہیں اس میں کوئی نذر نہیں ------- 486
غیر معین نذر کا کفارہ ---------- 486
جو شخص قسم اٹھالے اور پھر وہ اس کے علاوہ دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھے ---------- 487
قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ---------- 488
قسم اٹھاتے وقت ان شاء اللہ کہنا ---------- 488
غیر اللہ کا حلف اٹھانے کی ممانعتؓ ---------- 490
جو غیر اللہ کی قسم اٹھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے --------- 492
وہ شخص جو چلنے کی قسم اٹھائے لیکن وہ استطاعت نہ رکھے -- 493
نذر ماننے کی کراہت / ممانعتؓ ---------- 494
نذر پوری کرنا ---------- 495
نبی ﷺ کس طرح قسم اٹھاتے تھے ---------- 496
غلام آزاد کرنے کا ثواب ---------- 496
جو شخص اپنے خادم کو تھپڑ مارتا ہے ---------- 497
ملت اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کی قسم اٹھانے کی ممانعتؓ ---------- 498
جو شخص پیدل چل کر حج کرنے کی نذر مانے ---------- 499
لات وعزیٰ کی قسم کس طرح کالعدم ہو سکتی ہے -------- 499
میت کی طرف سے نذر پوری کرنا ---------- 500
غلام آزاد کرنے والے کی فضیلت ---------- 501

أَبْوَابُ السِّيَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
جہادی مہمات کا بیان

قتال سے قبل دعوت دینا ---------- 502
مسجد دیکھ کر اور اذان سن کر حملہ کرنے کی ممانعتؓ ----- 504
شب خون مارنا اور حملے کرنا ---------- 504
کھیت اور باغات وغیرہ جلانا اور گھر برباد کرنا ---------- 506
مال غنیمت کا بیان ---------- 507
مال غنیمت میں سے گھوڑے کا حصہ ---------- 508
فوجی دستوں کا بیان ---------- 509
مال غنیمت کیسے دیا جائے گا ---------- 510
کیا غلام کا حصہ مقرر کیا جائے گا ---------- 511
کیا مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والے ذمیوں کا حصہ مقرر کیا جائے گا ---------- 512
مشرکوں کے برتن استعمال کرنا ---------- 513
غنیمت کے حصے سے زائد عطا کرنا ---------- 514
قتل کرنے والا مقتول کے ساز وسامان کا حق دار ہے ------ 516
تقسیم سے پہلے اموال غنیمت کی بیع کرنے کی ممانعتؓ ---- 518
حاملہ قیدی خواتین سے جماع کرنے کی ممانعتؓ ----- 518
مشرکوں کا کھانا ---------- 519

قیدیوں کے درمیان تفریق وجدائی کرنے کی ممانعت ---- 520
قیدیوں کو قتل کرنا اور فدیہ لینا ---------- 521
عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت ---------- 523
آگ سے جلانے کی ممانعت ---------- 524
مال غنیمت میں خیانت وچوری ---------- 525
خواتین کا جنگ میں حصہ لینا ---------- 527
مشرکوں کے تحائف قبول کرنا ---------- 527
مشرکوں کے تحائف قبول کرنے کی ممانعت ------ 528
سجدہ شکر کا بیان ---------- 529
عورت اور غلام کی امان ---------- 529
عہد شکنی کا بیان ---------- 531
قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا ہوگا --- 532
حکم پر نزول / فیصلے کو ماننا ---------- 533
حلف ومعاہدہ / حلیف ---------- 535
مجوسیوں سے جزیہ لینا ---------- 536
ذمیوں کے اموال میں سے کیا حلال ہے ---------- 537
ہجرت کا بیان ---------- 538
نبی ﷺ کی بیعت کرنا ---------- 539
بیعت توڑنا ---------- 541
غلام کی بیعت ---------- 542
خواتین کی بیعت ---------- 542
اصحاب بدر کی تعداد کا بیان ---------- 544
خمس کا بیان ---------- 544
مال غنیمت لوٹنا ---------- 545
اہل کتاب کو سلام کرنا ---------- 547
مشرکوں کے درمیان قیام کرنے کی ممانعت -------- 548
یہود ونصاری کو جزیرہ عرب سے نکالنا ---------- 550
رسول اللہ ﷺ کا ترکہ ---------- 551
نبی ﷺ نے فتح (مکہ) کے دن فرمایا: آج کے بعد اس پر حملہ نہیں کیا جائے گا ---------- 554
کس وقت میں قتال کرنا مستحب ہے ---------- 555
طیرہ (فال یا شگون لینا) ---------- 556
قتال کے بارے میں نبی ﷺ کی وصیت ---------- 558

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
جہاد کی فضیلت کا بیان

جہاد کی فضیلت ---------- 561
اللہ کی راہ میں مورچہ بند شخص کی موت کی فضیلت ----- 562
اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت ---------- 563
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت ---------- 564
اللہ کی راہ میں خدمت کی فضیلت ---------- 565
مجاہد تیار کرنے والے کی فضیلت ---------- 566
اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے والے پاؤں کی فضیلت ---- 567
اللہ کی راہ میں غبار کی فضیلت ---------- 568
اللہ کی راہ میں بوڑھا ہونے کی فضیلت ---------- 569
اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے کی فضیلت ---------- 570
اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت ---------- 571
اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت ---------- 573
شہید کا ثواب ---------- 573
اللہ کے ہاں شہداء کی فضیلت ---------- 576
بحری جہاد کا بیان ---------- 577
جو شخص ریا اور دنیا کی خاطر قتال کرتا ہے ---------- 578
اللہ کی راہ میں صبح کے وقت اور شام کے وقت نکلنے کی فضیلت - 579
بہترین شخص کون ہے؟ ---------- 582
جو شخص شہادت کی دعا کرتا ہے ---------- 583
مجاہد، نکاح کرنے والے اور مکاتبت کرنے والے کی اللہ مدد فرماتا ہے ---------- 584

اللہ کی راہ میں زخمی ہونے والا ---------- 584
کون سا عمل افضل ہے؟ ---------- 585
جنّت کے دروازے تلواروں کے سایوں تلے ہیں ----- 586
کون سا شخص افضل ہے؟ ---------- 587
شہید کا ثواب ---------- 588
دشمن کی سرحد پر پڑاؤ ڈالنے / پہرہ دینے کی فضیلت ---- 589

أَبْوَابُ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جہاد کا بیان

معذور شخص کا جہاد میں حصہ نہ لینا ---------- 593
جو شخص والدین کو چھوڑ کر جہاد کے لیے جاتا ہے ------- 594
ایک آدمی کو بطور لشکر روانہ کرنا ---------- 594
اکیلے سفر کرنے کی ممانعت ---------- 595
جنگ میں جھوٹ اور دھوکے کی رخصت -------- 596
نبی ﷺ کے غزوات کی تعداد ---------- 597
لڑائی کے وقت صف بندی اور تیاری ---------- 598
لڑائی کے موقع پر دعا کرنا ---------- 598
نبی ﷺ کے جھنڈے ---------- 599
نبی ﷺ کا پرچم ---------- 600
تعارفی نعرہ (خفیہ کوڈ) ---------- 601
رسول اللہ ﷺ کی تلوار ---------- 602
لڑائی کے موقع پر روزہ نہ رکھنا ---------- 602
گھبراہٹ کے موقع پر (آبادی سے) باہر نکلنا --------- 603
قتال کے وقت ثابت قدم رہنا ---------- 604
تلواریں اور ان کا زیور ---------- 606
زِرہ کا بیان ---------- 607
خود کا بیان ---------- 607
گھوڑوں کی فضیلت ---------- 608
بہترین گھوڑا ---------- 609
ناپسندیدہ گھوڑا ---------- 610
گھوڑ دوڑ پر شرط اور انعام مقرر کرنا ---------- 611
گدھے سے گھوڑی پر جفتی کرانے کی ممانعت ------- 612
ناتواں مسلمانوں کے ذریعے فتح مانگنا ---------- 613
گھوڑوں کو گھنٹیاں باندھنے کی ممانعت ---------- 613
امیر جنگ مقرر کرنا ---------- 614
امام / حکمران کا بیان ---------- 615
امام کی اطاعت ---------- 616
خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں ------ 617
جانوروں کو لڑانے اور چہرے پر مارنے اور داغ دینے کی
ممانعت ---------- 618
باب: چہرے پر مارنے اور داغ دینے کے متعلق -------- 619
آدمی کب بالغ ہوتا ہے؟ ---------- 619
شہید کے ذمے قرض ہو تو؟ ---------- 620
شہداء کی تدفین ---------- 621
مشورہ کرنا ---------- 622
معرکہ میں قتل ہونے والے کافر شخص کی لاش فروخت نہیں کی
جائے گی ---------- 623
میدان جہاد سے فرار ہونا ---------- 624
شہداء کو ان کی شہادت گاہ پر دفن کرنا ---------- 624
آنے والے کا استقبال کرنا ---------- 625
مال فیے کا بیان ---------- 625

اَبْوَابُ اللِّبَاسِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

لباس کا بیان

مردوں کے لیے ریشم اور سونے کا استعمال ---------- 627
لڑائی میں ریشم پہننے کی رخصت ---------- 628
ریشمی لباس کو پہنے بغیر اسے ہاتھ لگانا ---------- 629
مرد سرخ لباس پہن سکتے ہیں ---------- 630

مردوں کے لیے زرد رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعتؓ ---------- 630
پوستین پہننا ---------- 631
مردار کے رنگے ہوئے چمڑے ---------- 632
ازار لٹکانے کی ممانعتؓ ---------- 635
خواتین کے کپڑے کے دامن کا لٹکنا ---------- 636
اون پہننا ---------- 637
کالا عمامہ ---------- 638
عمامے کا شملہ کندھوں کے درمیان لٹکانا ---------- 639
سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعتؓ ---------- 640
چاندی کی انگوٹھی ---------- 640
انگوٹھی کا نگینہ ---------- 641
دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ---------- 642
انگوٹھی پر نقش کرنا ---------- 644
تصویر کے بارے میں ---------- 645
تصویر کشی کرنے والے ---------- 646
خضاب لگانا ---------- 647
کندھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں ---------- 649
روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعتؓ ---------- 650
سرمہ لگانا ---------- 651
ایک کپڑے کے ساتھ اشتمال الصماء اور گوٹ مار کر بیٹھنے کی ممانعتؓ ---------- 652
بالوں میں الگ سے دوسرے بال جوڑنا ---------- 653
ریشمی زین پوش پر سواری کرنا ---------- 653
نبی ﷺ کا بچھونا ---------- 654
قمیض کے بارے میں ---------- 655
نیا لباس / کپڑا پہننے کی دعا ---------- 657
جبہ اور موزے پہننا ---------- 657
سونے کے ساتھ دانت باندھنا ---------- 659
درندوں کے چمڑے کی ممانعتؓ ---------- 660
نبی ﷺ کے نعل مبارک ---------- 661
ایک جوتے میں چلنے کی ممانعت ---------- 661
کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعتؓ ---------- 662
ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے کی رخصت ---------- 663
جب جوتا پہنے تو پہلے کس پاؤں میں پہنے ---------- 664
کپڑے کو پیوند لگانا ---------- 664
مینڈھیاں اور چٹیاں بنانے کا بیان ---------- 665
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آستین کس طرح تھے ---------- 666
ازار / تہبند کہاں تک ہونا چاہیے ---------- 667
ٹوپیوں پر عمامے ---------- 667
لوہے کی انگوٹھی ---------- 668
دو انگلیوں میں انگوٹھی پہننے کی ممانعتؓ ---------- 669
رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس ---------- 670

أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

کھانے کا بیان

نبی ﷺ کس پر کھانا کھاتے تھے ---------- 671
خرگوش کھانے کی حلت ---------- 672
ضب (سانڈہ) کھانا ---------- 673
لکڑ بھگا کھانے کا بیان ---------- 673
گھوڑوں کا گوشت کھانا ---------- 675
گھریلو / پالتو گدھوں کا گوشت ---------- 675
کافروں کے برتن میں کھانا ---------- 677
چوہیا گھی میں گر کر مر جائے ---------- 678
بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعتؓ ---------- 679
کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا ---------- 680
اگر لقمہ گر جائے ---------- 681

کھانے کے وسط سے کھانے کی ممانعت ---------- 682
لہسن اور پیاز کھانے کی ممانعت ---------- 683
لہسن کو پکا کر کھانے کی رخصت ---------- 684
سوتے وقت برتن ڈھانپنا اور چراغ و آگ کو بجھانا ------- 685
دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت ---------- 687
کھجور کا استحباب ---------- 687
کھانا کھانے کے بعد اللہ کی حمد / شکر بجالانا ---------- 688
مجذوم شخص کے ساتھ کھانا کھانا ---------- 689
مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے --- 690
ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے ---------- 691
ٹڈیاں کھانا ---------- 692
ٹڈیوں کے لیے بددعا ---------- 693
جلالہ (مینگنی اور لید کھانے والے جانور) کا گوشت کھانا اور اس
کا دودھ پینا ---------- 694
مرغ کھانا ---------- 695
سرخاب کا گوشت کھانا ---------- 696
بھنا ہوا گوشت کھانا ---------- 696
ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت ---------- 697
نبی ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا ---------- 698
شوربا زیادہ بنانا ---------- 698
ثرید کی فضیلت ---------- 699
دانتوں کے ساتھ نوچ کر گوشت کھانا ---------- 700
نبی ﷺ کی طرف سے چھری کے ساتھ گوشت کاٹنے کی
رخصت ---------- 701
رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ گوشت ---------- 701
سرکہ کا بیان ---------- 702
تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھانا ---------- 704
ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھانا ---------- 705
اونٹوں کا پیشاب پینا ---------- 706
کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنا ---------- 706
کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا ---------- 707
کھانے پر تسمیہ پڑھنے کا بیان ---------- 708
کدو کھانا ---------- 709
زیتون کھانا ---------- 710
غلام کے ساتھ کھانا ---------- 711
کھانا کھلانے کی فضیلت ---------- 712
شام کے کھانے کی فضیلت ---------- 713
کھانے پر بسم اللہ پڑھنا ---------- 713
ہاتھ میں (کھانے وغیرہ کی) بساند ہو تو اس حال میں رات بسر
کرنے کی ممانعت ---------- 715

أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ
مشروبات کا بیان

شراب نوشی کے بارے میں ---------- 716
ہر نشہ آور چیز حرام ہے ---------- 718
جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے 719
مٹکے کی نبیذ ---------- 720
دباء، نقیر اور حنتم میں نبیذ بنانے کی ممانعت ---------- 721
ظروف (برتنوں) میں نبیذ بنانے کی رخصت ---------- 722
مشکیزے میں نبیذ تیار کرنا ---------- 723
وہ اناج جس سے شراب بنائی جاتی ہے ---------- 724
گدر (نیم پختہ) کھجور اور خشک کھجور کو ملانا ---------- 726
سونے اور چاندی کے برتن میں پینے کی ممانعت ------ 727
کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت ---------- 727
کھڑے ہو کر پینے کی رخصت ---------- 728
برتن میں سانس لینا ---------- 730
دو سانس میں پینا ---------- 731

مشروب میں پھونک مارنے کی ممانعت ---------- 732
برتن میں سانس لینے کی ممانعت ---------- 732
مشکیزے کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی
پینے کی ممانعت ---------- 733
اس (مذکورہ بالا حدیث میں مذکور ممانعت) کے بارے میں
رخصت ---------- 733
دائیں طرف والے (پہلے) پینے کے زیادہ حق دار ہیں ---------- 734
لوگوں کو پانی پلانے والا خود ان کے آخر پر پیئے گا ---------- 735
رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ مشروب ---------- 735

8

اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جنازے کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الْمَرِيضِ

مرض کا ثواب

965: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً".

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کو کانٹا چبھ جائے یا اس سے زیادہ/کم کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بڑھا دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَسَدِ بْنِ كُرْزٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ وَأَبِي مُوسَى.

اس باب میں سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمرو، ابو عبیدہ بن جراح، ابو ہریرہ، ابو امامہ، ابو سعید، انس، اسد بن کرز، جابر بن عبداللہ، عبدالرحمن بن ازہر اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٨١٩ اخرجه البيهقي: ٣/٣٧٣، مالك: ١٩٧٧، الادب المفرد: ٤٩٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٤٠، صحیح مسلم: ٢٥٧٢، السنن نسائی فی الکبری: ٧٤٨٦ و ٧٤٨٧، و٧٤٨٨، مسند احمد: ٢٤١١٤، صحیح ابن حبان: ٢٩٠٦، و ٢٩٢٥

966: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کو جو بھی رنج و غم اور دکھ حتی کہ وہ غم جو اسے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا حَزَنٍ وَلَا وَصَبٍ حَتَّى الْهَمُّ يَهُمُّهُ إِلَّا يُكَفِّرُ اللهُ بِهِ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ".

غم زدہ کر دے پہنچتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ فِي هَذَا الْبَابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس باب میں یہ حدیث حسن ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: لَمْ يُسْمَعْ فِي الْهَمِّ أَنَّهُ يَكُونُ كَفَّارَةً إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

میں نے جارود سے سنا: وہ کہتے ہیں میں نے وکیع کو بیان کرتے ہوئے سنا، صرف اسی حدیث میں سنا گیا ہے کہ غم کفارہ بن جاتا ہے۔ ان سب سے بعض نے اس حدیث کو عطا بن یسار عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الصحيحة: ٢٥٠٣، اخرجه ابو يعلى: ١٦٥٦، الطحاوي في شرح المشكل: ٢٢٢٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٧٣، مسند احمد: ١١٠٠٧

فوائد الحدیث: (۱) انسانی زندگی خوشی و غمی، تنگی و آسانی سے عبارت ہے لیکن خوشی ہو یا پریشانی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مومن مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا باعث ہوتی ہے کہ خوشی میں انسان شکر کرتا ہے اور مصیبت و پریشانی میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دونوں صورتوں میں اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے عجب لامر المومن

(۲) اور یہ اجر و ثواب کبھی درجات کی بلندی اور کبھی گناہوں کی معافی کی صورت میں ملتا ہے۔

(۳) یہ ساری فضیلت صرف اور صرف ایمان کی برکت سے ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ایمان کو خالص اور مضبوط کریں کہ آخرت میں بھی نجات کا دارومدار ایمان پر ہی ہے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

مریض کی عیادت کرنا

967: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ".

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان جب دوسرے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے پھل / میوے چننے میں مصروف رہتا ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي مُوسَى وَالْبَرَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، ابو موسیٰ، براء، ابوہریرہ، انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ثَوْبَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى أَبُو غِفَارٍ وَعَاصِمٌ الأَحْوَلُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ مَنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ فَهُوَ أَصَحُّ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحَادِيثُ أَبِي قِلَابَةَ إِنَّمَا هِيَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ فَهُوَ عِنْدِي عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ.

ابو غفار اور عاصم احول نے اس حدیث کو ابو قلابہ عن ابی اشعث عن ابی اسماء عن ثوبان کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ میں نے امام بخاری کو سنا وہ فرماتے تھے: جس نے اس حدیث کو ابو اشعث عن ابی اسماء کی سند سے روایت کیا وہ زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری نے کہا: ابو قلابہ کی روایات ابو اسماء سے ہی ہیں صرف اس حدیث میں نہیں جبکہ وہ بھی میرے نزدیک ابو اشعث عن ابی اسماء کی سند سے ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٣/٣، القضاعي: ٣٨٥، البغوي: ١٤٠٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٦٨ و ٣٩ و ٤٠ و ٤١، مسند احمد: ٢٢٣٧٣، صحيح ابن حبان: ٢٩٥٧

968: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيهِ قِيلَ: مَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((جَنَاهَا))

ابو اسماء نے ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: خرفة الجنة "سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جنّت کے میوے چننا"۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ایوب عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان کی سند سے نبی ﷺ سے خالد کی روایت کے مانند ہے، اور اس میں عن ابی الاشعث نہیں کہا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان میں سے بعض نے اسے حماد بن زید سے روایت کیا اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٥٢١، الطبراني في الكبير: ١٤٤٥، القضاعي: ٣٨٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٥٦٨ و ٤٢، مسند احمد: ٢٢٣٨٩

فوائد الحدیث: (۱) بیماری جہاں مریض کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہے وہاں مریض کی عیادت کرنے والوں کے لیے بھی جنّت میں جانے کا راستہ ہے۔ بیمار پرسی کرنا اتنا عظیم عمل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے جنّت کے پھل چننے سے تعبیر فرمایا کہ وہ جتنا وقت بھی دوسرے مُسلمان بھائی کی عیادت میں صرف کرتا ہے گویا کہ وہ اتنا وقت جنّت کے باغات میں گزارتا ہے (سبحان اللہ)۔

(۲) ہمیں یہ فضیلت حاصل کرنے لیے دوسرے مُسلمان بھائی کی عیادت کے لیے وقت نکالنا چاہیے خصوصاً عُلماء و آئمہ مساجد کو اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

969: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ ثُوَيْرٍ هُوَ ابْنُ أَبِي فَاخِتَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِي قَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْحَسَنِ نَعُودُهُ.

ثویر بن ابی فاختہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، حسن (رضی اللہ عنہ) کے پاس ہمارے ساتھ چلو، ہم اس کی عیادت کرتے ہیں، پس ہم نے

فَوَجَدْنَا عِنْدَهُ أَبَا مُوسَى فَقَالَ: عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعَائِدًا جِئْتَ يَا أَبَا مُوسَى! أَمْ زَائِرًا؟ فَقَالَ: لَا بَلْ عَائِدًا. فَقَالَ: عَلِيٌّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ)).

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس پایا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو موسیٰ! کیا آپ عیادت کرنے آئے ہیں یا ملاقات کرنے؟ انہوں نے فرمایا: ملاقات کرنے نہیں بلکہ عیادت کرنے، تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسے شام ہونے تک دعائیں دیتے رہتے ہیں، اور اگر وہ شام کے وقت اس کی عیادت کرتا ہے تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنّت میں ایک باغ ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِنْهُمْ مَنْ وَقَفَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَأَبُو فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث دیگر طرق سے بھی مروی ہے ان میں سے بعض نے اسے موقوف بیان کیا ہے مرفوع روایت نہیں کیا۔ ابو فاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

حكم الحديث: (صحيح: إِلَّا قَوْلِهِ: ((زَائِرًا)) وَالصَّوَابُ: ((شَامِتًا))) زائرًا کے الفاظ صحیح نہیں۔ اس کی جگہ شامتا کے الفاظ صحیح ہیں۔ الصحيحة: ١٣٦٨، الروض: ١١٠٠۔ بعض کہتے ہیں یہ ثویر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ البتہ اس کا کچھ حصہ صحیح ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣١٠٠،٣٠٩٩،٣٠٩٨ سنن ابن ماجه: ١٤٤٢، سنن نسائی فی الکبری: ٧٤٩٤، مسند احمد: ٩٧٥،٦١٢ صحيح ابن حبان: ٢٩٥٨

فوائد الحديث: (۱) بیمار پرسی کو جاتے وقت نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی ہونی چاہیے کیونکہ ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

(۲) عیادت کے لیے جانے والا شخص چونکہ بیمار آدمی کی حوصلہ افزائی کے کلمات کہتا ہے۔ اس کے لیے صحت کی دعا کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے حق میں دعائیں کرنے کے لیے فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّمَنِّي لِلْمَوْتِ

موت کی تمنّا کرنے کی ممانعت

970: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوَى فِي بَطْنِهِ فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ لَقِيَ مِنَ الْبَلَاءِ مَا

حارثہ بن مضرب نے بیان کیا: میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جبکہ انہوں نے اپنے پیٹ کو (بیماری کے باعث) داغ دیا تھا، انہوں نے فرمایا: جس قدر مجھے مصائب سے دو چار ہونا پڑا اس قدر نبی ﷺ کے کسی صحابی کو آزمائشوں سے دو چار نہیں ہونا پڑا۔

لَقِيتُ لَقَدْ كُنتُ وَمَا أَجِدُ دِرْهَمًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي نَاحِيَةِ مِنْ بَيْتِي أَرْبَعُونَ أَلْفًا وَلَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَوْ نَهَى أَنْ نَتَمَنَّى الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ.

نبی ﷺ کے دور میں میرے پاس ایک درہم بھی نہیں تھا جبکہ اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع نہ کیا ہوتا کہ موت کی تمنّا نہیں کرنی تو میں ضرور (موت کی) تمنّا کرتا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا انس، ابوہریرہ اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ خَبَّابٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خباب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) احکام الجنائز: ٥٩، اخرجه عبدالرزق: ٢٠٦٣٥، الطبراني في الكبير: ٣٦٦٨، الحلية: ١٤٤/١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٧٢، صحیح مسلم: ٢٦٨١، سنن ابن ماجه: ٤١٦٣، سنن نسائی: ٤/٤، مسند احمد: ٢١٠٥٤ و ٢١٠٦٦

971: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ وَلْيَقُلِ ((اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف آجانے پر موت کی تمنّا نہ کرے، بلکہ یوں کہے: ((اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)) ”اے اللہ! جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھنا اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے فوت کر دینا۔“ عبدالعزیز بن صہیب نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٠٦١، والنسائي في عمل اليوم والليلة: ١٠٥٩، عبد بن حميد: ١٦٤٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٧١، صحیح مسلم: ٢٦٨٠، سنن ابو داود: ٣١٠٨، و ٣١٠٩، سنن ابن ماجه: ٤٢٦٥، سنن نسائی: ٤/٣، و ٣-٤، مسند احمد: ١١٩٧٩، صحیح ابن حبان: ٩٦٨ و ٢٩٦٦

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی بیماری یا مُصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنّا اور خواہش نہیں کرنی چاہیے بلکہ صبر و شکر کے ساتھ وہ مشکل ایام بسر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں آسانیاں پیدا فرما دے اور اس پریشانی کو رفع درجات کا باعث بنائے۔ اگر انسان بہت ہی مجبور اور لاچار ہو جائے تو پھر یوں دعا کرے کہ (اے اللہ اگر تو میرا زندہ رہنا میرے لیے دنیا و آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھنا اور جب میرا فوت ہو جانا میرے لیے دنیا و آخرت کے لحاظ سے بہتر ہو تو مجھے فوت کر لینا)

(۲) یہ درحقیقت موت کی تمنّا نہیں بلکہ دنیاوی زندگی میں خیر کی توفیق کی دعا ہے اس لیے دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَوُّذِ لِلْمَرِيضِ

مریض کے لیے تعوذ

972: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: "بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنِ حَاسِدٍ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ وَاللهُ يَشْفِيكَ".

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: محمد (ﷺ)! آپ بیمار ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں" انہوں نے کہا: "بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنِ حَاسِدٍ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ وَاللهُ يَشْفِيكَ" "اللہ کے نام سے میں آپ کو تکلیف دینے والی ہر چیز سے، ہر نفس کے شر سے اور حسد کرنے والے کی آنکھ سے اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں اور اللہ آپ کو شفا عطا فرمائے گا۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٨/٨، الطبراني في الدعاء: ١٠٩١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٠٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٨٦، سنن ابن ماجه: ٣٥٢٣، مسند احمد: ١١٢٢٥، وشرح مشكل الآثار: ٢٩٠٤

973: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: "دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ! اشْتَكَيْتُ. فَقَالَ أَنَسٌ: أَفَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)).

عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا: میں اور ثابت بنانی سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ثابت نے کہا: ابو حمزہ! میں بیمار ہو گیا ہوں، انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے دم کے ساتھ دم نہ کروں؟
انہوں نے کہا، ضرور کریں، انہوں نے کہا: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) "اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف دور کرنے والے! شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے! تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا انس اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقُلْتُ لَهُ رِوَايَةُ عَبْدِ

اور میں نے ابو زرعہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو میں

الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَصَحُّ أَوْ حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كِلَاهُمَا صَحِيحٌ. وَرَوَى عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ.

نے انہیں کہا عبدالعزیز کی ابو نضرہ عن ابی سعید کی سند سے روایت زیادہ صحیح ہے یا عبدالعزیز عن انس کی سند سے؟ تو انہوں نے کہا: دونوں صحیح ہیں۔ عبدالصمد بن عبدالوارث نے عن ابیہ عن عبدالعزیز بن صہیب عن ابی نضرہ عن ابی سعید اور عن عبدالعزیز بن صہیب عن انس کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة: ١٠٢٢، الخطيب في تاريخه: ٢٥٧/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٧٤٢، سنن ابو داود: ٣٨٩٠، مسند احمد: ١٢٥٣٢

فوائد الحدیث: (۱) مریض کو "دم" کرنا جائز اور درست ہے لیکن اس کے لیے کسی موحد اور متبع سُنت شخص کا انتخاب کرنا چاہیے غیر مسلم اور مشرک افراد سے "دم" نہیں کروانا چاہیے کیونکہ معلوم نہیں وہ کون سے کلمات کے ساتھ "دم" کرے گا۔

(۲) بیماری سے شفا دینے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے لہٰذا اسی سے ہی شفا طلب کرنی چاہیے اور مسنون کلمات اور دعاؤں کے ساتھ دم کرنا چاہیے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

وصیت کی ترغیب

974: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مُسلمان شخص کا یہ حق نہیں کہ وہ دو راتیں گزار دے جبکہ اس کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو اور اس کے پاس اس کی وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى.

اس باب میں سیّدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) واخرجه الدارمي: ٣١٧٩، ابن الجارود: ٩٤٦، ابن عدي في الكامل: ١١٧/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٣٨، صحیح مسلم: ١٦٢٧، سنن ابو داود: ٢٨٦٢، سنن ابن ماجه: ٢٦٩٩، سنن نسائی: ٢٣٨/٦-٢٣٩ مسند احمد: ٤٤٦٩ و ٤٥٧٨، صحیح ابن حبان: ٦٠٢٤، و ٦٠٢٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے جب وراثت کے احکام نازل نہیں فرمائے تھے تو اس وقت وصیت کرنا فرض تھا جب آیت میراث نازل ہوئی تو وصیت کی فرضیت کو منسوخ کر دیا گیا البتہ چند شرائط کے ساتھ اسے جائز رکھا۔

(۲) قریبی رشتہ دار جو وراثت میں حصہ دار نہیں غریب اور تنگدست ہیں تو ان کے حق میں وصیت کرنا چاہیے خصوصاً پوتے اور نواسے وغیرہ جو وراثت سے محروم ہو گئے ہیں ان کے حق میں ضرور وصیت کرنی چاہیے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چاچے، تائے اور ماموں تو دولت کی ریل پیل کی

وجہ سے موجیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن بھتیجے اور بھانجے فقر و غربت کی وجہ سے فاقوں تک کا شکار ہوتے ہیں۔

(۳) بیٹے یا بیٹی کے فوت ہو جانے کی صورت میں ان کی اولاد جو اپنے دادے یا نانے کی وراثت سے محروم رہ گئی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کئی ایک حکمتیں کار فرما ہیں لہٰذا ان کے حق میں وصیت کرنی چاہیے بلکہ اسے ورثاء میں معروف کرنا چاہیے اور تحریر کی شکل میں محفوظ کرنا چاہیے

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ

تہائی اور چوتھے حصے کی وصیت کرنا

975: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ فَقَالَ: ((أَوْصَيْتَ)). قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ: ((بِكَمْ)). قُلْتُ بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. قَالَ: ((فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ)). قُلْتُ: هُمْ أَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ. قَالَ: ((أَوْصِ بِالْعُشْرِ)). فَمَا زِلْتُ أُنَاقِصُهُ حَتَّى قَالَ ((أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَنَحْنُ نَسْتَحِبُّ أَنْ يَنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)).

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت کی جبکہ میں مریض تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے وصیت کی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کتنے مال کی؟'' میں نے عرض کیا: اپنے سارے مال کے متعلق کہ وہ اللہ کی راہ میں وقف ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے کہا: وہ مال دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دسویں حصے کی وصیت کر'' پس میں اسے کم سمجھتا رہا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تہائی کی وصیت کر اور ایک تہائی بھی بڑا (حصہ) ہے۔'' ابو عبدالرحمٰن نے کہا: ہم ایک تہائی سے کم وصیت کرنے کو مستحب سمجھتے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''ایک تہائی بھی بڑا حصہ ہے'' کی وجہ سے ہے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَعْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ ((وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، ان سے کئی طرق سے مروی ہے، اور ان سے ''والثلث کبیر'' کے الفاظ مروی ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُوصِيَ الرَّجُلُ بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَيَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ وہ اسے درست نہیں سمجھتے کہ آدمی ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت کرے، اور وہ اسے مستحب سمجھتے ہیں کہ وہ ایک تہائی سے کم وصیت کرے۔

قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ فِي الْوَصِيَّةِ الْخُمُسَ دُونَ الرُّبُعِ وَالرُّبُعَ دُونَ الثُّلُثِ وَمَنْ أَوْصَى

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ وصیت میں چوتھائی کی نسبت پانچویں حصے کے متعلق، اور تہائی کی نسبت چوتھائی حصے کے

بِالثُّلُثِ فَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا وَلَا يَجُوزُ لَهُ إِلَّا الثُّلُثُ.

متعلق وصیت کرنا پسند کرتے تھے، اور جس نے تہائی حصے کے متعلق وصیت کی تو اس نے کوئی چیز نہ چھوڑی، اور اس کے لیے صرف تہائی جائز ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٨٩٩، صحیح ابی داؤد: ٢٥٥٠، اخرجه الطيالسي: ١٩٤، سعيد بن منصور: ٣٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٩٥ و ٢٧٤٢، صحیح مسلم: ١٦٢٨، سنن ابي داود: ٢٨٦٤، سنن ابن ماجه: ٢٧٠٨، سنن نسائی: ٦/٢٤١-٢٤٢ و ٢٤٣ و ٢٤٤، مسند احمد: ١٤٤٠ و ١٤٨٢ صحیح ابن حبان: ٤٢٤٩ و ٦٠٢٦

فوائد الحدیث: (۱) ہر شخص اپنے مال میں سے ایک تہائی (تیسرے حصہ) کی وصیت کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں اگرچہ اس کے ورثاء مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲) وصیت کی آڑ میں اپنے ورثاء کو محروم کرنا مقصود نہ ہو بلکہ خالص رضائے الٰہی کی نیت سے دوسرے مسلمان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرنا مقصد ہو۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ عِنْدَهُ

موت کے وقت مریض کو تلقین کرنا اور اس کے لیے دعا کرنا

976: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں کو ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کرو۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَسُعْدَى الْمُرِّيَّةِ وَهِيَ امْرَأَةُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ، ام سلمہ، عائشہ، جابر اور طلحہ بن عبید اللہ کی اہلیہ سُعدی المریہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٢٣٨، ابو يعلى: ١٠٩٦، البيهقي: ٣/٣٨٣

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٩١٦، سنن ابو داود: ٣١١٧، سنن ابن ماجه: ١٤٤٥، سنن نسائی: ٤/٥، مسند احمد: ١٠٩٩٣، صحیح ابن حبان: ٣٠٠٣

فوائد الحدیث: (۱) ایسا شخص جو قریب المرگ ہے اگر تو وہ ہوش و حواس میں ہے اور کسی قسم کی گھبراہٹ اور بے چینی اس پر طاری نہیں بلکہ وہ دنیاوی باتیں یا وصیتیں پورے اعتماد کے ساتھ کر رہا ہے تو پھر اسے کہا جا سکتا ہے کہ کلمہ پڑھو اس موقع پر کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھ کر بھی سنانا چاہیے۔

(۲) اگر قریب المرگ شخص گھبراہٹ، بے چینی یا تکلیف میں مبتلا ہے تو پھر اسے کہنا نہیں چاہیے بلکہ تھوڑی سی بلند آواز کے ساتھ اس کے قریب کلمہ پڑھنا چاہیے، تاکہ اسے سن کر وہ بھی پڑھ لے یا کم از کم عقیدہ توحید کی طرف اس کا دل و دماغ متوجہ ہو جائے۔

977: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا: خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ)). قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ مَاتَ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ تم اس وقت جو کچھ کہتے ہو تو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“ انہوں (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! ابو سلمہ وفات پا گئے ہیں، تو

قَالَ: فَقُولِي ((اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً)). قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللهُ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: ((اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً)) اے اللہ! مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدلہ عطا فرما۔“ انہوں نے بیان کیا: میں نے یہ دعا کی تو اللہ نے مجھے ان (ابو سلمہ رضی اللہ عنہ) سے بہتر اللہ کے رسول (بطور شوہر) عطا فرما دیے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: شَقِيقٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ أَبُو وَائِلٍ الأَسَدِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شقیق وہ ابن سلمہ ابو وائل اسدی ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ كَانَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُلَقَّنَ الْمَرِيضُ عِنْدَ الْمَوْتِ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا قَالَ: ذَلِكَ مَرَّةً فَمَا لَمْ يَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُلَقَّنَ وَلَا يُكْثَرَ عَلَيْهِ فِي هَذَا.

مریض کو اس کی موت کے وقت لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا مستحب سمجھا جاتا تھا، بعض اہل علم نے کہا ہے: جب اس نے ایک بار کہا اور پھر اس کے بعد اس نے کلام نہ کیا تو پھر اسے تلقین کرنی چاہیے نہ اس سے زیادہ بار کہنے کے لیے کہا جائے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ جَعَلَ رَجُلٌ يُلَقِّنُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَكْثَرَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ إِذَا قُلْتُ مَرَّةً فَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مَا لَمْ أَتَكَلَّمْ بِكَلَامٍ. وَإِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ عَبْدِ اللهِ إِنَّمَا أَرَادَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ كَانَ آخِرُ قَوْلِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ایک آدمی انہیں بار بار لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے لگا، تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: جب میں نے ایک بار کہہ دیا تو جب تک میں نے کوئی اور کلام نہیں کیا تو پھر میں اسی پر قائم ہوں، عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے قول کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے اس فرمان کو مراد لیا ہے: ”جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو تو وہ جنّت میں جائے گا۔“

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٦/٣، ابو يعلى: ٦٩٦٤، الحاكم: ١٦/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩١٩، سنن ابي داود: ٣١١٥، سنن ابن ماجه: ١٤٤٧، سنن نسائی: ٤/٤-٥، مسند احمد: ٢٦٤٩٧، صحيح ابن حبان: ٣٠٠٥

فوائد الحدیث: (۱)اگر آدمی کسی مریض کے پاس جائے تو اس کے لیے شفا کی دعا کرے، حوصلے اور تسلی والے کلمات کہے کہ فرشتے اس کی دعا پر ''آمین'' کہتے ہیں۔

(۲)اگر آدمی فوت ہو گیا ہے تو اس کے پاس جانے والوں کو یہ چاہیے کہ اس کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے لیے بخشش کی دعا کریں رونے پیٹنے اور نوحہ خوانی سے مکمل اجتناب کریں کہ فرشتے اس کے لیے ایک ایک کلمے پر ''آمین'' کہتے ہیں خصوصاً اس موقع پر جو لوگ میت کے ساتھ اپنے تعلق کو جتانے کے لیے نوحہ خوانی کرتے ہوئے اپنے حق میں بد دعائیں کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ فرشتوں کی ''آمین'' کے نتیجے میں یہ دعائیں فوراً قبول نہ ہو جائیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ عِنْدَ الْمَوْتِ

موت کی سختی

978: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَرْجِسَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيهِ مَاءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ)). أَوْ ((سَكَرَاتِ الْمَوْتِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ کا آخری وقت تھا، اور آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا۔ تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے پھر پانی (والا ہاتھ) چہرے پر پھیر لیتے اور فرماتے: ''اے اللہ! موت کی تکلیفوں اور سختیوں پر میری مدد فرما۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں موسیٰ بن سرجس مجہول راوی ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٣٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٢٣، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٩٣، مسند احمد: ٢٤٣٥٦

979: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَغْبِطُ أَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ کی موت کی شدت دیکھی ہے اس کے بعد میں کسی پر آسانی کے ساتھ موت آجانے پر رشک نہیں کرتی۔

قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَقُلْتُ لَهُ مَنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ هُوَ ابْنُ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ. وَإِنَّمَا عَرَّفَهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

انہوں نے کہا: میں نے اس حدیث کے بارے میں ابوزرعہ سے پوچھا تو میں نے انہیں کہا: عبدالرحمن بن علاء کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: یہ ابن علاء بن لجلاج ہیں۔ اور انہوں نے اس کو اسی سند سے پہچانا۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل المحمديه: ٣٢٥، اخرجه المزي في تهذيب الكمال ٥٣٨/٢٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٤٤٦، سنن نسائی: ٤/٦-٧

980: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَامُ بْنُ الْمِصَكِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ تَخْرُجُ رَشْحًا وَلَا أُحِبُّ مَوْتًا كَمَوْتِ الْحِمَارِ)). قِيلَ وَمَا مَوْتُ الْحِمَارِ قَالَ ((مَوْتُ الْفَجْأَةِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مومن کی روح پسینے کی طرح نکل جاتی ہے، میں گدھے کی موت کی طرح موت پسند نہیں کرتا۔“ عرض کیا گیا: گدھے کی موت کیا ہے؟ تو فرمایا: ”اچانک موت“۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) العلل المتناهية: ١٤٨٨۔اس میں حسام بن مصک ضعیف ہے۔ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ روایت نہیں۔

تخریج الحدیث: مجمع الزوائد: ٢/٣٢٣، الطبراني في الكبير: ١٠٠٤٩، في الاوسط: ٥٨٩

فوائد الحدیث: (۱) موت کے وقت کسی شخص کا تکلیف میں مبتلا ہونا، بیمار ہونا یا بیماری وغیرہ میں شدت آجانا یہ نہ تو بری موت کی علامت ہے اور نا ہی اس شخص کے گنہگار ہونے کی دلیل۔

(۲) اسی طرح ظاہری طور پر کسی شخص پر موت کے وقت کسی قسم کی ظاہری تکلیف کا نہ ہونا اس کی اچھی موت کی دلیل بھی نہیں جیسے کئی لوگ سوئے ہی بغیر کسی ہوں ہاں کے فوت ہو جاتے ہیں یا بیٹھے بیٹھے اچانک سب کے سامنے جان نکل جاتی ہے لیکن کسی کو بھی پتہ نہیں چلتا۔

(۳) بلکہ یاد رکھیں کہ جان نکلنے کی تکلیف کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کی جان نکل رہی ہو اس لیے ظاہر حالت کو دیکھ کر کسی کے بارے میں اچھی یا بری رائے قائم کرنا مناسب نہیں۔

(۴) اچانک موت سے آدمی کو پناہ مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ ایسی موت آنے سے آدمی کو توبہ کا موقع نہیں ملتا جبکہ بیماری وغیرہ ہو تو آدمی توبہ کر سکتا ہے لوگوں سے اپنے معاملات صاف کر سکتا ہے۔وغیرہ۔

9- بَابٌ [فِي فَضْلِ حَسَنَاتٍ طَرَفَيِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ]

رات اور دن کے اطراف پر نیکیوں کی فضیلت

981: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ تَمَّامِ بْنِ نَجِيحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ حَافِظَيْنِ رَفَعَا إِلَى اللّٰهِ مَا حَفِظَا مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ فَيَجِدُ اللّٰهُ فِي أَوَّلِ الصَّحِيفَةِ وَفِي آخِرِ الصَّحِيفَةِ خَيْرًا إِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي مَا بَيْنَ طَرَفَيِ الصَّحِيفَةِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات یا دن کے وقت حفاظت کرنے والے دو فرشتے اللہ کی طرف اوپر جاتے ہیں تو اللہ صحیفے کے اول و آخر میں خیر ہی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے صحیفے کے دونوں اطراف کے درمیان میرے بندے کا جو کچھ ہے وہ میں نے بخش دیا ہے۔“

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) الضعيفة: ٢٢٣٩، تمام بن نجیح ضعیف ہے۔اخرجه ابو يعلى: ٢٧٧٥

تخریج الحدیث: مسند البزار: ٣٢٥٢۔ كشف الاستار، مسند ابي يعلى: ٢٧٧٥ الكامل لابن عدى: ٢/٥١٤، شعب الايمان للبيهقي: ٧٠٥٣، وابن الجوزى في العلل: ١/٤٥

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کی روزانہ کی ڈائری پیش کرنے والے فرشتوں کی ڈیوٹی صبح فجر اور شام عصر کی نماز کے وقت تبدیل ہوتی ہے اگر کوئی شخص دن کے فرشتے کے آنے کے وقت، نماز پڑھ رہا ہے تو فرشتہ یہی لکھ لے گا اور جب شام کو عصر کے وقت اس کے واپس جانے کے وقت یہ آدمی پھر نماز پڑھ رہا ہو گا تو فرشتہ جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور یہی رپورٹ پیش کرے گا کہ جب میں گیا تھا تو تیرا بندہ نماز پڑھ رہا تھا اور جب میں واپس آیا تو وہ پھر سے نماز پڑھ رہا تھا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے کے حق میں فرشتوں کی گواہی کو معتبر پا کر خیر کا معاملہ فرمائیں گے (ان شاء اللہ)

(۲) جو لوگ تمام نمازوں کو عموماً اور فجر اور عصر کی نماز کو خصوصاً اول وقت میں نہیں پڑھتے بلکہ جان بوجھ کر تاخیر کرتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل پر بھی غور کرنا چاہیے اور اپنے حق میں فرشتوں کی گواہی کی بھی فکر کرنی چاہیے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ

مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے

982: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ قَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لا نَعْرِفُ لِقَتَادَةَ سَمَاعًا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ.

بعض اہل علم نے کہا: قتادہ کا عبداللہ بن بریدہ سے سماع معلوم نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٨٠٨، الحاكم: ١/٣٦١، ابو نعيم في الحلية: ٩/٢٢٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٥٢، سنن نسائى: ٣/٥-٦، مسند احمد: ٢٢٩٦٤، صحيح ابن حبان: ٣٠١١

فوائد الحدیث: (۱) مومن آدمی کی جان اس قدر آسانی سے نکل جاتی ہے جیسے پیشانی پر پسینہ آنے کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات تو پتہ بھی نہیں چلتا۔

(۲) موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا بندے کے مومن ہونے کی علامت ہے۔

(۳) اس میں کیا حکمتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بہر حال ایک مومن آدمی کی عظمت و شان اس سے ضرور واضح ہوتی ہے۔

11- بَابٌ [الرَّجَاءُ بِاللّٰهِ وَالْخَوْفُ بِالذَّنْبِ عِنَدَ الْمَوْتِ]

موت کے وقت گناہوں سے ڈرنا اور اللہ سے امید بھی رکھنا

983: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدُكَ؟)). قَالَ: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَرْجُو اللّٰهَ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي. فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک نوجوان کے پاس گئے جبکہ اس کی موت کا وقت قریب تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بارے میں کس طرح خیال رکھتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں اللہ سے (مغفرت کی) امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے موقع پر جس بندے کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ جس چیز کی امید رکھتا ہے اللہ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے اور وہ جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے اسے امن دے دیتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو ثابت کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) أخرجه عبد بن حميد: ١٣٧٠، ابو نعيم في الحلية: ٢٩٢/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٢٦١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٦٢

فوائد الحدیث: (۱) اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی رحمت اور فضل و کرم کی طرف دھیان کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھنا یہ مومن آدمی کے ایمان کی علامت ہے۔

(۲) مومن آدمی کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف غالب رہتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ گناہوں اور نافرمانی سے بچتا رہتا ہے اور موت کے وقت اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انا عند ظن عبدی بی

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّعْيِ

وفات کا اعلان کرنے کی ممانعت

984: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ وَهَارُونُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وفات کا اعلان کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ وفات کا اعلان کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے۔''

((إِيَّاكُمْ وَالنَّعْيَ فَإِنَّ النَّعْيَ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ)).
قَالَ عَبْدُ اللهِ وَالنَّعْيُ أَذَانٌ بِالْمَيِّتِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ.

عبداللہ نے کہا: نعی سے مراد موت کا اعلان کرنا ہے۔ اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج اصلاح المساجد: ١٠٨۔ اس میں ابی حمزہ راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ١٦٥

985: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَالنَّعْيُ أَذَانٌ بِالْمَيِّتِ.

علقمہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے، انہوں نے اسے مرفوع روایت کیا نہ اس میں یہ ذکر کیا کہ "نعی" سے میت کا اعلان کرنا مراد ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَنْبَسَةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ. وَأَبُو حَمْزَةَ هُوَ مَيْمُونٌ الْأَعْوَرُ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث، عنبسہ عن ابی حمزہ کی سند سے مروی روایت سے زیادہ صحیح ہے، اور ابو حمزہ سے میمون الاعور مراد ہے، اور وہ اہل حدیث کے ہاں قوی نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ النَّعْيَ وَالنَّعْيُ عِنْدَهُمْ أَنْ يُنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّ فُلَانًا مَاتَ لِيَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا بَأْسَ أَنْ يُعْلِمَ أَهْلَ قَرَابَتِهِ وَإِخْوَانَهُ. وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يُعْلِمَ الرَّجُلُ قَرَابَتَهُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ بعض اہل علم نے وفات کا اعلان کرنے کو ناپسند کیا ہے، ان کے نزدیک "نعی" سے مراد یہ ہے کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے تاکہ وہ اس کے جنازے میں شریک ہو جائیں۔ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی اپنے قرابت داروں اور بھائیوں کو بتا دے۔ ابراہیم سے بھی روایت کی گئی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی قرابت داروں کو اطلاع دے دے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) دیکھیں گزشتہ حدیث ٩٨٤۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١٠/٩٩٧٨، والدارقطني في العلل: ٥/١٦٥

986: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ سُلَيْمٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: إِذَا مِتُّ فَلَا تُؤْذِنُوا بِي أَحَدًا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعْيًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ.

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو میرے متعلق کسی کو نہ بتانا، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ بھی نعی میں شامل نہ ہو جائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعی (وفات کا اعلان کرنے) سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ بلال بن یحییٰ کا حذیفہ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٧٦، مسند احمد: ٢٣٢٧٠

فوائد الحدیث: (۱) زمانہ جاہلیت میں کسی بڑے آدمی کی وفات کی اطلاع یوں دی جاتی تھی کہ عام قبائل میں گھوم پھر کر موت کا اعلان کیا جاتا اور ساتھ ہی ساتھ رویا بھی جاتا اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کسی کی وفات کی اطلاع اس انداز سے نہ دی جائے کہ

۱۔ اس میں نوحہ خوانی کی آمیزش یا مشابہت ہو۔

۲۔ تکبر و غرور کے اظہار اور شہرت کے لیے ہو۔

(۲) البتہ میت کے عزیز و اقارب، دوست احباب اور نیک و صالح لوگوں کو اطلاع دینا کہ وہ میت کے ورثاء کی ڈھارس بندھائیں اور انہیں حوصلہ و صبر کی تلقین کریں نیز اس کے جنازے میں شامل ہو کر اس کے لیے دعائے مغفرت کریں یہ اطلاع دینا اور اعلان کرنا جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ اکرام کو نجاشی وغیرہ کی موت کی خبر دی تھی نیز آپ ﷺ نے کئی قریب المرگ لوگوں کے متعلق فرمایا کہ جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔

13- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّبْرَ فِي الصَّدْمَةِ الأُولَى

صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے

987: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الصَّبْرُ فِي الصَّدْمَةِ الأُولَى)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی (معتبر) ہوتا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) احکام الجنائز، ص: ٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٥٢ و ١٢٨٣، صحیح مسلم: ٩٢٦، سنن ابي داود: ٣١٢٤، سنن ابن ماجه: ١٥٩٦، سنن نسائی: ٤/٢٢، مسند احمد: ١٢٣١٧

988: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى)).

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی (معتبر) ہوتا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حمید: ١٢٠٣، ابو یعلی: ٣٤٥٨، البیهقي: ٤/٦٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٥٢ و ١٢٨٣، صحیح مسلم: ٩٢٦، سنن ابي داود: ٣١٢٤، سنن ابن ماجه: ١٥٩٦، سنن نسائی: ٤/٢٢، مسند احمد: ١٢٣١٧

فوائد الحدیث: مصیبت کے وقت صبر کرنے کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی معیت اور

جنّت میں اعلیٰ مقام کے وعدے ہیں۔ لیکن صبر کا مطلب ہے کہ جب انسان کو تکلیف پہنچے تو اسی وقت صبر کا مظاہرہ کرے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اللہ کریم کے فیصلے پر دل سے راضی ہو فوری طور پر زبان سے (انا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھے باقی جو دل و دماغ پر اس کا اثر ہوتا ہے اس میں انسان کا اختیار نہیں بلکہ ایک فطری امر ہے۔ اور کسی قسم کا جزع، فزع، واویلا، نوحہ خوانی یا اللہ کریم کے گلے شکوے نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل قسم کے لوگ اس موقع پر صریح قسم کے کفریہ کلمات بول دیتے ہیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ

میت کو بوسہ دینا

989: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِي. أَوْ قَالَ: عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ قَالُوا: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا، جبکہ آپ ﷺ رو رہے تھے، یا بیان کیا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔

اس باب میں سیّدنا ابن عباس، سیّدنا جابر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو آپ ﷺ کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند عاصم بن عبید اللہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٣١٦٣، سنن ابن ماجه: ١٤٥٦، مسند احمد: ٢٤١٦٥

فوائد الحدیث: جس کا زندہ حالت میں بوسہ لینا جائز ہے اس کا فوت ہونے کے بعد بھی بوسہ لیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ

میت کو غسل دینا

990: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ وَمَنْصُورٌ وَهِشَامٌ فَقَالَا: عَنْ مُحَمَّدٍ وَحَفْصَةَ وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ

سیّدہ ام عطیہ (نسیبہ بنت کعب انصاریہ) رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ کی ایک صاحب زادی (ام کلثوم رضی اللہ عنہا) فوت ہو گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے تین یا پانچ بار غسل دو اور اگر تم ضرورت محسوس کرو تو اس سے زائد بار غسل دینا، اور اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو، اور آخری بار غسل دیتے

رَأَيْتُنَّ وَاغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)). فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا بِهِ)).

وقت پانی میں کافور یا تھوڑا سا کافور ڈال لینا، پس جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے مطلع کر دینا۔" پس جب ہم غسل دے کر فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ ﷺ کو مطلع کر دیا، آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا تو فرمایا: "اسے اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔"

قَالَ هُشَيْمٌ: وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ هَؤُلَاءِ وَلَا أَدْرِي وَلَعَلَّ هِشَامًا مِنْهُمْ قَالَتْ: وَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ. قَالَ هُشَيْمٌ: أَظُنُّهُ قَالَ فَأَلْقَيْنَاهُ خَلْفَهَا.

ہشیم نے کہا: ان حضرات کی روایت کے علاوہ حدیث میں ہے میں نہیں جانتا تھا کہ ہشام ان میں ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈیاں بنا دیں۔ ہشیم نے کہا میرا خیال ہے انہوں نے کہا: ہم نے اسے ان کے پیچھے ڈال دیا۔

قَالَ هُشَيْمٌ: فَحَدَّثَنَا خَالِدٌ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ عَنْ حَفْصَةَ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ.

کہا لوگوں میں سے خالد نے ہمیں حفصہ اور محمد عن ام عطیہ کی سند سے بیان کیا، وہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ان کی دائیں جانب اور وضو کے اعضا سے شروع کرنا، اس باب میں سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: غُسْلُ الْمَيِّتِ كَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

-امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ میت کا غسل جنابت کے غسل کی طرح ہے۔

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا حَدٌّ مُؤَقَّتٌ وَلَيْسَ لِذَلِكَ صِفَةٌ مَعْلُومَةٌ وَلَكِنْ يُطَهَّرُ.

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے ہاں میت کے غسل کے لیے کوئی حد متعین ہے نہ اس کے لیے کوئی خاص طریقہ ہے، بس میت کو پاک صاف کر دیا جائے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا قَالَ مَالِكٌ قَوْلاً مُجْمَلاً يُغَسَّلُ وَيُنْقَى وَإِذَا أُنْقِيَ الْمَيِّتُ بِمَاءٍ قَرَاحٍ أَوْ مَاءٍ غَيْرِهِ أَجْزَأَ ذَلِكَ مِنْ غُسْلِهِ وَلَكِنْ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُغْسَلَ ثَلَاثًا فَصَاعِدًا لَا يُنْقَصُ عَنْ ثَلَاثٍ لِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا)). وَإِنْ أَنْقَوْا فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَجْزَأَ وَلَا يَرَى أَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا هُوَ عَلَى مَعْنَى الإِنْقَاءِ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَلَمْ يُوَقِّتْ.

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجمل قول بیان کیا ہے، اس (میت) کو غسل دیا جائے گا اور پاک صاف کیا جائے گا، جب میت کو صرف پانی کے ساتھ یا کسی اور پانی کے ساتھ صاف کیا جائے گا تو یہ اس کے غسل سے کفایت کرے گا، لیکن میرے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ تین بار اور اس سے زائد بار غسل دیا جائے اور تین بار سے کم غسل نہ دیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "اسے تین بار یا پانچ بار غسل دو" اگر وہ تین بار سے کم تعداد میں صاف کر دیں تو کافی ہے اور

وَكَذٰلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ: وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَتَكُونُ الْغَسَلَاتُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَيَكُونُ فِي الْآخِرَةِ شَيْءٌ مِنْ كَافُورٍ.

وہ یہ نہیں سمجھتے کہ نبی ﷺ کا فرمان وہ تین یا پانچ بار صفائی کے لیے ہے تعیین کے لیے نہیں۔

اسی طرح فقہاء نے کہا ہے اور وہ حدیث کے معانی و مقاصد کو خوب جانتے ہیں۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ نہلایا جائے گا اور آخری بار میں تھوڑا سا کافور ڈال لیا جائے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٠٠٥، الحميدي: ٣٦٠، ابن الجارود: ٥١٨، البيهقي: ٣/٣٨٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٥٣ و ١٢٥٤ و ١٢٦٣، صحیح مسلم: ٩٣٩، سنن ابو داود: ٣١٤٢۔ ٣١٤٦، سنن ابن ماجه: ٤٥٨ و ١٤٥٩، سنن نسائی: ٤/٢٨-٢٩ و ٣٠ و ٣١ و ٣٢ و ٣٢۔٣٣، مسند احمد: ٢٠٧٩٠ و٢٧٢٩٧، صحیح ابن حبان: ٣٠٣٢ و ٣٠٣٣

میت کو غسل دینے کا طریقہ

فوائد الحدیث: (۱) میت کو اچھے طریقے سے غسل دیکر کفن پہنا کر دفن کرنا شرعی و اسلامی طریقہ بھی ہے اور میت کی عزت و تکریم بھی لہٰذا اس کے لیے ورثاء کو خود اپنی میت کو غسل دینا چاہیے کیونکہ ایک تو ان کا قربت کی وجہ سے حق بنتا ہے دوسرا جس محبّت سے وہ میت کی صفائی اور طہارت کا اہتمام کریں گے کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

(۲) اگر طریقہ معلوم نہ ہو تو کسی صاحب علم کو پاس کھڑا کر کے اس سے رہنمائی لیتے جائیں اور غسل دیتے جائیں اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر بھی غسل کے لیے کسی نیک صالح اور صاحب علم کا انتخاب کریں۔

(۳) میت کو غسل دینے کے لیے سب سے پہلے تو بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کیا جائے اگر زیادہ پتے میسر نہ ہو تو سُنت طریقے پر عمل کرنے کے لیے پنساری کی دکان سے چند ایک جو غسل کے سامان کے ساتھ ملتے ہیں وہی کافی ہیں البتہ اس کے ساتھ صابن وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

(۴) میت کو تختے پر لٹانے کے بعد ممکن حد تک پردے کا اہتمام کر کے اس کے کپڑے اتارے جائیں اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ دبایا جائے تاکہ اگر کوئی الائش وغیرہ ہو تو پیٹ اچھی طرح صاف ہو جائے۔

(۵) پھر اس کو استنجا کروایا جائے پہلے مٹی کے ڈھیلے استعمال کیے جائیں (اگر ممکن ہو تو ورنہ پانی ہی کافی ہے) پھر پانی استعمال کر کے اچھی طرح صفائی کی جائے۔

اس موقعہ پر بعض اوقات غسل دینے والے اپنے ہاتھ پہ کپڑے کی تھیلی چڑھا لیتے ہیں اس میں کوئی حرج تو نہیں لیکن اگر نہ بھی استعمال کریں تو پھر بھی درست ہے کیونکہ بعد ازاں صابن وغیرہ سے اپنے ہاتھوں کو صاف کر ہی لینا ہے تھیلی چڑھائے بغیر شاید صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے جو تھیلی چڑھا کر ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے بہر حال یہ کوئی ایشو نہیں ہے۔

(٦) اس کے بعد اس کے وضو والے اعضا کو وضو والی ترتیب سے دھویا جائے یعنی مکمل وضو ہی کروایا جائے صرف کلی کے وقت منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے بلکہ کچھ روئی لے کر گیلی کر کے ہونٹوں پر اور ناک کے نتھنوں میں لگا کر ان کو صاف کیا جائے۔

(۷) پھر میت کی دائیں جانب سے شروع کر کے سارے جسم پر پانی بہا کر اچھی طرح مل کر اسے صاف کیا جائے یہ ایک دفعہ غسل ہو گیا۔ اس کے بعد صابن، شیمپو (جو بھی مناسب سمجھیں) لگا کر اچھی طرح صفائی کر کے مکمل جسم کو صاف ستھرا کریں اس طرح کم از کم تین دفعہ غسل دیا جائے۔ وضو صرف پہلی مرتبہ کروایا جائے گا ہر دفعہ نہیں۔

(۸) اگر ضرورت محسوس ہو تو تین مرتبہ سے زیادہ بھی غسل دیا جا سکتا ہے لیکن اس میں طاق عدد (پانچ یا سات) کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۹) آخری مرتبہ جب پانی بہانا ہے تو اس صاف پانی میں کافور یا کوئی اور خوشبو ملا لی جائے۔

(۱۰) اگر میت کے غیر ضروری بال ہوں تو انہیں اس موقع پر صاف کرنے کی ضرورت نہیں اگر تو وہ اجازت والی مدت کے اندر ہی ہے یا بوری کی حالت میں دن اوپر ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اضطراری حالت میں معافی کا اعلان کر رکھا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دوسری صورت ہے تو پھر بھی اب میت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے دنیا میں لوگوں کے سامنے اس کے عیب کو ظاہر نہیں ہونے دینا چاہیے اور نہ ہی بعد میں کسی کے سامنے بیان کرنا چاہیے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ

میت کے لیے کستوری کا استعمال

991: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَشَبَابَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَطْيَبُ الطِّيبِ الْمِسْكُ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین خوشبو کستوری ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١٢٣٢، الحاكم: ١/٣٦١، المزي في تهذيب الكمال: ٨/٣٠٥.

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩، ٥٢، ٢٢٥٢ سنن ابو داود: ٣١٥٨، سنن نسائی: ٤/٣٩-٤٠ و ٤٠ مسند احمد: ١١٢٦٩، صحيح ابن حبان: ١٣٧٨

992: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمِسْكِ فَقَالَ: ((هُوَ أَطْيَبُ طِيبِكُمْ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کستوری کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمہاری سب سے بہتر خوشبو ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمِسْكَ لِلْمَيِّتِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ اور یہ احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ جبکہ بعض اہل علم نے میت کے لیے کستوری کا استعمال ناپسند کیا ہے۔

قَالَ: وَقَدْ رَوَاهُ الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ أَيْضًا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

مستمر بن ریان نے بھی اسے ابو نضرہ عن ابی سعید کی سند سے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ ثِقَةٌ. قَالَ يَحْيَى: خُلَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثِقَةٌ.

نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ علی نے بیان کیا: یحییٰ بن سعید نے کہا: مستمر بن ریان ثقہ ہیں۔ یحییٰ نے کہا: خلید بن جعفر ثقہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٥٢،٥٢،١٩ سنن ابي داود: ٣١٥٨، سنن نسائي: ٤/٣٩-٤٠، مسند احمد: ١١٢٦٩، صحيح ابن حبان: ١٣٧٨

فوائد الحدیث: میت کے جسم یا کفن کو کوئی بھی خوشبو لگائی جاسکتی ہے کستوری میسر ہو تو اس کا استعمال کرنا چاہیے کیونکہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ

میت کو غسل دینے کی وجہ سے غسل کرنا

993: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ غُسْلِهِ الْغُسْلُ وَمِنْ حَمْلِهِ الْوُضُوءُ)). يَعْنِي الْمَيِّتَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو غسل دینے کی وجہ سے غسل ہے اور اسے اٹھانے کی وجہ سے وضو کرنا ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا علی اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِذَا غَسَّلَ مَيِّتًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی گئی ہے۔ اہل علم کا اس شخص کے بارے میں جو میت کو غسل دے اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات نے کہا، جب وہ میت کو غسل دے تو اس پر غسل کرنا لازم ہے، جبکہ ان میں سے بعض نے کہا: اس پر وضو کرنا لازم ہے۔

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَسْتَحِبُّ الْغُسْلَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَلَا أَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا. وَهَكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ.

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں میت کو غسل دینے سے غسل کرنا مستحب سمجھتا ہوں اور میں اسے واجب نہیں سمجھتا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ: مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا أَرْجُو أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کسی میت کو غسل دے تو مجھے امید ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں، رہا وضو تو وہ کم از کم ہے جو اس

الْغُسْلُ وَأَمَّا الْوُضُوءُ فَأَقَلُّ مَا قِيلَ فِيهِ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: لَا بُدَّ مِنَ الْوُضُوءِ.
قَالَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ لَا يَغْتَسِلَ وَلَا يَتَوَضَّأَ مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ.

بارے میں کہا گیا ہے۔ اسحاق نے کہا: وضو کرنا ضروری ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں میت کو غسل دینے والا وضو کرے نہ غسل۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٩٨٩، ابن ابي شيبة: ٢٦٩/٣، عبدالرزاق: ٦١١١

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣١٦١ و ٣١٦٢، سنن ابن ماجه: ١٤٦٣، مسند احمد: ٧٦٨٩، صحيح ابن حبان: ١١٦١

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم استحباب کے لیے ہے وجوب کے لیے نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے لیے وقت کم ہو یا موسم سرد وغیرہ ہو تو غسل دینے والا خود نہ بھی غسل کرے تو جائز ہے۔
(۲) اگر وہ غسل کرے تو مستحب ہے۔
(۳) اسی طرح میت کو کندھا دینے والے کے لیے اس وجہ سے وضو کرنا لازم نہیں ویسے اگر اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے تو نماز جنازہ پڑھنے کے لیے وہ وضو کرے گا۔

18- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَكْفَانِ

کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے

994: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ)).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے کپڑوں میں سے سفید پہنا کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں، اور اپنے فوت ہونے والوں کو ان میں کفن دیا کرو۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سمرہ، ابن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ الْعِلْمِ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُكَفَّنَ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي فِيهَا. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَيْنَا أَنْ يُكَفَّنَ فِيهَا الْبَيَاضُ وَيُسْتَحَبُّ حُسْنُ الْكَفَنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم اسے مستحب قرار دیتے ہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ انہیں ان کے ان کپڑوں میں کفن دیا جائے جن میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک بہترین کپڑے جن میں کفن دیا جائے وہ سفید ہیں۔ اور اچھا کفن مستحب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلي: ٢٤١٠، الحاكم: ١/٣٥٤، البيهقي: ٣/٢٤٥، البغوي: ١٤٧٧

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٣٨٧٨ و ٤٠٦١، سنن ابن ماجه: ١٤٧٢ و ٣٥٦٦ مسند احمد: ٢٢١٩، صحيح ابن حبان: ٥٤٢٣

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے سفید لباس کو پسند فرمایا اور اسی میں میت کو کفن دینے کا حکم دیا اس لیے سب سے بہتر اور افضل یہی ہے کہ حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ سفید کپڑے کا کفن بنایا جائے لیکن اگر مجبوری ہو تو رنگ دار کپڑے میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

19- بَابُ [أَمْرِ الْمُؤْمِنِ بِإِحْسَانِ كَفْنِ أَخِيْهِ]

اپنے بھائی کو اچھا کفن دینا

995: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ)).

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے معاملات کا ذمے دار بنے تو وہ اسے اچھا کفن دے۔“

وَفِيهِ عَنْ جَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: قَالَ سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ فِي قَوْلِهِ ((وَلْيُحَسِّنْ أَحَدُكُمْ كَفَنَ أَخِيهِ)) قَالَ: هُوَ الصِّفَاقُ لَيْسَ بِالْمُرْتَفِعِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: سلام بن ابی مطیع نے: ”تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اچھا کفن دے“ کی تشریح میں فرمایا: اس سے مراد صاف اور سفید کپڑا ہے نہ کہ قیمتی کپڑا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٤٢٥، احكام الجنائز: ٥٨، انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ١٢١٢٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٧٤، ويشهد له حديث جابر عند صحيح مسلم: ٩٤٣، مسند احمد: ١٤١٤٥

فوائد الحدیث: (۱) ”اچھے کفن“ سے مراد صاف ستھرا کپڑا مراد ہے نا کہ مہنگا اگر نیا کپڑا میسر نہ ہو تو پرانے کپڑے میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے لیکن دھلا ہوا اور صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

(۲) بہت زیادہ مہنگا کفن بھی نہیں ہونا چاہیے اور طاقت ہوتے ہوئے بھی ردی اور گھٹیا قسم کے کپڑے میں کفن دینا بھی جائز نہیں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا

996: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا، ان میں قمیض تھی نہ عمامہ، انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے دو کپڑوں اور ایک

عِمَامَةٌ. قَالَ: فَذَكَرُوا لِعَائِشَةَ قَوْلَهُمْ فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ حِبَرَةٍ. فَقَالَتْ قَدْ أُتِيَ بِالْبُرْدِ وَلَكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوهُ فِيهِ.

دھاری دار چادر کے قول کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: دھاری دار چادر لائی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے لوٹا دیا تھا اور انہوں نے آپ ﷺ کو اس میں کفن نہیں دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٠١١١، ابو يعلى: ٤٤٠٢، البيهقي: ٣/٣٩٩، البغوي: ١٤٧٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٦٤، صحيح مسلم: ٩٤١، سنن ابو داود: ٣١٥١، و ٣١٥٢، سنن ابن ماجه: ١٤٦٩، سنن نسائی: ٤/٣٥ و ٣٥-٣٦، مسند احمد: ٢٤١٢٢، صحيح ابن حبان: ٣٠٣٧

997: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَفَّنَ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي نَمِرَةٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک دھاری دار کپڑے میں کفن دیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا علی، سیّدنا ابن عباس، سیّدنا عبداللہ بن مغفل اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ ﷺ رِوَايَاتٌ مُخْتَلِفَةٌ وَحَدِيثُ عَائِشَةَ أَصَحُّ الأَحَادِيثِ الَّتِي رُوِيَتْ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يُكَفَّنُ الرَّجُلُ فِي ثَلَاثِ أَثْوَابٍ إِنْ شِئْتَ فِي قَمِيصٍ وَلِفَافَتَيْنِ وَإِنْ شِئْتَ فِي ثَلَاثِ لَفَائِفَ وَيُجْزِءُ ثَوْبٌ وَاحِدٌ إِنْ لَمْ يَجِدُوا ثَوْبَيْنِ وَالثَّوْبَانِ يُجْزِيَانِ وَالثَّلَاثَةُ لِمَنْ وَجَدَهَا أَحَبُّ إِلَيْهِمْ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. قَالُوا: تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ.

نبی ﷺ کے کفن کے بارے میں مختلف روایات روایت کی گئی ہیں۔ جن میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آدمی کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا، اگر چاہو تو قمیض اور دو لفافوں میں اور اگر چاہو تو تین لفافوں میں، اگر دو کپڑے نہ پائیں تو ایک کپڑا کافی ہے، دو کپڑے کافی ہیں، جس کے لیے وہ تین کپڑے پائیں تو وہ ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، یہ شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے، انہوں نے کہا: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے گا۔

حکم الحدیث: (حسن) الاحكام: ٥٩-٦٠ بعض کہتے ہیں اس کی سند عبداللہ بن محمد بن عقیل کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٥٢١، ١٢٣٠٠

فوائد الحدیث: (۱) میت کے لیے کفن میں تین کپڑے ہی مسنون ہیں جیسا کہ حدیث الباب سے واضح ہے البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو دو یا

ایک کپڑے میں بھی کفن دیا جاسکتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے لیکن مجبوری کی صورت میں۔

(۲) مرد اور عورت کے کفن کے کپڑوں کی تعداد میں کمی پیشی کا فرق کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں لہٰذا خواتین کو بھی تین کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے گا۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُصْنَعُ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ

میت والوں کے لیے کھانا تیار کرنا

998: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْنَعُوا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ)).

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جعفر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کے پاس وہ چیز آگئی ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ شَيْءٌ لِشُغْلِهِمْ بِالْمُصِيبَةِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم اسے مستحب سمجھتے تھے کہ میت والوں کی طرف کوئی چیز بھیجی جائے کیونکہ وہ اپنی مُصیبت میں مشغول ہیں، اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَجَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ هُوَ ابْنُ سَارَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ ابْنُ جُرَيْجٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جعفر بن خالد وہ ابن سارہ ہیں اور وہ ثقہ ہیں، ابن جریج نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ١٧٣٩، اخرجه الدارقطني: ٢/٧٩، الحاكم: ٣/٣٧٢، البغوي: ١٥٥٢

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٣١٣٢، سنن ابن ماجه: ١٦١٠، مسند احمد: ٢٧٠٨٦، ١٧٥١

فوائد الحدیث: (۱) میت کے گھر والے چونکہ میت کے غم کی وجہ سے پریشان ہیں اس لیے عزیز و اقارب یا پڑوسیوں میں سے کسی کو چاہیے کہ ان کے لیے کھانے کا اہتمام کریں کیونکہ گھر میں بچے، بوڑھے وغیرہ بھی ہوتے ہیں پریشانی کی وجہ سے کہیں وہ بھوکے ہی نہ رہ جائیں۔

(۱) بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ میت والے گھر آگ نہیں جلنی چاہیے تو یہ بالکل غلط ہے شرعی طور پر اس کی کوئی ممانعت نہیں بس ان سے ہمدردی و خیر خواہی کے لیے ان کے کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ بعض اوقات چھوٹے بچوں کے لیے دودھ وغیرہ گرم کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو آگ وغیرہ جلانا جائز اور درست ہے۔

(۲) بعض اہل علم نے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ صرف میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کر کے بھجوایا جائے جنازے کے شرکاء یا میت کے عزیز و اقارب کے لیے وہاں کھانا کھانا جائز نہیں تو یہ بات بھی ذرا غور طلب ہے۔ کیونکہ جنازے میں شریک ہونے والے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ عزیز و اقارب یا دوست احباب جو دور دراز کا سفر کر کے آئے ہوتے ہیں اور کافی دیر سے وہ جنازے کے انتظار میں بھوکے ہوتے ہیں

جنازے کے فوراً بعد ان کی واپسی بھی مشکل ہوتی ہے یا زیادہ قرب کی وجہ سے انھیں ایک دو دن وہاں ٹھہرنا ہوتا ہے تو یہ لوگ میت کے گھر والوں میں ہی شمار ہوتے ہیں اور یہ اس کھانے میں سے کھا سکتے ہیں جو اہل میت کے لیے تیار کیا گیا ہو۔

۲۔ دوسرے لوگ ہوتے ہیں مقامی یا قریبی علاقے سے، جو کہ جنازے کے وقت ہی آتے ہیں اور جنازے کے فوراً بعد اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں یا جا سکتے ہیں تو ان حضرات کو میت کے گھر سے کھانا کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ان کی کوئی مجبوری نہیں ہے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

مُصیبت کے وقت رخسار پیٹنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت

999: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ الأَيَامِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُودَ وَدَعَا بِدَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص گریبان چاک کرے، رخسار پیٹے اور جاہلیت کی طرح بین کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٨٩/٣، ابن الجارود: ٥١٦، البغوي: ١٥٣٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٩٤، صحيح مسلم: ١٠٣، سنن ابن ماجه: ١٥٨٤، سنن نسائی: ١٩/٤-٢٠ و ٢١، مسند احمد: ٣٦٥٨، صحيح ابن حبان: ٣١٤٩

فوائد الحدیث: مُصیبت و پریشانی کے وقت صبر کرنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے اور صبر کرنے والوں کے لیے قرآن و حدیث میں بہت سی بشارتیں موجود ہیں۔ لیکن اس موقعہ پر غم کی شدت کا اظہار کرنے کے لیے کپڑے پھاڑنا، ماتم کرنا، مرثیے پڑھنا وغیرہ سب زمانہ جاہلیت کے کام ہیں اسلام اور اس کی تعلیمات سے ان افعال کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایسے شخص سے اپنی برأت کا اظہار فرمایا ہے کہ ”وہ ہم میں سے نہیں“۔ یعنی نہ تو اس کو مُسلمان سمجھا گیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ اس کے حق میں سفارش کریں گے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ایسے لوگوں سے برأت کا اظہار کریں نا تو ان کی مجلسوں میں جائیں اور نہ ہی انہیں اپنے ساتھ دینی محافل میں شامل کریں۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْحِ

نوحہ کرنے کی ممانعت

1000: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الأَسَدِيُّ وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الأَسَدِيِّ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَنِيحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ

علی بن ربیعہ اسدی نے بیان کیا، انصار کا ایک آدمی قرظہ بن کعب فوت ہو گیا تو اس پر نوحہ کیا گیا، سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آئے اور منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: اسلام میں نوحہ کی کیا حیثیت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس پر نوحہ کیا جائے تو اس پر نوحہ کرنے

اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا بَالُ النَّوْحِ فِي الْإِسْلَامِ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ عُذِّبَ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ)).

کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي مُوسَى وَقَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجُنَادَةَ بْنِ مَالِكٍ وَأَنَسٍ وَأُمِّ عَطِيَّةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ.

اس باب میں عمر، علی، ابو موسیٰ، قیس بن عاصم، ابوہریرہ، جنادہ بن مالک، انس، ام عطیہ، سمرہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت غریب حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاحكام: ٢٨-٢٩، اخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/٢٢٥٥، المزي في تهذيب الكمال: ٢٠/٤٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٩١، صحيح مسلم: ٩٣٣، مسند احمد: ١٨١٤٠

فوائد الحدیث: (۱) میت پر چیخنے چلانے، میت کے غیر ضروری فضائل و مناقب روتے ہوئے بیان کرنے یا معاذ اللہ، تقدیر کو کوسنے دینے یا اللہ تعالیٰ سے گلے شکوے وغیرہ کرنا سب نوحہ خوانی میں آتا ہے اور اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا اور نا ہی اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے البتہ صرف رونا، آنسو بہانا چونکہ ایک فطری امر ہے اس لیے اس کی اجازت ہے جیسا کہ آگے تفصیل سے آرہا ہے۔

(۲) ورثاء کی نوحہ خوانی کا گناہ اور اس کے سبب عذاب، میت کو اس وقت ہوگا یا تو اس نے اپنے ورثاء کو ایسا کرنے کی وصیت کی ہو یا پھر ان کی تربیت ہی ایسے عقیدے پر کی ہو کہ وہ نوحہ خوانی اور ماتم کو ثواب سمجھتے ہوں تو میت چونکہ ان کے اعمال و افعال کی من وجہ ذمہ دار ہے لہٰذا اسے بھی عذاب ہوگا بصورت دیگر میت ان کے اس گناہ سے بری ہے وہ خود اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔

1001: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ وَالْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَنْ يَدَعَهُنَّ النَّاسُ النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي الْأَحْسَابِ وَالْعَدْوَى أَجْرَبَ بَعِيرٌ فَأَجْرَبَ مِائَةَ بَعِيرٍ مَنْ أَجْرَبَ الْبَعِيرَ الْأَوَّلَ وَالْأَنْوَاءُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں چار کام دور جاہلیت کے ہیں، لوگ انہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے: نوحہ کرنا، حسب نسب میں طعن کرنا، بیماری کا متعدی ہونا۔ ایک اونٹ خارش زدہ ہو گیا تو اس نے سو اونٹوں کو خارش زدہ کر دیا۔ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟ اور انواء (ستاروں) کے متعلق عقیدہ یعنی فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) سلسله الصحيحة: ٧٣٥، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٩٠

تخریج الحدیث: اخرجه بنحوه صحيح مسلم: ٦٧، مسند احمد: ٧٥٦٠، و ٧٩٠٨، صحيح ابن حبان: ١٤٦٥ و ٣١٤١

فوائد الحدیث: یہ چار چیزیں زمانہ جاہلیت کی علامت ہیں اسلام کی تعلیمات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۔ "نوحہ خوانی" چیخ چلا کر میت پر رونا (بین ڈالنا) مبالغہ آرائی سے میت کی خوبیاں بیان کرنا اور اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایت کرنے وغیرہ۔

۲۔ ''طعن فی الاحساب'' حسب نسب میں طعن کرنا اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ جس خاندان میں اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے اس کو حقیر سمجھ کر اپنی نسبت اور شناخت اس سے ہٹا کر کسی دوسرے خاندان کی طرف کر لینا دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے خاندان کو اعلیٰ سمجھتے ہوئے دوسرے خاندان کو حقیر سمجھ کر ان کے متعلق نازیبا کلمات کہنا یا اپنے دل میں برا گمان رکھنا دونوں صورتیں ہی ناجائز، گناہ اور حرام ہیں۔

۳۔ ''العدویٰ'' کسی بھی بیماری کو متعدی سمجھنا کہ مریض کے ساتھ میل ملاپ سے وہ بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت کے بغیر کسی دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا بھی شرک ہے کیونکہ کوئی بیماری بھی متعدی نہیں بلکہ بیماری اور شفا صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

۴۔ ''الانواء'' ستاروں پر ایمان اور یقین رکھنا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، فلاں کی وجہ سے کوئی مصیبت وغیرہ آتی ہے یا فائدہ پہنچتا ہے ایسا عقیدہ اور نظریات کفریہ اور شرکیہ ہیں ان سے بچنا لازم ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر رونے کی ممانعت

1002: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو اس پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر اور سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبُكَاءَ عَلَى الْمَيِّتِ قَالُوا: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ. وَذَهَبُوا إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَرْجُو إِنْ كَانَ يَنْهَاهُمْ فِي حَيَاتِهِ أَنْ لَا يَكُونَ عَلَيْهِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے میت پر رونے کو ناپسند کیا ہے، انہوں نے کہا: میت کو اس پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اگر تو وہ اپنی زندگی میں انہیں منع کرتا تھا تو پھر اس پر کسی قسم کا کوئی عذاب نہیں ہوگا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٨٩، ابو يعلى: ١٥٥، البيهقي: في السنن: ٤/٧١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۲۸۷ و ۱۲۹۲، صحیح مسلم: ۹۲۷، سنن ابن ماجه: ۱۵۹۳، سنن نسائی: ٤/١٥ و ١٦، مسند احمد: ۱۸۰، صحیح ابن حبان: ۳۱۳۲

فوائد الحدیث: (۱) اس میت سے وہ میت مراد ہے جس نے اپنے ورثاء کو رونے دھونے، نوحہ خوانی کرنے کی وصیت کی ہو یا پھر اپنے عقیدے و عمل سے ان کی تربیت ایسے کی ہو جیسے ہمارے ہاں اہل تشیع ہیں کہ ان کے نزدیک نوحہ خوانی ثواب کا عمل ہے تو ایسی صورت میں میت بھی ذمہ دار ہے لہٰذا اسے بھی ان کے نوحہ خوانی کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔

(۲) اس رونے سے مراد صرف آنسو بہانا نہیں بلکہ بین ڈالنا اور نوحہ خوانی کرنا ہے۔

1003: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ أَنَّ مُوسَى بْنَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ بَاكِيهِ فَيَقُولُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ أَهَكَذَا كُنْتَ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مرتا ہے اور اسے رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں: ہائے وہ پہاڑ (جیسی عظیم شخصیت)، ہائے وہ سردار! اور اسی طرح کے الفاظ، تو اس پر دو فرشتے مامور کر دیے جاتے ہیں وہ اسے گھونسے مارتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا تو اسی طرح تھا؟“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۲/۱۵۵

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه بنحوه: ۱۵۹٤، مسند احمد: ۱۹۷۱٦

فوائد الحدیث: اس سے مراد وہ میت ہے جس کے ورثاء نوحہ خوانی کے ساتھ ساتھ میت کے کارناموں یا شخصیت کو اس کے حقیقی مقام و مرتبے سے بڑھا چڑھا کر بیان کریں۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر رونے کی اجازت

1004: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)).
فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ وَهِمَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مَاتَ يَهُودِيًّا ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ ان (عبداللہ بن عمر) پر رحم فرمائے، انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن انہیں وہم ہوا، رسول اللہ ﷺ نے تو اس شخص کے لیے فرمایا تھا جو یہودیت پر مرا تھا کہ ”میت کو تو عذاب دیا جا رہا ہے جبکہ اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، قرظہ بن کعب، ابوہریرہ، ابن مسعود اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.
وَقَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَتَأَوَّلُوا هَذِهِ الآيَةَ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [الانعام: ١٦٤] وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی ایک طریق سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اہل علم نے اسے اختیار کیا ہے اور انہوں نے اس آیت: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، کی تاویل و تفسیر کی ہے اور وہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) احكام الجنائز: ٢٨، اخرجه الحميدي: ٢٢٠، البيهقي: ٤/٧٣، البغوي: ١٥٣٧
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٨٨و ٣٩٧٨، صحيح مسلم: ٩٢٨ و ٩٢٩ و ٩٣٠، سنن ابي داود: ٣١٢٩، سنن نسائی: ٤/١٧ و ١٨ مسند احمد: ٢٨٨، ٤٨٦٥ صحيح ابن حبان: ٣١٣٥ و ٣١٣٦

1005: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَكَى فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَتَبْكِي أَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ: ((لَا وَلَكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ خَمْشِ وُجُوهٍ وَشَقِّ جُيُوبٍ وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ)). وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی طرف چل دیے، آپ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ آخری سانس لے رہے تھے، نبی ﷺ انہیں پکڑ کر اپنی گود میں رکھ کر رونے لگے، تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: کیا آپ روتے ہیں؟ کیا آپ ﷺ رونے سے منع نہیں کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن میں نے دو فاجر احمق آوازوں سے منع کیا تھا: مصیبت کے وقت آواز نکالنے سے، چہرے نوچنے سے، گریبان چاک کرنے سے اور شیطان کی چیخ و پکار سے۔'' حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٢٤٨٣
تخریج الحدیث: مسند عبد بن حميد: ١٠٠٦، مستدرک حاكم: ٤/٤٠، وسنن كبرىٰ للبيهقي: ٤/٩٦، مسند الطيالسي: ١٦٨٣، شرح السنة: ٥/٤٣٠-٤٣١

1006: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ

عمرہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا، انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنا جب ان سے ذکر کیا گیا کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میت کو اس پر زندہ افراد کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا: اللہ ابو عبدالرحمن کی مغفرت فرمائے، سنو انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن ان سے بھول چوک ہوگئی، اصل مسئلہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک

نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكَى عَلَيْهَا فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا)).

یہودی عورت کے پاس سے گزرے اس پر رویا جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو اس پر رو رہے ہیں جبکہ اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحکام: ٢٨، اخرجه مالك: ٩٩٧، الحميدي: ٢٢١، البيهقي في اثبات عذاب القبر: ٨٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٨٨ و ١٢٨٩، صحیح مسلم: ٩٣١، سنن ابن ماجه: ١٥٩٥، سنن نسائی: ٤/١٧-١٨، مسند احمد: ٢٤١١٥ و ٢٥٣٠٢ و ٢٤٧٥٨، صحیح ابن حبان: ٣١٢٣

فوائد الحدیث: (۱) ان تمام احادیث کا مفہوم اور تطبیق یہ ہے کہ۔

۱۔ اگر رونے میں نوحہ خوانی شامل ہو تو ممنوع ہے ورنہ نہیں۔

۲۔ اگر ورثاء کے رونے میں میت کا کچھ بھی دخل ہو مثلاً تعلیم و تربیت یا وصیت کرنا وغیرہ تو پھر میت بھی مجرم ہے ورنہ نہیں۔

(۲) کفار کی میتوں کو عذاب ان کے کفر کی وجہ سے ہوتا ہے نا کہ ورثاء کے رونے کی وجہ سے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

جنازے کے آگے آگے چلنا

1007: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ، اور سیّدنا ابوبکر و سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٥٤٢١، ابن ابي شيبة: ٢/٢٧٧، الدارقطني: ٢/٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١٧٩، سنن ابن ماجه: ١٤٨٢، سنن نسائی: ٤/٥٦، مسند احمد: ٤٥٣٩، صحیح ابن حبان: ٣٠٤٥

1008: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ مَنْصُورٍ وَبَكْرٍ الْكُوفِيِّ وَزِيَادٍ وَسُفْيَانَ كُلُّهُمْ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ اور سیّدنا ابوبکر و سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١٧٩، سنن ابن ماجه: ١٤٨٢، سنن نسائی: ٤/٥٦، مسند احمد: ٤٥٣٩، ابن حبان: ٣٠٤٥

1009: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَمْشِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، نبی ﷺ اور سیّدنا ابوبکر و سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے چلتے تھے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ ان کے والد جنازے کے آگے چلتے تھے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ هَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَرَوَى مَعْمَرٌ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَمَالِكٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْشِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَمْشِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ. وَأَهْلُ الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْمُرْسَلَ فِي ذَلِكَ أَصَحُّ.

امام ترمذی نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت اسی طرح ہے اسے ابن جریج، زیاد بن سعد اور کئی ایک نے زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے ابن عیینہ کی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔ معمر، یونس بن یزید، مالک اور کئی ایک حفاظ نے زہری کے حوالے سے روایت کیا کہ نبی ﷺ جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔ زہری نے کہا: سالم نے مجھے خبر دی کہ ان کے والد جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔ تمام محدثین سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں مرسل روایت زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوسَى يَقُولُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا مُرْسَلٌ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

ابن مبارک نے کہا: اس مسئلے میں زہری کی مرسل روایت ابن عیینہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أُرَى ابْنَ جُرَيْجٍ أَخَذَهُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

ابن مبارک نے کہا: میرا خیال ہے کہ ابن جریج نے اسے ابن عیینہ سے اخذ کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زِيَادٍ وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ وَمَنْصُورٍ وَبَكْرٍ وَسُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ. وَإِنَّمَا هُوَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رَوَى عَنْهُ هَمَّامٌ.

ہمام بن یحییٰ نے عن زیاد وہو ابن سعد و منصور و بکر و سفیان عن الزہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے بیان کی ہے اور بے شک سفیان بن عیینہ سے بھی ہمام نے روایت کی ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْمَشْيَ أَمَامَهَا أَفْضَلُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

اہل علم کا جنازے کے آگے چلنے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ میں سے بعض کا موقف ہے کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے، اور وہ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

قَالَ: وَحَدِيثُ أَنَسٍ فِي هَذَا الْبَابِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت محفوظ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ٦٨٢٠

تخریج الحدیث: موطا مالک: ١/٢٢٥، مصنف عبدالرزاق: ٦٢٥٩، شرح معانی الآثار: ١/٤٨٠

1010: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سیّدنا ابو بکر و سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم جنازے کے آگے چلتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ حدیث خطا ہے، محمد بن بکر نے اس میں غلطی کی ہے۔ یہ حدیث تو یونس عن زہری کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَمْشِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهَذَا أَصَحُّ.

زہری کہتے ہیں کہ مجھے سالم نے خبر دی کہ ان کے والد بھی جنازے کے آگے چلتے تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٣٦٠٨، شرح المعاني: ١/٤٨٢، المزي في تهذيب الكمال: ٣٤/٢٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٨٣، مسند ابو يعلى: ٣٦٠٨، شرح معاني الآثار: ١/٤٨٢

فوائد الحدیث: میت کے دائیں بائیں آگے پیچھے چلنا سب جائز اور درست ہے لہٰذا جیسے ضرورت یا سہولت ہو آدمی چل سکتا ہے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

جنازے کے پیچھے چلنا

1011: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى إِمَامِ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي مَاجِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ فَقَالَ: ((مَا دُونَ الْخَبَبِ فَإِنْ كَانَ خَيْرًا عَجَّلْتُمُوهُ وَإِنْ كَانَ شَرًّا فَلَا يُبْعَدُ إِلَّا أَهْلُ النَّارِ الْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ وَلَيْسَ مِنْهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جنازے کے پیچھے چلنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو دوڑنے سے کم ہو، اگر خیر / نیک ہے تو تم اسے جلدی پہنچاؤ گے، اگر برا ہے تو صرف جہنم والے کو دور کیا جاتا ہے، جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے نہ کہ اسے پیچھے چھوڑ دیا جائے، جو اس کے آگے چلتا ہے وہ اس میں شریک ہونے والوں میں سے نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُضَعِّفُ حَدِيثَ أَبِي مَاجِدٍ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے ہم اسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ابو ماجد کی اس

روایت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: قِيلَ لِيَحْيَى مَنْ أَبُو مَاجِدٍ هَذَا قَالَ طَائِرٌ طَارَ فَحَدَّثَنَا.

حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یحییٰ سے پوچھا گیا یہ ابو ماجد کون ہیں / انہوں نے کہا: ایک پرندہ ہے اڑ گیا (یعنی مجہول ہے) تو اس نے ہم کو حدیث بیان کی۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا رَأَوْا أَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَهَا أَفْضَلُ. وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَإِسْحَاقُ. قَالَ: إِنَّ أَبَا مَاجِدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر اہل علم کا یہی موقف ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ سفیان ثوری اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے: اور ابو ماجد مجہول شخص ہے۔

لَا يُعْرَفُ إِنَّمَا يُرْوَى عَنْهُ حَدِيثَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ. وَيَحْيَى إِمَامُ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ ثِقَةٌ يُكْنَى أَبَا الْحَارِثِ وَيُقَالُ لَهُ يَحْيَى الْجَابِرُ وَيُقَالُ لَهُ يَحْيَى الْمُجْبِرُ أَيْضًا وَهُوَ كُوفِيٌّ رَوَى لَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ.

وہ معروف نہیں، اس سے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے صرف دو حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ جبکہ یحییٰ، بنو تیم کے امام ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو حارث ہے۔ اور انہیں یحییٰ الجابر بھی کہا جاتا کہ اور یحییٰ المجبر بھی کہا جاتا وہ کوفی ہیں۔ اس کے لیے شعبہ، سفیان ثوری، ابو الاحوص اور سفیان بن عیینہ نے روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں یحییٰ ضعیف اور ابی ماجد مجہول ہے۔ابن عدي في الكامل: ٢٦٥٩/٧

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٣١٨٤، سنن ابن ماجه: ١٤٨٤، مسند احمد: ٣٥٨٥ و ٣٧٣٤

فوائد الحدیث: روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ یہی ہے کہ جنازے کے ساتھ چلنے والے جیسے مناسب ہو وہ دائیں بائیں آگے پیچھے چل سکتے ہیں۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّكُوبِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

جنازے کے پیچھے سوار ہو کر چلنے کی ممانعت

1012: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ: ((أَلَا تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نبی ﷺ کی معیت میں ایک جنازے میں روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سوار ہو کر جاتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: ”کیا تم حیا نہیں کرتے؟ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں جبکہ تم جانوروں کی پشتوں پر سوار ہو۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

اس باب میں سیّدنا مغیرہ بن شعبہ اور سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ثَوْبَانَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مَوْقُوفًا قَالَ مُحَمَّدٌ: الْمَوْقُوفُ مِنْهُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ان سے موقوف روایت کی گئی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان سے موقوف زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ابی بکر بن ابی مریم ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٣٢٣، ضعيف الترمذي: ١٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٤٨٠ سنن ابي داود: ٣١٧٧

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے جنازے میں شریک آدمی اگر سوار ہو کر بھی جنازے کے ساتھ جاتا ہے تو جائز ہے جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۱۰۱۳ سے ثابت ہو رہا ہے

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اس بارے میں رخصت

1013: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةِ أَبِي الدَّحْدَاحِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ يَسْعَى وَنَحْنُ حَوْلَهُ وَهُوَ يَتَوَقَّصُ بِهِ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم ابو دحداح کے جنازے میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے، آپ ﷺ اپنے گھوڑے پر تھے وہ دوڑتا تھا جبکہ ہم آپ ﷺ کے اردگرد تھے اور آپ ﷺ اسے دلکی چال چلا رہے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحکام: ٧٥، اخرجه الطيالسي: ٧٦٠، الطبراني في الكبير: ١٨٩٩، البيهقي: ٢٢/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٦٥۔ سنن ابي داود: ٣١٧٨، سنن نسائي: ٨٥/٤-٨٦، مسند احمد: ٢٠٨٣٤، صحيح ابن حبان: ٧١٥٧ و ٧١٥٨

1014: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنِ الْجَرَّاحِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "اتَّبَعَ جَنَازَةَ أَبِي الدَّحْدَاحِ مَاشِيًا وَرَجَعَ عَلَى فَرَسٍ".

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابو دحداح رضی اللہ عنہ کے جنازے میں پیدل چل کر شرکت فرمائی تھی جبکہ آپ ﷺ واپس گھوڑے پر آئے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) گزشتہ دیکھیں حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٦٥۔ سنن ابي داود: ٣١٧٨، سنن نسائي: ٨٥/٤-٨٦۔ مسند احمد: ٢٠٨٣٤، صحيح ابن جبان: ٧١٥٧ و ٧١٥٨

فوائد الحدیث: (۱) ان احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنازے میں سواری پر سوار ہو کر شریک ہو سکتا ہے۔

(۲) سنن نسائی میں حدیث ہے کہ سوار آدمی جنازے کے پیچھے چلے (کتاب الجنائز)

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے کر جانا

1015: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ يَكُنْ خَيْرًا تُقَدِّمُوهَا إِلَيْهِ وَإِنْ يَكُنْ شَرًّا تَضَعُوهُ عَنْ رِقَابِكُمْ)). وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے جایا کرو، اگر تو وہ نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف لے کر جا رہے ہو، اور اگر برا ہے تو اسے اپنی گردنوں سے اتارو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدی: ۱۰۲۲، ابن الجارود: ۲۵۷، البغوي: ۱٤۱۸

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۳۱۵، صحیح مسلم: ۹٤٤، سنن ابي داود: ۳۱۸۱، سنن ابن ماجه: ۱٤۷۷، سنن نسائی: ٤/٤۱-٤۲، مسند احمد: ۷۲٦۷، صحیح ابن حبان: ۳۰٤۲

فوائد الحدیث: (۱) میت کے کفن دفن کا انتظام جلدی کرنا چاہیے بلاوجہ تاخیر نہ کریں۔

(۲) جنازہ لے کر جاتے ہوئے عام رفتار سے تیز چلنا چاہیے لیکن دوڑ نہ لگائیں۔

(۳) جنازے کے ساتھ خاموشی سے چلیں یہ جو رواج ہو گیا ہے کلمہ شہادت کہنے کا یہ درست نہیں کسی بھی قسم کا ذکر بلند آواز سے ساتھ جنازے کے چلتے ہوئے کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلَى أُحُدٍ وَذِكْرِ حَمْزَةَ

غزوۂ احد کے شہداء اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا بیان

1016: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حَمْزَةَ يَوْمَ أُحُدٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَرَآهُ قَدْ مُثِّلَ بِهِ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتَّى يُحْشَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بُطُونِهَا)). قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِنَمِرَةٍ فَكَفَّنَهُ فِيهَا فَكَانَتْ إِذَا مُدَّتْ عَلَى رَأْسِهِ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا مُدَّتْ عَلَى رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ. قَالَ فَكَثُرَ: الْقَتْلَى وَقَلَّتِ الثِّيَابُ. قَالَ: فَكُفِّنَ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہاں آ کر ٹھہر گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا جا چکا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے دل میں پریشانی محسوس نہ کرتیں تو میں انہیں (اسی حالت میں) چھوڑ دیتا حتیٰ کہ جانور انہیں کھا جاتے حتیٰ کہ قیامت کے دن انہیں ان کے پیٹوں سے جمع کیا جاتا۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر منگوائی اور انہیں اس میں کفن دیا، جب اُسے ان کے سر پر

الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يُدْفَنُونَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ عَنْهُمْ ((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا)). فَيُقَدِّمُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ. قَالَ: فَدَفَنَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ.

پھیلایا جاتا تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے، اور جب ان کے پاؤں پر کپڑا دراز کیا جاتا تو ان کا سر ننگا ہو جاتا، اس موقع پر شہداء کی تعداد زیادہ تھی اور کپڑے کم پڑ گئے، تو ایک آدمی، دو آدمیوں اور تین آدمیوں کو ایک کپڑے میں کفن دیا گیا، پھر انہیں ایک قبر میں دفن کیا جاتا، رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق دریافت فرماتے کہ ان میں سے کون زیادہ قرآن کا قاری ہے، تو آپ ﷺ اسے قبلے کی طرف مقدم فرماتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں دفن کر دیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. النَّمِرَةُ الْكِسَاءُ الْخَلَقُ. وَقَدْ خُولِفَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ. وَرَوَى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ جَابِرٍ. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: حَدِيثُ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ أَصَحُّ.

اور ہم اسے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ نمرہ اس حدیث کے روایت کرنے میں اسامہ بن زید کی مخالفت کی گئی ہے۔ لیث نے بن شہاب عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن جابر بن عبداللہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ معمر نے زہری عن عبداللہ بن ثعلبہ عن جابر کی سند سے روایت کیا ہے۔ زہری عن انس کی سند سے صرف اسامہ بن زید نے روایت کیا ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: لیث عن ابن شہاب عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن جابر کی سند سے روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحکام: ٥٩-٦٠، بعض کہتے ہیں اس کی سند زہری مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١٣٦ و ٣١٣٧، مسند احمد: ١٢٣٠٠

فوائد الحدیث: (١) شہدائے احد کی نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی سنن نسائی میں واضح الفاظ موجود ہیں ولم یصل علیهم ولم یغسلوا (نسائی ١/ ٢٢٤، کتاب الجنائز)

"کہ نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ہی آپ ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی"۔

(٢) حفاظ کرام اور علماء حضرات کا جو مقام و مرتبہ ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کے سامنے ان کے اس اعزاز کو نمایاں رکھا۔

(٣) مساجد و مدارس کے منتظمین کو ان لوگوں کی قدر کرنی چاہیے انہیں اپنا ملازم سمجھ کر ان سے ڈیوٹی نہیں لینی چاہیے بلکہ انہیں پیشوا سمجھ کر

ان سے راہنمائی لیں دیکھ لیں، یہ مرنے کے بعد بھی دوسرے لوگوں سے آگے ہی ہیں۔ فللہ الحمد

32- بَابٌ آخَرُ [فِيْ سُنَّةِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَشُهُوْدِ الْجَنَازَةِ]

مریض کی عیادت کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا

1017: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِي قُرَيْظَةَ عَلَى حِمَارٍ مَخْطُومٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيفٍ عَلَيْهِ إِكَافُ لِيفٍ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ مریض کی عیادت کرتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سواری کرتے تھے، غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے، بنو قریظہ کے دن آپ ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے، اس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی کی تھی اس پر زین بھی کھجور کے درخت کی چھال کی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُسْلِمٍ عَنْ أَنَسٍ. وَمُسْلِمٌ الْأَعْوَرُ يُضَعَّفُ وَهُوَ مُسْلِمُ بْنُ كَيْسَانَ الْمُلَائِيُّ تُكُلِّمَ فِيهِ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو مُسلم عن انس کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ مُسلم اعور جو مُسلم بن کیسان ملائی ہے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ شعبہ اور سفیان نے اس سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں مُسلم الاعور ضعیف ہے۔ ابن عدي في الكامل: ٦/٢٣٠٩، الحاكم: ٢/٤٦٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٩٦ و ٤١٧٨، مسند ابي يعلى ٤٢٤٣، شرح السنة: ٣٦٧٣

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس مضمون کے اثبات کی کئی ایک دلیلیں موجود ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایسے کریمانہ اخلاق عالیہ کے مالک تھے کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ان کی بیمار پرسی کرتے ان کے جنازوں میں شرکت فرماتے اور اس کے لیے آپ ﷺ کسی قسم کے تکلّف کے روادار نہ تھے۔

33- بَابٌ [أَيْنَ تُدْفَنُ الْأَنْبِيَاءُ]

انبیاء علیہم السلام کو کہاں دفن کیا جاتا ہے

1018: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ قَالَ: ((مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ)). ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی روح قبض کی گئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کی تدفین کے بارے میں اختلاف ہو گیا، تو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک چیز سنی ہے جو مجھے یاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ اس کی تدفین کو پسند فرماتا ہے۔" پس تم آپ ﷺ کو

آپ ﷺ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيُّ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ فَرَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا.

عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو اس کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی جاتی ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحکام: ١٣٧-١٣٨، مختصر الشمائل: ٣٢٦، اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے سنداس کی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی الشمائل: ٣٧١، مسند ابو يعلى: ٤٥، وابو بكر المروزی: ٤٣ و ١٣٦، شرح السنة: ٣٨٣٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب یہ اختلاف پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی تو تمام اختلاف ختم ہو گیا اور آپ ﷺ کو اسی حجرہ مبارک میں دفن کر دیا گیا جہاں آپ ﷺ فوت ہوئے تھے

(۲) امت کے تمام اختلافات کا حل صرف اور صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے ختم ہو سکتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اپنے تقلیدی مذہب کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کو مضبوطی سے تھام لیں تو یہ گروہ بندی اور فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

34- بَابٌ آخَرُ [فِي الْأَمْرِ بِذِكْرِ مَحَاسِنِ الْمَوْتٰى وَالْكَفِّ، عَنْ مَسَاوِيْهِمْ]

فوت ہونے والوں کی اچھائیاں ذکر کرنا اور ان کی برائیوں پر خاموشی اختیار کرنا

1019: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے فوت ہونے والوں کی نیکیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے خاموشی اختیار کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ عِمْرَانُ بْنُ أَنَسٍ الْمَكِّيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ: وَعِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ مِصْرِيٌّ أَقْدَمُ وَأَثْبَتُ مِنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ.

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ عمران بن انس مکی منکر الحدیث ہے۔ بعض نے عطاء عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہ کہ عمران بن ابی انس مصری، عمران بن انس مکی سے زیادہ ثبت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكوٰة: ١٦٧٨، الروض النضير: ٤٨٢، عمران بن انس مکی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٤٩٠٠، صحيح ابن حبان: ٣٠٢٠

فوائد الحدیث: کسی بھی اچھے انسان کے فوت ہونے کے بعد اس کی اچھائیاں اور خوبیوں کو بیان کرنا چاہیے تاکہ لوگ انہیں اپنا کر اپنی اصلاح کر لیں اور اگر خدانخواستہ اس میں کوئی انفرادی غلطی یا برائی ہو تو اسے بیان نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ

جنازے کو کندھوں سے اتار کر رکھ دینے سے پہلے بیٹھنا

1020: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اتَّبَعَ الْجَنَازَةَ لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهُ حَبْرٌ فَقَالَ هَكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ. قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((خَالِفُوهُمْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَبِشْرُ بْنُ رَافِعٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنازے کے ساتھ جاتے تو آپ ﷺ بیٹھتے نہیں تھے حتیٰ کہ اسے لحد میں رکھ / اتار دیا جاتا، ایک یہودی عالم آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا: محمد (ﷺ)! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ''ان کی مخالفت کرو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور بشر بن رافع حدیث میں قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض نے اس کو بشر بن رافع کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ابن عدي: ١٣٣/٣

تخریج الحدیث: سنن ابي داود: ٣١٧٦، سنن ابن ماجه: ١٥٤٥، اخرجه العقيلي: ١٢٢/٢

فوائد الحدیث: (۱) جنازے کے ساتھ جانے والے لوگ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک جنازے کی چارپائی کو کندھوں سے زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

(۲) اگر کوئی شخص مجبور ہو تو وہ جنازہ رکھنے سے پہلے بھی بیٹھ سکتا ہے۔

(۳) مسلمان کو ہمیشہ غیر مسلمانوں کے رہن سہن اور ان کے مذہبی شعار کی مخالفت کرنی چاہیے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کا تشخص اور امتیاز باقی رہے لیکن غیر مسلموں کی مخالفت کی آڑ میں کوئی غیر شرعی کام نہیں کرنا چاہیے۔

36- بَابُ فَضْلِ الْمُصِيبَةِ إِذَا احْتَسَبَ

جب حصول ثواب کی نیت ہو تب مصیبت کی فضیلت

1021: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سِنَانٍ قَالَ: دَفَنْتُ ابْنِي سِنَانًا وَأَبُو طَلْحَةَ الْخَوْلَانِيُّ جَالِسٌ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَلَمَّا أَرَدْتُ الْخُرُوجَ أَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ يَا أَبَا سِنَانٍ؟ قُلْتُ: بَلَى. فَقَالَ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ

سیّدنا ابو سنان نے بیان کیا، میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفن کیا جبکہ ابو طلحہ خولانی قبر کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے جب میں نے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ابو سنان! کیا میں تمہیں خوش خبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا: ضرور سُنائیں۔ انہوں نے کہا: ضحاک بن عبدالرحمن بن عرزب نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ

اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ: اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي. فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ. فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَيَقُولُ اللهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)).

نے فرمایا: ”جب بندے کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے، تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں، جی ہاں، پھر وہ فرماتا ہے: تم نے اس کے جگر کا ٹکڑا قبض کر لیا، وہ کہتے ہیں: جی ہاں، وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری حمد بیان کی اور ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا۔ تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ١٤٠٨۔ بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ ضحاک کا ابی موسیٰ سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٧٢٥، صحيح ابن حبان: ٢٩٤٨

فوائد الحدیث: انسان اپنی پریشانی اور مصیبت پر جس قدر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا اور صبر کرتے ہوئے اللہ کریم کے فیصلے کو خوشی سے قبول کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب سے نوازیں گے، اب حدیث الباب پر ہی غور کریں کہ اولاد انسان کو کس قدر عزیز اور پیاری ہے اگر یہ بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو آدمی کے لیے انتہائی حزن اور غم کا باعث ہوتی ہے لیکن اگر کوئی بھی مومن شخص اتنے بڑے صدمے پر بھی صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے تو اس کو کتنا بلند مقام ملے گا کہ جنت میں اس کا گھر تیار کیا جاتا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم مصیبتوں میں واویلا کرنے کی بجائے صبر و شکر کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

جنازے پر تکبیریں پڑھنا

1022: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نجاشی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَجَابِرٍ وَيَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں ابن عباس، ابن ابی اوفی، جابر، یزید بن ثابت اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيَزِيدُ بْنُ ثَابِتٍ هُوَ أَخُو زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ شَهِدَ بَدْرًا وَزَيْدٌ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں، یہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے جبکہ زید رضی اللہ عنہ شریک نہیں ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ جنازے پر چار تکبیروں کا موقف رکھتے ہیں، اور یہی سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٩٧٨، ابن ابي شيبة: ٣/٣٠٠، شرح السنة: ١٤٨٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٤٥، صحیح مسلم: (٩٥١ سنن ابي داود: ٣٢٠٤، سنن ابن ماجه: ١٥٣٤، سنن نسائی: ٤/٢٦ و ٦٩-٧٠ و ٧٢ و ٩٤، مسند احمد: ٧١٤٧ و ٧٧٧٦، صحیح ابن حبان: ٣٠٦٨

فوائد الحدیث: (۱) نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ عمومی طور پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے اس سے زائد بھی آپ ﷺ سے ثابت ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہوگا لیکن کم از کم چار تکبیرات جن کی ترتیب اور طریقہ یوں ہے۔

نماز جنازہ کا طریقہ

(۲) پہلی تکبیر "اللہ اکبر" کہنے کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کی لو کے برابر تک اٹھائیں پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیں یہ تکبیر تحریمہ ہے۔ اس کے بعد ثناء، سورۃ فاتحہ پڑھیں امام ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورۃ یا اس کا کچھ حصہ قرأت کرے مقتدی ہے تو صرف سورۃ فاتحہ پر اکتفا کرے پھر امام کی قرأت سنے۔

(۳) اس کے بعد دوسری تکبیر "اللہ اکبر" کہے پھر درود شریف (درود ابراھیمی) پڑھا جائے (امام اور مقتدی دونوں پڑھیں گے)

(۴) پھر تیسری تکبیر "اللہ اکبر" کہیں اس کے بعد میت کے لیے بخشش کی دعائیں کی جائیں امام کے ساتھ مقتدی بھی دعائیں پڑھ سکتا ہے اگر یاد نہ ہوں اور امام صاحب جنازہ "جہراً" بلند آواز سے پڑھا رہے ہو تو "آمین" کہہ کر شامل ہو جائے اگر جنازہ "سرّی" آہستہ سے پڑھا جا رہا ہوں تو کوئی ایک دعا بھی بار بار پڑھی جا سکتی ہے (ویسے جنازہ بلند آواز میں پڑھانے سے سُنت رسول اللہ ﷺ پر عمل تو ہوتا ہی ہے ایک یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ جن کو دعائیں یاد نہیں وہ "آمین" کہہ کر دعاؤں میں شامل ہو جاتے ہیں)۔

(۵) پھر چوتھی تکبیر 'اللہ اکبر' کہی جائے اور سلام پھیر دیا جائے۔

نوٹ: ہر تکبیر کے ساتھ "رفع یدین" بھی کرنا ہے۔

(۶) نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دفن کرنے سے پہلے کوئی اجتماعی دعا نہیں ہے نماز جنازہ میں جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ اور پوری عاجزی انکساری کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں۔ ہمارے ہاں یہ رواج بن گیا ہے کہ نماز جنازہ میں نہ تو سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی درود شریف پڑھا جاتا ہے اور نماز جنازہ بھی ایک جھٹکے کی شکل میں ادا کر دی جاتی ہے لیکن نماز جنازہ کے بعد چند سورتیں اور درود شریف پڑھ کر اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے امام الانبیاء سیّدنا محمد ﷺ کی سُنت مبارکہ نہیں ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۷) اس حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے۔

1023: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے، ایک جنازے پر انہوں نے

لَيْلَى قَالَ: كَانَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.

پانچ تکبیریں کہیں تو ہم نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ یہ (پانچویں) تکبیر کہا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رَأَوُا التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَازَةِ خَمْسًا. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ إِذَا كَبَّرَ الإِمَامُ عَلَى الْجَنَازَةِ خَمْسًا فَإِنَّهُ يُتَّبَعُ الإِمَامُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: زید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور ان کے علاوہ دیگر حضرات جنازے پر پانچ تکبیریں کہنے کا موقف رکھتے ہیں۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: جب امام جنازے پر پانچ تکبیریں کہے تو وہ امام کی اتباع کریں گے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٠٢، شرح المعاني: ١/٣٩٣، البيهقي: ٤/٣٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٥٧، سنن ابی داود: ٣١٩٧، سنن ابن ماجه: ١٥٠٥، سنن نسائی: ٤/٧٢، مسند احمد: ١٩٢٧٢، صحيح ابن حبان: ٣٠٦٩

فوائد الحدیث: اس حدیث مبارکہ میں نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہنے کا جواز بھی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ زائد تکبیریں دعاؤں کے درمیان میں کہی جائیں باقی ترتیب وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۰۲۲ کے فوائد میں ذکر کی گئی ہے۔

38- بَابُ مَا يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

نماز جنازہ کی دعا

1024: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو إِبْرَاهِيمَ الأَشْهَلِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا)).

ابو ابراہیم اشہلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو یوں دعا فرماتے تھے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا)) ”اے اللہ! ہمارے زندوں و فوت شدگان کو، حاضر و غائب، چھوٹوں، بڑوں اور مذکر و مؤنث سب کی مغفرت فرمادے۔“

قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ وَزَادَ فِيهِ ((اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَانِ)).

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مثل روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: ((اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَانِ)) ”اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھنا، اور تو ہم میں سے جسے فوت کرے تو اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَجَابِرٍ.

اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، عائشہ، ابو قتادہ، عوف بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ وَالِدِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو ابراہیم کے والد کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. وَرَوَى عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَعِكْرِمَةُ رُبَّمَا يَهِمُ فِي حَدِيثِ يَحْيَى. وَرُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ فِي هَذَا حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الأَشْهَلِيِّ عَنْ أَبِيهِ. وَسَأَلْتُهُ عَنِ اسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ.

ہشام دستوائی اور علی بن مبارک نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ عکرمہ بن عمار کی روایت محفوظ نہیں۔ عکرمہ، یحییٰ کی حدیث میں بسا اوقات وہم کا شکار ہو جاتا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر سے عن عبداللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: میں نے امام بخاری سے سنا اس بارے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی ابراہیم اشہلی عن ابیہ کی روایت ہے۔ میں نے ان سے ابو ابراہیم کے نام کے بارے میں پوچھا تو وہ نہیں جانتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٤/٤١، المزي في تهذيب الكمال: ٣٣/٦

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٠٨٤ و ١٠٨٥، مسند احمد: ١٧٥٤٣ و ١٧٥٤٥، شرح مشكل الآثار: ٩٦٩ و ٩٧٠

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں نماز جنازہ میں منقول ہیں وہ ساری کی ساری یا ان میں سے کچھ پڑھی جا سکتی ہے۔

(۲) جنازے کے موقع پر چونکہ میت کے لیے سفارش کرنا مقصود ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا صليتم الجنازة فاخلصوا له الدعا "جب تم جنازہ پڑھو تو میت کے لیے پورے خلوص کے ساتھ دعا کرو" لہٰذا اس موقع پر زیادہ سے زیادہ دعائیں پڑھنا چاہئیں کہ میت کے لیے دعا کا اصل مقام یا تو نماز جنازہ ہے یا پھر دفن کرنے کے بعد قبر پر اس کے درمیان کوئی اجتماعی دعا نہیں۔

1025: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى مَيِّتٍ فَفَهِمْتُ مِنْ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاغْسِلْهُ بِالْبَرَدِ

سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے سنا اور میں نے آپ ﷺ کی دعا سے یہ الفاظ سمجھے: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاغْسِلْهُ بِالْبَرَدِ وَاغْسِلْهُ كَمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ)) "اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما اور اسے اولوں کے ساتھ دھو ڈال اور اسے

كَمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ)).

(گناہوں سے) اس طرح دھو ڈال جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ هَذَا الْحَدِيثُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة: ١٠٨٧، ابن الجارود: ٥٣٨

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٩٦٣، سنن ابن ماجه: ١٥٠٠، سنن نسائی: ١/٥١-٥٢ و ٤/٧٣-٧٤، مسند احمد: ٢٣٩٧٥، صحیح ابن حبان: ٣٠٧٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ "سرّی" بھی پڑھاتے تھے اور "جہری" بھی لہٰذا دونوں طرح ہی ثابت ہے جیسا کہ حدیث الباب میں سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں (سمعت رسول الله ﷺ... الخ) "میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا" اب اگر آپ ﷺ نے یہ دعا بلند آواز سے پڑھی ہے تو تبھی صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے یہ سنی ہے۔

لہٰذا جو لوگ "جہری" نماز جنازہ کا انکار کرتے ہے یا اس پر اعتراض کرتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنی چاہیے کہ ایک مومن مسلمان کو یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے پیغمبر ﷺ کے قول و فعل پر اعتراض کرے (فافهم و تدبر)

(۲) آج کل اکثر لوگوں کو جنازے کی دعا یاد نہیں حالانکہ انہیں یاد کرنی چاہیے اس لیے بھی بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنا زیادہ مناسب ہے کہ وہ لوگ بھی سن کر یاد کر لیں یا کم از کم "آمین" کہہ کر ان دعاؤں میں شریک ہو جائیں۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

جنازے میں سورۂ الفاتحہ پڑھنا

1026: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ".

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنازے میں سورۂ الفاتحہ پڑھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ.

اس باب میں سیّدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ. إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ هُوَ أَبُو شَيْبَةَ الْوَاسِطِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ. وَالصَّحِيحُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ مِنَ السُّنَّةِ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی اسناد اس قدر قوی نہیں۔ ابراہیم بن عثمان یہ ابو شیبہ واسطی ہے جو کہ منکر الحدیث ہے۔ صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا قول ہے: جنازے پر سورۂ الفاتحہ پڑھنا مسنون ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ ابراہیم بن عثمان متروک الحدیث ہے۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٣٥، سنن ابی داود: ٣١٩٨، سنن نسائی: ٤/٧٤-٧٥، سنن ابن ماجه: ١٤٩٥

فوائد الحدیث: نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ نے خود سورۃ فاتحہ کی قرأت فرمائی ہے اس لیے جہاں باقی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا لازمی ہے وہاں نماز جنازہ میں بھی ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: لا صلوۃ لمن لم یقراء بفاتحہ الکتاب "کہ اس شخص کی کوئی بھی نماز نہیں جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا"۔

1027: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ أَوْ مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ.

طلحہ بن عوف سے روایت ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی تو اس میں سورۃ الفاتحہ پڑھی، میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے یا تمام سُنت میں سے ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَخْتَارُونَ أَنْ يُقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور دوسرے لوگوں میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے اور وہ اسے پسند کرتے ہیں کہ تکبیر اولیٰ کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھی جائے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ إِنَّمَا هُوَ ثَنَاءٌ عَلَى اللهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ وہ نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ کیونکہ، وہ تو اللہ کی ثناء اس کے نبی ﷺ پر صلوۃ اور میت کے لیے دعا ہے، یہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر کوفہ والوں کا موقف ہے۔

وَطَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ هُوَ ابْنُ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَوَى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ.

طلحہ بن عبداللہ بن عوف، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٢٦٣، الحاكم: ١/٣٥٨، البيهقي: ٤/٣٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٣٣٥، سنن ابی داود: ٣١٩٨، سنن نسائی: ٤/٧٤-٧٥

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ بھی یہی تھا کہ وہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

(۲) "سُنت" سے مراد یہ فقہی اصلاحات والی سُنت نہیں جسے ان لوگوں نے تیسرے درجے پر رکھا ہے بلکہ سُنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے اور اس کی اطاعت واتباع اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ کریم کے احکامات کی اطاعت فرض ہے الّا یہ کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ) نیز فرمایا (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللهِ۔

اطاعت رسول اللہ ﷺ کے معنی مفہوم والی تمام آیات میرے اس دعوے کی دلیل ہیں ہمارے ہاں خرابی کا باعث یہ ہے کہ ہم نے ہر سُنت کو نماز والی سنتوں پر قیاس کر لیا ہے کہ فرض رکعات پڑھنا تو ضروری ہے سنتیں نہ بھی پڑھے تو گزارہ ہو جائے گا جب کہ اس اصول کو ہر

سُنت پر لاگو نہیں کیا جائے گا۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَالشَّفَاعَةِ لِلْمَيِّتِ

میت کی نماز جنازہ اور اس کے لیے سفارش کرنا

1028: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَيُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ)).

مرثد بن عبداللہ یزنی نے بیان کیا: مالک بن ہبیرہ جب نماز جنازہ پڑھاتے اور لوگوں کو کم سمجھتے تو انہیں تین حصوں میں تقسیم کر دیتے اور پھر فرماتے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھ دیں تو اس پر (جنّت) واجب ہو جاتی ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ام حبیبہ، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ. وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ هٰذَا الْحَدِيثَ وَأَدْخَلَ بَيْنَ مَرْثَدٍ وَمَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ رَجُلاً. وَرِوَايَةُ هٰؤُلَاءِ أَصَحُّ عِنْدَنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مالک بن ہبیرہ کی روایت حسن ہے۔ کئی ایک نے اسی طرح اسے محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے یہ حدیث روایت کی ہے اور انہوں نے مرثد اور مالک بن ہبیرہ کے درمیان ایک آدمی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔ اور ان حضرات کی روایت ہمارے ہاں زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) احکام الجنائز: ١٢٨۔ بعض کہتے ہیں یہ ابن اسحاق مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٣١٦٦، سنن ابن ماجه: ١٤٩٠، مسند احمد: ١٦٧٢٤

1029: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعٌ كَانَ لِعَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَتُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ أَنْ يَكُونُوا مِائَةً فَيَشْفَعُوا لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ)).

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي حَدِيثِهِ ((مِائَةً فَمَا فَوْقَهَا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مُسلمان فوت ہو جاتا ہے اور سو مُسلمان افراد اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور وہ اس کے حق میں شفاعت کرتے ہیں تو اس کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“

علی بن حجر نے اپنی روایت میں بیان کیا: سو اور اس سے زائد

افراد۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ أَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ترمذی نے کہا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے ان میں سے بعض نے اسے موقوف روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاحكام: ٩٨، اخرجه ابو يعلى: ٤٣٩٨، البيهقي: ٤/٣٠، شرح النسة: ١٥٠٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٤٧، سنن نسائی: ٤/٧٥-٧٦، مسند احمد: ١٣٨٠٤، و٢٤٠٣٨ صحيح ابن حبان: ٣٠٨١

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس جنازے میں ایک سو یا چالیس آدمی جو مومن موحد مُسلمان ہوں نماز جنازہ پڑھ دیں تو اللہ تعالیٰ اس میت کو بخش دیتے ہیں۔

(۲) یاد رہے کہ یہ سو یا چالیس آدمی بھی مشرک یا بدعتی نہ ہوں بلکہ موحد اور متبع سُنت ہوں تو پھر یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کیونکہ مشرک یا بدعتی کا کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوتا تو اس کی جنازہ میں پڑھی ہوئی دعائیں کیسے قبول ہونگی آجکل تو ویسے ہی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کوئی دعا پڑھنے کی توفیق ہی نہیں دیتا سورۃ فاتحہ کا تو سرے سے انکار کرتے ہیں درود بھی خود ساختہ اور بناوٹی پڑھتے ہیں اور دعا کا تو اللہ ہی جانتا ہے۔ نیز میت کا بھی موحد اور مُسلمان ہونا ضروری ہے اگر جنازہ پڑھنے والے مومن، مُسلمان، موحد ہیں لیکن میت مشرک اور بدعتی کی ہے تو ان مُسلمانوں کی دعا اس میت کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ دیکھیے رسول اکرم ﷺ نے خود عبداللہ بن ابی منافق کا جنازہ پڑھایا لیکن اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے عقائد کی اصلاح کریں عقیدہ توحید کو اپنائیں اور اس میں کسی قسم کی مداہنت کا شکار نہ ہوں اپنے اپنے اعمال کو سُنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ادا کریں تاکہ ہماری دعائیں کسی دوسرے کے حق میں اور دوسروں کی دعائیں ہمارے حق میں قبول ہو کر بخشش کا پروانہ بن جائیں۔

(۳) نماز جنازہ میں صفوں کا طاق ہونا ضروری نہیں خصوصاً جب مجمع بہت زیادہ ہو جیسا کہ بعض لوگ تکلّف کرتے ہوئے اس کا اہتمام کرتے ہیں البتہ اگر نمازی کم ہوں تو تین صفوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں اگر بہت ہی زیادہ کم ہو تو ایک صف بھی بنائی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا

سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت

1030: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ "كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ".

سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، تین اوقات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے اور مردے دفن کرنے سے ہمیں منع کیا کرتے تھے: جس وقت سورج طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ وہ بلند ہو جائے، جس وقت عین دوپہر کا وقت ہو حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے، اور جس وقت سورج غروب کے لیے جھک جائے حتیٰ کہ وہ غروب ہو جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يَكْرَهُونَ الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي هَذِهِ السَّاعَاتِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے کہ وہ ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناپسند جانتے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا. يَعْنِي: الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَازَةِ. وَكَرِهَ الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا وَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث: ((أن نقبر فيهن موتانا)) کا معنی یہ ہے کہ (ان اوقات میں) نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اور ان تینوں اوقات (طلوع شمس، نصف النہار، غروب شمس) میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ جانا ہے، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهِنَّ الصَّلَاةُ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٤٣٩، ابو يعلى: ١٧٥٥، شرح المعاني: ١/١٥٥

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٨٣١، سنن ابو داود: ٣١٩٢، سنن ابن ماجه: ١٥١٩، سنن نسائی: ١/٢٧٥-٢٧٦ و ٢٧٧ و ٤/٨٢، مسند احمد: ١٧٣٧٧، صحيح ابن حبان: ١٥٤٦ و ١٥٥١

فوائد الحدیث: یہ تین اوقات (طلوع شمس، نصف النہار اور غروب شمس) اوقات مکروہ ہیں ان میں ہر قسم کی نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ لہٰذا نماز جنازہ بھی ان اوقات میں نہیں پڑھنی چاہیے اور نہ ہی میت کو اس وقت دفن کرنا چاہیے اگر نماز پڑھتے ہوئے یا دفن کرتے ہوئے وقت مکروہ شروع ہو جائے تو پھر نماز اور تدفین کرنے والا عمل مکمل کرنا چاہیے۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْأَطْفَالِ

بچوں کی نماز جنازہ

1031: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنُ بِنْتِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ)).

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے (آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں) اور بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ. وَالْعَمَلُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل اور کئی ایک نے اسے سعید بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے۔

عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: يُصَلَّى عَلَى الطِّفْلِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ بَعْدَ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّهُ خُلِقَ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ وہ روئے نہ چلائے لیکن یہ پتہ چل جائے کہ اس کی صورت تخلیق ہو گئی ہے۔ وہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ابن ابي شيبة: ٣/٢٨٠، الطحاوي في شرح المعاني: ١/٤٨٢، الحاكم: ١/٣٥٥

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٠٧، سنن نسائی: ٤/٥٥-٥٦ و ٥٨، مسند احمد: ١٨١٦٢، ابن حبان: ٣٠٤٩

فوائد الحدیث: اگر بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد فوت ہو جائے یا فوت شدہ ہی پیدا ہوا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا اور کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا کیونکہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کے بعد اس میں جان ڈال دی جاتی ہیں اب اس کے بعد وہ کچھ عرصہ تو زندہ رہا ہے اگرچہ ماں کے پیٹ میں ہی لہٰذا اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ ہمارے ہاں جو مردہ پیدا ہونے والے بچے کو نہ تو غسل دیا جاتا ہے اور نہ ہی جنازہ پڑھا کر قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے بلکہ کسی بھی جگہ گھڑا کھود کر اسے دفن کر دیا جاتا ہے تو یہ درست نہیں بلکہ سراسر جہالت ہے۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنِينِ حَتَّى يَسْتَهِلَّ

بچہ جب تک (پیدائش کے وقت) چیخے چلائے نہیں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی

1032: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطِّفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ حَتَّى يَسْتَهِلَّ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدِ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِيهِ فَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعًا. وَرَوَى أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفًا.

وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفًا. وَكَأَنَّ هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ.

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا قَالُوا: لَا يُصَلَّى عَلَى الطِّفْلِ حَتَّى يَسْتَهِلَّ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ جب تک (پیدائش کے وقت) روئے نہیں تو (اس کے فوت ہونے پر) اس کی نماز پڑھی جائے گی نہ وہ وارث قرار پائے گا اور نہ ہی اس کی وراثت تقسیم کی جائے گی۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے اس بارے میں لوگوں کو اضطراب ہے۔ بعض نے اسے ابوزبیر عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے مرفوع روایت کیا ہے۔ جبکہ اشعث بن سوار اور کئی ایک نے ابوزبیر عن جابر سے موقوف روایت کیا ہے۔

محمد بن اسحق نے عطاء بن ابی رباح عن جابر کی سند سے موقوف بیان کیا ہے اور گویا کہ مرفوع کی بہ نسبت یہ زیادہ صحیح ہے۔

بعض اہل علم کا یہی موقف ہے کہ بچہ جب تک پیدائش کے وقت روئے نہیں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ سفیان ثوری اور شافعی رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض کے نزدیک اس کی سند ابوالزبیر مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ الحاكم: ٤/٣٤٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٠٨، و ٢٧٥٠ صحيح ابن حبان: ٦٠٣٢، ابن عدي في الكامل: ٩٩٢/٣

فوائد الحدیث: اس حدیث کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اضطراب کا حکم لگایا ہے اور بعض محققین نے اسے ابوالزبیر عن جابر یعنی عن سے بیان کرنے کی وجہ سے ضعیف بھی قرار دیا ہے لہٰذا بچے کے جنازہ کے متعلق دوسری احادیث میں وضاحت بھی موجود ہے کہ اگر وہ مردہ بھی پیدا ہو تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا سنن ابی داؤد میں الفاظ ہیں (والسقط یصلی علیه) (ابو داؤد ص ۲، ۹۷ کتاب الجنائز) مزید دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۱۰۳۱

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ

نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا

1033: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء رضی اللہ عنہا کے بیٹے سہیل رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: قَالَ مَالِكٌ لَا يُصَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: يُصَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ. وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جائے گی۔ اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٤٩٠/١، الحاكم: ٦٢٩/٣، تهذيب الكمال: ٧١/١٣

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٩٧٣، سنن ابی داود: ٣١٨٩ و ٣١٩٠، سنن ابن ماجه: ١٥١٨، سنن نسائی: ٤/٦٨، مسند احمد: ٢٤٤٩٨، صحیح ابن حبان: ٣٠٦٥

فوائد الحدیث: (۱) نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسجد میں نماز پڑھائی ہے پھر بعد ازاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے اگرچہ عمومی طور پر نماز جنازہ مسجد سے باہر پڑھی جاتی ہے کیونکہ میت کو دفن باہر قبرستان میں کیا جاتا ہے لیکن مسجد میں جواز کا انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

(۲) جن لوگوں نے اپنے تقلیدی مذہب پر جمود اختیار کرتے ہوئے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کیا ہے انہوں نے اس مسئلہ پر پھر بڑی "ذہنی ورزش" کی ہے کبھی میت کو مسجد سے باہر رکھا تو کبھی اس کے ساتھ امام اور چند مقتدیوں کو بھی باہر نکال دیا کبھی مکروہ تحریمی تو کبھی تنزیہی کہا حالانکہ یہ محض تکلفات ہیں مسئلہ وہی ہے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ بلکہ حرمین شریفین میں آج بھی جنازے مسجد میں پڑھے جاتے ہیں مجھے بذات خود ایک مرتبہ حجر اسود کے پاس میت رکھ کر امام کعبہ کے پیچھے جنازہ پڑھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ فللہ الحمد

45- بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ يَقُومُ الإِمَامُ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ

مرد اور عورت کے جنازے میں امام کہاں کھڑا ہو؟

1034: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهِ ثُمَّ جَاءُوا بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ! صَلِّ عَلَيْهَا. فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيرِ. فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ هَكَذَا رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مُقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مُقَامَكَ مِنْهُ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ احْفَظُوا.

ابو غالب نے بیان کیا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی تو وہ اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے، پھر لوگ قریش کی ایک خاتون کا جنازہ لائے تو انہوں نے کہا: ابو حمزہ! اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے، تو وہ چارپائی کے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے، تو علاء بن زیاد نے انہیں کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دیکھا کہ آپ ﷺ عورت کے جنازے میں اس جگہ کھڑے ہوئے تھے جہاں آپ کھڑے ہوتے ہیں اور آدمی کے جنازے میں اس جگہ کھڑے ہوئے جس جگہ آپ اس کے جنازے میں کھڑے ہوئے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا: (اسے) یاد کر لو۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ.

اس باب میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هَمَّامٍ مِثْلَ هَذَا. وَرَوَى وَكِيعٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هَمَّامٍ فَوَهِمَ فِيهِ فَقَالَ: عَنْ غَالِبٍ عَنْ أَنَسٍ. وَالصَّحِيحُ عَنْ أَبِي غَالِبٍ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ مِثْلَ رِوَايَةِ هَمَّامٍ. وَاخْتَلَفُوا فِي اسْمِ أَبِي غَالِبٍ هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُقَالُ اسْمُهُ نَافِعٌ وَيُقَالُ رَافِعٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

کئی ایک نے ہمام سے اسی مثل روایت کیا ہے۔ وکیع نے اس حدیث کو ہمام سے روایت کیا ہے اور اسے اس میں وہم ہوا ہے اس نے کہا: عن غالب عن انس۔ جبکہ صحیح عن ابی غالب ہے۔ عبدالوارث بن سعید اور کئی ایک نے اس حدیث کو ابو غالب سے ہمام کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔ ابو غالب کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا: اس کا نام نافع ہے۔ کسی نے کہا: رافع ہے۔ بعض اہل علم کا یہ موقف ہے اور امام احمد اور امام اسحاق کا یہی قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث: ٥٨٧

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٣١٩٤، سنن ابن ماجه: ١٤٩٤، مسند احمد: ١٢١٨٠

1035: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھائی تو آپ ﷺ اس کے وسط میں

بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ فَقَامَ وَسَطَهَا.

کھڑے ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ نے اسے حسین معلم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٥٤٤، الطبراني في الاوسط: ٢١٤٢، البغوي: ١٤٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٣٢، صحیح مسلم: ٩٦٤، سنن ابی داود: ٣١٩٥، سنن ابن ماجه: ١٤٩٣، سنن نسائی: ١/٩٥ و ٤/٧٠ و ٧٢، مسند احمد: ٢٠١٦٢، صحیح ابن حبان: ٣٠٦٧

فوائد الحدیث: (۱) حدیث الباب سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہے کہ جنازہ پڑھاتے وقت امام کو مرد میت کے سر کے برابر اور عورت کی میت ہو تو درمیان میں کھڑے ہونا چاہیے

(۲) جو لوگ یہ موقف رکھتے ہیں ویقوم الذی یصلی علی الرجل والمرأة بحذأ الصدر (ہدایہ ۱/۱۸۱ فصل فی الصلوۃ علی المیت) "کہ امام مرد اور عورت کے جنازہ میں سینے کے برابر کھڑا ہو" ان کا موقف درست نہیں۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ

شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

1036: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَقُولُ ((أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ)). فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: ((أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو افراد کو ایک کپڑے میں ڈھانپ دیتے تھے، پھر فرماتے تھے: "ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟" جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ ﷺ لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: "میں قیامت کے دن ان کے حق میں گواہ ہوں۔" اور آپ ﷺ نے انہیں ان کے خون میں غلطاں ہی دفن کرنے کا حکم فرمایا: آپ ﷺ نے انؓ کا جنازہ پڑھا نہ انہیں غسل دیا گیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَمِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث زہری عن انس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے اور زہری عن عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ ان میں سے وہ بھی ہے

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُصَلَّى عَلَى الشَّهِيدِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ.

شہید کی نماز جنازہ کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا: اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ یہ مدینہ والوں کا قول ہے، امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُصَلَّى عَلَى الشَّهِيدِ. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى حَمْزَةَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

ان میں سے بعض نے کہا: شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، انہوں نے نبی ﷺ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی تھی، یہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے، اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٥٣/٣، ابن الجارود: ٥٥٢، شرح المعاني: ٥٠١/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٤٣، سنن ابی داود: ٣١٣٨ و ٣١٣٩، سنن ابن ماجه: ١٥١٤، سنن نسائی: ٦٢/٤، مسند احمد: ١٤١٨٩، و ٢٣٦٦٠، صحيح ابن حبان: ٣١٩٧

فوائد الحدیث: (۱) شہداء کا جنازہ ان کے احترام اور فضیلت کی وجہ سے نہیں پڑھا جاتا لیکن اگر پڑھ لیا جائے تو جائز اور درست ہے ممنوع نہیں دونوں احادیث موجود ہیں۔

(۲) اگر تو معلوم ہو کہ شہید جنبی تھا تو پھر اسے غسل دینا چاہیے بصورت دیگر شہداء کو اسی طرح خون آلود کپڑوں میں ہی بغیر غسل کے دفن کرنا چاہیے۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

قبر پر نماز جنازہ پڑھنا

1037: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَرَأَى قَبْرًا مُنْتَبِذًا فَصَفَّ أَصْحَابَهُ خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ مَنْ أَخْبَرَكَ فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ.

شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، مجھے اس شخصیت نے بتایا جس نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایک الگ قبر دیکھی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی اپنے پیچھے صف بنائی اور آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان (شعبی) سے کہا گیا: آپ کو یہ کس نے بتایا ہے انہوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَبُرَيْدَةَ وَيَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

اس باب میں انس، بریدہ، یزید بن ثابت، ابوہریرہ، عامر بن ربیعہ، ابوقتادہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم اور دیگر

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يُصَلَّى عَلَى الْقَبْرِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

حضرات کا اس پر عمل ہے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہا اللہ کا قول ہے۔ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ قبر پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، یہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا دُفِنَ الْمَيِّتُ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ صُلِّيَ عَلَى الْقَبْرِ. وَرَأَى ابْنُ الْمُبَارَكِ الصَّلَاةَ عَلَى الْقَبْرِ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يُصَلَّى عَلَى الْقَبْرِ إِلَى شَهْرٍ. وَقَالَا: أَكْثَرُ مَا سَمِعْنَا عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "صَلَّى عَلَى قَبْرِ أُمِّ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بَعْدَ شَهْرٍ".

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب میت کو اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو تو پھر قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا موقف رکھتے ہیں۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: (تدفین سے) ایک ماہ تک نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور ان دونوں حضرات نے کہا: ہم نے ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر جو سنا وہ یہ کہ نبی ﷺ نے ایک ماہ بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھائی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٥٩، الدارقطني: ٢/٧٦، البيهقي: ٤/٤٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٨٥٧، صحیح مسلم: ٩٥٤، سنن ابی داود: ٣١٩٦، سنن ابن ماجه: ١٥٣٠، سنن نسائي: ٤/٨٥، مسند أحمد: ١٩٦٢، صحیح ابن حبان: ٣٠٨٥ و ٣٠٨٨

1038: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ وَالنَّبِيُّ ﷺ غَائِبٌ فَلَمَّا قَدِمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَقَدْ مَضَى لِذَلِكَ شَهْرٌ.

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ وفات پا گئیں جبکہ نبی ﷺ موجود نہیں تھے، جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کی (قبر پر) نماز جنازہ پڑھائی جبکہ اسے ایک ماہ گزر چکا تھا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ٣/١٨٣ و ١٨٦، یہ مرسل ضعیف ہے۔ ضعیف الترمذي: ١٧٤

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابي شيبة: ٣/٣٦٠، سنن کبریٰ للبیهقی: ٤/٤٨

فوائد الحدیث: (۱) میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے اس میں مدت کی بھی کوئی قید نہیں جلدی بھی ہو سکتی ہے اور تاخیر سے بھی۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے پہلے جنازہ پڑھ لیا ہو وہ بھی دوبارہ اسی میت کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں یہ جو لوگوں میں رواج ہے کہ جس نے پہلے جنازہ پڑھ لیا ہو وہ دوبارہ نہیں پڑھ سکتا یہ درست نہیں۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى النَّجَاشِيِّ

نبی ﷺ کا نجاشی کی نماز جنازہ پڑھانا

1039: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يُونُسُ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے پس اس کی

بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ)). قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ.

نماز جنازہ پڑھو۔"
ہم کھڑے ہوئے اور صفیں باندھیں جس طرح میت پر صفیں باندھی جاتی ہیں، اور ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جس طرح میت کی نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، ابو سعید، حذیفہ بن اسید اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. وَأَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ: مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو.

ابو قلابہ نے اسے اپنے چچا ابو مہلب عن عمران بن حصین سے روایت کیا۔ ابو مہلب کا نام عبدالرحمن بن عمرو ہے اور معاویہ بن عمرو بھی کہا جاتا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٦٢، الطبراني في الاوسط: ٥٩٣٨

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٩٥٣، سنن ابن ماجه: ١٥٣٥، سنن نسائي: ٤/٥٧ و ٧٠، مسند احمد: ١٩٨٦٧، صحيح ابن حبان: ٣١٠٢

فوائد الحديث: (۱) اگر میت موجود نہ ہو تو غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی جاسکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرمائی جبکہ میت حبشہ میں تھی۔

(۲) بعض لوگ تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں وہاں نجاشی کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا حالانکہ یہ درست نہیں کیا جو اپنے ملک کا مسلمان بادشاہ ہے تو اس کی رعایا میں اتنے بھی لوگ مسلمان نہیں تھے کہ وہ اس کا جنازہ ہی پڑھ دیتے۔ بہر حال اس حدیث مبارکہ سے غائبانہ نماز جنازہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت

1040: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُقْضَى دَفْنُهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَحَدُهُمَا أَوْ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ)). فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَأَرْسَلَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے، اور جو اس کی تدفین تک اس کے ساتھ رہا تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے، ان دونوں میں سے ایک یا ان دونوں میں سے چھوٹا احد پہاڑ کے مثل ہے۔" میں نے اس کا ابن

إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ: صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ.

عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور اس کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے: تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے تو پھر بہت سے قیراطوں کا نقصان کر لیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ عُمَرَ وَثَوْبَانَ.

اس باب میں براء، عبداللہ بن مغفل، عبداللہ بن مسعود، ابوسعید، ابی بن کعب، ابن عمر اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بے شک یہ ان سے اس طریق کے علاوہ بھی مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٢٠، شرح السنة للبغوي: ١٥٠٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٧، صحیح مسلم: ٩٤٥، سنن ابی داود: ٣١٦٨ و ٣١٦٩، سنن ابن ماجه: ١٥٣٩، سنن نسائی: ٤/٧٦-٧٧ و ٨/١٢٠-١٢١، مسند احمد: ٤٤٥٣ و ٧١٨٨، صحیح ابن حبان: ٣٠٧٨

فوائد الحدیث: (۱) ایک مسلمان کے جنازے میں شامل ہونا دوسرے مسلمان پر حق ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہو اپنے مسلمان بھائی کے جنازے میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۲) یہ ایک قیراط یا دو قیراط کا اجر اس شخص کے لیے ہے جو فقط اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے اور مسلمان کا حق ادا کرنے کے لیے جنازے میں حاضر ہوا، اگر دنیا کا کوئی مفاد یا میت کے ورثاء کی خوشنودی یا ریاکاری مقصود ہو تو پھر اس اجر سے محروم رہ جائے گا۔

50- بَابٌ آخَرُ

جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اسے کتنی بار اٹھانا کفایت کرتا ہے

1041: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُهَزِّمِ قَالَ: صَحِبْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَشْرَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے جنازے میں شرکت کی اور اسے تین بار اٹھایا تو اس کا جو اس پر حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَأَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ وَضَعَّفَهُ شُعْبَةُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے ان اسناد سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ ابو مہزم کا نام یزید بن سفیان ہے۔ شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٦٧٠، اس میں ابوالمزم متروک ہے۔ ضعيف ترمذی: ١٧٥

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شيبة: ٢٨٣/٣

فوائد الحدیث: جنازے کی چارپائی کو کندھا دینا باعث اجر و ثواب ہے اور دوسرے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی اور تعاون بھی ہے لیکن کتنی بار کندھا دینا چاہیے یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ ایک بار یا اس سے زائد بھی ہو سکتا ہے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا

1042: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ (آتا) دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ، حتیٰ کہ وہ تم سے آگے گزر جائے یا اسے (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں ابو سعید، جابر، سہل بن حنیف، قیس بن سعد اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٤٢، عبد بن حميد: ٣١٥، ابو يعلى: ٧٢٠٠، شرح السنة: ١٤٨٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٠٧، صحيح مسلم: ٩٥٨، سنن ابی داود: ٣١٧٢، سنن ابن ماجه: ١٥٤٢، سنن نسائی: ٤٤/٤، مسند احمد: ١٥٦٧٤، و ١٥٦٨٢، صحيح ابن حبان: ٣٠٥١

1043: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتَّى تُوضَعَ)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ، جو اس کے ساتھ جائے تو وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ اسے (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالَا: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ أَعْنَاقِ الرِّجَالِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور یہی احمد و اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے، ان دونوں حضرات نے فرمایا: جب کسی جنازے میں شرکت کرے

تو وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ اسے آدمیوں کی گردنوں سے اتار کر (زمین پر) رکھ دیا جائے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَقَدَّمُونَ الْجَنَازَةَ فَيَقْعُدُونَ قَبْلَ أَنْ تَنْتَهِيَ إِلَيْهِمُ الْجَنَازَةُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ جنازے سے پہلے (قبرستان) پہنچ جاتے تھے اور وہ بیٹھ جاتے تھے اس سے پہلے کہ جنازہ ان تک پہنچتا۔ اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢١٩٠، ابن ابي شيبة: ٣/٣٠٨، البيهقي: ٤/١٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰، صحیح مسلم: ۹۵۹، سنن ابی داود: ۳۱۷۳، سنن نسائی: ٤/٤٣-٤٥ و ٧٧، مسند احمد: ۱۱۱۹۵، صحیح ابن حبان: ٣١٠٤

فوائد الحدیث: (۱) جب کوئی آدمی راستے میں موجود ہو اور وہاں سے کوئی جنازہ گزرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ چاہے تو کھڑا ہو جائے چاہے تو بیٹھا رہے۔

(۲) اگر کوئی شخص جنازے کے ساتھ جا رہا ہو تو اسے اس وقت کھڑے رہنا چاہیے جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

52- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ لَهَا

جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے نہ ہونے کے متعلق رخصت

1044: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ وَاقِدٍ وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ ذُكِرَ الْقِيَامُ فِي الْجَنَائِزِ حَتَّى تُوضَعَ فَقَالَ عَلِيٌّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا ذکر کیا گیا حتیٰ کہ اسے زمین پر رکھ دیا جائے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِيهِ رِوَايَةُ أَرْبَعَةٍ مِنَ التَّابِعِينَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَهَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ. وَهَذَا الْحَدِيثُ نَاسِخٌ لِلْحَدِيثِ الأَوَّلِ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا)). وَقَالَ أَحْمَدُ إِنْ شَاءَ قَامَ وَإِنْ شَاءَ لَمْ يَقُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس میں چار تابعین سے روایت ہے ان میں سے بعض بعض سے ہیں۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں یہ صحیح ترین روایت ہے۔ اور یہ حدیث اول کے لیے ناسخ ہے "جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔" امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو کھڑا ہو

اور اگر چاہے تو نہ کھڑا ہو۔

وَاحْتَجَّ بِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ. وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

انہوں نے اس سے استدلال کیا کہ نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے تھے۔ اور اسحاق بن ابراہیم نے اسی طرح کہا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: مَعْنَى قَوْلِ عَلِيٍّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ. يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَى الْجَنَازَةَ قَامَ ثُمَّ تَرَكَ ذَلِكَ بَعْدُ فَكَانَ لَا يَقُومُ إِذَا رَأَى الْجَنَازَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان: ''نبی ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے'' کا معنی یہ ہے کہ نبی ﷺ جب جنازہ دیکھا کرتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے، پھر آپ ﷺ نے اس کے بعد ترک کر دیا اور جب آپ ﷺ جنازہ دیکھتے تھے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٠٢٢، البزار: ٩٠٨، ابو يعلى: ٢٨٨، البيهقي: ٤/٢٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٦٢، سنن ابو داود: ٣١٧٥، سنن ابن ماجه: ١٥٤٤، سنن نسائی: ٤/٤٦ و ٧٧-٧٨، مسند احمد: ٦٢٣

فوائد الحدیث: یہ حدیث دلیل ہے کہ جنازے کو دیکھ کر کھڑے نہ ہونا بھی جائز ہے۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ «اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا»

نبی ﷺ کا فرمان: لحد ہمارے لیے ہے اور شق ہمارے سوا دوسروں کے لیے ہے

1045: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَنَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور شق (صندوقی قبر) ہمارے سوا دوسروں کے لیے ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

اور اس باب میں جریر بن عبداللہ، سیّدہ عائشہ، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ عبدالاعلیٰ راوی کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٣٢٠٨، سنن ابن ماجه: ١٥٥٥، ١٥٥٤ سنن نسائی: ٤/٨٠، مسند احمد: ١٩١٥٨

فوائد الحدیث: (١) ''لحد'' قبر کے لیے گڑھا کھود کر اس کے قبلہ کی جانب بغل میں مزید آگے کھود کر قبر تیار کرنا ''لحد'' کہلاتا ہے۔
(٢) ''شق'' قبر کے لیے بڑا گڑھا کھود کر اس کے درمیان میں ہی چھوٹا گڑھا کھود کر قبر تیار کرنا ''شق'' کہلاتا ہے۔

(۳) ''لحد'' اور ''شق'' دونوں طرح کی قبر تیار کرنا جائز ہے جہاں زمین پختہ ہو اور ''لحد'' تیار کرنے والے افراد بھی موجود ہوں تو بہتر ہے کہ ''لحد'' تیار کی جائے بصورت دیگر ''شق'' بھی درست ہے۔

54- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ

میت کو قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھنا چاہیے

1046: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ: مَرَّةً إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ مَرَّةً: ((بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ)). وَقَالَ مَرَّةً: ((بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب میت کو قبر میں اتارا جاتا تھا تو نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ)) ''اللہ کے نام سے، اللہ کی توفیق سے، اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ)) ''اللہ کے نام سے، اللہ کی توفیق سے اور اللہ کے رسول کی سُنت پر۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: وَرَوَاهُ أَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا أَيْضًا.

یہ حدیث اس طریق کے علاوہ ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ ابو صدیق ناجی نے اسے ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابو صدیق ناجی عن ابن عمر کی سند سے موقوف بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ٧٦٤٤

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٣٢١٣، سنن ابن ماجه: ١٥٥٠، مسند احمد: ٤٨١٢، صحیح ابن حبان: ٣١١٠

فوائد الحدیث: میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھنا مَسنُون ہے اس لیے مزید نعتیں وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرتے ہوئے اسی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ يُلْقَى تَحْتَ الْمَيِّتِ فِي الْقَبْرِ

میت کے نیچے قبر میں کپڑا ڈالنے کا بیان

1047: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: الَّذِي أَلْحَدَ قَبْرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَبُو طَلْحَةَ وَالَّذِي

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: جس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد تیار کی وہ ابو طلحہ تھے۔ اور جس نے آپ ﷺ کے نیچے چادر ڈالی تھی وہ رسول اللہ ﷺ

أَلْقَى الْقَطِيفَةَ تَحْتَهُ شُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ جَعْفَرٌ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ شُقْرَانَ يَقُولُ أَنَا وَاللهِ طَرَحْتُ الْقَطِيفَةَ تَحْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ.

کے آزاد کردہ غلام شقران تھے۔ شقران بیان کرتے ہیں، اللہ کی قسم! میں ہوں جس نے قبر میں رسول اللہ ﷺ کے نیچے چادر ڈالی تھی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ شُقْرَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ فَرْقَدٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شقران کی روایت حسن غریب ہے۔ علی بن مدینی نے عثمان بن فرقد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن ابي حاتم في العلل: ١٠٥٤، المزي في تهذيب الكمال: ٥٤٦/١٢

تخریج الحدیث: الآحاد والمثانی: ٤٦٨، معجم الكبير للطبرانی: ٧٤٠٩، تهذيب الكمال: ٥٤٦/١٢، مسند احمد: ٢٣٥٧، سنن ابن ماجه: ١٦٢٨

1048: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی قبر میں سرخ چادر ڈالی گئی تھی۔

قَالَ: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَيَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَهَذَا أَصَحُّ.

محمد بن بشار نے ایک اور مقام پر کہا: محمد بن جعفر اور یحییٰ نے بھی شعبہ عن ابی جمرہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ وَاسْمُهُ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي عَطَاءٍ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ وَاسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَكِلَاهُمَا مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

شعبہ نے ابو حمزہ قصاب سے روایت کی اس کا نام عمران بن ابی عطاء ہے اور ابو جمرہ ضبعی سے بھی روایت کی گئی ہے، اس کا نام نصر بن عمران ہے۔ اور یہ دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں میں سے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُلْقَى تَحْتَ الْمَيِّتِ فِي الْقَبْرِ شَيْءٌ. وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے قبر میں میت کے نیچے کسی بھی چیز کو بچھانا ناپسند کیا ہے۔ بعض اہل علم کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٧٥١، ابن ابي شيبة: ٣٣٦/٣، البيهقي: ٤٠٨/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٦٧، سنن نسائی: ٨١/٤، مسند احمد: ٢٠٢١، صحيح ابن حبان: ٦٦٣١

فوائد الحدیث: اگر زمین کے گیلا وغیرہ ہونے کی وجہ سے ضرورت ہو تو کفن کے علاوہ نیچے کوئی کپڑا وغیرہ بچھایا جاسکتا ہے جیسے آجکل چٹائی

وغیرہ ڈال دی جاتی ہے۔ اگر ایسی کوئی ضرورت نہ ہو تو اجتناب کرنا چاہیے وہی کپڑا چادر وغیرہ کسی زندہ کے کام آسکتی ہے۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ

قبر کو برابر کرنا

1049: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِأَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنْ لَا تَدَعَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ وَلَا تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ)).

ابو وائل سے روایت ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو ہیاج اسدی سے فرمایا: میں تمہیں اس کام پر بھیج رہا ہوں جس پر نبی ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ تم ہر اونچی قبر کو برابر کر دو اور ہر مورتی کو مٹا دو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ أَنْ يُرْفَعَ الْقَبْرُ فَوْقَ الْأَرْضِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ قبر کو زمین سے بلند کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَكْرَهُ أَنْ يُرْفَعَ الْقَبْرُ إِلَّا بِقَدْرِ مَا يُعْرَفُ أَنَّهُ قَبْرٌ لِكَيْلَا يُوطَأَ وَلَا يُجْلَسَ عَلَيْهِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں قبر کو اونچا / بلند کرنے کو ناپسند کرتا ہوں الّا یہ کہ وہ اس قدر ہو کہ جو پہچانی جائے کہ وہ ایک قبر ہے، تاکہ کوئی اس کو روند نہ دے اور اس پر بیٹھ نہ جائے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحکام: ۲۰۷، الارواء: ۷۵۹، تحذیر المساجد: ۱۳۰، اخرجه الحاکم: ۳۶۹

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۹۶۹، سنن ابو داود: ۳۲۱۸، سنن نسائی: ۸۸/٤، مسند احمد: ۷٤۱

فوائد الحدیث: (۱) قبر کو زمین سے صرف اس قدر اونچا ہونا چاہیے جس سے اس کا قبر ہونا واضح ہو جائے بہت زیادہ مٹی سے اس کا ڈھیر بنا دینا یہ درست نہیں۔

(۲) لکڑی، مٹی، پتھر وغیرہ سے جاندار چیزوں کے مجسمے بنانا بھی درست نہیں اور کاغذ وغیرہ پر تصویریں بنا کر انہیں بطور تکریم یا برکت کے رکھنا اور لٹکانا بھی درست نہیں۔

(۳) مسلمان حکمرانوں کو اپنی رعیت میں ایسی خرافات کو ختم کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اور سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا وَالصَّلَاةِ إِلَيْهَا

قبروں پر چلنے، ان پر بیٹھنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

1050: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ

سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قبروں پر (مجاور بن کر) بیٹھو نہ ان کی طرف رخ کر کے

أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا)).

نماز پڑھو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَبَشِيرٍ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عمرو بن حزم اور بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

1050م: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اسے ان اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الاحکام: ۲۰۹، ۲۱۰، تحذیر المساجد: ۳۳، اخرجه ابن خزیمه: ۷۹۳، ابو عوانه: ۳۹۸/۱

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۹۷۲، سنن ابو داود: ۳۲۲۹، سنن نسائی: ۶۷/۲، مسند احمد: ۱۷۲۱۵، صحیح ابن حبان: ۲۳۲۰ و ۲۳۲٤

1051: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

واثلہ بن اسقع نے ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے

وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ وَهَذَا الصَّحِيحُ.

اور اس میں ابو ادریس کے واسطے سے نہیں اور یہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ ابْنِ الْمُبَارَكِ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَ فِيهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَإِنَّمَا هُوَ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَبُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ.

امام ترمذی نے کہا: امام بخاری نے کہا: ابن مبارک کی روایت خطا ہے ابن مبارک نے اس میں خطا کی ہے اور اس میں عن ابی ادریس خولانی کا اضافہ نقل کیا ہے حالانکہ وہ تو بسر بن عبداللہ عن واثلہ بن اسقع ہے اسی طرح کئی ایک نے عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے روایت کیا ہے اور اس میں عن ابی ادریس خولانی نہیں جبکہ بسر بن عبداللہ نے واثلہ بن اسقع سے سن رکھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث ۱۰۵۰

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۷۲۱٦

فوائد الحدیث: (۱) قبروں کا احترام کرنا چاہیے ان کی بے حرمتی کرنا، روندنا، یا ان پر آرام کرنے کے لیے کرسی بنا کر بیٹھ جانا جائز اور درست نہیں۔

(۲) قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا بھی جائز نہیں البتہ نماز جنازہ پڑھنا درست ہے ایک تو اس میں رکوع سجدہ نہیں ہوتا کہ جن میں قبر یا میت کی تعظیم کا پہلو نکلے اور دوسرا خود رسول اللہ ﷺ سے قبر پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ۱۰۳۸، ۱۰۳۷ کے فوائد۔)

(۳)"لاتجلسوا علی القبور" کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اس پر مجاور بن کر نہیں بیٹھنا چاہیے کہ اس کی دیکھ بھال کرتا اور لوگوں سے نذرانے وصول کرتا رہے

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَجْصِيصِ الْقُبُورِ وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے کی ممانعت

1052: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: "نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُورُ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا وَأَنْ تُوطَأَ".

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے، ان پر لکھنے، ان پر عمارت بنانے اور ان پر چلنے سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ دیگر طرق سے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ: الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِي تَطْيِينِ الْقُبُورِ.

بعض اہل علم نے قبروں کی لپائی کرنے کی اجازت دی ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَأْسَ أَنْ يُطَيَّنَ الْقَبْرُ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قبر کی لپائی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) احكام الجنائز: ٢٠٤، تحذير المساجد: ٤٠، الارواء: ٧٥٧، اخرجه الحاكم: ١/٣٧٠، البيهقي: ٤/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٧٠، سنن ابو داود: ٣٢٢٥ و ٣٢٢٦، سنن ابن ماجه: ١٥٦٢، سنن نسائی: ٤/٨٦ و ٨٧ و ٨٨، مسند احمد: ١٤١٤٨، صحيح ابن حبان: ٣١٦٢-٣١٦٥، ابن ابي شيبة: ٣/٣٣٩

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی قبر کو پختہ، چونا گچ نہیں ہونا چاہیے جیسے آجکل سیمنٹ کے ساتھ پلستر کر لیتے ہیں یہ درست نہیں۔

(۲) قبر پر کسی قسم کی تحریر، قرآنی آیات، نام تاریخ وفات وغیرہ لکھ کر تختی لگانا بھی حرام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(۳) قبر پر یا اس کے ارد گرد کسی قسم کی عمارت گنبد وغیرہ بھی ممنوع ہے جیسا کہ مزار اور دربار بنے ہوئے ہوئے ہیں۔

(۴) ضرورت ہو تو قبر کی اپنی کچی مٹی کے ساتھ لپائی ہو سکتی ہے الگ سے مٹی لے کر اس میں توڑی وغیرہ ملا کر لیپ کرنا درست نہیں۔ کیونکہ قبر کو پختہ نہ بنانے میں بھی شریعت کی منشا یہی ہے کہ کچھ مدت کے بعد وہ قبر خود بخود ہی ختم ہو جائے گی اگر سال بہ سال مٹی ڈال کر یا لیپ کر کے محفوظ رکھا جائے تو پھر قبر کو کچا بنانے اور رکھنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

(۵) اگر بارشوں کی وجہ سے قبر بیٹھ جائے اور گڑھا پڑ جائے تو پھر اضافی مٹی ڈال کر اسے برابر کیا جا سکتا ہے۔

59- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

آدمی قبرستان میں جاکر کیا کہے؟

1053: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنْ أَبِي كُدَيْنَةَ عَنْ قَابُوسِ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ کی قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک ان کی طرف کر کے فرمایا: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ)) ”قبروں والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ ہمیں اور تمہیں بخش دے، تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم پیچھے آنے والے ہیں۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا بریدہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو كُدَيْنَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ وَأَبُو ظَبْيَانَ اسْمُهُ حُصَيْنُ بْنُ جُنْدُبٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب ہے۔ ابو کدینہ کا نام یحییٰ بن مہلب ہے، اور ابو ظبیان کا نام حصین بن جندب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٧٦٥، اس میں قابوس بن ابی ظبیان راوی ضعیف ہے۔ تقریب: ٥٤٤٥

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١٢٦١٣، مسند احمد: ٧٩٩٣، ٢٢٩٨٦، ٢٥٨٥٥، صحيح مسلم: ٢٤٩، ٩٧٥، ٩٧٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس مسئلہ کی کئی ایک صحیح احادیث ہیں کہ آدمی جب قبرستان جائے تو وہاں مدفون مسلمانوں کے لیے بخشش کی دعا کرے۔ خواہ حدیث الباب کے الفاظ یا دوسرے کلمات کے ساتھ یا پھر اپنی زبان میں ہی بخشش کے دعائیہ الفاظ کے ساتھ دعا کر سکتا ہے۔

(۲) قبرستان میں دعا ہاتھ اٹھا کر بھی کی جا سکتی ہے اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی۔ (دیکھیے سنن سنائی کی ایک طویل حدیث ۱/ ۲۳۲ کتاب الجنائز)

(۳) بعض لوگوں نے ”یا اهل القبور“ ”یا اهل الدیار“ کے الفاظ سے قبر میں پڑے مُردوں کے سننے پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے: وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ (فاطر: ٢٢) ”کہ اے پیغمبر ﷺ! آپ قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں کو نہیں سنا سکتے“ اس دعا سے نہ ان کو سنانا مقصود ہے اور نہ ہی ان سے جواب لینا بلکہ ان کی بخشش کے لیے فقط اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے ان کو مخاطب کرنا فقط خود کلامی کا انداز ہے جو ہم اپنی روزمرہ زندگی میں اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا اما واللہ انی لا علم انك حجر لا تضر ولا تنفع..... الحدیث (بخاری ۱/ ۲۱۸ کتاب المناسک)

”اللہ کی قسم بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی تو نقصان کر سکتا ہے..... الحدیث“۔ اب حجر اسود سن تو نہیں رہا اور نہ ہی اس کو سنانا مقصود ہے بلکہ اپنے عقیدہ توحید کا اظہار کرنا مقصد تھا۔

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت

1054: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، محمد (ﷺ) کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے، پس تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو سعید، ابن مسعود، انس، ابو ہریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِزِيَارَةِ الْقُبُورِ بَأْسًا. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ قبروں کی زیارت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ یہ ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاحكام: ١٧٨، ١٨٨، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ١٨٦/١٤، وفي شرح المشكل: ٤٧٤٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٧٧ و ص: ١٥٦٣، ٣٧، سنن ابو داود: ٣٢٣٥، سنن نسائي: ٨٩/٤ و ٢٣٤/٧، و ٣١٠/٨ و ٣١١، مسند احمد: ٢٢٩٥٨

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے شروع میں قبرستان جانے سے منع فرمایا دیا تھا لیکن جب مسلمانوں میں عقیدہ توحید خوب راسخ ہو گیا تو آپ ﷺ نے اجازت فرمادی لہٰذا اس حدیث مبارک سے قبرستان جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

(۲) لیکن قبرستان جانے کا مقصد عبرت حاصل کرنا اپنی موت کو یاد کرنا اور آخرت کی فکر کرنا ہے نہ کہ وہاں قرآن خوانی یا سجدہ وغیرہ کرنا ہے۔

61- بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّيَارَةِ لِلْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ

خواتین کے لیے قبروں کی زیارت کرنا

1055: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِحُبْشِيٍّ. قَالَ فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حبشی کے مقام پر وفات پا گئے، تو انہیں مکہ لا کر وہاں دفن کر دیا گیا، جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں تو عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کی قبر

فَدُفِنَ فِيهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ:

پر آئیں اور فرمایا:

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا
لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

ہم دونوں ایسے تھے جیسے دو ہم نشین بادشاہ جزیمہ کے ایک ساتھ رہے برسوں زمانے میں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کہ کبھی جدا نہ ہوگے، پھر جب ہم جدا ہوگئے تو گویا میں اور مالک با وصف مدتوں ساتھ رہنے کے ایسے معلوم ہوا گویا ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے۔

ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ.

پھر انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو تم وہیں دفن کیے جاتے جہاں تمہیں موت آئی تھی، اور اگر میں اس وقت تمہارے پاس ہوتی تو میں تمہاری زیارت کے لیے نہ آتی۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند ابن جریج مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ٦٥٣٥، مستدرک حاکم: ٣/٤٧٦

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن صحیح احادیث سے خواتین کا قبرستان جانا ثابت ہے۔
(دیکھیے سنن نسائی ۱/ ۲۳۲ کتاب الجنائز)

(۲) لیکن خواتین کا زرق برق لباس پہن کر، بن ٹھن کر قبرستان جانا نہ تو جائز ہے اور نہ ہی اس فعل شنیع کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے جیسا کہ محرم الحرام کے مہینے میں خصوصاً دس محرم کو لوگوں نے رسم بنالی ہے۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کی کراہت کا بیان

1056: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ.

اس باب میں ابن عباس اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُرَخِّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِي رُخْصَتِهِ

بعض اہل علم کا موقف ہے کہ یہ اس سے پہلے کا حکم ہے لیکن بعد میں نبی ﷺ نے عورتوں اور مردوں کو رخصت

الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا كُرِهَ زِيَارَةُ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزَعِهِنَّ.

دے دی تھی۔ اور بعض نے عورتوں کے لیے قبروں پر جانا مکروہ یعنی ممنوع قرار دیا ہے ان کے صبر کے کم اور جزع فزع زیادہ کرنے کی بنا پر۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس کی سند میں عمر بن ابی سلمہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٧٦، مسند احمد: ٨٤٤٩، صحيح ابن حبان: ٣١٧٨، ابو يعلى: ٥٩٠٨

فوائد الحدیث: یہ حکم پہلے کا ہے جب آپ ﷺ نے اجازت دے دی تو اس میں مرد و خواتین سبھی شامل ہیں (مزید دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۱۰۵۵۔)

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

رات کے وقت تدفین کرنا

1057: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلاً فَأُسْرِجَ لَهُ سِرَاجٌ فَأَخَذَهُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ ((رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتَ لَأَوَّاهًا تَلاَّءً لِلْقُرْآنِ)). وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک رات قبر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے لیے چراغ جلایا گیا، آپ نے اس (میت) کو قبلے کی جانب سے لیا اور فرمایا: ''اللہ تم پر رحم فرمائے تو بہت ہی نرم دل اور قرآن کریم کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والا تھا۔'' اور آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَيَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ أَخُو زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَكْبَرُ مِنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور یزید بن ثابت یہ زید بن ثابت کے بڑے بھائی ہیں رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَقَالُوا: يُدْخَلُ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُسَلُّ سَلاًّ. وَرَخَّصَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے، بعض اہل علم نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں داخل کیا جائے گا۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: اسے (سرہانے کی طرف سے قبر میں) داخل کیا جائے گا۔ اکثر اہل علم نے رات کے وقت دفن کرنے کی رخصت دی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٧٠، احكام الجنائز: ١٤٢، اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٥٢٠، سنن ابی داود: ٣١٦٤، مستدرک حاکم: ١/٣٦٧

فوائد الحدیث: رات کے وقت میت کو دفن کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

64- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ الْحَسَنِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت کی تعریف کرنی چاہیے

1058: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ)). ثُمَّ قَالَ: ((أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی اچھی تعریف کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی،'' پھر فرمایا: ''تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں عمر، کعب بن عجرہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٣٥٧، ابو يعلى: ٣٣٥٢، ابو نعيم في الحلية: ٦/٣٩١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٤٢، صحيح مسلم: ٩٤٩، سنن ابن ماجه: ١٤٩١، سنن نسائی: ٤/٤٩-٥٠، مسند احمد: ١٢٨٣٧، و ١٢٩٣٩، صحيح ابن حبان: ٣٠٢٣، ٣٠٢٥ و ٣٠٢٧

1059: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ. فَقُلْتُ لِعُمَرَ وَمَا وَجَبَتْ؟ قَالَ أَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ لَهُ ثَلَاثَةٌ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). قَالَ: قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ ((وَاثْنَانِ)). قَالَ: وَلَمْ نَسْأَلْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَاحِدِ.

ابواسود دیلی نے بیان کیا، میں مدینہ منورہ پہنچا تو میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا، لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہو گئی، میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا واجب ہو گئی؟ انہوں نے فرمایا: میں وہی کہہ رہا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے حق میں تین افراد گواہی دے دیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' ہم نے عرض کیا: دو آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی بھی'' اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کے متعلق دریافت نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو الْأَسْوَدِ الدِّيلِيُّ اسْمُهُ ظَالِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ.

ابواسود دیلی کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاحكام: ٤٥، اخرجه البزار: ٣١٢، ابو يعلى: ١٤٥، البيهقي: ٤/٧٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٦٨، سنن نسائی: ٤/٥٠-٥١، مسند احمد: ١٣٩، صحيح ابن حبان: ٣٠٢٨

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لیے اسے کسی بھی شخص کے متعلق مخلوق میں سے کسی کی شہادت و گواہی کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان احادیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ انسان کو دوسرے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے تاکہ اس کے مرنے کے بعد لوگ اس کے حق میں اچھی گواہی دیں اور اس کی تعریف کریں۔

۲۔ زندہ لوگوں کو مرنے والوں کی اچھائیاں اور خوبیاں بیان کرنی چاہئیں تاکہ دوسرے لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق اچھا تاثر ہو اور وہ ان کی بخشش کی دعا کریں۔

(۲) گواہی ہمیشہ انصاف کے ساتھ دینی چاہیے نا تو کسی کو عقیدت کی وجہ سے مبالغہ آرائی کرتے ہوئے اس کے مقام و مرتبے سے بڑھانا چاہیے اور نہ ہی اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے اس کی خوبیوں کو چھپانا چاہیے۔

65- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ قَدَّمَ وَلَدًا

جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کا ثواب

1060: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، [ح] و حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اسے صرف قسم پوری کرنے کے لیے آگ چھوئے گی۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَ مُعَاذٍ، وَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ، وَأُمِّ سُلَيْمٍ، وَ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي ثَعْلَبَةَ الْأَشْجَعِيِّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي سَعِيْدٍ، وَ قُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ. قَالَ: وَأَبُو ثَعْلَبَةَ الْأَشْجَعِيُّ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثٌ وَاحِدٌ، هُوَ هَذَا الْحَدِيْثُ، وَلَيْسَ هُوَ الْخُشَنِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، معاذ، کعب بن مالک، عتبہ بن عبد، ام سُلیم، جابر، انس، ابو ذر، ابن مسعود، ابو ثعلبہ اشجعی، ابن عباس، عقبہ بن عامر، ابو سعید اور قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

امام فرماتے ہیں: ابو ثعلبہ اشجعی کی نبی کریم ﷺ سے صرف یہی ایک روایت ہے۔ اور یہ ابو ثعلبہ خشنی نہیں ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٩٨٢، البخاري في الادب المفرد: ١٤٣، ابو يعلى: ٥٨٨٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۲۵۱، صحیح مسلم: ۲۶۳۲، سنن ابن ماجه: ۱۶۰۲، سنن نسائی: ٤/٢٥، مسند احمد: ٧٢٦٥، صحیح ابن حبان: ٢٩٤٢

1061: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں تو وہ اس کے لیے جہنم سے مضبوط قلعہ / بچاؤ ہوں

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ، قَالَ: ((وَاثْنَيْنِ)) فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ: قَدَّمْتُ وَاحِدًا؟ قَالَ: ((وَوَاحِدًا وَلَكِنْ إِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)).

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے تو دو بچے فوت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جو سیّد القراء ہیں نے عرض کیا، میرا تو ایک بچہ فوت ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بھی'' لیکن یہ ابتدائے صدمہ کے وقت ہی (صبر کرنے سے) ہوتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابو محمد مجہول اور ابی عبیدہ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٠٦، مسند احمد: ٢٢٠٩٠، ٣٥٥٤، ١٥٥٩٥ ، ٢٠٣٦٥

1062: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ بَارِقٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي أَبَا أُمِّي سِمَاكَ بْنَ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ)) فَقَالَتْ: عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: ((وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ، يَا مُوَفَّقَةُ)) قَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: ((فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت میں سے جس کے دو پیش رو ہوں (دو بچے فوت ہو گئے ہوں) تو اللہ ان دونوں کی وجہ سے اسے جنّت میں داخل فرمائے گا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ کی امت میں سے جس کا ایک پیش رو ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا ایک پیش رو ہو، اسے توفیق دی گئی!'' انہوں نے عرض کیا: آپ کی امت میں سے جس کا ایک بھی پیش رو نہ ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کا پیش رو ہوں، اور انہیں میری جدائی جیسا صدمہ نہیں پہنچا ہو گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ بَارِقٍ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمُرَابِطِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ بَارِقٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف عبد ربہ بن بارق کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں، اس سے کئی ایک ائمہ نے روایت کیا ہے۔ ہم کو احمد بن سعید مرابطی نے حدثنا حبان بن ہلال انبانا عبد ربہ بن بارق کی سند سے حدیث سنائی تو اسی طرح بیان کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) التعليق الرغيب: ٣/٩٣، المشكوٰة: ١٧٣٥۔ اس میں عبد ربہ بن بارق ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٠٩٨

فوائد الحدیث: (١) انسان کو دنیا میں جس قدر رنج و غم پہنچے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں بلند مقام عطا فرمائیں گے انسان کی اولاد

چونکہ اسے بہت محبوب ہوتی ہے اس کا جدا ہونا خصوصاً بچپن میں وفات پا جانا بہت ہی حزن وملال کا باعث ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم سے آزادی کا پروانہ جاری فرمادیا ہے

(۲) اس حدیث میں تین بچوں کا ذکر ہے بعض میں دو کا اور ایک بچے کے وفات پانے کی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ جنّت میں اس کا ایک محل "بیت الحمد" کے نام سے بنوا دیتے ہے۔

(۳) لیکن یہ ساری فضیلتیں اس شخص کو حاصل ہونگی جس کا عقیدہ توحید والا ہو گا اور زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزری ہوگی۔

(۴) "الا تحلة القسم" اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

"وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝" (سورۃ مریم:۷۱)

"اور نہیں ہے تم میں سے کوئی ایک مگر اس جہنم پر وارد ہونے (جانے) والا ہے یہ تیرے رب کے ذمہ طے شدہ حتمی بات ہے"۔

پل صراط چونکہ جہنم کے اوپر ہے اس لئے جب لوگ وہاں سے گزریں گے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ پورا ہو جائے گا۔

(۵) جس مومن مُسلمان کا کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہوا ہو گا کہ جو اس کی سفارش کرے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کے لیے پیش رو یعنی سفارشی ہوں گا۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّهَدَاءِ مَنْ هُمْ

شہید کون ہے؟

1063: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ [ح] وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسٌ: الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہید پانچ ہیں، طاعون کی بیماری سے فوت ہو جانے والا، پیٹ کی بیماری سے فوت ہو جانے والا، ڈوب جانے سے فوت ہونے والا، کسی چیز کے نیچے دب کر ہلاک ہو جانے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، وَ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، وَ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، صفوان بن امیہ، جابر بن عتیک، خالد بن عرفطہ، سُلیمان بن صرد، ابو موسیٰ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الأحكام: ٣٨، اخرجه مالك: ٣٢٧، البغوي في شرح السنة: ٣٨٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٣، صحیح مسلم: ١٩١٤، سنن نسائی في الكبرى كما في التحفة: ٣٩٢/٩، مسند احمد: ٨٣٠٥، صحیح ابن حبان: ٣١٨٨، موطا مالک: ٢٣٣/١-٢٣٤

1064: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ السَّبِيعِيِّ قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ لِخَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ. أَوْ خَالِدٌ لِسُلَيْمَانَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ)) فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: نَعَمْ.

ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا، سُلیمان بن صرد نے خالد بن عرفطہ سے یا خالد نے سُلیمان (رضی اللہ عنہما) سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا: "جب کسی شخص کو اس کا پیٹ (کا مرض، اسہال، ہیضہ وغیرہ) ہلاک کر دے تو اسے اس کی قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا؟" تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ فِي هَذَا الْبَابِ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں یہ حدیث غریب ہے، اور یہ اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاحكام: ٣٨، اخرجه الطبراني في الكبير: ٤/٤١٠٩، وفي الصغير : ٢٩٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٣١٠، صحيح ابن حبان: ٢٩٣٣

فوائد الحدیث: (۱) سب سے افضل اور حقیقی شہید تو وہی ہے جو میدان جنگ میں کفار سے قتال کرتے ہوئے قتل ہو جائے۔

البتہ بعض دوسرے لوگوں کو بھی اعزازی طور پر شہداء میں شمار کیا جائے گا کہ مقام و مرتبے کے لحاظ سے وہ عام مُسلمانوں سے بلند و برتر ہوں گے۔

(۲) مُختلف احادیث میں ان کی تعداد مُختلف بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اس سعادت سے بہرہ ور فرما دے گا۔

(۳) لیکن یہ سعادت صرف ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو عقیدہ توحید پر کاربند ہوں گے اور ان مصائب و مشکلات میں صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر کے خواہاں ہونگے۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ

طاعون سے فرار ہونے کی ممانعت

1065: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ الطَّاعُونَ فَقَالَ: ((بَقِيَّةُ رِجْزٍ أَوْ عَذَابٍ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوا عَلَيْهَا)).

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے طاعون کا ذکر کیا تو فرمایا: "یہ اس عذاب کا بقیہ ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا، پس جب وہ کسی علاقے میں واقع ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس میں سے نہ نکلو، اور جب وہ کسی علاقے میں واقع ہو اور تم وہاں موجود نہ ہو تو پھر وہاں نہ جاؤ۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد، خزیمہ بن ثابت، عبدالرحمن بن عوف، جابر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٨٨٩، عبدالرزاق: ٢٠١٥٨، الحميدي: ٥٤٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٤٧٣، صحیح مسلم: ٢٢١٨، سنن نسائی في الكبرى: ٧٤٨٢، مسند احمد: ٢١٧٥١، صحیح ابن حبان: ٢٩٥٢

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بیماری بھی معتدی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کوئی بھی بیماری یا وبا کسی بھی شخص کو متاثر نہیں کر سکتی۔ لیکن عقیدہ توحید کی پختگی اور اس کے تحفظ کے لیے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر وبا زدہ علاقے سے کوئی شخص دوسرے علاقے میں چلا جائے اور وہاں قدرتی طور پر وہ وبا پھیل جائے تو ہو سکتا ہے کچھ لوگ عقیدہ خراب کر بیٹھیں کہ اس شخص کے آنے کی وجہ سے ہوا ہے یا اس کے برعکس کوئی شخص وبائی علاقے میں چلا جائے اور قدرتی طور پر بیمار ہو جائے تو اس کے دل میں بھی یہ خیال آسکتا ہے اس لیے وہ راستے ہی بند کر دے جو مسلمان کے عقیدے کے بگاڑ کا باعث بن سکتے ہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی دینی مجبوری کی وجہ سے اس علاقے سے نکلے یا ڈاکٹروں وغیرہ کی ٹیم علاج کی غرض سے وبائی علاقے میں جائے تو امید ہے کہ وہ اس حکم میں شامل نہیں ہوں گے۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ

جو شخص اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے

1066: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ أَبُو الْأَشْعَثِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ، ابو ہریرہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٧٥٩، ابو يعلى: ٣٢٣٥، البغوي في شرح السنة: ١٤٤٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٠٧، صحیح مسلم: ٢٦٨٣، سنن نسائی: ٤/١٠، مسند احمد: ٢٢٦٩٦، صحیح ابن حبان: ٣٠٠٩

1067: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ اس سے

بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ. قَالَ: ((لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ)).

ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے۔" تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس طرح نہیں ہے، لیکن مومن کو جب اللہ کی رحمت، اس کی رضامندی اور اس کی جنت کی بشارت دی جاتی ہے، وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے۔ اور جب کافر کو اللہ کے عذاب اس کی ناراضی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات کرنا ناپسند فرماتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٢٢٥، صحيح ابن حبان: ٣٠١٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٨٤، سنن ابن ماجه: ٤٢٦٤، سنن نسائي: ٤/ ١٠، مسند احمد: ٢٤١٧٢

فوائد الحدیث: (۱) اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کریں اور اللہ تعالیٰ ہمارے ملنے کو پسند فرمائے تو پھر دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنی چاہئے تاکہ ہماری موت کے وقت فرشتے ہمیں جنّت کی بشارت دیں تو ہم اس حدیث کا مصداق بن جائیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے ملاقات صرف موت کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ جو لوگ وحدت الوجود کا عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں یا اپنے بزرگوں وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے قصے کہانیاں گھڑ رکھے ہیں یہ حدیث واضح طور پر ان لوگوں کا رد کرتی ہے۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ يَقْتُلُ نَفْسَهُ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی

1068: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے خودکشی کر لی تو نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُصَلَّى عَلَى كُلِّ مَنْ صَلَّى إِلَى الْقِبْلَةِ وَعَلَى قَاتِلِ النَّفْسِ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: قبلے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے ہر شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ خودکشی کرنے والے کی بھی، یہ سفیان ثوری اور اسحاق رحمہما

اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ: لَا يُصَلِّي الإِمَامُ عَلَى قَاتِلِ النَّفْسِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ غَيْرُ الإِمَامِ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھائے گا، امام کے علاوہ کوئی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٣٥٠، الحاكم: ١/٣٦٤، البيهقي: ٤/١٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٩٧٨، سنن ابو داود: ٣١٨٥، سنن ابن ماجه: ١٥٢٦، سنن نسائی: ٤/٦٦، مسند احمد: ٢٠٨١٦، صحيح ابن حبان: ٣٠٩٣

فوائد الحدیث: خودکشی بہت بڑا گناہ ہے اس لیے خودکشی کرنے والے کا جنازہ امام اور عزت و شرف والے لوگوں کو نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ چند ایک عام سے لوگ اس کا جنازہ پڑھ کے دفن کر دیں تاکہ دوسرے لوگوں کے لیے عبرت ہو اور وہ اس گناہ سے بچے رہیں۔

70- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُوْنِ

مقروض کی نماز جنازہ

1069: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا)) قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُوَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بِالْوَفَاءِ؟)) قَالَ: بِالْوَفَاءِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک مرد کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو، (میں نہیں پڑھاؤں گا) کیونکہ اس کے ذمے قرض ہے۔''

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میرے ذمے رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پورے کا پورا؟'' انہوں نے عرض کیا: پورے کا پورا۔ تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، سلمہ بن اکوع اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٩٦، الطحاوي في شرح المشكل الآثار: ٤١٤٦، مسند احمد: ٢٢٥٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٤٠٧، سنن نسائی: ٤/٦٥ و ٧/٣١٧، صحيح ابن حبان: ٣٠٥٨۔ ٣٠٦٠

1070: حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ مَكْتُومُ بْنُ الْعَبَّاسِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی مقروض میت کو لایا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے: ''کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟'' اگر بتایا جاتا کہ اس نے پوری پوری ادائیگی کے لیے چھوڑا

كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى: عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَقُولُ: ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟)) فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى عَلَيْهِ، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَامَ فَقَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِاللهِ بْنِ صَالِحٍ.

ہے تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ ورنہ مسلمانوں سے فرماتے: ''اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔'' جب اللہ نے آپ ﷺ کو فتوحات عطا فرمائیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر فرماتے: ''میں مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق دار ہوں، پس مومنوں میں سے جو فوت ہو جائے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے، اور جو مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور بے شک اس کو یحییٰ بن بکیر اور کئی ایک نے لیث بن سعد سے عبداللہ بن صالح کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٣٣٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٢٩٨، صحیح مسلم: ١٦١٩، سنن ابن ماجه: ٢٤١٥، سنن نسائی: ٤/٦٥، مسند احمد: ٧٨٦١، ٧٨٩٩، صحیح ابن حبان: ٣٠٦٢

فوائد الحدیث: (۱) مقروض کا جنازہ نہ پڑھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ اولاً تو قرضہ نہ لیں اور اگر ضروری ہو تو پھر فوراً ادا کرنے کی کوشش کریں، تاکہ جب انہیں موت آئے تو ان کے ذمہ کسی کا حق باقی نہ ہو۔

(۲) اگر کوئی دوسرا شخص قرض کی ذمہ داری لے لے تو جائز ہے۔

(۳) میت کی طرف سے کوئی اجنبی آدمی بھی صدقہ کرے تو اس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے۔

(۴) اسلامی حکومت ہو تو حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنی رعایا کی ضرورتوں کا خیال رکھیں خصوصاً ان کی وفات کے وقت اگر ان پر کوئی قرض ہو تو اسے بیت المال سے ادا کیا جائے تاکہ اس کی آخرت کی زندگی آسان ہو۔

71- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر

1071: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ- أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ- أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ النَّكِيرُ، فَيَقُولَانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نیلی آنکھوں والے دو کالے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ جو کہا کرتا تھا وہی کچھ کہے گا: وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول

فَيَقُولُ مَا كَانَ يَقُولُ: هُوَ عَبْدُاللهِ وَرَسُولُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: نَمْ، فَيَقُولُ: أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ؟ فَيَقُولَانِ: نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ.

ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں معلوم تھا کہ تم یہی کہو گے، پھر اس کی قبر کو (ستر ضرب) ستر ہاتھ کشادہ کر دیا جاتا ہے، پھر اس کے لیے اس میں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: سو جا تو وہ کہتا ہے: میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا کر انہیں بتاتا ہوں؟ تو وہ کہتے ہیں، دلہن کی طرح سو جا جسے صرف وہی بیدار کرتا ہے جو کہ اس کے گھر والوں میں سے اسے سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے، حتیٰ کہ اللہ اسے اس کی اس خواب گاہ سے اٹھائے گا۔"

((وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ: الْتَئِمِي عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ)).

اگر وہ (میت) منافق ہوا، تو وہ کہے گا: میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی وہی کہہ دیا، میں نہیں جانتا، وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا، تو زمین سے کہا جائے گا: اس پر تنگ ہو جا، پس وہ اس پر تنگ ہو جائے گی، وہاں اسی کی پسلیاں مخالف سمت میں ایک دوسری کے اندر گھس جائیں گی، اسے اس میں عذاب دیا جائے گا حتیٰ کہ اللہ اس کو اس کی اس خواب گاہ سے دوبارہ اٹھائے گا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَ عَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، كُلُّهُمْ رَوَوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ.

اس باب میں سیّدنا علی، زید بن ثابت، ابن عباس، براء بن عازب، ابو ایوب، انس، جابر، عائشہ، ابو سعید رضی اللہ عنہم ان سب نے نبی اکرم ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق احادیث بیان کی ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ١٣٠، سلسلة الصحيحة: ١٣٩١

تخریج الحدیث: ابن ابی عاصم فی السنة: ٨٦٤، صحيح ابن حبان: ٣١١٧، والاجری فی الشريعة: ص: ٣٦٥، والبيهقی فی اثبات عذاب القبر: ٥٦

1072: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا مَاتَ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب فوت ہونے والا فوت ہو جاتا ہے تو اس کا ٹھکانا صبح و

الْمَيِّتُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ يُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

شام اس پر پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو جنتی ہے، اور اگر وہ جہنمیوں میں سے ہے تو وہ جہنمیوں میں سے ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: یہی تیرا ٹھکانا ہے حتیٰ کہ اللہ تجھے قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٩٠، ابو يعلى: ٥٨٣٠، واللبغوي في شرح السنة: ١٥٢٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٧٩، صحيح مسلم: ٢٨٦٦، سنن ابن ماجه: ٤٢٧٠، سنن نسائی: ٤/١٠٦-١٠٧، مسند احمد: ٤٦٥٨، صحيح ابن حبان: ٣١٣٠

فوائد الحدیث: (۱) جب آدمی کو فوت ہونے کے بعد قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور دفن کرنے والے لوگ ابھی قبرستان میں موجود ہوتے ہیں تو دو فرشتے آجاتے ہیں اور اسے اٹھا کر بیٹھا لیتے اور اس سے چار سوال کرتے ہیں۔ یہاں حدیث الباب میں صرف ایک سوال کا ذکر ہے باقی تین صحیح احادیث میں موجود ہیں۔

(۲) اگر تو آدمی نے سچے دل سے کلمہ پڑھا ہو اور زندگی عقیدہ توحید اور رسول ﷺ کی اطاعت میں گزاری ہو تو وہ ان سوالوں کا جواب دے گا اور اگر خدانخواستہ اس نے مشرکانہ یا منافقانہ زندگی بسر کی ہوگی تو وہ کہے گا، ھاھا لا ادری اقول ما یقول الناس "افسوس مجھے تو معلوم نہیں میں تو اسی طرح کہہ دیتا تھا جیسے لوگ کہتے تھے" تو فرشتے اسے ماریں گے اور کہیں گے لا تلیت ولا دریت "نہ تو نے خود پڑھا اور نہ ہی سمجھا"

(۳) چنانچہ مومن آدمی کے لئے اس کی قبر کو حد نگاہ تک وسیع کر دیا جائے گا اور اس میں روشنی بھی ہوگی اس کے لئے بستر جنّت کا بچھا دیا جائے گا اور لباس بھی جنّت کا پہنا دیا جائے گا اور جنّت کی طرف ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ جس سے وہ جنّت کا نظارہ کرے گا اور اپنا ٹھکانہ دیکھ کر خوش ہوگا۔

(۴) ان سب انعامات واکرام کو دیکھ کر آدمی خواہش کرے گا کہ مجھے واپس جانے دیا جائے تاکہ میں جا کر اپنے گھر والوں کو بتاؤں، تو فرشتے کہیں گے کہ نہیں! اب واپس نہیں جانا بلکہ یہاں ہی آرام اور سکون سے سو جا جیسے کوئی دلہن سوتی ہے قیامت کے دن تجھے اللہ تعالیٰ ہی جگائے گا۔

یاد رکھیں کہ یہ سارے معاملات عالم برزخ کے ہیں جس کی کیفیت کو ہم نہیں سمجھ سکتے، البتہ ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(۵) اگر بندہ کافر یا منافق ہوگا تو پھر قبر اسے بھینچ لے گی حتیٰ کہ اس کی پسلیاں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں سے ایک دوسری میں گھس جائیں گی اور اس کا لباس اور بستر جہنم سے ہوگا اور ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو اسے قیامت تک پیٹتا رہے گا۔ قبر کے سانپ اور بچھو اس سے الگ ہیں۔

(۶) قبر کا عذاب حق ہے لہٰذا اس سے ہر وقت اللہ کریم کی پناہ مانگتے رہنا چاہئے اور اپنے عقیدے و عمل کو بھی خالص کرنا چاہئے۔

(۷) آدمی نیک ہو یا بد، مرنے کے بعد دنیا میں اس کے واپس آنے کی کوئی دلیل نہیں، جو لوگ دنیاوی مفادات کی خاطر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ جمعرات کو واپس آتے ہیں سب جھوٹ اور فراڈ ہے۔

(۸) بعض اہل بدعت کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی امتی جب فوت ہوتا ہے تو آپ ﷺ سوالات کے وقت اس کی قبر میں تشریف لاتے ہیں۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر وہ میت جواب دے دیتی ہے تو یہ موقف بھی درست نہیں۔ ان حضرات کا استدلال حدیث الباب

میں ما کنت تقول فی ھذا الرجل کے الفاظ سے ہے کہ "ھذا" اسم اشارہ قریب کے لیے ہے جبکہ یہ صحیح نہیں بلکہ یہ اسم اشارہ بعید کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط کے ذریعے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو ایک خط روم کے بادشاہ "ہرقل" کو بھی بھیجا، ہرقل نے کہا کہ کوئی ایسا قافلہ ڈھونڈھ کر لاؤ جو مکہ کی سرزمین سے تعلق رکھتا ہو ان دنوں ابوسفیان اپنے قافلے کے ساتھ وہاں موجود تھے یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے جب انہیں ہرقل بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا تو ہرقل نے سوال کیا: ایکم اقرب نسبا بھذا الرجل الذی یزعم انہ نبی۔ کہ "تم میں سے کون اس آدمی کے ساتھ رشتہ داری میں زیادہ قریب ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔" جب ابو سفیان نے اپنا تعارف کروایا تو اس نے اپنے قریب کر کے اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور دوسرے لوگوں کو اس کے پیچھے کر دیا اور ساتھ ہی کہا کہ انی سائل ھذا عن ھذا الرجل کہ میں اس (ابوسفیان) سے اس آدمی (محمد ﷺ) کے متعلق سوال کرنے لگا ہوں اگر کسی جگہ پر یہ جھوٹ بولے تو مجھے آگاہ کرنا۔ (ملخص صحیح بخاری ۱/۴ باب کیف کان بدء الوحی)

اس حدیث میں ہرقل نے رسول اکرم ﷺ کے لیے "ھذا" اسم اشارہ استعمال کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ تو اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔

(۲) دوسری مثال سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا ارکب الی ھذا الوادی فاعلم علم ھذا الرجل الذی یزعم انہ یاتیہ الخبر من السماء الخ۔ (صحیح مسلم ۲/۲۹۷ کتاب الفضائل) "کہ اس وادی (مکہ مکرمہ) میں جا اور اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق معلومات حاصل کر جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے"۔

اس حدیث میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے کوسوں دور ہیں لیکن اس کے لیے ھذا الوادی اسم اشارہ قریب کا استعمال کر رہے ہیں۔ پھر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بعید ہیں لیکن ھذا الرجل کہہ رہے ہیں۔

(۳) تیسری مثال، قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کرنے لگا اللہ کے رسول ﷺ ہم ہمہ وقت آپ کے پاس آ جا نہیں سکتے کیونکہ بیننا وبینک ھذا الحی من کفار مضر (بخاری ۱/۱۳ کتاب الایمان) "کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ مضر قبیلے کے لوگ حائل ہیں۔"

مضر قبیلے کے لوگ بحرین اور مدینہ منورہ کے درمیان رہتے تھے اس وقت یہ مدینہ میں موجود نہیں تھے تو عبدالقیس کے وفد کے لوگ ھذا الحی کہہ کر اسم اشارہ قریب سے بیان کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی چیز کا تذکرہ پہلے ہو رہا ہو یا وہ معروف ہو تو اسے اسم اشارہ قریب کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے فرشتے قبر میں مدفون سے سوال کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ھذا الرجل کہہ کر سوال کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ ﷺ تشریف فرما نہیں ہوتے۔

(۹) بعض روایات میں ھذا الرجل کے بعد الذی بعث فیکم کے الفاظ بھی ہیں کہ جسے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے" اور صحیح بخاری کی دوسری حدیث میں محمد ﷺ کا لفظ بھی موجود ہے ما کنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد (بخاری ۱/۱۸۴ کتاب الجنائز)

(۱۰) عقلاً بھی یہ محال ہے کی جس شخص نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی زندگی میں نہیں دیکھا وہ کیسے پہچان سکے گا، لہٰذا وہ آپ ﷺ کے نام یا منصب رسالت کے تذکرے سے جان جائے گا اور کہے گا ھو عبداللہ و رسولہ۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا

مُصیبت زدہ کو تسلی دینے کا اجر و ثواب

1073: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَاللهِ مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مُصیبت زدہ کو تسلی دی تو اس کے لیے بھی اس (مُصیبت زدہ) کے برابر اجر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ مُوقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَيُقَالُ: أَكْثَرُ مَا ابْتُلِيَ بِهِ عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَقَمُوا عَلَيْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف علی بن عاصم کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔ بعض نے اسی اسناد کے ساتھ محمد بن سوقہ سے اس کی مثل موقوف بیان کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علی بن عاصم اس حدیث کی وجہ سے بہت زیادہ آزمائش کا شکار ہوئے اور لوگ ان پر ناراض ہوئے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں علی بن عاصم ضعیف ہے۔ ضعیف ابن ماجه: ٣٥٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٦٠٢

فوائد الحدیث: یہ روایت تو ضعیف ہے لیکن کسی دوسرے کو مُصیبت کے وقت تسلی دینا اور اس کی ڈھارس بندھانا بڑے اجر و ثواب کا عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من مومن یعزی اخاہ مصیبة الا کساہ اللہ سبحانہ من حلل الکرامة یوم القیامة (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۵ کتاب الجنائز)

''کہ جو بھی مومن مُسلمان اپنے کسی دوسرے بھائی کو اس کی مُصیبت میں تسلی و حوصلہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور قیامت کے دن عزت کا لباس پہنائے گا۔''

73- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جو شخص جمعے کے دن فوت ہو

1074: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مُسلمان جمعے کے دن یا جمعے کی رات فوت ہوتا ہے تو اللہ اسے قبر کے فتنے سے بچا لیتا ہے۔''

الْقَبْرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَهَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ، إِنَّمَا يَرْوِي عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَانِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. وَلَا نَعْرِفُ لِرَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ سَمَاعًا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اور فرمایا: اس حدیث کی اسناد متصل نہیں۔ ربیعہ بن سیف، ابو عبدالرحمن حبلی عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے روایت کرتے ہیں، جبکہ ربیعہ بن سیف کا عبداللہ بن عمرو سے سماع ثابت نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) المشکوٰۃ: ١٣٦٧، الاحکام: ٣٥، بعض نے اس کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٥٨٢، تهذيب الكمال: ١١٦/٩، شرح المشكل: ٢٧٧

فوائد الحدیث: اس حدیث سے جمعہ کے دن اور اس کی رات کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن یہ فائدہ صرف اور صرف صحیح العقیدہ موحد مسلمان اور متبع سنت شخص ہی اُٹھائے گا۔ مشرک اور بدعتی کے لیے یہ رعایت نہیں ہے۔

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْجَنَازَةِ

نماز جنازہ (کی ادائیگی اور تدفین) میں جلدی کرنا

1075: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا عَلِيُّ! ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَمَا أَرَى إِسْنَادَهُ بِمُتَّصِلٍ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تین کام ہیں ان میں تاخیر نہ کرنا: نماز جبکہ اس کا وقت ہو جائے۔ جنازہ جبکہ وہ تیار ہو جائے، اور عورت جس کا شوہر نہ ہو اور جب اس کا کفو مل جائے تو اس کی شادی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، میں اس کی اسناد کو متصل نہیں سمجھتا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشکوٰۃ: ١٤٨٦۔ اس میں سعید بن عبداللہ کمزور راوی ہے۔ البتہ بعض نے اسے صحیح کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابی داود: ٤٢٦، مسند احمد: ٢٧١٠٣۔ ٢٧١٠٥

فوائد الحدیث: جہاں تک ممکن ہو میت کا جنازہ پڑھ کر جلدی دفنا دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اپنے اصل مقام تک پہنچ جائے (مزید دیکھیے فوائد حدیث نمبر ١٠١٥)۔

75- بَابٌ آخَرُ فِي فَضْلِ التَّعْزِيَةِ

تعزیت کی فضیلت

1076: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ الْأَسْوَدِ عَنْ مُنْيَةَ ابْنَةِ عُبَيْدٍ

سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی عورت کو اس کا بچہ فوت ہو جانے پر تسلی دے تو اسے

بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ جَدِّهَا أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ عَزَّى ثَكْلَى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ)).

جنّت میں ایک چادر پہنائی جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد قوی نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ١٧٣٨۔ اس میں منیہ مجہول راویہ ہے۔ تقریب: ٨٦٨٧

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٧٤٣٩، تهذيب الكمال: ٣١١/٣٥

فوائد الحدیث: مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۰۷۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

76- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْجَنَازَةِ

جنازہ پڑھتے وقت رفع الیدین کرنا (ہاتھ اٹھانا)

1077: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيْلُ بْنُ أَبَانَ الْوَرَّاقُ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِي فَرْوَةَ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ زَيْدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ، وَوَضَعَ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے پر تکبیر کہی، تو آپ ﷺ نے پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے۔ اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا: فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ، أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ يَدَيْهِ، فِي كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ، عَلَى الْجَنَازَةِ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔
اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر حضرات میں سے اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ آدمی جنازے میں ہر تکبیر پر اللہ اکبر کہے گا، یہ ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ.

بعض اہل علم نے کہا: صرف پہلی بار اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے گا۔ یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

وَذُكِرَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، لَا يَقْبِضُ يَمِيْنَهُ عَلَى شِمَالِهِ، وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَقْبِضَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ كَمَا يَفْعَلُ فِي الصَّلَاةِ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا گیا کہ انہوں نے نماز جنازہ کے بارے میں کہا: وہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو نہیں پکڑے گا۔
بعض اہل علم کا موقف ہے کہ وہ دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑے گا جس طرح کہ وہ نماز میں کرتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: (يَقْبِضُ) أَحَبُّ إِلَيَّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الاحكام: ١١٥-١١٦۔ بعض کہتے ہیں اس میں یحییٰ اور یزید بن سنان دونوں ضعیف ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند ابويعلى: ٥٨٥٨، الكامل لابن عدى: ٢٧٢٦/٧، سنن الدارقطنى: ٢/٧٤-٧٥، سنن كبرىٰ للبيهقى: ٣٨/٤

فوائد الحدیث: نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی تکبیرات کے ساتھ بھی رفع یدین کرنا چاہئے۔ جیسا کہ خود حضرات احناف نے تسلیم کیا ہے۔ کہ "دراصل اس باب میں کوئی صحیح حدیث مرفوع فریقین میں سے کسی کے پاس نہیں اور اختلاف بھی افضلیت میں ہے نہ کہ جواز میں" (درس ترمذی ۳/ ۳۴۲ مولانا تقی عثمانی)

77- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ

نفس مومن اپنے قرض کے ساتھ معلق رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے

1078: حَدَّثَنَا مُحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کا نفس اپنے قرض کے ساتھ معلق رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٩٤، ابو يعلى: ٥٨٩٨، الحاكم: ٢٦/٢، شرح السنة: ٢١٤٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٤١٣، مسند احمد: ٩٦٧٩، صحيح ابن حبان: ٣٠٦١، البغوي: ٢١٤٧

1079: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "مومن کا نفس اپنے قرض کے ساتھ معلق رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنَ الأَوَّلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٤١٣، مسند احمد: ٩٦٧٩، صحيح ابن حبان: ٣٠٦١

فوائد الحدیث: (۱) سب سے پہلے آدمی کو خود کوشش کرنی چاہئے کہ وہ قرض نہ لے، اگر مجبوری ہو اور جائز کام کے لیے لیا تھا تو کوشش کرے کہ اس کو زندگی میں ہی ادا کر دے۔

(۲) اگر وہ زندگی میں ادا نہیں کر سکا تو فوت ہونے والے شخص کے ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ اس کے مال میں سے پہلے قرض ادا کریں اور پھر مال وراثت تقسیم کریں۔

(۳) اگر مرحوم کے مال سے قرض کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو حکومت وقت کو چاہیے کہ بیت المال سے اس قرض کو چکائے یا پھر دوسرے مسلمان مل جل کر اپنے بھائی کو قرض سے چھٹکارا دلائیں۔

(۴) اگر تو مقروض نے قرض کسی جائز کام کے لیے لیا تھا اور ادا کرنے کی نیت اور کوشش بھی تھی تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا اور قرض خواہ کو اجر و ثواب دے کر راضی کر دے گا۔ اور اگر معاملہ اس کے برعکس تھا تو پھر مقروض کا معاملہ بڑا سخت ہے لہٰذا ہمیشہ قرض وغیرہ لینے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

9

اَبْوَابُ النِّكَاحِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

نکاح کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّزْوِيجِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

نکاح کرنے کی فضیلت اور اس کی ترغیب

1080: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي الشِّمَالِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ)).

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنن میں سے ہیں: حیاء، خوشبو لگانا، مسواک اور نکاح۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَثَوْبَانَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي نَجِيحٍ وَجَابِرٍ وَعَكَّافٍ.

اس باب میں عثمان، ثوبان، ابن مسعود، عائشہ، عبداللہ بن عمرو، ابو نجیح، جابر اور عکاف رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي الشِّمَالِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ حَفْصٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي الشِّمَالِ.

ہم کو محمود بن خراش بغدادی نے حدثنا عباد بن العوام عن الحجاج عن مکحول عن ابی الشمال عن ابی ایوب کی سند سے نبی ﷺ سے حفص کی روایت کے مانند بیان کیا ہے۔
امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث ہشیم محمد بن یزید واسطی، ابو معاویہ اور کئی ایک نے حجاج عن مکحول عن ابی ایوب سے روایت کی اور انہوں نے اس میں ابو شمال کا ذکر نہیں کیا۔

وَحَدِيثُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ وَعَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ أَصَحُّ.

حفص بن غیاث اور عباد بن عوام کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ٣٨٢، الارواء: ٧٥، الرد على الكتاني، ص: ١٢، اس میں ابی الشمال مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٠٣٩٠، مصنف ابن ابی شیبة: ١/١٧٠، مسند احمد: ٢٣٥٨١، مسند عبد بن حمید: ٢٢٠

فوائد الحدیث: (١) نکاح کا لغوی معنی ہے، آپس میں مل جانا یا ایک دوسرے میں داخل ہو جانا، سرایت کر جانا، اصطلاحی طور پر میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اس کے تمام حقوق سمیت (جو شریعت نے ایک دوسرے کے ذمہ بیان فرمائے) قبول کرنا نکاح کہلاتا ہے۔

(٢) نکاح انسانی زندگی کی پاکیزگی کے لیے ایک سنگ میل کی حَیثِیّت رکھتا ہے اس لیے اسے اپنانے پر بڑا زور دیا گیا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے حکماً ارشادہ فرمایا ہے کہ جو نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور نکاح کرے۔

(٣) نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ہر پیغمبر کی سُنت اور طریقہ رہا ہے۔

1081: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جبکہ ہم جوان تھے ہم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جوانوں کی جماعت! تم شادی کر لو، کیونکہ وہ شرم و حیا اور عفت و عصمت کا باعث ہے، اور تم میں سے جو استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ خواہش کو کچل دیتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَ هَذَا. وَرَوَى أَبُو مُعَاوِيَةَ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: كِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

ہمیں حسن بن علی بن خلال نے حدثنا عبداللہ بن نمیر حدثنا الاعمش عن عمارۃ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: کہ کئی ایک نے اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ابو معاویہ اور محاربی نے اعمش عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبداللہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں دونوں طرح درست ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ابن ابي شيبة: ٤/١٢٦، ابن الجارود: ٦٧٢، البيهقي: ٤/٢٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٩٠٥، صحیح مسلم: ١٤٠٠، سنن ابو داود: ٢٠٤٦، سنن ابن ماجه: ١٨٤٥، سنن نسائی: ٤/١٦٩-١٧٠ و ٦/٥٧-٥٨، مسند احمد: ٤٠٢٣، صحیح ابن حبان: ٤٠٢٦

فوائد الحدیث: (١) شادی کی استطاعت سے مراد، بیوی کا نان و نفقہ اور رہائش کا بندوبست کر سکتا ہو اور حق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا ضروری ہے۔

(٢) اگر کسی وجہ سے نکاح نہ کر سکے تو پھر کثرت سے نفلی روزے رکھنے چاہئیں تاکہ شہوت پر کنٹرول ہو اور نگاہ و شرم گاہ پاکیزہ رہیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ

بے نکاح رہنے کی ممانعت

1082: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَصْرِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنِ التَّبَتُّلِ".

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بے نکاح رہنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَزَادَ زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ فِي حَدِيثِهِ وَقَرَأَ قَتَادَةُ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾. (الرعد: ٣٨)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زید بن اخزم نے اپنی روایت میں اضافہ کیا اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ "ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور اولاد بنائی۔" (الرعد:۳۸)

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد، انس بن مالک، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

وَرَوَى الأَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَيُقَالُ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ.

اور اشعث بن عبدالملک نے یہ حدیث عن الحسن عن سعد بن ہشام عن عائشہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح بِمَا قَبْلَهُ) اخرجه المصنف في علله الكبير: ٢٦١

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٨٤٩، سنن نسائی: ٦/٥٩، مسند احمد: ٢١٠٩٢

1083: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بے نکاح رہنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر آپ ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٧٣، ابن الجارود: ٦٧٤، ابو يعلى: ٧٨٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٠٧٣، صحیح مسلم: ١٤٠٢، سنن ابن ماجه: ١٨٤٨، سنن نسائی: ٥٨/٦، مسند احمد: ١٥١٤، صحیح ابن حبان: ٤٠٢٧

فوائد الحدیث: (۱) عورتوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے نکاح نہ کرنا اور سمجھنا کہ یہ کوئی بڑی نیکی اور تقویٰ و پرہیز گاری کا کام ہے درست نہیں۔

(۲) نکاح کرنا ایک انسانی فطرت اور جوان آدمی کی ضرورت ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے نکاح نہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

(۳) کوئی بھی شخص نہ تو خوشی سے خود خصی ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسے سزا وغیرہ کے طور پر خصی کیا جا سکتا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ فَزَوِّجُوهُ

جس شخص کی دین داری کو پسند کرو اسے رشتہ دے دو

1084: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ ابْنِ وَثِيمَةَ النَّصْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی ایسا شخص تمہیں پیغام نکاح بھیجے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اسے رشتہ دے دو، اگر تم نے نہ کیا تو پھر زمین پر بہت بڑا فتنہ اور فساد برپا ہو جائے گا۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي حَاتِمٍ الْمُزَنِيِّ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں ابو حاتم المزنی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدْ خُولِفَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. فَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُرْمُزَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث میں عبدالحمید بن سلیمان کی مخالفت کی گئی ہے، اسے لیث بن سعد نے ابن عجلان عن عبداللہ بن ہرمز کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَشْبَهُ. وَلَمْ يَعُدَّ حَدِيثَ عَبْدِ الْحَمِيدِ مَحْفُوظًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لیث کی روایت زیادہ مشابہ ہے۔ اور عبدالحمید کی روایت کو محفوظ شمار نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) الارواء: ١٨٦٨، الصحیحة: ١٠٢٢، المشکوٰة: ٢٥٧٩۔ بعض کہتے ہیں اس میں عبدالحمید ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث:

1085: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَسَعِيدٍ ابْنَيْ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي حَاتِمٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ

سیّدنا ابو حاتم مزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اسے رشتہ دے دو، اگر تم نے نہ کیا تو زمین پر فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر اس میں ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب

وَفَسَادٌ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنْ كَانَ فِيهِ قَالَ: ((إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ)). ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اسے رشتہ دے دو" تین بار فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو حَاتِمٍ الْمُزَنِيُّ لَهُ صُحْبَةٌ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو حاتم مزنی صحابی ہیں اور ہم ابو حاتم رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی صرف یہی حدیث جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن بما قبله) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ عبداللہ بن مسلم کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: تاريخ الكبير للبخاري: ٢٦/٩، ٢٠٦، معجم الكبيرللطبراني: ٧٦٢/٢٢، والدولابي في الكني: ١٥٩، سنن كبرى للبيهقي: ٨٢/٧

فوائد الحدیث: نکاح کرتے وقت حسن و جمال، ذات برادری کو ترجیح نہیں دینی چاہئے بلکہ دین داری کی بنیاد پر رشتے قائم کرنے چاہئیں، اس میں اللہ تعالیٰ برکت فرمائیں گے اور عزت و عفت کی حفاظت بھی ہوگی۔ اور اگر شریعت کے مقاصد کو مد نظر نہ رکھا جائے یا دین و شریعت کے احکام کی پابندی نہ کی جائے تو پھر بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اکثر گھرانے صرف دنیا کے لالچ یا رسوم و رواج کی وجہ سے برباد ہوتے ہیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ

تین چیزوں کی وجہ سے نکاح کرنا

1086: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى دِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عورت سے اس کے دین، اس کے مال اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ تو دین دار خاتون سے شادی کر، تیرا بھلا ہو۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں عوف بن مالک، عائشہ، عبداللہ بن عمرو اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٧٧، البيهقي: ٨٠/٧، ابن ماجه: ١٨٦٠، الحميدي: ١٢٢٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم، ص: ١٠٧٨(٥٤)، سنن نسائي: ٦٥/٦، مسند احمد: ١٤٢٣٧

فوائد الحدیث: نکاح کے وقت عمومی طور پر تین چیزیں مد نظر رکھی جاتی ہیں:

۱۔ دین و شریعت، اخلاق و کردار ۲۔ مال و دولت۔ ۳۔ حسن و جمال

لیکن امام کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائی کہ دینداری کو ترجیح دینی چاہئے، اس لیے کہ اگر آج مال و دولت کی وجہ سے نکاح کیا ہے تو کل کلاں کسی آفت کی وجہ سے وہ تباہ و برباد بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آج غربت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نکاح کے بعد

رحمت فرمائیں تو آدمی مالدار ہو جائے۔

اسی طرح حسن و جمال ہے تو یہ بھی کسی حادثے کی وجہ سے بھی خدانخواستہ ختم ہو سکتا ہے۔ نہیں تو عمر کے ڈھلنے کے ساتھ تو اس نے ختم ہو ہی جانا ہے۔ لیکن دینداری ایسی نعمت ہے کہ جو عُسر یُسر اور ہمہ قسم کے حالات میں مفید ہی مفید ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس لیے اسے ہی ترجیح دینی چاہیے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَخْطُوبَةِ

جس عورت کو پیغام نکاح دیا ہو اسے (ایک نظر) دیکھ لینا

1087: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ الأَحْوَلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ ((انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)).

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے دیکھ لو، کیونکہ یہ لائق تر ہے کہ تم دونوں میں موافقت پیدا ہو جائے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں محمد بن مسلمہ، جابر، انس، ابو حمید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا: لَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا مَا لَمْ يَرَ مِنْهَا مُحَرَّمًا. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، بعض اہل علم نے اس حدیث کو موقف بنایا ہے اور انہوں نے کہا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ اس کی طرف (ایک نظر) دیکھ لے لیکن جسے دیکھنا حرام ہے وہ نہ دیکھے، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)) قَالَ: أَحْرَى أَنْ تَدُومَ الْمَوَدَّةُ بَيْنَكُمَا.

اور آپ ﷺ کے قول ((أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)) کا مطلب ہے کہ "تم دونوں کے درمیان ہمیشہ محبّت رہے۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٧٨، ابن الجارو: ٦٧٨، البيهقي: ٨٤/٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٦٦، سنن نسائی: ٦٩/٦، مسند احمد: ٧٨٤٢، ١٨١٣٧ صحيح مسلم: ١٤٢٤

فوائد الحدیث: (۱) شادی اگر خاندان میں ہی ہو رہی ہو تو لڑکا اور لڑکی پہلے سے دونوں کی شکل و صورت اور عادات و اطوار سے کسی حد تک واقف ہوتے ہیں، اور اگر خاندان سے باہر ہو رہی ہو تو شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا کہ جس سے کسی ایک کے لاابالی پن ہونے کا تاثر ابھرے یا کسی ایک کے خاندان کے لیے خفت کا باعث ہو۔

(۲) شادی کوئی دو چار دن کی بات نہیں بلکہ زندگی بھر کا معاملہ ہے اس لیے دونوں خاندانوں کو پوری تسلی اور اطمینان کے بعد اس رشتے کو

قائم کرنا چاہئے اس میں لڑکے اور لڑکی کی رضامندی بھی ایک کلیدی حَیثِیّت رکھتی ہے لیکن لڑکی کے لیے اس کے ولی کی رضامندی بھی لازمی قرار دی گئی ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْلَانِ النِّكَاحِ

اعلان نکاح

1088: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَلْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْجُمَحِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ)). قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَالرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ.

سیّدنا محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حرام اور حلال میں فرق (نکاح کے موقع پر) دف اور بلند آواز کا ہے۔“

اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ربیع بنت معوذ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَأَبُو بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ سُلَيْمٍ أَيْضًا. وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيرٌ.

ابو بلج کا نام یحیی بن ابی سلیم ہے، اور ابن سلیم بھی کہا جاتا ہے۔ محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے جبکہ وہ چھوٹے / کم سن لڑکے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الحاكم: ٢/١٨٤، البيهقي: ٧/٢٨٩، المزي في تهذيب الكمال: ٢٥/٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٩٦، سنن نسائی: ٦/١٢٧، مسند احمد: ١٥٤٥١

1089: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ الأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نکاح کا اعلان کرو اور اسے مساجد میں کرو، نیز اس پر دف بجاؤ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ فِي هَذَا الْبَابِ. وَعِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ الأَنْصَارِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں یہ حدیث غریب ہے۔ اور عیسیٰ بن میمون انصاری حدیث میں ضَعیف قرار دیا جاتا ہے۔

وَعِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ الَّذِي يَرْوِي عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ التَّفْسِيرَ هُوَ ثِقَةٌ.

عیسی بن میمون جو کہ ابن ابی نجیح سے تفسیر روایت کرتا ہے وہ ثقہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف: إلَّا الْإِعْلَان) ”نکاح کا اعلان کرو“ یہ ٹکڑا صحیح ہے۔ اس میں عیسیٰ بن میمون ضَعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه : ١٨٩٥

1090: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيَّ غَدَاةَ بُنِيَ بِي فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِدُفُوفِهِنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى أَنْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ: لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اسْكُتِي عَنْ هَذِهِ وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ قَبْلَهَا)).

سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میری رخصتی والی رات کی اگلی صبح آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر تمہارے اس طرح بیٹھنے کی طرح بیٹھ گئے، جبکہ ہماری لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور غزوہ بدر میں شہید ہونے والے میرے بزرگوں کا شعروں میں تذکرہ کر رہی تھیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے کہا: ہمارے اندر ایک نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”یہ بات نہ کرو، بس وہی کہو جو تم اس سے پہلے کہہ رہی تھیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الاداب: ٩٤، اخرجه الطبراني في الكبير: ٦٩٨/٢٤، البيهقي: ٢٨٩/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٠٠١، سنن ابو داود: ٤٩٢٢، سنن ابن ماجه: ١٨٩٧، سنن نسائی فی الکبری: ٥٥٦٣، مسند احمد: ٢٧٠٢١، صحیح ابن حبان: ٥٨٧٨

فوائد الحدیث: (۱) ایک تو شادی کا اعلان کرنا چاہئے اس کے اظہار کا کوئی بھی جائز طریقہ ہو سکتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کل کلاں وہ کسی قسم کی غلط فہمی یا غلط پروپیگنڈے کا شکار نہ ہو۔

(۲) ”دف“ ایک ایسا آلہ ہے کہ جو ایک طرف سے خالی ہوتا ہے اگر اسے بجایا بھی جائے تو بہت زیادہ آواز پیدا نہیں ہوتی جیسا کہ ڈھولکی وغیرہ کی آواز ہے۔

(۳) ”دف“ بھی چھوٹی بچیاں ہی بجا سکتی ہیں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نہیں بجا سکتے آجکل جو نوجوان ٹولیوں کا ڈھول کی تھاپ یا شہوت انگیز بے ہودہ گانوں پر پر ڈانس کیا جاتا ہے شریعت محمدیہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔

(۴) نکاح کا اہتمام اگر مساجد میں کیا جائے تو آدمی کئی ایک قسم کی بے ہودگیوں سے بچ جاتا ہے اور پھر نکاح میں نمازی اور نیک لوگوں کی شرکت یقینی ہو جاتی ہے جن کی دعائیں یقیناً باعث برکت ہیں۔

(۵) خوشی کے موقعہ پر بھی اگر کوئی بات یا کام خلاف شریعت ہو تو خاندان یا گھر کے بڑے افراد کو فوراً روک دینا چاہئے۔ خصوصاً عقیدے کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(۶) رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں، یہ صفت اور شان صرف اللہ وحدہ لا شریک کے لیے ہی خاص ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات بینات اور احادیث مبارکہ اس کی دلیل ہیں اس لیے جو لوگ آپ ﷺ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں انہیں اپنی اصلاح کر لینی چاہئے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ لِلْمُتَزَوِّجِ

شادی کرنے والے کے لیے دعا

1091: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: ((بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی شخص کو شادی کی مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے: ((بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ)) ”اللہ تجھے برکت دے، تجھ پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں اکٹھا کرے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

اس باب میں عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٨٠، النسائي في عمل اليوم: الليلة: ٢٥٩، الحاكم: ١٨٣/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٣٠، سنن ابن ماجه: ١٩٠٥، مسند احمد: ٨٩٥٧، صحيح ابن حبان: ٤٠٥٢

فوائد الحدیث: ایک مومن مسلمان کی یہ خوبی ہے کہ وہ ہر خوشی و غمی کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ کئی غیر مسلم قومیں اپنے خوشی کے موقعوں پر بعض نامناسب حرکتیں کرتی ہیں ایک دوسرے پر رنگ پھینکنے اور بے ہودہ مزاق وغیرہ کرتے ہیں، ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان کہلانے والے بھی ان جیسی ہی حرکتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ شادی شدہ آدمی کو اس خوشی کے موقعہ پر برکت کی دعا دینی چاہیے۔ کہ ان کا میل ملاپ، رہن سہن اللہ تعالیٰ بابرکت بنادے (آمین)

8- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ عَلَى أَهْلِهِ

تعلق زن و شو کے وقت دعا پڑھنا

1092: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: (بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا) فَإِنْ قَضَى اللهُ بَيْنَهُمَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی جب اپنی اہلیہ سے تعلق زن و شو قائم کرنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھ لے: (بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا) ”اللہ کے نام سے، اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے بچالے، اور جو کچھ تو ہمیں عطا فرمائے اسے شیطان سے بچالے۔“ پس اگر اللہ ان دونوں کے درمیان اولاد کا فیصلہ فرمادے تو شیطان اسے کوئی

نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/٢٩٤، الدارمي: ٢٢١٨، النسائي في عمل اليوم والليلة: ٢٦٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٤١، صحیح مسلم: ١٤٣٤، سنن ابو داود: ٢١٦١، سنن ابن ماجه: ١٩١٩، سنن نسائی في الكبرى: ٩٠٣٠، و ٩٠٣١ و ١٠٠٩٦-١٠١٠٠، مسند احمد: ١٨٦٧، صحيح ابن حبان: ٩٨٣

فوائد الحدیث: شیطان، انسان کا ازلی دشمن ہے اور وہ ہر موقعہ پر ہر لحاظ سے انسان کو نقصان پہنچانے اور اذیت دینے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بھی ہر موقعہ پر انسان کو شیطان کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کی تعلیم دی ہے۔

انہی مواقع میں سے ایک موقعہ میاں بیوی کا آپس میں ہم بستری کرنے کا وقت ہے کہ اس موقعہ پر بھی انسان اگر یہ دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرلے تو اس ملاپ کے نتیجے میں اگر اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائیں تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گی۔ شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور وہ اولاد نیک، صالح اور والدین کی فرمانبردار ہوگی۔ اور اگر انسان صرف شہوت رانی کے لیے یہ عمل کرے گا اس موقعہ پر اپنے نبی ﷺ کی تعلیمات کو نہیں اپنائے گا تو اولاد بد تمیز اور نافرمان ہوگی۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا النِّكَاحُ

وہ اوقات جن میں نکاح کرنا مستحب ہے

1093: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ يُبْنَى بِنِسَائِهَا فِي شَوَّالٍ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے شادی کی اور شوال ہی میں مجھ سے خلوت فرمائی، عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند فرماتی تھیں کہ ان کی خواتین سے شوال میں خلوت کی جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف ثوری عن اسماعیل بن امیہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٠٤٠٩، عبد بن حميد: ١٥٠٨، الدارمي: ٢٢١٧

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٤٢٣، سنن ابن ماجه: ١٩٩٠، سنن نسائی: ٦/٨٠ و ١٣٠، مسند احمد: ٢٤٢٧٢ و ٢٥٧١٦، صحيح ابن حبان: ٤٠٥٨

حدیث نمبر ۱۰۹۳

فوائد الحدیث: شادی کرنے کے لیے سال کے بارہ مہینوں اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کسی بھی دن یا وقت میں ممانعت نہیں، لیکن بعض جاہل قسم کے لوگ خود ساختہ اصول وضابطے مقرر کر لیتے ہیں جیسے ہمارے ہاں محرم الحرام کا پورا مہینہ اور صفر کے پہلے دس دنوں میں

شادی نہیں کرتے (ویسے اب یہ رسم کافی حد تک دم توڑ رہی ہے اور لوگ دس محرم کے بعد شادیاں کرنے لگ گئے ہیں)۔ عرب کے معاشرے میں ماہ شوال میں شادی کرنے کو ناپسند کیا جاتا تھا تو رسول اکرم ﷺ نے اس رسم بد کے خاتمہ کے لیے ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں نکاح کیا اور شوال کے مہینے میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔ جب کہ یہ دنیا کی کامیاب ترین اور بابرکت شادی ثابت ہوئی۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَلِيمَةِ

ولیمہ

1094: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: ((مَا هَذَا)). فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ . فَقَالَ: ((بَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (کے کپڑے) پر زردی کا نشان دیکھا، تو فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، (اللہ کے رسول!) میں نے ایک گٹھلی برابر سونے (حق مہر) پر ایک عورت سے شادی کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہی ہو۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَزُهَيْرِ بْنِ عُثْمَانَ.

اس باب میں ابن مسعود، عائشہ، جابر اور زہیر بن عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَزْنُ ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ. وَقَالَ إِسْحَاقُ هُوَ وَزْنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: گٹھلی بھر سونے کا وزن: تین درہم اور ایک تہائی درہم ہے، جبکہ اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ پانچ درہم اور ایک تہائی درہم وزن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٢١٠، ابو يعلى: ٣٣٤٨، البيهقي: ٢٣٦/٧، البغوي: ٢٣٠٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٠٤٩ و ٥١٥٥، صحیح مسلم: ١٤٢٧، سنن ابو داود: ٢١٠٩، سنن ابن ماجه: ١٩٠٧، سنن نسائی: ١١٩/٦-١٢٠ و ١٢٨-١٢٩ و ١٣٧، مسند احمد: ١٢٦٨٥، صحیح ابن حبان: ٤٠٦٠، و ٤٠٩٦

1095: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ عَنِ ابْنِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ستوؤں اور کھجوروں سے کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدی: ١١٨٤، ابو يعلى: ٣٥٥٩، البيهقي: ٢٦٠/٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٤٤، سنن ابن ماجه: ١٩٠٩، مسند احمد: ١٢٠٧٨، صحیح ابن حبان: ٤٠٦١

1096: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ

حمیدی رحمہ اللہ نے سفیان رحمہ اللہ سے اسی مانند روایت کیا۔

سُفْيَانَ نَحْوَ هَذَا.

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِهِ.

کئی ایک نے اسی روایت کو ابن عیینہ عن زہری عن انس کی سند سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن وائل عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُدَلِّسُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِهِ وَرُبَّمَا ذَكَرَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث میں تدلیس کرتے تھے۔ بسا اوقات انہوں نے اس میں عن وائل عن ابنہ ذکر نہیں کیا، اور بسا اوقات اسے ذکر کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٤٤، سنن ابن ماجه: ١٩٠٩، مسند احمد: ١٢٠٧٨، صحيح ابن حبان: ٤٠٦١

1097: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے دن کا کھانا حق ہے، دوسرے دن کا کھانا سُنت ہے، تیسرے دن کا کھانا شہرت ہے، اور جو شہرت چاہتا ہے اللہ اس کی شہرت کر دے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ. وَزِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيرِ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَذْكُرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: قَالَ وَكِيعٌ: زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَعَ شَرَفِهِ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو صرف زیاد بن عبداللہ کی روایت کے حوالے سے ہی مرفوع جانتے ہیں۔ اور زیاد بن عبداللہ کی بہت زیادہ غریب اور منکر روایتیں ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ محمد بن عقبہ سے بیان کرتے تھے کہ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، زیاد بن عبداللہ اپنے شرف و مقام کے باوجود حدیث میں کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) عطاء بن السائب مختلط راوی ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی : ٨٩٦٧، ١٠٣٣٢ وابن عدی فی الكامل: ٣/١٥٠، سنن كبرىٰ البيهقی: ٧/٢٦٠، مسند احمد: ٢٠٣٢٤، سنن ابو داود: ٣٧٤٥

فوائد الحدیث: (۱) شادی کے بعد جس کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اسے ولیمہ کہتے ہیں۔

(۲) ولیمہ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق کرنا چاہئے اس میں گوشت ضروری نہیں بلکہ کسی بھی قسم کا کھانا تیار کرنے اور عزیز و اقارب اور دوست و احباب اور غرباء و مساکین کو کھلانے سے سُنت پوری ہو جاتی ہے۔

(۳) ولیمے کی دعوت میں فقراء، مساکین اور نیک و صالح لوگوں کو دعوت دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّاعِي

دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا

1098: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تمہیں دعوت دی جائے تو تم دعوت قبول کرو، (اس میں شرکت کرو)۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابوہریرہ، براء، انس اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٦٨٨، الدارمي: ٢٠٨٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥١٧٣، صحیح مسلم: ١٤٢٩، سنن ابو داود: ٣٧٣٦۔ ٣٧٣٩، سنن ابن ماجه: ١٩١٤، مسند احمد: ٥٣٦٧

فوائد الحدیث: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی کی دعوت کو قبول کرنا اس کا حق ہے اس لیے کوئی بھی ایسی دعوت جس میں خلاف شریعت کام نہ ہوں مثلاً گانا بجانا، بے پردگی، فضول خرچی فخر و ریاء کے لیے نمود و نمائش وغیرہ تو اسے ضرور قبول کرنا چاہئے۔ خصوصاً دعوت ولیمہ کیونکہ بعض روایات میں دعوت ولیمہ کی صراحت موجود ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا دعی احدکم الی الولیمة فلیجب (صحیح مسلم ۱/ ۴۶۲ کتاب النکاح)

"کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہئے کہ قبول کرلے"

12- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَجِيءُ إِلَى الْوَلِيمَةِ مِنْ غَيْرِ دَعْوَةٍ

جو شخص دعوت کے بغیر ولیمے میں شرکت کرے

1099: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ إِلَى غُلَامٍ لَهُ لَحَّامٍ فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُوعَ. قَالَ: فَصَنَعَ طَعَامًا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَاهُ وَجُلَسَاءَهُ الَّذِينَ مَعَهُ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِينَ دُعُوا فَلَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْبَابِ

سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ابو شعیب نامی شخص اپنے غلام / لڑکے لحام کے پاس آیا تو کہا، میرے لیے پانچ افراد کو کفایت کرنے والا کھانا تیار کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بھوک کے اثرات دیکھے ہیں۔ پس اس نے کھانا تیار کیا، پھر اس نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے ہم نشینوں کو پیغام دعوت بھیجا۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک آدمی ان کے ساتھ چل پڑا جو بوقت دعوت ان کے ساتھ نہیں

قَالَ: لِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ ((إِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا حِينَ دَعَوْتَنَا فَإِنْ أَذِنْتَ لَهُ دَخَلَ)). قَالَ: فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ فَلْيَدْخُلْ.

تھا، جب رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس پہنچے تو اس گھر کے مالک سے فرمایا: ''ایک آدمی ہمارے ساتھ چلا آیا ہے جو اس وقت ہمارے ساتھ نہ تھا جب کہ تو نے ہمیں دعوت دی تھی۔ اگر تم اسے اجازت دو گے تو وہ اندر آئے گا۔'' اس نے عرض کیا: ہم نے اسے اجازت دی، پس وہ اندر آجائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٠٧٤، والطبراني في الكبير: ٥٢٤/١٧، والبيهقي: ٢٦٤/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٠٨١، صحیح مسلم: ٢٠٣٦، مسند احمد: ١٤٨٠١، صحیح ابن حبان: ٥٣٠٠

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی شخص کو بغیر دعوت کے کسی کے ہاں ولیمہ وغیرہ کے پروگرام میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔

(۲) جن کو دعوت دی گئی ہے وہ بھی بغیر اجازت اپنے ساتھ کسی کو نہیں لے جاسکتے اگر کسی کو ساتھ لے جانا ضروری ہو تو پہلے گھر والوں سے اجازت لینی چاہئے۔ ہمارے ہاں یہ رواج بن گیا ہے کہ ہم جاتے ہوئے اپنے ساتھ دوست احباب کو بھی لے جاتے ہیں کہ آؤ آپ کو کھانا کھلا کر لائیں۔ یاد رکھیں شرعی طور یہ جائز اور درست نہیں، اخلاقی لحاظ سے بھی یہ معیوب ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَزْوِيجِ الأَبْكَارِ

کنواری دوشیزاؤں سے شادی کرنا

1100: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَزَوَّجْتَ؟ يَا جَابِرُ!)). فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)). فَقُلْتُ: لَا بَلْ ثَيِّبًا. فَقَالَ ((هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ عَبْدَ اللهِ مَاتَ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعًا فَجِئْتُ بِمَنْ يَقُومُ عَلَيْهِنَّ. قَالَ: فَدَعَا لِي.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے ایک عورت سے شادی کی، تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ''جابر! تم نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟'' میں نے کہا: نہیں، بلکہ شوہر دیدہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ کی، تم اس سے دل بہلاتے اور وہ تم سے جی بہلاتی؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (میرے والد) عبداللہ رضی اللہ عنہ سات یا نو بیٹیاں چھوڑ کر فوت ہوئے۔ اور میں نے اس سے شادی کی ہے جو کہ ان (میری بہنوں) کا خیال رکھے۔ تو آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ.

اس باب میں ابی بن کعب اور کعب بن عجر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٧٨، اخرجه الطيالسي: ١٧٠٦، ابو يعلى: ١٩٧٤، البيهقي: ٧/ ٨٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٠٧٩، ومسلم ص ١٠٨٧ و ١٠٨٨ سنن ابو داود: ٢٠٤٨، سنن ابن ماجه: ١٨٦، سنن نسائی: ٦/ ٦١ و ٦٥، مسند احمد: ١٤١٣٢، صحيح ابن حبان: ٧١٣٨ و ٧١٤٣

فوائد الحدیث: (۱) کنواری یا ثیبہ (بیوہ، مطلقہ) سے شادی کرنا جائز اور شرعی حکم ہے، لیکن بعض اچھے مقاصد کی خاطر کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دینا بھی جائز ہے۔ مثلاً:

(۲) آدمی جوان اور کنوارہ ہے تو اس کی خواہش ہوگی کہ ایسی ہی کنواری لڑکی سے اس کی شادی ہو جو اس کو پوری محبّت اور پیار دے تاکہ اس کی زندگی خوش گوار گزرے کیونکہ دونوں کا یہی پہلا تجربہ ہوتا ہے۔ اس بنا پر رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ تو نے کنواری سے شادی کیوں نہیں کی؟

(۳) لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور بلند ترین مفاد یا مقاصد ہوں تو پھر ثیبہ یعنی شوہر دیدہ خواہ مطلقہ ہو یا بیوہ تو اس کو ترجیح دینا زیادہ مناسب ہے۔ جیسا کہ خود رسول اکرم ﷺ نے ایک کے علاوہ باقی سب شادیاں ثیبہ سے کی ہیں۔

(۴) سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی اپنی بہنوں کے مفاد کا ایک بلند مقصد تھا کہ ان کی نگہداشت اور تربیت کے لیے کسی تجربہ کار خاتون کی ضرورت ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

سرپرست کی اجازت کے بغیر (لڑکی کا) نکاح نہیں ہوتا

1101: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [ح] وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [ح] وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن عباس اور ابوہریرہ، عمران بن حصین اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٧٠١، ابو يعلى: ٧٢٢٧، الدارقطني: ٣/ ٢٢٠، الحاكم: ٢/ ١٦٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٨٥، سنن ابن ماجه: ١٨٨١، مسند احمد: ١٩٥١٨، صحيح ابن حبان: ٤٠٧٧

فوائد الحدیث: (۱) اسلام ایک دینِ فطرت ہے اس کے تمام ضابطے، اصول و قانون انسان کی انفرادی اور اجتماعی خاندانی ضرورت و مفاد

کے عین مطابق ہیں۔

(۲) نکاح چونکہ ایک زندگی بھر کا معاملہ ہے جس میں دو افراد (میاں، بیوی) ایک دوسرے کے حقوق کی ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں۔ اور پھر دو خاندان بھی ان کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں جن کی خوشیاں اور غمیاں سانجھی ہو جاتی ہیں۔

(۳) ان میں سے بیوی اپنی نسوانیت کی وجہ سے ایک تو کچھ شرف و عزت کی مستحق ہوتی ہے اور دوسرا مرد کے مقابلے میں اس کی قوت ادراک، سمجھ بوجھ بھی کم ہے، اس لیے اس کے لیے ولی / سرپرست کو لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہی عورت کے نکاح کے معاملات کو نمٹائیں۔ کیونکہ یہ بات عورت کے شرف کے منافی ہے کہ وہ خود کسی کی بیوی بننے کے لیے اپنے معاملات طے کرتی پھرے۔ پھر بعض اوقات وہ دھوکہ بھی کھا سکتی ہے۔ اس وجہ سے اس کے لیے ولی کی شرط رکھ دی کہ وہ اس کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔

(۴) لیکن ولی اور سرپرست کو بھی کلی اختیار نہیں دیا گیا بلکہ اسے عورت کی رضامندی کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کیونکہ زندگی تو عورت نے گزارنی ہے، اس لیے اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔

(۵) کس قدر اسلام کا بہترین ضابطہ اور قانون ہے کہ ولی اور لڑکی کو ایک دوسرے کی رضامندی اور اجازت کا پابند کر دیا گیا ہے نہ تو ولی اپنی مرضی کر سکتا ہے کہ عورت پر ظلم کرتے ہوئے اس کی مرضی کے خلاف اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے نکاح کر دے کہ وہ بے چاری ساری زندگی سسک سسک کر جیتی اور مرتی رہے۔

اور نہ ہی لڑکی کو اس قدر آزادی ملی ہے کہ وہ اپنے ولی / سرپرست کے بغیر جہاں چاہے شادی کر لے کہ اس کے ماں باپ اور خاندان کی عزت خاک میں مل جائے۔ جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے کہ لڑکیاں گھروں سے بھاگتی ہیں اور عدالت میں جا کر شادی رچا لیتی ہیں ماں باپ جیتے جی مر جاتے ہیں۔

(۶) یاد رکھیے ایسے نکاح خواہ وہ عدالت میں ہوں یا کسی بھی طریقے سے جن میں ولی کی اجازت اور رضامندی شامل نہیں ہوتی وہ سرے سے نکاح ہی نہیں ہوتا۔ وہ جب تک آپس میں ملتے رہیں گے بدکاری اور گناہ کا ارتکاب کریں گے۔

1102: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر اس نے اس کے ساتھ تعلق زن و شو قائم کر لیا ہے تو اس مقاربت کی وجہ سے اس (عورت) کو حق مہر ادا کیا جائے گا، اگر ان (سرپرستوں) میں اختلاف ہو جائے اور جس کا کوئی سرپرست نہ ہو، تو بادشاہ اس کا سرپرست ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ نَحْوَ هَذَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ أَبِي مُوسَى حَدِيثٌ فِيهِ

یحییٰ بن سعید الانصاری، یحییٰ بن ایوب، سفیان ثوری اور کئی ایک حفاظ نے ابن جریج سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی (پچھلی) روایت

اخْتِلَافٌ رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ وَشَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو عَوَانَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

میں اختلاف ہے۔ اسرائیل، شریک بن عبداللہ، ابو عوانہ، زہیر بن معاویہ اور قیس بن ربیع نے ابو اسحاق عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا. وَرَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)).

اسباط بن محمد اور زید بن حباب نے یونس بن ابی اسحاق عن ابی اسحاق عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔
اور ابو عبیدہ الحداد نے یونس بن ابی اسحق عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس مین عن ابی اسحق کا ذکر نہیں کیا۔
اور یونس بن ابی اسحق سے عن ابی بردہ عن النبی ﷺ بھی روایت کیا گیا ہے۔ شعبہ اور ثوری نے عن ابی اسحق عن ابی بردہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ (ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے)

وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ أَصْحَابِ سُفْيَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى. وَلَا يَصِحُّ. وَرِوَايَةُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ رَوَوْا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)). عِنْدِي أَصَحُّ لِأَنَّ سَمَاعَهُمْ مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ فِي أَوْقَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ وَإِنْ كَانَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ أَحْفَظَ وَأَثْبَتَ مِنْ جَمِيعِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ رَوَوْا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ فَإِنَّ رِوَايَةَ هَؤُلَاءِ عِنْدِي أَشْبَهُ لِأَنَّ شُعْبَةَ وَالثَّوْرِيَّ سَمِعَا هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ.

اور سفیان کے بعض شاگردوں نے عن سفیان عن ابی اسحق عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ صحیح نہیں۔ ان تمام لوگوں کی روایت جنہوں نے عن ابی اسحق عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ کی سند سے (لانکاح الابولی) حدیث بیان کی ہے میرے نزدیک وہ زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ ان لوگوں کا ابو اسحق سے سننا مختلف اوقات میں ہے۔ اگرچہ شعبہ اور ثوری ان تمام لوگوں سے جنہوں نے ابو اسحق سے یہ حدیث روایت کی ہے زیادہ ثقہ اور حافظ ہیں لیکن ان لوگوں کی روایت مجھے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ شعبہ اور ثوری نے یہ حدیث ابو اسحق سے اکھٹے ہی ایک مجلس میں سنی ہے۔

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ: يَسْأَلُ أَبَا إِسْحَاقَ أَسَمِعْتَ أَبَا بُرْدَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)). فَقَالَ: نَعَمْ. فَدَلَّ هَذَا الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ سَمَاعَ شُعْبَةَ وَالثَّوْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ

اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ہم کو محمود بن غیلان نے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو ابو داؤد نے بتایا وہ کہتے ہیں مجھے شعبہ نے خبر دی کہ میں نے سفیان ثوری کو سنا وہ ابو اسحق سے سوال کر رہے تھے کہ کیا آپ نے ابو بردہ کو سنا ہے کہ وہ بیان کرتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (ولی کے بغیر نکاح

فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ. وَإِسْرَائِيلُ هُوَ ثِقَةٌ ثَبْتٌ فِي أَبِي إِسْحَاقَ. سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مَا فَاتَنِي مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الَّذِي فَاتَنِي إِلَّا لَمَّا اتَّكَلْتُ بِهِ عَلَى إِسْرَائِيلَ لِأَنَّهُ كَانَ يَأْتِي بِهِ أَتَمَّ.

نہیں ہوتا) تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ تو یہ حدیث دلیل ہے کہ شعبہ اور ثوری نے یہ حدیث ایک ہی وقت میں سنی ہے۔ اور اسرائیل ثقہ اور ثبت ہیں ابو اسحق سے روایت کرنے میں۔ میں نے محمد بن مثنی کو سنا وہ فرماتے تھے کہ عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں جب بھی مجھ سے ثوری عن ابی اسحق کی حدیث بھول جاتی تو میں اسرائیل پر اعتماد کرتا تھا اس لیے کہ وہ اس کو مکمل بیان کر دیتے تھے۔

وَحَدِيثُ عَائِشَةَ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)) حَدِيثٌ عِنْدِي حَسَنٌ. رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَجَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ.

اس مسئلہ میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے حدیث کہ "ولی کے بغیر نکاح نہیں" میرے نزدیک حسن ہے۔ اور اس کو ابن جریج نے عن سلیمان بن موسیٰ عن الزہری عن عروۃ عن عائشہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور حجاج بن ارطاۃ اور جعفر بن ربیعہ نے عن الزہری عن عروۃ عن عائشہ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے۔ ہشام بن عروہ سے عن ابیہ عن عائشہ عن النبی ﷺ کی سند سے اس کی مثل روایت کیا گیا ہے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: ثُمَّ لَقِيتُ الزُّهْرِيَّ فَسَأَلْتُهُ فَأَنْكَرَهُ. فَضَعَّفُوا هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَجْلِ هَذَا. وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَذْكُرْ هَذَا الْحَرْفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ إِلَّا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

بعض محدثین نے زہری کی عروہ عن عائشہ عن النبی ﷺ کی سند والی روایت پر کلام کیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں میں زہری سے ملا تو ان سے سوال کیا تو انہوں نے انکار کر دیا تو ان محدثین نے اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یحییٰ بن معین سے بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا ابن جریج سے یہ حرف صرف اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ہے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: وَسَمَاعُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ لَيْسَ بِذَاكَ إِنَّمَا صَحَّحَ كُتُبَهُ عَلَى كُتُبِ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ مَا سَمِعَ مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَضَعَّفَ يَحْيَى رِوَايَةَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

یحییٰ بن معین نے کہا کہ اسماعیل بن ابراہیم کا سماع ابن جریج سے اس قدر نہیں (یعنی یقینی نہیں) اس نے تو اپنی کتابیں عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد کی کتابوں سے درست کی ہیں۔ اس نے خود ابن جریج سے نہیں سنا۔ اور یحییٰ (بن معین) نے اسماعیل بن ابراہیم عن ابن جریج کی سند والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

وَالْعَمَلُ فِي هَذَا الْبَابِ عَلَى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا نِكَاحَ

اس باب میں نبی ﷺ کی حدیث: "سرپرست کی اجازت کے

إِلَّا بِوَلِيٍّ)). عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ.

بغیر نکاح نہیں ہوتا۔" پر نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم حضرات کا اس پر عمل ہے۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ان میں سے ہیں۔

وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ أَنَّهُمْ قَالُوا: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. مِنْهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَشُرَيْحٌ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَغَيْرُهُمْ: وَبِهٰذَا يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اسی طرح تابعین میں سے بعض فقہاء سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: "سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔" سعید بن مسیب، حسن بصری، شریح، ابراہیم نخعی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ وغیرہ اسی موقف کے حامل ہیں۔ اور یہی موقف سفیان، ثوری، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، مالک، شافعی، احمد اور اسحق رحمہم اللہ کا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١٨٤٠، اخرجه الدارقطني: ٣/٢٢١، الحاكم: ٢/١٦٨، البغوي: ٢٢٦٢

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٠٨٣ و ٢٠٨٤، سنن ابن ماجه: ١٨٧٩، مسند احمد: ٢٤٢٠٥ و ٢٤٣٧٢ و ٢٥٣٢٦ و ٢٦٢٣٥، صحيح ابن حبان: ٤٠٧٤

فوائد الحديث: (۱) یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ جو نکاح ولی کی اجازت کے بغیر ہو وہ سرے سے ہوتا ہی نہیں

(۲) یہاں "باطل" کے معنی میں لفظی ہیر پھیر سے مقلدین حضرات لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ باطل، کا یہ مطلب نہیں کہ "ہوا ہی نہیں" بلکہ باطل کا معنی ہے۔ بے فائدہ۔ اب ان عقل مندوں سے کوئی پوچھے کہ "بے فائدہ" اور ہوا ہی نہیں" کا ذرا فرق تو بتائیں۔ حالانکہ احناف مقلدین خود، باطل، کا معنی "ہوا ہی نہیں" تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً (صرف ایک مثال) مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چار رکعت والی نماز پڑھ رہا ہے اور بھول کر اس نے پانچویں رکعت پڑھ لی تو وہ سجدہ سہو کر لے تو اس کی نماز درست ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ۱/ ۱۶۳ کتاب التہجد اور صحیح مسلم ۱/ ۲۱۲ میں واضح حدیث موجود ہے۔ لیکن حضرات احناف کہتے ہیں:

ان قید الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا (ہدایہ ۱/ ۱۶۶ کتاب الصلوٰۃ، فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۱۲۹ قدوری ص ۴۹)

"یعنی اگر کسی نے بھول کر سجدہ کے ساتھ پانچویں رکعت ادا کر لی تو ہمارے (احناف) کے نزدیک اس کی وہ تمام فرض نماز باطل ہو گئی۔"

اور پھر حضرات احناف مقلدین ایسی صورت میں وہ نماز دوبارہ چار رکعت پڑھتے ہیں کیونکہ پہلی تو باطل ہو گئی (سرے سے ہوئی ہی نہیں) اب جو معنی نماز والے مسئلہ میں باطل کا "قولاً" اور "فعلاً" مان رہے ہیں وہی نکاح والے مسئلہ میں تسلیم کر لیں تو شاید دیانت داری کا کچھ بھرم رہ جائے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ

گواہ کے بغیر نکاح نہیں ہوتا

1103: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْبَغَايَا اللاَّتِي يُنْكِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ)).

فرمایا: ”بدکار وہ عورتیں ہیں جو گواہ کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہیں۔“

قَالَ: يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ رَفَعَ عَبْدُ الأَعْلَى هَذَا الْحَدِيثَ فِي التَّفْسِيرِ وَأَوْقَفَهُ فِي كِتَابِ الطَّلاَقِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

یوسف بن حماد نے کہا: عبدالاعلیٰ نے اس حدیث کو تفسیر میں مرفوع روایت کیا ہے جبکہ انہوں نے طلاق میں اسے موقوف روایت کیا مرفوع نہیں کہا۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ١٨٦٢۔ یہ قتادہ مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: العقيلي في الضعفاء: ٤/٣١٢، معجم الكبير للطبراني: ١٢٨٢٧، معجم الاوسط: ٤٥١٧، وابن عدي في الكامل: ٢٥٢٢/٧، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٢٥/٧-١٢٦، مصنف عبدالرزاق: ١٠٤٨١-١٠٤٨٢، مصنف ابن ابي شيبة: ١٣٥/٤

1104: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهَذَا أَصَحُّ.

سعید بن ابی عروبہ نے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ مَرْفُوعًا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غیر محفوظ ہے، ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اسے مرفوع روایت کیا ہو سوائے اس کے جو عبدالاعلیٰ عن سعید عن قتادہ کی سند سے مرفوع روایت کی گئی ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثُ مَوْقُوفًا وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ.

عبدالاعلیٰ عن سعید کی سند سے یہ حدیث موقوف روایت کی گئی ہے۔ اور صحیح وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا قول روایت کیا گیا ہے کہ ”گواہ کے بغیر نکاح نہیں ہوتا“۔

هَكَذَا رَوَى أَصْحَابُ قَتَادَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ. وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَ هَذَا مَوْقُوفًا. وَفِي هَذَا الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اسی طرح قتادہ کے شاگردوں نے عن قتادہ عن جابر بن زید عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے کہ گواہ کے بغیر نکاح نہیں اسی طرح کئی ایک نے سعید بن ابی عروبہ سے اسی طرح موقوف بیان کیا ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا عمران بن حصین، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ. لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي ذَلِكَ مَنْ مَضَى مِنْهُمْ إِلَّا قَوْمًا مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ أَهْلُ

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد تابعین میں سے اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: کہ گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک سلف کا اس میں کوئی اختلاف نہیں، سوائے اہل علم میں سے کچھ

الْعِلْمِ فِي هَذَا إِذَا شَهِدَ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ فَقَالَ: أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ حَتَّى يَشْهَدَ الشَّاهِدَانِ مَعًا عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ.

متاخرین نے اختلاف کیا ہے، ان کا اختلاف یہ ہے کہ جب ایک کے بعد ایک گواہی دے (یعنی ایک ساتھ دونوں گواہی نہ دیں)، اہل کوفہ میں سے اکثر اہل علم نے کہا ہے: نکاح جائز نہیں ہوتا حتیٰ کہ نکاح کے وقت دو گواہ ایک ساتھ گواہی دیں۔

وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ إِذَا أُشْهِدَ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ جَائِزٌ إِذَا أَعْلَنُوا ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَغَيْرِهِ. هَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ: فِيمَا حَكَى عَنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ.

بعض اہل مدینہ کا موقف ہے کہ جب ایک کے بعد ایک گواہی دے، تو وہ جائز ہے، جبکہ وہ اس کا اعلان کریں۔ یہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے۔ اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے جو انہوں نے اہل مدینہ سے روایت کیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجُوزُ شَهَادَةُ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ فِي النِّكَاحِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

بعض اہل علم نے کہا ہے: نکاح میں ایک آدمی اور دو عورتوں کی گواہی جائز ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (وَهَذَا أَصَحُّ) یہ زیادہ صحیح ہے۔ بعض نے اس کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیں گزشتہ حدیث۔

فوائد الحدیث: اس حدیث کو ضعف کے باوجود حدیث نمبر ۱۱۰۲، ۱۱۰۳ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ

خطبہ نکاح

1105: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ: التَّشَهُّدُ فِي الصَّلَاةِ ((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کی تشہد سکھائی اور حاجت میں تشہد بھی سکھائی، نماز میں تشہد یہ ہے: ((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) ”تمام زبانی عبادتیں، بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، ہم پر بھی سلامتی ہو، اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا فَمَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)). وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ.

اور حاجت میں تشہد (خطبہ) یہ ہے: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا فَمَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) ”ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس سے مدد مانگتے ہیں، اس سے بخشش کا سوال کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے اللہ گمراہ رہنے دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر آپ ﷺ تین آیات پڑھتے تھے:

قَالَ عَبْثَرٌ فَفَسَّرَهُ لَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (ال عمران: ١٠٢) ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ١) ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ (الاحزاب: ٧٠).

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تین آیات بیان کیں: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ٢،١)۔ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ١) ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ (الاحزاب: ٧٠)۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں عدی بن حاتم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ. رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ لِأَنَّ إِسْرَائِيلَ جَمَعَهُمَا فَقَالَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ وَأَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اس حدیث کو اعمش نے عن ابی اسحق عن ابی الاحوص عن عبداللہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور شعبہ نے عن ابی اسحق عن ابی عبیدہ عن عبداللہ عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کیا ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ اس لیے کہ اسرائیل نے ان دونوں کو جمع کر دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ابو اسحق عن ابی الاحوص اور عن ابی عبیدۃ عن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

وَقَدْ قَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ النِّكَاحَ جَائِزٌ بِغَيْرِ

خُطْبَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اہل علم نے کہا ہے کہ خطبہ کے بغیر نکاح جائز ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کو ابو اسحاق مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٠٩٧ و ٢١١٨ و ٢١١٩، سنن ابن ماجه: ١٨٩٢، سنن نسائی: ٣/١٠٤-١٠٥ و ٦/٨٩، مسند احمد: ٣٧٢٠

فوائد الحدیث: (۱) انسان کی زندگی میں دو موقعے ایسے آتے ہیں کہ جب اس کے بھٹکنے اور غلطی، گناہ کرنے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ ایک موقعہ خوشی کا ہوتا ہے اور ایک غمی کا، کیونکہ یا تو آدمی خوشی کی آڑ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے تو لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ خوشی کا موقعہ ہے۔ یا غم اور پریشانی کے موقعہ پر اس سے کوئی خلاف شریعت کام ہو جائے تو تب بھی غم کو بہانہ بنا کر اسے فراموش کر دیا جاتا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ ہر نکاح کے موقعہ پر خطبہ ارشاد فرماتے اور اس میں قرآن مجید کی چار آیات بینات تلاوت فرماتے جن کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ ایک آیت مبارکہ سورہ آل عمران سے ۱۰۲ نمبر۔

۲۔ ایک آیت مبارکہ سورۃ نساء کے شروع سے۔

۳۔ اور دو آیات سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۷۰، ۷۱۔

(۳) ان چار آیات بینات میں جو مشترکہ بات بیان ہوئی وہ ہے تقویٰ اور پرہیز گاری، انسان کے دل میں جب اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا، موقعہ خواہ خوشی کا ہو یا غمی کا۔ اور پھر جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو تو وہ کسی دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔ اسی طرح رشتہ داریوں کا لحاظ رکھنے اور معاملات کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنے اور اس کے فوائد بھی ان آیات میں بیان ہوئے ہیں۔

(۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مبلغ کو جب بھی موقعہ ملے تو اسے حالات کے موافق مختصر یا طویل وعظ و نصیحت ضرور کرنی چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ کی توحید، رسول اللہ ﷺ کے اطاعت، فرماں برداری کا بیان اور بدعات کی قباحت کا بھی مناسب الفاظ میں ذکر ہو۔

1106: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ خطبہ جس میں تشہد نہ ہو تو وہ کوڑھ زدہ ہاتھ کی طرح ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٩/١١٥، ابو نعيم في الحلية: ٩/٤٣، البيهقي: ٣/٢٠٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٤١، مسند احمد: ٨٠١٨، صحيح ابن حبان: ٢٧٩٦ و ٢٧٩٧، مسند اسحاق بن راهويه: ٢٦٥

فوائد الحدیث: (۱) خطباء حضرات کو اپنے خطبات میں خواہ وہ جمعہ، عیدین، نکاح یا کسی عمومی موقعہ پر ہو، عقیدہ توحید و رسالت ضرور بیان کرنا چاہئے۔

(۲) ایسے خطباء جو عقیدہ و منہج کی تبلیغ و اشاعت اور وضاحت کی بجائے بس فضائل و مناقب کی آڑ میں شعر و شاعری اور قصے کہانیوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں انہیں ضرور اس حدیث پر غور کرنا چاہئے اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنی چاہئے کہ جس طرح ایک کوڑھ زدہ ہاتھ بے کار اور بے فائدہ ہے اسی طرح کلمہ شہادت (عقیدہ توحید و رسالت) کا بیان کیے بغیر ان کا وعظ کیا فائدہ دے سکتا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ

کنواری اور شوہر دیدہ سے (شادی کے بارے میں) مشورہ / اجازت طَلب کرنا

1107: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شوہر دیدہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے، جبکہ کنواری کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے اجازت طَلب کر لی جائے، اور اس کی اجازت خاموش رہنا ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَالْعُرْسِ بْنِ عَمِيرَةَ.

اس باب میں سیّدنا عمر، سیّدنا ابن عباس، سیّدہ عائشہ اور عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الثَّيِّبَ لَا تُزَوَّجُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَإِنْ زَوَّجَهَا الْأَبُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْتَأْمِرَهَا فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَالنِّكَاحُ مَفْسُوخٌ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ شوہر دیدہ کی شادی نہ کی جائے حتیٰ کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے، اگر باپ اس کے مشورہ طَلب کیے بغیر اس کی شادی کر دے اور وہ اسے ناپسند کرے، تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ نکاح فسخ ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ إِذَا زَوَّجَهُنَّ الْآبَاءُ فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْأَبَ إِذَا زَوَّجَ الْبِكْرَ وَهِيَ بَالِغَةٌ بِغَيْرِ أَمْرِهَا فَلَمْ تَرْضَ بِتَزْوِيجِ الْأَبِ فَالنِّكَاحُ مَفْسُوخٌ.

اہل علم کا کنواریوں کی شادی کے بارے میں اختلاف ہے کہ جب آباء ان کی شادی کر دیں، کوفہ والوں میں سے اور دیگر اہل علم کی اکثریت کا موقف ہے کہ جب باپ بالغہ کنواری لڑکی کی اس کے امر کے بغیر شادی کر دے اور وہ اس فیصلے پر راضی نہ ہو، تو یہ نکاح فسخ ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ: أَهْلِ الْمَدِينَةِ تَزْوِيجُ الْأَبِ عَلَى الْبِكْرِ جَائِزٌ وَإِنْ كَرِهَتْ ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

بعض اہل مدینہ نے کہا ہے۔ باپ کا کنواری لڑکی کی شادی کر دینا جائز ہے، خواہ وہ اسے ناپسند کرے، یہ امام مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٩٢، سنن سعيد بن منصور: ٥٤٤، ابو يعلى: ٦٠١٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥١٣٦، صحيح مسلم: ١٤١٩، سنن ابو داود: ٢٠٩٢، سنن ابن ماجه: ١٨٧١، سنن

نسائی: ٦/٨٥-٨٦، مسند احمد: ٧٤٠٤

1108: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر دیدہ اپنی ذات کی اپنے سرپرست سے زیادہ حق دار ہے، جبکہ کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے گی۔ اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

شعبہ اور سفیان ثوری نے اس حدیث کو مالک بن انس سے روایت کیا ہے۔

وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِجَازَةِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ وَلِيٍّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا احْتَجُّوا بِهِ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ)) وَهَكَذَا أَفْتَى بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ.

بعض حضرات نے سرپرست کے بغیر نکاح کی اجازت کے بارے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے، جبکہ اس حدیث میں ان کے استدلال کے لیے ایسی کوئی چیز نہیں، کیونکہ وہ کئی ایک طریق سے روایت کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

وَإِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا)). عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوَلِيَّ لَا يُزَوِّجُهَا إِلَّا بِرِضَاهَا وَأَمْرِهَا فَإِنْ زَوَّجَهَا فَالنِّكَاحُ مَفْسُوخٌ عَلَى حَدِيثِ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ حَيْثُ زَوَّجَهَا أَبُوهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَهُ.

اور نبی ﷺ کے فرمان: ''شوہر دیدہ اپنی ذات کی اپنے سرپرست سے زیادہ حق دار ہے۔'' کا اکثر اہل علم کے ہاں یہ معنی و مراد ہے کہ سرپرست اس کی رضامندی اور اس کے حکم کے بغیر شادی نہیں کرے گا: اگر اس نے اس کی شادی کر دی تو نکاح فسخ ہوگا، یہ خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق ہے کہ جب ان کے والد نے ان کی شادی کر دی جبکہ وہ شوہر دیدہ تھیں، تو انہوں نے اسے ناپسند کیا، تو نبی ﷺ نے اس (والد) کے نکاح کو ختم کر دیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٤٦٩، الدارمي: ٢١٩٤، ابن الجارود: ٧٠٩، البغوي: ٢٢٥٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٢١، سنن ابو داود: ٢٠٩٨ و ٢٠٩٩، و ٢١٠٠، سنن ابن ماجه: ١٨٧٠، سنن نسائی: ٦/٨٤-٨٥، مسند احمد: ١٨٨٧، صحيح ابن حبان: ٤٠٨٣

فوائد الحدیث: (١) ''باکرہ'' اس لڑکی کو کہا جاتا ہے جو کنواری ہو اس کی شادی ابھی تک نہ ہوئی ہو، اس کی شادی کے موقعہ پر اس کے ولی کے لیے ضروری ہے کہ اس سے اجازت طلب کرے اور باکرہ کی طرف سے اجازت یہ ہے کہ وہ اپنے ولی کے اس فیصلے کی مخالفت نہ کریں

بلکہ خاموش رہے۔ کیونکہ کنواری لڑکیوں میں شادی شدہ عورتوں کی بہ نسبت جھجھک اور حیا زیادہ ہوتی ہے وہ کھل کر اپنے ولی کو اپنے معاملات یا رضامندی سے آگاہ نہیں کر سکتیں۔

(۲) ویسے خواتین کو بھی چاہئے کہ اگر اسے رشتہ ناپسند ہو تو کسی بھی مناسب طریقے یا ذریعے سے اپنے ولی کو ضرور اپنے جذبات سے آگاہ کرے تاکہ وہ مناسب غور و فکر کرے اور اس عورت کی آئندہ زندگی اجیرن نہ ہو۔

(۳) ''ثیبہ'' اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کی شادی ہوئی ہو لیکن خاوند کے فوت ہو جانے یا طلاق کی صورت میں وہ بے شوہر ہو چکی ہو۔ اس کے دوبارہ نکاح کے موقعہ پر ولی اس سے مشورہ طلب کرے گا اور وہ واضح الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کرے اور ولی اس کی روشنی میں فیصلہ کرنے کا پابند ہے، الّا یہ کہ کسی بھی ناگزیر صورت حال کے پیش نظر دونوں ہی اپنے اپنے موقف اور نظریے کے لیے ایک دوسرے کو قائل کر لیں ورنہ دونوں میں سے اپنی مرضی دوسرے پر کوئی بھی مسلّط نہیں کر سکتا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۱۰۱ اور حدیث نمبر ۱۱۰۲۔)

(۴) ''ایّمہ'' یہ وہ عورت ہے جس کا خاوند نہ ہو خواہ کنواری ہونے کی وجہ سے یا بیوہ اور مطلقہ ہونے کی وجہ سے لیکن اس حدیث میں یہ ثیبہ (بیوہ یا مطلقہ) کے معنی میں ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْرَاهِ الْيَتِيمَةِ عَلَى التَّزْوِيجِ

یتیم لڑکی کو شادی پر مجبور کرنا

1109: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں مشورہ کیا جائے گا، اگر وہ خاموش رہے تو وہی اس کی اجازت ہے، اور اگر وہ انکار کر دے تو پھر اس کے خلاف کوئی جواز نہیں۔'' یعنی جب وہ بالغ ہو جائے گی تو وہ نکاح فسخ کر دے گی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ، سیّدنا ابن عمر اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا زُوِّجَتْ فَالنِّكَاحُ مَوْقُوفٌ حَتَّى تَبْلُغَ فَإِذَا بَلَغَتْ فَلَهَا الْخِيَارُ فِي إِجَازَةِ النِّكَاحِ أَوْ فَسْخِهِ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ یتیم لڑکی کی شادی کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یتیم لڑکی کی جب شادی کی جائے تو اس کا نکاح اس کے بالغ ہونے تک موقوف رہے گا، جب وہ بالغ ہو جائے تو اسے نکاح برقرار رکھنے یا اسے فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ یہ بعض تابعین وغیرہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْيَتِيمَةِ حَتَّى تَبْلُغَ. وَلَا

جبکہ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ یتیم لڑکی کا نکاح جائز نہیں

يَجُوزُ الْخِيَارُ فِي النِّكَاحِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، اور نکاح میں اختیار جائز نہیں۔ یہ سفیان ثوری اور شافعی رحمہما اللہ و دیگر اہل علم کا موقف ہے۔

وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ إِذَا بَلَغَتِ الْيَتِيمَةُ تِسْعَ سِنِينَ فَزُوِّجَتْ فَرَضِيَتْ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَلَا خِيَارَ لَهَا إِذَا أَدْرَكَتْ. وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. وَقَدْ قَالَتْ عَائِشَةُ: إِذَا بَلَغَتِ الْجَارِيَةُ تِسْعَ سِنِينَ فَهِيَ امْرَأَةٌ.

امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: جب یتیم لڑکی نو سال کی ہو جائے تو اس کی شادی کر دی جائے اور وہ راضی ہو تو نکاح جائز ہے، اور اسے بالغ ہونے کے بعد کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ ان دونوں حضرات نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: کہ نبی ﷺ نے ان سے مقاربت کی تو وہ نو برس کی تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب لڑکی نو برس کی ہو جائے تو وہ عورت ہوتی ہے۔

حكم الحديث: (حسن صحيح) الارواء: ١٨٣٤، صحيح ابى داؤد: ١٨٢٥، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣٨/٤، ابو يعلى: ٦٠١٩

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٠٩٣ و ٢٠٩٤، سنن نسائى: ٨٧/٦، مسند احمد: ٧٥٢٧، صحيح ابن حبان: ٤٠٧٩

فوائد الحديث: (۱) عمومی طور پر یتیم ان بچوں کو کہا اور سمجھا جاتا ہے جو نابالغ ہوں خواہ لڑکی ہو یا لڑکا۔ جب وہ بالغ ہو جائیں تو پھر انہیں یتیم نہیں کہا جاتا۔ یا پھر ہمدردی اور خیر خواہی کے طور پر ان کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی مثال موجود ہے۔

(۲) حدیث میں موجود "یتیمہ" سے مراد بالغہ لڑکی ہے کیونکہ اس سے مشورے کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ مشورہ اسی سے ہو گا جو عقل و شعور کو پہنچ جائے لہٰذا اگر کوئی ایسی لڑکی ہو جس کا والد فوت ہو چکا ہے تو کوئی دوسرا اس کا ولی بن کر نکاح کر رہا ہے تو اسے یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ "یتیمہ" لڑکی پر جبر نہیں کرنا بلکہ اس کی رضامندی سے ان کا نکاح کرنا ہے۔

(۳) ولی کو چونکہ حق ہے کہ اگر وہ بچی کے مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے نیک نیتی اور دیانت داری سے اس کا نکاح اس کے بالغہ ہونے سے پہلے کر دے تو نکاح ہو جائے گا لیکن اس لڑکی کو اختیار ہو گا کہ "بلوغت" کے بعد اگر وہ چاہے تو نکاح قبول کر کے باقی رہنے دے اور اگر چاہے تو اسے فسخ کر دے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَلِيَّيْنِ يُزَوِّجَانِ

جب دو سرپرست شادی کر دیں

1110: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس عورت کی دو سرپرست شادی کر دیں تو وہ ان دونوں میں سے پہلے شخص کی (بیوی) ہو گی، اور جو شخص دو آدمیوں سے بیع کر لے تو وہ ان دونوں میں سے پہلے شخص کی ہو گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اہل علم کا

عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا إِذَا زَوَّجَ أَحَدُ الْوَلِيَّيْنِ قَبْلَ الآخَرِ فَنِكَاحُ الأَوَّلِ جَائِزٌ وَنِكَاحُ الآخَرِ مَفْسُوخٌ وَإِذَا زَوَّجَا جَمِيعًا فَنِكَاحُهُمَا جَمِيعًا مَفْسُوخٌ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اس پر عمل ہے۔ اور ہم اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں دیکھتے کہ جب دو سرپرستوں میں سے ایک دوسرے سے پہلے شادی کر دے، تو پہلے کا نکاح جائز ہے، اور دوسرے کا نکاح منسوخ ہوگا۔ اور جب وہ دونوں ایک ساتھ نکاح کر دیں تو دونوں کا نکاح ایک ساتھ منسوخ ہوگا۔ یہ امام ثوری، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ۱۸۵۳۔ اس میں حسن بصری مدلس کا عنعنہ ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۰۸۸ سنن ابن ماجه: ۲۱۹۱ و ۲۳٤٤، مسند احمد: ۲۰۰۸۵، ۱۷۳٤۹

فوائد الحدیث: (۱) اگر کسی عورت کے دو ولی اس کا نکاح مختلف جگہ پر کر دیں تو پھر پہلے ولی کے کیے ہوئے نکاح کا اعتبار ہوگا۔ لیکن یہ صورت اس وقت ہے جب دو ولی برابر کا حق رکھنے والے ہوں۔

(۲) اگر کوئی شخص دھوکے یا دھونس اور دھاندلی سے ولی بن کر نکاح کر دیتا ہے لیکن اس کا اصلی یا قریبی ولی کوئی اور ہو تو پھر حقیقی یا قریبی ولی کے نکاح کا اعتبار کیا جائے گا۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ

مالک کی اجازت کے بغیر غلام کا نکاح کر لینا

1111: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس غلام نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کی وہ بدکار (زانی) ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَا يَصِحُّ وَالصَّحِيحُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرٍ.

ان میں سے بعض نے اسے عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ صحیح عبداللہ بن محمد بن عقیل عن جابر کی سند سے ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ نِكَاحَ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ لَا يَجُوزُ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَغَيْرِهِمَا.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر حضرات میں سے اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ غلام کا اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض نے اسے عبداللہ بن محمد بن عقیل کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۰۷۸، مسند احمد: ۱٤۲۱۲، الحاكم: ۲/۱۹٤، الدارمي: ۲۲۳۹

1112: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس غلام نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کی تو وہ بدکار ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) گزشتہ حدیث دیکھیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۰۷۸، مسند احمد: ۱٤۲۱۲

فوائد الحدیث: کوئی بھی غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ کرے گا تو اس نکاح کو نافذ نہیں کیا جائے گا اِلّا یہ کہ مالک اجازت دے دے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُهُورِ النِّسَاءِ

عورتوں کے حق مہر

1113: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلَى نَعْلَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرَضِيتِ مِنْ نَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ؟)). قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَجَازَهُ.

سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو فزارہ کی ایک عورت نے جوتوں کے جوڑے کے حق مہر پر شادی کر لی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اپنی جان و مال سے جوتوں کے جوڑے پر راضی ہو؟'' اس نے عرض کیا، جی ہاں، تو آپ ﷺ نے (اس کے نکاح کو) جائز قرار دیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِيِّ.

اس باب میں عمر، ابوہریرہ، سہل بن سعد، ابو سعید، انس، عائشہ، جابر اور ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَهْرِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْمَهْرُ عَلَى مَا تَرَاضَوْا عَلَيْهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا يَكُونُ الْمَهْرُ أَقَلَّ مِنْ رُبُعِ دِينَارٍ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: لَا يَكُونُ الْمَهْرُ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا مہر کے بارے میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: مہر وہ ہے جو باہمی رضامندی سے ہو، یہ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مہر چوتھائی دینار سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ بعض کوفہ والوں نے کہا ہے: مہر دس درہم سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہے۔اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣/ ٣٤٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٨٨، مسند احمد: ١٥٦٧٦ و ١٥٦٧٩، ابن عدي في الكامل: ٥/ ١٨٦٨

فوائد الحدیث: (۱) نکاح میں حق مہر کو کلیدی حَیثِیّت حاصل ہے یہ وہ رقم ہے جو خاوند اپنی بیوی کو ادا کرتا ہے یا پھر ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

(۲) اسلام نے حق مہر کی خاص مقدار مقرر نہیں فرمائی بلکہ اسے خاوند کی حَیثِیّت پر چھوڑ دیا ہے کہ جتنا حق مہر وہ اپنی حَیثِیّت کے مطابق آسانی اور خوشی سے ادا کر سکتا ہے اس کا وہ وعدہ کرے نہ تو اس کو مجبور کر کے اس کی حَیثِیّت سے زیادہ حق مہر دینے کا پابند کیا جائے اور نا ہی خاوند بخل اور کنجوسی کرتے ہوئے معمولی مقدار صرف خانہ پُری کے لیے مقرر کرے یا درکھیں دونوں طرف سے افراط و تفریط نہیں ہونی چاہئے۔

ہمارے معاشرے میں کس قدر المیہ ہے کہ شادی کے موقع پر ہم ہر قسم کی جائز و ناجائز رسوم و رواج تو پورے کرنے کے لیے بے دریغ پیسہ خرچ کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو اسراف اور تبذیر کی حد تک فضول خرچی کر جاتے ہیں لیکن جب حق مہر کی بات ہو تو پھر صرف چند سو یا ہزار روپے مقرر کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا تیر مار لیا ہے۔

(۳) آپ ﷺ نے مُختلف مواقع پر مُختلف اشیاء کو حق مہر مقرر کر کے نکاح پڑھایا ہے جیسا کہ حدیث الباب میں، جوتے کا ایک جوڑا، بیان کیا گیا ہے۔اس لیے اس کی کم از کم مقدار مقرر کرنا مناسب اور درست نہیں خواہ وہ، ربع دینار ہو یا "عشرہ دراهم"

22- بَابُ مِنْهُ

سابقہ موضوع سے متعلق

1114: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قَالَا: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ. فَقَامَتْ طَوِيلاً فَقَالَ: رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَزَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا؟)). فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا. فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِزَارُكَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا جَلَسْتَ وَلَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا)) قَالَ: مَا أَجِدُ. قَالَ: ((فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). قَالَ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ)). قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا.

سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے عرض کیا: میں نے اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ کیا، وہ دیر تک کھڑی رہی، تو ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اگر آپ ﷺ کو اس کی ضرورت نہیں تو پھر میری اس سے شادی کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اسے حق مہر دینے کے لیے تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟" اس نے عرض کیا: میرے پاس تو بس میرا یہ تہ بند ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم نے اپنا ازار اسے دے دیا تو پھر تو بیٹھا رہے گا اور تیرے پاس کوئی ازار نہیں ہوگا، کوئی اور چیز تلاش کر۔" اس نے عرض کیا: میرے پاس کوئی اور چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تلاش کر خواہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔" اس نے تلاش

لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

کیا لیکن کوئی چیز نہ ملی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے قرآن میں سے کچھ یاد ہے؟" اس نے عرض کیا: جی ہاں، فلاں، فلاں سورت اس نے کچھ سورتوں کے نام لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تجھے جو قرآن یاد ہے میں نے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ يُصْدِقُهَا وَتَزَوَّجَهَا عَلَى سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَيُعَلِّمُهَا سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: النِّكَاحُ جَائِزٌ وَيَجْعَلُ لَهَا صَدَاقَ مِثْلِهَا. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے، انہوں نے فرمایا: اگر اسے مہر دینے کے لیے اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور وہ اس سے قرآن کی سورتوں کے عوض شادی کر لے تو وہ نکاح جائز ہے، وہ اسے قرآن کی وہ سورتیں پڑھا دے۔ بعض اہل علم نے کہا: نکاح جائز ہے، وہ اسے مہر مثل ادا کرے گا۔ یہ کوفہ والوں، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٤٧٧، الدارمي: ٢٢٠٧، ابو يعلى: ٧٥٢١، البغوي: ٢٣٠٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٣١٠ و ٥٠٨٧، صحيح مسلم: ١٤٢٥، سنن ابو داود: ٢١١١، سنن ابن ماجه: ١٨٨٩، سنن نسائی: ٦/٥٤-٥٥ و ٩١-٩٢ و ١١٣ و ١٢٣ مسند احمد: ٢٢٧٩٨ صحيح ابن حبان: ٤٠٩٣

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں بھی مختلف "مہور" بیان ہوئے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی کم از کم مقدار مقرر نہیں بلکہ خاوند کی حیثیت پر موقوف ہے۔

(۲) قرآن مجید یا حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعلیم بھی حق مہر ہو سکتی ہے جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ اس حدیث کا خلاف کرتے ہیں۔

1114م: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَلَا لَا تُغَالُوا صُدُقَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے حق مہر میں غلو نہ کرو، اگر وہ (زیادہ حق مہر) دنیا میں عزت کا باعث ہوتا یا اللہ کے ہاں تقوی (شمار) ہوتا، تو اللہ کے نبی ﷺ اس کے تم سے زیادہ حق دار تھے، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ سے زیادہ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے لیے یا اپنی کسی بیٹی کے لیے حق مہر مقرر کیا ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ هَرِمٌ. وَالْأُوقِيَّةُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَرْبَعُونَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو العجفاء سلمی کا نام ہرم ہے۔ اور اوقیہ، چالیس درہم کے برابر ہے۔

دِرْهَمًا وَثِنْتَا عَشْرَةَ أُوقِيَّةً أَرْبَعُمِائَةٍ وَثَمَانُونَ دِرْهَمًا. بارہ اوقیہ چار سو اسی درہم ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٨٧/٤، الدارمي: ٢٢٠٦، الحاكم: ١٧٥/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٠٦، سنن ابن ماجه: ١٨٨٧، سنن نسائی: ١١٧/٦-١١٩، مسند احمد: ٢٥٨، صحيح ابن حبان: ٤٦٢٠

فوائد الحدیث: (۱) "حق مہر" میں "غلو" نہ کرنے سے مراد ہے کہ اپنی حیثیت سے زیادہ مقرر نہ کرو کہ بعد ازاں پریشانی کا باعث ہو۔ ورنہ قرآن مجید میں خود اللہ کریم نے "قنطار" (ایک بڑے خزانے) کا ذکر فرمایا ہے۔

(۲) خود رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات کریمات رضوان اللہ علیہن کا حق مہر ہزاروں روپیہ مقرر کیا گیا تھا۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَعْتِقُ الأَمَةَ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا

لونڈی کو آزاد کر دینے کے بعد اس سے شادی کرنا

1115: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا، اور ان کا آزاد کرنا ان کا حق مہر قرار دیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفِيَّةَ.

اس باب میں صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُجْعَلَ عِتْقُهَا صَدَاقَهَا حَتَّى يَجْعَلَ لَهَا مَهْرًا سِوَى الْعِتْقِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے اور یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ بعض اہل علم نے اس کو آزاد کرنے کو اس کا حق مہر قرار دینا ناپسند کیا ہے، حتیٰ کہ اس کی آزادی کے علاوہ اس کے لیے حق مہر مقرر کرے۔ جبکہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الصغير: ٣٨٦، الدارقطني: ٢٨٥/٣، البيهقي: ٢٨/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٧١، ومسلم ص: ١٠٤٥ (٨٥)، سنن ابو داود: ٢٠٥٤، سنن ابن ماجه: ١٩٥٧، سنن نسائی: ٦/ ١١٤ و ١١٥، مسند احمد: ١١٩٥٧، صحيح ابن حبان: ٤٠٦٣ و ٤٠٩١

فوائد الحدیث: لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا اور اس آزادی کو ہی حق مہر قرار دینا جائز اور درست ہے۔ جو لوگ، مہر مثل، کی یا غیر عوض، کی بات کرتے ہیں وہ درست نہیں۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَضْلِ فِي ذَلِكَ

اس کی فضیلت

1116: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے

بْنِ يَزِيدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ عَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَذَلِكَ يُؤْتَى أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ وَضِيئَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا ثُمَّ تَزَوَّجَهَا يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ فَذَلِكَ يُؤْتَى أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ آمَنَ بِالْكِتَابِ الْأَوَّلِ ثُمَّ جَاءَ الْكِتَابُ الْآخَرُ فَآمَنَ بِهِ فَذَلِكَ يُؤْتَى أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ)).

فرمایا: ”تین قسم کے افراد کو دوہرا اجر دیا جائے گا: ایک وہ غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کیا، ایسے شخص کو اس کا دگنا اجر دیا جائے گا، ایک وہ آدمی جس کے پاس اس کی حسین لونڈی ہو وہ اس کی بہترین تربیت کرے، پھر اسے آزاد کر دے، اور اسی سے شادی کر لے، وہ اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو پس اسے بھی دگنا اجر دیا جائے گا، ایک وہ آدمی جو پہلی کتاب (تورات وغیرہ) پر ایمان لایا اور پھر دوسری کتاب اس کے پاس آئی تو وہ اس پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی اس کا اجر دوبار دیا جائے گا۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ابْنُ حَيٍّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ابن ابی عمر نے حدیث بیان کی، سفیان نے عن صالح بن صالح سے حدیث بیان کی وہ ابن حیی ہیں انہوں نے شعبی عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مُوسَى حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کا نام: عامر بن عبداللہ بن قیس ہے۔

وَرَوَى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ. وَصَالِحُ بْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ هُوَ وَالِدُ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ.

شعبہ اور سفیان ثوری نے اس حدیث کو صالح بن صالح بن حیی سے روایت کیا۔ جبکہ صالح بن صالح بن حی، جو ہیں وہ حسن بن صالح بن حی کے والد ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٧٦٨، الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٣٩٤، الادب المفرد: ٢٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩٧، صحیح مسلم: ١٥٤ و ص: ١٠٤٥(٨٦)، سنن ابو داود: ٢٠٥٣ سنن ابن ماجه: ١٩٥٦، سنن نسائی: ٦/١١٥، مسند احمد: ١٩٥٣٢، صحیح ابن حبان: ٣٢٧، و ٤٠٥٣

فوائد الحدیث: یہ تینوں عمل مشقت میں زیادہ ہیں اس لیے ان کا اجر بھی اللہ تعالیٰ نے زیادہ رکھا ہے۔ مثلاً ایک غلام ہے وہ اپنی ڈیوٹی کرتا ہے اپنے مالک کے کاموں اور معاملات میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آنے دیتا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق نماز، روزہ وغیرہ بھی پورے کرتا ہے۔ تو یہ دوہرے اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

اسی طرح ایک شخص اپنی ہی لونڈی کی بہترین تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے حالانکہ وہ تو اس کی ملکیت (لونڈی) ہوتی ہے پھر اسے آزاد کر دیتا ہے تو اب وہ آزادی کی حیثیت میں اپنے مالک کے برابر ہو جاتی ہے تو اب یہ اس سے شادی کرتا ہے اب وہ اس کے گھر کے معاملات میں بھی بااختیار ہے اور اس کی وراثت میں بھی حصے دار ہے تو اس شخص نے چونکہ اس ایک لونڈی کے لیے قربانی در قربانی دی ہے کہیں مال و دولت کی اور کہیں اپنی انا اور جذبات کی ورنہ آجکل تو لوگ اپنے ملازم کو اچھا کپڑا پہنے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتے چہ جائیکہ وہ اس کو اپنے برابر بٹھائیں

یا کھانے وغیرہ میں ہی شریک کرلیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی دوہرا اجر عطا فرماتے ہیں۔ (آمین)

تیسرا شخص بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پہلے ایک نبی اور اس کی شریعت پر ایمان لایا پھر دوسرے نبی کی آمد پر اس کی شریعت کو تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس ایمان میں پہلے والے عمل کے اجر کو بھی ضائع نہیں فرمایا۔ لیکن یاد رکھیے کہ یہ تمام کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کیے جائیں ان میں فخر و ریا اور دنیا کا کوئی مفاد وابستہ نہ ہو۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا هَلْ يَتَزَوَّجُ ابْنَتَهَا أَمْ لَا

ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرتا ہے اور پھر اس سے تعلق زن و شو قائم کرنے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دیتا ہے تو کیا وہ اس عورت کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

1117: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً فَدَخَلَ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ ابْنَتِهَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا فَلْيَنْكِحِ ابْنَتَهَا وَأَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً فَدَخَلَ بِهَا أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ أُمِّهَا)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے کسی عورت سے شادی کی اور اس سے تعلق زن و شو قائم کیا۔ تو اس کے لیے اس عورت کی بیٹی سے شادی کرنا حلال نہیں، اور اگر اس نے اس عورت سے تعلق زن و شو قائم نہیں کیا ہے تو پھر وہ اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے، اور جس آدمی نے کسی عورت سے شادی کی اور اس نے اس کے ساتھ تعلق زن و شو قائم کیا یا نہیں کیا تو اس کے لیے اس کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ. وَإِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ لَهِيعَةَ وَالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ. وَالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهِيعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اپنی اسناد کے حوالے سے درست نہیں۔ اس حدیث کو ابن لہیعہ اور مثنی بن صباح نے عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے۔ جبکہ مثنی بن صباح اور ابن لہیعہ دونوں ہی حدیث میں ضعیف ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ امْرَأَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا حَلَّ لَهُ أَنْ يَنْكِحَ ابْنَتَهَا وَإِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الِابْنَةَ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا لَمْ يَحِلَّ لَهُ نِكَاحُ أُمِّهَا لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے انہوں نے کہا: جب آدمی کسی عورت سے شادی کرے پھر اس کے ساتھ تعلق زن و شو قائم کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لیے اس کی بیٹی سے نکاح کرنا حلال ہے۔ اور جب آدمی (کسی کی) بیٹی سے نکاح کر لیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ تعلق زن و شو قائم کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو اس کے لیے (بیٹی) کی ماں

سے نکاح کرنا حلال نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور تمہاری بیویوں کی مائیں۔" امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ۱۸۷۹، مؤلف نے خود ضعف کی وجہ بیان کر دی ہے۔ ضعيف الترمذي: ۱۹۱

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ۱۰۸۲۱ و ۱۰۸۳۰، تفسیر الطبری: ۸۹۵۶، وابن عدی الکامل: ۱۴۶۹/۴، سنن کبریٰ للبیهقی: ۱۶۰/۷

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ بالکل درست ہے کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اور اس سے مرد وزن کا تعلق قائم کیے بغیر طلاق دیتا ہے تو وہ اس کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (النساء ۲۳)

(۲) لیکن اپنی بیوی کی ماں سے شادی نہیں کر سکتا خواہ اس نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: أُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ (النساء ۲۳)

"کہ تمہاری بیویوں کی مائیں بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔" اب یہاں کوئی قید نہیں ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا آخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا

آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے اور پھر دوسرا آدمی اس سے شادی کر لیتا ہے لیکن وہ اس سے تعلق زن وشو قائم کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے

1118: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ. فَقَالَ: ((أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کیا میں رفاعہ کی بیوی تھی۔ اس نے مجھے طلاق دے دی، اور بتہ طلاق (آخری طلاق) بھی دے ڈالی، تو میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی، جبکہ اس کے پاس تو بے حس کپڑے کے سرے ہی کی طرح ہے (شادی کے قابل نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم دوبارہ رفاعہ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرنا چاہتی ہو؟ نہیں، نہیں (ایسے نہیں ہو سکتا) حتیٰ کہ تو اس سے لذت حاصل کر اور وہ تجھ سے لذت حاصل کرے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَالرُّمَيْصَاءِ أَوِ

اس باب میں ابن عمر، انس، رمیصاء یا غمیصاء اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم

الْغُمَيْصَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَامَعَ الزَّوْجُ الْآخَرُ.

سے بھی حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ بھی اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے اور وہ کسی اور سے شادی کر لے۔ اور پھر وہ آدمی اس سے تعلق زن وشو قائم کیے بغیر اسے طلاق دے دے، تو وہ پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں جب کہ دوسرے شوہر نے اس سے جماع نہ کیا ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٢٧٢، ابن الجارود: ٦٨٣، ابو يعلى: ٤٤٢٣، البغوي: ٢٣٦١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٣٩ صحيح مسلم: ١٤٣٣، سنن ابو داود: ٢٣٠٩، سنن ابن ماجه: ١٩٣٢، سنن نسائی: ٦/٩٣ و ١٤٦-١٤٧ و ١٤٨، مسند احمد: ٢٤٠٥٨، صحيح ابن حبان: ٤١١٩-٤١٢٢

فوائد الحدیث: (۱) میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اس کے شرعی حقوق کے ساتھ قبول کرنے کو نکاح کہتے ہیں اور خاوند کا اپنی بیوی کو اپنے تمام حقوق سے آزاد کر دینا طلاق کہلاتا ہے۔ اور یہ حق صرف مرد کو حاصل ہے۔

(۲) زمانہ جاہلیت میں طلاق کی مقررہ تعداد موجود نہ تھی بلکہ لوگ طلاق دیتے، پھر رجوع کر لیتے اور ایسا بار بار کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کے اس طلاق دینے کے حق کو تین مرتبہ میں مقید کر دیا، اور اس کے ساتھ بھی کچھ پابندیاں عائد کر دیں۔ اور ایسا بندوبست فرمایا ہے کہ حتی الامکان طلاق تک نوبت نہ پہنچے اور گھر ٹوٹنے سے بچا رہے۔

طلاق دینے کا طریقہ

(۳) اللہ تعالیٰ نے طلاق کو ناپسند فرمایا ہے لیکن خاوند کو اس کا حق دیا ہے کہ اگر وہ اپنی بیوی کو اپنے سے مستقل جدا کرنا چاہے تو کوئی وجہ ہو یا نہ ہو وہ طلاق دے سکتا ہے۔ لیکن اس وقت وہ یہ خیال رکھے گا کہ اس کی بیوی ان دنوں حیض کی حالت میں نہ ہو۔ اور پھر اس نے اس طہر (پاکیزگی کی حالت میں) اپنی بیوی سے ہمبستری بھی نہ کی ہو تو وہ اسے ایک طلاق دے دے اب وہ عورت اس سے آزاد ہو گئی اپنی عدت پورے کرنے کے بعد جہاں چاہے اپنے ولی کی اجازت سے نکاح کر سکتی ہے۔

مطلقہ کی عدت

(۴) مطلقہ عورت کی عدت کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر وہ جوان اور تندرست ہے، اسے حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے وہ جتنے دنوں میں بھی پورے ہو جائیں عدت ختم۔

۲۔ اگر عورت، بچی، بوڑھی یا بیمار ہے کہ اسے حیض آتا ہی نہیں تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

۳۔ اگر طلاق کے وقت وہ عورت حاملہ ہو تو پھر اس کی عدت وضع حمل (بچہ پیدا ہونے تک) ہے خواہ جلدی (چند دنوں میں) پیدا ہو جائے یا آٹھ نو ماہ کے بعد۔ جب بچہ پیدا ہو گا اس کی عدت اس وقت مکمل ہو گی۔

خاوند کے حقوق

(۵) عدت کے دوران وہ عورت اپنے طلاق دینے والے شوہر کے گھر میں رہے گی اور وہ اس کے نان و نفقہ، رہائش خوراک وغیرہ کا ذمہ دار ہوگا۔ نیز اسے اس بات کا حق اور اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو عدت کے دوران رجوع کر سکتا ہے۔ ان کی صلح ہو جائے گی اور وہ میاں بیوی کی حَیثِیّت سے بغیر کسی کفارے اور نکاح کے رہ سکتے ہیں لیکن ایک طلاق واقع ہو گئی۔ اب خاوند کو صرف دو طلاقوں کا حق باقی رہ گیا۔

(۶) اگر خاوند نے طلاق دی، عورت کی عدت پوری ہو گئی لیکن خاوند نے رجوع نہیں کیا۔ تو عورت آزاد ہے وہ اپنا نیا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے البتہ اگر یہ سابقہ میاں بیوی دوبارہ پھر صلح کر کے میاں بیوی بننا چاہیں تو نیا نکاح کر سکتے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے کہ رجوع کرنے یا دوبارہ نکاح کرنے میں دونوں کا مقصد اچھے طریقے سے زندگی گزارنا ہو کہ اب وہ حدود اللہ کی پابندی کرتے ہوئے زندگی بسر کریں گے۔ کسی بھی وقتی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے رجوع یا نکاح نہ کریں کہ دوبارہ پھر طلاق دے دیں گے۔

(۷) اب یہ دونوں میاں بیوی کی حَیثِیّت سے رہ رہے ہیں کہ پھر کسی موقعہ پر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اب یہ دوسری طلاق ہو گئی اس کے احکام بھی بعینہٖ وہی ہیں جو پہلی طلاق والے تھے کہ عورت خاوند کے گھر عدت گزارے گی اور خاوند اس کی رہائش اور خرچے کا ذمہ دار ہوگا۔ عدت کے دوران اسے رجوع کا حق ہوگا اور عدت گزرنے کے بعد وہ نیا نکاح کر سکتے ہیں۔ اب اس کے پاس صرف ایک طلاق کا حق باقی رہ گیا ہے کیونکہ دو واقع ہو چکی ہیں۔

(۸) اب دوسری طلاق کے بعد رجوع یا نئے نکاح کے بعد پھر یہ میاں بیوی کی حَیثِیّت سے زندگی گزار رہے ہیں خاوند نے پھر طلاق دے دی تو اب یہ تیسری طلاق ہو گئی جو اس کے حقوق میں سے آخری حق اس کے پاس باقی تھا وہ اس نے استعمال کر لیا۔

اب عورت اپنی مذکورہ عدت تو گزارے گی مگر خاوند اس کے نان و نفقہ کی کسی قسم کی ضرورت کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اِلّا یہ کہ عورت حاملہ ہو تو پھر اس کے خوراک، لباس وغیرہ کے اخراجات ادا کرنے کا پابند ہے لیکن رجوع کا حق کسی صورت میں بھی نہیں ہوگا نہ ہی اب یہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

(۹) اگر وہ عورت تیسری طلاق کی عدت مکمل ہونے کے بعد کسی دوسرے خاوند سے شادی کر لے اور وہ اس کے ساتھ تعلق بھی قائم کر لے تو پھر طلاق یا بیوہ ہونے کی صورت میں پہلے خاوند کے لیے حلال ہو سکتی ہے۔ لیکن یاد رکھیئے کہ کوئی مرد یا وہ عورت اس نیت سے یا وقت مقرر کر کے شادی نہ کریں کہ یہ پہلے خاوند کے لیے حلال اور جائز ہو جائے بلکہ زندگی گزارنے کے لئے شادی کریں۔ اب ممکن ہے جیسے اس عورت کا نباہ یہاں نہیں ہو سکا دوسری جگہ بھی نہ ہو سکے اور وہاں سے طلاق ہو جائے یا وہ آدمی فوت ہو گیا ہے تو پھر وہ اپنی عدت گزار کر پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر مدت مقرر کر کے نکاح کریں گے تو نکاح نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق بھی ٹھہریں گے۔

(۱۰) طلاق بتہ یا طلاق مغلظہ (تیسری طلاق کو بتہ یا مغلظہ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد خاوند کا رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے) کے بعد پہلے خاوند کے لیے حلال ہونے کے لیے صرف نکاح کافی نہیں بلکہ دوسرے خاوند کے ساتھ اس کے تعلقات زوجیت قائم کرنے ضروری ہیں۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحِلِّ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ

حلالہ کرنے اور کرانے والا

1119: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدٍ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ

الرَّحْمٰنِ بْنِ زُبَيْدٍ الأَيَامِيُّ حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَعَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ".

کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا ابن مسعود، ابو ہریرہ، عقبہ بن عامر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ حَدِيثٌ مَعْلُولٌ. هَكَذَا رَوَى أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ هُوَ الشَّعْبِيُّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَائِمِ لِأَنَّ مُجَالِدَ بْنَ سَعِيدٍ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہما کی روایت معلول ہے اس طرح اشعث بن عبدالرحمٰن نے مجالد عن عامر وہ شعبی عن حارث عن علی اور عامر عن جابر بن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی اسناد قائم نہیں کیونکہ مجالد بن سعید کو بعض اہل علم جیسے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

وَرَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَلِيٍّ. وَهَذَا قَدْ وَهِمَ فِيهِ ابْنُ نُمَيْرٍ وَالْحَدِيثُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور عبداللہ بن نمیر نے یہ حدیث مجالد عن جابر بن عبداللہ عن علی کی سند سے روایت کی ہے۔ اس میں ابن نمیر کو وہم ہوا ہے پہلی حدیث ہی صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ مُغِيرَةُ وَابْنُ أَبِي خَالِدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ.

اور بے شک اس کو مغیرہ، ابن ابی خالد اور کئی ایک نے شعبی عن حارث عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کی سند کو مجالد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ البتہ حدیث بکثرت شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٧٦ و ٢٠٧٧، سنن ابن ماجه: ١٩٣٥، سنن نسائی: ١٤٧/٨، مسند احمد: ٦٣٥

1120: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ".

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو قَيْسٍ الأَوْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ الْفُقَهَاءِ مِنَ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو قیس اودی کا نام عبدالرحمٰن بن ثروان ہے۔ بے شک یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ عمر بن خطاب، عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ ان ہی میں سے ہیں۔ تابعین میں سے فقہاء کا یہی قول ہے۔ سفیان

سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَذْكُرُ عَنْ وَكِيعٍ أَنَّهُ قَالَ بِهَذَا وَقَالَ: يَنْبَغِي أَنْ يُرْمَى بِهَذَا الْبَابِ مِنْ قَوْلِ أَصْحَابِ الرَّأْيِ.

انہوں نے کہا: میں نے جارود بن معاذ کو وکیع سے ذکر کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے بھی یہی کہا اور انہوں نے کہا: اس باب کو اصحاب الرائے کے قول سے منسوب کرنا چاہیے۔

قَالَ جَارُودٌ: قَالَ وَكِيعٌ: وَقَالَ سُفْيَانُ: إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ لِيُحَلِّلَهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُمْسِكَهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُمْسِكَهَا حَتَّى يَتَزَوَّجَهَا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

جارود کہتے ہیں کہ وکیع نے کہا کہ سفیان نے بیان کیا: جب آدمی عورت سے شادی کرے تاکہ وہ اس کا حلالہ کرے، پھر اسے خیال آئے کہ وہ اسے روک لے (اپنے پاس رکھ لے) تو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اسے روک لے، حتیٰ کہ وہ نئے نکاح کے ساتھ اسی سے شادی کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابوبكر بن ابي شيبة: ٢٩٥/٤، الدارمي: ٢٢٦٣، ابو يعلى: ٥٣٥٠، البيهقي: ٢٠٨/٧

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ١٤٩/٦، مسند احمد: ٤٢٨٣، الطبراني في الكبير: ٩٨٧٨

فوائد الحدیث: (۱) تین طلاق والی بائنہ عورت کا اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے شادی کرے اور پھر وہاں سے شرعی طریقے اور ضابطے کے مطابق مطلقہ یا بیوہ ہو جائے تو اپنے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے لیکن اس کے لیے چند باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ وہ نکاح زندگی گزارنے کے لیے کرے۔ پہلے خاوند کے لیے حلال ہونے کی نیت سے نہ کرے کہ بعد ازاں وہ خلع لے کر پہلے خاوند کے پاس آجائے گی۔

۲۔ جس مرد سے شادی کر رہی ہے وہ بھی اس لیے شادی نہ کرے کہ چند دنوں کے بعد میں چھوڑ دوں گا تاکہ یہ پہلے کے لیے حلال ہو جائے۔

۳۔ یا وہ دونوں باہمی رضامندی سے مدت مقرر کر کے شادی کر لیں تاکہ پہلے خاوند کے لئے نکاح کرنا جائز ہو جائے تو ان تینوں صورتوں میں وہ نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ اگرچہ لمبا عرصہ ہی مدت کیوں نہ مقرر کر لی جائے۔ ایسی نیت سے نکاح کر کے جب تک اکٹھے رہیں گے زنا اور بدکاری کریں گے اگر اس دوران ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی تو وہ ولد الزنا کہلائے گی۔

(۲) طلاق دینے کے لئے جو طریقہ اور اصول وضوابط شریعت محمدیہ نے مقرر کیے ہیں اگر وہ طریقہ اختیار کیا جائے تو شاید کبھی طلاق بتہ کی نوبت ہی نہ آئے اور اگر کہیں خدانخواستہ ایسا ہو جائے تو پھر اس عورت کی واپس پلٹنے کی کوئی امید ہی باقی نہ رہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ یہ پھر دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے مل جائیں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے اور وہ پابندی بھی نہیں لگاتا۔

(۳) لیکن کچھ لوگ غصے میں آکر ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں اکٹھی ہی دے دیتے ہیں جب عقل ٹھکانے آتی ہے تو بہت کچھ لُٹ چکا ہوتا ہے۔ اب اگر قرآن وحدیث کی تعلیمات کو سامنے رکھیں تو ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے اور اس کے احکام واضح طور پر موجود ہیں۔

لیکن اگر تقلیدی جمود کی وجہ سے ان تین کو تینوں ہی مان لیا تو رجوع کا حق بھی ختم ہے اور نئے نکاح کی بھی کوئی گنجائش نہیں اِلّا یہ کہ کسی تیسرے فریق کی مداخلت ہو۔

(۴) لہٰذا اس الجھن سے نکلنے کے لیے پھر یہ حیلہ اختیار کیا گیا کہ کچھ مدت کے لیے اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا جائے اور پھر وہ طلاق دے دے اور پہلا خاوند نکاح کر لے اس کا نام رکھا ہے "حلالہ" اس عورت کا جو دوسرا خاوند ہے اسے "محلل" (حلالہ کرنے والا) اور جو پہلا خاوند تھا اسے "محلل لہٗ" (جس کے لیے حلالہ کیا جائے) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان دونوں شخصوں (خاوندوں) پر لعنت کی ہے بلکہ حلالہ کرنے والے کو آپ ﷺ نے "کرائے کا سانڈ" قرار دیا ہے۔

اگر یہ عمل طلاق کے معروف طریقے (دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۱۱۸) کے مطابق ہوتا تب بھی لعنت کا موجب تھا لیکن یہاں تو اس پر بھی مستزاد کہ یہ سارا عمل چند دنوں میں نمٹا دیا جاتا ہے کہ نہ تو پہلے خاوند کی طلاق کی عدت پوری ہونے دی بلکہ عدت کے دوران ہی دوسرے سے نکاح کر دیا پھر دو دن بعد وہاں سے طلاق لے کر پہلے خاوند سے نکاح کر دیا اور دوسرے خاوند کی طلاق کی عدت بھی پوری نہ کی۔

(۵) اس سے بھی بڑھ کر افسوس اس بات کا ہے کہ اس بے غیرتی، بے حیائی اور کمینگی والے عمل کو جو اللہ تعالیٰ کی لعنت کا موجب ہے کو مذہبی تحفظ دیا گیا ہے اور بعض بڑے بڑے جبہ و دستار کے حامل مفتی صاحبان نے حلالہ سنٹر قائم کیے ہوئے ہیں کہ جہاں وہ لوگوں سے مال بھی بٹورتے ہیں اور ان کی عزتوں سے بھی کھیلتے ہیں۔ اور حضرات مقلدین احناف کے کئی ایک چھوٹے بڑے مدارس میں یہ دھندہ جاری ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۶) یاد رکھیں یہ عمل، جانور قسم کے بے غیرت، بے حیاء اور لعنتی لوگوں کا ہے ایک باغیرت اور باحیا شخص کو اس گندگی میں پڑنا جائز نہیں پہلے تو اپنے گھر میں صلح صفائی اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور پھر ایک فریق دوسرے کی خدمات کو پیش نظر رکھ کر کوتاہیوں کو برداشت کرے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کہیں طلاق والی نوبت آجائے تو شرعی طریقہ ہے کہ ایک طلاق پر ہی اکتفا کیا جائے۔ اور اگر کبھی جہالت کا ارتکاب ہو ہی جائے تو پھر قرآن و حدیث کی روشن تعلیمات کے مطابق اپنے گھر کو بسائیں۔ مذہب کے تحفظ یا خواہشات کی چاہت میں اپنے ایمان اور غیرت کا جنازہ نہ نکالیں۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

نکاح متعہ کی حرمت

1121: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سبرہ جہنی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي الْمُتْعَةِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ حَيْثُ أُخْبِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں رخصت کے متعلق کچھ روایت کیا گیا ہے، پھر جب نبی ﷺ سے اس کی

وَأَمْرُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

حرمت کے متعلق انہیں خبر ملی تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ اکثر اہل علم حرمت متعہ کا موقف رکھتے ہیں۔ ثوری، ابن مبارک، شافعی اور احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٥٤٢، ابن أبي شيبة: ٤/٢٩٢، البزار: ٦٤١، ابو يعلى: ٥٧٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٤١١٦، صحيح مسلم: ١٤٠٧، سنن ابن ماجه: ١٩٦١، سنن نسائي: ٦/١٢٥ و ١٢٦، و ٧/٢٠٢-٢٠٣، مسند احمد: ٥٩٢، صحيح ابن حبان: ٤١٤٣

1122: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ أَخُو قَبِيصَةَ بْنِ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يَرَى أَنَّهُ يُقِيمُ فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ شَيْئَهُ حَتَّى إِذَا نَزَلَتِ الآيَةُ ﴿إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَى هَذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: شروع اسلام میں متعہ جائز تھا، آدمی کسی شہر / ملک جاتا وہاں اس کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی، تو وہ وہاں اپنے قیام کے لحاظ سے عورت سے شادی کر لیتا وہ اس کے مال و متاع کی حفاظت کرتی حتیٰ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، ﴿إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ (المومنون: ٦) نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پس ان دونوں (بیوی اور لونڈی) کے سوا ہر شرم گاہ حرام ہے۔

حکم الحدیث: (منكر) الارواء: ١٩٠٣، المشكوٰة: ٣١٥٨، التحقيق الثاني۔ اس میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١٠٧٨٢، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٧/٢٠٥، والحازمي في الاعتبار: ١٧٧-١٧٨

فوائد الحدیث: (۱) "متعہ" کا لغوی معنیٰ ہے فائدہ اٹھانا۔ اور اصطلاحی طور پر کسی بھی مرد اور عورت کا کچھ معاوضہ کے عوض مدت مقرر کر کے بغیر گواہوں اور ولی کی اجازت کے ایک دوسرے سے جنسی فائدہ اٹھانا "متعہ" کہلاتا ہے۔

(۲) شریعت اسلام میں صرف بعض جنگی مواقع پر عارضی رخصت دی گئی ورنہ کبھی بھی اس کو جائز قرار نہیں دیا گیا پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اسے بالکلیہ قیامت تک ناجائز اور حرام قرار دے دیا۔ اب یہ کبھی بھی کسی دور میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

(۳) ہمارے معاشرے میں جہاں ایک طبقہ "حلالے" کے نام سے خواہش پرستی کرتا ہے وہاں کچھ لوگ "متعہ" کے نام پر اپنی عزتوں کو سر عام نیلام کیے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں کام ہی ناجائز اور حرام ہیں۔ اور ان کا فاعل زانی اور بدکار ہے۔

(۴) ۱۹۹۲ء کی بات ہے کہ راقم گوجرانولہ کے ایک مدرسہ میں استاد محترم حافظ محمد صدیق صاحب حنفی دیوبندی (شاگرد رشید مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی والے) کے ہاں دورہ تفسیر القرآن الکریم پڑھ رہا تھا۔ کہ سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۷: ﴿فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے استاذی المکرم نے متعہ کی تردید کی تو اس ناچیز نے سوال کیا کہ استاذ محترم، متعہ میں نکاح والی ساری شرائط ہیں۔ مثلاً فریقین کی رضامندی۔ حق مہر کی طرح معاوضہ وغیرہ تو پھر یہ حرام کیوں ہے۔ تو استاد صاحب فرمانے لگے اس لیے کہ اس میں مدت مقرر کی جاتی ہے۔ تو راقم نے عرض کیا کہ مدت تو حلالہ میں بھی مقرر کی جاتی ہے۔ خیر اس کے بعد کچھ بحث وغیرہ کے نتیجے میں

راقم نے عرض کیا کہ احناف حضرات نے حلالہ نکالنے کے لیے باقاعدہ مدارس میں بندے رکھے ہوئے ہیں تو استاد صاحب فرمانے لگے کہ "ہر مدرسے میں نہیں رکھے ہوئے" اللہ اکبر، اور اب تو کئی ایک مدارس کی کہانیاں کھل کر سامنے آگئیں ہیں جہاں یہ گھناؤنا کاروبار ہوتا ہے تو بہر حال جس طرح "نکاح حلالہ" حرام ہے اس طرح "نکاح متعہ" بھی حرام ہے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الشِّغَارِ

نکاح شغار کی ممانعت

1123: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ وَهُوَ الطَّوِيلُ قَالَ: حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں جلب ہے (زکوٰۃ وصول کرنے والا اموال زکوٰۃ اپنے پاس بلائے) نہ جنب (کہ زکوٰۃ دینے والے اپنے اموال اور جانور اصل مقام سے دور لے جائیں) اور نہ ہی شغار ہے، اور جس نے ڈاکہ زنی کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي رَيْحَانَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں انس، ابوریحانہ، ابن عمر، جابر، معاویہ، ابوہریرہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٢٩٤٧، صحيح ابي داؤد: ٢٤٢٤ اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٤٩/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٨١ سنن ابن ماجه: ٣٩٣٧، سنن نسائی: ١١١/٦ و ٢٢٧-٢٢٨، مسند احمد: ١٩٨٥٥ و ١٩٩٢٩، وصححه ابن حبان: ٣٢٦٧ و ٥١١٧٠

1124: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنِ الشِّغَارِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ نِكَاحَ الشِّغَارِ. وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ وَلَا صَدَاقَ بَيْنَهُمَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زیادہ تر اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ نکاح شغار کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کی شادی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کی شادی اس سے کر دے جبکہ ان دونوں کے درمیان کوئی حق مہر نہ ہو۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: نِكَاحُ الشِّغَارِ مَفْسُوخٌ وَلَا يَحِلُّ وَإِنْ جُعِلَ لَهُمَا صَدَاقًا.

بعض اہل علم نے کہا ہے: نکاح شغار فسخ ہو چکا ہے یہ حلال نہیں خواہ دونوں کے لیے حق مہر مقرر کیا جائے۔

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَرُوِيَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ قَالَ يُقَرَّانِ عَلَى نِكَاحِهِمَا وَيُجْعَلُ لَهُمَا صَدَاقُ الْمِثْلِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: ان دونوں کو ان کے نکاح پر برقرار رکھا جائے گا، اور ان دونوں کے لیے مہر مثل مقرر کیا جائے گا، یہ کوفہ والوں کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٥٠٦، الدارمي: ٢١٨٦، ابن الجارود: ٧١٩، ابو يعلى: ٥٧٩٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥١١٢، صحیح مسلم: ١٤١٥، سنن ابو داود: ٢٠٧٤، سنن ابن ماجه: ١٨٨٣، سنن نسائي: ٦/١١٠ و ١١٢ ، مسند احمد: ٤٥٢٦، صحيح ابن حبان: ٤١٥٢

فوائد الحدیث: (۱)"لا جلب" اور "لا جنب" دونوں الگ الگ اصطلاحیں ہیں جو "زکوۃ" اور "گھوڑ دوڑ" میں استعمال ہوتی ہیں ان شاء اللہ ان کے بارے متعلقہ مقامات پر بات کریں گے۔

(۲) "شغار" یہ وٹے سٹے کی شادی کو کہتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص اپنی بہن، بیٹی یا ولایت میں سے کسی بھی عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرتا تھا کہ وہ بھی اپنی بہن، بیٹی، وغیرہ کا نکاح اس سے یا اس کے تجویز کردہ آدمی سے کر دے اور ان دونوں کے درمیان حق مہر مقرر نہیں ہوتا تھا بلکہ اسی نکاح کو ہی ایک دوسرے کا حق مہر سمجھ لیا جاتا تھا۔

یہ صورت بالکل ناجائز اور حرام ہے اس کی اسلام میں قطعاً اجازت اور گنجائش نہیں۔

(۳) وٹے سٹے کی ایک صورت ہمارے معاشرے میں بھی ہے کہ بہن بھائی یا دو بہنیں یا دو بھائی آپس میں ایک دوسرے سے رشتے لے دے لیتے ہیں کہ خاندانی طور پر ہمارا اتفاق اگلی نسلوں میں بھی قائم رہے اور اس میں دونوں طرف سے حق مہر مقرر کیا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

۱- کسی ایک فریق نے دوسرے سے شرط کر کے رشتہ دیا کہ پھر مجھے بھی رشتہ دو یا کسی سے رشتہ لیا کہ مجھ سے بھی رشتہ لو۔ اگر ایک فریق یہ شرط پوری نہیں کرتا تو پھر دوسرا بھی وہ رشتہ دینے یا لینے کے لیے تیار نہیں۔ یہ بھی ناجائز ہے اگرچہ حق مہر ہی مقرر کیوں نہ کیا گیا ہو۔ کہ جس میں پہلے سے ہی سے ضد اور شرط موجود ہو بعد میں بھی وہ خرابی کا باعث ہوگا۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ بہن بھائی وغیرہ آپس میں ایک دوسرے سے رشتوں کا لین دین کر لیتے ہیں مناسب رشتے کی وجہ سے یا اپنے اچھے تعلقات کی بنا پر اس میں کسی قسم کی شرط نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی ڈیمانڈ۔ اور حق مہر بھی الگ الگ مقرر ہوتا ہے۔ تو یہ نکاح جائز ہے اور حدیث میں مذکور شغار کے حکم میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب و علمہ اتم

30- بَابُ مَا جَاءَ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا

کسی عورت کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس عورت سے نکاح نہیں کیا جائے گا

1125: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کسی عورت کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس سے

أَبِي حَرِيزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى أَنْ تُزَوَّجَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا".

شادی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَأَبُو حَرِيزٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُسَيْنٍ.

ابو حریز کا نام عبداللہ بن حسین ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي مُوسَى وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

نصر بن علی نے عبدالاعلی عن ہشام بن حسان عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے ہمیں اس کی مثل حدیث بیان کی۔ اور اس باب میں علی، ابن عمر، عبداللہ بن عمرو، ابو سعید، ابو امامہ، جابر، عائشہ، ابو موسیٰ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٨٨٢، ضعيف ابى داؤد: ٣٥٢۔ اس کی سند عبداللہ بن حسین کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٦٧، مسند احمد: ١٨٧٨، و ٣٥٣٠، صحيح ابن حبان: ٤١١٦

1126: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوِ الْعَمَّةُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا أَوِ الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا أَوِ الْخَالَةُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِهَا لَا تُنْكَحُ الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى وَلَا الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت کی ایسے شخص سے شادی کی جائے جس کے نکاح میں اس کی پھوپھی ہو یا پھوپھی کا کسی ایسے شخص سے نکاح کیا جائے جس کے نکاح میں اس کی بھتیجی ہو۔ یا عورت کا اس کی خالہ کی موجودگی میں یا خالہ کا بھانجی کی موجودگی میں کسی مرد سے نکاح کیا جائے، اور چھوٹی بہن کا بڑی کی موجودگی میں اور بڑی بہن کا چھوٹی کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا أَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا فَإِنْ نَكَحَ امْرَأَةً عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا أَوِ الْعَمَّةَ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا فَنِكَاحُ الْأُخْرَى مِنْهُمَا مَفْسُوخٌ. وَبِهِ يَقُولُ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ زیادہ تر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، ہم ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں دیکھتے، یہ کہ آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ ایک وقت میں پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی سے نکاح کرے۔ اگر وہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی کی موجودگی میں یا اس کی خالہ کی موجودگی میں یا پھوپھی سے اس کی بھتیجی کی موجودگی میں یا خالہ سے اس کی بھانجی کی موجودگی میں نکاح کرے تو ان دونوں میں سے دوسرا نکاح فسخ ہو جائے گا، زیادہ تر اہل علم کا یہی موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَدْرَكَ الشَّعْبِيُّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَوَى عَنْهُ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ: صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے اور ان سے روایت کیا ہے، اور میں نے محمد (امام بخاری)

رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى الشَّعْبِيُّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبی نے ایک آدمی کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ٦/٢٨٩، صحيح ابى داؤد: ١٨٠٢، اخرجه الدارمي: ٢١٨٤، ابو يعلى: ٦٦٤، البيهقي: ١٦٦/٧

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٠٦٥ سنن نسائی: ٦/٩٨، مسند احمد: ٩٥٠٠، صحيح ابن حبان: ٤١١٧ و ٤١١٨

فوائد الحديث: پھوپھی، بھتیجی، خالہ بھانجی، اور دو بہنیں بہ یک وقت ایک ہی شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یعنی اگر ان رشتوں میں سے کوئی پہلے نکاح میں موجود ہو تو اس سے بڑا رشتہ یا اس سے چھوٹا رشتہ نکاح میں نہ لایا جائے۔ مثلاً خالہ کی موجودگی میں بھانجی، پھوپھی کی موجودگی میں بھتیجی اور بڑی بہن کے ہوتے ہوئے اس کی چھوٹی بہن سے نکاح نہ کیا جائے۔ یا اس کے برعکس بھتیجی سے پہلے نکاح کر لیا تو اس کی موجودگی میں پھوپھی، بھانجی کے ہوتے ہوئے خالہ اور چھوٹی بہن کی موجودگی میں بڑی سے نکاح نہ کیا جائے۔ یہی مفہوم ہے: لا تنكح الصغرىٰ على الكبرى ولا الكبرىٰ على الصغرى کا۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّرْطِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

نکاح کے موقع پر شرط مقرر کرنا

1127: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوفَى بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)).

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شرطیں پوری کی جانے کا سب سے زیادہ حق رکھتی ہیں جن کے ذریعے تم نے عورتوں کی عصمت حلال کی ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ نَحْوَهُ.

ابو موسیٰ محمد بن مثنی نے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا: یحییٰ بن سعید نے ہمیں عبدالحمید بن جعفر سے اسی مانند حدیث بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَ رَجُلٌ امْرَأَةً وَشَرَطَ لَهَا أَنْ لَا يُخْرِجَهَا مِنْ مِصْرِهَا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُخْرِجَهَا. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان ہی میں سے ہیں، انہوں نے فرمایا: جب آدمی کسی عورت سے شادی کرے اور اس سے شرط قائم کرے کہ وہ اسے اس کے شہر / ملک سے باہر نہیں نکالے گا، تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے وہاں سے باہر نکال دے، یہ بعض اہل علم کا

قول ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: شَرْطُ اللهِ قَبْلَ شَرْطِهَا. كَأَنَّهُ رَأَى لِلزَّوْجِ أَنْ يُخْرِجَهَا وَإِنْ كَانَتِ اشْتَرَطَتْ عَلَى زَوْجِهَا أَنْ لَا يُخْرِجَهَا. وَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی شرط اس (عورت) کی شرط سے پہلے ہے، گویا کہ انہوں نے شوہر کے لیے جائز سمجھا کہ وہ اسے باہر نکالے اگرچہ اس نے اپنے شوہر پر شرط قائم کی ہو کہ وہ اسے باہر نہیں نکالے گا، بعض اہل علم کا یہی موقف ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٢٠٩، ابو يعلى: ١٧٥٤، البيهقي: ٢٤٨/٧، البغوي: ٢٢٧٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٢١، صحيح مسلم: ١٤١٨، سنن ابو داود: ٢١٣٩، سنن ابن ماجه: ١٩٥٤، سنن نسائی: ٩٢/٦-٩٣، مسند احمد: ١٧٣٠٢، صحيح ابن حبان: ٤٠٩٢

فوائد الحدیث: (۱) نکاح کے موقعہ پر ہر وہ شرط لگانا جائز ہے جو شرعی طور پر ممنوع نہ ہو بلکہ شریعت کے دائرے میں ہوں اور فریقین میاں بیوی کا انہیں پورا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ ایک عہد اور وعدہ ہے لہٰذا اسے پورا کرنا چاہئے۔

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۳۴)

(۲) اگر کوئی ایسی شرط لگائی جائے جو شرعی طور پر جائز نہیں تو وہ شرط باطل ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسی شرط لگائی جائے گی۔ مثلاً بیوی شرط لگا دیتی ہے۔ کہ پہلی بیوی کو طلاق دے گا، یا دوسری شادی نہیں کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح خاوند شرط لگا دیتا ہے کہ میں تیرے نان ونفقہ وغیرہ کا ذمہ دار نہیں ہوں گا وغیرہ۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ

وہ آدمی جو اسلام قبول کرے اور اس وقت اس کی دس بیویاں ہوں

1128: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَخَيَّرَ أَرْبَعًا مِنْهُنَّ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو دور جاہلیت میں ان کی دس بیویاں تھیں، وہ بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئیں، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان میں سے چار کا انتخاب کر لیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ هَذَا حَدِيثٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معمر نے زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا اور انہوں نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کو اس سند کے حوالے سے فرماتے

غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

ہوئے سنا کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔

وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَغَيْرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ.

صحیح وہ ہے جسے شعیب بن ابی حمزہ وغیرہ نے زہری سے روایت کیا انہوں نے کہا: محمد بن سوید ثقفی کے حوالے سے مجھے حدیث بیان کی گئی کہ غیلان بن سلمہ نے اسلام قبول کیا تو اس کی دس بیویاں تھیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَإِنَّمَا حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ ثَقِيفٍ طَلَّقَ نِسَاءَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَتُرَاجِعَنَّ نِسَاءَكَ أَوْ لَأَرْجُمَنَّ قَبْرَكَ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ أَبِي رِغَالٍ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے روایت ہے کہ ایک ثقفی آدمی نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اپنی بیویوں سے مراجعت کر لے ورنہ میں تیری قبر پر پتھر ماروں گا، جس طرح ابو رغال کی قبر پر پتھر مارے گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ غَيْلَانَ بْنِ سَلَمَةَ عِنْدَ أَصْحَابِنَا مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے اصحاب کے ہاں غیلان بن سلمہ کی روایت پر عمل ہے، امام شافعی احمد اور اسحاق رحمہم اللہ ان ہی میں سے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض کے نزدیک اس کی سند زہری مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ١٩٥٣، مسند احمد: ٤٦٠٩، صحيح ابن حبان: ٤١٥٦۔ ٤١٥٨

فوائد الحديث: (۱) ایک مسلمان کے لیے بہ یک وقت اپنے نکاح میں صرف چار بیویاں رکھنا جائز ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اب اگر کسی کافر کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں ہوں اور وہ مسلمان ہو جائے تو ان سب میں سے جن چار کو وہ چاہے بطور بیوی روک لے باقی نکاح ختم ہو جائے گا۔

(۲) ''بعض الناس'' کا خیال ہے کہ جس ترتیب سے ان عورتوں سے نکاح ہوا ہے ان میں سے پہلی چار کو روک لے باقی چھوڑ دے لیکن یہ موقف حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں تو ہے کہ اسے اختیار ہے جن چار کو چاہے روک لے۔

(۳) ''ابو رغال'' اپنے دور کا بُرا آدمی تھا اس کے متعلق مختلف اقوال بیان کیے جاتے ہیں لوگ اس کی برائی کی وجہ سے اس سے نفرت کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اس کی موت کے بعد اس کی قبر پر پتھر برساتے تھے جس سے اس کی ذلت میں اور زیادہ اضافہ ہوتا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اشارہ اسی جانب ہے۔

(۴) یہ ایک دھمکی آمیز پیغام ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت غیلان ثقفی کو دیا تھا کیونکہ انہوں نے اپنی موت کے قریب اپنی بیویوں کو طلاق دیدی تاکہ وہ وراثت میں حصے دار نہ بن جائیں اور ساری جائیداد اپنے بیٹوں کو دے دی، بیوی کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے طلاق دینا چونکہ جائز نہیں بلکہ جرم ہے اس لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ اگر رجوع نہ کیا تو پھر میں آپ کی قبر کو نشان عبرت بنادوں گا کہ لوگ ہمیشہ تیرے اس ظلم کو یاد رکھیں گے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أُخْتَانِ

جب کوئی شخص اسلام قبول کرے اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں

1129: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اخْتَرْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ)).

سیّدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے جبکہ میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔''

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٢٥٥، الدارقطني: ٣/٢٧٣، البيهقي: ٧/١٨٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٤٣، سنن ابن ماجه: ١٩٥١، مسند احمد: ١٨٠٤٠، صحيح ابن حبان: ٤١٥٥

1130: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ. قَالَ: ((اخْتَرْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ)).

سیّدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کیا ہے جبکہ میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو۔''

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو وَهْبٍ الْجَيْشَانِيُّ اسْمُهُ الدَّيْلَمُ بْنُ هُوشَعَ.

یہ حدیث حسن غریب ہے، ابو وہب جیشانی کا نام دیلم بن ہوشع ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) گزشتہ حدیث دیکھیں۔ اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٣/١٧٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٤٣، سنن ابن ماجه: ١٩٥١، مسند احمد: ١٨٠٤٠، صحيح ابن حبان: ٤١٥٥

فوائد الحدیث: کوئی بھی مسلمان اپنے نکاح میں دو حقیقی بہنوں کو ایک ہی وقت میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر پہلے سے کسی کے نکاح میں دو بہنیں ہوں اور وہ شخص مسلمان ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کو بیوی بنا لے اور دوسری کو چھوڑ دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس سے پہلے نکاح ہوا ہے اس کو رکھ لے اور بعد والی کو چھوڑ دے تو یہ موقف درست نہیں۔ کیونکہ حدیث کے خلاف ہے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْجَارِيَةَ وَهِيَ حَامِلٌ

وہ آدمی جو لونڈی خریدتا ہے جبکہ وہ حاملہ ہو

1131: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

سیّدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنا پانی کسی اور کے بچے کو نہ پلائے۔''

الآخِرِ فَلَا يَسْقِ مَاءَهُ وَلَدَ غَيْرِهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ لِلرَّجُلِ إِذَا اشْتَرَى جَارِيَةً وَهِيَ حَامِلٌ أَنْ يَطَأَهَا حَتَّى تَضَعَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث کئی ایک طرق سے رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، اور اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ آدمی کے لیے جائز نہیں سمجھتے کہ جب وہ لونڈی خریدے اور وہ حاملہ ہو تو وہ اس سے جماع کرے حتیٰ کہ وہ بچے کو جنم دے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں ابو درداء، ابن عباس، عرباض بن ساریہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الارواء: ٢١٣٧، صحيح ابى داؤد: ١٨٧٤، اخرجه سعيد بن منصور: ٢٧٢٢، الدارمي: ٢٤٨٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٥٨ و ٢١٥٩ و ٢٧٠٨، مسند احمد: ١٦٩٩٠، صحيح ابن حبان: ٤٨٥٠

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص لونڈی خرید تا ہے اور وہ اس وقت کسی دوسرے کے نطفے سے حاملہ ہو تو اس شخص کے لیے جائز نہیں کہ اس سے ''وطی'' کرے حتیٰ کہ وہ ''وضع حمل'' کر دے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْبِي الأَمَةَ وَلَهَا زَوْجٌ هَلْ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَطَأَهَا

وہ آدمی جو جہاد میں کسی لونڈی کو قیدی بنائے، اس کا شوہر بھی ہو، تو کیا اس کے لیے اس سے جماع کرنا جائز ہے

1132: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الْبَتِّيُّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ أَوْطَاسٍ وَلَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي قَوْمِهِنَّ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلَتْ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء: ٢٤).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ اوطاس میں قیدی لونڈیاں ہمارے حصے میں آئیں، ان کی قوم میں ان کے شوہر بھی تھے، انہوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی، ''شادی شدہ عورتیں (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو تمہاری لونڈیاں ہیں''۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَهَكَذَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَأَبُو الْخَلِيلِ اسْمُهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ثوری نے عثمان البتی عن ابی خلیل عن ابی سعید کی سند سے روایت کیا ہے، ابو خلیل کا نام صالح بن ابی مریم ہے۔

وَرَوَى هَمَّامٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ.

ہمام نے اس حدیث کو قتادہ عن صالح ابی خلیل عن ابی علقمہ ہاشمی عن ابی سعید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ عبد بن حمید نے ہمیں اسی طرح حدثنا حبان بن ہلال حدثنا ہمام کی سند سے حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١١٤٨، الطحاوي في شرح المشكل: ٣٩٢٧

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٤٥٦، سنن ابو داود: ٢١٥٥، سنن نسائی فی المجتبی: ٦/١١٠، وفی الکبری: ١١٠٩٦ و ١١٠٩٧ مسند احمد: ١١٦٩١

فوائد الحدیث: (۱) جہاد میں کسی مسلمان کے حصے میں ایسی لونڈی آئی جو شادی شدہ تھی اور اس کا خاوند بھی موجود ہے خواہ قیدیوں میں وہ بھی غلام ہے یا اپنے علاقے میں وہ آزاد ہے۔ ہر ایک صورت میں اس مسلمان کے لیے "استبراء رحم" سے پہلے اس لونڈی کے ساتھ جماع کرنا جائز نہیں۔

(۲) استبراء رحم کا مطلب ہے کہ لونڈی بننے کے بعد اس کو حیض آجائے یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ وہ حاملہ نہیں۔ کیونکہ حاملہ لونڈی سے وضع حمل تک جماع کرنا درست نہیں۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَهْرِ الْبَغِيِّ

طوائف کی اجرت کی ممانعت

1133: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ".

سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، طوائف کی اجرت اور کاہن کا نذرانہ لینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں رافع بن خدیج، ابو جحیفہ، ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٦٢٢، ابن ابي شيبة: ٦/٢٤٣، الحميدي: ٤٥٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٢٣٧ صحیح مسلم: ١٥٦٧، سنن ابو داود: ٣٤٢٨، و ٣٤٨١، سنن ابن ماجه: ٢١٥٩، سنن نسائی: ٧/١٨٩ و ٣٠٩، مسند احمد: ١٧٠٧٠، صحیح ابن حبان: ٥١٥٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی خرید و فروخت، زانیہ کی کمائی اور کاہن و نجومی کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ بعض لوگ کتے کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہیں۔ (دیکھئے ہدایہ ۳/۷۵ کتاب البیوع)

اور زانیہ عورت کی کمائی کو بھی جائز سمجھتے ہیں جو وہ زنا کے بدلے مقرر کر کے لیتی ہے۔ (چلپی حاشیہ شرح وقایہ ص ۲۹۴ باب الاجارۃ الفاسدہ)

37- بَابُ مَا جَاءَ أَنْ لَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ

کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے

1134: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُتَيْبَةُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ أَحْمَدُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ)).

فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام بھیجے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

قَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: إِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَرَضِيَتْ بِهِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَتِهِ.

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجنے کی ممانعت کا یہ معنی ہے کہ جب آدمی عورت کو پیغام نکاح بھیجے اور وہ اس پر راضی ہو، تو پھر کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام بھیجے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ ((لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ)). هَذَا عِنْدَنَا إِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَرَضِيَتْ بِهِ وَرَكَنَتْ إِلَيْهِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَتِهِ فَأَمَّا قَبْلَ أَنْ يَعْلَمَ رِضَاهَا أَوْ رُكُونَهَا إِلَيْهِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَخْطُبَهَا.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث: ”آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے“ کا معنی ہمارے ہاں یہ ہے کہ جب آدمی عورت کو پیغام نکاح بھیجے، وہ اس پر راضی ہو اور اس کی طرف میلان رکھتی ہو، تو پھر کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام بھیجے۔ رہی یہ صورت کہ اس سے پہلے وہ اس کی رضا مندی جان لے یا اس کی طرف اس (عورت) کے میلان کا پتہ چلے، تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ اسے پیغام نکاح بھیجے۔

وَالْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ حَدِيثُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَيْثُ جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ أَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ وَمُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطَبَاهَا فَقَالَ ((أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ لَا يَرْفَعُ عَصَاهُ عَنِ النِّسَاءِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ وَلَكِنِ انْكِحِي أُسَامَةَ)).

اس بارے میں دلیل فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جس وقت وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ ابو جہم بن حذیفہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اسے پیغام نکاح بھیجا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”رہا ابو جہم تو وہ ایسا شخص جو اپنی لاٹھی اپنی بیویوں سے نہیں اٹھاتا (سخت مزاج ہے)، رہا معاویہ تو وہ غریب آدمی ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں، لیکن تم اسامہ (رضی اللہ عنہ) سے شادی کر لو۔“

فَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ أَنَّ فَاطِمَةَ لَمْ تُخْبِرْهُ

ہمارے ہاں اس حدیث کا معنی ہے، (واللہ اعلم) کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

بِرِضَاهَا بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا وَلَوْ أَخْبَرَتْهُ لَمْ يُشِرْ عَلَيْهَا بِغَيْرِ الَّذِي ذَكَرَتْ.

نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے متعلق اپنی رضا مندی ظاہری نہیں کی تھی، اگر وہ آپ ﷺ کو بتا دیتیں، تو آپ ﷺ انہیں ان کے ذکر کردہ شخص کے علاوہ کسی اور کو مشورہ نہ دیتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٤٨٦٧، الحميدي: ١٠٢٦، ابن ابي شيبة: ٤/٤٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۱۳۹ و صحیح مسلم: ۱٤۱۳، سنن ابو داود: ۲۰۸۰، سنن ابن ماجه: ۱۸٦۷ و ۲۱۷۲، سنن نسائی: ٦/۷۱-۷۲ و ۷۳ و ۷/۲۵۸-۲۵۹، و۲۵۹، مسند احمد: ۷۲٤۸

1135: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَحَدَّثَتْنَا أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً. قَالَتْ وَوَضَعَ لِي عَشَرَةَ أَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ خَمْسَةً شَعِيرًا وَخَمْسَةً بُرًّا. قَالَتْ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. قَالَتْ: فَقَالَ: ((صَدَقَ)). قَالَتْ: فَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ: لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بَيْتَ أُمِّ شَرِيكٍ بَيْتٌ يَغْشَاهُ الْمُهَاجِرُونَ وَلٰكِنِ اعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَعَسَى أَنْ تُلْقِي ثِيَابَكِ فَلَا يَرَاكِ فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَجَاءَ أَحَدٌ يَخْطُبُكِ فَآذِنِينِي)).

سیّدنا ابوبکر بن جہم نے بیان کیا، میں اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن، فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دے دیں، اور اس کے لیے نان و نفقہ مقرر کیا نہ رہائش، انہوں نے بیان کیا: اور میرے لیے دس قفیز اپنے چچازاد کے پاس رکھ دیے: پانچ قفیز جو اور پانچ قفیز گندم (ایک قفیز = سولہ کلو گرام)۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے ٹھیک کیا۔" آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ام شریک کے گھر عدت گزاروں، پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "ام شریک کا جو گھر ہے وہاں تو مہاجرین جمع ہوتے ہیں، تم ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) کے گھر عدت گزارو، ہو سکتا ہے کہ تم اپنے (کچھ زائد) کپڑے اتار دو اور وہ تمہیں دیکھ نہیں پائے گا، پس جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو کسی کی طرف سے تمہیں پیغام نکاح آئے تو میرے پاس (مشورہ کے لیے) آنا۔"

فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي خَطَبَنِي أَبُو جَهْمٍ وَمُعَاوِيَةُ. قَالَتْ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ لَا مَالَ لَهُ وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ شَدِيدٌ عَلَى النِّسَاءِ)). قَالَتْ: فَخَطَبَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَزَوَّجَنِي فَبَارَكَ اللّٰهُ لِي فِي أُسَامَةَ.

پس جب میری عدت ختم ہو گئی، ابو جہم اور معاویہ (رضی اللہ عنہما) نے مجھے پیغام نکاح بھیجا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "رہے معاویہ تو وہ ایسے آدمی ہیں کہ ان کے پاس کوئی مال نہیں، رہے ابو جہم تو وہ عورتوں پر بہت سخت ہیں۔" انہوں نے بیان کیا، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے مجھ سے نکاح کر لیا، تو اللہ نے اسامہ (رضی اللہ عنہ) میں مجھے برکت

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

عطا فرمائی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ فَقَالَ: لِيَ النَّبِيُّ ﷺ ((انْكِحِي أُسَامَةَ)). حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ بِهَذَا.

سفیان ثوری نے ابو بکر بن ابی جہم سے اسی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے، نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اسامہ سے نکاح کر لو۔''

اسی کے ساتھ ہم کو محمود بن غیلان نے حدثنا وکیع عن سفیان عن ابی بکر بن ابی الجہم کی سند کے ساتھ بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٨٦٤ و ٦/٢٠٩، صحيح ابى داؤد: ١٩٧٦، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٣/١٠١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٨٠، سنن ابو داود: ٢٢٨٤-٢٢٨٩، سنن ابن ماجه: ١٨٦٩ و ٢٠٣٥، سنن نسائى: ٦/٧٥-٧٧، و ١٤٢ و ١٥٠ و ٢٠٧-٢٠٩، مسند احمد: ٢٧٣٢٠

فوائد الحدیث: (۱) اگر دو آدمی آپس میں کسی چیز کی بیع کر رہے ہوں، ان کی بات چیت جاری ہو تو کسی بھی تیسرے شخص کو آکر اس میں اپنا بھاؤ تاؤ نہیں کرنا چاہئے۔

(۲) اس کا یہ بھی مفہوم ہے کہ دو آدمیوں کا آپس میں کسی چیز کا سودا ہو چکا ہے لیکن ابھی مجلس قائم ہے یا پھر ایک کو حق اختیار حاصل ہے تو کسی دوسرے کو ان میں سے کسی ایک مشتری یا بائع کو بیع فسخ کرنے کا مشورہ نہیں دینا چاہیے۔ ہاں اگر ان کا معاملہ مثبت یا منفی طے ہو کر ختم ہو جائے تو پھر کوئی دوسرا بھی قسمت آزمائی کر سکتا ہے۔

(۳) اسی طرح اگر کسی نے کسی کو نکاح کا پیغام بھیجا ہوا ہے تو جب تک ان کا اپنا معاملہ کسی ہاں یا ناں کی صورت میں کلیئر نہیں ہو جاتا کسی دوسرے کو حق نہیں کہ درمیان میں اپنی طرف سے عورت یا مرد کو منگنی کا پیغام دے دے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

عزل کا بیان

1136: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْزِلُ فَزَعَمَتِ الْيَهُودُ أَنَّهَا الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرَى. فَقَالَ: ((كَذَبَتِ الْيَهُودُ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهُ لَمْ يَمْنَعْهُ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول! ہم عزل کیا کرتے تھے، تو یہودیوں نے کہا: یہ موؤدہ صغری (بچیوں کو زندہ در گور کرنے کی چھوٹی قسم) ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں نے جھوٹی بات کی ہے، جب اللہ اسے پیدا کرنے کا ارادہ فرمالے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں سیّدنا عمر، براء، ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند یحییٰ بن ابی کثیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبری: ۹۰۷۸

1137: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ہم عزل کر لیا کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي الْعَزْلِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ اہل علم حضرات نے عزل کے بارے میں رخصت دی ہے۔

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: تُسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ فِي الْعَزْلِ وَلَا تُسْتَأْمَرُ الْأَمَةُ.

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آزاد عورت سے عزل کرنے کے بارے میں اجازت لی جائے گی، جبکہ لونڈی سے اجازت نہیں لی جائے گی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ۱۲۵۷، انظر تحفة الاشراف: ۲٤٦۸

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۲۰۷، صحیح مسلم: ۱٤٤۰ صحیح ابن حبان: ٤۱۹۵

فوائد الحدیث: (۱) خاوند کا اپنی بیوی سے جماع کرتے ہوئے انزال کے وقت اس سے علیحدہ ہو جانا تاکہ انزال اندر نہ ہو کہ کہیں حمل نہ ٹھہر جائے "عزل" کہلاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس فعل کو پسند نہیں فرمایا جیسا کہ حدیث الباب سے واضح ہے کہ ہر نطفہ ایسا نہیں ہوتا کہ جس سے حمل ٹھہر جائے یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ جس نطفے سے جب چاہے حمل ٹھہرا کر بچہ پیدا کر دے اور اگر نہ چاہے تو حمل نہ ٹھہرائے۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو ارشاد فرمایا۔ ذالك الوأد الخفي (مسلم ۱/۴۶۶ کتاب النکاح) "کہ یہ پوشیدہ طور پر زندہ دفن کرنا ہے۔"

(۲) اسی طرح یہ خاندانی منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول جیسے جو پروگرام چلتے ہیں یا میاں بیوی میں سے کوئی بھی حمل کو روکنے کے لیے غیر فطری طریقہ اختیار کریں تو یہ سب ناجائز اور ناپسندیدہ ہے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْعَزْلِ

عزل کی ممانعت

1138: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ قَزَعَةَ هُوَ ابْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لِمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ)). زَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ وَلَمْ يَقُلْ لَا يَفْعَلُ ذَاكَ أَحَدُكُمْ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی یہ کیوں کرتا ہے؟"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا: انہوں نے یہ نہیں کہا: تم میں سے کوئی یہ نہ

قَالَا: فِي حَدِيثِهِمَا ((فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللهُ خَالِقُهَا)).

کرے، دونوں نے اپنی روایت میں بیان کیا: کیونکہ جو بھی نفس پیدا ہونا ہے اللہ اسے پیدا کر کے رہے گا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَقَدْ كَرِهَ الْعَزْلَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بے شک یہ حدیث ابو سعید سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ کچھ اہل علم حضرات نے عزل کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الآداب: ٥٤-٥٥، صحيح ابى داؤد: ١٨٨٦، اخرجه الحميدي: ٧٤٧، ابو يعلى: ١١٣٥

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٢٢٢٩، صحيح مسلم: ١٤٣٨، سنن ابو داود: ٢١٧٠ و ٢١٧١، و ٢١٧٢، سنن ابن ماجه: ١٩٢٦، سنن نسائى فى المجتبى: ٦/١٠٧-١٠٨، وفي الكبرى: ٥٠٤٢-٥٠٤٨، و ٧٦٩٧- ٧٦٩٨، و ٩٠٧٩- ٩٠٨٢ و ٩٠٨٤- ٩٠٩٠، مسند احمد: ١١٠٧٨

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۱۳۶، ۱۱۳۷۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِسْمَةِ لِلْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ

کنواری اور شوہر دیدہ بیوی کے درمیان وقت کی تقسیم

1139: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَلَكِنَّهُ قَالَ: السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى امْرَأَتِهِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى امْرَأَتِهِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں چاہوں کہ میں کہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لیکن انہوں نے کہا: سُنت یہ ہے کہ جب آدمی اپنی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے کنواری عورت سے شادی کرے تو وہ اس کے پاس سات دن ٹھہرے، اور جب بیوی کے ہوتے ہوئے شوہر دیدہ سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن قیام کرے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

اس باب میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَفَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ بَعْضُهُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ محمد بن اسحاق نے ایوب عن ابی قلابہ عن انس کی سند سے مرفوع روایت کیا ہے جبکہ بعض نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

قَالَ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جب آدمی پہلی

تَزَوَّجَ الرَّجُلُ امْرَأَةً بِكْرًا عَلَى امْرَأَتِهِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا ثُمَّ قَسَمَ بَيْنَهُمَا بَعْدُ بِالْعَدْلِ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى امْرَأَتِهِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

بیوی کی موجودگی میں کنواری عورت سے شادی کرے تو وہ اس کے پاس سات دن قیام کرے، پھر اس کے بعد ان کے درمیان انصاف کے ساتھ باری کی تقسیم کرے، اور جب پہلی بیوی کی موجودگی میں شوہر دیدہ (مطلقہ یا بیوہ) عورت سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن قیام کرے، یہ امام مالک، شافعی اور احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى امْرَأَتِهِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا لَيْلَتَيْنِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

تابعین میں سے بعض اہل علم نے کہا ہے: جب اپنی پہلی بیوی کی موجودگی میں کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن قیام کرے، اور جب شوہر دیدہ عورت سے شادی کرے تو اس کے ہاں دو راتیں ٹھہرے جبکہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٢١٥، والدارقطني: ٣/١٨٣، والبيهقي: ٧/٣٠٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٢١٣، صحيح مسلم: ١٤٦١، سنن ابو داود: ٢١٢٤، سنن ابن ماجه: ١٩١٦، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٨

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص اس حالت میں شادی کرتا ہے کہ پہلے سے اس کے پاس ایک یا دو یا تین بیویاں موجود ہیں تو اب اگر اس نے کنواری عورت سے شادی کی ہے تو سات دن مسلسل اس کے پاس گزار کر پھر تمام بیویوں میں باریاں تقسیم کرے گا۔ اگر ثیبہ (مطلقہ یا بیوہ) سے شادی کی ہے تو تین دن اس کے پاس مسلسل گزار کر پھر باری تقسیم کرے گا اور یہ تین یا سات دن باریوں میں شمار نہیں کیے جائیں گے۔

(۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں القدیمة والجدیدة سواء (ہدایہ ۱/۳۴۹، باب القسم)

کہ نئی (باکرہ، کنواری) اور پرانی (ثیبہ، مطلقہ یا بیوہ) بیوی برابر ہے۔ یعنی دونوں کو ایک جیسے دن دیے جائیں گے اور وہ دن باری میں بھی شمار ہوں گے ان کا موقف درست نہیں، حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الضَّرَائِرِ

سوتنوں / سوکنوں کے درمیان برابری / مساوات

1140: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ ((اللّٰهُمَّ هَذِهِ قِسْمَتِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے درمیان عدل کرتے ہوئے باری تقسیم کرتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے اللہ! میں جس چیز کا اختیار رکھتا ہوں اس میں یہ میری تقسیم ہے، اور جس چیز کا تجھے ہی اختیار ہے اور مجھے کوئی اختیار نہیں اس بارے میں مجھے ملامت نہ کرنا۔“ (یعنی:

محبّت ومودت میں)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ مُرْسَلاً أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی نے کہا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو کئی ایک نے حماد بن سلمہ عن ایوب عن ابی قلابہ عن عبداللہ بن یزید عن عائشہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے کہ نبی کے (باری) تقسیم کیا کرتے تھے۔ حماد بن زید اور کئی ایک نے اسے ایوب عن ابی قلابہ کی سند سے مرسل روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ باری تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور یہ روایت حماد بن سلمہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((لَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ)). إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ الْحُبَّ وَالْمَوَدَّةَ كَذَا فَسَّرَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اور آپ ﷺ کے اس فرمان (لا تلمنی فیما تملك ولا املك) کا معنی ہے محبّت ومودت میں (کیونکہ دل کا معاملہ ہے اور دل پر میرا اختیار نہیں) جیسا کہ بعض اہل علم نے اسی طرح تفسیر کی ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٤٢٧، بعض نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢١٣٤۔ سنن ابن ماجه: ١٩٧١، سنن نسائي: ٦٤/٧، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٥

1141: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی کی دو بیویاں ہوں، اور وہ ان کے درمیان عدل نہ کرتا ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو ساقط (فالج زدہ) ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا أَسْنَدَ هَذَا الْحَدِيثَ هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ. وَرَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ يُقَالُ. وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمام بن یحییٰ نے اس حدیث کو قتادہ سے مسند روایت کیا ہے۔ ہشام دستوائی نے قتادہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: کہا جاتا تھا۔ ہم اس حدیث کو صرف ہمام کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض نے اس کو قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢١٣٣، سنن ابن ماجه: ١٩٦٩، سنن نسائي: ٦٣/٧، مسند احمد: ٧٩٣٦، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٧

فوائد الحديث: (١) اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہیں تو انہیں ان کے درمیان برابری کا سلوک کرنا چاہئے۔ مثلاً رہائش، خوراک، لباس ودیگر سہولیات حتیٰ کہ اوقات کار کی تقسیم بھی برابر برابر ہو۔ باقی دل اللہ کے قبضے میں ہیں اگر کسی ایک کی طرف دل کا میلان زیادہ بھی

ہو گیا تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ ظاہری طور پر کوئی ناانصافی نہ ہو۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنی بیویوں کے درمیان ناانصافی کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا، جس سے دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ بندہ ظالم تھا دنیا میں عدل وانصاف نہیں کرتا تھا تو یہ بات اس کے لیے ذلت ورسوائی کا باعث ہوگی۔ اعاذنا اللہ منہ

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّوْجَيْنِ الْمُشْرِكَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا

میاں بیوی مشرک ہوں اور ان میں سے ایک اسلام قبول کر لے

1142: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو نئے مہر اور نئے نکاح کے ساتھ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَسْلَمَتْ قَبْلَ زَوْجِهَا ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ أَنَّ زَوْجَهَا أَحَقُّ بِهَا مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ عورت جب اپنے شوہر سے پہلے اسلام قبول کر لے، پھر اس کا شوہر اسلام قبول کرے اور وہ ابھی عدت میں ہو تو اس عدت کی مدت میں اس کا شوہر اس کا زیادہ حق دار ہے۔ یہ امام مالک بن انس، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند حجاج کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٤٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٠١٠، مسند احمد: ٦٩٣٩

1143: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَدَّ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو چھ سال بعد پہلے نکاح کے ساتھ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور نیا نکاح نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔

وَلَكِنْ لَا نَعْرِفُ وَجْهَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَعَلَّهُ قَدْ جَاءَ هَذَا مِنْ قِبَلِ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

لیکن ہم اس حدیث کا کوئی طریق نہیں جانتے ہو سکتا ہے کہ یہ داؤد بن حصین کے حافظے کے حوالے سے آئی ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ داؤد بن حصین اگرچہ ثقہ ہے مگر عکرمہ سے اس کی روایت ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٤٠، سنن ابن ماجه: ٢٠٠٩، مسند احمد: ١٨٧٦

1144: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ مُسْلِمًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَتِ امْرَأَتُهُ مُسْلِمَةً فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا كَانَتْ أَسْلَمَتْ مَعِي فَرُدَّهَا عَلَيَّ. فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَذْكُرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ وَحَدِيثَ الْحَجَّاجِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ. قَالَ: يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا. وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک آدمی مُسلمان ہو کر آیا، پھر اس کی اہلیہ بھی مُسلمان ہو کر آئی، تو اس (آدمی) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس نے میرے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا، اسے میرے ساتھ بھیج دو، آپ ﷺ نے اسے اس کے ساتھ بھیج دیا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

میں نے عبد بن حمید کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ کہتے ہیں میں نے یزید بن ہارون کو محمد بن اسحاق سے اس حدیث کو اور حجاج کی روایت کو عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو نئے مہر اور نئے نکاح کے ساتھ ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رخصت فرمایا۔ یزید بن ہارون نے کہا: ابن عباس کی روایت سند کے لحاظ سے بہترین ہے۔ اور عمرو بن شعیب کی روایت پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) یعنی پہلی ذکر کردہ روایت صحیح ہے جبکہ بعد والی حدیث ضعیف ہے۔ الارواء: ١٩١٨، ضعيف ابي داؤد: ٣٨٧۔ بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ سماک کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٤٣٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٣٨ و ٢٢٣٩، سنن ابن ماجه: ٢٠٠٨، مسند احمد: ٢٠٥٩، صحيح ابن حبان: ٤١٥٩

فوائد الحدیث: (١) اگر میاں بیوی مشرک و کافر ہوں، پھر وہ دونوں مُسلمان ہو جائیں تو ان کا پہلا نکاح ہی برقرار رہے گا تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔

(٢) اگر بیوی پہلے مُسلمان ہو گئی تو نئے نکاح کے لیے اس کی عدت ایک حیض ہے اگر اس دوران خاوند بھی مسلمان ہو کر آجائے تو وہ دونوں سابقہ نکاح کے ساتھ ہی سابقہ پوزیشن پر میاں بیوی بن کر رہیں گے۔

(٣) بیوی مسلمان ہونے کے بعد عدت گزار کر کسی بھی مُسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر نکاح کے بعد خاوند مسلمان ہو کر آیا تو اب اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

(٤) اگر بیوی عدت گزارنے کے بعد بھی نیا نکاح نہیں کرتی بلکہ اپنے خاوند کے مُسلمان ہونے کا انتظار کرتی ہے تو یہ بھی درست ہے وہ جب بھی مُسلمان ہو کر آجائے خواہ طویل مدت ہی کیوں نہ گزر چکی ہو سابقہ نکاح کے ساتھ ہی ان کا میاں، بیوی کا رشتہ برقرار رہے گا تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔

(۵) اگر مرد پہلے مسلمان ہو گیا اور بیوی نے بعد میں اسلام قبول کیا تو پھر بھی تجدید نکاح کے بغیر ہی وہ میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتے ہیں۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَمُوتُ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَفْرِضَ لَهَا

43- وہ آدمی جو عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کا حق مہر مقرر کرنے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے

1145: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ. فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ. فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الأَشْجَعِيُّ فَقَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ الَّذِي قَضَيْتَ. فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُودٍ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے عورت سے شادی کی، اس کا حق مہر مقرر کیا نہ اس سے تعلق زن و شو قائم کیا اور وہ فوت ہو گیا، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے اس کے خاندان کی عورتوں جیسا مہر ملے گا نہ زیادہ نہ کم، اس پر عدت ہے اور اس کے لیے میراث ہے۔ تو معقل بن سنان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: جس طرح آپ نے فیصلہ کیا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمارے خاندان کی عورت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش ہوئے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْجَرَّاحِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں جراح رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ.

ہم کو حسن بن علی الخلال نے بیان کیا کہ یزید بن ہارون اور عبدالرزاق دونوں نے عن سفیان عن منصور کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ قَالُوا: لَهَا الْمِيرَاثُ وَلَا صَدَاقَ لَهَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے اور ان کے علاوہ بھی بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام ثوری، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم جیسے: علی بن ابی طالب، زید بن ثابت، ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جب آدمی عورت سے شادی کرے اور اس نے اس سے تعلق زن و شو قائم کیا نہ اس کے لیے حق مہر مقرر

وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ لَوْ ثَبَتَ حَدِيثُ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ لَكَانَتِ الْحُجَّةُ فِيمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ رَجَعَ بِمِصْرَ بَعْدُ عَنْ هَذَا الْقَوْلِ وَقَالَ: بِحَدِيثِ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ.

کیا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا، تو اس کے لیے میراث ہے، حق مہر نہیں، اور اس پر عدت ہے، اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور انہوں نے کہا: اگر بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کی روایت ثابت ہو جائے تو وہ اس بارے میں حجت ہے جو نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کے بعد مصر میں اس قول سے رجوع کر لیا تھا، اور یہ رجوع بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کی روایت کی وجہ سے تھا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٢٥٢، ابن الجارود: ٧١٨، الحاكم: ٢/١٨٠، البيهقي: ٧/٢٤٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١١٤ و ٢١١٥، سنن ابن ماجه: ١٨٩١، سنن نسائي: ٦/١٢١-١٢٣ و ١٩٨، مسند احمد: ٤٠٩٩، و ١٥٩٤٣، صحيح ابن حبان: ٤٠٩٨-٤١٠١.

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور حق مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی رخصتی ہوئی لیکن خاوند فوت ہو گیا تو ایسی صورت میں اس عورت کو مہر مثل ملے گا اور وہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن گزارے گی اور خاوند کی وراثت میں حصے دار بھی ہو گی۔

(۲) مہر مثل، سے مراد ہے کہ اس عورت کے خاندان کی عورتوں کا جو عمومی طور پر حق مہر دیا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کو بھی دیا جائے گا، اس میں عموم کا خیال رکھا جائے گا۔ ایک آدھ عورت کے مہر کو مثال نہیں بنایا جائے گا۔

(۳) عُلماء کرام و مفتیان عظام کو مسئلہ بتاتے ہوئے خوب تحقیق کرنی چاہئے، جس مسئلے پر شرح صدر ہو جائے اسے بیان کرنا چاہئے اگر کبھی بعد ازاں اپنی غلطی یا کوتاہی معلوم ہو جائے تو فوراً رجوع کرنا چاہئے۔

(۴) اگر اپنا اجتہاد نص کے مطابق ثابت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اپنے علم اور فہم و فراست پر اترانا نہیں چاہئے۔

⑩ اَبْوَابُ الرِّضَاعِ
رضاعت کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ يُحَرَّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ
دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسبی طور پر حرام ہوتے ہیں

1146: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام کر دیے جو نسبی طور پر حرام کیے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ حَبِيبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن عباس اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢٨٤/١، اخرجه عبدالرزاق: ١٣٩٤٦، ابو يعلى: ٣٨١

تخریج الحدیث: نسائی في الكبرى: ٥٤٣٨، مسند احمد: ٢٤٩٠، ١٠٩٨، صحيح بخاری: ٢٦٤٥، صحيح مسلم: ١٤٤٧

1147: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ [ح] وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مِنَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے دودھ پلانے سے وہ سب رشتے حرام کر دیے جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔''

الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ الْوِلَادَةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر حضرات میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، اور ہم اس بارے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں دیکھتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٢٥٢، الدارمي: ٢٢٥٥، البيهقي: ٦/٢٧٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٢٦، صحیح مسلم: ١٤٤٤، سنن ابو داود: ٢٠٥٥، سنن نسائی: ٦/٩٨/-٩٩، مسند احمد: ٢٤١٧٠، صحیح ابن حبان: ٤٢٢٣

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے بعض رشتوں کو ان کے تقدس کی بنا پر حرام قرار دیا ہے ان سے نکاح نہیں ہو سکتا مثلاً ماں، بہن، بیٹی وغیرہ تو اسی طرح جو رشتے نسب اور ولادت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ سارے رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی عورت کے جننے کی وجہ سے اس کی اولاد بہن بھائی اور اس کے خاندان سے خالہ، ماموں وغیرہ بنتے ہیں تو کسی عورت کا دودھ پینے کی وجہ سے بھی یہ سارے رشتے قائم ہو جاتے ہیں اور ان کا تقدس اسی طرح ہے جیسے نسبی رشتوں کا ہوتا ہے۔

(۲) یہ حرمت اور رشتے داری صرف اس بچے کی قائم ہوگی اس کے باقی بہن بھائیوں کی نہیں۔ یعنی دودھ پینے والے بچے پر تو اس کی رضاعی ماں کا سارا خاندان حرام ہو جاتا ہے لیکن اس کی رضاعی ماں اور اس کے خاندان کے لیے اس بچے کے علاوہ اس کا باقی خاندان حرام نہیں ہوتا، لہٰذا ان کی آپس میں نکاح سے رشتہ داریاں قائم ہو سکتی ہیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَبَنِ الْفَحْلِ

دودھ کا تعلق مرد سے بھی ہوتا ہے

1148: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ عَمُّكِ)). قَالَتْ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. قَالَ: ((فَإِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے رضاعی چچا (افلح بن ابو قعیس رضی اللہ عنہ) آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت طلب کی، تو میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں تمہارے پاس آنا چاہیے کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمہارے چچا ہیں انہیں تمہارے پاس آنا چاہیے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، نبی ﷺ

هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا لَبَنَ الْفَحْلِ وَالأَصْلُ فِي هَذَا حَدِيثُ عَائِشَةَ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي لَبَنِ الْفَحْلِ وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، انہوں نے دودھ کا تعلق مرد سے ہونے کو ناپسند کیا ہے، جبکہ اس میں اصل سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، بعض اہل علم نے دودھ کا تعلق مرد سے ہونے کے بارے میں رخصت دی ہے۔ اور قول اول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٢٥٤، ابو يعلى: ٤٣٧٤، الدارقطني: ١٧٧/٤، البيهقي: ٤٥٢/٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٤٤، صحیح مسلم: ١٤٤٥، سنن ابو داود: ٢٠٥٧، سنن ابن ماجه: ١٩٤٨ و ١٩٤٩، سنن نسائی: ٩٩/٦ و ١٠٣ و ١٠٤، مسند احمد: ٢٤٠٥٤، صحیح ابن حبان: ٤٢١٩ و ٤٢٢٠ و ٥٧٩٩

فوائد الحدیث: (۱) رضاعت کی وجہ سے جس طرح رضاعی ماں کی طرف سے رشتوں کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اسی طرح اس کے خاوند کی طرف سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً رضاعی ماں کا خاوند رضاعی باپ، اور اس کے بہن بھائی چچا اور پھوپھی بن جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ

(۲) جو لوگ کہتے ہیں کہ خاوند کی طرف سے رضاعی رشتے قائم نہیں ہوتے ان کا موقف درست نہیں ہے۔

1149: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ [ح] وَحَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ لَهُ جَارِيَتَانِ أَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا جَارِيَةً وَالأُخْرَى غُلَامًا أَيَحِلُّ لِلْغُلَامِ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِالْجَارِيَةِ؟ فَقَالَ: لَا اللِّقَاحُ وَاحِدٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کی دو لونڈیاں ہوں، ان میں سے ایک نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا ہو، اور دوسری نے لڑکے کو، تو کیا لڑکے کے لیے حلال ہے کہ وہ اس لڑکی سے شادی کر لے؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، نطفہ تو ایک ہی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا تَفْسِيرُ لَبَنِ الْفَحْلِ وَهَذَا الأَصْلُ فِي هَذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ”دودھ کا تعلق مرد سے بھی ہوتا ہے“ کی تفسیر ہے۔ اور یہ اس باب میں اصل ہے۔ اور امام احمد و اسحاق رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح الإسناد) بعض کہتے ہیں اس کی سند ابن شہاب زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: موطا مالک: ٦٠٢/٢-٦٠٣، مصنف عبدالرزاق: ١٣٩٤٢، سنن سعید بن منصور: ٩٦٦، سنن الدارقطنی: ١٧٩/٤، سنن کبریٰ للبیهقی: ٤٥٣/٧

فوائد الحدیث: یہ حدیث بھی واضح دلیل ہے کہ دودھ سے مرد کی طرف سے بھی رشتہ داری کی حرمت ثابت ہوتی ہے کہ اس دودھ میں مرد کا بھی عمل دخل ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ

ایک، دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

1150: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ

حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ)).

نے فرمایا: ''ایک، دو بار دودھ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ الزُّبَيْرِ.

اس باب میں ام فضل، ابوہریرہ، زبیر بن العوام اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ)). وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. وَزَادَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ الْبَصْرِيُّ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَالصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس حدیث کو کئی ایک نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عبداللہ بن الزبیر عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک، دوبار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور محمد بن دینار نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عبداللہ بن الزبیر عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کی ہے۔ محمد بن دینار بصری نے اس میں عن الزبیر عن النبی ﷺ کے الفاظ زیادہ کیے ہیں اور یہ محفوظ نہیں۔ اہل حدیث کے نزدیک ابن ابی ملیکہ کی حدیث عن عبداللہ بن الزبیر عن عائشہ عن النبی ﷺ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ: الصَّحِيحُ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ دِينَارٍ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ وَزَادَ فِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَإِنَّمَا هُوَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر عن عائشہ کی سند سے یہ حدیث صحیح ہے اور محمد بن دینار کی حدیث خطا ہے اس میں محمد بن دینار نے غلطی کی ہے کہ اس میں عن الزبیر کا اضافہ کر دیا ہے جبکہ ہشام بن عروہ عن ابیہ عن الزبیر ہے

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قرآن کریم میں دس بار دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہونا نازل ہوا، ان میں سے پانچ کو منسوخ کر دیا اور وہ پانچ بار دودھ پلانا ہو گیا، پس رسول اللہ ﷺ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: أُنْزِلَ فِي الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ. فَنُسِخَ مِنْ ذَلِكَ خَمْسٌ وَصَارَ إِلَى خَمْسِ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ. فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى

ذَلِكَ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا.

وفات پاگئے اور امر/حکم اسی پر ہے۔
ہم کو اس کے ساتھ اسحٰق بن موسیٰ انصاری نے حدثنا معن حدثنا مالک عن عبداللہ بن ابی بکر عن عمرہ عن عائشہ کی سند سے یہی بات بیان کی ہے۔

وَبِهَذَا كَانَتْ عَائِشَةُ تُفْتِي وَبَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ أَحْمَدُ: بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ)). وَقَالَ: إِنْ ذَهَبَ ذَاهِبٌ إِلَى قَوْلِ عَائِشَةَ فِي خَمْسِ رَضَعَاتٍ فَهُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ. وَجَبُنَ عَنْهُ أَنْ يَقُولَ فِيهِ شَيْئًا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی ﷺ کی بعض ازواج مطہرات یہی فتوی دیا کرتی تھیں، امام شافعی اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی قول ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ کی حدیث: ''ایک دو بار چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔'' کے مطابق فرمایا اور انہوں نے فرمایا: اگر کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اختیار کرتا ہے تو وہ قوی مذہب ہے، اور اس بارے میں کچھ کہنے کی ہمّت نہیں۔

وَقَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: وَغَيْرِهِمْ يُحَرِّمُ قَلِيلُ الرَّضَاعِ وَكَثِيرُهُ إِذَا وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ.

نبی ﷺ کے بعض اصحاب کا موقف ہے کہ جب دودھ پیٹ میں چلا جائے تو قلیل و کثیر رضاعت حرام کر دیتی ہے، یہ سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، وکیع رحمہم اللہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالأَوْزَاعِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعٍ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ وَيُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ.

اور عبداللہ بن ابی ملیکہ یہ عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہیں اور ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

وَكَانَ عَبْدُ اللهِ قَدِ اسْتَقْضَاهُ عَلَى الطَّائِفِ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

عبداللہ طائف میں قاضی تھے۔ اور ابن جریج نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه سعيد بن منصور في السنن: ٩٦٩، الدارقطني: ١٧٢/٤، البيهقي: ٤٥٤/٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٥٠، سنن ابو داود: ٢٠٦٣، سنن ابن ماجه: ١٩٤١، سنن نسائی: ١٠١/٦، مسند احمد: ٢٤٠٢٦، صحيح ابن حبان: ٤٢٢٨

فوائد الحدیث: (۱) دودھ پینے کے لئے مختلف احادیث میں مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں مثلاً مصة، املاجة، رضعة، خطفة وغیرہ۔ ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے کہ بچہ پستان منہ میں ڈال کر چوسنا شروع کر دے اور پھر یا تو سیر ہو کر خود ہی پستان منہ سے نکال لے یا چوستے چوستے پستان منہ سے نکل جائے تو یہ ایک ''مَصّہ'' یا ''املاجة'' وغیرہ ہوا۔ اس طرح کے پانچ مصے، ہوں تو رضاعت ثابت ہوتی ہے۔

(۲) اسی طرح کے پانچ ''مَصّے'' یا ''رَضْعے'' اسی وقت ہوں گے جب کوئی عورت کسی بھی بچے کو جان بوجھ کر اہتمام سے دودھ پلائیگی اگر ویسے ہی کسی بچے نے ایک دو مرتبہ پستان منہ میں ڈال لیا اور ایک آدھ گھونٹ پی لیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الرَّضَاعِ

رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے

1151: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: وَسَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ. قَالَ فَأَعْرَضَ عَنِّي. قَالَ فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ. قَالَ: ((وَكَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ)).

سیّدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے ایک عورت سے شادی کی تو ایک سیاہ فام خاتون ہمارے پاس آئی تو اس نے کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے فلاں عورت سے شادی کی ہے اور ایک سیاہ فام خاتون نے آکر ہمیں بتایا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے جبکہ وہ جھوٹی ہے، تو آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا، میں آپ ﷺ کے چہرے کی جانب سے سامنے آیا، تو آپ ﷺ نے پھر اپنا چہرہ مبارک مجھ سے دوسری طرف کر لیا۔ میں نے عرض کیا، وہ جھوٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر کیا ہوا جبکہ اس نے کہہ دیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اسے چھوڑ دو“ (وہ تمہاری بیوی نہیں بن سکتی)۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ ((دَعْهَا عَنْكَ)).

کئی ایک نے اس حدیث کو ابن ابی ملکیہ عن عقبہ بن حارث سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن عبید بن ابی مریم کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی (دعها عنك) ”اسے چھوڑ دو“ کے الفاظ کا ذکر کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَجَازُوا شَهَادَةَ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الرَّضَاعِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر حضرات میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَجُوزُ شَهَادَةُ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ فِي الرَّضَاعِ وَيُؤْخَذُ يَمِينُهَا. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ حَتَّى

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے، اس سے قسم لی جائے گی، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہ موقف ہے، جبکہ بعض اہل علم نے کہا ہے:

يَكُونَ أَكْثَرَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کافی نہیں حتیٰ کہ وہ زیادہ ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

سَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ فِي الْحُكْمِ وَيُفَارِقُهَا فِي الْوَرَعِ.

وکیع بیان کرتے ہیں کہ حکم میں رضاعت کے حوالے سے ایک عورت کی گواہی جائز نہیں، وہ ورع و پرہیز گاری کے طور پر اسے جدا کر دے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢١٤٦، اخرجه عبدالرزاق: ١٣٩٦٨، الدارقطني: ٤/١٧٨٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥١٠٤، سنن ابو داود: ٣٦٠٤، سنن نسائی: ٦/١٠٩، مسند احمد: ١٦١٤٨

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے مختلف معاملات میں گواہوں کی تعداد بھی مختلف رکھی ہے کہیں چار مرد تو کہیں دو مرد اور کہیں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں وغیرہ۔ اسی طرح رضاعت میں ایک عورت کی گواہی اور شہادت کو کافی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت موجود ہے۔

(۲) لیکن شرط یہ ہے کہ اس عورت نے خود دودھ پلایا ہو پھر اس اکیلی کی شہادت پر فیصلہ ہوگا۔

5- بَابُ مَا جَاءَ مَا ذُكِرَ أَنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحَرِّمُ إِلَّا فِي الصِّغَرِ دُونَ الْحَوْلَيْنِ

دو سال سے کم عمر والی رضاعت جو کہ صغر سنی میں ہو حرمت ثابت کرتی ہے

1152: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ إِلَّا مَا فَتَقَ الْأَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف وہی رضاعت حرمت ثابت کرتی ہے جو آنتوں کو پھاڑ دے (بچہ دودھ پی کر سیر ہو جائے) اور یہ دودھ چھڑانے سے پہلے ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحَرِّمُ إِلَّا مَا كَانَ دُونَ الْحَوْلَيْنِ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ الْكَامِلَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر حضرات میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، کہ صرف وہی رضاعت حرمت ثابت کرتی ہے جو دو سال سے پہلے پہلے ہو، اور جو دو سال مکمل ہونے کے بعد ہو تو وہ کچھ بھی حرام نہیں کرتی۔

وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ هِيَ امْرَأَةُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ.

فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن العوام یہ ہشام بن عروہ کی اہلیہ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الخطيب في التاريخ: ٧/٥٥

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٤٢٢٤، معجم الكبير الطبراني: ٧٥١٣

فوائد الحدیث: (۱) یہ رضاعت جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے یہ بچے کی دو سال کی عمر میں ہے کیونکہ اس وقت بچہ صرف دودھ پر پل رہا ہوتا ہے اسکے علاوہ اس کی کوئی دوسری خوراک نہیں ہوتی لہٰذا دو سال کی مدت کے اندر اندر پانچ ”مَصّے“ دودھ پیئے تو رضاعت ثابت ہوگی۔

(۲)مدت رضاعت دوسال ہے۔ وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ...الآیۃ(البقرہ ۲۳۳) ''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں (اور یہ مدت رضاعت) اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرنا چاہتا ہے''۔ اس کے دو مفہوم ہیں:

۱۔ دودھ پلانے کی مدت دوسال ہے اس سے زیادہ نہیں پلا سکتی۔

۲۔ رضاعت دوسال کے اندر دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے اس سے زیادہ عُمر میں پینے سے نہیں (البتہ استثنائی صورت ایک الگ مسئلہ ہے)۔

6- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُذْهِبُ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ

حق رضاعت کس طرح ادا ہو سکتا ہے

1153: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ فَقَالَ: ((غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ. يَقُولُ إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ ذِمَامَ الرَّضَاعَةِ وَحَقَّهَا يَقُولُ إِذَا أَعْطَيْتَ الْمُرْضِعَةَ عَبْدًا أَوْ أَمَةً فَقَدْ قَضَيْتَ ذِمَامَهَا.

وَيُرْوَى عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فَبَسَطَ النَّبِيُّ ﷺ رِدَاءَهُ حَتَّى قَعَدَتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبَتْ قِيلَ هِيَ كَانَتْ أَرْضَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ.

هَكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَحَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي حَجَّاجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى هَؤُلَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ. وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ يُكْنَى أَبَا الْمُنْذِرِ وَقَدْ أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَابْنَ عُمَرَ.

سیّدنا حجاج اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا، اللہ کے رسول! مجھ سے حق رضاعت کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک غلام یا لونڈی (دینے سے)۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کا معنی و مقصد یہ ہے کہ جب تم نے دودھ پلانے والی کو ایک غلام یا لونڈی دے دی تو تم نے اس کا حق ادا کر دیا۔

ابو طفیل سے روایت کیا جاتا ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ایک خاتون آئیں تو نبی ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی حتیٰ کہ وہ اس پر بیٹھ گئیں، جب وہ چلی گئیں تو کہا گیا: انہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

یحییٰ بن سعید القطان، حاتم بن اسماعیل اور کئی ایک نے اسے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن حجاج بن حجاج عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن حجاج بن ابی حجاج عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابن عیینہ کی روایت محفوظ نہیں۔ درست وہی ہے جو دوسرے لوگوں نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے بیان کیا ہے۔ ہشام بن عروہ کی کنیت ابو منذر ہے ان کی جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابی داؤد: ٣٥١، اس میں حجاج بن حجاج راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٦٤، سنن نسائی فی المجتبیٰ: ١٠٨/٦، وفي الكبرى: ٥٤٨٣، مسند احمد: ١٥٧٣٣، صحيح ابن حبان: ٤٢٣٠ و ٤٢٣١

فوائد الحدیث: جس طرح آدمی کی حقیقی ماں لائق تکریم ہے اس طرح اسکی رضاعی ماں کا بھی حق ہے کہ اس کی خدمت کی جائے اور اس کا ادب واحترام بجالایا جائے۔ اس کی خدمت کے لیے ایک غلام یا لونڈی کا تحفہ دیا جاسکتا ہے جو اس کی خدمت کریں گے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تُعْتَقُ وَلَهَا زَوْجٌ

لونڈی آزاد ہو جائے جبکہ اس کا شوہر بھی ہو

1154: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان (بریرہ رضی اللہ عنہا) کو اختیار دیا تو انہوں نے اپنے آپ کا انتخاب کیا، اگر وہ (ان کے شوہر) آزاد ہوتے تو آپ ﷺ ان (بریرہ رضی اللہ عنہا) کو اختیار نہ دیتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٨٧٣، صحيح ابی داؤد: ١٩٣٥، اخرجه ابو يعلى: ٤٤٣٥، الدارقطني: ٢٢/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٠٤(٩)، سنن نسائی: ١٦٣/٦ و ١٦٥، سنن ابو داود: ٢٢٣٣، مسند احمد: ٢٥٣٦٧، صحيح ابن حبان: ٤٢٧٢

1155: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ حُرًّا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر آزاد تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان (بریرہ رضی اللہ عنہا) کو اختیار دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

هَكَذَا رَوَى هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا. وَرَوَى عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ زَوْجَ بَرِيرَةَ وَكَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اسی طرح ہشام نے عن ابیہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کو دیکھا ہے وہ غلام تھے اور ان کا نام مغیث رضی اللہ عنہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا: إِذَا كَانَتِ الأَمَةُ تَحْتَ الْحُرِّ فَأُعْتِقَتْ فَلَا خِيَارَ لَهَا وَإِنَّمَا يَكُونُ لَهَا الْخِيَارُ إِذَا أُعْتِقَتْ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ. وَهُوَ

بعض اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جب لونڈی آزاد شخص کے نکاح میں ہو اسے آزاد کر دیا جائے تو اسے کوئی اختیار نہیں، اسے صرف اس صورت میں اختیار ہوگا

قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

جب اسے آزاد کر دیا جائے اور وہ غلام کی بیوی ہو۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَرَوَى الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ حُرًّا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

ایک اور سند سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر آزاد تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دیا۔

وَرَوَى أَبُو عَوَانَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قِصَّةِ بَرِيرَةَ قَالَ الأَسْوَدُ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

ابو عوانہ نے اس حدیث کو اعمش عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ کی سند سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ذکر کیا۔ اسود نے کہا: ان کے شوہر آزاد تھے۔ تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (شاذ: بِلَفْظِ ((حُرًّا)) وَالْمَحْفُوظ: ((عَبْدًا))) "بریرہ کے شوہر غلام تھے" کے الفاظ صحیح نہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٤و ٢٤١٥٠

1156: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ لِبَنِي الْمُغِيرَةِ يَوْمَ أُعْتِقَتْ بَرِيرَةُ وَاللهِ لَكَأَنِّي بِهِ فِي طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَنَوَاحِيهَا وَإِنَّ دُمُوعَهُ لَتَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ يَتَرَضَّاهَا لِتَخْتَارَهُ فَلَمْ تَفْعَلْ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر قبیلہ بنو مغیرہ کے غلام تھے، جس دن بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا گیا۔ اللہ کی قسم! گویا کہ میں ان (مغیث رضی اللہ عنہ) کو مدینہ کی راہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے آنسو ان کی ڈاڑھی پر بہہ رہے ہیں، وہ ان (بریرہ رضی اللہ عنہا) کو راضی کر رہے ہیں کہ وہ انہیں منتخب و پسند کر لیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ هُوَ سَعِيدُ بْنُ مِهْرَانَ وَيُكْنَى أَبَا النَّضْرِ.

سعید بن ابی عروبہ یہ سعید بن مہران ابو نضر ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٨٢/١٠، الدارمي: ٢٢٩٧، الدارقطني: ١٥٤/٢، البغوي: ٢٢٩٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٢٨٠-٥٢٨٣، سنن ابو داود: ٢٢٣١و ٢٢٣٢، سنن ابن ماجه: ٢٠٧٥، سنن نسائی: ٢٤٥/٨-٢٤٦، مسند احمد: ١٨٤٤، صحیح ابن حبان: ٤٢٧٠ و ٤٢٧٣

فوائد الحدیث: (۱) اگر میاں بیوی دونوں غلام، لونڈی ہوں اور بیوی کو آزادی مل جائے تو پھر اسے اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اپنے غلام خاوند کے ساتھ رہے اور چاہے تو اسے چھوڑ دے اور کسی آزاد مسلمان سے شادی کر لے۔

(۲) اگر خاوند آزاد ہو تو پھر بیوی کو آزادی کے بعد کوئی اختیار نہیں۔ صحیح احادیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

(۳) سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی آزادی کے وقت ان کے خاوند سیّدنا مغیث رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات دو طرح کی ہیں کہ وہ غلام تھے، دوسری روایت ہے کہ آزاد تھے۔ تو درست بات یہ ہے کہ غلام تھے آزادی والے الفاظ شاذ ہیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ

بچہ بستر والے (خاوند) کا ہوتا ہے

1157: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچہ بستر والے (خاوند) کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر (رجم کی سزا) ہے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

اس باب میں سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان، سیّدہ عائشہ ابوامامہ، عمرو بن خارجہ، عبداللہ بن عمرو، براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

زہری نے اسے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه سعيد بن منصور: ٢١٣١، والدارمي: ٢٢٤١، والحميدي: ١٠٨٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٥٠، صحیح مسلم: ١٤٥٨، سنن ابن ماجه: ٢٠٠٦، سنن نسائی: ٦/١٨٠، مسند احمد: ٧٢٦٢

فوائد الحدیث: (۱) کسی عورت نے شادی کے بعد بچہ جنا جبکہ اس کا خاوند کہتا ہے یہ بچہ زنا سے پیدا ہوا ہے تو ایسی صورت میں رسول اکرم ﷺ کا فیصلہ ہے کہ بچہ تو ”فراش“ (بستر) والے کا ہے۔ جو کہ اس عورت کا خاوند ہے البتہ زانی شخص کو نا صرف کہ اس بچے سے محروم رکھا جائے گا بلکہ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے گا۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب میاں بیوی اکٹھے رہ رہے ہیں، خاوند کو شک گزرا یا اسے معلوم ہوا کہ عورت نے بدکاری کی ہے تو وہ اپنے بچے سے انکاری ہو گیا، تو ایسی صورت میں شریعت نے اس بچے کو اس عورت کے خاوند کی طرف منسوب کیا ہے یہ تو کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ کس کے نطفے سے پیدا ہوا ہے۔

(۲) اگر ایسی صورت ہو کہ بے شک اس عورت کا ایک مرد سے نکاح ہو چکا ہے لیکن اس کی اس عورت سے ملاقات ثابت بھی نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ وہ عرصہ دراز سے دور کے کسی ملک میں رہتا ہے جیسا کہ آجکل لوگ فون وغیرہ پر نکاح کر لیتے ہیں جبکہ سال ہا سال سے ملاقات نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں وہ بچہ عورت کے خاوند کو نہیں ملے گا۔ کیونکہ یہ عورت ابھی تک اس کے لیے ”فراش“ تو بنی نہیں، تو الولد للفراش کا مفہوم درست نہیں ہو گا۔

(۳) اتنی بڑی واضح بات کے باوجود ”بعض الناس“ صرف تقلیدی جمود کی وجہ سے ایسی ایسی بعید از عقل و خرد تاویلیں کر جاتے ہیں کہ، فقاہت بھی ان فقیہوں کا ماتم کر گزرتی ہے۔ مثلاً اس مسئلہ میں ہی مولانا تقی عثمانی فرماتے ہیں، حدیث باب کی بنا پر کتب حنفیہ میں یہ مسئلہ لکھا گیا ہے کہ ”اگر شوہر مشرق میں ہو اور بیوی مغرب میں اور بیوی کے اولاد ہو جائے تب نسب ثابت ہو جاتا ہے خواہ کئی سال سے ملاقات ثابت نہ ہو“ (درس ترمذی ۳/۴۵۵) کبھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ میاں بیوی کی کرامت بھی ہو سکتی ہے کہ اتنے بُعد اور دوری سے بھی ان کی ملاقات

ہو گئی ہو (یہ کرامت والا راستہ حضرات احناف مقلدین کو مولانا انور شاہ کشمیری نے دکھایا ہے)۔

ان لوگوں کی کرامتیں دیکھ کر ہی تو مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے "معجزے" دکھانے کا خیال آیا ہوگا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے "جب میری شادی ہوئی تو میں بیوی کے قابل نہیں تھا مجھے حکیم نور الدین نے مشورہ دیا کہ حضرت شادی نہ کریں فتنے کا خطرہ ہے۔ مرزا کہتا ہے لیکن میرا "معجزہ" دیکھو کہ ابھی نو مہینے نہیں گزرے تھے کہ بچہ پیدا ہو گیا۔"

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے شہید اسلام حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا حضرت جی یہ معجزہ تیرا نہیں تیری بیوی کا ہے تیرا معجزہ تو تب ہوتا جب بچہ تیرے اندر سے پیدا ہوتا۔ نا مرزا غلام احمد قادیانی حنفی کے معجزے اور مولانا انور شاہ حنفی دیوبندی کی کرامت میں قدر مشترک۔

یہی پر بس نہیں بلکہ مولانا تقی عثمانی صاحب مزید فرماتے ہیں پھر ہمارے زمانہ میں جبکہ تیز رفتار سواریاں ایجاد ہو چکی ہیں اس میں زیادہ استبعاد بھی باقی نہیں رہتا۔ (درس ترمذی ۳/۴۵۶) ان تلمذی دادا پوتے کی ان چالاکیوں کی داد دیتے ہوئے حضرت علامہ حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں: "حالانکہ فقہ حنفی کا یہ مسئلہ تو صدیوں پہلے کا ہے جب موجودہ تیز رفتار سواریوں کا کوئی تصور تھا نہ کسی کے وہم و گمان ہی میں تھا علاوہ ازیں کیا آج بھی ایسی کوئی تیز رفتار سواری ہے کہ راتوں رات میاں بیوی کا ملاپ کرا کے میاں بیوی میں سے ایک کو مشرق میں اور دوسرے کو مغرب میں چھوڑ جائے اور کسی بھی تیسرے شخص کو ان کے آنے جانے یا ملاپ کا علم نہ ہو۔ فقہی جمود کی یہ کیسی عجیب و غریب مثال ہے جس کا مظاہرہ روشنی کے اس دور میں بھی ان فضلاء کی طرف سے ہو رہا ہے۔ ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے؟ (جامع ترمذی اردو ۲/۳۳۱ مطبوع دار السلام)

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَرَى الْمَرْأَةَ تُعْجِبُهُ

وہ آدمی جو کسی عورت کو دیکھے تو وہ اسے اچھی لگے (پھر وہ کیا کرے؟)

1158: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ وَهُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَدَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَخَرَجَ وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِي مَعَهَا)).

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت دیکھی، تو آپ ﷺ (اپنی زوجہ محترمہ) زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اپنی ضرورت پوری کی اور باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: "جب عورت سامنے آتی ہے تو وہ شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے، پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے، کیونکہ اس کے ساتھ / پاس بھی وہی کچھ ہے جو اس کے ساتھ / پاس ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح حسن غریب ہے۔

وَهِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ هُوَ هِشَامُ بْنُ سَنْبَرٍ. ہشام دستوائی یہ ہشام بن سنبر ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٠٦١، والطبراني في الاوسط: ٢٤٠٦، والبيهقي: ٩٠/٧

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٤٠٣، سنن ابو داود: ٢١٥١، سنن نسائی فی الکبری: ٩١٢١، مسند احمد: ١٤٥٣٧، صحیح ابن حبان: ٥٥٧٢ و ٥٥٧٣

فوائد الحدیث: (۱) اگر کسی شخص کے جذبات کسی بھی غیر محرم کو دیکھ کو ہیجان خیز ہوں تو اسے چاہئے کہ اگر وہ شادی شدہ ہے تو گھر جائے اور اپنی بیوی سے صحبت کر کے جائز طریقے سے اپنے جذبات کو ٹھنڈا کرے۔ اور اگر شادی شدہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور گناہ سے بچے۔

(۲) ویسے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ گھر سے باہر اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھے اور ادھر ادھر جھانکے نہیں تاکہ کسی غیر محرم پر نظر نہ پڑے۔ خواتین اسلام کو بھی باپردہ گھروں سے باہر نکلنا چاہیے تاکہ ان کی وجہ سے کوئی دوسرا مسلمان آزمائش میں مبتلا نہ ہو۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ

شوہر کا بیوی پر حق

1159: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَسُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں معاذ بن جبل، سراقہ بن مالک بن جعشم، عائشہ، ابن عباس، عبداللہ بن ابی اوفی، طلق بن علی، ام سلمہ، انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے غریب ہے۔ محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه البيهقي: ٢٩١/٧

تخریج الحدیث: مسند البزار: ١٤٦٦، كشف الاستار، صحيح ابن حبان: ٤١٦٢، مستدرک حاكم: ١٧١/٤-١٧٢

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے خاوند کی بیوی پر فوقیت ثابت ہوتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی بھی دوسرے کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو یہ حق خاوند کو ملتا کہ اس کی بیوی اسے سجدہ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے بھی سجدہ ”تعبدی“ تو درکنار سجدہ ”تعظیمی“ بھی جائز نہیں۔

(۲) آج جو لوگ قبروں، مزاروں پر سجدے کرتے ہیں یا اپنے زندہ پیروں کے سامنے رکوع اور بعض اوقات سجدے کی حالت تک جھک جاتے ہیں انہیں ضرور اس حدیث پر غور کرنا چاہیے۔

(۳)لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ ناجائز اور حرام کاموں کو چھوڑ کر جائز اور حلال امور میں اپنے خاوند کی مکمل فرمانبرداری کیا کریں۔

1160: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ)).

سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی اہلیہ کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو وہ اس کے پاس چلی آئے خواہ وہ تندور پر ہی ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٣٢٥٧، الصحيحة: ١٢٠٢، اخرجه الطيالسي: ١٠٩٧، والطبراني في الكبير: ٨٢٣٥

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبری: ٨٩٧١، مسند احمد: ١٦٢٨٨، صحيح ابن حبان: ٤١٦٥

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی خاوند کے بیوی پر حق کا پتہ چلتا ہے کہ اگر خاوند اپنے کسی ضروری کام کے لئے بلائے اور بیوی اس وقت کسی اہم کام میں مصروف ہو کہ چھوڑنے سے مالی نقصان یا اس کام کے بگڑنے کا خطرہ ہو، تب بھی اس ضروری کام کو چھوڑ کر خاوند کی خدمت بجالائے۔

1161: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ مُسَاوِرٍ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کو اس حال میں موت آئے کہ اس کا شوہر اس پر راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں مساور اور اس کی والدہ دونوں مجہول ہیں۔ الضعيفة: ١٤٢٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٥٤، ابن ابي شيبة: ٣/٤٠٣

فوائد الحدیث: جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو وہاں عورت کو اپنے خاوند کی خوشنودی کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی رضامندی کی صورت میں اللہ تعالیٰ جنّت عطا فرمائیں گے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا

عورت کا شوہر پر حق

1162: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق والا ہے۔ اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہترین ہیں۔“

خُلُقًا)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الصحيحة: ٢٨٤، اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ٤٤٣١، الحاكم: ٣/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٦٨٢، مسند احمد: ٢٠٧٤، صحيح ابن حبان: ٤١٧٦

فوائد الحدیث: (۱) اچھا اخلاق و کردار جو کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ روا رکھتا ہے تو یہ اس کے کامل مومن ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے انسان کو ہمیشہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔

(۲) اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا اور بہترین رویہ رکھنے والا انسان ہی بہترین ہے اس لیے بیوی کو اپنے تابع سمجھتے ہوئے بعض اوقات آدمی اس کے حقوق بھی مکمل طور پر ادا نہیں کرتا کیونکہ اسے کمزور سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ خاتون خانہ بہت زیادہ ہمدردی خیر خواہی کی مستحق ہے کہ وہ اپنا گھر، ماں باپ، بہن بھائی صرف اپنے خاوند کی خوشی کی خاطر چھوڑ کر آئی ہوتی ہے اب اگر خاوند بھی جواب میں اسے خوش رکھنے کی کوشش نہ کرے اور اس کی خوشیوں کا تحفظ نہ کرے تو پھر یہ کوئی اچھائی کی علامت نہیں۔

1163: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً فَقَالَ: ((أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ أَلَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ)).

سلیمان بن عمرو بن احوص نے بیان کیا، میرے والد نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا، آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اور وعظ و نصیحت کی، انہوں نے حدیث میں ایک قصہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں میری وصیت قبول کرو۔ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، تم اس کے سوا ان کی کسی چیز کے مالک نہیں، مگر یہ کہ وہ بدکاری کا ارتکاب کریں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو خواب گاہوں میں الگ کر دو، اور ان کی پٹائی کرو جو ہڈی توڑ نہ ہو، اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راہ (حیلہ، بہانہ) تلاش نہ کرو، سنو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے۔ رہا تمہارا تمہاری عورتوں پر حق تو وہ یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں / بچھونوں پر ایسے افراد کو نہ بٹھائیں جو تمہیں ناپسند ہوں، وہ تمہارے گھروں میں ایسے افراد کو آنے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو، سنو! ان کا تم پر بھی یہ حق

ہے کہ تم ان کے لباس اور کھانے کا بہترین انتظام کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((عَوَانٌ عِنْدَكُمْ)). يَعْنِي أَسْرَى فِي أَيْدِيكُمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "عوان عندکم" کا معنی ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابو داؤد في السنن: ٣٣٣٤، والطحاوي في شرح المشكل: ٢٥٢٤
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٨٥١، شرح مشكل الآثار: ٢٥٢٤،مسند احمد: ١٥٥٠٧، صحيح مسلم: ١٢١٨

فوائد الحدیث: (۱) اسلام ایک دین فطرت اور عادلانہ نظام ہے کہ جہاں جس پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں وہاں اس کے حقوق بھی رکھ دیے گئے اور فریقین کو ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا پابند بنایا گیا ہے۔
(۲) میاں بیوی بھی دنیاوی زندگی میں ایک دوسرے کی ضرورت اور گھر کی آبادی، سکون اور زینت کے لیے ناگزیر ہیں بعض اوقات آپس میں کوئی ناچاقی وغیرہ ہو جائے تو خاوند کو اس کی فضیلت کی بنا پر عفو و درگزر کا زیادہ مظاہرہ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔
(۳) بیوی کی طرف سے نامناسب شکایت یا رویے کی وجہ سے اس کی اصلاح کرنا بھی خاوند کی ذمہ داری میں شامل کر دی گئی اور اس کی کچھ حدود و قیود بھی بیان کر دی گئیں ہیں۔ لہٰذا خاوند حضرات کو اپنے اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کے عقائد، اعمال اور کردار کی اصلاح کی بھی حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ

عورتوں سے ان کی دبر میں مجامعت کی ممانعت

1164: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ عِيسَى بْنِ حِطَّانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ أَتَى أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ مِنَّا يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ فَتَكُونُ مِنْهُ الرُّوَيْحَةُ وَيَكُونُ فِي الْمَاءِ قِلَّةٌ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ فَإِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ)).

سیّدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی آدمی جنگل بیابان میں ہوتا ہے، وہاں اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے (وضو ٹوٹ جاتا ہے)، جبکہ پانی کی بھی قلت ہوتی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کرے، اور تم عورتوں سے ان کی پشت میں مجامعت نہ کرو، بے شک اللہ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، خزیمہ بن ثابت، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علی بن طلق رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ لَا أَعْرِفُ لِعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ الْوَاحِدِ وَلَا أَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيِّ. وَكَأَنَّهُ رَأَى أَنَّ هَذَا رَجُلٌ آخَرُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ میں علی بن طلق کی نبی ﷺ سے مروی صرف اسی ایک حدیث کو جانتا ہوں اور میں اس حدیث کو طلق بن علی سحیمی کی روایت کے حوالے سے نہیں جانتا۔ گویا کہ ان کا خیال ہے کہ یہ کوئی اور صحابی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكوٰة: ٣١٤، ١٠٠٦۔ اس میں مسلم بن سلام مجہول راوی ہے۔ اخرجه الدارمي: ١١٤٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٥ و ١٠٠٥، سنن نسائی: ٩٠٢٤-٩٠٢٦، مسند احمد: ٦٥٥، صحيح ابن حبان: ٢٢٣٧

1165: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلاً أَوِ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس آدمی کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت (بیوی) کی دبر میں مجامعت کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى وَكِيعٌ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور وکیع نے اس حدیث کو روایت کیا۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ٣١٩٥، اخرجه ابن ابي شيبة: ٤/٢٥١، ابويعلى: ٢٣٧٨

تخریج الحدیث: سنن نسائی فی الکبری: ٩٠٠١، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٤

1166: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُسْلِمٍ وَهُوَ ابْنُ سَلاَّمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ وضو کر لے، اور تم عورتوں سے ان کی دبر میں مجامعت نہ کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَلِيٌّ هَذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ علی رضی اللہ عنہ، علی بن طلق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابى داؤد: ٢٦، دیکھیں حدیث گزشتہ: ١١٦٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٠٥ و ١٠٠٥، سنن نسائی: ٩٠٢٤-٩٠٢٦، مسند احمد: ٦٥٥، صحيح ابن حبان: ٢٢٣٧

فوائد الحدیث: (١) ہوا خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ آواز کے ساتھ خارج ہو یا بے آواز۔ لہٰذا نماز پڑھنی ہو تو وضو کرنا ہوگا۔ پانی کی عدم دستیابی یا قلت کی صورت میں بہ امر مجبوری تیمم کی اجازت ہے۔

(٢) عورت کو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً مرد کی تسکین کے لیے پیدا فرمایا ہے اور اس میں ایسی خصوصیات پیدا فرما دی ہیں کہ انسان فطری طریقے سے اپنی خواہش بھی پوری کر سکتا ہے اور اسے سکون بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور فطری طریقہ عورت کی ”قُبل“ (سامنے کی شرم گاہ) میں جماع کرنا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ”دُبر“ میں جماع کرنے سے منع فرمایا، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی ایسا غیر فطری کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔

(۳) شرعی احکام ومسائل کو جاننے یا پھر دوسروں کو سمجھانے میں کسی قسم کی جھجک نہیں ہونی چاہئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ خود بھی حق کو بیان کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ اور حیا محسوس نہیں فرماتے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِی كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِی الزِّينَةِ

خواتین کے بناؤ سنگار کے ساتھ باہر نکلنے کی ممانعت

1167: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ وَكَانَتْ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّينَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا نُورَ لَهَا)).

سیّدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خادمہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے اہل کے علاوہ دوسروں کے سامنے بناؤ سنگار کر کے اترانے والی قیامت کے دن تاریکی کی طرح ہے جس میں کوئی روشنی نہیں ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ. وَمُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَهُوَ صَدُوقٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں، جبکہ موسیٰ بن عبیدہ حدیث میں حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ ہیں وہ صدوق۔

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ان میں سے بعض نے اسے موسیٰ بن عبیدہ سے روایت کیا اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں موسیٰ بن عبیدہ الربذی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: الآحاد والمثانی: ۳٤۳۹، معجم الکبیر للطبرانی: ۲۵/(۷۰)، وابو الشیخ فی الامثال: ۲٦٦

فوائد الحدیث: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن قرآن مجید کی آیات اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی بھی مسلمان عورت کو بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ اور نا ہی ایسے ناز و نخرہ سے بازار میں چلنا چاہیے کہ جو معاشرے میں فتنے کا باعث ہو۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْغَيْرَةِ

غیرت کا بیان

1168: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يَغَارُ وَالْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کو غیرت آتی ہے اور مومن کو بھی غیرت آتی ہے، اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جو اس اللہ نے اس (مومن) پر حرام قرار دی ہے۔“

حَرَّمَ عَلَيْهِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدہ عائشہ اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثُ وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ. وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ وَأَبُو عُثْمَانَ اسْمُهُ مَيْسَرَةُ وَالْحَجَّاجُ يُكْنَى أَبَا الصَّلْتِ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ فَقَالَ: ثِقَةٌ فَطِنٌ كَيِّسٌ.

یہ حدیث یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن عروہ عن اسماء بنت ابی بکر کی سند سے بھی نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ الحجاج الصواف یہ حجاج بن ابی عثمان ہیں ابو عثمان کا نام میسرہ اور حجاج کی کنیت ابو الصلت ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو بکر العطار نے علی بن مدینی سے ہمیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید سے حجاج الصواف کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا: ثقہ ہیں۔ فطین اور دانا شخص ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٢٣٥٧، وابو يعلى: ٥٩٩٨، والبيهقي: ١٠/٢٢٠٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۲۲۳، صحیح مسلم: ۲۷۶۱، مسند احمد: ۸۵۱۹، صحیح ابن حبان: ۲۹۳

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی گناہ اور ناپسندیدہ کام یا چیز کو دیکھ کر شدید ترین غصے کا اظہار کرنا غیرت کہلاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھ دی ہے۔ پھر حلال اور حرام کے اعتبار سے عام انسانوں میں مومن مسلمان زیادہ غیرت مند ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسی طرح جب کوئی مومن مسلمان کسی حرام کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اس سے غیرت آتی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حق ہیں وہ نہ تو مخلوق کی صفات کے مشابہ ہیں اور نہ ہی ان کی کیفیت اور تمثیل بیان کی جاسکتی ہے انہی میں سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "غیرت" ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ وَحْدَهَا بِغَيْرِ مَحْرَمٍ

عورت کا تنہا سفر کرنا ممنوع ہے

1169: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ تین اور اس سے زائد ایام کا سفر تنہا کرے الّا یہ کہ اس کا باپ، اس کا بھائی یا اس کا شوہر یا اس کا بیٹا یا کوئی محرم رشتے دار اس کے ساتھ ہو۔"

مِنْهَا)).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، سیّدنا ابن عباس اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)).

اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عورت ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر محرم رشتے دار کے بغیر نہ کرے۔“

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُسَافِرَ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا كَانَتْ مُوسِرَةً وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مَحْرَمٌ هَلْ تَحُجُّ. فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَجِبُ عَلَيْهَا الْحَجُّ لِأَنَّ الْمَحْرَمَ مِنَ السَّبِيلِ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (ال عمران: ٩٧) فَقَالُوا: إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا مَحْرَمٌ فَلَا تَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ عورت کے لیے ناپسند کرتے ہیں کہ وہ محرم رشتے دار کے بغیر سفر کرے، اہل علم کا اس مال دار عورت کے بارے میں اختلاف ہے کہ جس کا محرم رشتے دار نہ ہو، کیا وہ حج کرے گی؟ بعض اہل علم نے کہا: اس پر حج واجب نہیں، کیونکہ محرم کا ہونا سبیل میں سے ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ((من استطاع اليه سبيلا)) انہوں نے کہا: جب اس (مال دار عورت) کا محرم رشتے دار نہ ہو تو وہ وہاں تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا كَانَ الطَّرِيقُ آمِنًا فَإِنَّهَا تَخْرُجُ مَعَ النَّاسِ فِي الْحَجِّ.

بعض اہل علم نے کہا ہے: جب راستے پر امن ہوں، تو وہ لوگوں کے ساتھ حج پر روانہ ہو سکتی ہے۔

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ.

یہ امام مالک بن انس اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٦٨١، وابن خزيمه: ٢٥١٩، والبيهقي: ١٣٨/٣

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٣٤٠، سنن ابوداود: ١٧٢٦، سنن ابن ماجه: ٢٨٩٨، مسند احمد: ١١٠٤٠ و ١١٥١٥، صحيح ابن حبان: ٢٧١٩

1170: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت رات اور دن کی مسافت کا سفر نہ کرے الّا یہ کہ محرم رشتے دار اس کے ساتھ ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٥٢٣، الطحاوي في شرح المعاني: ١١٢/٢، البيهقي: ١٣٩/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۰۸۸، صحیح مسلم: ۱۳۳۹، سنن ابو داود: ۱۷۲۳-۱۷۲۵، سنن ابن ماجه: ۲۸۹۹، مسند احمد: ۷٤۱٤، صحیح ابن حبان: ۲۷۲۵ و ۲۷۲٦

فوائد الحدیث: (۱) عورت کو اکیلے بغیر "محرم" کے سفر پر نہیں جانا چاہئے۔

(۲) "محرم" سے مراد وہ رشتے ہیں جن سے کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں نکاح نہیں ہو سکتا۔

(۳) "مدت سفر" مختلف احادیث میں مختلف بیان ہوئی ہے اس لیے اس سے ایسا سفر مراد لیا جائے گا جس میں عورت کو مشقت، پریشانی اور نقصان کا اندیشہ ہو خواہ تھوڑے وقت کا ہی کیوں نہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ

جن خواتین کے شوہر موجود نہ ہوں ان کے ہاں جانے کی ممانعت

1171: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ)). فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(اجنبی) عورتوں کے ہاں جانے سے اجتناب کرو۔" انصار کے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دیور: موت ہے۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ.

اس باب میں سیّدنا عمر، سیّدنا جابر اور سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا مَعْنَى كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ عَلَى نَحْوِ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)).

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ عورتوں کے ہاں جانے کی ممانعت اس وجہ سے ہے جو نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی کسی (اجنبی) عورت سے تنہائی میں نہ بیٹھے۔ ورنہ ان دونوں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((الْحَمْوُ)). يُقَالُ هُوَ أَخُو الزَّوْجِ كَأَنَّهُ كَرِهَ لَهُ أَنْ يَخْلُوَ بِهَا.

حکم الحدیث: (صحیح) غایة المرام: ۱۸۱، اخرجه الدارمي: ۱٦٤٥، البيهقي: ۷/۹۰، البغوي: ۲۲۵۲

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۲۳۲، صحیح مسلم: ۲۱۷۲، سنن نسائی فی الکبری: ۹۲۱٦، مسند احمد: ۱۷۳٤۷، صحیح ابن حبان: ۵۵۸۸

فوائد الحدیث: (۱) اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور یہ اپنے ماننے والوں کو بھی عقیدہ، عمل، اخلاق و کردار یعنی ہر لحاظ سے پاکیزہ ہی دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے فرما دیا کہ کوئی مرد کبھی بھی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدہ نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں شیطان ان کو ورغلانے کی کوشش کرے گا اور ہو سکتا ہے وہ کامیاب ہو جائے اس لیے شیطان کو خوش ہونے کا موقعہ نہیں دینا چاہئے۔

(۲) "الحمو" سے مراد خاوند کی طرف سے مرد رشتے دار جو اس عورت کے محرم نہیں ان سے تو خصوصی طور پر احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ ان کا گھروں میں اکثر آنا جانا ہوتا ہے۔ پھر رشتے داری کی بنا پر وقت بے وقت روک ٹوک بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان سے خصوصی طور پر ایسے بچنے کوشش کرنی چاہئے، جیسے انسان موت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

17- بَابٌ [التَحْذِيْرِ مِنْ ذَلِكَ لِجَرْيَانِ الشَّيْطَانَ مَجْرَى الدَّمِ]

(عورتوں کے ہاں جانے کی ممانعت) اس شیطان کے خون کی طرح گردش کرنے کی وجہ سے ہے

1172: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ)). قُلْنَا: وَمِنْكَ قَالَ: ((وَمِنِّي وَلَكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان خواتین کے ہاں نہ جاؤ جن کے شوہر موجود نہ ہوں۔ کیونکہ شیطان گردش خون کی طرح تم میں گردش کرتا ہے۔" ہم نے عرض کیا: آپ کے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بھی، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی۔ تو میں (اس سے) بچ جاتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ان میں سے بعض نے مجالد بن سعید کے بارے میں اس کے حافظے سے کلام کیا ہے۔

وَسَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ خَشْرَمٍ يَقُولُ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: فِي تَفْسِيرِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((وَلَكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ)). يَعْنِي: أَسْلَمُ أَنَا مِنْهُ.

اور میں نے علی بن خشرم کو بیان کرتے ہوئے سنا: وہ کہتے تھے کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کے فرمان ((ولكن الله اعانني عليه فاسلم)) کی تفسیر بیان کی: یعنی میں اس سے بچ جاتا ہوں۔

قَالَ سُفْيَانُ وَالشَّيْطَانُ لَا يُسْلِمُ.

سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا: شیطان اسلام نہیں لاتا۔

وَ ((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ)) وَالْمُغِيبَةُ الْمَرْأَةُ الَّتِي يَكُونُ زَوْجُهَا غَائِبًا وَالْمُغِيبَاتُ جَمَاعَةُ الْمُغِيبَةِ.

"المغیبہ" اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کا خاوند موجود نہ ہو اور المغیبات یہ جمع ہے المغیبة کی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ صحيح ابى داؤد: ١١٣٣-١١٣٤، تخريج فقه السيرة: ٦٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٣٢٤، الدارمي: ٢٧٨٥، الطبراني في الاوسط: ٨٩٧٩

فوائد الحدیث: (۱) عام غیر محرم عورتوں کے ساتھ بھی خلوت / علیحدگی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(۲) اور ایسی عورتیں کہ جو شادی شدہ ہوں لیکن ان کے خاوند گھر پر موجود نہ ہوں بلکہ شہر یا وطن سے باہر ہوں تو ایسی عورتوں کے ہاں زیادہ احتیاط کرنی چاہئے تاکہ فریقین ہر قسم کی پریشانی اور ذلت سے محفوظ رہیں۔

(۳) ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے جو اسے گناہ پر ابھارتا اور نیکی سے روکتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا شیطان آپ ﷺ سے

مغلوب تھا اور وہ اپنی مرضی سے رسول اکرم ﷺ سے کوئی کام نہیں کروا سکتا۔

18- بَابُ [اِسْتِشْرَافِ الشَّيْطَانِ الْمَرْأَةَ إِذَا خَرَجَتْ]

جب عورت (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر دیکھتا ہے

1173: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت قابل ستر چیز ہے، جب وہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر دیکھتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٣١٠٩، الارواء: ٢٧٣، التعليق على ابن خزيمة: ١٦٨٥۔ بعض کے نزدیک یہ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٧٠، صحيح ابن حبان: ٥٥٩٨ و ٥٥٩٩، ابن عدي في الكامل: ١٢٥٩/٣

فوائد الحدیث: (۱) ''عورت'' ساری کی ساری پردہ ہے لہٰذا اسے اپنے گھر میں بھی اپنے جسم کو چھپا کر رکھنا ہوتا ہے۔ خصوصاً جب وہ باہر نکلتی ہے تو باقی جسم کے ساتھ ساتھ اپنے چہرے وغیرہ کو بھی ڈھانپ لیتی ہے تاکہ اس پر کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

(۲) اگر کوئی عورت بے پردہ ہو کر اور زیب و زینت کر کے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو ورغلانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے بلکہ اپنے چیلے چانٹوں کے ذریعے اسے پریشان کرتا ہے۔ اس لیے خواتین کو چاہئے کہ وہ گھر سے بلا ضرورت نہ نکلیں اور مجبوری کی حالت میں بھی مکمل پردے کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنات کی ناموس کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

19- بَابُ [اَلْوَعِيْدُ لِلْمَرْأَةِ عَلٰى إِيْذَاءِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا]

اپنے شوہر کو تنگ کرنے والی عورت کے لیے وعید

1174: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ: زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تنگ کرتی ہے تو حوروں میں سے اس کی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے تباہ کرے، اسے تنگ نہ کر، وہ تو تیرے پاس مہمان ہے، وہ عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَرِوَايَةُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّامِيِّينَ أَصْلَحُ وَلَهُ عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ مَنَاكِيرُ.

اسماعیل بن عیاش کی شامیوں سے روایت بہتر ہے۔ اور ان کی اہل حجاز اور اہل عراق سے جو روایات ہیں وہ منکر ہیں۔

آخِرُ كِتَابِ الرَّضَاعِ وَأَوَّلُ كِتَابِ الطَّلَاقِ

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٥/٢٢٠، سلسلة الصحيحة: ١٧٣

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٠١٤، مسند احمد: ٢٢١٠١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے خاوند کو بیوی پر مقام اور رتبے کے لحاظ سے فوقیت عطا فرمائی ہے۔ اور عورت کو اس کے تابع کر دیا ہے (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۱۵۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں) اس لئے خواتین کو اپنے اپنے خاوندوں کی خدمت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے تاکہ انہیں کسی قسم کی اذیت میں مبتلا کر دیں۔

(۲) مومن آدمی چونکہ جنتی ہے اور اسے دیگر نعمتوں کے ساتھ جنّت کی حوریں بھی عطا ہونی ہیں لہٰذا جب دنیا کی کوئی عورت اپنے مومن خاوند کو پریشان کرتی ہے تو جنّت کی حور اس پر تعجّب کا اظہار کرتے ہوئے افسوس کرتی ہے کہ تو چند دن کے مہمان کی بھی قدر نہیں کر سکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

11

اَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

طلاق اور لعان کے احکام و مسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ

طلاق دینے کا صحیح طریقہ

1175: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا. قَالَ: قُلْتُ فَيُعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ: فَمَهْ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟

یونس بن جبیر نے بیان کیا، میں نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی، تو انہوں نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو کہ انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ اس سے رجوع کر لے۔ راوی نے بیان کیا، میں نے کہا: وہ طلاق شمار ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: ٹھہر، مجھے بتاؤ اگر وہ عاجز ہو یا حماقت کرے تو؟

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف: ٨٥٧٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٠٨ و ٥٢٥٢، صحیح مسلم: ١٤٧١، سنن ابو داود: ٢١٧٩۔ ٢١٨٥، سنن ابن ماجه: ٢٠١٩ و ٢٠٢٢، سنن نسائی: ٦/١٤١-١٤٢ و ٢١٢-٢١٣، مسند احمد: ٤٥٠٠ و ٤٠٢٥، صحیح ابن حبان: ٤٢٦٣ و ٤٢٦٤

1176: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فِي الْحَيْضِ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی اہلیہ کو حالت حیض میں طلاق دی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کہو وہ اس سے رجوع کر لے، پھر وہ اسے طہر کی حالت میں یا حمل کی حالت میں

طلاق دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَكَذَلِكَ حَدِيثُ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ طَلَاقَ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَهِيَ طَاهِرٌ فَإِنَّهُ يَكُونُ لِلسُّنَّةِ أَيْضًا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَكُونُ ثَلَاثًا لِلسُّنَّةِ إِلَّا أَنْ يُطَلِّقَهَا وَاحِدَةً وَاحِدَةً. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یونس بن جبیر عن ابن عمر کی روایت حسن صحیح ہے، اسی طرح سالم عن ابن عمر کی روایت۔ اور یہ حدیث کئی ایک طرق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ بھی اہل علم حضرات کا اس پر عمل ہے، کہ طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ اسے طہر کی حالت میں اور جماع کیے بغیر طلاق دے، ان میں سے بعض نے کہا: اگر اس نے اسے تینوں طلاقیں دے دیں جبکہ وہ حالت طہر میں ہو، تو یہ بھی صحیح طریقہ ہوگا یہ امام شافعی، احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا قول ہے، بعض نے کہا ہے کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ دینا صحیح طریقہ نہیں ہوگا، الّا یہ کہ وہ ایک ایک کر کے طلاق دے، یہ سفیان ثوری اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَقَالُوا: فِي طَلَاقِ الْحَامِلِ يُطَلِّقُهَا مَتَى شَاءَ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُطَلِّقُهَا عِنْدَ كُلِّ شَهْرٍ تَطْلِيقَةً.

انہوں نے حاملہ عورت کی طلاق کے بارے میں کہا: وہ جب چاہے اسے طلاق دے دے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے کہا ہے: وہ ہر ماہ اسے ایک طلاق دے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣/٥، الدارمي: ٢٢٦٨، ابو يعلى: ٥٤٤٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٧١ (٥)، سنن ابو داود: ٢١٨١، سنن ابن ماجه: ٢٠٢٣، سنن نسائي: ١٤١/٦، مسند احمد: ٤٧٨٩، ابن الجارود: ٧٣٦، الدارقطني: ٤/٦

فوائد الحدیث: (۱) حیض کی حالت میں طلاق نہیں دینی چاہئے اگر کوئی شخص ایسا کرے تو پھر وہ رجوع کرے گا اور وہ طلاق شمار ہوگی۔ لیکن یاد رہے کہ اگر وہ تیسری طلاق ہوئی تو پھر رجوع کا حق ختم ہونے کی وجہ سے رجوع نہیں کر سکتا۔

(۲) طلاق دینے کا صحیح طریقہ جاننے کے لیے حدیث نمبر ۱۱۱۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ

وہ آدمی جو اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دیتا ہے

1177: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ

سیّدنا رکانہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی

رُكَانَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي الْبَتَّةَ. فَقَالَ: ((مَا أَرَدْتَ بِهَا)). قُلْتُ وَاحِدَةً. قَالَ: ((وَاللهِ)). قُلْتُ وَاللهِ. قَالَ: ((فَهُوَ مَا أَرَدْتَ)).

کو طلاق بتہ دے دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (لفظ) سے تیری نیت کیا تھی؟'' میں نے کہا: ایک طلاق کی، آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم!'' میں نے کہا، اللہ کی قسم! (میری یہی نیت تھی)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس وہ وہی (ایک ہی) ہے جس کی تو نے نیت کی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: فِيهِ اضْطِرَابٌ. وَيُرْوَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں اضطراب ہے، عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا جاتا ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي طَلَاقِ الْبَتَّةِ فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ جَعَلَ الْبَتَّةَ وَاحِدَةً وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ جَعَلَهَا ثَلَاثًا.

نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا طلاق بتہ کے بارے میں اختلاف ہے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے اسے ایک قرار دیا، علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے تین قرار دیا۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: فِيهِ نِيَّةُ الرَّجُلِ إِنْ نَوَى وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ وَإِنْ نَوَى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ وَإِنْ نَوَى ثِنْتَيْنِ لَمْ تَكُنْ إِلَّا وَاحِدَةً. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

بعض اہل علم نے کہا، اس بارے میں آدمی کی نیت کا عمل دخل ہے، اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک ہے، اور اگر تین کی نیت کی تو تین ہیں، اگر دو کی نیت کی تو وہ صرف ایک ہے، یہ امام ثوری اور کوفہ والوں کا قول ہے۔

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فِي الْبَتَّةِ إِنْ كَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَهِيَ ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ نَوَى وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ وَإِنْ نَوَى ثِنْتَيْنِ فَثِنْتَانِ وَإِنْ نَوَى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ.

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے بتہ کے بارے میں فرمایا: اگر اس نے اس عورت سے تعلق زن وشو قائم کیا ہے تو وہ تین طلاقیں ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر اس نے ایک کی نیت کی ہے تو وہ ایک ہے، وہ رجوع کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اگر دو کی نیت کی ہے تو وہ دو ہیں۔ اور اگر تین کی نیت کی تو وہ تین ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں زبیر بن سعید راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٠٦۔ ٢٢٠٨، سنن ابن ماجه: ٢٠٥١، صحيح ابن حبان: ٤٢٧٤

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص طلاق دیتے وقت اپنی بیوی سے بولے کہ میں نے تجھے طلاق بتہ یعنی قطعی طلاق دے دی تو ایسی صورت میں اس کی نیت معلوم کی جائے گی اور اس کے مطابق اسے رجوع کا حق دیا جائے گا۔

(۲) اس روایت سے ایک مجلس کی تین طلاق کے ایک ہونے پر بھی استدلال کیا جاتا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمْرُكِ بِيَدِكِ

''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' سے کیا مراد ہے

1178: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَيُّوبَ هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ أَحَدًا قَالَ: فِي أَمْرُكِ بِيَدِكِ أَنَّهَا ثَلَاثٌ إِلَّا الْحَسَنَ فَقَالَ: لَا إِلَّا الْحَسَنَ. ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ غَفْرًا إِلَّا مَا حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ)). قَالَ أَيُّوبُ فَلَقِيتُ كَثِيرًا مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ فَرَجَعْتُ إِلَى قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: نَسِيَ.

حماد بن زید نے بیان کیا، میں نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ کسی نے اس بارے میں: ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔'' کہا ہو: کہ وہ (اس طرح کہنے سے) تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، سوائے حسن کے؟ تو انہوں نے کہا، نہیں، سوائے حسن کے، پھر انہوں نے کہا، اے اللہ! تیری بخشش۔ الّا یہ کہ جو قتادہ نے ابن سمرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کثیر سے مجھے بیان کیا، انہوں نے ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین واقع ہو جاتی ہیں''۔ ایوب نے بیان کیا، میں ابن سمرہ کے آزاد کردہ غلام کثیر سے ملا تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا، میں قتادہ کے پاس واپس آیا تو میں نے انہیں بتایا، انہوں نے کہا: وہ بھول گئے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف سُلیمان بن حرب عن حماد بن زید کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ بِهَذَا وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفٌ. وَلَمْ يُعْرَفْ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا. وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ حَافِظًا صَاحِبَ حَدِيثٍ.

میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں سُلیمان بن حرب نے حماد بن زید سے اسی طرح بیان کیا ہے اور بے شک یہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع نہیں پہچانی گئی۔ اور علی بن نصر حافظ تھے حدیث والے تھے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَمْرُكِ بِيَدِكِ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ هِيَ وَاحِدَةٌ. وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ.

اہل علم کا اس جملے: ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے'' کے بارے میں اختلاف ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم حضرات میں سے، ان میں سے عمر بن خطاب اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی ہیں، کا موقف ہے کہ یہ (اس جملے سے مراد) ایک طلاق ہے۔ اور تابعین میں سے کئی

ایک اہل علم کا بھی یہی قول ہے۔

وَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْقَضَاءُ مَا قَضَتْ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِذَا جَعَلَ أَمْرَهَا بِيَدِهَا وَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا وَأَنْكَرَ الزَّوْجُ وَقَالَ لَمْ أَجْعَلْ أَمْرَهَا بِيَدِهَا إِلَّا فِي وَاحِدَةٍ اسْتُحْلِفَ الزَّوْجُ وَكَانَ الْقَوْلُ قَوْلَهُ مَعَ يَمِينِهِ.

عثمان بن عفان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس میں فیصلہ وہ ہے جو عورت فیصلہ کرے۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اس نے اس (عورت) کا معاملہ اس کے اختیار میں دے دیا اور اس نے اپنے آپ کو تین طلاقیں دے دیں، اور شوہر نے انکار کیا اور کہا: میں نے اس کا معاملہ اس کے اختیار میں صرف ایک کے بارے میں دیا تھا تو شوہر سے قسم لی جائے گی اور پھر قسم کے ساتھ اس (شوہر) کا قول ہی معتبر ہو گا۔

وَذَهَبَ سُفْيَانُ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى قَوْلِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ. وَأَمَّا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فَقَالَ: الْقَضَاءُ مَا قَضَتْ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ. وَأَمَّا إِسْحَاقُ فَذَهَبَ إِلَى قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ.

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور کوفہ والوں نے عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا۔ البتہ مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا: فیصلہ وہی معتبر ہو گا جو اس عورت نے فیصلہ کیا۔ یہی امام احمد کا قول ہے۔ البتہ اسحاق رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو اختیار کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) ضعيف ابی داؤد: ۳۷۹، قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ البتہ حسن کا قول صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۲۰٤، سنن نسائی: ۱٤۷/٦

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو اختیار دے کہ اگر وہ چاہے تو طلاق لے لے اور بیوی نے اس اختیار کو قبول کرتے ہوئے طلاق لے لی تو وہ ایک طلاق شمار ہو گی جس کے بعد خاوند کو عدت کے بعد نکاح کرنے کا حق ہے۔

(۲) اگر عورت یہ اختیار قبول کر کے طلاق نہیں لیتی بلکہ اپنے خاوند کے پاس ہی رہتی ہے تو پھر طلاق واقع نہیں ہو گی، یعنی اس اختیار دینے کو طلاق شمار نہیں کیا جائے گا۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَارِ

(بیوی کو نکاح میں رہنے یا الگ ہو جانے کا) اختیار دینا

1179: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ أَفَكَانَ طَلَاقًا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ ﷺ (کی زوجیت میں رہنے) کو منتخب کر لیا۔ تو کیا وہ (اختیار) طلاق تھا؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ:

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا عبد الرحمن بن مہدی حدثنا سفیان

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ.

عن الاعمش عن ابی الضحی عن مسروق عن عائشہ کی سند سے اس کی مثل ہی بیان فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْخِيَارِ فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُمَا قَالَا: إِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ. وَرُوِيَ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا أَيْضًا وَاحِدَةٌ يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ. وَإِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَا شَيْءَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اختیار کے بارے میں اختلاف ہے۔ عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: اگر اس نے اپنی ذات کو منتخب کیا ہے، تو وہ ایک بائنہ ہے، اور ان دونوں سے روایت کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے بھی یہی کہا ہے: کہ وہ طلاق ایک ہے اور وہ آدمی رجوع کا اختیار رکھتا ہے، اور اگر وہ (عورت) اپنے شوہر کو منتخب کر لے تو پھر کچھ بھی نہیں۔

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: إِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ وَإِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَوَاحِدَةٌ يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر اس نے اپنی ذات کو منتخب کر لیا تو پھر ایک بائنہ ہے۔ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو منتخب کر لیا تو پھر ایک طلاق ہے اور وہ رجوع کا اختیار رکھتا ہے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: إِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَوَاحِدَةٌ وَإِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَثَلَاثٌ.

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس نے اپنی ذات کو منتخب کر لیا تو پھر ایک (طلاق) اور اگر اس نے اپنی ذات کو منتخب کیا تو پھر تین (طلاق) ہیں۔

وَذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَى قَوْلِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَذَهَبَ إِلَى قَوْلِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم و فقہ نے اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ یہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا قول ہے۔ رہے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے موقف کو اختیار کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٦١١، الحميدي: ٢٣٤، الدارمي: ٢٢٧٤، ابو يعلى: ٤٣٧٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٢٦٢۔ صحيح مسلم: ١٤٧٧، سنن ابو داود: ٢٢٠٣، سنن ابن ماجه: ٢٠٥٢، سنن نسائی: ٥٦/٦ و ١٦٠- ١٦١، مسند احمد: ٢٤١٨١

فوائد الحديث: (۱) خاوند کی طرف سے بیوی کو اختیار دینے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اِلّا یہ کہ وہ عورت خاوند کی بجائے طلاق کو اختیار کر لے۔

(۲) اس معاملے میں جتنی بھی تاویلیں کی جاتیں یا توضیحات پیش کی جاتی ہیں ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سب کا رد فرما دیا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا لَا سُكْنَى لَهَا وَلَا نَفَقَةَ

تین طلاق والی عورت کو رہائش ملے گی نہ خرچ

1180: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَتْ: فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا سُكْنَى لَكِ وَلَا نَفَقَةَ)). قَالَ مُغِيرَةُ: فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: قَالَ عُمَرُ لَا نَدَعُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي أَحَفِظَتْ أَمْ نَسِيَتْ. وَكَانَ عُمَرُ يَجْعَلُ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةَ.

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ کے دور میں میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں رہائش ملے گی نہ خرچ۔"

مغیرہ نے بیان کیا: میں نے ابراہیم سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک عورت کے قول پر اللہ کی کتاب چھوڑیں گے نہ اپنے نبی ﷺ کی سُنت، ہم نہیں جانتے اس نے یاد رکھا یا وہ بھول گئی، عمر رضی اللہ عنہ اس کے لیے رہائش اور خرچ مقرر کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَنْبَأَنَا حُصَيْنٌ وَإِسْمَاعِيلُ وَمُجَالِدٌ قَالَ هُشَيْمٌ: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ فِي السُّكْنَى وَالنَّفَقَةِ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً.

ہم کو احمد بن منیع نے ہشیم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں حصین، اسماعیل اور مجالد نے خبر دی۔ ہشیم نے یہ بھی کہا کہ ہمیں داؤد نے بھی بیان کیا وہ شعبی سے بیان کرتے ہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے متعلق ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ان کے شوہر نے انہیں طلاق بتہ دے دی، تو میں نے رہائش اور خرچ کے بارے میں اس سے مطالبہ / جھگڑا کیا، تو نبی ﷺ نے اس کے لیے رہائش مقرر کی نہ خرچ۔

وَفِي حَدِيثِ دَاوُدَ قَالَتْ: وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.

داؤد کی روایت میں ہے انہوں نے کہا: اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں عدت گزاروں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ: الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَالشَّعْبِيُّ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالُوا: لَيْسَ لِلْمُطَلَّقَةِ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ إِذَا لَمْ يَمْلِكْ زَوْجُهَا الرَّجْعَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہی بعض اہل علم کا قول ہے، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح اور شعبی رحمہم اللہ ان میں سے ہیں، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: طلاق والی عورت کے لیے رہائش ہے نہ خرچ جب اس کا شوہر رجوع کا حق نہ رکھتا ہو۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ: عُمَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم، جن میں سے عمر اور عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں، کا موقف ہے کہ تین طلاق والی

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَهَا السُّكْنَى وَلَا نَفَقَةَ لَهَا. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَالشَّافِعِيِّ.

عورت کو رہائش ملے گی اور خرچ ملے گا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا یہ موقف ہے۔ بعض اہل علم نے کہا: اسے رہائش ملے گی لیکن خرچ نہیں ملے گا۔ یہ مالک بن انس، لیث بن سعد اور شافعی رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا جَعَلْنَا لَهَا السُّكْنَى بِكِتَابِ اللهِ قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ قَالُوا: هُوَ الْبَذَاءُ أَنْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا. وَاعْتَلَّ بِأَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ السُّكْنَى لِمَا كَانَتْ تَبْذُو عَلَى أَهْلِهَا.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اس کے لیے رہائش اللہ کی کتاب کے مطابق مقرر کی ہے فرمایا: ((لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن..)) (الطلاق:۱) ”تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو نہ وہ نکلیں...“ انہوں نے کہا: ((فاحشة مبينة)) سے مراد بد کلامی ہے، یہ کہ وہ اپنے گھر والوں سے بد کلامی کرے، اور انہوں نے یہ علت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو اس لیے رہائش نہ دلوائی کہ وہ اپنے گھر والوں سے بد کلامی کرتی تھیں۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَلَا نَفَقَةَ لَهَا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي قِصَّةِ حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت کے قصے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق اس کے لیے کوئی خرچ نہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٣٦٣، الدارمي: ٢٢٧٩، ابن ماجه: ٢٠٢٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٤٨٠(٤٦)

فوائد الحديث: خاوند نے اگر طلاق رجعی پہلی یا دوسری دی ہو تو عدت کے دورانیہ میں اس کے ذمہ اس عورت کا نان و نفقہ اور رہائش ہے۔ اگر طلاق بائنہ یعنی تیسری ہو تو اس کے بعد چونکہ رجوع کا حق نہیں لہٰذا اس کی رہائش اور خرچہ وغیرہ بھی خاوند کے ذمہ نہیں اِلّا یہ کہ وہ عورت حاملہ ہو تو وضع حمل تک یہ اخراجات اٹھائے گا۔ (تفصیل کے لیے فوائد حدیث نمبر ۱۱۱۸ ملاحظہ فرمائیں)۔

6- بَابُ مَا جَاءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی

1181: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتْقَ لَهُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا طَلَاقَ لَهُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان جس چیز کا مالک نہیں اس میں کوئی نذر (پوری کرنا) نہیں، مالک بننے سے پہلے غلام کا آزاد کرنا نہیں، اور اس عورت کو طلاق نہیں دی جا سکتی جس کا وہ مالک نہیں۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، معاذ بن جبل، جابر، ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ. وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَشُرَيْحٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس باب میں مروی احادیث میں سے وہ بہترین روایت ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور ان کے علاوہ بھی اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ علی بن ابی طالب، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، حسن، سعید بن جبیر، علی بن حسین، شریح اور جابر بن زید رحمہم اللہ اور کئی ایک تابعین فقہاء سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: فِي الْمَنْصُوبَةِ إِنَّهَا تَطْلُقُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَالشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ قَالُوا: إِذَا وَقَّتَ نُزِّلَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ إِذَا سَمَّى امْرَأَةً بِعَيْنِهَا أَوْ وَقَّتَ وَقْتًا أَوْ قَالَ إِنْ تَزَوَّجْتُ مِنْ كُورَةِ كَذَا فَإِنَّهُ إِنْ تَزَوَّجَ فَإِنَّهَا تَطْلُقُ.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے متعین کی ہوئی خاتون کے بارے میں کہا: اس پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ ابراہیم نخعی اور شعبی رحمہما اللہ نیز ان کے علاوہ اہل علم نے کہا: جب وہ آدمی تعیین کر لے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ سفیان ثوری اور مالک بن انس کا قول ہے کہ جب وہ کسی خاص عورت کا نام لے لے یا وقت کا تعیین کر لے یا کہے: اگر میں فلاں قبیلے سے شادی کر لوں تو اگر اس نے شادی کر لی تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی۔

وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ فَشَدَّدَ فِي هَذَا الْبَابِ وَقَالَ: إِنْ فَعَلَ لَا أَقُولُ هِيَ حَرَامٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ: إِنْ تَزَوَّجَ لَا آمُرُهُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ. وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَنَا أُجِيزُ فِي الْمَنْصُوبَةِ لِحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَإِنْ تَزَوَّجَهَا لَا أَقُولُ تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَوَسَّعَ إِسْحَاقُ فِي غَيْرِ الْمَنْصُوبَةِ.

رہے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تو انہوں نے اس باب میں سختی کی ہے اور انہوں نے کہا: اگر اس نے یہ کیا، تو میں نہیں کہتا وہ حرام ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ شادی کر لے تو میں اسے حکم نہیں دوں گا کہ وہ اپنی بیوی کو الگ کر دے اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں متعین کے بارے میں کہوں گا جو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات و موقف کے مطابق ہے۔ اگر وہ اس سے شادی کر لے میں نہیں کہوں گا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے غیر متعین کے بارے میں وسعت سے کام لیا ہے۔

وَذُكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا گیا کہ ان سے ایک آدمی

حَلَفَ بِالطَّلَاقِ أَنَّهُ لَا يَتَزَوَّجُ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ هَلْ لَهُ رُخْصَةٌ بِأَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ الَّذِينَ رَخَّصُوا فِي هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: إِنْ كَانَ يَرَى هَذَا الْقَوْلَ حَقًّا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُبْتَلَى بِهَذِهِ الْمَسْأَلَةِ فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِهِمْ فَأَمَّا مَنْ لَمْ يَرْضَ بِهَذَا فَلَمَّا ابْتُلِيَ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِهِمْ فَلَا أَرَى لَهُ ذَلِكَ.

کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس نے طلاق کی قسم اٹھائی کہ وہ شادی نہیں کرے گا پھر اسے خیال آیا کہ وہ شادی کر لے، کیا اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ ان فقہاء کے قول کے مطابق عمل کرے جنہوں نے اس بارے میں رخصت دی ہے؟ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تو وہ اس مسئلے میں مبتلا ہونے سے پہلے اس قول کو حق سمجھتا تھا تو پھر وہ ان کے قول کو لے لے۔ رہا وہ شخص جسے یہ قول پسند نہ تھا، جب وہ آزمائش کا شکار ہوا تو اس نے چاہا کہ وہ ان کے قول کو اختیار کر لے، تو پھر میں اس کے لیے جائز نہیں سمجھتا۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه سعيد بن منصور في السنن: ١٠٢٠، ابن ابي شيبة: ١٥/٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٩٠۔ ٢١٩٢، سنن ابن ماجه: ٢٠٤٧، مسند احمد: ٦٧٦٩

فوائد الحدیث: (۱) جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اس میں تصرف کیسے کر سکتا ہے اسی وجہ سے حدیث الباب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت سے ابھی تک اس کا نکاح ہی نہیں ہوا اسے طلاق کیسے دے سکتا ہے۔ یعنی اس طلاق کا کوئی اعتبار اور حیثیت نہیں۔

(۲) جو حضرات کہتے ہیں کہ نکاح سے پہلے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے ان کا موقف درست نہیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ طَلَاقَ الأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ

لونڈی کی طلاق دو طلاقیں ہے

1182: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُظَاهِرُ بْنُ أَسْلَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((طَلَاقُ الأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لونڈی کی طلاق دو طلاقیں ہے، اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: وَحَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَنْبَأَنَا مُظَاهِرٌ بِهَذَا. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں ہم کو ابو عاصم نے مظاہر سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُظَاهِرِ بْنِ أَسْلَمَ وَمُظَاهِرٌ لَا نَعْرِفُ لَهُ فِي الْعِلْمِ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت غریب ہے، ہم اسے مظاہر بن اسلم کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔ اور مظاہر کو ہم علم میں صرف اسی حدیث میں جانتے ہیں، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا

قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. اسی پر عمل ہے، سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں مظاہر راوی ضعیف ہے۔ تهذيب: ٦٧٢١، ضعيف ابن ماجه: ٤٥٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٨٩، سنن ابن ماجه: ٢٠٨٠، ٢٠٧٩

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ اسی طرح ہی ہے کہ لونڈی دو طلاق کے بعد ہی بائنہ ہو جائے گی اور اس کی ایک طلاق کی مدت بھی دو حیض ہوگی۔ یعنی آزاد عورت کے مقابلے میں اسے کچھ تخفیف ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ

وہ آدمی جو اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق اپنے دل سے بات کرتا ہے

1183: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجَاوَزَ اللّٰهُ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت کے لوگوں سے وہ سب کچھ معاف کر دیا ہے جو وہ اپنے دلوں سے بات کریں، جب تک وہ اس کے متعلق (زبان سے) کلام نہ کریں یا اس (خیال) کو عمل میں نہ لائیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا حَدَّثَ نَفْسَهُ بِالطَّلَاقِ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ حَتَّى يَتَكَلَّمَ بِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ آدمی جب طلاق کے متعلق اپنے دل سے بات کرے، تو اس کی کچھ بھی حَیثیّت نہیں حتیٰ کہ وہ زبان سے اس کے متعلق کلام نہ کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١١٧٣، ابن ابي شيبة: ٥/٥٣، ابو يعلى: ٦٣٨٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٥٢٨، صحیح مسلم: ١٢٧، سنن ابو داود: ٢٢٠٩، سنن ابن ماجه: ٢٠٤٠ و ٢٠٤٤، سنن نسائی: ٦/١٥٦-١٥٧، مسند احمد: ٧٤٧٠ و ٢٠٤٤، صحیح ابن حبان: ٤٣٣٤ و ٤٣٣٥

فوائد الحدیث: (۱) اگر کسی شخص نے طلاق دینے کا صرف ارادہ کیا لیکن کسی کے سامنے اس کا اظہار بھی نہیں کیا اور کلام بھی نہیں کیا تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی جب تک کہ اس کے متعلق دوسروں کے سامنے اس کا اظہار یا کلام نہ کرے۔

(۲) اگر کسی شخص نے بقائمی ہوش و حواس طلاق کی تحریر لکھ دی، اگرچہ ابھی اس نے بھیجی نہیں تو یہ طلاق ہو جائے گی کیونکہ وہ عقل و شعور کے ساتھ ایک فیصلہ کر کے تحریری طور پر اس کا اظہار کر چکا ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِدِّ وَالْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ

طلاق کے بارے میں قصد و ارادے اور ہنسی مذاق کی حقیقت

1184: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَرْدَكَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ مَاهَكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ)).

فرمایا: ”تین کام قصد و ارادے سے کیے جائیں تو بھی وہ حقیقی ہیں، اور ہنسی مذاق میں بھی کیے جائیں تو وہ حقیقی ہیں: نکاح، طلاق اور رجوع۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ حَبِيبِ بْنِ أَرْدَكَ الْمَدَنِيُّ وَابْنُ مَاهَكَ هُوَ عِنْدِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ.

امام ترمذی نے کہا: عبدالرحمٰن وہ ابن حَبیب بن اردک مدنی ہیں جبکہ ابن ماہک وہ میرے نزدیک یوسف بن ماہک ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه سعيد بن منصور: ١٦٠٣، ابن الجارود: ٧١٢، والحاكم: ١٩٨/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢١٩٤، سنن ابن ماجه: ٢٠٣٩

فوائد الحدیث: نکاح و طلاق ایک اہم اور مقدس عمل ہیں۔ ان کے متعلق کسی بھی قسم کا مذاحیہ انداز اختیار نہیں کیا جاسکتا، اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حقیقتاً نکاح، طلاق اور رجوع کی بات کرے گا تو اسے حقیقت میں ہی قبول کر لیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے مذاق کے طور پر کسی کا نکاح کیا یا طلاق دی یا پھر رجوع کر لیا تو اس کو مذاق نہیں بلکہ حقیقت تسلیم کیا جائے گا۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

خلع کا بیان

1185: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے دور میں خلع لیا، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ یا انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ایک حیض عدت گزاریں۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الرُّبَيِّعِ الصَّحِيحُ أَنَّهَا أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ربیع رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح ہے کہ انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٠٥٨، سنن نسائی: ١٨٦/٦-١٨٧

1185م: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَغْدَادِيُّ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے نبی ﷺ کے دور میں اپنے شوہر سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ایک حیض عدت گزارے۔

ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ فَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ حَيْضَةٌ. قَالَ إِسْحَاقُ وَإِنْ ذَهَبَ ذَاهِبٌ إِلَى هَذَا فَهُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اہل علم کا خلع لینے والی عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم میں سے اکثر کی رائے ہے کہ خلع لینے والی کی عدت طلاق والی عورت کی عدت تین حیض ہے، یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے، امام احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب اور ان کے علاوہ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ خلع لینے والی کی عدت ایک حیض ہے۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کوئی اس موقف کو اپنائے تو یہ مذہب قوی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ١١٥١٣، في الاوسط: ٤٥٨٥، والحاكم: ٢٠٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٢٩، الدارقطنی: ٢٥٥/٣

فوائد الحدیث: (۱) خاوند اپنی بیوی کو اپنے تمام حقوق سے آزاد کرتے ہوئے اسے علیحدہ کر دے تو یہ طلاق ہے۔

(۲) اگر بیوی خاوند سے علیحدگی کا مطالبہ کرے اور اس کا حق مہر وغیرہ واپس کر دے تو یہ خلع کہلاتا ہے۔ یہ بیوی کا حق ہے کہ وہ اگر اس خاوند کے پاس نہیں رہنا چاہتی تو اس کا معاوضہ دیگر طلاق لے لے علیحدہ کرنے کا حق پھر بھی خاوند کے پاس ہی ہے، لیکن اگر خاوند تنگ کرتا ہے اور طلاق نہیں دیتا تو عورت عدالت کے ذریعے خلع لے کر فارغ ہو سکتی ہے۔

(۳) خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

(۴) خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں، کیونکہ طلاق کی شکل میں خاوند اپنا دیا ہوا حق مہر واپس نہیں لے سکتا، جبکہ خلع کی صورت میں وہ حق مہر واپس لے لیتا ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُخْتَلِعَاتِ

خلع لینے والی عورتیں

1186: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُزَاحِمُ بْنُ ذَوَّادِ بْنِ عُلْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”خلع لینے والی عورتیں وہ منافق ہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے غریب

وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

سے، اس کی اسناد قوی نہیں۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)).

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے کسی سخت مجبوری کے بغیر اپنے شوہر سے خلع طلب کیا تو وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گی۔''

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٦٣٣، المشكوٰة: ٣٢٩٠، التحقيق الثاني، انظر العلل لابن ابي حاتم: ٩١٣

تخریج الحدیث: تفسير الطبرى: ٤٦٧/٢، شعب الايمان للبيهقى: ٥٥٠٣، مسند احمد: ٩٣٥٨

1187: أَنْبَأَنَا بِذَلِكَ بُنْدَارٌ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ أَنْبَأَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے کسی سخت مجبوری کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق طلب کی، تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

یہ حدیث ایوب عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان کی سند سے بھی روایت کی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض نے اس اسناد سے ایوب سے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٧٢/٥، الدارمي: ٢٢٧٥، ابن الجارود: ٧٤٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٢٦، سنن ابن ماجه: ٢٠٥٥، مسند احمد: ٢٢٣٧٩، صحيح ابن حبان: ٤١٨٤

فوائد الحدیث: اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر وہ ضرورت سمجھے اور مجبور ہو تو یہ حق استعمال کر سکتی ہے لیکن خواہ مخواہ شوقیہ یہ عمل کرنا اور خلع لے کر ہنستا بستا گھر اجاڑ دینا اسلام کو قطعاً پسند نہیں۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے ایسی عورتوں کو جو بلاوجہ خلع کا مطالبہ کرتی ہیں منافقہ قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی وعید فرمائی کہ جنّت تو جنت ہے ایسی عورت کو تو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُدَارَاةِ النِّسَاءِ

عورتوں کی خاطر مدارت

1188: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ كَالضِّلَعِ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا عَلَى عِوَجٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی کی طرح (ٹیڑھی) ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو اسے توڑ دو گے، اگر تم اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دو گے تو اس سے ٹیڑھے پن پر فائدہ اٹھالو گے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَسَمُرَةَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ذر، سمرہ اور

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اس طریق سے غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٣/٨٢-٨٣، اخرجه الحميدي: ١١٦٨، والبيهقي: ٧/٢٩٥

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٣٣١ و ٥١٨٤، صحيح مسلم: ١٤٦٨، سنن نسائی فی الكبرى: ٩١٤٠، مسند احمد: ٩٥٢٤، صحيح ابن حبان: ٤١٧٩ و ٤١٨٠

فوائد الحديث: (۱) اسلام نے عورت کو نہ صرف کہ تحفّظ دیا بلکہ اس کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کا حکم فرمایا کہ فطری طور پر عورت میں کچھ کجی اور ٹیڑھ ہے لہٰذا اس کے ساتھ نرمی والا معاملہ کرنا ہے اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو یہ سیدھی تو نہیں ہوگی لیکن تمہیں اس سے جدائی کا صدمہ سہنا پڑے گا۔

(۲) یاد رکھیں کہ یہ نرمی، عفو و درگزر دنیوی معاملہ ہے دینی امور میں کوئی رعایت نہیں بلکہ اس سے مکمل طور پر شرعی احکام کی پابندی کروائی جائے گی۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْأَلُهُ أَبُوهُ أَنْ يُطَلِّقَ زَوْجَتَهُ

والد اپنے بیٹے سے مطالبہ کرے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے

1189: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنْبَأَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِي أَبِي أَنْ أُطَلِّقَهَا فَأَبَيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ! طَلِّقِ امْرَأَتَكَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ایک عورت میری بیوی تھی میں اس سے محبّت کرتا تھا جبکہ میرے والد اسے ناپسند کرتے تھے۔ میرے والد نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے طلاق دے دوں، میں نے انکار کر دیا: میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عبد اللہ بن عمر! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف ابن ابی ذئب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ٥/٢٢٢، الطبراني في الكبير: ١٣٢٥٠، الحاكم: ٢/٩٩٧

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٥١٣٨، سنن ابن ماجه: ٢٠٨٨، مسند احمد: ٤٧١١، صحيح ابن حبان: ٤٢٦ و ٤٢٧

فوائد الحديث: (۱) والدین کا مقام و مرتبہ کس قدر ہے کہ اگر والدین حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو ان کے حکم کی بھی تعمیل کرنی ہوگی۔

(۲) خواتین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کے والدین کی نا صرف کہ اطاعت و فرمانبرداری کریں بلکہ ان کی خدمت کرنا اپنا معمول بنائیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے

1190: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے، تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے اسے وہ انڈیل لے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابي داؤد: ١٨٩١، دیکھیں حدیث: ١١٣٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٢٣، صحیح مسلم: ١٤١٣، سنن ابن ماجه: ٢١٧٢، سنن نسائی: ٦/٧١-٧٢ و ٧/٢٥٨-٢٥٩، مسند احمد: ٣٢٤٨

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسری عورت کی طلاق کا مطالبہ کرے خواہ وہ اس کی سوتن ہو یا یہ بننا چاہ رہی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگر اس کے لیے دنیاوی زندگی میں خاوند کا سہارا دیا ہے اور اس کے ہاتھوں اس کی رہائش خوراک کا بندوبست کیا ہوا ہے۔ تو اسے اس کے معاملہ کو بگاڑنا نہیں چاہئے۔

(۲) اگر تو یہ اس کی سوتن ہے تو تب بھی اسے صبر شکر کرنا چاہئے جو اسکے مقدر میں ہوگا اسے مل جائے گا اور اگر سوتن بننا چاہ رہی ہے تو تب بھی جو اس کے نصیب میں ہوگا وہ اسے ملے گا، یہ دوسرے کے نصیب میں ٹانگ اڑانے کی کوشش نہ کرے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْمَعْتُوهِ

دیوانے کی طلاق

1191: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ أَنْبَأَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر طلاق جائز ہے، سوائے دیوانے کی طلاق کے جس کی عقل قائم نہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ. وَعَطَاءُ بْنُ عَجْلَانَ ضَعِيفٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف عطاء بن عجلان کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں اور عطاء

ذَاهِبُ الْحَدِيثِ.

بن عجلان ضعیف اور حدیث بھول جانے والا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ لَا يَجُوزُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْتُوهًا يُفِيقُ الْأَحْيَانَ فَيُطَلِّقُ فِي حَالِ إِفَاقَتِهِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ دیوانے کی جس کی عقل کام نہ کرتی ہو طلاق جائز نہیں، اِلّا یہ کہ اس کی دیوانگی ایسی ہو کہ وہ بسا اوقات ٹھیک ہو جاتی ہو۔ اور وہ اپنی صحیح حالت میں طلاق دے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً؛ والصحيح موقوف) الارواء: ٢٠٤٢، یہ موقوف صحیح ہے۔ اس میں عطاء بن عجلان متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٢٢٧٦، والبغوی فی الجعدیات: ٧٦٤ و ٧٦٥ و ٧٦٦، سنن کبریٰ للبیهقی: ٣٥٩/٧، وعلقه صحیح بخاری قبل الحدیث رقم: ٥٢٦٩

فوائد الحدیث: روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن مسئلہ یہی ہے کہ مجنون اور بے عقل شخص کی دی ہوئی طلاق موثر اور نافذ نہیں ہوگی کیونکہ اسے عقل و شعور ہی نہیں کہ وہ کیا الفاظ بول رہا ہے۔ اور ان کا مفہوم اور نتیجہ کیا ہے؟

16- بَابٌ [نُزُوْلُ قَوْلِهِ: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ]

اللہ تعالیٰ کا فرمان: طلاق دو مرتبہ دینا ہے

1192: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ شَبِيبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ وَالرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ مَا شَاءَ أَنْ يُطَلِّقَهَا وَهِيَ امْرَأَتُهُ إِذَا ارْتَجَعَهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ وَإِنْ طَلَّقَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى قَالَ رَجُلٌ: لِامْرَأَتِهِ وَاللّٰهِ لَا أُطَلِّقُكِ فَتَبِينِي مِنِّي وَلَا آوِيكِ أَبَدًا. قَالَتْ: وَكَيْفَ ذَاكَ قَالَ أُطَلِّقُكِ فَكُلَّمَا هَمَّتْ عِدَّتُكِ أَنْ تَنْقَضِيَ رَاجَعْتُكِ. فَذَهَبَتِ الْمَرْأَةُ حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَسَكَتَتْ عَائِشَةُ حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ٢٢٩) قَالَتْ عَائِشَةُ فَاسْتَأْنَفَ النَّاسُ الطَّلَاقَ مُسْتَقْبَلًا مَنْ كَانَ طَلَّقَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ طَلَّقَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”لوگوں کی یہ حالت تھی، کہ آدمی اپنی بیوی کو جتنی بار چاہتا طلاق دیتا تھا، اور وہ عدت میں اس سے رجوع کر لیتا تھا تو وہ اس کی بیوی ہی رہتی تھی۔ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں (ایسی) طلاق نہیں دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور نہ ہی اپنے ہاں کبھی ٹھکانا دوں گا، اس نے کہا: یہ کس طرح؟ اس نے کہا: میں تمہیں طلاق دوں گا، جب تمہاری عدت ختم ہونے کو ہو گی میں تم سے رجوع کر لوں گا، پس وہ عورت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور انہیں بتایا' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں حتیٰ کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا، پس نبی ﷺ بھی خاموش رہے حتیٰ کہ قرآن نازل ہوا: ”طلاق دو بار دینا ہے، پس پھر یا تو دستور کے مطابق رکھنا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔“ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر لوگوں نے آئندہ سے از سر نو طلاق کا حساب رکھا، جس نے طلاق دی تھی اس نے بھی اور جس نے طلاق نہیں دی تھی۔

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

ہم کو ابو کریب نے حدثنا عبداللہ بن ادریس عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ کی سند سے یہ حدیث اس کے معنی کے ساتھ بیان کی اور اس میں انہوں نے عن عائشہ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَعْلَى بْنِ شَبِيبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث یعلیٰ بن شبیب کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں یعلیٰ راوی کمزور ہے۔ ضعيف ترمذي: ٢٠٨، الارواء: ٢٠٨٠

تخریج الحدیث: مستدرک حاکم: ٢/٢٧٩، تهذيب الكمال: ٣٢/٣٨٦

فوائد الحدیث: زمانہ جاہلیت میں لوگ عورتوں کو تنگ کرنے اور اذیت دینے کے لئے طلاق اور رجوع کا کھیل کھیلتے رہتے تھے کہ طلاق دے کر اس کے حقوق سے دستبردار ہو گئے اور جب اس کی عدت پوری ہونے کے قریب ہوئی تو رجوع کر لیا تاکہ یہ کہیں اور نکاح کر کے اپنا گھر نہ آباد کر لے، بعد میں طلاق دے دی۔ تو اس طرح خواتین بے چاری ظالموں کا تختہ مشق بنی رہتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر خاوند کے طلاق دینے کے حق کو تین میں محدود کر دیا۔ ان میں بھی دو مرتبہ رجوع کا حق دیا۔ تیسری مرتبہ وہ بھی ختم کر دیا۔ کہ خاوند کی عقل بھی ٹھکانے آجائے اور عورتیں بھی ان کے ظلم و ستم سے بچ جائیں۔ (طلاق کا مکمل و مفصل طریقہ جاننے کے لیے حدیث نمبر ١١١٨ کے فوائد دیکھیں)۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ

وہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ بچے کو جنم دے

1193: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ بْنِ بَعْكَكٍ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلنِّكَاحِ فَأُنْكِرَ عَلَيْهَا ذَلِكَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ حَلَّ أَجَلُهَا)).

سیّدنا ابو سنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سبیعہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات سے تیئس[٢٣] یا پچیس[٢٥] دن بعد بچے کو جنم دیا، پس جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو انہوں نے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا، اس وجہ سے ان پر اعتراض کیا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر وہ ایسا کرتی ہے تو (جائز ہے کیونکہ) اس کی عدت گزر چکی ہے۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

احمد بن منیع نے حدثنا الحسن بن موسیٰ حدثنا شیبان عن منصور کی سند سے ہمیں اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي السَّنَابِلِ حَدِيثٌ مَشْهُورٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَلَا نَعْرِفُ لِلْأَسْوَدِ سَمَاعًا مِنْ أَبِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سنابل رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے مشہور ہے، ہم اسود کے لیے ابو سنابل رضی اللہ عنہ سے

السَّنَابِلِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ لَا أَعْرِفُ أَنَّ أَبَا السَّنَابِلِ عَاشَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

سماع (سننا) نہیں جانتے، اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نہیں جانتا کہ ابو سنابل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بعد زندہ رہے ہوں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّ التَّزْوِيجُ لَهَا وَإِنْ لَمْ تَكُنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ تَعْتَدُّ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے تو جب وہ بچے کو جنم دے گی تو اس سے شادی کرنا جائز ہوگا خواہ اس کی عدت (چار ماہ دس دن) ختم نہ ہوئی ہو۔
یہ امام شافعی، سفیان ثوری، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے بعض اہل علم اصحاب نے کہا ہے کہ وہ دو میں سے آخری مدت والی عدت گزارے گی جبکہ قول اول صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٩٦/٤، الدارمي: ٢٢٨٦، المزي في تهذيب الكمال: ٣٨٦/٣٣
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٠٢٧، سنن نسائی: ١٩٠/٦-١٩١، مسند احمد: ١٨٩١٧، ١٨٧١٣، ٢٧٤٣٥ صحيح ابن حبان: ٤٢٩٩، صحیح بخاری: ٣٩٩١، ٥٣٢٠ و ٥٣١٩، صحیح مسلم: ١٤٨٤

1194: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوا الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا الْحَامِلَ تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْتَدُّ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ. وَقَالَ: أَبُو سَلَمَةَ بَلْ تَحِلُّ حِينَ تَضَعُ. وَقَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ: فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ قَدْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيرٍ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوہریرہ، ابن عباس اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم نے اس عورت کا تذکر کیا جس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اپنے شوہر کی وفات پر بچے کو جنم دیتی ہے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ دو میں سے آخری مدت والی عدت گزارے گی۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ جس وقت بچے کو جنم دے گی تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ کے (موقف کے) ساتھ ہوں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا تو انہوں نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی وفات کے کچھ ہی دن بعد بچے کو جنم دیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ شادی کر لیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢١١٢، صحیح ابی داؤد: ١١٩٧، اخرجه الدارمي: ٢٢٨٤، ابو يعلى: ٦٩٧٨
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٩٠٩ و ٥٣١٨، صحیح مسلم: ١٤٨٥، سنن نسائی: ١٩١/٦-١٩٣، مسند احمد: ٢٦٦٥٨ و ٢٦٦٧٥ و ٢٦٧١٥، صحیح ابن حبان: ٤٢٩٥- ٤٢٩٧

فوائد الحدیث: (۱) بیوہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت دو طرح ہے:

۱۔ ''چار ماہ دس دن'' اگر حاملہ نہ ہو

۲۔ ''وضع حمل'' اگر حاملہ ہو۔ تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے۔ خواہ وضع حمل چار مہینے دس دن سے پہلے ہو جائے یا اس کے بعد۔

(۲) جو حضرات کہتے ہیں کہ جو عدت بعد میں پوری ہو رہی ہو وہ بطور عدت گزاری جائے گی۔ تو ان کا موقف درست نہیں۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت

1195: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهَذِهِ الأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ قَالَ: قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةُ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ بِهِ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، میں نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی جس وقت کہ ان کے والد ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، انہوں نے ایک خوشبو منگوائی اس میں خلوق (مرکب خوشبو) کی زردی تھی، انہوں نے ایک لڑکی کو لگائی، پھر اپنے رخساروں پر لگائی، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، وہ (شوہر کا سوگ) چار ماہ دس دن ہے۔''

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۲۱۱٤، صحیح ابی داؤد: ۱۹۹۰-۱۹۹۱، اخرجه الدارمي: ۲۲۸۹، والبغوي: ۲۳۸۹

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٣٤، ١٢٨٠ـ ٥٣٣٦، صحیح مسلم: ١٤٨٦ و ١٤٨٨، سنن ابو داود: ۲۲۹۹، سنن نسائی: ١٨٨/٦ و ١٠١-٢٠٢، صحیح ابن حبان: ٤٣٠٤، مسند احمد: ٢٦٧٦٥

1196: قَالَتْ زَيْنَبُ: فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا لِي فِي الطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، جس وقت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی فوت ہوئے تو وہ ان کے ہاں گئیں تو انہوں نے خوشبو منگوا کر لگائی اور پھر کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس کے سوا خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ شوہر کے علاوہ کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زائد سوگ کرے، شوہر کا سوگ

چار ماہ دس دن ہے۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٧١٩، ابن ابي شيبة: ٥/٢٨٠، والبغوي: ٢٣٨٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٨٢، مسند احمد: ٢٦٧٥٤

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی مُسلمان کا کوئی بھی عزیز رشتے دار فوت ہو جائے تو وہ صرف تین دن تک اس پر سوگ کا اظہار کر سکتا ہے خواہ والدین ہوں یا اولاد اور بہن بھائی وغیرہ۔ اس سے زیادہ نہیں۔

(۲) لیکن بیوی اپنے خاوند کی وفات پر چار مہینے دس دن یا وضع حمل تک عدت گزار کر سوگ کا اظہار کرے گی۔

عدت کے احکام

(۳) عدت کے دوران عورت بناؤ سنگھار، میک اپ نہیں کر سکتی، منگنی نہیں کر سکتی، نکاح نہیں کر سکتی، رات اپنے گھر سے باہر نہیں گزار سکتی۔ اس کے علاوہ نہا دھو سکتی ہے دھلے ہوئے سادہ کپڑے پہن سکتی ہے، گلی محلے میں کوئی کام ہو تو جا سکتی ہے۔ مگر بلاوجہ گھر سے باہر زیادہ وقت نہ گزارے۔ کام نمٹا کر فوراً گھر واپس آجائے۔

(۴) بعض لوگ جاھلانہ رسوم ورواج کو اپناتے ہوئے بیوہ خاتون کو چار ماہ دس دن تک نہانے دھونے کی اجازت نہیں دیتے اور اس کو ہر قسم کے مرد رشتہ داروں سے پردہ کروا کر گھر میں بند کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ان سے گفتگو کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ ایسا کوئی بھی طریقہ، عدت کا تقاضہ نہیں ہے جن مردوں سے پردہ پہلے ضروری تھا ان سے اب بھی ضروری ہے لیکن محرم مردوں سے پردہ کروا دینا محض تکلّف ہے۔ پھر بعض جگہ یا برادریوں میں تو عجب جہالت ہے کہ پردے کا اہتمام نہ پہلے تھا نہ ہی عدت کے بعد ہوتا ہے، لیکن عدت کے دوران پردہ لازم قرار دے دیا جاتا ہے۔

(۵) اسلام کی تعلیمات سے پہلے بھی یہی طریقہ رائج تھا کہ بیوہ عورت بُرے اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہن کر کسی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں اپنے آپ کو بند کر لیتی اور سال بھر اسی حالت میں بغیر نہائے دھوئے اور خاندان کے لوگوں سے ملے اپنی عدت پوری کرتی۔ جب سال مکمل ہو جاتا تو کچھ مینگنیاں پیچھے کو پھینک کر اس کو ٹھڑی سے نکل آتی اور یہ سمجھ لیا جاتا کہ اب اس کی عدت پوری ہو گئی ہے۔ اسلام نے اس ایک سال کو چار ماہ دس دن میں تبدیل کر کے اور دوران عدت خواتین کو کئی قسم کی سہولتیں دے کر ان پر احسان فرمایا ہے۔ لہٰذا انہیں یہ عدت اسلام کی روشن اور سنہری تعلیمات کے مطابق گزارنی چاہئیں۔

1197: قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ ((لَا)). ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ فُرَيْعَةَ بِنْتِ مَالِكٍ أُخْتِ أَبِي سَعِيدٍ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے، اس کی آنکھیں دکھتی ہیں، کیا ہم اسے سرمہ لگا دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں،" دو یا تین بار (عرض کیا)، آپ ﷺ ہر بار فرماتے: "نہیں،" پھر فرمایا: وہ (عدت) چار ماہ دس دن ہے، جاہلیت میں تو عورت سال گزرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید خدری

الْخُدْرِيِّ وَحَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ.

کی ہمشیرہ فریعہ بنت مالک اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْنَبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا تَتَّقِي فِي عِدَّتِهَا الطِّيبَ وَالزِّينَةَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: زینب کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ اپنی عدت کے دوران خوشبو اور زیب وزینت سے اجتناب کرے۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٣٠٤، شرح المعاني: ٣/٧٥، والبيهقي: ٧/٣٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٢٨١، سنن نسائی: ٦/١٨٨-١٨٩ و ٢٠٥- ٢٠٦، مسند احمد: ٢٦٥٠١

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ

اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کرلے

1198: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ قَالَ: ((كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ)).

سیّدہ سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ نے اس ظہار کرنے والے کے بارے میں جو کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کرلے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اس کے ذمے) ایک ہی کفارہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا وَاقَعَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَتَانِ. وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔
بعض نے کہا ہے کہ جب وہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مباشرت کرلے تو اس کے ذمے دو کفارے ہیں، یہ عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ سلیمان بن یسار کا سلمہ بن صخر سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢١٣ و ٢٢١٧، سنن ابن ماجه: ٢٠٦٢ و ٢٠٦٥، مسند احمد: ١٦٤١٩

1199: أَنْبَأَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ ظَاهَرْتُ مِنْ زَوْجَتِي فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ. فَقَالَ ((وَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ يَرْحَمُكَ اللهُ)). قَالَ رَأَيْتُ خُلْخَالَهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ. قَالَ: ((فَلَا تَقْرَبْهَا حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللهُ بِهِ)).

(کفارہ ادا کرنے سے پہلے) اس نے مباشرت کرلی تھی، اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور میں نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مباشرت کرلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے، تم نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے عرض کیا: چاند کی چاندنی میں میری نظر اس کی پازیبوں پر پڑی (پھر مجھے اپنے اوپر قابو نہ رہا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے قریب نہ جا حتیٰ کہ اللہ نے اس کے متعلق جو تجھے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کر۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٧٤٧، الحاكم: ٢/٢٠٤، والبيهقي: ٧/٣٨٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٢٢٣، سنن ابن ماجه: ٢٠٦٥، سنن نسائي: ٦/١٦٧

فوائد الحدیث: (۱) زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو میری ماں کی پشت کی طرح ہے تو وہ اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی اب وہ کبھی بھی دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے نہیں رہ سکتے تھے۔

(۲) اسلام نے اس میں اصلاح فرمائی کہ کسی کو زبان سے کہہ دینے سے کوئی ماں نہیں بن جاتی بلکہ ماں صرف وہی ہے جس نے جنا ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا کہنے کی غلطی کر بیٹھے تو کفارہ ادا کر کے دوبارہ پھر میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کریں۔

(۳) یہ کفارہ دوبارہ ملاپ سے پہلے پہلے ادا کرنا ہے۔ لیکن اگر کسی نے غلطی سے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو اس کے ذمہ ایک ہی کفارہ ہوگا۔

نوٹ: ظہار کا کفارہ آئندہ حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ

ظہار کا کفارہ

1200: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنْبَأَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازُ أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنْبَأَنَا أَبُو سَلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ أَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِي بَيَاضَةَ جَعَلَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ حَتَّى يَمْضِيَ رَمَضَانُ فَلَمَّا مَضَى نِصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلاً فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَعْتِقْ

ابو سلمہ اور محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے روایت ہے کہ سلمان بن صخر انصاری بیاضی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا حتیٰ کہ رمضان گزر جائے، جب نصف رمضان گزرا تو ایک رات اس نے اس سے جماع کر لیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اسی کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ایک غلام آزاد کر'' اس نے عرض کیا: میرے پاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو ماہ کے مسلسل روزے

رَقَبَةً)). قَالَ: لَا أَجِدُهَا. قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)). قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ. قَالَ: ((أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)). قَالَ: لَا أَجِدُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِفَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو ((أَعْطِهِ ذَلِكَ الْعَرَقَ)). وَهُوَ مِكْتَلٌ يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا فَقَالَ: ((أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)).

رکھ۔" اس نے کہا: میں نہیں رکھ سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔" اس نے عرض کیا: میں نہیں کھلا سکتا (میرے پاس نہیں ہے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسے یہ ٹوکرا جس میں پندرہ یا سولہ صاع ہوتے ہیں، دے دو۔ (ایک صاع تقریباً سوا دو کلو کے برابر ہوتا ہے۔) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ "ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

يُقَالُ سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ وَيُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ الْبَيَاضِيُّ.

سلمان بن صخر بھی کہا جاتا ہے اور سلمہ بن صخر بیاضی بھی پکارا جاتا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ.

اور کفارہ ظہار کے بارے میں اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے دیکھیں حدیث: ۱۱۹۸۔

تخریج الحدیث: سنن کبریٰ للبیهقی: ۳۹۰/۷

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص ظہار کرے یعنی اپنی بیوی کو ماں کہہ دے تو وہ اس ترتیب سے کفارہ ادا کرے۔

۱۔ ایک غلام آزاد کرے۔ (اگر طاقت نہ ہو تو)

۲۔ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ (اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو)

۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِيلَاءِ

ایلاء کا بیان

1201: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ أَنْبَأَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: آلَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَرَامَ حَلَالاً وَجَعَلَ فِي الْيَمِينِ كَفَّارَةً.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کر لیا (ان سے مقاربت نہ کرنے کی قسم اٹھا لی)۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے مقاربت کرنے کو حرام قرار دے دیا، پھر اس حرام کو حلال کیا اور قسم کا کفارہ ادا کیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَغَيْرُهُ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ. مُرْسَلاً. وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمہ بن علقمہ کی حدیث داؤد سے اس کو علی بن سہر وغیرہ نے داؤد عن شعبی کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل بیان کیا ہے۔ اور اس میں عن مسروق عن عائشہ کا ذکر نہیں۔ اور یہ مسلمہ بن علقمہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

وَالإِيلَاءُ هُوَ أَنْ يَحْلِفَ الرَّجُلُ أَنْ لَا يَقْرَبَ امْرَأَتَهُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَأَكْثَرَ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيهِ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ فَإِمَّا أَنْ يَفِيءَ وَإِمَّا أَنْ يُطَلِّقَ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ: بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ بَائِنَةٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

ایلاء یہ ہے کہ آدمی قسم اٹھالے کہ وہ چار ماہ یا زیادہ مدت اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کرے گا۔ جب چار ماہ گزر جائیں تو پھر اس بات میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر میں سے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے (قاضی کے سامنے) کھڑا کیا جائے گا، پس وہ یا تو رجوع کرے یا پھر طلاق دے۔ یہ مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اور دیگر اہل علم کا قول ہے کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو ایک بائن طلاق ہو جائے گی۔ یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٤٧٥٢، اس کی سند مسلمہ بن علقمہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٠٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٠٧٢، صحيح ابن حبان: ٤٢٧٨، اخرجه البيهقي: ٣٢٥/٧

فوائد الحدیث: (۱) "اِیلاء" یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم اٹھالیتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ کہ وہ "ایلاء" کرتے وقت مدت مقرر کر لیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ کا ایلاء کیا تھا۔ ایسی صورت میں وہ مدت پورے کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مدت چار ماہ سے زیادہ نہ ہو۔ اگر چار ماہ سے زیادہ ہوگی تو پھر یا تو اس سے رجوع کروایا جائے گا یا طلاق دلوائی جائے گی۔ رجوع کی صورت میں چونکہ اس نے قسم کی مدت پوری نہیں کی لہٰذا وہ قسم کا کفارہ دے گا اگر مدت چار ماہ سے کم تھی اور اس نے پوری کر دی تو قسم کا کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایلاء کرتے وقت مدت مقرر نہیں کی تو ایسی صورت میں چار ماہ اس کا انتظار کیا جائے گا۔ یا تو وہ رجوع کر لے یا پھر طلاق دے دے۔

(۲) یعنی چار ماہ سے زیادہ ایلاء نہیں کر سکتا۔

(۳) بعض لوگوں کے نزدیک چار ماہ گزرنے کے ساتھ ہی خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی لیکن یہ درست نہیں، طلاق اس کے دینے سے ہوگی۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ

لعان کا بیان

1202: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ قَائِلٌ. فَسَمِعَ كَلَامِي فَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: ادْخُلْ مَا جَاءَ بِكَ إِلَّا حَاجَةٌ. قَالَ: فَدَخَلْتُ فَإِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْدَعَةَ رَحْلٍ لَهُ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ نَعَمْ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا رَأَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ. قَالَ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ.

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مصعب بن زبیر کی خلافت میں مجھ سے لعان کرنے والے جوڑے کے متعلق پوچھا گیا، کیا ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی؟ مجھے سمجھ نہ آئی کہ میں کیا کہوں، پس میں اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، میں نے اجازت طلب کی تو مجھے بتایا گیا: کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں، انہوں نے میری آواز سن لی اور فرمایا: ابن جبیر، اندر آجاؤ، تم کسی ضرورت کے تحت ہی آئے ہو۔
پس میں اندر چلا گیا دیکھا کہ وہ کجاوے کی ایک موٹی چادر بچھا کر لیٹے ہوئے ہیں، میں نے کہا: ابو عبدالرحمٰن! لعان کرنے والے جوڑے کے درمیان جدائی کرادی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ، ہاں، اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا، وہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو بے حیائی کی حالت میں دیکھے تو وہ کیا کرے؟ اگر بات کرتا ہے تو بھی بڑی مصیبت اور اگر خاموشی اختیار کرتا ہے تو بھی بڑی مُصیبت ہے، نبی ﷺ خاموش رہے اور آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي فِي سُورَةِ النُّورِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ حَتَّى خَتَمَ الْآيَاتِ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَا الْآيَاتِ عَلَيْهِ.

جب کچھ وقت گزرا تو اس کے بعد وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، بے شک میں نے جس چیز کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا تھا میں ہی اس میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں جو سورۃ النور میں ہیں: "وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر بہتان لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے سوا گواہ نہیں ہوتے۔" حتیٰ کہ آیات ختم ہوئیں تو آپ نے اس آدمی کو بلا کر یہ آیات اسے پڑھ کر سنائیں۔

وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ

اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے

عَذَابِ الآخِرَةِ. فَقَالَ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا. ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ فَقَالَتْ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ.

مقابلے میں بہت ہی معمولی ہے، اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں نے اس پر جھوٹ نہیں باندھا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ آیات اس عورت کو دوبارہ پڑھ کر سنائیں، اسے وعظ و نصیحت کی، اور اسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہی معمولی ہے۔ اس نے کہا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس نے سچ نہیں کہا۔

قَالَ: فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ. ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

آپ نے مرد سے ابتدا کی، اس نے چار بار اللہ کی قسم اٹھائی کہ وہ سچوں میں سے ہے، اور پانچویں بار کہے: اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر عورت سے یہ بات دہرائی تو اس نے چار بار اللہ کی قسم اٹھائی کہ وہ (آدمی) جھوٹوں میں سے ہے، اور پانچویں بار کہے: اگر وہ سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو، پھر ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سہل بن سعد، ابن عباس، ابن مسعود اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابی داؤد: ١٩٥٥، اخرجه الدارمي: ٢٢٣٧، و ابو يعلى: ٥٦٥٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٤٩٣، سنن نسائی: ٦/١٧٥-١٧٦، مسند احمد: ٤٦٩٣

فوائد الحدیث: (۱) جب کوئی شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے تو اس کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے سمیت چار گواہ پیش کرے، ان چاروں نے انہیں زنا کرتے دیکھا ہو تو پھر ان کے الزام کو قبول کر کے زانی پر حد زنا قائم کی جائے گی، اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکا تو پھر اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

(۲) اب اگر خاوند اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کے ساتھ نازیبا حالت میں دیکھ لے اور بیوی انکاری ہو وہ اس الزام کو تسلیم نہ کرے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ تمام شرائط کے ساتھ چار گواہ پیش نہیں کر سکتا تو ایسی صورت میں شریعت اسلام نے یہ حل بتایا ہے کہ خاوند پانچ شہادتیں قسم کے ساتھ دیکر حد قذف سے بچ جائے اور بیوی پانچ شہادتیں قسم کے ساتھ دیکر حد زنا سے بچ جائے۔ اگر خاوند یہ شہادتیں نہیں دیتا تو اس پر حد قذف قائم کی جائے گی اور اگر بیوی یہ قسمیں نہ اُٹھائے تو اس پر حد زنا لاگو ہوگی۔

لعان کا طریقہ

(۳) لعان کے موقعہ پر دونوں میاں بیوی مجمع عام میں لوگوں کے سامنے اکٹھے ہوں گے، قاضی اور جج دونوں کو الگ الگ نصیحت کرے گا اور آخرت کے عذاب سے ڈرا کر انہیں حقیقت حال کو واضح کرنے اور حق سچ کو قبول کرنے کی تلقین کرے گا۔ اس کے باوجود اگر وہ دونوں اپنی اپنی بات پر مصر رہیں تو۔

(۴) سب سے پہلے خاوند چار مرتبہ قسمیں اٹھا کر شہادت دے گا کہ میں سچا ہوں جو کچھ میں نے دعویٰ کیا ہے وہ درست ہے۔ پانچویں مرتبہ وہ قسم اٹھا کر کہے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(۵) پھر بیوی چار مرتبہ قسم اٹھا کر گواہی دے گی کہ میں سچی ہوں اور یہ میرا خاوند جھوٹا ہے، پانچویں دفعہ وہ قسم اٹھا کر کہے گی کہ اگر میں جھوٹی ہوں اور میرا خاوند سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

(۶) اب دونوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، دنیا میں ان پر کسی قسم کی کوئی حد نافذ نہیں کی جائے گی۔

(۷) "لعان" کا معنی ہے لعنت کرنا، خاوند چونکہ اپنی قسموں میں پانچویں مرتبہ جھوٹا ہونے کی صورت میں اپنے آپ پر لعنت کرتا ہے لہٰذا اس عمل کا نام "لعان" رکھا۔

1203: أَنْبَأَنَا قُتَيْبَةُ أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَاعَنَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ وَفَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأُمِّ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا تو نبی ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی، اور بیٹے کو ماں کے ساتھ بھیج دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٢٣٨، ابن الجارو: ٧٥٤، والبيهقي: ٤٠٢/٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٤٧٤٨، صحيح مسلم: ١٤٩٤، سنن ابو داود: ٢٢٥٩، سنن ابن ماجه: ٢٠٦٩، سنن نسائی: ١٧٨/٦، مسند احمد: ٤٥٢٧، صحيح ابن حبان: ٤٢٨٨

فوائد الحدیث: (۱) لعان کے بعد میاں بیوی کی جدائی ہو جائے گی اب دوبارہ کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی وہ میاں بیوی کی حیثیت سے نہیں رہ سکیں گے۔

(۲) اگر خاوند بچے کا انکار کر دے کہ یہ میرا نہیں بلکہ ولد الزنا ہے تو وہ بچہ ماں کے سپرد کر دیا جائے گا اور وہ دونوں ماں، بیٹا، ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

بیوہ خاتون کہاں عدت گزارے؟

1204: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ أَنْبَأَنَا مَعْنٌ أَنْبَأَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ

سیّدہ زینب بنت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہا (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ) سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن

بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ وَأَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا حَتَّى إِذَا كَانَ بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ. قَالَتْ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فَإِنَّ زَوْجِي لَمْ يَتْرُكْ لِي مَسْكَنًا يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةً. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نَعَمْ)).

سنان رضی اللہ عنہما ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کریں کہ وہ قبیلہ بنو خدرہ میں اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جائیں، ان کے شوہر اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلے، حتیٰ کہ جب وہ "قدوم" جگہ کے قریب پہنچے تو انہیں جالیا، انہوں نے انہیں شہید کر دیا، انہوں نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ میں اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جاتی ہوں، کیونکہ میرے شوہر نے میرے لیے اپنا کوئی ملکیتی گھر چھوڑا ہے نہ کوئی خرچ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے"۔

قَالَتْ: فَانْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ نَادَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ أَمَرَ بِي فَنُودِيتُ لَهُ فَقَالَ: ((كَيْفَ قُلْتِ)). قَالَتْ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي قَالَ: ((امْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ)). قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ.

پس میں واپس مڑی، حتیٰ کہ جب میں گھر یا مسجد ہی میں تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی یا آپ ﷺ نے میرے متعلق حکم فرمایا تو مجھے آپ ﷺ کی خاطر آواز دی گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے کیسے کہا تھا؟" میں نے اپنے شوہر کے حوالے سے جو پہلے آپ کے گوش گزار کیا تھا وہ دوبارہ عرض کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھر میں رہو حتیٰ کہ اللہ کی مقرر کردہ مدت (عدت) پوری ہو جائے۔" پس میں نے وہاں چار ماہ دس دن عدت گزاری۔ پس جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس بارے میں مجھ سے پوچھنے کے لیے پیغام بھیجا تو میں نے انہیں بتا دیا، انہوں نے اس کی اتباع کی اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنْبَأَنَا سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

محمد بن بشار نے انبانا یحییٰ بن سعید انبانا سعد بن اسحق بن کعب بن عجرہ کی سند سے ہم کو اسی طرح اس کے معنی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. لَمْ يَرَوْا لِلْمُعْتَدَّةِ أَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ اسے جائز نہیں سمجھتے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر سے منتقل ہو حتیٰ کہ وہ اپنی عدت پوری کر لے۔ یہ سفیان ثوری، شافعی،

وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَاءَتْ وَإِنْ لَمْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ. آخِرُ كِتَابِ الطَّلَاقِ وَأَوَّلُ كِتَابِ الْبُيُوعِ

احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر میں سے بعض اہل علم کا موقف ہے کہ عورت جہاں چاہے عدت گزارے خواہ وہ اپنے شوہر کے گھر عدت نہ گزارے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قول اول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٨٤/٥، الدارمي: ٢٢٩٢، وابن الجارود: ٧٥٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٣٠٠، سنن ابن ماجه: ٢٠٣١، سنن نسائي: ١٩٩/٦-٢٠١، مسند احمد: ٢٧٠٨٧، صحيح ابن حبان: ٤٢٩٢، و ٤٢٩٣.

فوائد الحدیث: (۱) بیوہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ خاوند کی وفات کے وقت وہ جس گھر میں رہائش پذیر تھی وہاں ہی عدت گزارے۔ خواہ گھر ذاتی ہو یا کرائے وغیرہ پر۔

(۲) دن کے وقت بوقت ضرورت گھر سے باہر جا سکتی ہے رات گھر میں ہی گزارنا ہوگی۔

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۱۹۵، ۱۱۹۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

12

اَبْوَابُ الْبُيُوْعِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

تجارت وبیوع کے احکام ومسائل

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الشُّبُهَاتِ

شبہ والے کام چھوڑنے کا ذکر

1205: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذَلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَدْرِي كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَمِنَ الْحَلَالِ هِيَ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ؟ فَمَنْ تَرَكَهَا اسْتِبْرَاءً لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَمَنْ وَاقَعَ شَيْئًا مِنْهَا يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ كَمَا أَنَّهُ مَنْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ)).

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اس کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ آیا یہ حلال میں سے ہے یا حرام میں سے ہے، جس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچانے کے لیے انہیں چھوڑ دیا تو وہ بچ گیا، اور جو ان میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو گیا تو قریب ہے کہ وہ حرام میں واقع و مبتلا ہو جائے، جس طرح کہ وہ شخص جو بادشاہ کی مخصوص چراگاہ کے آس پاس جانور چراتا ہے تو قریب ہے کہ وہ اس میں داخل کر دے، سنو! ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے، سنو، اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔“

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو ہناد نے حدثنا وکیع عن زکریا بن ابی زائدۃ عن الشعبی عن النعمان بن بشیر عن النبی ﷺ کی سند سے اسی طرح اس کے معنی میں بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ. کئی ایک نے اسے شعبی عن نعمان بن بشیر کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٣٤، الطبراني في الاوسط: ٢٢٨٥، البيهقي: ٥/٦٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٣٦٨

فوائد الحدیث: (۱) شریعت نے حلال وحرام کو واضح بیان فرمادیا ہے لیکن بعض چیزیں یا کام ایسے ہیں کہ جن کے متعلق شبہ ہوتا ہے کہ پتہ نہیں حلال ہے یا حرام۔ کیونکہ دلائل دونوں طرف ہی ہوتے ہیں، اب ایسی صورت میں ہر شخص ان کی حلت وحرمت یا پھر جائز وناجائز ہونے کو نہیں سمجھ سکتا۔ صرف ماہر عُلماء کرام ہی فرق معلوم کرسکتے ہیں۔

(۲) لہٰذا ایسی صورت میں شک وشبے والے کاموں اور چیزوں سے بچنا۔ انسان کے لیے ضروری ہے تاکہ مشتبہ امور کی وجہ سے کسی حرام کا مرتکب نہ ہوجائے۔

(۳) اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال سے واضح فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنے لیے کوئی چراگاہ مقرر کی ہو یا اس کا کھیت ہو جس میں اس نے سبزہ وغیرہ کاشت کیا ہوا ہے۔ کسی دوسرے کو اجازت نہیں کہ اس کے کھیت یا چراگاہ میں اپنے جانور چرائے۔ اب اگر کوئی شخص اس کھیت اور چراگاہ کے قریب اپنے جانور چرائے گا تو ہوسکتا ہے کہ اس کے جانور اس کھیت اور چراگاہ میں داخل ہوجائیں یا باہر سے ہی اس کھیت میں کھڑی فصل کا نقصان کردیں تو ایسی صورت میں وہ چرواہا سزا کا مستحق ہوگا وہ جسمانی بھی ہوسکتی ہے۔ کسی جرمانے وغیرہ کی شکل میں بھی یا کم از کم اس کھیت کا مالک اسے گالی گلوچ کرکے بے عزت تو کرے گا۔ لیکن اگر وہ چرواہا اپنے جانوروں کو اس سبزے والے کھیت اور چراگاہ سے دور رکھے گا تو نہ اس کے جانور اس کھیت کا نقصان کرسکیں گے اور نا ہی اس کو کوئی سزا ملے گی اور کسی قسم کی پریشانی بھی نہیں ہوگی۔

(۴) لہٰذا ہر مومن مُسلمان کو چاہیے کہ وہ شک وشبہ والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے تاکہ کہیں حرام کا مرتکب نہ ہوجائے۔

(۵) یہ اصول وضابطہ اپنے تمام امور میں اپنائے خواہ اس کا تعلق عقائد، عبادات معاملات، اخلاقیات وغیرہ کسی بھی معاملے سے ہو۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الرِّبَا

سود خوری

1206: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ".

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، سود دینے والے پر، اس کے گواہوں پر اور اس کی تحریر لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، علی، جابر اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٤٩٨١، شرح المعاني: ٤/٦٨، البيهقي: ٥/٢٩١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٩٧، سنن ابو داود: ٣٣٣٣، سنن ابن ماجه: ٢٢٧٧، سنن نسائی: ٨/١٤٧، مسند احمد: ٣٧٢٥، صحيح ابن حبان: ٥٠٢٥

فوائد الحدیث: (۱) اسلامی معاشرے میں ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیر خواہی کو بڑی اہمیت حاصل ہے خصوصاً جو غریب اور کمزور طبقات ہیں ان کے مفادات کا بڑا تحفّظ کیا گیا ہے۔ لیکن سود خور آدمی وہ ایسی کسی بھی خصوصیت سے محروم ہوتا ہے بلکہ وہ انتہائی بے رحم اور سنگدل ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے فائدے کے علاوہ دوسری کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔

(۲) اسی لئے اسلامی معاشرے میں نا صرف کہ سود کو حرام قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کے لیے کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی شناعت کو واضح کرنے کے لئے اس کاروبار سے متعلقہ تمام افراد کو اس جرم میں برابر کا شریک سمجھا گیا ہے۔ خواہ وہ کسی ایسی فرم میں ملازم ہو جو سودی کاروبار کر رہی ہے اور یہ ان کی دستاویز وغیرہ تیار کرتا ہے۔

(۳) ایک مومن مُسلمان کو تو ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا چاہئے لیکن اس قسم کے کبیرہ گناہوں سے تو بہت زیادہ اجتناب برتنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيظِ فِي الْكَذِبِ وَالزُّورِ وَنَحْوِهِ

جھوٹ اور جعل سازی بہت بڑا گناہ ہے

1207: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹی بات کرنا۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَأَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں ابو بکرہ، ایمن بن خریم اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ٢٧٧، انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ١٠٧٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٦٥٣، صحيح مسلم: ٨٨، سنن نسائی: ٧/٨٨، و ٨/٦٣، مسند احمد: ١٢٣٣٦ و ١٢٣٧١

فوائد الحدیث: (۱) کاروبار میں اکثر لوگ منافع کمانے کے لیے جھوٹ بولتے، دھوکہ و فراڈ کرتے ہیں اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب البیوع میں بیان فرما کے تعلیم دی ہے کہ جس طرح شرک باللہ، والدین کی نافرمانی اور کسی بے گناہ کو قتل کرنے سے بچتے ہو کہ یہ گناہ ہیں اسی طرح کاروبار لین دین و دیگر معاملات میں دھوکہ، فراڈ اور جھوٹ بولنا بھی بہت بڑا گناہ ہے اس سے بھی بچو اور پرہیز کرو۔

(۲) آج لوگ حج، عمرے، نماز اور صدقہ وخیرات، ذکر اذکار وغیرہ کا بڑا خیال رکھتے اور اہتمام کرتے ہیں لیکن کاروبار میں دو نمبر مال بھی دھوکے سے فروخت کیے جارہے ہیں ایسے لوگوں کو اس حدیث پر بار بار غور کرنا چاہئے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّجَّارِ وَتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِيَّاهُمْ

تاجروں اور ان کے لیے نبی ﷺ کے تجویز کردہ ناموں کا بیان

1208: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الشَّيْطَانَ وَالإِثْمَ يَحْضُرَانِ الْبَيْعَ فَشُوبُوا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَرِفَاعَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

رَوَاهُ مَنْصُورٌ وَالأَعْمَشُ وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ. وَلَا نَعْرِفُ لِقَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا.

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ وَشَقِيقٌ هُوَ أَبُو وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہمیں سماسرہ (کمیشن ایجنٹ) کہا جاتا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تاجروں کی جماعت: شیطان اور گناہ بیع کے موقع پر موجود ہوتے ہیں، پس تم اپنی بیع کو صدقہ کے ساتھ ملا دیا کرو (تاکہ کفارہ ہو جائے)۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا براء بن عازب اور رفاعہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قیس بن ابی غرزہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

منصور، اعمش، حبیب بن ابی ثابت اور کئی ایک نے اسے ابووائل عن قیس بن ابی غرزہ سے روایت کیا ہے۔ اور ہم قیس کی نبی ﷺ سے صرف اسی حدیث کو جانتے ہیں۔

ہناد نے ہمیں ابو معاویہ عن اعمش عن شقیق بن سلمہ کی سند سے بیان کیا اور شقیق یہ ابو وائل ہیں انہوں نے قیس بن ابی غرزہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٣٨، الحاكم: ٦/٢، والمزي في تهذيب الكمال: ٧٦/٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٢٦ و ٣٣٢٧، سنن ابن ماجه: ٢١٤٥، سنن نسائی: ١٤/٧-١٥ و ٢٤٧، مسند احمد: ١٦١٣٤

فوائد الحدیث: کسی بھی فرد، فرم، یا ادارے کے نام سے بہتر کوئی نام ہو تو اسے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

1209: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''امانت دار سچا تاجر انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

وَالشُّهَدَاءِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ. وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَابِرٍ وَهُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے اس طریق سے صرف ثوری عن ابی حمزہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ابو حمزہ کا نام عبداللہ بن جابر ہے۔ وہ بصرہ کے شیخ ہیں۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

سوید بن نصر نے بیان کیا، عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری عن ابی حمزہ سے اس اسناد سے اسی مانند ہمیں خبر دی۔

حکم الحدیث: (ضعيف) غاية المرام: ١٦٧۔ اس میں ابو حمزہ راوی ضعیف ہے۔ نیز سفیان اور حسن بصری دونوں مدلس ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ٢٥٣٩ مستدرک حاکم: ٦/٢، سنن الدارقطنی: ٧/٣، شرح السنة: ٢٠٢٥، سنن ابن ماجه: ٢١٣٩

فوائد الحدیث: جو شخص جس قدر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اسی قدر ہی نوازتے ہیں۔ ایک کاروباری شخص کو جب دھوکہ فراڈ اور من مانی کے لیے حالات اور ماحول سازگار ہو، لیکن پھر بھی وہ شخص دیانت و امانت اور صدق و سچائی کے ساتھ کاروبار کرے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے دغا نہ کرے جائز منافع لے تو اللہ کریم اسے دنیا میں بھی برکتوں سے نوازتے ہیں اور آخرت میں اللہ کریم اسے انعام یافتہ ہستیوں، انبیا کرام، صدیقین اور شہداء کی رفاقت نصیب فرمائیں گے، (بصورت دیگر اگلی حدیث پڑھیں)۔

1210: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُونَ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!)). فَاسْتَجَابُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَفَعُوا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ)).

سیّدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ عید گاہ کی طرف روانہ ہوئے، آپ ﷺ نے لوگوں کو خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”تاجروں کی جماعت!“ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف توجہ کی اور اپنی گردنیں اور آنکھیں آپ ﷺ کی طرف بلند کیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تاجر قیامت کے دن گناہ گار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے، سوائے اس کے جو اللہ سے ڈر گیا، نیکی کی اور سچ بولا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُقَالُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ أَيْضًا.

اسماعیل بن عبید اللہ بن رفاعہ بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس کی سند اسماعیل بن عبید کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢١٤٦، صحيح ابن حبان: ٤٩١٠، مسند احمد: ١٥٥٢٩

فوائد الحدیث: بازار و مارکیٹ میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو دغاباز، فراڈیے اور چرب زبانی سے گاہک کو پھنسا کر اسے ردی اور نکما مال دے کر کئی گنا زیادہ منافع کما لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر تاجروں کو مخاطب کر کے انہیں بتایا کہ مجموعی

طور پر تو حالت یہی ہوگی کہ تاجر حضرات قیامت کے دن گناہ گار ہی اُٹھائے جائیں گے۔ لیکن جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نیکی، ہمدردی، خیر خواہی اور پوری سچائی و دیانتداری سے کاروبار کیا تو اللہ تعالیٰ اسے نا صرف کہ اس شرمندگی سے بچائیں گے بلکہ اسے عظیم لوگوں کا ساتھ بھی عطا فرمائیں گے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ كَاذِبًا

مال تجارت پر جھوٹی قسم اٹھانا

1211: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)). قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا! فَقَالَ: ((الْمَنَّانُ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ)).

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ وہ تو ناکام و نامراد ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی چیز دے کر احسان جتلانے والا، اپنا ازار (تہہ بند، پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنے مال کی رغبت دلانے والا۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ، ابو امامہ بن ثعلبہ، عمران بن حصین اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢/٧، الدارمي: ٢٦٠٨، البيهقي: ٢٦٥/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠٦، سنن ابو داود: ٤٠٨٧ و ٤٠٨٨، سنن ابن ماجه: ٢٢٠٨، سنن نسائي: ٨١/٥ و ٢٤٥/٧-٢٤٦ و ٢٠٨/٨، مسند احمد: ٢١٣١٨، صحيح ابن حبان: ٤٩٠٧

فوائد الحدیث: (۱) ”لا ینظر اللہ الیھم“ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ ”ولا یزکیھم“ کچھ گناہ گار ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ اور وہ گناہوں سے پاک ہو جائیں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جن کو ان کے گناہوں کی سزا دے کر دوزخ سے نکال کر جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ بھی گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔ لیکن کچھ بد نصیب ایسے ہوں گے جن کو نہ تو اللہ تعالیٰ رحمت کرتے ہوئے معاف کریں گے اور نہ ہی جہنم کی آگ ان کے گناہ کی نجاست و پلیدی کو دور کرے گی بلکہ ”ولھم عذاب الیم“ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا جس میں وہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ، ولا تجعلنا منھم

(۲) یہ تین قسم کے بد نصیب ہوں گے:

۱۔ المنان (احسان جتلانے والا) یہ وہ شخص ہوگا جو دنیا میں کسی کے ساتھ کوئی بھی نیکی کرتا ہے لیکن بعد میں اس کو بطور احسان کے یاد دلاتا

ہے کہ میں نے فلاں وقت تیرے ساتھ فلاں نیکی کی تھی۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اس لیے اس کا انجام یہ ہوگا جو حدیث میں بیان ہوا ہے۔

۲۔ (اپنے تہہ بند، شلوار، پاجامہ وغیرہ) کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا چونکہ متکبر اور نخوت والا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں جو جتنا بڑا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی زیادہ ذلیل کریں گے۔

۳۔ (سامان بیچنے کے لئے جھوٹی قسمیں اٹھانے والا) بھی اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے اور گاہک کو سامان کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس کی کوالٹی، ریٹ وغیرہ کے متعلق جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے تاکہ اس کا سامان بک جائے اور زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرلے۔

(۳) یہ تینوں قسم کے لوگ ایک سے بڑھ کر ایک بڑے مجرم ہیں لہٰذا انسان کو دنیاوی مفادات اور وقتی فائدے کے حصول کی خاطر اپنی آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کو برباد نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اس قسم کے گناہوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی گزارنی چاہئے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبْكِيرِ بِالتِّجَارَةِ

اول وقت / صبح صبح تجارت کرنا

1212: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا)). قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلاً تَاجِرًا وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ.

سیّدنا صخر غامدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے اس کے اول (صبح کے) وقت میں برکت عطا فرما۔“ آپ ﷺ جب کوئی سریہ یا لشکر روانہ کرتے تھے تو انہیں دن کے اول وقت میں روانہ فرماتے تھے، صخر رضی اللہ عنہ تاجر آدمی تھے، وہ بھی جب اپنے تجارتی قافلے بھیجتے تھے تو انہیں دن کے پہلے پہر میں بھیجتے تھے، پس وہ امیر ہوگئے اور ان کا مال بہت زیادہ ہوگیا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَبُرَيْدَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابن مسعود، بریدہ، انس، ابن عمر، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَلَا نَعْرِفُ لِصَخْرٍ الْغَامِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غامدی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ صخر غامدی رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے صرف یہی حدیث معلوم ہے۔

وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

سفیان ثوری نے شعبہ عن یعلی بن عطاء کی سند سے یہ حدیث روایت کی۔

حكم الحديث: (صحيح: دُوْنَ قَوْلِهِ: ((وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً... إلخ)) فَإِنَّهُ ضَعِيْفٌ) الروض النضير: ٤٩٠، صحيح ابى داؤد: ٢٣٤٥، الضعيفة: ٤١٧٨، ”جب کوئی لشکر بھیجتے“ کے علاوہ صحیح ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٤٨٤، عمارہ مجہول راوی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٦٠٦، سنن ابن ماجه: ٢٢٣٦، سنن نسائی فی الکبری: ٨٨٣٣، مسند احمد: ١٥٤٣٨، صحیح ابن حبان: ٤٧٥٤ و ٤٧٥٥

فوائد الحدیث: (۱) صبح سویرے کام کرنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی ہے اور اس کی قبولیت کا صحابی رسول اللہ ﷺ نے اپنا تجربہ بھی بیان کیا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ہر قسم کے دینی و دنیاوی، کاروباری معاملات کو صبح صبح کرنے اور نمٹانے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے کامیابیوں سے نوازے گا۔

(۲) آجکل بڑے شہروں میں خصوصاً بڑی مارکیٹیں تقریباً دوپہر کے قریب جا کر کھلتی ہیں اور صبح سویرے برکت والا وقت لوگ سو کر گزار دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے باوجود کاروبار کی وسعت، دولت کی ریل پیل کے پھر بھی کاروباری لوگ پریشان ہیں اور مندے کا رونا روتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اس طرح کا شیڈول بنائیں کہ مارکیٹ صبح جلدی کھولیں، کاروبار شروع کریں۔ رات کو جلدی بند کر دیا کریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کیسے برکتوں سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق فرمائیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشِّرَاءِ إِلَى أَجَلٍ

کسی چیز کو مدت تک خریدنے کی اجازت

1213: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيظَانِ. فَكَانَ إِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَيْهِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ لِفُلَانٍ الْيَهُودِيِّ. فَقُلْتُ: لَوْ بَعَثْتَ إِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ.

فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيدُ إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِي أَوْ بِدَرَاهِمِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبَ قَدْ عَلِمَ أَنِّي مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ)).

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ أَيْضًا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ فِرَاسٍ الْبَصْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ الطَّيَالِسِيَّ يَقُولُ سُئِلَ شُعْبَةُ يَوْمًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر قطر (علاقے) کے دو موٹے کپڑے تھے، جب آپ ﷺ بیٹھتے تھے تو آپ ﷺ کو پسینہ آجاتا تھا، وہ آپ ﷺ پر گراں ہوتے تھے۔ شام سے فلاں یہودی کے پاس کچھ کپڑا آیا، تو میں نے عرض کیا: اگر آپ ﷺ اس کے پاس کسی کو بھیجیں اور اس سے خوش حالی آنے کے وعدہ تک دو کپڑے خرید لیں، آپ ﷺ نے بھیجا، تو اس نے کہا: مجھے معلوم ہے جو وہ چاہتے ہیں، وہ تو میرا مال یا میرے درہم لینا چاہتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے جھوٹ بولا ہے، جبکہ اسے معلوم ہے کہ میں ان میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، اور ان میں سے سب سے زیادہ امانت کی ادائیگی کرنے والا ہوں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن غریب صحیح ہے۔

شعبہ نے بھی اسے عمارہ بن ابی حفصہ سے روایت کیا ہے۔ میں نے محمد بن فراس بصری کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو داود طیالسی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک دن

فَقَالَ: لَسْتُ أُحَدِّثُكُمْ حَتَّى تَقُومُوا إِلَى حَرَمِيِّ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ فَتُقَبِّلُوا رَأْسَهُ. قَالَ: وَحَرَمِيٌّ فِي الْقَوْمِ.

شعبہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا حتیٰ کہ تم حرمی بن عمارہ بن ابی حفصہ کے پاس جا کر ان کے سر کو بوسہ دو۔ اور حرمی اس وقت لوگوں میں موجود تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: أَيْ إِعْجَابًا بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اس حدیث کو پسند کرنے کی وجہ سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو نعيم في الحلية: ٣/٣٤٧ تحفة الاشراف رقم: ١٧٤٠٠

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٧/٢٩٤، مسند احمد: ٢٥١٤١

1214: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ بِعِشْرِينَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَخَذَهُ لِأَهْلِهِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ نے وفات پائی تو آپ ﷺ کی زرہ بیس صاع اناج کے بدلے میں گروی (رہن) تھی، آپ ﷺ نے وہ اپنے گھر والوں کے لیے لیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/١٨، الدارمي: ٢٥٨٥، البيهقي: ٦/٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٤٣٩، سنن نسائی: ٧/٣٠٣، مسند احمد: ٢١٠٩

1215: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ [ح] قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رُهِنَ لَهُ دِرْعٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِعِشْرِينَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَخَذَهُ لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ ذَاتَ يَوْمٍ يَقُولُ ((مَا أَمْسَى فِي آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعُ تَمْرٍ وَلَا صَاعُ حَبٍّ)). وَإِنَّ عِنْدَهُ يَوْمَئِذٍ لَتِسْعُ نِسْوَةٍ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو کی روٹی اور سڑی ہوئی چربی لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں گیا، جبکہ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بیس صاع (تقریباً پینتالیس ۴۵ کلو) اناج کے عوض گروی تھی جو آپ ﷺ نے اپنے اہل کے لیے لیا تھا۔ میں نے ایک دن آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آل محمد ﷺ کے ہاں کسی بھی دن (شام) ایک صاع کھجور اور ایک صاع گندم نہ رہی، جبکہ اس وقت آپ ﷺ کی نو ازواج مطہرات تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٦/٣٦، البغوي: ٤٠٧٨، وانظر تحفة الاشراف: ١٣٥٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٠٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٤٣٧، سنن نسائی: ٧/٢٨٨، مسند احمد: ١١٩٩٣ و ١٢٣٦٠، صحیح ابن حبان: ٦٣٤٩

فوائد الحدیث: (۱) آدمی اپنی ضرورت کی چیز کسی دوسرے سے ادھار لے سکتا ہے۔ اور یہ کاروبار غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔
(۲) بطور ضمانت کسی چیز کو گروی بھی رکھا جا سکتا ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتَابَةِ الشُّرُوطِ

شروط تحریر کرنا

1216: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ لَيْثٍ صَاحِبُ الْكَرَابِيسِيِّ الْبَصْرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ لِي الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ أَلَا أُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ بَلَى. فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا ((هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ لَيْثٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

عبدالمجید بن وہب نے بیان کیا، عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: کیا میں تمہیں وہ تحریر نہ پڑھ کر سناؤں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے لکھوائی تھی؟ میں نے کہا، ضرور، انہوں نے ایک تحریر نکالی: یہ وہ چیز ہے جسے عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریدا، اس نے ان سے ایک غلام یا لونڈی خریدی، اس میں کوئی بیماری ہو نہ چوری کا مال ہو اور نہ ہی حرام کی ہو۔ مسلمان کی مسلمان سے بیع ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ہم اسے صرف عباد بن لیث کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں کئی ایک محدثین نے ان سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن الجارود: ١٠٢٨، العقيلي: ٣/١٤٣، الدارقطني: ٣/٧٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٥١، سنن نسائی فی الکبری کما فی التحفة: ٧/٢٧٠

فوائد الحدیث: (۱) لین دین کرتے وقت معاملات کو لکھ لینا چاہئے خصوصاً ادھار کی صورت میں تو اس کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ اس سے انسان کئی قسم کی قباحتوں سے بچ جاتا ہے۔

(۲) سودا کرتے ہوئے اپنے مال کے نقائص کو چھپانا نہیں چاہئے بلکہ اس کی خامیوں، خوبیوں کو واضح کر دینا چاہئے تاکہ خریدار سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ

ناپ تول کا بیان

1217: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِأَصْحَابِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ ((إِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيتُمْ أَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيهِ الْأُمَمُ السَّالِفَةُ قَبْلَكُمْ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ناپ تول کرنے والوں سے فرمایا: ”تمہارے ذمے دو کام لگا دیے گئے ہیں، تم سے پہلے لوگ ان میں (کمی کرنے کی وجہ سے) ہلاک ہو گئے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ. وَحُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف حسین بن قیس کی روایت کے حوالے سے مرفوع جانتے ہیں، جبکہ حسین بن قیس حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح اسناد کے ساتھ موقوف روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف وَالصَّحِيح مُوْقُوْفٌ) یہ موقوف صحیح ہے۔ المشکوٰۃ: ۲۸۹۰۔ حسین بن قیس متروک راوی ہے۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ۱۱۵۳۵، وابن عدی فی الكامل: ۷۶۳/۲، مستدرک حاکم: ۳۱/۲، سنن کبریٰ للبیهقی: ۳۲/٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ درست ہے کہ دوسری روایت اور قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ کہ ناپ تول میں کمی بیشی انسان کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی قوم اجتماعی طور پر اس فعل شنیع کا ارتکاب کرے گی تو اللہ تعالیٰ پوری کی پوری قوم کو ہی ہلاک کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا شعیب علیہ السلام کی قوم اسی جرم کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھی۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ مَنْ يَزِيدُ

زیادہ قیمت دینے والے کے ہاتھ چیز فروخت کرنا

1218: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ شُمَيْطِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ الْحَنَفِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَاعَ حِلْسًا وَقَدَحًا وَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِي هَذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ)). فَقَالَ رَجُلٌ: أَخَذْتُهُمَا بِدِرْهَمٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ)) فَأَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَيْنِ فَبَاعَهُمَا مِنْهُ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اور ایک پیالہ فروخت کرنا چاہا تو فرمایا: ”اس چادر اور پیالے کو کون خریدتا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں ان دونوں کو ایک درہم میں لیتا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟“ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو دو درہم دیے، تو اس نے وہ دونوں چیزیں آپ ﷺ سے لے لیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَخْضَرِ بْنِ عَجْلَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے اخضر بن عجلان کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَعَبْدُ اللهِ الْحَنَفِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْ أَنَسٍ هُوَ أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے عبداللہ الحنفی کا نام ابو بکر الحنفی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِبَيْعِ مَنْ يَزِيدُ فِي الْغَنَائِمِ وَالْمَوَارِيثِ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ مال غنیمت اور میراث کے مال زیادہ قیمت دینے والے کے ہاتھ بیچنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

وَقَدْ رَوَى الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ

معتمر بن سلیمان اور کئی ایک محدثین نے اس حدیث کو اخضر

الْحَدِيثِ عَنِ الأَخْضَرِ بْنِ عَجْلاَنَ هَذَا الْحَدِيثَ. بن عجلان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابو بکر الحنفی راوی مجہول ہے۔ارواء الغليل: ١٢٨٩، ضعيف ابن ماجه: ٤٧٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٦٤١، سنن ابن ماجه: ٢١٩٨، سنن نسائی: ٢٥٩/٧، مسند احمد: ١١٩٦٨ و ١٢١٣٤

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی چیز کو فروخت کے لیے پیش کیا جائے اور کسی خاص شخص کے ساتھ اس کے سودے کی بات چیت نہ چل رہی ہو تو جو شخص اس کا ریٹ زیادہ لگادے اس کو وہ چیز فروخت کی جاسکتی ہے۔

(۲) اگر کسی خاص فرد سے سودا طے ہو تو بات مکمل ہونے سے پہلے کوئی بھی شخص زیادہ قیمت بتا کر اس سودے میں مداخلت نہیں کر سکتا۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۱۳۴، ۱۱۳۵)

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کی بیع

1219: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ دَبَّرَ غُلاَمًا لَهُ فَمَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ مَالاً غَيْرَهُ فَبَاعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ النَّحَّامِ. قَالَ جَابِرٌ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ الأَوَّلِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے اپنے ایک غلام کو مدبر قرار دے دیا (کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے)، وہ شخص فوت ہو گیا، اس نے اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ چھوڑا، تو نبی ﷺ نے اسے فروخت کر دیا، نعیم بن عبداللہ بن نحام رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، وہ قبطی غلام تھا، وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے پہلے سال فوت ہوا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا بِبَيْعِ الْمُدَبَّرِ بَأْسًا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَكَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ بَيْعَ الْمُدَبَّرِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَالأَوْزَاعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اس حدیث پر نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا عمل ہے۔ وہ مدبر کی بیع میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے، جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ اہل علم نے اور دیگر حضرات نے مدبر کی بیع کو ناپسند کیا ہے، اور یہ سفیان ثوری، مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٧٦، ابن الجارود: ٩٨٣، ابو يعلى: ١٨٢٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢١٤١، صحیح مسلم: ٩٩٧ و ١٢٨٩/٣، سنن ابن ماجه: ٢٥١٣، مسند احمد: ١٤١٣٣، صحيح ابن حبان: ٤٩٣٠

فوائد الحدیث: "مُدَبِّر" اس غلام کو کہتے ہیں جسے مالک کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ تو ایسے غلام کو بھی بوقت ضرورت

فروخت کیا جاسکتا ہے کہ اس کے علاوہ مرنے والے کے پاس کوئی مال ہی نہیں اور پسماندگان، ورثاء ضرورت مند بھی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَلَقِّي الْبُيُوعِ

(دیہات سے لاکر چیزیں) بیچنے والوں کو (مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے) آگے جاکر ملنے کی ممانعت

1220: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ "نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے "(دیہات سے لا کر چیزیں) بیچنے والوں کو (مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے) آگے جاکر ملنے سے منع فرمایا۔"

اس باب میں علی، ابن عباس، ابوہریرہ، ابو سعید، ابن عمر اور نبی ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابيَ شيبة: ٣٩٩/٦، ابو يعلى: ٤٩٩٠، البيهقي: ٣١٩/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٤٩، صحيح مسلم: ١٥١٨، سنن ابن ماجه: ٢١٨٠، مسند احمد: ٤٠٩٦، صحيح ابن حبان: ٤٩٥٨

1221: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى أَنْ يُتَلَقَّى الْجَلَبُ فَإِنْ تَلَقَّاهُ إِنْسَانٌ فَابْتَاعَهُ فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ فِيهَا بِالْخِيَارِ إِذَا وَرَدَ السُّوقَ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تَلَقِّيَ الْبُيُوعِ وَهُوَ ضَرْبٌ مِنَ الْخَدِيعَةِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِنَا.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے باہر سے سامان لانے والے تاجروں کو شہر میں پہنچنے سے پہلے آگے جاکر ملنے سے منع فرمایا، اگر کوئی شخص آگے جاکر مل لے اور اس سے کوئی چیز خرید لے تو مالک کو مارکیٹ پہنچنے پر اس بارے میں اختیار ہوگا (کہ سودا قائم رکھے یا فسخ کردے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ایوب کی روایت سے حسن غریب ہے۔ جبکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم میں کچھ لوگوں نے دیہات سے سامان تجارت لانے والوں کو مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے آگے جاکر ملنے سے منع کیا ہے، اور یہ دھوکے کی ایک قسم ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر ہمارے اصحاب کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٦٩، ابو يعلى: ٦٠٧٣، الطبراني في الاوسط: ٤٠٠٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥١٩، سنن ابو داود: ٣٤٣٧، سنن ابن ماجه: ٢١٧٨، سنن نسائی: ٢٥٧/٧، مسند احمد: ٧٨٢٥

فوائد الحدیث: (۱) شہر کے باہر (دیہات یا دوسرے شہروں) سے سامان منڈی میں فروخت کے لیے لایا جارہا ہے تو راستے میں ہی ان تاجروں سے مل کر سامان خرید لینا اور منڈی تک نہ پہنچنے دینا درست اور جائز نہیں۔

(۲) اگر کسی شخص یا قافلے کے ساتھ ایسا ہوا کہ مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی ان سے دھوکہ دیکر یا چرب زبانی سے سامان خرید لیا گیا بعد میں سامان کے مالک کو پتہ چلا کہ مجھے دھوکہ دیا گیا ہے تو وہ اپنا سامان واپس لے سکتا ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ

شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے

1222: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: قُتَيْبَةُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحَكِيمِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدِّ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں طلحہ، جابر، انس، ابن عباس، حکیم بن ابی یزید عن ابیہ، عمرو بن عوف مزنی جو کہ کثیر بن عبداللہ کے جد ہیں اور نبی ﷺ کے ایک اور صحابی رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۱۱۳۴

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۱٤۰، صحیح مسلم: ۱٤۱۳، سنن ابن ماجه: ۲۱۷۵، سنن نسائی: ٦/۷۱-۷۲ و ۷/۲٥٦-۲٥۹، مسند احمد: ۷۲٤۸، صحیح ابن حبان: ٤۹٦۱

1223: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ انہیں ایک دوسرے کے ذریعے رزق دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ جَابِرٍ فِي هَذَا هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ أَيْضًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ. وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ: فِي أَنْ يَشْتَرِيَ حَاضِرٌ لِبَادٍ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يُكْرَهُ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ بَاعَ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر حضرات میں سے اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے ناپسند کیا ہے کہ شہری دیہاتی کے لیے بیع کرے جبکہ ان میں سے بعض نے اس بات کی رخصت دی ہے کہ شہری دیہاتی کے لیے کوئی چیز خریدے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بات ناپسندیدہ / مکروہ ہے کہ شہری دیہاتی کے لیے بیع کرے، اگر وہ بیع کر

لے، تو بیع جائز ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/٢٣٩، ابو يعلى: ١٨٣٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٢٢، سنن ابو داود: ٣٤٤٢، سنن ابن ماجه: ٢١٧٦، سنن نسائی: ٧/٢٥٦، مسند احمد: ١٤٢٩١، صحيح ابن حبان: ٤٩٦٠

فوائد الحدیث: (۱) شہری دیہاتی کی طرف سے بیع نہ کرے، کا مطلب ہے کہ اس کا ایجنٹ بن کر سودے کو مہنگا کر کے فروخت کرے اور پھر اس میں سے اپنا کمیشن وصول کرے۔

(۲) اس کا یہ مفہوم بھی ہے کہ یہ کمیشن ایجنٹ، دیہاتی سے سامان لے کر رکھ لیتا ہے اور اسے فورا فروخت نہیں کرتا، دیہاتی کو لالچ دیتا ہے کہ جب مہنگا ہو گا تو فروخت کر دوں گا بعد ازاں اسے مارکیٹ میں اپنی مرضی سے من مانی قیمت پر فروخت کرتا ہے۔ تو یہ دیہاتی کو ہی نقصان ہوا کہ اسے قیمت فوری طور پر نہیں ملی اگر رقم جلدی مل جاتی تو وہ دوبارہ منڈی میں سامان جلدی لے آتا جس سے منڈی میں مال کی قلت نہ ہوتی اور لوگوں کو سستے داموں ضروریات زندگی ملتی رہتیں۔ دوسری طرف گاہک / خریدار کو بھی نقصان ہوا کہ درمیان میں کمیشن ایجنٹ کی وجہ سے اسے چیز مہنگی ملی ہے کیونکہ اس نے اپنا حصہ بھی گاہک ہی سے وصول کر لیا۔ اب آگے جا کر یہ پرچون میں مزید مہنگی چیز فروخت کرے گا۔ لہٰذا دیہاتی آدمی خود منڈی میں آ کر مال فروخت کرے کہ اسے اس کی قیمت فوری ملے اور گاہک کو سامان سستا۔

(۳) اگر کوئی شہری کسی دیہاتی بھائی سے صرف خیر خواہی کے طور پر سامان فروخت کرنے میں اس کی مدد کر دے اسے اپنے کمیشن یا کسی دوسرے نفع کا لالچ اور مفاد نہ ہو تو جائز ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

(بیع) محاقلہ و مزابنہ کی ممانعت

1224: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ".

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعْدٍ وَجَابِرٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْمُحَاقَلَةُ بَيْعُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (بیع) محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

اس باب میں ابن عمر، ابن عباس، زید بن ثابت، سعد، جابر، رافع بن خدیج اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ محاقلہ یہ ہے کہ کھیت میں جو فصل تیار ہو رہی ہے اس کی گندم (کی معین مقدار) کے عوض بیع کرنا، جبکہ مزابنہ کھجور کے باغ کا پھل کھجوروں کی معین مقدار کے عوض خرید لینا۔ اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، انہوں نے محاقلہ اور مزابنہ کی

بیع سے منع فرمایا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٣٥٤، تحفة الاشراف رقم: ١٢٧٦٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٤٥، سنن نسائی: ٣٩/٧، مسند احمد: ٩٠٨٨و ١٠٢٧٩

فوائد الحدیث: (۱)"محاقلہ" یہ دو معانی میں بطور اصطلاح استعمال ہوتا ہے۔ زمین کو کھیتی باڑی کے لیے "حصے" (بٹائی) یا ٹھیکے پر دینا۔
(۲) کھیت میں کھڑی فصل کو تیار جنس کے بدلے فروخت کرنا۔ مثلاً گندم کا کھیت ہے تو کوئی آدمی اسے صافی گندم کے بدلے خرید لیتا ہے۔ اب خریدار اس پر محنت مزدوری بھی کرے گا اور اس کے دانے اور بھوسہ وغیرہ ہر چیز کا مالک ہوگا۔ یہ جائز نہیں۔ یہاں حدیث الباب میں یہ دوسرا معنی ہی مراد ہے کہ کوئی شخص کسی بھی فصل کو صافی جنس کے بدلے خرید کر لے، یہ جائز نہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس فصل سے اس کی صافی جنس کی صورت میں دی گئی قیمت اور اس پر اٹھنے والے اخراجات پورے ہوں گے یا نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فصل کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔
(۳) "مزابنہ" یہ درختوں پر موجود پھل کو اسی پھل کی جنس سے ایک خاص مقدار کے بدلے میں خرید کر لینا۔ یہ جائز اور درست نہیں۔ کہ ایک تو درخت پر موجود پھل کی مقدار کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا اور دوسرا وہ پھل کسی وجہ سے تباہ بھی ہو سکتا ہے تو اس طرح خریدار کا نقصان ہو جائے گا جبکہ مالک تو پوری قیمت وصول کرے گا۔

1225: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ زَيْدًا أَبَا عَيَّاشٍ سَأَلَ سَعْدًا عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ. فَنَهَى عَنْ ذَلِكَ. وَقَالَ سَعْدٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ: لِمَنْ حَوْلَهُ ((أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟)). قَالُوا: نَعَمْ. فَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ زید ابو عیاش نے سعد رضی اللہ عنہ سے جَو کو سلت (بغیر چھلکے کے جو) کے عوض خریدنے کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ان دونوں میں سے بہتر جنس کون سی ہے؟ انہوں نے کہا: جو، تو انہوں نے اس سے منع فرما دیا، اور سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ سے خشک کھجور کے عوض تازہ کھجور خریدنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اپنے پاس والوں سے پوچھا: کیا تازہ کھجور خشک ہو کر کم ہو جاتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ زَيْدٍ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَأَلْنَا سَعْدًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

زید ابو عیاش نے بیان کیا کہ ہم نے سعد سے پوچھا تو انہوں نے اسی مانند ذکر کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِنَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے اصحاب کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٨٣/٦، الحاكم: ٣٨/٢، الدارقطني: ٤٩/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٥٩ و ٣٣٦٠، سنن ابن ماجه: ٢٢٦٤، سنن نسائی: ٢٦٨/٧-٢٦٩، مسند احمد: ١٥١٥، صحيح ابن حبان: ٤٩٩٧

فوائد الحدیث: کوئی بھی ایسا پھل یا غلے کی جنس جس کے خشک اور تر ہونے کی صورت میں وزن میں فرق آجاتا ہے تو اس کی اسی جنس کے بدلے برابر برابر خرید و فروخت جائز نہیں۔ بلکہ تر کو تر کے وزن اور قیمت کے ساتھ الگ خریدنا چاہئے اور خشک کو اس کے وزن اور قیمت کے ساتھ الگ سے خریدنا چاہئے۔ جو لوگ خشک اور تر کی آپس میں برابر برابر وزن کے ساتھ خرید و فروخت کو جائز قرار دیتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت

1226: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو ان کی صلاحیت (درستگی) ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٦٠٥، شرح المعاني: ٤/٢٢، البيهقي: ٥/٢٩٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٥٣٥، سنن ابو داود: ٣٣٦٨، سنن نسائی: ٧/٢٧٠-٢٧١، مسند احمد: ٤٤٩٣

1227: وَبِهَذَا الإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنْ بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ".

اسی اسناد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بالیوں (گندم، جو وغیرہ) کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ سفید ہو جائیں اور آفت سے بچ جائیں، آپ ﷺ نے بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرمایا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

اس باب میں انس، عائشہ، ابوہریرہ، ابن عباس، جابر، ابوسعید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا بَيْعَ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر حضرات میں سے اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔
امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ٤٩٩٤

1228: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَعَفَّانُ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ "نَهَى عَنْ بَيْعِ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوروں کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ (پک کر) سیاہ ہو جائیں اور غلے کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ سخت (پختہ) ہو جائے۔

الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ".

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١١٦/٧، ابو يعلى: ٣٧٤٤، الدارقطني: ٤٧/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٧١، سنن ابن ماجه: ٢٢١٧، مسند احمد: ١٣٣١٤، صحيح ابن حبان : ٤٩٩٣

حدیث نمبر ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸

فوائد الحدیث: (۱) درختوں پر موجود پھلوں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس وقت جب وہ خطرات کی زد سے نکل آئیں اور پکنے کے قریب ہوں۔ کیونکہ شروع میں جب درخت پر "بُور" لگتا ہے تو وہ بہت زیادہ ہوتا ہے جس سے آدمی سمجھتا ہے پھل بہت زیادہ ہوگا لیکن وہ جھڑ جاتا ہے یا کسی بیماری کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات پھل تو لگ جاتا ہے لیکن بیماری، آندھی طوفان یا بارش کی وجہ سے وہ پھل ضائع ہو جاتا ہے یا کم رہ جاتا ہے۔ تو ان تمام صورتوں میں خریدار کو نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا کہ ان تمام آفتوں کے خطرے کے پیش نظر پھل کو فروخت نہ کیا جائے۔ ہاں جب ان تمام خطرات سے نکل جائے کہ اب یہ پکنے کے قریب ہے اگر بارش وغیرہ ہو بھی گئی تو اس کا نقصان نہیں ہوگا بلکہ کار آمد ہے تو پھر اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

(۲) جو پھل یا فصلیں کچی استعمال ہوتی ہیں اور انہیں اسی حالت میں اتار یا کاٹ کر استعمال میں لے آنا ہو تو پھر کچی حالت میں بھی خرید و فروخت ہو سکتی ہے۔

(۳) مختلف قسم کے پھل اور فصلیں پکنے کے قریب ان کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس لیے احادیث میں مختلف رنگ بیان ہوئے ہیں۔ ان سب میں اصل یہی ہے کہ جب وہ پکنے کے قریب ہو جائیں اور ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ٹل جائے۔ تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

حاملہ کا حمل بیچنا

1229: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حاملہ کا حمل بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ نِتَاجُ النِّتَاجِ وَهُوَ بَيْعٌ مَفْسُوخٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور اہل علم کا اس پر عمل ہے، اہل علم کے ہاں یہ بیع فسخ ہو چکی ہے، اور وہ دھوکے کی بیوع میں سے ہے۔

بُيُوعِ الْغَرَرِ.

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا أَصَحُّ.

شعبہ نے اس حدیث کو ایوب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے۔ عبدالوہاب ثقفی وغیرہ نے ایوب عن سعید بن جبیر اور نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٨٢١، ابن الجارود: ٥٩١، البيهقي: ٥/ ٣٤٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٤٣، صحيح مسلم: ١٥١٤، سنن ابو داود: ٣٣٨٠ و ٣٣٨١، سنن نسائی فی المجتبی: ٢٩٣/٧، وفي الكبرى: ٦٢١٧۔ ٦٢٢١، مسند احمد: ٣٩٤، صحيح ابن حبان: ٤٩٤٦ و ٤٩٤٧

فوائد الحدیث: "حاملہ کے حمل کی بیع" زمانہ جاہلیت میں اس کی دو صورتیں ہوتی تھیں:

۱۔ کوئی شخص کسی دوسرے آدمی سے اس کی حاملہ اونٹنی کے حمل کے متعلق بیع کرتا کہ اس کا حمل جب حاملہ ہو کر بچہ جنے گا تو وہ حمل میں نے اتنی رقم سے خرید لیا۔

۲۔ یا دوسری صورت یہ تھی کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی بھی چیز خرید لیتا اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لیے مدت بیان کرتا کہ فلاں حاملہ اونٹنی جو بچہ جنے گی وہ بچہ جوان ہو کر حاملہ ہو کر بچہ جنے گی تو پھر تجھے اس چیز کی قیمت ادا کروں گا۔

یہ دونوں صورتیں ہی رسول اللہ ﷺ نے ممنوع قرار دے دیں کیونکہ دونوں میں ہی جہالت ہے یا مدت مجہول ہے یا بیع مجہول ہے۔

شریعت اسلامیہ میں ہر وہ بیع ممنوع، حرام اور ناجائز ہے جس میں دھوکہ ہو یا اس کا احتمال ہو۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْغَرَرِ

دھوکے کی بیع کی ممانعت

1230: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَنْبَأَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الْحَصَاةِ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع اور کنکری کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابن عباس، ابو سعید اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الْغَرَرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، انہوں نے دھوکے کی بیع کو ناپسند کیا ہے / مکروہ قرار دیا ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَمِنْ بُيُوعِ الْغَرَرِ بَيْعُ السَّمَكِ فِي الْمَاءِ وَبَيْعُ الْعَبْدِ الْآبِقِ وَبَيْعُ الطَّيْرِ فِي السَّمَاءِ وَنَحْوُ ذَلِكَ مِنَ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پانی میں مچھلیوں کی بیع، بھاگے ہوئے غلام کی بیع، فضا میں اڑتے پرندوں کی بیع اور اس طرح کی بیوع

الْبُيُوعِ. وَمَعْنَى بَيْعِ الْحَصَاةِ أَنْ يَقُولَ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي إِذَا نَبَذْتُ إِلَيْكَ بِالْحَصَاةِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ. وَهَذَا شَبِيهٌ بِبَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَكَانَ هَذَا مِنْ بُيُوعِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ.

دھوکے کی بیع کے زمرے میں آتی ہیں، اور کنکری کی بیع سے مراد ہے کہ بیچنے والا خریدار سے کہے، جب میں تمہاری طرف کنکری پھینکوں گا تو میرے اور تمہارے درمیان بیع پختہ ہو جائے گی۔ یہ بیع منابذہ کے مشابہ ہے، اور یہ دور جاہلیت کی بیوع میں سے تھی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/١٣٢، ابن الجارود: ٢١٩٤، الدارقطني: ٣/١٥-١٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥١٣، سنن ابو داود: ٣٣٧٦، سنن ابن ماجه: ٢١٩٤، سنن نسائی: ٧/٢٦٢، مسند احمد: ٧٤١١، صحيح ابن حبان: ٤٩٥١ و ٤٩٧٧

فوائد الحدیث: (۱) ہر وہ بیع خرید و فروخت جس میں دھوکہ، فراڈ ہو وہ منع ہے خواہ اس کی کوئی بھی صورت ہو، مثلاً حاملہ کے حمل کی بیع ان سب میں نتیجہ نامعلوم ہے اس لیے غرر اور دھوکے کا احتمال ہے لہٰذا یہ ممنوع ہے۔

(۲) "کنکریوں کی بیع" زمانہ جاہلیت میں خرید و فروخت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ لوگ کسی بھی چیز کو دیکھے بھالے بغیر ریٹ مقرر کرتے کہ یہ میں کنکری پھینکتا ہوں جس پر لگے گی وہ اتنی قیمت میں میری ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا کوئی بھی ایسی بیع جس میں چیز کی کوالٹی، مقدار وغیرہ معلوم نہ ہو اس طرح اندھے پن میں اس کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی بلکہ حرام ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت

1231: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ".

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ.

اس باب میں عبداللہ بن عمرو، ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ. أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هَذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشَرَةٍ وَبِنَسِيئَةٍ بِعِشْرِينَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلَى أَحَدِ الْبَيْعَيْنِ فَإِذَا فَارَقَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَا بَأْسَ إِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس پر عمل ہے، بعض اہل علم نے اس کی وضاحت کی ہے، انہوں نے کہا: ایک بیع میں دو بیع سے یہ مراد ہے کہ وہ کہے: میں یہ کپڑا تمہیں نقد دس (روپے) میں فروخت کرتا ہوں، اور ادھار بیس (روپے) میں، اور وہ دو بیع میں سے کسی ایک پر اس سے اتفاق نہیں کرتا، جب وہ اس سے دو میں سے کسی ایک پر اتفاق کر لے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں جب ان

دونوں میں سے ایک پر فیصلہ ہو جائے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَمِنْ مَعْنَى "نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ دَارِي هَذِهِ بِكَذَا عَلَى أَنْ تَبِيعَنِي غُلَامَكَ بِكَذَا فَإِذَا وَجَبَ لِي غُلَامُكَ وَجَبَ لَكَ دَارِي. وَهَذَا يُفَارِقُ عَنْ بَيْعٍ بِغَيْرِ ثَمَنٍ مَعْلُومٍ وَلَا يَدْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مَا وَقَعَتْ عَلَيْهِ صَفْقَتُهُ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے جو ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ کہے: میں اپنا یہ گھر تمہیں اتنی قیمت پر اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ تم اپنا غلام مجھے اتنی قیمت پر فروخت کرو۔ جب تمہارا غلام میرے لیے واجب ہو جائے گا تو میرا گھر تمہارے لیے واجب ہو جائے گا، یہ کسی معلوم قیمت کے بغیر ایک بیع سے الگ ہو جائے گا۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کی بیع کس قیمت پر واقع ہوئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٢٨٦٨، الارواء: ١٤٩/٥، اخرجه الدارمي: ١٣٧٩، ابن الجارود: ٦٠٠

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٢٩٥/٧-٢٩٦، مسند احمد: ٩٥٨٤، صحيح ابن حبان: ٤٩٧٣، وسنن ابو داود: ٣٤٦١، صحيح ابن حبان: ٤٩٧٤، مسند احمد: ٣٧٢٥و ٥٣٩٥ و ٦٦٢٨، ابو يعلى: ٦١٣٤

فوائد الحدیث: (۱) ایک سودے میں دو سودے کرنا ممنوع ہے اس کی کئی ایک صورتیں ہیں۔ اس میں سے دو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان کر دی ہیں:

۱۔ نقد و ادھار میں قیمت کا فرق اور کسی ایک بات پر سودا طے نہ ہونا۔ یعنی یہ بات واضح نہ ہو کہ یہ بیع نقد ریٹ پر ہوئی ہے یا ادھار پر۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی کسی سے کوئی چیز خریدے تو ساتھ شرط لگا دے کہ تو بھی فلاں چیز مجھ سے خرید تب میں تجھ سے خریدوں گا یا پھر اس کے برعکس۔ یہ دونوں صورتیں ناجائز اور حرام ہیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(۲) آج کل ہمارے ہاں جو قسطوں پر کاروبار ہو رہے ہیں اس میں نقد و ادھار قیمت کے فرق کے ساتھ لین دین ہوتا ہے تو یاد رکھیں اگر تو آدمی صرف ایک ہی بیع کرتا ہے دوسری بیع کا وہ تذکرہ ہی نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو زیر غور لاتا ہے تو یہ ایک ہی بیع سمجھی جائے گی لہٰذا اس کی گنجائش موجود ہے اور جو مشائخ عظام قسطوں پر کاروبار کو جائز قرار دیتے ہیں وہ صرف اسی ایک صورت میں۔

(۳) اگر بیع کرنے والے دونوں صورتیں زیر بحث لاتے ہیں اور سامان لینے والا لے کر چلا جاتا ہے لیکن معاملے کو صاف نہیں کرتا کہ اس نے نقد خرید کیا ہے یا ادھار؟ تو یہ بالکل اور بالاتفاق حرام اور ناجائز ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

(۴) بعض حضرات نقد اور ادھار میں قیمت کے فرق کے ساتھ بیع کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ان کا خیال ہے کہ یہ جو ادھار کی صورت میں قیمت زیادہ لی جا رہی ہے یہ بھی تو دراصل مدت کے عوض میں ہے۔ جیسے کرنسی میں مدت کے عوض اضافہ حرام ہے اسی طرح یہاں بھی وہی صورت ہے اگرچہ جنس تبدیل ہے لیکن اضافی رقم تو خالص مدت کے عوض میں ہے۔

(۵) قسطوں پر بیع کے جائز اور ناجائز ہونے کے موقف میں دونوں طرف جلیل القدر، ثقہ اور راسخون فی العلم علما اور مشائخ ہیں۔ راجح بات تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو اس قسم کی بیع سے بچنا چاہئے۔ وباللہ التوفیق

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

جو چیز پاس نہ ہو اسے فروخت کرنے کی ممانعت

1232: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي مِنَ الْبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدِي أَبْتَاعُ لَهُ مِنَ السُّوقِ ثُمَّ أَبِيعُهُ قَالَ: ((لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ)).

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو عرض کیا اللہ کے رسول! ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز بیچنے کا کہتا ہے جو میرے پاس موجود نہیں، میں اسے بازار سے خرید کر اسے فروخت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز تیرے پاس موجود نہیں وہ فروخت نہ کر۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

اس باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢٩/٦، ابن الجارود: ٦٠٢، الطبراني في الصغير: ٧٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٠٣ سنن ابن ماجه: ٢١٨٧، سنن نسائی: ٢٨٩/٧، وفی الکبری: ٦١٦٢، مسند احمد: ١٥٣١١، صحيح ابن حبان: ٤٩٨٣

1233: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: "نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي".

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی چیز کی بیع سے منع فرمایا جو میرے پاس موجود نہ ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ مَا مَعْنَى "نَهَى عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ" قَالَ: أَنْ يَكُونَ يُقْرِضُهُ قَرْضًا ثُمَّ يُبَايِعُهُ عَلَيْهِ بَيْعًا يَزْدَادُ عَلَيْهِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ يُسْلِفُ إِلَيْهِ فِي شَيْءٍ فَيَقُولُ إِنْ لَمْ يَتَهَيَّأْ عِنْدَكَ فَهُوَ بَيْعٌ عَلَيْكَ. قَالَ إِسْحَاقُ: يَعْنِي ابْنَ رَاهَوَيْهِ كَمَا قَالَ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ وَعَنْ بَيْعٍ مَا لَمْ تَضْمَنْ قَالَ لَا يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا فِي الطَّعَامِ مَا لَمْ تَقْبِضْ. قَالَ إِسْحَاقُ: كَمَا قَالَ فِي كُلِّ مَا يُكَالُ أَوْ يُوزَنُ. قَالَ أَحْمَدُ: إِذَا قَالَ أَبِيعُكَ هَذَا الثَّوْبَ وَعَلَيَّ خِيَاطَتُهُ وَقَصَارَتُهُ فَهَذَا مِنْ نَحْوِ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَإِذَا قَالَ أَبِيعُكَهُ وَعَلَيَّ خِيَاطَتُهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ أَوْ قَالَ أَبِيعُكَهُ وَعَلَيَّ قَصَارَتُهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ وَاحِدٌ. قَالَ

اسحاق بن منصور نے کہا: میں نے امام احمد سے کہا: ”آپ ﷺ نے سلف اور بیع سے منع فرمایا ہے“ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ اسے قرض دے اور پھر اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کر دے اور اس بات کا احتمال ہے کہ وہ کسی چیز کے بارے میں اسے پیشگی قیمت دے دے اور پھر اسے کہے اگر تیرے پاس وہ چیز تیار نہ ہوئی تو اس کی بیع تم پر ہو گی۔ اسحاق بن راہویہ نے بھی اسی طرح کہا جس طرح امام احمد رحمہ اللہ نے کہا۔ میں نے احمد سے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جس کا وہ ضامن نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک تو یہ صرف طعام (غلے) میں ممانعت ہے۔ اسحٰق نے بھی وہی کہا جو اس (احمد) نے کہا کہ یہ ممانعت ہر اس چیز میں ہے جو ناپی یا تولی

إِسْحَاقُ: كَمَا قَالَ.

جائے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ میں یہ کپڑا تجھے فروخت کر رہا ہوں اس کی سلائی اور دھلائی میرے ذمہ ہے تو یہ ایک بیع میں دو شرطوں کی طرح ہے۔ اور جب وہ یہ کہے کہ میں تجھے یہ کپڑا فروخت کر رہا ہوں اور اس کی سلائی میرے ذمے ہے تو کوئی حرج نہیں یا وہ کہے کہ یہ میں آپ کو فروخت کر رہا ہوں اور اس کی دھلائی میرے ذمے ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ ایک ہی شرط ہے اسحٰق کا بھی وہی موقف ہے جو امام احمد کا ہے۔ اس سے اصول ہر ناپی اور وزن کی جانے والی چیز کے بارے میں ہے۔ نیز کسی چیز میں دو شرطیں جائز نہیں ایک شرط میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٠٣، سنن ابن ماجه: ٢١٨٧، سنن نسائی: ٢٨٩/٧، وفی الکبری: ٦١٦٢، مسند احمد: ١٥٣١١، صحيح ابن حبان: ٤٩٨٣

فوائد الحدیث: جو چیز آدمی کے پاس نہ ہو اسے کسی دوسرے کو فروخت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس میں وعدہ خلافی اور جھوٹ شامل ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ وہ چیز کل بازار سے دستیاب نہ ہو یا اس کے ریٹ میں فرق آجائے تو دونوں صورتوں میں اس کا نقصان ہے، لہٰذا پہلے ہی اس سے بچ جانا چاہئے۔

1234: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ حَتَّى ذَكَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلف اور بیع حلال ہیں نہ ایک بیع میں دو شرطیں، اور جس کی ذمے داری قبول نہیں کی گئی اس پر نفع لینا بھی حلال نہیں، اور جو چیز تیرے پاس نہیں اسے بیچنا جائز نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. رَوَى أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَأَبُو بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَوْفٌ وَهِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ إِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ سِيرِينَ عَنْ

امام ترمذی نے کہا: حکیم بن حزام کی روایت حسن ہے اور یہ کئی ایک طرق سے ان سے مروی ہے۔ ایوب سختیانی اور ابو بشر نے یوسف بن ماہک عن حکیم بن حزام کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: عوف اور ہشام بن حسان نے اس حدیث کو ابن سیرین عن حکیم بن حزام کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ ابن سیرین نے

أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ.

اسے ایوب سختیانی عن یوسف بن ماہک عن حکیم بن حزام کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٦٣، انظر تحفة الاشراف رقم: ٨٤٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٠٤، سنن ابن ماجه: ٢١٨٨و ٢٨٧ و ٢٨٩ و ٢٩٥، مسند احمد: ٦٦٢٨، صحيح ابن حبان: ٤٣٢١

1235: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ أَبُو سَهْلٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي.

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی چیز بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس موجود نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى وَكِيعٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ وَرِوَايَةُ عَبْدِ الصَّمَدِ أَصَحُّ. وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِصْمَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی نے کہا: وکیع نے اس حدیث کو یزید بن ابراہیم عن ابن سیرین عن ایوب عن حکیم بن حزام کی سند سے روایت کیا۔ انہوں نے اس میں یوسف بن ماہک کا ذکر نہیں کیا۔ عبدالصمد کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے اس حدیث کو یعلی بن حکیم عن یوسف بن ماہک عن عبداللہ بن عصمہ عن حکیم بن حزام کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ.

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، اور انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ آدمی ایسی چیز فروخت کرے جو اس کے پاس موجود نہ ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج کے لیے دیکھیں حدیث ۱۲۳۲۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٠٣ سنن ابن ماجه: ٢١٨٧، سنن نسائی: ٢٨٩/٧، وفی الکبری: ٦١٦٢، مسند احمد: ١٥٣١١، صحيح ابن حبان: ٤٩٨٣

فوائد الحدیث: (۱) ”قرض اور بیع“ بھی جائز نہیں یعنی ایک بیع اس شرط پر ہو رہی ہے کہ اس میں قرض بھی لیا دیا جا رہا ہے اور دونوں چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہیں اگرچہ صورتیں مختلف بھی ہوں تو یہ بھی جائز نہیں

(۲) ”ایک بیع میں دو شرطیں“ اس کی ایک صورت تو ایک بیع میں دو بیع والا معاملہ ہے۔ اور دوسرا الگ الگ سے بھی دو شرطیں ہیں کہ فلاں چیز مجھ سے ادھار خرید کر اسے کم قیمت میں مجھے فروخت کر دے اور پھر ادائیگی کے وقت وہ چیز خریدار کے قبضے میں نہیں دی جاتی بلکہ اسے نقد قیمت والی رقم ادا کر دی جاتی ہے اور پھر مقررہ مدت پر اپنی ادھار دی ہوئی چیز کی زیادہ قیمت وصول کر لی جائے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) جس چیز کی ذمہ داری نہیں اس کا منافع بھی جائز نہیں یعنی جو چیز انسان کے قبضے میں نہیں اس کو آگے فروخت کرنا بھی جائز نہیں کہ نا معلوم اس کی کوالٹی یا مقدار کیا ہوگی جیسے آجکل لوگ گاہک سے رقم وصول کر لیتے ہیں لیکن مارکیٹ سے اٹھوا دیتے ہیں اور پھر اس کے معیار اور مقدار کے ضامن نہیں بنتے۔

(۴) جو چیز آدمی کے پاس نہ ہو۔ اسے بھی آگے فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ جب ایک چیز کا وجود ہی نہیں تو اس کو فروخت کیسے کیا جاسکتا ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ

ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت

1236: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ "نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ".

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اسے صرف عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَدْ رَوَى يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ "نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ". وَهُوَ وَهَمٌ وَهِمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ. وَرَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ.

اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔ یحیی بن سلیم نے اس حدیث کو عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ وہم ہے: یحییٰ بن سلیم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ عبدالوہاب ثقفی، عبداللہ بن نمیر اور کئی ایک نے عبید اللہ بن عمر عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ یحیی بن سلیم کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ۲۷٤۷، الحميدي: ٦۳۹، الدارمي: ۲٥۷٥، سعيد بن منصور: ۲۷٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲٥۳٥، صحیح مسلم: ۱٥۰٦، سنن ابو داود: ۲۹۱۹، سنن ابن ماجه: ۲۷٤۷، سنن نسائی: ۳۰٦/۷، مسند احمد: ٤٥٦۰، صحیح ابن حبان: ٤۹٤۸

فوائد الحدیث: (۱) ولاء۔ اس نسبت کو کہتے ہیں جو ایک آزاد کردہ غلام کی اپنے آزاد کرنیوالے کی طرف ہوتی ہے۔ یا پھر "ولاء" اس مال کو کہتے ہیں جو اس غلام کے فوت ہونے کے وقت اس کی وراثت کے طور پر موجود ہوتا ہے۔ یہ نسبت بھی آزاد

کرنے والے شخص کی طرف ہوگی وہ اسے نہ تو فروخت کر سکتا ہے اور نا ہی ھبہ۔ اور اگر غلام کا کوئی بھی وارث نہ ہو تو اس کا مال بھی "ولاء" کی صورت میں اس آزاد کرنے والے شخص کو مل جائے گا۔ اسے بھی ہبہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی فروخت۔

(۲) یوں سمجھیں کہ "ولاء" ایک رشتہ ہے جو غلام اور اسے آزاد کرنے والے کے درمیان قائم ہے۔ رشتے چونکہ فروخت نہیں کیے جاتے اس لیے "ولاء" والے رشتے کو بھی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ "ولاء" کی خرید و فروخت کر لیتے تھے لیکن رسول ہاشمی ﷺ نے پابندی لگادی۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

حیوان کو حیوان کے بدلے میں ادھار بیچنے کی ممانعت

1237: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنًّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً".

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حیوان کے بدلے میں حیوان ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں ابن عباس، جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَسَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيحٌ هَكَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور حسن کا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع صحیح ثابت ہے۔ علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے اسی طرح کہا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَإِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، حیوان کی حیوان کے بدلے میں ادھار بیع کے بارے میں ہے، یہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات نے حیوان کی حیوان کے بدلے میں ادھار بیع کے بارے میں رخصت دی ہے، اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٦٧، ابن الجارود: ٦١١، البيهقي: ٢٨٨/٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٥٦، سنن ابن ماجه: ٢٢٧٠، سنن نسائی: ٢٩٢/٧، مسند احمد: ٢٠١٤٣، مسند احمد: ١٤٣٣١

1238: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو

اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْحَيَوَانُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ لَا يَصْلُحُ نَسِيئًا وَلَا بَأْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ)).

جانور ایک کے بدلے میں ادھار بیچنا درست نہیں، جبکہ دست بہ دست (نقد بہ نقد) میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے۔ حجاج بن ارطاۃ اور ابی الزبیر دونوں مدلس ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٧٠-٢٢٧١، سنن ابو داود: ٣٣٥٦، سنن نسائي: ٢٩٢/٧، مسند احمد: ٢٠١٤٣-١٤٣٣١.

فوائد الحدیث: (۱) جانور کی جانور کے بدلے خرید و فروخت کرنا ممنوع ہے۔ لیکن اس وقت کہ جب دونوں طرف سے ادھار ہو، اگر ایک طرف سے ادھار ہو اور دوسری طرف سے نقد تو پھر جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے اونٹ خریدا تھا پھر بعد ازاں آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی اس کے اونٹ کی بہ نسبت اعلیٰ اور قیمتی اونٹ کی صورت فرمائی تھی۔ (سنن نسائی، کتاب البیوع)

(۲) اگر جانور کی جانور کے بدلے نقد بیع (خرید و فروخت) ہو تو پھر کمی بیشی کے ساتھ بھی بیع ہو سکتی ہے یعنی ایک جانور کے بدلے دو جانور دینا۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي شِرَاءِ الْعَبْدِ بِالْعَبْدَيْنِ

دو غلاموں کے بدلے ایک غلام خریدنا

1239: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِعْنِيهِ)). فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ؟

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک غلام آیا تو اس نے ہجرت پر نبی ﷺ کی بیعت کی، نبی ﷺ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے، اس کا مالک آیا وہ اسے لے جانا چاہتا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے مجھے بیچ دو۔"

آپ ﷺ نے اسے دو سیاہ فام غلاموں کے بدلے میں خرید لیا، پھر آپ ﷺ نے اس کے بعد کسی کی بیعت نہ لی، حتیٰ کہ آپ ﷺ اس سے دریافت فرماتے: "کیا وہ غلام ہے؟"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

اس باب میں انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِعَبْدٍ بِعَبْدَيْنِ يَدًا بِيَدٍ. وَاخْتَلَفُوا فِيهِ إِذَا كَانَ نَسِيئًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ دست بہ دست ایک غلام کی دو غلاموں کے بدلے میں بیع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن ادھار کی صورت میں انہوں نے اختلاف کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البيهقي: ٢٨٧/٥ و ٢٣٠/٩، تحفة الاشراف رقم: ٢٩٠٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۱۹۵، سنن ابو داود: ۳۳۵۸، سنن ابن ماجه: ۲۸۶۹، سنن نسائی: ۷/ ۱۵۰ و ۲۹۲-۲۹۳، مسند احمد: ۱۴۷۷۲

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث دلیل ہے کہ جاندار کی خرید و فروخت اگر نقد ہو تو کمی بیشی کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک غلام کو دو غلاموں کے بدلے خرید فرمایا تھا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ سے علم غیب کی بھی نفی ہوتی ہے کہ اگر آپ ﷺ کو غیب کا علم ہوتا کہ یہ شخص غلام ہے اور اس کا مالک اسے لینے کے لئے آرہا ہے تو آپ ﷺ اس سے بیعت نہ لیتے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَكَرَاهِيَةِ التَّفَاضُلِ فِيهِ

گندم کے عوض گندم برابر برابر ہو (تو یہ بیع جائز ہے) اس میں کمی بیشی جائز نہیں

1240: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَبِيعُوا الْبُرَّ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَبِيعُوا الشَّعِيرَ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سونا، سونے کے عوض برابر برابر، چاندی، چاندی کے عوض برابر برابر، کھجور، کھجور کے عوض برابر برابر، گندم، گندم کے عوض برابر برابر، اور جَو، جَو کے عوض برابر برابر۔ پس جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود کا معاملہ کیا۔ سونا چاندی کے عوض نقد بہ نقد جس طرح چاہو بیچو، گندم کو کھجور کے عوض جس طرح چاہو نقد بہ نقد فروخت کرو، اور جَو کو کھجور کے عوض جس طرح چاہو نقد بہ نقد فروخت کرو۔“

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَبِلَالٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید، ابو ہریرہ، بلال اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ: ((بِيعُوا الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، ان میں سے بعض نے اس حدیث کو اس اسناد سے خالد سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ”گندم کو جو کے بدلے میں نقد بہ نقد جس طرح چاہو فروخت کرو۔“

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ: خَالِدٌ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: ((بِيعُوا الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ كَيْفَ شِئْتُمْ)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

ان میں سے بعض نے اس حدیث کو خالد عن ابی قلابہ عن ابی الاشعث عن عبادہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا، اس میں یہ اضافہ نقل کیا خالد نے کہا: ابو قلابہ نے کہا: ”گندم کو جَو کے عوض جس طرح چاہو فروخت کرو۔“ پس انہوں نے

حدیث ذکر کی۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُبَاعَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ فَإِذَا اخْتَلَفَ الأَصْنَافُ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُبَاعَ مُتَفَاضِلاً إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ. وَهَذَا قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَالْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ ((بِيعُوا الشَّعِيرَ بِالْبُرِّ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ)).

اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے، ان کا یہی موقف ہے کہ گندم کو گندم کے عوض برابر برابر اور جَو کو جَو کے عوض برابر برابر ہی فروخت کیا جائے۔ پس جب اصناف مُختلف ہوں تو پھر کمی بیشی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ دست بہ دست ہو، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا یہی موقف ہے۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں نبی ﷺ کا یہ فرمان: "جو کو گندم کے عوض جس طرح چاہو دست بہ دست فروخت کرو۔" دلیل ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ تُبَاعَ الْحِنْطَةُ بِالشَّعِيرِ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم میں سے کچھ حضرات نے اسے ناپسند کیا ہے کہ گندم کو جَو کے عوض فروخت نہ کیا جائے مگر دست بہ دست، یہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے، جبکہ پہلا قول اور موقف زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٤١٩٣، ابن ابي شيبة: ١٠٣/٧، ابن الجارود: ٦٥٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٨٧، سنن ابو داود: ٣٣٤٩ و ٣٣٥٠، سنن نسائي: ٢٧٦/٧-٢٧٧، مسند احمد: ٢٢٦٨٣، صحيح ابن حبان: ٥٠١٥ و ٥٠١٨

فوائد الحدیث: (۱) ہر قسم کا غلہ گندم، جَو وغیرہ اور دھاتیں، سونا، چاندی وغیرہ جب ایک جنس کی ہوں تو ان میں کمی بیشی جائز نہیں بلکہ وزن یا ماپ میں برابری کے اصول پر ان کا لین دین کیا جائے گا۔ اعلیٰ و ادنیٰ کی صورت میں انہیں الگ الگ قیمت سے خرید کیا جائے گا کمی بیشی پھر بھی جائز نہیں۔

(۲) جب جنس تبدیل ہو جائے یعنی گندم کے بدلے جَو، اور سونے کے بدلے چاندی تو پھر کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ جائز ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ

کرنسی کا باہمی تبادلہ

1241: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ

رافع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ابو سعید کہتے ہیں) میرے ان دونوں کانوں

اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ هَاتَانِ يَقُولُ: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ لَا يُشَفُّ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهُ غَائِبًا بِنَاجِزٍ)).

نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "سونے کو سونے کے عوض فروخت نہ کرو مگر یہ کہ وہ برابر برابر ہوں، چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو مگر یہ کہ وہ برابر برابر ہو، اور ایک کو دوسرے سے کم یا زیادہ کر کے بیچو نہ ان میں سے غائب کو حاضر (یعنی: ادھار کو نقد) کے بدلے میں بیچو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهِشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَالْبَرَاءِ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَبِلَالٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو بکر، عمر، عثمان، ابو ہریرہ، ہشام بن عامر، براء، زید بن ارقم، فضالہ بن عبید، ابو بکرہ، ابن عمر، ابو درداء اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرِّبَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (سود کے بارے میں) ابو سعید رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يُبَاعَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مُتَفَاضِلاً وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مُتَفَاضِلاً إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ. وَقَالَ: إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ. وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ مِنْ هَذَا.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے، سوائے اس کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ سونے کو سونے کے عوض کم یا زیادہ کر کے فروخت کیا جائے جب وہ دست بہ دست ہو، اور چاندی کو چاندی کے عوض کم یا زیادہ کر کے فروخت کیا جائے جب وہ دست بہ دست ہو، انہوں نے فرمایا: سود تو صرف ادھار کی صورت میں ہے۔ اسی طرح ان کے بعض شاگردوں سے بھی اس مسئلہ میں کچھ بیان کیا گیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ حِينَ حَدَّثَهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جس وقت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں نبی ﷺ سے حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ پہلا قول اور موقف زیادہ صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: لَيْسَ فِي الصَّرْفِ اخْتِلَافٌ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کرنسی کے باہمی تبادلے میں کوئی اختلاف نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٨٩/٥، اخرجه مالك: ٢٥٣٨، ابن ابي شيبة: ١٠١/٧، البيهقي: ٢٧٨/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٧٦، صحيح مسلم: ١٥٨٤، سنن نسائی: ٢٧٨/٧-٢٧٩، مسند احمد: ١١٠٠٦، صحيح ابن حبان: ٥٠١٦ و ٥٠١٧

فوائد الحدیث: (۱) اگر کرنسی ایک جنس کی ہو یعنی سونے کے دینار یا چاندی کے درہم تو پھر ان کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہوگا۔ اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی اور ادھار بھی نہیں ہوگا۔ اگر جنس بدل جائے یعنی سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے میں سونا تو پھر کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ جائز ہے۔

(۲) آج کل ممالک کی کاغذ کرنسی کا بھی یہی حکم ہے اگر تو ایک ملک کی کرنسی ہی تبدیلی کی جا رہی ہے۔ تو پھر کمی بیشی جائز نہیں۔ مثلاً ایک ہزار کے گیارہ سو یا نو سو وغیرہ۔ لیکن اگر دوسرے ملک کی کونسی سے تبادلہ مقصود ہے تو پھر کمی بیشی جائز ہے کیونکہ جنس بدل گئی اور ہر ملک کی کرنسی کی حیثیت الگ الگ ہے۔ مثلاً ریال، پونڈ، ڈالر، وغیرہ۔

1242: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ فَآخُذُ مَكَانَهَا الْوَرِقَ وَأَبِيعُ بِالْوَرِقِ فَآخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيرَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُهُ خَارِجًا مِنْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ بِهِ بِالْقِيمَةِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا تھا، میں دیناروں کے عوض فروخت کرتا تھا اور ان کی جگہ درہم لیتا تھا، اور درہموں کے عوض فروخت کرتا تھا اور ان کی جگہ دینار لیتا تھا، پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ ﷺ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا، میں نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیمت مقرر کرنے کے حوالے سے کوئی مضائقہ نہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے ہم اسے سماک بن حرب عن سعید بن جبیر عن ابن عمر کی روایت ہی کے حوالے سے مرفوع جانتے ہیں۔ داؤد بن ابی ہند نے اس حدیث کو سعید بن جبیر عن ابن عمر کے حوالے سے موقوف روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يَقْتَضِيَ الذَّهَبَ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقَ مِنَ الذَّهَبِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ ذَلِكَ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ (فروخت کرنے والا) درہم کے بدلے میں دینار اور دینار کے بدلے میں درہم کا تقاضا کرے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات نے اسے ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس کی سند سماک کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٤٩٤، ارواء الغليل: ١٣٢٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٥٤، و ٣٣٥٥ ، سنن ابن ماجه: ٢٢٦٢، سنن نسائی: ٢٨١/٧-٢٨٣، مسند احمد: ٤٨٨٣، سنن النسائی: ٢٨٢/٧

1243: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَقُولُ مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ؟ فَقَالَ: طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا إِذَا جَاءَ خَادِمُنَا نُعْطِكَ وَرِقَكَ. فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا وَاللّٰهِ لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ أَوْ لَتَرُدَّنَّ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ)).

مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں (بازار) آیا اور میں کہہ رہا تھا: کون درہموں کی کرنسی کا تبادلہ کرتا ہے؟ طلحہ بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ جبکہ وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ اپنے دینار ہمیں دکھاؤ، پھر جب ہمارا خادم آجائے تو ہمارے پاس آنا ہم تمہیں تمہارے درہم دیں گے، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم اس کے درہم اسے ادا کرو یا تم اس کے دینار اسے لوٹا دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چاندی (درہم) کا سونے (دینار) کے ساتھ تبادلہ سود ہے الّا یہ کہ وہ دست بہ دست ہو، گندم کے بدلے گندم سود ہے مگر یہ کہ دست بہ دست ہو، جَو کے بدلے جَو سود ہے مگر یہ کہ وہ دست بہ دست ہو، اور کھجور کے بدلے کھجور سود ہے مگر یہ کہ وہ دست بہ دست ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ: ((إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ)) يَقُولُ: يَدًا بِيَدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ اور ھاء وھاء کا معنی ہے: دست بہ دست۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٥٤٩، الحميدي: ١٢، البزار: ٢٥٤، ابو يعلى: ١٤٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٣٤، صحيح مسلم: ١٥٨٦، سنن ابو داود: ٣٣٤٨، سنن ابن ماجه: ٢٢٥٣ و ٢٢٥٩ و ٢٢٦٠، سنن نسائی: ٢٧٣/٧، مسند احمد: ١٦٢، صحيح ابن خبان: ٥٠١٣ و ٥٠١٩

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص پونڈ یا ریال میں سودا کرتا ہے تو اس کی ادائیگی روپے یا ڈالر میں کر سکتا ہے۔ یا اس کے برعکس لیکن شرط یہ ہے کہ کرنسی کا ریٹ اس دن کے ریٹ کے مطابق طے کر کے تبادلہ کیا جائے گا۔

(۲) یہ تبادلہ اور ادائیگی نقد ہو ادھار جائز نہیں۔ کیونکہ بعد ازاں ریٹ کے فرق کی وجہ سے کسی ایک فریق کو نقصان کا اندیشہ ہے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِيَاعِ النَّخْلِ بَعْدَ التَّأْبِيرِ وَالْعَبْدِ وَلَهُ مَالٌ

تابیر کے بعد کھجور کے درخت اور ایسے غلام کی بیع جس کے پاس مال بھی ہو

1244: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ ابْتَاعَ نَخْلاً بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے اس کے بعد کھجور کا درخت فروخت کیا کہ اس کی تابیر ہو چکی ہے تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کا ہے الّا یہ کہ خریدار شرط کر لے، اور جس نے

لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)).

کوئی غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال بھی ہے تو اس کا مال اسے فروخت کرنے والے کا ہے الّا یہ کہ خریدار شرط کر لے (کہ مال بھی اسی کا ہوگا)۔"

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

هٰكَذَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ نَخْلاً بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)).

اسی طرح دیگر طرق سے زہری عن سالم عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کھجور کا درخت فروخت کیا جس کی تابیر ہو چکی تھی تو اس کا پھل بائع کا ہے الّا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے غلام فروخت کیا جس کے پاس مال بھی ہو تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہے اِلّا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔"

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

نافع عن ابن عمر کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کھجور کا درخت فروخت کیا تو اس کی تابیر کی گئی تھی تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کے لیے ہے اِلّا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔

هٰكَذَا رَوَى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ الْحَدِيثَيْنِ.

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا. وَرَوَى عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ سَالِمٍ.

نافع عن ابن عمر عن عمر کی سند سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے کوئی غلام فروخت کیا اور اس کا مال بھی تھا تو اس کا مال بائع کا ہے اِلّا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔ اسی طرح عبداللہ بن عمر اور دیگر نے نافع سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور بے شک ان میں سے بعض نے یہ حدیث نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ کی سند سے بھی روایت کی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اور عکرمہ بن خالد نے عن ابن عمر عن النبی ﷺ کی سند سے سالم کی حدیث کے مانند روایت کی ہے۔

بعض اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصَحُّ مَا جَاءَ فِي هٰذَا الْبَابِ.

محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں مروی

احادیث میں سے زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مروی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٦١٣،ابن ابي شيبة: ١١٢/٧، ابن الجارود: ٦٢٨، ابو يعلى: ٥٤٢٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٢٠٣ و ٢٣٧٩، صحيح مسلم: ١٥٤٣، ٨٠، سنن ابو داود: ٣٤٣٣، سنن ابن ماجه: ٢٢١١، سنن نسائی: ٢٩٧/٧، مسند احمد: ٤٥٥٢، صحيح ابن حبان: ٤٩٢٢ و ٤٩٢٣

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص اپنا باغ اس حالت میں فروخت کرتا ہے کہ اس کی پیوند کاری ہوئی ہو یا اس پر پھل آچکا ہو تو اس کا پھل باغ کے مالک کا ہوگا، اگر خریدنے والا شرط کرلے کہ یہ پھل میرا ہوگا اور فروخت کرنے والے تسلیم کرلیں کہ ٹھیک ہے تو پھر وہ پھل خریدنے والے کا ہوگا۔

(۲) اگر اس نے باغ پیوند کاری کرنے سے پہلے فروخت کر دیا تو پھر اس کا پھل خریدار کا ہوگا۔ اِلّا یہ کہ فروخت کرنے والا پھل کی شرط کرلے اور خریدار مان لے تو پھر فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

(۳) جو اصحاب کہتے ہیں کہ خرید و فروخت، پیوند کاری سے پہلے ہو یا بعد میں دونوں صورتوں میں وہ پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا، ان کا موقف درست نہیں بلکہ حدیث رسول ﷺ کے صریح خلاف ہے۔

(۴) اسی طرح اگر کوئی شخص غلام فروخت کرتا ہے اور اس غلام کے پاس کچھ مال بھی جمع ہوتا ہے۔ تو مال فروخت کرنے والے کا ہوگا۔ اِلّا یہ کہ خریدار شرط کرلے، تو پھر ٹھیک ہے۔ خریدنے والے کا ہوگا۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيِّعَيْنِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

خرید و فروخت کرنے والوں کو (بیع منعقد کرنے یا فسخ کرنے کا) اختیار ہے جبکہ وہ جدا نہ ہوں

1245: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَخْتَارَا)).

قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا ابْتَاعَ بَيْعًا وَهُوَ قَاعِدٌ قَامَ لِيَجِبَ لَهُ الْبَيْعُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”خرید و فروخت کرنے والوں کو جب کہ وہ جدا نہ ہوں (بیع کے منعقد کرنے یا فسخ کرنے کا) اختیار حاصل ہے یا وہ اختیار کی شرط کرلیں۔“

راوی نے بیان کیا، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے تھے اور وہ بیٹھے ہوتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے تاکہ وہ (بیع) واجب ہو جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَحَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو برزہ، حکیم بن حزام، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، سمرہ اور ابو ہریرہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر

النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالُوا: الْفُرْقَةُ بِالْأَبْدَانِ لَا بِالْكَلَامِ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا)). يَعْنِي الْفُرْقَةَ بِالْكَلَامِ. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ لِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ هُوَ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَعْنَى مَا رَوَى وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوجِبَ الْبَيْعَ مَشَى لِيَجِبَ لَهُ.

حضرات کا اسی پر عمل ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، اور انہوں نے کہا: جدائی ابدان کے ساتھ معتبر ہے نہ کہ کلام کے ساتھ۔ بعض اہل علم نے کہا: نبی ﷺ کے فرمان: ''جب تک وہ دونوں جدا نہ ہوں'' کا معنی ہے: کلام کے ذریعے جدائی، پہلا قول زیادہ صحیح ہے، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے جو روایت کیا ہے وہ اس کے معنی کو زیادہ جانتے ہیں۔ اور ان سے روایت کیا گیا ہے کہ جب وہ بیع کو واجب کرنا چاہتے تو چل پڑتے تاکہ وہ واجب ہو جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٦٦٤، الحميدي: ٦٠٤، ابو يعلى: ٥٨٢٢، البيهقي: ٢٦٩/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۱۰۷، صحیح مسلم: ۱۵۳۱، سنن ابو داود: ۳۴۵۵، ۳۴۵۴ سنن ابن ماجه: ۲۱۸۱، سنن نسائی: ۲۴۸/۷-۲۵۱، مسند احمد: ۳۹۳

فوائد الحدیث: (۱) ''بیع خیار'' کے دو مفہوم ہیں پہلے انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۔ دو آدمی آپس میں کوئی سودا کرتے ہیں اور کسی بھی بات پر ان کا سودا طے ہو جاتا ہے لیکن دونوں کو ہی مجلس کے برخاست ہونے تک اختیار رہتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک فریق یا فرد اگر چاہے تو اس سودے کو فسخ (ختم) کر سکتا ہے۔ یعنی خریدنے والا انکار کرتے ہوئے وہ سودا ختم کر دیتا ہے اگر اس نے وہ چیز وصول کر لی ہو تو واپس کر سکتا ہے۔ اسی طرح فروخت کرنے والا بھی سودا ختم کرتے ہوئے فروخت کرنے سے انکار کر سکتا ہے اگر وہ اس چیز کی ادائیگی کر چکا ہے یا قیمت وصول کر چکا ہو تو قیمت واپس کر کے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے۔ یہ اختیار دونوں کو مجلس کے ختم ہونے تک رہتا ہے۔ اور ایک فریق کے فیصلے کو ماننے اور اسے نافذ کرنے کا دوسرا فریق پابند ہے خواہ اس کا دل چاہے یا نہ چاہے۔

۲۔ ''بیع خیار'' کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں کوئی خرید و فروخت کرتے ہیں پھر دونوں ایک دوسرے کو اختیار دیتے ہیں کہ فلاں وقت (جو بھی، وہ مقرر کر لیں) تک اگر آپ سودا ختم کرنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے مثلاً خریدنے والا کہتا ہے کہ دو دن تک آپ یہ چیز واپس کر کے سودا ختم کرنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے اس صورت میں اگر مجلس برخاست بھی ہو گئی تو تب بھی اس مقررہ مدت تک دونوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہو گا۔ یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے جب ایک فریق سودا ختم کرنا چاہتا ہو اور دوسرا نہ چاہے۔ اگر وہ دونوں رضامندی کے ساتھ جب بھی چاہیں تو سودا فسخ کر سکتے ہیں، شریعت محمدیہ ان پر کوئی قدغن عائد نہیں کرتی۔

(۲) یہ دونوں صورتیں ہی درست اور جائز ہیں کہ مجلس قائم رہنے تک دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے، مجلس برخاست ہونے پر دونوں کا اختیار خود بخود ختم، اِلّا یہ کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو یا کوئی ایک دوسرے کو مجلس کے بعد بھی کچھ وقت تک اختیار دے دے۔

(۳) لیکن اس مسئلہ میں ''بعض الناس'' نے یہ موقف اپنایا کہ جب مجلس میں ایک مرتبہ سودا طے ہو گیا، بات پکی ہو گئی تو پھر ان کا اختیار اسی وقت ختم ہو گیا خواہ مجلس قائم رہے یا برخاست ہو۔ اِلّا یہ کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔ اب ان بزرگوں کا موقف رسول اللہ ﷺ کی صحیح و صریح حدیث کے خلاف ہے چاہیے تو یہ تھا کہ حدیث رسول ﷺ کا علم ہو جانے کے بعد خوش دلی سے اپنے

موقف اور رائے سے دست بردار ہو جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو فوراً قبول کر لیتے۔ لیکن اس طبقے کے چھوٹے بڑے سب حدیث رسول اللہ ﷺ کی تاویلیں کرنے اور اپنے مذہب کے دفاع اور ثبوت کے لیے لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں اترے اور شیخ الہند، سے لے کر شیخ الاسلام، تک سبھی نے اپنے علم و فضل اور تقویٰ و پرہیز گاری کو تقلید کی بھینٹ چڑھادیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شیخ الہند نے تو تھک ہار کر ہاتھ کھڑے کر دیے اور یوں پکار اٹھے۔ الحق والا نصاف فان الترجیح للشافعی فی هذه المسئلة ونحن مقلدون یجب علینا تقلید اما منا ابی حنیفة۔ (تقریر ترمذی ۳۷) "حق اور انصاف یہی ہے کہ اس مسئلہ (بیعان بالخیار) میں ترجیح امام شافعی کے مذہب کو ہے مگر چونکہ ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اس لیے ہم پر امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے۔"

(۴) "بعض الناس" کے تمام محققین کا اصرار اس بات پر ہے کہ مجلس برخاست ہونے کا مطلب ہے "تفرق بالکلام" کہ جب بات پکی ہو جائے جبکہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا تقاضا ہے "تفرق بالابدان" کہ جگہ اور جسم کی تبدیلی سے مجلس برخاست ہوتی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرق سمجھانے کے لئے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے راوی سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور وہ حدیث کے معنی و مفہوم کو زیادہ جانتے ہیں، ان کا طرز عمل یہ تھا کہ جب کوئی سودا کرتے اور چاہتے کہ بیع پختہ اور حتمی ہو جائے (یعنی اختیار مجلس ختم ہو جائے تو وہاں سے چل پڑتے۔) جو اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث میں مجلس ختم ہونے کا مطلب "تفرق بالابدان" ہے نہ کہ "تفرق بالکلام" اور یہ بات مولانا محمد تقی عثمانی نے بھی تسلیم کی ہے۔ دیکھئے (فتح الملہم ۱/۳۷۳)

1246: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)).

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ فِي فَرَسٍ بَعْدَ مَا تَبَايَعَا. وَكَانُوا فِي سَفِينَةٍ فَقَالَ: لَا أَرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا)). وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ إِلَى أَنَّ الْفُرْقَةَ بِالْكَلَامِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرید و فروخت کرنے والے دونوں افراد کو جدا ہونے سے پہلے پہلے تک اختیار حاصل ہے، اگر انہوں نے سچ بولا اور وضاحت کی تو ان دونوں کے لیے ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائے گی، اور اگر انہوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔"

یہ حدیث صحیح ہے۔

سیّدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ دو آدمی ایک گھوڑے کی بیع کے متعلق ان کے پاس مقدمہ لائے، جبکہ وہ حضرات کشتی میں تھے، تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تم دونوں الگ / جدا ہو گئے ہو، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرید و فروخت کرنے والے دونوں افراد کو جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں اختیار حاصل ہے۔" کوفہ کے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا موقف ہے کہ جدائی کلام سے ہو جاتی ہے، اور یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: كَيْفَ أَرُدُّ هَذَا وَالْحَدِيثُ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَحِيحٌ. وَقَوَّى هَذَا الْمَذْهَبَ.

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں اسے کس طرح رد کروں؟ جبکہ اس بارے میں نبی ﷺ سے مروی حدیث صحیح ہے اور اس نے اس مذہب کو قوی اور مضبوط کیا ہے۔

وَمَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ)). مَعْنَاهُ أَنْ يُخَيِّرَ الْبَائِعُ الْمُشْتَرِيَ بَعْدَ إِيجَابِ الْبَيْعِ فَإِذَا خَيَّرَهُ فَاخْتَارَ الْبَيْعَ فَلَيْسَ لَهُ خِيَارٌ بَعْدَ ذَلِكَ فِي فَسْخِ الْبَيْعِ وَإِنْ لَمْ يَتَفَرَّقَا. هَكَذَا فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ. وَمِمَّا يُقَوِّي قَوْلَ مَنْ يَقُولُ الْفُرْقَةُ بِالْأَبْدَانِ لَا بِالْكَلَامِ حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

نبی ﷺ کے فرمان: "إلا بيع الخيار" کا معنی ہے کہ بیع ہو جانے کے بعد بائع مشتری کو اختیار دے، پس جب اس نے اسے اختیار دیا تو اس نے بیع کو اختیار کر لیا، تو اس کے بعد اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہتا، خواہ وہ جدا نہ ہوئے ہوں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور اس میں سے جو اس کے موقف کو تقویت پہنچاتا ہے کہ جدائی ابدان کے ذریعے ہوگی نہ کہ کلام کے ذریعے، وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مروی حدیث ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١٢٨١ ''احاديث البيوع'' اخرجه الشافعي: ٢/١٥٤، البيهقي: ٥/٢٦٩

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٠٧٩، صحيح مسلم: ١٥٣٢، سنن ابو داود: ٣٤٥٩، سنن نسائی: ٧/٢٤٤-٢٤٥، مسند احمد: ١٥٣١٤

1247: أَخْبَرَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ)).

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار حاصل ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں، اِلّا یہ کہ اختیار کی بیع ہو، اور اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اسی اندیشے کے پیش نظر اپنے ساتھی سے جدا ہو جائے کہ وہ سودا اسے واپس نہ کر دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَمَعْنَى هَذَا أَنْ يُفَارِقَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ وَلَوْ كَانَتِ الْفُرْقَةُ بِالْكَلَامِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خِيَارٌ بَعْدَ الْبَيْعِ لَمْ يَكُنْ لِهَذَا الْحَدِيثِ مَعْنًى حَيْثُ قَالَ: ﷺ ((وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، اس کا معنی کہ وہ سودے کے واپس ہو جانے کے اندیشے سے بیع کے بعد اس سے جدا ہو جائے، اگر کلام سے جدائی ہوتی ہو، تو اسے بیع کے بعد کوئی اختیار نہیں رہتا، تو پھر اس حدیث کا کوئی معنی نہیں رہتا، جو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس سے سودے کی واپسی کے اندیشے کی وجہ سے اس سے جدا ہو جائے۔"

حكم الحديث: (حسن صحيح) الارواء: ١٣١١، انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٨٧٩٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٤٥٦، مسند احمد: ٦٧٢١

فوائد الحدیث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۲۴۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

27- بَابٌ [مَا جَآءَ فِي خِيَارِ الْمُتَبَايِعِيْنَ]

خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان اختیار

1248: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَهُوَ الْبَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَتَفَرَّقَنَّ عَنْ بَيْعٍ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ رضامندی ہی سے بیع سے جدا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) الارواء: ٥/١٢٥-١٢٦، اخرجه العقيلي: ٤/٣٩١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٤٥٨، مسند احمد: ١٠٩٢٢

1249: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَيَّرَ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْبَيْعِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک اعرابی کو بیع کے بعد اختیار دیا۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) ”احادیث البیوع“ بعض کہتے ہیں اس کی سند ابی الزبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢١٨٤ شرح مشكل الآثار: ٥٢٩٢، ٥٢٩٠، ٥٢٩٣، مسند الشافعي: ٢/١٥٥، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٥/٢٧٠-٢٧١

فوائد الحدیث: (۱) مجلس کے قائم رہنے تک فریقین ویسے ہی اختیار سے ہیں!

(۲) مجلس برخاستگی کے بعد بھی کچھ مدت کے لیے وہ ایک دوسرے کو اختیار دے سکتے ہیں۔

(۳) مجلس ختم ہونے کے بعد دونوں آپس میں رضامندی کے ساتھ جب چاہیں سودا فسخ کر سکتے ہیں کوئی ایک فریق دوسرے کی رضامندی کے بغیر اپنا فیصلہ دوسرے پر نہیں ٹھونس سکتا۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ

وہ شخص جو بیع میں دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے

1250: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ وَكَانَ يُبَايِعُ وَأَنَّ أَهْلَهُ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک آدمی تھا جو سودا کرنے میں کمزور تھا، اور وہ خریداری کرتا تھا، اس کے گھرانے کے افراد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے عرض کیا،

أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! احْجُرْ عَلَيْهِ. فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَنَهَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ. فَقَالَ: ((إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ)).

اللہ کے رسول! اس پر پابندی لگا دیں، نبی ﷺ نے اسے بلایا اور اسے منع فرمادیا، تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں بیع سے باز نہیں آسکتا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم بیع کرو تو کہا کرو: دست بہ دست اور دھوکا نہیں ہوگا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَحَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا: يُحْجَرُ عَلَى الرَّجُلِ الْحُرِّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ إِذَا كَانَ ضَعِيفَ الْعَقْلِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُحْجَرَ عَلَى الْحُرِّ الْبَالِغِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔ اس حدیث پر بعض اہل علم کا عمل ہے، اور انہوں نے کہا: جب کوئی آزاد شخص عقلی طور پر کمزور ہو تو اس پر خرید و فروخت کرنے کی پابندی لگا دینی چاہیے یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے، جبکہ ان میں سے بعض کا موقف ہے کہ آزاد بالغ شخص پر پابندی نہیں لگانی چاہیے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٩٥٢، الدارقطني: ٣/٥٥، الحاكم: ٤/١٠١، البيهقي: ٦/٦٢

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٥٠١، سنن ابن ماجه: ٢٣٥٤، سنن نسائي: ٧/٢٥٢، مسند احمد: ١٣٢٧٦، صحيح ابن حبان: ٥٠٤٩ و ٥٠٥٠

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص ذہنی طور پر معذور ہو یا عقلاً کمزور اور سیدھا سادہ سا ہو تو وہ مارکیٹ میں سودا کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ مجھ سے کوئی دھوکہ نہیں کرنا، پھر کوئی تاجر یا گاہک اپنی چالاکی یا ہوشیاری کی وجہ سے اسے دھوکہ دے دیتا ہے تو اس شخص کو اختیار ہے کہ وہ اس کا سودا واپس کر کے بیع کو ختم کر دے۔

(۲) خرید و فروخت میں اگر ایک طرف سے بھی کوئی شرط عائد کر دی جائے تو وہ معتبر ہوگی۔

(۳) مسلمان کو دوسرے مسلمان کا ہمدرد اور خیر خواہ ہونا چاہیے اپنے مفادات کے لیے کسی بھی مسلمان کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَرَّاةِ

روکے ہوئے دودھ والے جانور کا حکم

1251: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِذَا حَلَبَهَا إِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص روکے ہوئے دودھ والا جانور خریدے تو جب وہ اس کا دودھ دوہے تو اسے اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو اسے واپس کر دے، اور وہ اس کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں انس رضی اللہ عنہ اور نبی ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ١٤٣٦٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٥١، صحيح مسلم: ١٥١٥ و ١١، و ١٥٢٤ و ٢٣ و ٢٤، سنن ابو داود: ٣٤٤٥، سنن نسائی: ٢٥٣/٧، مسند احمد: ٧٣٨٠

1252: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص روکے ہوئے دودھ والا جانور خریدے تو اسے تین دن تک اختیار حاصل ہے، اگر وہ اسے واپس کرے تو وہ اس کے ساتھ ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) غلہ بھی دے اور وہ گندم نہ ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((لَا سَمْرَاءَ)). يَعْنِي: لَا بُرَّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے اصحاب کا اسی حدیث پر عمل ہے، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی انہی میں سے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے اس فرمان کہ (لاسمراء) کا معنی ہے کہ لَا بُرَّ گندم نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٠٢٩، الدارمي: ٢٥٥٦، تحفة الاشراف حديث رقم: ١٤٥٠٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٢٤ و ٢٥ و ٢٦، سنن ابو داود: ٣٤٤٤، سنن نسائی: ٢٥٤/٧، مسند احمد: ٧٣٨٠ و ١٠٥٨٦

فوائد الحدیث: (١) ”مُصرّاۃ“ دودھ دینے والے اس جانور کو کہتے ہیں جس کا دودھ صرف اس لیے اس کے تھنوں میں روک لیا جائے کہ وہ زیادہ ظاہر ہو، تاکہ خریدار اس کی قیمت زیادہ ادا کرے۔

(٢) یہ عمل ایک دھوکہ ہے جو بیوپاری اپنے گاہک کے ساتھ کر رہا ہے۔ اگر کسی شخص نے ایسا جانور خرید لیا اور اسے بعد میں معلوم ہوا کہ مجھ سے دھوکہ ہوا ہے کیونکہ جانور تو ”تصریہ“ کیا ہوا تھا تو اسے تین دن تک حق ہے کہ اگر وہ اس جانور کو واپس کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک صاع 'غلے' کا بھی ادا کرے گا۔

(٣) بعض لوگوں نے کھجوروں کا ایک صاع دینا لازم قرار دیا ہے لیکن تمام دلائل سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ ہر کوئی اپنے اپنے علاقے کی عمومی خوراک میں سے ایک صاع دیگا۔ کھجوریں ضروری نہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

(٤) ”بعض الناس“ چونکہ ”تصریہ“ کرنے (دودھ روکنے) کو عیب اور دھوکہ شمار نہیں کرتے اس لیے وہ جانور کو واپس کر کے بیع ختم کرنے کے مسئلہ کو بھی نہیں مانتے جب کہ ان کی یہ بات درست نہیں۔

(٥) ”بعض الناس“ نے اس حدیث کی آڑ میں سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی قدر پر نشتر زنی کرتے ہوئے انہیں غیر فقیہ وغیرہ کہا ہے۔ حالانکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا قول یا فتویٰ نہیں بلکہ امام الانبیا سیّدنا محمد ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔ ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ ان کے اعتراض کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ عقل و دانش اور فہم و فراست کے لحاظ سے بھی سو فی صد درست ہے۔ ہمیں اپنی فقاہت کو قرآن و حدیث کے تابع کرنا چاہئے نہ کہ قرآن و حدیث کی نصوص کو اپنی فقاہت کے تابع کرنے کی سعی لاحاصل کر بیٹھیں۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي اشْتِرَاطِ ظَهْرِ الدَّابَّةِ عِنْدَ الْبَيْعِ

بیع کے وقت جانور پر سواری کی شرط مقرر کرنا

1253: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ بَاعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بَعِيرًا وَاشْتَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى أَهْلِهِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک اونٹ کا سودا کیا، اور گھر پہنچنے تک اس پر سواری کی شرط مقرر کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. يَرَوْنَ الشَّرْطَ فِي الْبَيْعِ جَائِزًا إِذَا كَانَ شَرْطًا وَاحِدًا. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دیگر طرق سے بھی روایت کیا گیا ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے، وہ بیع میں شرط مقرر کرنے کو جائز سمجھتے ہیں جبکہ شرط ایک ہو، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَجُوزُ الشَّرْطُ فِي الْبَيْعِ وَلَا يَتِمُّ الْبَيْعُ إِذَا كَانَ فِيهِ شَرْطٌ.

بعض اہل علم کا موقف ہے کہ بیع میں شرط جائز نہیں، جب بیع میں شرط ہو تو وہ بیع مکمل نہیں ہوتی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/٧٥١، ابن الجارود: ٦٣٥، ابو يعلى: ٢١٢٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۷۱۸، صحیح مسلم: ۳/۱۲۲۱ (۷۱۵)، سنن ابو داود: ۳۵۰۵، سنن نسائی: ۷/۲۹۷-۲۹۸، مسند احمد: ۱۴۱۹۵

فوائد الحدیث: کسی بھی بیع میں کوئی ایسی شرط لگانا کہ جو شرعی طور پر جائز ہو، درست ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اونٹ تو فروخت کر دیا لیکن ساتھ ہی گھر تک سواری کرنے کی شرط لگالی۔ اسی طرح کوئی شخص گھر خریدتا ہے یا فروخت کرتا ہے تو اس میں کچھ عرصہ رہنے کی شرط کر لیتا ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ درست ہے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِانْتِفَاعِ بِالرَّهْنِ

گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا

1254: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الظَّهْرُ يُرْكَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گروی رکھے ہوئے جانور پر سواری کی جا سکتی ہے اور اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے، اور جو سوار ہو گا اور دودھ پیے گا وہی (اس جانور کا) خرچ ادا کرے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ عامر شعبی عن ابی ہریرہ کی سند ہی سے مرفوع ہے، کئی ایک

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ مِنَ الرَّهْنِ بِشَيْءٍ.

نے اسے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے موقوف روایت کیا ہے، اس پر بعض اہل علم کا عمل ہے اور وہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے: اسے گروی رکھی ہوئی چیز سے کسی طرح کا کچھ بھی فائدہ اٹھانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٦٦٥، ابو يعلى: ٦٦٣٩، شرح المعاني: ٤/٩٨-٩٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۵۱۱ و ۲۵۱۲، سنن ابو داود: ۳۵۲۶ سنن ابن ماجه: ۲۴۴۰، مسند احمد: ۷۱۲۵، صحیح ابن حبان: ۵۹۳۵

فوائد الحدیث: قرض لینے کی صورت میں اس کے عوض کوئی چیز گروی رکھنا جائز ہے جس کے پاس وہ چیز گروی رکھی گئی ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے یا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ جو چیز گروی رکھی گئی ہے وہ دیکھ بھال اور خوراک کی محتاج ہے مثلاً کوئی دودھ والا جانور گائے، بھینس وغیرہ یا سواری کے لیے گھوڑا وغیرہ تو ایسی چیز سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ وہ اس پر سواری کر سکتا ہے اور گائے وغیرہ کا دودھ پی سکتا ہے۔ کیونکہ اگر اس پر خرچ نہیں کرے گا انہیں چارہ وغیرہ نہیں ڈالے گا تو یا تو وہ جانور مر جائے گا یا بیمار ہو گا تو لہٰذا یہ اپنی محنت و مشقت اور خرچ کے بعد اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو چیز گروی رکھی گئی ہے وہ اس قسم کی دیکھ بھال اور خوراک کی محتاج نہیں جیسے سونا، چاندی، گھر اور زمین وغیرہ۔ یہ اگر پڑی رہیں گی تو خراب نہیں ہوں گی اس قسم کی چیزوں سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں بلکہ سود کے زمرے میں آتا ہے۔ اِلّا یہ کہ مارکیٹ کے ریٹ کے مطابق اس کا کرایہ وغیرہ اصل مالک کو ادا کیا جائے۔ مثلاً ہمارے معاشرے میں لوگ زرعی زمین گروی رکھ دیتے ہیں اور اس کے عوض قرضہ لے لیتے ہیں جس کے پاس زمین گروی رکھی ہوئی ہے وہ اس میں کاشت کاری کرتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے مقررہ مدت پر زمین واپس کر کے اپنا پورا قرضہ بھی وصول کر لیتا ہے تو یہ حرام، ناجائز اور واضح طور پر سود ہے۔ ہاں اگر وہ اتنے سال جتنا عرصہ وہ زمین اس کے پاس رکھی گئی ہے کا ٹھیکہ بھی ادا کرتا ہے اور قرضے کی رقم میں سے اس کی کٹوتی کروا دیتا ہے تو پھر یہ جائز ہے اسی طرح اگر کسی نے گھر رہن، گروی رکھ دیا ہے تو قرض دینے والا نہ تو اس میں اپنی رہائش رکھ سکتا ہے اور نا ہی اسے کسی دوسرے کو کرائے پر دے کر خود کرایہ وصول کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو سود ہو گا۔

لیکن اگر وہ مکان کا کرایہ مارکیٹ کی قیمت کے مطابق مالک مکان کو ادا کرے اور جب قرضے کی رقم واپس لے تو اتنی مدت کے کرائے کے مطابق وہ رقم کی کٹوتی کروا کر بقایا رقم واپس لے تو پھر جائز ہے خواہ وہ خود رہائش رکھے یا کسی دوسرے کو کرائے پر دے۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي شِرَاءِ الْقِلَادَةِ وَفِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ

ایسا ہار خریدنا جس میں سونا اور جواہرات ہوں

1255: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خیبر کے موقع پر بارہ دینار کے عوض ایک ہار خریدا، اس میں سونا اور جواہرات تھے، میں نے اسے جدا اور الگ الگ کر دیا، تو میں نے اس میں

قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ)).

بارہ دینار سے زیادہ مالیت کا (سونا وغیرہ) پایا، میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی بیع نہ کی جائے حتیٰ کہ اسے الگ الگ کر لیا جائے۔''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

ابن مبارک نے ابو شجاع سعید بن یزید سے اسی اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا أَنْ يُبَاعَ السَّيْفُ مُحَلًّى أَوْ مِنْطَقَةٌ مُفَضَّضَةٌ أَوْ مِثْلُ هَذَا بِدَرَاهِمَ حَتَّى يُمَيَّزَ وَيُفَصَّلَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے، وہ آراستہ کی ہوئی تلوار یا چاندی سے جڑی ہوئی پیٹی (بیلٹ) یا اس جیسی چیز کی درہم سے بیع کو جائز نہیں سمجھتے حتیٰ کہ اسے الگ الگ کر لیا جائے۔

وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

یہ ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم نے اور دیگر حضرات نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ''احاديث البيوع'' اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٤/٦، الدارقطني: ٣/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٩١، سنن ابو داود: ٣٣٥١ و ٣٣٥٢، سنن نسائي: ٢٧٩/٧، مسند احمد: ٢٣٩٦٢

فوائد الحدیث: اگر سونے کا ہار ہو اور اس کو سونے کے عوض میں فروخت کرنا ہو چاندی کا ہار ہو اور اس کو چاندی کے عوض ہی بیچنا ہو، لیکن اس سونے اور چاندی کے ساتھ دوسرے جواہرات وغیرہ بھی ہوں تو پھر ان سب کو الگ الگ کر کے ہر چیز کا ریٹ الگ الگ لگا کر اس کی قیمت ادا کی جائے گی، اگر ایسا ممکن نہ ہو لیکن ہر چیز کا وزن اور قیمت معلوم اور طے ہو تو پھر اسے کسی دوسری جنس سے خرید کیا جا سکتا ہے مثلاً سونے کے بدلے سونا نہیں بلکہ چاندی یا کرنسی کی شکل میں قیمت ادا کی جائے، اسی طرح چاندی کے بدلے چاندی نہیں بلکہ سونے یا کرنسی کے ساتھ اس کی قیمت کی ادائیگی ہو تو درست ہے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي اشْتِرَاطِ الْوَلَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذَلِكَ

ولاء کی شرط مقرر کرنا اور اس سے روکنا

1256: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ أَوْ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا، لیکن انہوں (ان کے مالکوں) نے ولاء کی شرط مقرر کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے خرید لو، ولاء (حق وراثت) تو اسی کا حق ہے جس نے قیمت ادا کی ہے، یا جو نعمت کا مالک ہو۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. قَالَ وَمَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ يُكْنَى أَبَا عَتَّابٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے، اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے بیان کیا: حدیث کے راوی منصور بن معتمر کی کنیت ابو عتاب ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ إِذَا حُدِّثْتَ عَنْ مَنْصُورٍ فَقَدْ مَلأْتَ يَدَكَ مِنَ الْخَيْرِ لَا تُرِدْ غَيْرَهُ. ثُمَّ قَالَ يَحْيَى مَا أَجِدُ فِي إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَمُجَاهِدٍ أَثْبَتَ مِنْ مَنْصُورٍ. قَالَ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنْصُورٌ أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

ابو بکر عطار بصری نے علی بن مدینی سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے یحیی بن سعید کو بیان کرتے ہوئے سنا: جب تمہیں منصور سے حدیث بیان کی جائے تو تم نے اپنا ہاتھ خیر سے بھر لیا اور پھر ان کے علاوہ کسی اور کا ارادہ نہ کر، پھر یحیی نے بیان کیا: میں ابراہیم نخعی اور مجاہد رحمہما اللہ سے روایت کرنے میں منصور سے اثبت کسی کو نہیں پاتا۔ اور مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی الاسود کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا کہ منصور، کوفہ والوں میں سے اثبت ہیں۔

حكم الحديث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۱۵۵۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٨٤٤و ٢٤١٥٠

فوائد الحديث: (۱) "ولاء" کی بیع اور ہبہ کرنا دونوں ہی ممنوع ہیں تفصیل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۲۳۶۔

(۲) اگر کوئی شخص "ولاء" کی شرط لگائے گا کہ آزاد آپ کریں لیکن ولاء میری ہوگی تو یہ جائز اور درست نہیں یا اس کی کوئی بھی شرط لگا لیتا ہے جو شرعی طور پر جائز نہیں تو ایسی کسی قسم کی شرط کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

34- بَابُ [الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ الْمَوْقُوْفِيْنَ]

موقوف کی بیع و شراء

1257: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَشْتَرِي لَهُ أُضْحِيَّةً بِدِينَارٍ فَاشْتَرَى أُضْحِيَّةً فَأَرْبَحَ فِيهَا دِينَارًا فَاشْتَرَى أُخْرَى مَكَانَهَا فَجَاءَ بِالأُضْحِيَّةِ وَالدِّينَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((ضَحِّ بِالشَّاةِ وَتَصَدَّقْ بِالدِّينَارِ)).

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکیم بن حزام کو ایک دینار آپ ﷺ کے لیے قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا، پس انہوں نے قربانی کا جانور خریدا اور اس میں ایک دینار کا فائدہ حاصل کیا، اور اس کی جگہ ایک اور جانور خریدا، وہ قربانی کا جانور اور ایک دینار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بکری کی قربانی کرو اور دینار صدقہ کر دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِي مِنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی روایت کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، میرے نزدیک، حبیب بن ابی ثابت نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) حبیب بن ابی ثابت کا حکیم بن حزام سے سماع ثابت نہیں لہٰذا منقطع ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٨٦، ابن ابي شيبة: ١٤/٢١٨

1258: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هَارُونُ الأَعْوَرُ الْمُقْرِءُ وَهُوَ ابْنُ مُوسَى الْقَارِئُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ دَفَعَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا لِأَشْتَرِيَ لَهُ شَاةً فَاشْتَرَيْتُ لَهُ شَاتَيْنِ فَبِعْتُ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ وَجِئْتُ بِالشَّاةِ وَالدِّينَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَذَكَرَ لَهُ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ فَقَالَ لَهُ ((بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي صَفْقَةِ يَمِينِكَ)). فَكَانَ يَخْرُجُ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى كُنَاسَةِ الْكُوفَةِ فَيَرْبَحُ الرِّبْحَ الْعَظِيمَ فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ أَهْلِ الْكُوفَةِ مَالاً.

سیّدنا عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا تاکہ میں آپ ﷺ کے لیے ایک بکری خریدوں، میں نے آپ ﷺ کے لیے دو بکریاں خریدیں، میں نے ان میں سے ایک کو دینار پر فروخت کر دیا، اور ایک بکری اور دینار نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا، اور اس معاملے کا آپ ﷺ سے ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تمہاری خرید و فروخت میں برکت عطا فرمائے۔''

وہ اس کے بعد کوفہ کے کناسہ (جگہ کا نام) کی طرف جاتے تھے اور بہت زیادہ نفع حاصل کرتے تھے، وہ کوفہ کے انتہائی مال دار شخص تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ هُوَ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيتٍ عَنْ أَبِي لَبِيدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ہم کو احمد بن سعید دارمی نے حدثنا حبان حدثنا سعید بن زید (یہ حماد بن زید کے بھائی ہیں) کی سند سے بیان کیا کہ ہم کو زبیر بن خریت نے ابولبید سے روایت کیا تو انہوں نے اسی مانند ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا بِهِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَلَمْ يَأْخُذْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ. وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ. وَأَبُو لَبِيدٍ اسْمُهُ لِمَازَةُ بْنُ زَبَّارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے اور انہوں نے اسے اختیار کیا ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے، جبکہ بعض اہل علم نے اس حدیث کو نہیں لیا، امام شافعی، اور حماد بن زید کے بھائی سعید بن زید ان میں سے ہیں۔ ابولبید کا نام لمازہ بن زبار ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطبراني في الكبير: ١٧ حديث: ٤٢١، الحميدي: ٨٤٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٤٢، سنن ابو داود: ٣٣٨٤و ٣٣٨٥، سنن ابن ماجه: ٢٤٠٢، مسند احمد: ١٩٣٥٦

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص کسی کو خرید و فروخت میں اپنا وکیل مقرر کر دے اور اسے اختیار بھی ہو کہ وہ جیسے چاہے بیع کرے تو وکیل کو اس بات کا حق ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے صاحب مال کی رقم سے خرید و فروخت کرے اور باقی رقم مالک کو لوٹا دے تو یہ جائز اور درست ہے۔ بلکہ مالک کو چاہئے کہ اس کے اس تعاون اور خیر خواہی پر اس کا شکریہ ادا کرے اور اسے دعا بھی دے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُكَاتَبِ إِذَا كَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي

وہ مکاتب کہ جس کے پاس زر کتابت ادا کرنے کے لیے کچھ ہو

1259: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَصَابَ الْمُكَاتَبُ حَدًّا أَوْ مِيرَاثًا وَرِثَ بِحِسَابِ مَا عَتَقَ مِنْهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب مکاتب کسی حد یا میراث کا مستحق ہو، تو وہ جس قدر آزاد ہو گا اسی حساب سے وارث ہو گا۔“

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يُؤَدِّي الْمُكَاتَبُ بِحِصَّةِ مَا أَدَّى دِيَةَ حُرٍّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ عَبْدٍ)).

اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”مکاتب نے جس قدر زر کتابت ادا کیا ہو گا اسی حساب سے اسے آزاد کی دیت دی جائے گی، اور جس قدر باقی ہے وہ غلام کی دیت ہو گی۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

اس باب میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَوْلَهُ.

اسی طرح یحییٰ بن ابی کثیر نے عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور خالد حذاء نے عکرمہ عن علی کی سند سے ان کا قول ذکر کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اور دیگر کا اس حدیث پر عمل ہے۔

وَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم نے کہا: مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہے، یہ امام سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٧٢٦، اخرجه عبدالرزاق: ١٥٧٣١، ابن ابي شيبة: ٩/٧٣٩٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٨٢، سنن نسائی: ٨/٤٥-٤٦، مسند احمد: ١٩٤٤

1260: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ مَنْ كَاتَبَ عَبْدَهُ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أَوَاقٍ أَوْ قَالَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ ثُمَّ عَجَزَ فَهُوَ رَقِيقٌ)).

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ کے دوران ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے اپنے غلام کی سو اوقیہ پر مکاتبت کی، اس نے نوے اوقیہ ادا کر دیے یا کہا: نوے درہم ادا کر دیے، پھر وہ (دس) ادا نہ کر سکا، تو وہ غلام ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْمُكَاتَبَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ كِتَابَتِهِ. وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔
نبی ﷺ کے اکثر اہل علم صحابہ کرام اور دیگر کا اس پر عمل ہے: مکاتب غلام ہی رہتا ہے جب تک اس کی کتابت میں سے کوئی چیز اس کے ذمے رہتی ہے۔ حجاج بن ارطاۃ نے عمرو بن شعیب سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٣/١١١، تحفة الاشراف حديث: ٨٨١٤
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٢٦ و ٣٩٢٧، سنن ابن ماجه: ٢٥١٩، مسند احمد: ٦٦٦٦، ابن حبان: ٤٣٢١

1261: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَبْهَانَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ عِنْدَ مُكَاتَبِ إِحْدَاكُنَّ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے مکاتب کے پاس زر کتابت ادا کرنے کے لیے ہو تو وہ اس سے حجاب کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّوَرُّعِ وَقَالُوا لَا يُعْتَقُ الْمُكَاتَبُ وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي حَتَّى يُؤَدِّيَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کے ہاں اس حدیث کا معنی تورع اور پرہیز گاری پر ہے، اور انہوں نے کہا: مکاتب کو آزاد نہیں کیا جائے گا، اگرچہ اس کے پاس زر کتابت ادا کرنے کے لیے ہو، حتیٰ کہ وہ ادا کر دے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں نبہان مولیٰ ام سلمہ ضعیف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٢٨، سنن ابن ماجه: ٢٥٢٠، مسند احمد: ٢٦٤٧٣، صحيح ابن حبان: ٤٣٢٢
فوائد الحدیث: (۱) ”مکاتب“ اس غلام کو کہتے ہیں جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا ہے کہ میں اتنی مدت میں اتنی رقم آپ کو ادا کر دوں گا تو آپ مجھے آزاد کر دیں گے۔
(۲) جب وہ رقم پوری ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا، جب تک مکمل رقم کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس وقت تک غلام ہی رہے گا۔
(۳) مکاتبت کے عرصہ کے دوران اگر اس پر کوئی حد جاری ہو رہی ہو یا وہ کسی کا وارث بن رہا ہو تو پھر جتنی رقم وہ ادا کر چکا ہو گا اس قدر آزاد سمجھا جائے گا۔ اسی لحاظ سے اس کے لیے حد یا وراثت کا فیصلہ ہو گا اور جو رقم ابھی باقی ہو گی اس کی مناسبت سے اس پر حد یا وراثت میں غلامی والے احکام نافذ ہوں گے یعنی نا تو مکمل آزاد ہے کہ سارے حقوق اسے آزاد والے حاصل ہوں اور نا ہی مکمل غلام ہے کہ اپنے حصے کی آزادی کے حق سے بھی محروم کر دیا جائے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَفْلَسَ لِلرَّجُلِ غَرِيمٌ فَيَجِدُ عِنْدَهُ مَتَاعَهُ

جب آدمی کا مقروض شخص مفلس ہو جائے اور وہ اپنا سامان اس کے ہاں پائے

1262: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا امْرِءٍ أَفْلَسَ وَوَجَدَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ عِنْدَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ أَوْلَى بِهَا مِنْ غَيْرِهِ)).

فرمایا: "جو شخص مفلس ہو جائے اور کوئی آدمی اپنا سامان بعینہ اس کے ہاں پائے تو وہ کسی اور کی نسبت اس کا زیادہ حق دار ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ. وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ بعض اہل علم نے کہا: وہ باقی قرض خواہوں کے مثل اور برابر ہے، یہ کوفہ والوں کا قول ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٦٨٧، الدارمي: ٢٥٩٣، ابو يعلى: ٦٤٧٠، البيهقي: ٤٤/٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٢٠٢، صحيح مسلم: ١٥٥٩، سنن ابو داود: ٣٥١٩۔ ٣٥٢٣، سنن ابن ماجه: ٢٣٥٨-٢٣٥٩، سنن نسائی: ٣١١/٨-٣١٢، مسند احمد: ٧١٢٤، صحيح ابن حبان: ٥٠٣٦۔ ٥٠٣٨

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص مفلس اور دیوالیہ ہو جائے تو اس کا سارا مال اس کے قرض خواہوں میں ان کے قرضوں کی نسبت سے تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۲) لیکن اگر کسی شخص کی کوئی چیز، سودا وغیرہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہو تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں کہ اگر تو مفلس اور دیوالیہ ہونے والے شخص نے اس کی قیمت ادا کر دی تھی یا اس میں سے کچھ خرچ کر چکا ہے تو پھر اس کو بھی باقی مال میں شامل کر کے اس قرض خواہ کو بھی دوسروں کے ساتھ قرض کی نسبت سے دیا جائے گا۔

(۳) اور اگر اس کی قیمت کا کچھ بھی حصہ ابھی تک ادا نہیں کیا گیا اور وہ چیز بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اس میں کسی قسم کا تصرف نہیں ہوا تو اس کا مالک یہ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنی اس چیز کو مکمل طور پر وصول کر لے، باقی لوگوں کی طرح اس کا معاملہ نہیں ہوگا۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى الذِّمِّيِّ الْخَمْرَ يَبِيعُهَا لَهُ

مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ ذمی شخص کو شراب دے کہ وہ اسے اس کی خاطر فروخت کرے

1263: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ عِنْدَنَا خَمْرٌ لِيَتِيمٍ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمَائِدَةُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ وَقُلْتُ إِنَّهُ لِيَتِيمٍ. فَقَالَ ((أَهْرِيقُوهُ)).

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یتیم لڑکے کی شراب ہمارے پاس تھی۔ جب سورۂ المائدہ نازل ہوئی، تو میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اور میں نے عرض کیا کہ وہ ایک یتیم لڑکے کی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

فرمایا: "اسے بہادو۔"

اس باب میں انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا. وَقَالَ بِهَذَا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَكَرِهُوا أَنْ تُتَّخَذَ الْخَمْرُ خَلاًّ وَإِنَّمَا كُرِهَ مِنْ ذَلِكَ وَاللهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ الْمُسْلِمُ فِي بَيْتِهِ خَمْرٌ حَتَّى يَصِيرَ خَلاًّ. وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي خَلِّ الْخَمْرِ إِذَا وُجِدَ قَدْ صَارَ خَلاًّ. أَبُو الْوَدَّاكِ اسْمُهُ جَبْرُ بْنُ نَوْفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ایک اسناد سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے متعلق کہا ہے۔ اور انہوں نے ناپسند کیا ہے کہ شراب کو سرکہ بنایا جائے۔ یہ اسی وجہ سے ناپسند کیا گیا ہے، واللہ اعلم، کہ مسلمان کے گھر میں شراب ہو حتیٰ کہ وہ سرکہ بن جائے جبکہ بعض نے شراب کے سرکے کے متعلق رخصت دی ہے، جب وہ پائی جائے کہ وہ سرکہ بن گئی ہو۔ ابوودا ک کا نام جبر بن نوف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکوٰۃ: ٣٦٤٨، اخرجه ابن الجارود: ٨٥٣، ابو يعلى: ١٢٧٧، شرح المشكل: ٣٣٤٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢١٨٩، ١١٢٠٥

فوائد الحدیث: (۱) جو چیز یا کاروبار اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیے ہیں کسی مسلمان کو یہ لائق نہیں کہ انہیں حیلے بہانوں سے جائز کرنے کی جسارت کرے۔ مثلاً شراب کا کاروبار حرام ہے کیونکہ شراب کا استعمال حرام ہے تو اب یہ کام اپنے کسی غیر مسلم غلام یا ملازم کے ذریعے کر لیا جائے کہ اس غیر مسلم پر تو اسلام کے احکام لاگو نہیں ہوتے تو یہ جائز نہیں۔

(۲) یہاں حدیث الباب میں ہی دیکھ لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یتیم کے لیے بھی اس کے حرام مال کو کسی صورت بھی استعمال کرنے یا فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی بلکہ اسے ضائع کروادیا۔

(۳) جو لوگ حیلے بہانوں سے حرام کو حلال کرنے کی جسارت کرتے ہیں انہیں ضرور اپنے ایمان اور اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔

38- بَابُ [أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ]

جس نے تجھے امین جانا اسے امانت ادا کر

1264: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ شَرِيكٍ وَقَيْسٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تجھے امین جانا اسے امانت ادا کر، اور جس نے تجھ سے خیانت کی اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ عَلَى آخَرَ شَيْءٌ فَذَهَبَ بِهِ فَوَقَعَ لَهُ عِنْدَهُ شَيْءٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے اور انہوں نے کہا: جب کسی شخص کا کسی دوسرے شخص پر کچھ قرض ہو اور وہ

فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَحْبِسَ عَنْهُ بِقَدْرِ مَا ذَهَبَ لَهُ عَلَيْهِ.

اسے لے کر چلا جائے، اور اسے اس کی کوئی چیز مل جائے، تو اسے جائز نہیں کہ اس کا اس پر جتنا قرض تھا اس کے مطابق اس میں سے لے لے۔

وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ إِنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَرَاهِمُ فَوَقَعَ لَهُ عِنْدَهُ دَنَانِيرُ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَحْبِسَ بِمَكَانِ دَرَاهِمِهِ إِلَّا أَنْ يَقَعَ عِنْدَهُ لَهُ دَرَاهِمُ فَلَهُ حِينَئِذٍ أَنْ يَحْبِسَ مِنْ دَرَاهِمِهِ بِقَدْرِ مَا لَهُ عَلَيْهِ.

تابعین میں سے بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے، اور انہوں نے کہا: اگر اس کے ذمے درہم ہوں، اور اسے اس سے دینار ملیں، تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے درہموں کی جگہ ان (دینار) میں سے کچھ رکھ لے، اِلّا یہ کہ اس کے پاس درہم مل جائیں، تو پھر وہ اپنے دیے ہوئے قرض کے حساب سے اس سے درہم لے سکتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں قیس ضعیف اور شریک راوی مدلس ہے۔ اس لیے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن أبو داود: ٣٥٣٥، شرح مشكل الآثار: ١٨٣١ و ١٨٣٢

فوائد الحدیث: (۱) کسی شخص کا کوئی مال وغیرہ اگر دوسرے آدمی نے ظلماً غصب کر لیا یا دھوکے اور خیانت سے اس پر قابض ہو گیا تو اتفاق سے اس کا بھی کچھ مال اس مظلوم کے ہاتھ آگیا تو اب اسے اختیار ہے کہ اسے بتا کر اس میں سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔ بغیر بتائے خیانت کرتے ہوئے اس کے مال کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔

(۲) اگر معاملہ نزاعی ہو تو پھر عدالت کے ذریعے اپنا حق وصول کرے۔ خود بخود اس میں اپنا فیصلہ نافذ نہ کرے کہ اس طرح فساد فی الارض کا خطرہ ہے۔ کل کلاں کو اس کا مال اور عزت بھی محفوظ نہیں رہے گی۔

(۳) خائن شخص کے ساتھ بھی خیانت نہیں کرنی بلکہ پوری دیانت داری کے ساتھ اس سے معاملہ کرنا ہے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْعَارِيَةَ مُؤَدَّاةٌ

مستعار چیز ادا کی جائے گی

1265: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے سال آپ ﷺ کو خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا: ”عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی، ضامن ادائیگی کرے گا اور قرض ادا کیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سمرہ، صفوان بن امیہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَحَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر طرق سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه سعيد بن منصور: ٤٢٧، شرح المعاني: ٢/١٠٤، البيهقي: ٦/٢٦٤

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٥٦٥، سنن ابن ماجه: ٢٤٠٥، مسند احمد: ٢٢٢٩٤مطولاً

1266: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَ)).

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان جو چیز لیتا ہے اس کی ادائیگی اس پر ہے۔''

قَالَ قَتَادَةُ ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ فَقَالَ هُوَ أَمِينُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ. يَعْنِي الْعَارِيَةَ.

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: پھر حسن رحمۃ اللہ علیہ بھول گئے تو انہوں نے کہا: وہ تمہارا امین ہے اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (یعنی عاریۃ لی ہوئی چیز پر)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا وَقَالُوا يَضْمَنُ صَاحِبُ الْعَارِيَةِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَيْسَ عَلَى صَاحِبِ الْعَارِيَةِ ضَمَانٌ إِلَّا أَنْ يُخَالِفَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے اسے اختیار کیا ہے، اور انہوں نے کہا: عاریتاً چیز لینے والا ضامن ہوگا۔ یہ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے کہا: عاریتاً چیز لینے والے پر کوئی ضمانت و تاوان نہیں ہوگا اِلّا یہ کہ وہ مخالفت کرے، یہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

حكم الحديث: (ضعيف) اس میں قتادہ اور حسن دونوں مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٥٦١، سنن ابن ماجه: ٢٤٠٠، سنن نسائی فی الکبری: ٥٧٨٣، مسند احمد: ٢٠٠٨٦،١٥٣٠٢

فوائد الحديث: اسلام اپنے ماننے والوں کے عقیدے اور عبادات کی طرح ان کے اخلاق اور معاملات کو بھی صاف ستھرا دیکھنا چاہتا ہے اس لیے فرمایا:

۱۔ کہ ادھار اور عاریۃ لی گئی چیز انسان کو واپس کرنی چاہئے

۲۔ اگر کوئی ضمانت اٹھائی تھی تو اس کو بھی پوری ذمہ داری سے ادا کرنا ہوگا۔

۳۔ اسی طرح اگر بوقت ضرورت قرض لیا تھا تو اس کی بھی احسن انداز سے ادائیگی کی جائے۔ ان معاملات میں ٹال مٹول یا کسی قسم کی لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِحْتِكَارِ

ذخیرہ اندوزی

1267: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ)). فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّكَ تَحْتَكِرُ. قَالَ وَمَعْمَرٌ قَدْ كَانَ يَحْتَكِرُ.

سیّدنا معمر بن عبداللہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”صرف خطاکار شخص ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔“ راوی نے بیان کیا، میں نے سعید سے کہا: ابو محمد! آپ تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، انہوں نے کہا: معمر بھی ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَكِرُ الزَّيْتَ وَالْحِنْطَةَ وَنَحْوَ هَذَا.

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ تیل اور گندم وغیرہ ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي أُمَامَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں عمر، علی، ابو امامہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا احْتِكَارَ الطَّعَامِ. وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي الاِحْتِكَارِ فِي غَيْرِ الطَّعَامِ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ بِالاِحْتِكَارِ فِي الْقُطْنِ وَالسَّخْتِيَانِ وَنَحْوِ ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے غلے کی ذخیرہ اندوزی کو ناپسند کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے اناج کے علاوہ دیگر چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کی اجازت دی ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: روئی اور کھالوں وغیرہ کی ذخیرہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/١٠٢، الدارمي: ٦/٢٥، المزي في تهذيب الكمال: ٢٨/٣١٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٠٥، سنن ابو داود: ٣٤٤٧، سنن ابن ماجه: ٢١٥٤، مسند احمد: ١٥٧٥٨، وصحيح ابن حبان: ٤٩٣٦

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی ایسی چیز جس کی عوام الناس کو عمومی ضرورت ہو لیکن اسے مہنگا کر کے فروخت کرنے کے لیے ذخیرہ کر لیا جائے تو یہ گناہ اور جرم ہے۔

(۲) کوئی بھی چیز مارکیٹ میں عام میسر ہے لوگوں کو کسی قسم کی تنگی یا پریشانی نہیں تو ایسی چیز کو روک لینا جائز ہے، بشرطیکہ جب بھی بازار میں ضرورت ہوگی تو فوراً مہیا کر دی جائے اور بلیک میں فروخت نہ کی جائے۔

(۳) بعض اہل علم ذخیرہ اندوزی صرف اناج اور غلے میں سمجھتے ہیں باقی چیزوں میں نہیں حالانکہ اس کا تعلق ضرورت سے ہے غلہ اور اناج اس لیے کہ ہر چھوٹے بڑے کی ہر وقت اور ہر علاقے میں ہمہ قسم کے حالات میں ضرورت ہوتی ہے اس لیے اس کو خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْمُحَفَّلَاتِ

دودھ روکے ہوئے جانوروں کی بیع

1268: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَسْتَقْبِلُوا السُّوقَ وَلَا تُحَفِّلُوا وَلَا يُنَفِّقُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(سامان تجارت پہنچنے سے پہلے) بازاروں کا رخ نہ کرو، دودھ کو جانوروں کے (تھنوں) میں نہ روکو اور تم میں سے کوئی کسی کے لیے جھوٹ سے خریدار بن کر زیادہ دام پر سودا نہ بکوائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الْمُحَفَّلَةِ وَهِيَ الْمُصَرَّاةُ لَا يَحْلُبُهَا صَاحِبُهَا أَيَّامًا أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ لِيَجْتَمِعَ اللَّبَنُ فِي ضَرْعِهَا فَيَغْتَرَّ بِهَا الْمُشْتَرِي. وَهَذَا ضَرْبٌ مِنَ الْخَدِيعَةِ وَالْغَرَرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے جانوروں کے تھنوں میں دودھ روک کر جانوروں کی بیع کو ناپسند کیا ہے، وہ اس طرح کہ جانور کا مالک کچھ دن دودھ نہ دوہے (یا اس طرح کا کوئی اور طریقہ اختیار کرے) تاکہ دودھ اس کے تھنوں میں جمع ہو جائے، اور خریدار اس سے دھوکا کھا جائے، یہ دھوکے کی صورت میں سے ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) ''احاديث البيوع'' اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٤/٧، ابو يعلى: ٢٣٤٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣١٣

فوائد الحدیث: (۱) منڈی میں آنے والے سامان کو منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں نہیں خریدنا چاہئے تاکہ مفاد عامہ کو نقصان نہ ہو۔

(۲) جانوروں کا دودھ روک کر بازار میں وہ جانور فروخت نہیں کرنا چاہئے کہ یہ غرر اور دھوکہ ہے اور مومن آدمی دھوکے باز نہیں ہوتا۔

(۳) جھوٹ موٹ کا گاہک بن کر کسی دوسرے شخص کا مال دوستی یا کمیشن کی وجہ سے بولی بڑھا کر مہنگا فروخت کروانا بھی جائز نہیں۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ يُقْتَطَعُ بِهَا مَالُ الْمُسْلِمِ

ایسی جھوٹی قسم جس کے ذریعے مسلمان کا مال حاصل کرلے

1269: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی معاملے میں جھوٹی قسم کھائی تاکہ وہ اس کے ذریعے کسی مسلمان شخص کا مال حاصل کرلے، وہ اللہ سے

لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)).

ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔"

فَقَالَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللهِ لَقَدْ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَلَكَ بَيِّنَةٌ)). قُلْتُ لَا. فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ احْلِفْ)). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا يَحْلِفَ فَيَذْهَبَ بِمَالِي. فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. (ال عمران: ٧٧) إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے مقدمے میں ہے، میرے اور ایک یہودی شخص کے درمیان زمین کی شراکت تھی، اس نے میرا حصہ مجھے دینے سے انکار کر دیا، میں نے اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" میں نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا: "قسم اٹھاؤ" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال لے جائے گا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ "وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت وصول کرتے ہیں۔" آخر آیت تک (آل عمران:۷۷)

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الأَنْصَارِيِّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا وائل بن حجر، ابو موسیٰ، ابو امامہ بن ثعلبہ انصاری اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٩٥، الطبراني في تفسيره: ٨٢٨٢، ابو يعلى: ٥١١٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤١٦، صحیح مسلم: ١٣٨، سنن ابو داود: ٣٢٤٣و ٣٦٢١، سنن ابن ماجه: ٢٣٢٢ و ٢٣٢٣، سنن نسائی فی الکبری: ٥٩٩١، مسند احمد: ٢١٨٣٧

فوائد الحدیث: جھوٹ بول کر کسی بھی دوسرے مسلمان کا مال ہڑپ نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ آدمی جھوٹی قسم اٹھالے۔ اگر کوئی شخص جھوٹی قسم اٹھا کر دوسرے کا مال کھالے اور اسے اس کے حق سے محروم کر دے تو وہ سخت گنہگار ہوگا۔

43- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ

جب بائع اور مشتری اختلاف کا شکار ہو جائیں

1270: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بائع اور مشتری اختلاف کا شکار ہوں تو بائع کا قول

اللهِ ﷺ ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ)).

معتبر ہوگا، اور مشتری کو اختیار حاصل ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَمْ يُدْرِكِ ابْنَ مَسْعُودٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا وَهُوَ مُرْسَلٌ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے، عون ابن عبداللہ کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ قاسم بن عبدالرحمن عن ابن مسعود کی سند کے حوالے سے بھی یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے، اور وہ بھی مرسل ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ تَكُنْ بَيِّنَةٌ قَالَ الْقَوْلُ مَا قَالَ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَرَادَّانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسحاق بن منصور نے کہا: میں نے امام احمد سے کہا: جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے اور کوئی ثبوت بھی نہ ہو (تو)؟ انہوں نے فرمایا: سامان کے مالک (بائع) کا قول معتبر ہوگا، یا وہ دونوں بیع فسخ کر دیں۔

قَالَ إِسْحَاقُ كَمَا قَالَ وَكُلُّ مَنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَهُ فَعَلَيْهِ الْيَمِينُ.

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح جیسا کہ انہوں نے کہا: اور جس نے بھی کہا کہ بائع کا قول معتبر ہے یہ کہا ہے کہ وہ قسم بھی اٹھائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ شُرَيْحٌ وَغَيْرُهُ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تابعین میں سے بعض اہل علم سے اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے، شریح رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٣٢٢، ١٣٢٤ ''احاديث البيوع''، اخرجه الطبراني في الكبير: ١٠٣٦٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٤٤٢ ، ٤٤٤٤، سنن ابو داود: ٣٥١١، سنن نسائی: ٣٠٢/٧-٣٠٣

فوائد الحدیث: دو خرید و فروخت کرنے والوں کا کسی بھی قسم کا اختلاف ہو گیا مقدار، معیار اور کوالٹی پر یا پھر قیمت اور اس کی مدت ادائیگی وغیرہ پر تو ایسی صورت میں فروخت کرنے والے (یعنی چیز کے مالک) کی بات معتبر ہوگی، خریدنے والے کو اگر منظور ہے تو خرید لے ورنہ سودا فسخ کر دے۔

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

زائد از ضرورت پانی کی بیع

1271: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ.

ایاس بن عبدالمزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی بیع سے منع کیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَبُهَيْسَةَ عَنْ أَبِيهَا وَأَبِي هُرَيْرَةَ

اس باب میں جابر، بہیسہ عن ابیہا، ابوہریرہ، عائشہ، انس اور

وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ إِيَاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ كَرِهُوا بَيْعَ الْمَاءِ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي بَيْعِ الْمَاءِ. مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایاس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، کہ انہوں نے پانی کی بیع کو ناپسند کیا ہے۔ یہ ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ جبکہ بعض اہل علم نے پانی کی بیع میں رخصت دی ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٦١٥، ابن الجارود: ٥٩٤، الحاكم: ٦١/٢

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٤٧٨، سنن ابن ماجه: ٢٤٧٦، سنن نسائی: ٣٠٧/٧، مسند احمد: ١٥٤٤٤، صحيح ابن حبان: ٤٩٥٢

1272: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”زائد از ضرورت پانی کو نہ روکا جائے، تاکہ اس کے ذریعے گھاس / چارہ روکا جائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْمِنْهَالِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُطْعِمٍ كُوفِيٌّ وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ. وَأَبُو الْمِنْهَالِ سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ بَصْرِيٌّ صَاحِبُ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو منہال کا نام عبدالرحمن بن مطعم کوفی ہے، یہ وہ ہیں جن سے حبیب بن ابی ثابت نے روایت کیا۔ اور ابو منہال سیار بن سلامہ بصری حضرت ابو برزہ اسلمی کے شاگرد ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٩٠٠، ابو يعلى: ٦٢٥٧، الطبراني في الاوسط: ٨٥٧٨

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٣٥٣، صحيح مسلم: ١٥٦٦، سنن ابن ماجه: ٢٤٧٨، سنن ابو داود: ٣٤٧٣، مسند احمد: ٧٣٢٤، صحيح ابن حبان: ٤٩٥٤

فوائد الحدیث: (۱) جہاں پانی بغیر مشقت اور اخراجات کے مفت میسر ہو تو کسی بھی شخص کو اس پر دھونس دھاندلی سے قبضہ جما کر اسے فروخت کرنا جائز نہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص دور سے پانی لا کر یا اسے حاصل کرنے کے لیے محنت مشقت اور اخراجات برداشت کرتا ہے تو پھر وہ دوسروں کو قیمتاً دے سکتا ہے کہ اسے بھی تو فری میں نہیں ملا۔

(۳) اسی طرح اگر سرکاری زمین پر قدرتی گھاس اُگی ہو تو اس پر بھی کوئی خاص شخص قبضہ جما کر دوسرے لوگوں کو یا ان کے جانوروں کو اس سے منع نہیں کر سکتا کہ اس پر سب کا حق ہے یہ صرف اپنے مفاد اور خود غرضی کے لیے دوسروں کو ان کے حق سے محروم نہیں کر سکتا۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ عَسْبِ الْفَحْلِ

نر کی مادہ سے جفتی کرانے کی اجرت لینے کی ممانعت

1273: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، نبی ﷺ نے نر کی مادہ سے

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

جفتی کرانے کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابوہریرہ، انس اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِي قَبُولِ الْكَرَامَةِ عَلَى ذَلِكَ.

امام ترمذی نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، کچھ لوگوں نے اس پر اعزازیہ قبول کرنے کے بارے میں رخصت دی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) ''احاديث البيوع''، اخرجه ابن الجارود: ٥٨٢، الحاكم: ٢/٤٢، البيهقي: ٥/٣٣٥

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٢٨٤، سنن ابو داود: ٣٤٢٩، سنن نسائی: ٧/٣١٠، مسند احمد: ٤٦٣٠، صحيح ابن حبان: ٥١٥٦

1274: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ كِلَابٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ. فَرَخَّصَ لَهُ فِي الْكَرَامَةِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کلاب قبیلے کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نر کی جفتی کروانے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اسے منع فرمادیا، اس نے عرض کیا اللہ کے رسول! ہم نر کی مادہ سے جفتی کراتے ہیں تو ہمیں اعزازیہ دیا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اعزازیہ کے بارے میں اسے رخصت دے دی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن حمید عن ہشام بن عروہ ہی کی سند سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) المشكوٰة: ٢٨٦٦ ''احاديث البيوع''، انظر تحفة الاشراف حديث: ١٤٥٠

تخريج الحديث: سنن نسائی: ٧/٢١٠، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٥/٣٣٩

فوائد الحديث: (١) نر کی جفتی کی اجرت لینا یا کسی بھی نر اونٹ، بیل، بکرا وغیرہ کو جفتی کے لئے کرائے پر دینا جائز نہیں۔

(٢) اگر کوئی شخص اس نر جانور کے چارے اور خوراک وغیرہ کے لیے بطور ھدیۃ کچھ دے دے تو یہ جائز ہے۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کی قیمت لینا

1275: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی / پچھنے لگانے والے کی کمائی حرام ہے، بدکار

اللهِ بْنِ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ)).

عورت کی کمائی حرام ہے اور کتے کی قیمت حرام ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ.

اس باب میں عمر، علی، ابن مسعود، ابو مسعود، جابر، ابوہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ رَافِعٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا ثَمَنَ الْكَلْبِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رافع رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کتے کی قیمت لینے کو ناپسند کیا ہے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ بعض اہل علم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کے بارے میں رخصت دی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) ''احاديث البيوع''، اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/٢٤٦، الحاكم: ٢/٤٢، البيهقي: ٩/٣٣٦

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٥٦٨، سنن ابو داود: ٣٤٢١، سنن نسائی: ٧/١٩٠، مسند احمد: ١٥٨١٢، صحيح ابن حبان: ٥١٥٢

1276: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ [ح] وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی اجرت / نذرانے سے منع فرمایا ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اس کی تخریج کے لیے دیکھیں حدیث ۱۱۳۳۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٢٣٧ صحيح مسلم: ١٥٦٧، سنن ابو داود: ٣٤٢٨، و ٣٤٨١، سنن ابن ماجه: ٢١٥٩، سنن نسائی: ٧/١٨٩ و ٣٠٩، مسند احمد: ١٧٠٧٠، صحيح ابن حبان: ٥١٥٧

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگانے والے، زانیہ عورت کی کمائی جو اس نے زنا سے حاصل کی ہو اور کتے کی قیمت کو خبیث، گندہ اور حرام قرار دیا ہے۔

(۲) بعض الناس نے "خبیث" کے لفظ سے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ آپ ﷺ نے ایسی کمائی کو، ناپاک، کہا ہے حرام نہیں لہٰذا کتے کی خرید و فروخت بھی جائز ہے اور زانیہ عورت کی کمائی بھی، (کیونکہ اس نے محنت کر کے کمائی ہے) (تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۱۳۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

(۳) حالانکہ ان کی یہ تاویل باطل ہے کہ حدیث نمبر ۱۲۷۶ میں آپ ﷺ نے واضح طور پر منع فرمادیا ہے اور یہاں بھی "خبیث" کا لفظ، حلال اور طیب کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ
سینگی / پچھنے لگانے والے کی کمائی

1277: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ أَخِي بَنِي حَارِثَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى قَالَ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَأَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ)).

سیّدنا محیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پچھنے لگانے والے کی اجرت کے متعلق نبی ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرما دیا، وہ آپ ﷺ سے پوچھتے رہے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اس اجرت سے) پانی لے جانے والی اپنی اونٹنی کو چارہ کھلا اور اپنے غلام کو کھانا کھلا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَجَابِرٍ وَالسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا رافع بن خدیج، ابو جحیفہ، جابر اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُحَيِّصَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ أَحْمَدُ إِنْ سَأَلَنِي حَجَّامٌ نَهَيْتُهُ وَآخُذُ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: محیصہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے اور بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر پچھنے لگانے والا مجھ سے پوچھے تو میں اسے منع کروں گا اور میں اس حدیث پر عمل کروں گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) "احاديث البيوع"، اخرجه مالك: ۲۰۵۳، شرح المعاني: ۱۳۳/٤، البغوي: ۱۱۲/۱۰

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳٤۲۲، سنن ابن ماجه: ۲۱٦٦، مسند احمد: ۲۳٦۹۰، صحيح ابن حبان: ٥۱٥٤

فوائد الحدیث: سینگی لگانا کوئی باعزت کام نہیں لیکن لوگوں کی ضرورت ہے اس لیے اگر کوئی غلام وغیرہ یہ کام کرتا ہے تو اسے اجرت وغیرہ نہیں لینی چاہئے یہ بہتر ہے۔ اگر لے لے تو جائز، جیسا کہ حدیث ۱۲۷۸ سے ثابت ہو رہا ہے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ
سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں رخصت

1278: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ أَنَسٌ احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَحَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ أَهْلَهُ فَوَضَعُوا عَنْهُ مِنْ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے پچھنے (سینگی) لگوائے، اور ابو طیبہ نے آپ ﷺ کو پچھنے لگائے، تو آپ ﷺ نے انہیں دو صاع غلہ دینے کا حکم فرمایا۔ اور ان کے مالکوں سے سفارش کی تو انہوں نے ان کے خراج میں کمی کر دی، اور

خَرَاجِهِ وَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ)). أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بہترین طریقہ علاج سینگی لگانا ہے۔'' یا فرمایا: ''تمہاری بہترین دوا پچھنے (سینگی) لگانا ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں علی، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات نے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں رخصت دی ہے۔ اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٣٠٩ ''احاديث البيوع''، اخرجه مالك: ٢٠٥١، عبد بن حميد: ١٤٠٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٠٢، صحيح مسلم: ١٥٧٧، سنن ابو داود: ٣٤٢٤، سنن ابن ماجه: ٢١٦٤، مسند احمد: ١١٩٦٦

فوائد الحدیث: سینگی لگانے والے کو یہ کام بطور پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی یہ خدمت سرانجام دے تو اس کو کچھ نہ کچھ معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ خود رسول اکرم ﷺ نے سینگی لگوانے کی مزدوری دی ہے۔

49- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ

کتے اور بلے کی قیمت لینے کی ممانعت

1279: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ وَلَا يَصِحُّ فِي ثَمَنِ السِّنَّوْرِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ جَابِرٍ. وَاضْطَرَبُوا عَلَى الْأَعْمَشِ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ثَمَنَ الْهِرِّ وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَرَوَى ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے۔ (بلے کی قیمت کے بارے میں صحیح نہیں) اور یہ حدیث اعمش سے روایت کی گئی ہے، جو کہ ان کے بعض اصحاب کے حوالے سے جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس حدیث کی روایت میں انہوں نے اعمش پر اضطراب کیا ہے، اہل علم میں سے کچھ لوگوں نے بلے کی قیمت کے بارے میں ناپسند کیا ہے، جبکہ ان میں سے بعض نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔
اور ابن فضیل نے اعمش عن ابی حازم عن ابی ہریرہ کی سند سے

نبی ﷺ سے اس سند کے علاوہ روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/٢٤٤، الدارقطني: ٣/٧٢، الحاكم: ٢/٣٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٦٩، سنن ابو داود: ٣٤٧٩، سنن ابن ماجه: ٢١٦١، سنن نسائی: ٧/١٩٠-١٩١ و ٣٠٩، مسند احمد: ١٤٦٥٢، صحيح ابن حبان: ٤٩٤٠

فوائد الحدیث: کتے کی طرح بلے کی خرید و فروخت بھی منع ہے۔

1280: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ وَثَمَنِهِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا کھانے اور اس کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَعُمَرُ بْنُ زَيْدٍ لَا نَعْرِفُ كَبِيرَ أَحَدٍ رَوَى عَنْهُ غَيْرَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

عمر بن زید سے عبدالرزاق کے علاوہ کسی بڑی شخصیت نے روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عمر بن زید راوی ضعیف ہے۔ البتہ بعض نے اس کو صحیح کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٤٨٠ و ٣٨٠٧، سنن ابن ماجه: ٣٢٥٠، مسند احمد: ١٤١٦٦

فوائد الحدیث: بلے کا گوشت کھانا اور اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔

50- بَابُ [الرُّخْصَةِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ]

شکاری کتے کی قیمت کے بارے میں رخصت

1281: أَخْبَرَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے شکاری کتے کے علاوہ کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ وَتَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَضَعَّفَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے صحیح نہیں۔ ابو مہزم کا نام یزید بن سفیان ہے، شعبہ بن حجاج نے اس پر جرح کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔ اس کی اسناد بھی صحیح نہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق على الروضة الندية: ٢/٩٤۔ بعض کے نزدیک یہ ابوالمہزم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن الدارقطني: ٣/٧٢ و ٧٣، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٦/٦، مسند احمد: ١٤٤١١، سنن نسائی: ٧/١٩٠-١٩١

فوائد الحدیث: (١) کتے کی خرید و فروخت سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے خواہ شکاری ہو یا کوئی دوسرا اس لیے اجتناب کرنا چاہیے۔
(٢) الا کلب الصید کے استثنیٰ کے ساتھ یہ روایت صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

51- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْمُغَنِّيَاتِ

گانا گانے والیوں کی بیع کی ممانعت

1282: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ فِي مِثْلِ هَذَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ)).

ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مغنیات کو بیچو نہ انہیں خریدو، اور نہ ہی انہیں (گانے کی) تعلیم دو۔ ان کی تجارت میں کسی قسم کی کوئی خیر نہیں، اور ان کی قیمت حرام ہے، یہ آیت اسی مثل میں نازل ہوئی ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ ''بعض لوگوں میں سے جو لہو الحدیث کا سامان خریدتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے اللہ کی راہ سے بہکا دیں۔'' آخر آیت تک (سورۂ لقمان:٦)

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

اس باب میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ وَضَعَّفَهُ وَهُوَ شَامِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی مثل ہم صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، بعض اہل علم نے علی بن یزید پر جرح کی ہے اور اسے ضَعیف قرار دیا ہے، اور وہ شامی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الصحيحة: ٢٩٢٢، نزول آیت کے علاوہ۔ اس میں علی بن یزید راوی ضَعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢١٦٨، مسند احمد: ٢١٦٩

فوائد الحدیث: (١) گانا بجانا اسلام میں حرام ہے اور اس کی کسی طور پر بھی اجازت نہیں۔ اس لیے اس کی تعلیم تو لونڈیوں کو بھی نہیں دی جاسکتی چہ جائیکہ کوئی آزاد عورت یہ شغل اختیار کرلے۔

(٢) گانے بجانے والی لونڈیوں کی خرید و فروخت بھی منع ہے۔ ہاں! گھر کے کام کاج کے لیے انہیں خریدا جاسکتا ہے کیونکہ اسلام میں غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔

52- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْفَرْقِ بَيْنَ الأَخَوَيْنِ أَوْ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فِي الْبَيْعِ

بیع میں بھائیوں یا والدہ اور اس کی اولاد کے درمیان جدائی ڈالنے کی ممانعت

1283: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے والدہ اور اس کی اولاد کے درمیان جدائی ڈال دی تو اللہ قیامت کے دن اس کے اور اس

يَقُولُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

کے چہیتوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ٣٣٦١، اخرجه الدارمي: ٢٤٨٢، الطبراني في الكبير: ٤٠٠٨، الحاكم: ٢/٥٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٤٩٩

1284: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ)). فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رُدَّهُ رُدَّهُ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو غلام بھائی مجھے ہبہ فرمائے، میں نے ان میں سے ایک کو فروخت کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "علی! تمہارے غلام کا کیا حال ہے؟" میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے واپس لاؤ، اسے واپس لاؤ۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ التَّفْرِيقَ بَيْنَ السَّبْيِ فِي الْبَيْعِ وَيُكْرَهُ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْوَالِدِ وَالْوَلَدِ وَبَيْنَ الإِخْوَةِ وَالأَخَوَاتِ فِي الْبَيْعِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے بیع میں قیدیوں میں تفریق کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ اور ناپسند کیا ہے کہ ماں اور اس کی اولاد کے درمیان اور باپ اور اس کے بچے کے درمیان بہنوں اور بھائیوں کے درمیان بیع کرتے ہوئے تفریق ڈالی جائے۔

وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُوَلَّدَاتِ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي أَرْضِ الإِسْلَامِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

بعض اہل علم نے ارض اسلام میں پیدا ہونے والے بچوں کے درمیان جدائی کی اجازت دی ہے۔ جبکہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فِي الْبَيْعِ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي قَدِ اسْتَأْذَنْتُهَا بِذَلِكَ فَرَضِيَتْ.

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے بیع میں والدہ اور اس کی اولاد کے درمیان جدائی ڈالی ہے، اس بارے میں ان سے کہا گیا؟ تو انہوں نے کہا: میں نے اس بارے میں اس (والدہ) سے اجازت طلب کی تھی، تو وہ (اس پر) راضی تھی۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں میمون بن ابی شبیب کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٢٤٩، مسند احمد: ٨٠٠، سنن ابو داود: ٢٦٩٦

فوائد الحدیث: (۱) جنگ میں اگر کچھ ایسے غلام یا لونڈیاں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں جو آپس میں محرم رشتہ دار ہیں جیسے ماں، باپ بچے،

بہن بھائی وغیرہ تو جب تک وہ ایک دوسرے کے محتاج ہیں انہیں علیحدہ نہ کیا جائے بلکہ ایک ہی شخص کی ملکیت میں رہیں تاکہ غلامی کے علاوہ انہیں جدائی کی دوہری اذیت نہ ہو۔

(۲) اگر وہ بڑے ہو کر ایک دوسرے سے بے نیاز ہو جائیں تو پھر انہیں الگ الگ کیا جاسکتا ہے۔

(۳) یہ اسلام کی خوبی ہے کہ وہ عام انسانوں کے علاوہ غلاموں اور لونڈیوں کے بھی نہ صرف کے بنیادی حقوق کا تحفّظ کرتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان سے خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔

53- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ وَيَسْتَغِلُّهُ ثُمَّ يَجِدُ بِهِ عَيْبًا

جو شخص غلام خریدتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے پھر وہ اس میں عیب پاتا ہے

1285: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ خراج (منفعت) ضامن شخص کا حق ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ دیگر طرق سے روایت کی گئی ہے، اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٦٨، ابن الجارود: ٦٢٧، ابو يعلى: ٤٥٣٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٠٨ و ٣٥٠٩، و ٣٥١٠، سنن ابن ماجه: ٢٢٤٢، و ٢٢٤٣، سنن نسائی: ٧/٢٥٤-٢٥٥، مسند احمد: ٢٤٢٢٤، صحيح ابن حبان: ٤٩٢٨

1286: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فیصلہ کیا کہ خراج (منفعت) کا حق ضامن کو ہے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہشام بن عروہ کی روایت سے غریب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: اسْتَغْرَبَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ. قُلْتُ تَرَاهُ تَدْلِيسًا قَالَ لَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو عمر بن علی کی روایت کے حوالے سے غریب جانا ہے میں نے ان سے پوچھا آپ اسے تدلیس سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَى مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ هَذَا

مسلم بن خالد زنجی نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے روایت

الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ أَيْضًا. وَحَدِيثُ جَرِيرٍ يُقَالُ تَدْلِيسٌ دَلَّسَ فِيهِ جَرِيرٌ. لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ.

کیا ہے۔ جریر نے بھی ہشام سے اسے روایت کیا ہے۔ جریر کی روایت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تدلیس ہے، جریر نے اس میں تدلیس کی ہے۔ اس نے اسے ہشام بن عروہ سے نہیں سُنا۔

وَتَفْسِيرُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ هُوَ الرَّجُلُ يَشْتَرِي الْعَبْدَ فَيَسْتَغِلُّهُ ثُمَّ يَجِدُ بِهِ عَيْبًا فَيَرُدُّهُ عَلَى الْبَائِعِ فَالْغَلَّةُ لِلْمُشْتَرِي لِأَنَّ الْعَبْدَ لَوْ هَلَكَ هَلَكَ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِي. وَنَحْوُ هَذَا مِنَ الْمَسَائِلِ يَكُونُ فِيهِ الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ.

''خراج بالضمان'' کی تفسیر یہ ہے کہ ایک آدمی غلام خریدتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، پھر اس میں کوئی عیب پاتا ہے تو وہ اسے بائع کو واپس کر دیتا ہے، تو یہ فائدہ اٹھانا مشتری کا حق ہے، کیونکہ اگر غلام مر جاتا تو وہ مشتری کے مال سے مرتا، اس طرح کے مسائل میں منفعت ضامن کا حق ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٠٨ و ٣٥٠٩، و ٣٥١٠، سنن ابن ماجه: ٢٢٤٢، و ٢٢٤٣، سنن نسائی: ٢٥٤/٧-٢٥٥، مسند احمد: ٢٤٢٢٤، صحيح ابن حبان: ٤٩٢٨

فوائد الحدیث: جو شخص بھی کسی دوسرے آدمی سے کوئی غلام، لونڈی، جانور یا کوئی بھی چیز خریدتا ہے اور اس سے کچھ فائدہ بھی اٹھالیتا ہے تو بعد میں اسے معلوم ہوا کہ اس چیز میں تو کوئی عیب ہے۔ کہ اگر اسے خریدتے وقت وہ عیب معلوم ہو جاتا تو یہ اسے قطعاً نہ خریدتا۔ (یاد رہے کہ وہ عیب خریدنے سے پہلے ہی اس چیز میں موجود ہو خرید کے بعد پیدا نہ ہوا ہو) تو وہ چیز فروخت کرنے والے کو واپس کر سکتا ہے۔ اس دوران اس نے جو بھی اس چیز سے فائدہ اٹھالیا ہے وہ اسی کا ہے اس کے عوض میں کوئی چیز نہیں دے گا۔ کیونکہ اس دوران اگر وہ چیز ہلاک ہو جاتی تو اسی کی ہی ہلاک ہونی تھی اور وہ نقصان اس نے خود ہی برداشت کرنا تھا۔ لہٰذا اس ضمانت کے بدلے جو فائدہ اسے ہوا ہے وہ اس کے لئے جائز ہے۔

54- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِ الثَّمَرَةِ لِلْمَارِّ بِهَا

باغ کے پاس سے گزرنے والا اس کا پھل کھا سکتا ہے

1287: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَتَّخِذْ خُبْنَةً)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص باغ میں داخل ہو تو وہ پھل کھالے، اور وہ بغل میں دبا کر نہ لے جائے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيلَ وَرَافِعِ بْنِ عَمْرٍو وَعُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں عبداللہ بن عمرو، عباد بن شرحبیل، رافع بن عمرو، عمیر مولیٰ آبی اللحم اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ. وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِابْنِ السَّبِيلِ فِي أَكْلِ الثِّمَارِ وَ كَرِهَهُ بَعْضُهُمْ إِلَّا بِالثَّمَنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت غریب ہے۔ ہم اسے صرف یحییٰ بن سلیم ہی کے طریق سے جانتے ہیں۔ اس میں بعض اہل علم نے مسافر کے لیے پھل کھانے کی رخصت دی ہے، جبکہ ان میں سے بعض نے اسے قیمت کے بغیر کھانے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اس کو یحییٰ بن سلیم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣٠١، والمصنف فی العلل: ١/٥١٦

1288: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَرْمِي نَخْلَ الْأَنْصَارِ فَأُخِذْتُ فَذَهَبُوا بِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَافِعُ لِمَ تَرْمِي نَخْلَهُمْ)). قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْجُوعُ. قَالَ لَا تَرْمِ وَكُلْ مَا وَقَعَ أَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَأَرْوَاكَ)).

سیّدنا رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں انصار کے کھجوروں کے درختوں کو پتھر مار رہا تھا، انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رافع! تم ان کی کھجوروں کے درختوں کو پتھر کیوں مارتے ہو؟“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! بھوک (کی وجہ سے) آپ ﷺ نے فرمایا: ”پتھر نہ مارو، جو گر پڑے وہ کھا لو، اللہ تمہیں سیر کر دے گا اور آسودہ و سیراب کر دے گا۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن، صحیح، غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں صالح اور اس کا والد ابو جبیر دونوں مجہول ہیں۔ ضعيف ابن ماجه: ٥٠٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٠٣٤٣، وسنن ابو داود: ٢٦٢٢، سنن ابن ماجه: ٢٢٩٩

1289: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ أَصَابَ مِنْهُ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ)).

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ سے لٹکے ہوئے پھلوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وہاں سے ضرورت کے تحت کچھ لیا اور بغل وغیرہ میں کچھ نہ دبایا، تو اس پر کچھ بھی نہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الارواء: ٢٤١٣، اخرجه الحميدي: ٥٩٧، ابن الجارود: ٨٢٧، الحاكم: ٤/٣٨١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٧١٠- ١٧١٣و ٤٣٩٠، سنن ابن ماجه: ٢٥٩٦، مسند احمد: ٦٦٨٣

فوائد الحدیث: (ا) باغات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو چند ایک درختوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور لوگوں نے عمومی طور پر بس اپنے لیے ہی شوقیہ اگائے ہوتے ہیں، وہاں کے گرے پڑے پھلوں میں سے اگر کوئی کھا لے تو وہ منع نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات انہیں توڑ کر کھانے کی اجازت بھی دے دیتے ہیں۔ جیسا کہ عمومی طور پر دیہاتوں میں کوئی شخص کسی زمیندار کے ڈیرے پر چلا جائے تو وہ خود کہہ دیتا ہے کہ جاؤ جا کر فلاں کھیت سے فلاں پھل کھا لو۔ اس قسم کے باغات میں سے کوئی کھا لے تو جائز ہے۔ احادیث الباب میں انہی کے متعلق اجازت ہے۔ بشرطیکہ

وہاں سے مالک کی اجازت کے بغیر اپنے ساتھ نہ لے کر جائے۔ دوسری قسم کے باغات وہ ہیں جو لوگوں نے کاروباری نقطہ نظر سے اگائے ہوتے ہیں اور پھر ان کا پھل انہوں نے باغات کی شکل میں ہی فروخت کیا ہوتا ہے۔ اس قسم کے باغات سے گرا پڑا ہوا پھل بھی کھانے کی اجازت نہیں ہوتی کہ خریدار نے وہ بھی اٹھا کر منڈی میں لے جانا ہوتا ہے۔ لہٰذا باغات سے بغیر اجازت یا قیمت ادا کیے نہیں کھانا چاہئے۔

(۲) باغات وغیرہ سے پھل کھانے کی اجازت بھی عموماً مسافروں وغیرہ کو دی گئی ہے کہ جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں اور بھوک بھی لگی ہوئی ہے تو وہ باغات سے ضرورت کے وقت کھا سکتے ہیں۔ اب یہ مجبوری نہیں رہی کہ ہر علاقے، شہر تو شہر، گاؤں میں بھی ہوٹل قائم ہیں اور کسی ویران سے ویران علاقے میں بھی خریدنے کو نان، ٹکی، سموسے وغیرہ مل جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی بھی زمین دار کے کھیت سے بغیر اجازت کوئی چیز نہیں لینی چاہئے۔

(۳) دوسری قسم کے جو باغات بیان ہوئے ہیں ان میں سے اگر کسی شخص نے کوئی چیز چوری کر لی اور وہ حد سرقہ کے نصاب (ربع دینار) کو نہیں پہنچی تو اسے دوگنا جرمانہ کیا جائے گا اور اگر وہ پھل وغیرہ "ربع دینار" کی قیمت کے برابر ہو تو پھر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

55- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الثُّنْيَا

بیع استثناء کی ممانعت

1290: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالثُّنْيَا إِلَّا أَنْ تُعْلَمَ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور استثناء (کی بیع) سے منع فرمایا ہے اِلّا یہ کہ معلوم ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس طریق سے، یونس بن عبید عن عطاء عن جابر کے طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) ''احاديث البيوع''، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٢٧/٦، شرح المشكل: ١٤١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم ص: ١١٧٤(٨١)، سنن ابو داود: ٣٤٠٤ و ٣٤٠٥، سنن ابن ماجه: ٢٢٦٦، سنن نسائي: ٣٧/٧-٣٨، و ٢٩٦، مسند احمد: ١٤٣٥٨، صحيح ابن حبان: ٤٩٧١، و ٤٩٩٢

فوائد الحدیث: (۱) ''محاقلہ'' یہ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ مزارعت، یعنی زمین کو کاشت کاری کے لیے حصے یا بٹائی پر دینا۔ (اس کی تفصیل متعلقہ مقام پر بیان ہوگی ان شاء اللہ)

۲۔ کسی بھی کھیت میں موجود کھڑی فصل کو اسی کی جنس سے صافی وزن دے کر خریدنا مثلاً گندم کا کھیت ہے تو کوئی شخص اس کھیت کے عوض تیار گندم کے دانے دے کر خرید لیتا ہے۔ یا مونجی کی فصل ہے تو کوئی آدمی اس کے عوض چاول دے کر اسے خرید لے، یہ صورت ممنوع ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ کھیت میں موجود فصل اس کی ادا کردہ مقدار اور محنت مزدوری وغیرہ کے اخراجات سے کم ہوگی یا زیادہ تو اس طرح ایک فریق کو نقصان کا اندیشہ ہے۔

(۲) "مزابنہ" باغات کے پھل کو اس کی جنس سے مقررہ مقدار میں تیار پھل دے کر خریدنا "مزابنہ" کہلاتا ہے۔ خواہ وہ کھجور کا پھل ہو یا کوئی اور۔

(۳) "مخابرہ" مزارعت کے معنی میں ہے کہ زمین کو بٹائی پر کاشتکاری کے لیے دینا۔ ایک لحاظ سے یہ "محاقلہ" کے ہم معنی ہے۔

(۴) "ثنیا" استثنا کی بیع یہ ہے کہ کوئی آدمی باغ فروخت کرتا ہے لیکن شرط لگالیتا ہے کہ اس کا پھل ہم بھی کھاتے رہیں گے، یا وہ کہتا ہے کہ اس میں سے دس درخت ہمارے ہوں گے لیکن پھل کی مقدار یا درختوں کو متعین نہیں کرتا کہ وہ دس درخت کون کون سے ہیں تو یہ بیع ممنوع ہے، اگر فریقین کو معلوم ہو کہ مالک باغ نے مثال کے طور پر دو من پھل لینا ہے یا وہ دس درخت فلاں فلاں ہیں تو پھر جائز ہے۔ کیونکہ اس میں نا تو کوئی دھوکہ ہے اور نا ہی کسی قسم کے فساد یا بگاڑ کا باعث ہے برخلاف پہلی صورت میں جس میں مستثنیٰ معلوم نہیں۔

56- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

طعام کی بیع کی ممانعت حتیٰ کہ وہ اسے مکمل طور پر وصول کرلے

1291: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو طعام خریدے تو وہ اسے مکمل طور پر وصول کر لینے سے پہلے فروخت نہ کرے۔"
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ ہر چیز اس کے مثل ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں جابر، ابن عمر، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الطَّعَامِ حَتَّى يَقْبِضَهُ الْمُشْتَرِي. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيمَنِ ابْتَاعَ شَيْئًا مِمَّا لَا يُكَالُ وَلَا يُوزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ أَنْ يَبِيعَهُ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهُ. وَإِنَّمَا التَّشْدِيدُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الطَّعَامِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے، اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے طعام کی بیع کو ناپسند کیا ہے حتیٰ کہ خریدار اسے قبضے میں لے لے، بعض اہل علم نے ایسی چیز کو فروخت کرنے کی رخصت دی ہے جو ناپی جائے نہ وزن کی جائے اور وہ کھانے پینے سے بھی متعلق نہ ہو، کہ وہ اسے پورا پورا وصول کرنے سے پہلے فروخت کر سکتا ہے، اہل علم کے ہاں سختی صرف غلے کے بارے میں ہے، اور یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه المصنف في علله الكبير: ٣٤١، شرح المشكل: ١٤١، البيهقي: ٣٠٤/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢١٣٢، صحیح مسلم: ١٥٢٥، سنن ابو داود: ٣٤٩٦، و ٣٤٩٧، سنن ابن ماجه: ٢٢٢٧، سنن نسائی: ٢٨٥/٧-٢٨٦، مسند احمد: ١٨٤٧، صحیح ابن حبان: ٤٩٨٠

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی چیز خرید کر اسے آگے فروخت کرنے سے پہلے اپنے قبضے میں لینا ضروری ہے تاکہ کسی کے ساتھ زیادتی بھی نہ ہو اور کاروباری نقصان سے بھی بچا جا سکے۔

(۲) قبضے کی مختلف صورتیں ہیں ہر ایک کا موقعہ کی مناسبت سے لحاظ رکھنا ہوگا۔ مثلاً سونا یا چاندی ہو تو ایسی صورت میں اسے اپنے ہاتھ میں لینا ضروری ہے۔

۱۔ کھیت کی فصل یا باغات کا پھل ہو تو فروخت کنندہ کا اپنے حقوق سے دستبردار ہو کر خریدار کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرنا

۲۔ زمین پلاٹ وغیرہ ہو تو ایسی صورت میں رجسٹری اور انتقال ہو جانا، قبضہ ہے۔

۳۔ ماپ تول والی جنس ہو تو اس کا وزن کرنا اور ماپ لینا، قبضہ کہلاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

(۳) ساری بحث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی مبہم صورتحال میں آگے اس چیز کا سودا نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ تمام معاملات واضح نہ ہو جائیں۔

57- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ

اپنے (مسلمان) بھائی کی بیع پر بیع کرنے کی ممانعت

1292: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَا يَسُومُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ)). وَمَعْنَى الْبَيْعِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ هُوَ السَّوْمُ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجے۔“

اس باب میں ابو ہریرہ اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کی (کسی چیز کے لیے لگائی گئی) قیمت پر قیمت نہ لگائے۔“ اس حدیث میں نبی ﷺ سے مروی بیع سے مراد، بعض اہل علم کے ہاں قیمت ہی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٤٦٤، الدارمي: ٢١٨٢، الطبراني في الاوسط: ٣٨٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۱۳۹ و ۵۱۴۲، صحیح مسلم: ۱۴۱۲، و ص: ۱۱۵٤ (۸)، سنن ابوداود: ۲۰۸۱، سنن ابن ماجه: ۱۸٦۸، سنن نسائی: ٦/٧١ و ٧٣-٧٤، و ٧/٢٥٨، مسند احمد: ٤٧٢٢

فوائد الحدیث: دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۱۳۴، ۱۱۳۵۔

58- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْخَمْرِ وَالنَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ

شراب فروخت کرنے کی ممانعت

1293: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ

سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ لَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي اشْتَرَيْتُ خَمْرًا لِأَيْتَامٍ فِي حِجْرِي. قَالَ أَهْرِقِ الْخَمْرَ وَاكْسِرِ الدِّنَانَ)).

کے نبی! میں نے یتیم بچوں کے لیے شراب خریدی ہے جو میرے زیر پرورش ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''شراب بہادو اور مٹکے توڑ دو۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ.

اس باب میں جابر، عائشہ، ابو سعید، ابن مسعود، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي طَلْحَةَ رَوَى الثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ كَانَ عِنْدَهُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت، ثوری نے اس حدیث کو سدی عن یحیی بن عباد عن انس کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے۔ اور یہ لیث کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكوٰة: ٣٦٥٩، انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٣٧٧٢

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٤٧١٢ و ٤٧١٣و ٤٧١٤، سنن الدارقطنی: ٤/٢٦٦، مسند احمد: ١٢١٨٩ و ١٣٧٣٢ و ١٣٧٣٣، سنن ابو داود: ٣٦٧٥

فوائد الحدیث: (۱) شراب یا کسی بھی قسم کی منشیات اور حرام چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے نا تو آدمی خود حرام کاروبار کر سکتا ہے اور نا ہی کسی غیر مسلم کو اپنا نمائندہ اور ایجنٹ بنا کر ایسا کر سکتا ہے۔

(۲) ''بعض الناس'' جو کسی کافر کے ذریعے شراب کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیتے ہیں ان کا موقف درست نہیں بلکہ صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

59- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُتَّخَذَ الْخَمْرُ خَلاًّ

شراب سے سرکہ بنانے کی ممانعت

1294: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُتَّخَذُ الْخَمْرُ خَلاًّ؟ قَالَ لَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کیا شراب کا سرکہ بنا لیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٢١، ابو يعلى: ٤٠٤٥، الدارقطني: ٤/٢٦٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٨٣، سنن ابو داود: ٣٦٧٥، مسند احمد: ١٣٧٣٢ و ١٣٧٣٣

فوائد الحدیث: ''خمر'' ایک حرام مشروب ہے جو نشہ آور ہوتا ہے ہمارے ہاں اسے ''شراب'' کہتے ہیں۔ اگر ''شراب'' تیار ہو جائے اور بعد میں اسے کسی طریقے سے ''سرکہ'' بنا لیا جائے تو یہ ناجائز ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بعض لوگ اسے جائز قرار دیتے ہیں ان کی بات درست نہیں۔

1295: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَآكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا وَالْمُشْتَرَاةَ لَهُ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے ضمن میں دس افراد پر لعنت فرمائی: اسے نچوڑنے والا، اور نچوڑنے کے لیے کہنے والا، پینے والا، اٹھا کر لانے والا، جس کے پاس اٹھا کر لائی جائے، پلانے والا، بیچنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، خریدنے والا، اور جس کے لیے اسے خریدا جائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ. وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے غریب ہے۔ اس حدیث کے مانند ابن عباس، ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں شبیب بن بشر راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٨١

فوائد الحدیث: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں یہ حدیث بیان کرکے ان لوگوں کو تنبیہ کر رہے ہیں جو "شراب" سے "سرکہ" بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں کہ: شراب، اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے متعلقہ تمام معاونین لعنت کے مستحق اور گناہ میں برابر کے شریک ہیں اس لیے کسی بھی قسم کے حیلے بہانے سے اس کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

60- بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِلَابِ الْمَوَاشِي بِغَيْرِ إِذْنِ الأَرْبَابِ

مالکوں کی اجازت کے بغیر جانوروں کا دودھ دوہنا

1296: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ عَلَى مَاشِيَةٍ فَإِنْ كَانَ فِيهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ فَإِنْ أَذِنَ لَهُ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا أَحَدٌ فَلْيُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَإِنْ أَجَابَهُ أَحَدٌ فَلْيَسْتَأْذِنْهُ فَإِنْ لَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ)).

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مویشیوں کے پاس آئے، اگر وہاں ان کا مالک ہو تو وہ اس سے اجازت طلب کرے، اگر وہ اسے اجازت دے دے تو وہ دودھ دوہ لے اور پی لے، اور اگر وہاں کوئی موجود نہ ہو تو وہ تین بار آواز دے، اگر کوئی اسے جواب دے تو وہ اس سے اجازت طلب کرے، اور اگر اسے جواب نہ ملے تو وہ دودھ دوہ لے اور پی لے لیکن ساتھ لے کر نہ جائے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

اس باب میں عمر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب صحیح ہے، بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق

يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيحٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ وَقَالُوا إِنَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيفَةِ سَمُرَةَ.

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حسن رحمۃ اللہ علیہ کا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع صحیح ہے۔ بعض محدثین نے حسن کی سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کے بارے میں کلام کیا ہے، اور انہوں نے کہا: وہ تو سمرہ رضی اللہ عنہ کے صحیفے سے روایت کرتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض نے اس کو قتادہ مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٦١٩، معجم الكبير للطبرانی: ٦٨٧٧ و ٦٨٧٨، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٣٥٩/٩، مسند احمد: ١١٠٤٥، وصححه ابن حبان: ٥٢٨١

فوائد الحديث: (۱) یہ مسئلہ بھی، حدیث نمبر ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹ میں بیان ہوئے باغات کے مسئلے کی طرح ہی ہے۔ تفصیل کے لئے مذکورہ احادیث کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) اگر کسی شخص کو مجبوری ہو، مسافر ہے یا کسی کو چوٹ وغیرہ لگ گئی جسے فوری دودھ پلانا ضروری ہے، ایسا جانور موجود ہے جس کا دودھ دوھا جاسکتا ہے مثلاً بکری، اونٹنی، لیکن مالک موجود نہیں تو پھر اس کی کچھ گنجائش نکلے گی۔ ورنہ آج کے دور میں کوئی مجبوری نہیں رہی جگہ جگہ چائے کے ہوٹل قائم ہیں جہاں سے دودھ بآسانی میسر ہے۔

(۳) اس حدیث کی آڑ میں لوگوں کے پالتو جانوروں کا دودھ بغیر اجازت کے نہیں نکالا جاسکتا۔

61- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ

مردار کے چمڑوں اور بتوں کی بیع

1297: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ)). فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ قَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَأَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے سال مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے بارے میں بتائیں؟ کیونکہ اس کے ساتھ کشتیوں کو ملمّع / چمکایا جاتا ہے، چمڑوں کو روغن لگایا جاتا ہے، اور لوگ اس سے دیے جلاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، وہ حرام ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: ”اللہ یہود کو غارت کرے، اللہ نے ان پر چربیوں کو حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلا کر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٥٧٨، ابو يعلى: ١٨٧٣، البيهقي: ٣٥٤/٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٢٣٦، صحيح مسلم: ١٥٨١، سنن ابو داود: ٣٤٨٦، سنن ابن ماجه: ٢١٦٧، سنن نسائی: ١٧٧/٧ و ٣٠٩-٣١٠، مسند احمد: ١٤٤٧٢، صحيح ابن حبان: ٤٩٣٧

فوائد الحدیث: (۱) حرام چیزوں کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

(۲) حرام چیزوں کو فروخت کرنے کے لیے کوئی بھی حیلہ اختیار کرنا جائز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور رسول اکرم ﷺ کی بد دعا کا باعث ہے۔

62- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ

62- ہبہ واپس لینے کی ممانعت

1298: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لیے (اس سے بڑی) بری مثال کوئی نہیں کہ اپنے ہبہ کو، واپس لینے والا، اپنی قے کو چاٹنے والے کتے کی طرح ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے لے سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔“

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٥٣٠، ابن ابي شيبة: ٤٧٦/٦، البخاري في الادب المفرد: ٤١٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٥٨٩ و صحيح مسلم: ١٦٢٢، سنن ابو داود: ٣٥٣٨ و ٣٥٣٩، سنن ابن ماجه: ٢٣٩١، سنن نسائی: ٢٦٥/٦-٢٦٨، مسند احمد: ١٨٧٢

1299: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ابن ابی عدی نے حسین معلم عن عمرو بن شعیب کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے طاؤس کو ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، وہ دونوں اس حدیث کو نبی ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا

بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً لِغَيْرِ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ.

اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جس نے کسی محرم رشتے دار کو کوئی چیز ہبہ کی تو وہ اسے واپس نہیں لے سکتا، اور جس نے کسی غیر محرم رشتے دار کو کوئی چیز ہبہ کی تو وہ اسے واپس لے سکتا ہے، جس پر اس نے کوئی بدلہ نہ لیا ہو، یہ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ. وَاحْتَجَّ الشَّافِعِيُّ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ)).

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے لے سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو عطیہ دیتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی حدیث سے استدلال کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے لے، سوائے والد کے جو وہ اپنی اولاد کو عطیہ دیتا ہے۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٩٩٤، ابو يعلى: ٢٧١٧، الحاكم: ٢/٤٦، البيهقي: ٦/١٧٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داؤد: ٣٥٣٩، ابن ماجه: ٢٣٧٧، نسائی: ٦/٢٦٥-٢٦٨، مسند احمد: ٢١١٩، ابن حبان: ٥١٢٣

فوائد الحدیث: (۱) جب کوئی شخص اپنی کوئی بھی چیز کسی دوسرے کو ہبہ یا عطیہ کر دیتا ہے تو پھر اسے واپس نہیں لے سکتا، اگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کی ہے تو وہ واپس لے سکتا ہے۔

(۲) بعض لوگ جو کہتے ہیں:

اذا وهب هبة لا جنبي فله الرجوع فيها (ہدایہ ۳/۲۳۹ کتاب الھبہ)

"جب کوئی شخص کسی اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کرے تو واپس لے سکتا ہے۔" تو ان لوگوں کی بات درست نہیں بلکہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے۔

(۳) ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینا انتہائی نامناسب اور غلط عمل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدہ مثال کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ "کہ ایسا شخص ایسے ہی ہے جیسے کتا قے کرے اور پھر اسے دوبارہ خود ہی کھالے"

63- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَرَايَا وَالرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

بیع عرایا کی رخصت

1300: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ أَذِنَ لِأَهْلِ الْعَرَايَا أَنْ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے، البتہ آپ ﷺ نے عرایا والوں کو اجازت دی ہے کہ وہ اسے اپنے اندازے سے فروخت کریں۔

يَبِيعُوهَا بِمِثْلِ خَرْصِهَا.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ. وَرَوَى أَيُّوبُ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ. وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت، محمد بن اسحاق نے یہی حدیث اسی طرح روایت کی ہے، اور ایوب، عبیداللہ بن عمر اور مالک بن انس (عن نافع) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔ اس اسناد سے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے عرایا میں اجازت دی ہے، اور یہ محمد بن اسحاق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣١/٧، الطبراني في الكبير: ٤٧٥٦

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢١٦٥٧

1301: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ كَذَا.

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ نَحْوَهُ. وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ وسق سے کم مقدار میں بیع عرایا کی رخصت دی ہے، یا ایسے ہی فرمایا۔
قتیبہ نے مالک عن داود بن حصین کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم مقدار میں بیع عرایا کے متعلق رخصت دی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٥٠٦، ابن الجارود: ٦٠٩، شرح المعاني: ٣٠/٤، البغوي: ٢٠٧٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢١٩٠، صحيح مسلم: ١٥٤١، سنن ابو داود: ٣٣٦٤، سنن نسائی: ٢٦٨/٧، مسند احمد: ٧٢٣٦، صحيح ابن حبان: ٥٠٠٦

1302: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں اس کے اندازے کے مطابق رخصت دی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَقَالُوا إِنَّ الْعَرَايَا مُسْتَثْنَاةٌ مِنْ جُمْلَةِ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالُوا لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے۔ اور انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے جب محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا تو عرایا اس جملہ نہی سے مستثنیٰ ہے۔ اور انہوں نے زید بن ثابت اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے، اور انہوں نے کہا: اسے حق حاصل ہے کہ وہ پانچ وسق سے کم خرید لے۔

وَمَعْنَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ التَّوْسِعَةَ عَلَيْهِمْ فِي هَذَا لِأَنَّهُمْ شَكَوْا إِلَيْهِ وَقَالُوا لَا نَجِدُ مَا نَشْتَرِي مِنَ الثَّمَرِ إِلَّا بِالتَّمْرِ فَرَخَّصَ لَهُمْ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَنْ يَشْتَرُوهَا فَيَأْكُلُوهَا رُطَبًا.

بعض اہل علم کے ہاں اس کا معنی یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس بارے میں توسع کا ارادہ فرمایا، اس لیے کہ انہوں نے آپ سے اس بات کی شکایت کی اور عرض کیا: ہم تو کھجوروں کے عوض ہی کوئی پھل خرید سکتے ہیں، تو آپ نے پانچ وسق سے کم کے بارے میں انہیں اجازت دی کہ وہ اسے خرید لیں، اور وہ تازہ کھجور کھالیا کریں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٥٠٥، الطبراني في الكبير: ٤٧٥٨، الدارمي: ٢٥٦١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۱۷۳، صحیح مسلم: ۱۵۳۹، سنن ابو داود: ۳۳۶۲، سنن ابن ماجه: ۲۲۶۸ و ۲۲۶۹، سنن نسائی: ۲۶۶/۷-۲۶۷، مسند احمد: ٤٤٩٠، صحیح ابن حبان: ٥٠٠٩

فوائد الحدیث: (۱) بیع محاقلہ، اور بیع مزابنہ کے متعلق حدیث نمبر ۱۲۹۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) "بیع عرایا" کی کئی ایک صورتیں ہیں:

۱۔ کوئی شخص کسی دوسرے سے حسن سلوک کرتے ہوئے اپنے باغ میں سے ایک یا دو درخت کا پھل ہدیہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے بچے بھی پھل کھا سکیں۔ لیکن اس غریب آدمی یا اس کے بچوں کا بار بار باغ میں خود اس کے لیے یا باغ کے مالک کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا ہے تو مالک ان درختوں کے پھل کو تیار پھل کے بدلے میں خرید لیتا ہے۔ تو یہ جائز ہے اگرچہ یہ مزابنہ کی بیع کی طرح ہی ہے لیکن یہاں کاروباری مقاصد نہیں بلکہ ایک ہمدردی اور خیر خواہی ہے جو مالک ایک غریب آدمی سے کر رہا ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی بھی باغ کے مالک سے ایک یا دو درختوں کا پھل، تیار پھل کے بدلے لیتا ہے تاکہ میرے گھر والے بھی تازہ پھل سے لطف اندوز ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔ کیوں کہ یہاں بھی ایک ضرورت کا خیال رکھا گیا ہے، کاروباری مقاصد نہیں۔

(۱) "بیع عرایا" کی مقدار پانچ وسق تک ہے جو کہ آجکل کے پیمانوں کے مطابق تقریباً انیس من وزن بنتا ہے اگر اس سے زیادہ مقدار ہو تو پھر جائز نہیں کیونکہ پھر جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ کاروباری مفاد کے لیے کرے گا خوراک کی ضرورت کے لیے نہیں۔

64- بَابٌ مِنْهُ

اسی کے ضمن میں ایک اور باب

1303: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا بنو حارثہ کے آزاد کردہ غلام بشیر بن یسار نے بیان کیا کہ رسول

أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا لِأَصْحَابِ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَهُمْ وَعَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ بِالزَّبِيبِ وَعَنْ كُلِّ ثَمَرٍ بِخَرْصِهِ.

اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ، خشک کھجور کے بدلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا سوائے عرایا والوں کے، کہ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی، اور آپ ﷺ نے انگور کی منقیٰ کے بدلے میں اور ہر پھل کو اندازے سے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢٩/٧، البيهقي: ٣٠٩/٥، البغوي: ٢٠٧٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢١٩١، صحيح مسلم: ١٥٤٠، سنن ابو داود: ٣٣٦٣، سنن نسائی: ٢٦٨/٧، مسند احمد: ١٦٠٩٢، صحيح ابن حبان: ٥٠٠٢

فوائد الحدیث: احادیث نمبر ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

65- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّجْشِ فِي الْبُيُوعِ

بیوع میں محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینے کی ممانعت

1304: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ قُتَيْبَةُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَنَاجَشُوا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور قتیبہ نے بیان کیا وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی نہ دو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ.

اس باب میں ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. كَرِهُوا النَّجْشَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے محض قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینے کو ناپسند کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالنَّجْشُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ الَّذِي يَفْصِلُ السِّلْعَةَ إِلَى صَاحِبِ السِّلْعَةِ فَيَسْتَامُ بِأَكْثَرَ مِمَّا تَسْوَى وَذَلِكَ عِنْدَمَا يَحْضُرُهُ الْمُشْتَرِي يُرِيدُ أَنْ يَغُرَّ الْمُشْتَرِيَ بِهِ وَلَيْسَ مِنْ رَأْيِهِ الشِّرَاءُ إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَخْدَعَ الْمُشْتَرِيَ بِمَا يَسْتَامُ وَهَذَا ضَرْبٌ مِنَ الْخَدِيعَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نجش یہ ہے کہ آدمی جو سامان دیکھتا ہے وہ سامان تجارت کے مالک کے پاس آتا ہے اور مال کی قیمت سے زیادہ قیمت لگاتا ہے اور وہ یہ خریدار کی موجودگی میں کرتا ہے اور وہ اس کے ذریعے خریدار کو دھوکا دینا چاہتا ہے جبکہ وہ خریدنا نہیں چاہتا۔ وہ جو قیمت لگاتا ہے وہ اس کے ذریعے صرف خریدار کو دھوکہ دینا چاہتا ہے، یہ دھوکے کی ایک

صورت ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ وَإِنْ نَجَشَ رَجُلٌ فَالنَّاجِشُ آثِمٌ فِيمَا يَصْنَعُ وَالْبَيْعُ جَائِزٌ لِأَنَّ الْبَائِعَ غَيْرُ النَّاجِشِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر آدمی نجش کی بیع کرتا ہے تو ناجش جو کرتا ہے اس میں وہ گناہ گار ہے، بیع جائز ہے، کیونکہ بائع تو ناجش نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٤٨٦٧، الحميدي: ١٠٢٦، ابن ابي شيبة: ٤/٤٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢١٤٠، صحیح مسلم: ١٤١٣، سنن ابو داود: ٣٤٣٨۔ سنن ابن ماجه: ٢١٧٤، سنن نسائی: ٦/٧١-٧٢ و ٧/٢٥٦، مسند احمد: ٧٧٠٠

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی چیز کو مہنگا فروخت کرنے کے لیے کوئی ایسا شخص جس نے چیز خریدنی نہیں لیکن ریٹ بڑھانے کے لیے وہ بولی میں قیمت زیادہ لگا دیتا ہے۔ اب جس کو ضرورت ہے وہ بھی خریدنے کے لیے قیمت بڑھاتا رہتا ہے تو اس طرح ایک سستی چیز مہنگی ہو جاتی ہے اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ اس میں دھوکہ بھی ہے اور خریدار کا نقصان بھی۔

(۲) جیسا کہ آجکل سبزی و فروٹ منڈیوں وغیرہ میں ہوتا ہے اگر چیز خریدنی ہو تو ریٹ لگائیں ورنہ نہیں۔

66- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ

جھکتا تول کرنا

1305: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَجَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ وَعِنْدِي وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْوَزَّانِ زِنْ وَأَرْجِحْ)).

سیّدنا سوید بن قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں اور مخرفہ عبدی ہجر کے علاقے سے کپڑا لائے، نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایک پاجامے کا ہم سے نرخ طے کیا، میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو اجرت پر وزن کرتا تھا، تو نبی ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا: ”وزن کر اور جھکتا ہوا وزن کر۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سُوَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَهْلُ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ الرُّجْحَانَ فِي الْوَزْنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سوید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم جھکتے تول کو پسند کرتے ہیں۔

وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكٍ فَقَالَ عَنْ أَبِي صَفْوَانَ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

اور شعبہ نے یہ حدیث سماک سے روایت کی تو انہوں نے کہا عن ابی صفوان اور حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/٥٨٦، الدارمي: ٢٥٨٨، البيهقي: ٦/٣٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٣٣٦، سنن ابن ماجه: ٢٢٢٠ و ٣٥٧٩، سنن نسائی: ٧/٢٨٤، مسند احمد: ١٩٠٩٨، صحیح ابن حبان: ٥١٤٧

فوائد الحدیث: (۱) اسلام ایک خیر خواہی اور ہمدردی کا دین ہے کہ یہ انسان سے حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ اب فروخت کرنے والا

منافع حاصل کر رہا ہے تو اسلام نے خریدار کو بھی اس منافع میں شامل کرنے کیلیے حکم فرمایا کہ اگر وزن کرنے والی چیز ہے تو کچھ جھکتا ہوا وزن کرنا چاہئے اگر ماپنے والی کوئی چیز ہو تو تب بھی پیمائش سے کچھ نہ کچھ زیادہ دینا چاہئے۔

(۲) کسی دوسرے کے کاروبار میں مزدوری کرنے والا اپنے حق خدمت کے طور پر معاوضہ لے سکتا ہے۔

67- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ وَالرِّفْقِ بِهِ

تنگ دست کو مہلت دینا اور اس سے نرمی برتنا

1306: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اس کے لیے کمی کر دی، تو اللہ قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے تلے سایہ عطا فرمائے گا جس دن صرف اسی کا سایہ ہوگا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ وَأَبِي قَتَادَةَ وَحُذَيْفَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعُبَادَةَ وَجَابِرٍ.

اس باب میں ابو الیسر، ابو قتادہ، حذیفہ، ابن مسعود، عبادہ اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/٣٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧١١

1307: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ رَجُلًا مُوسِرًا وَكَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ)).

سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی تھا اس کا حساب لیا گیا، اس کی کوئی نیکی نہ ملی سوائے اس کے کہ وہ آسودہ حال شخص تھا، اور وہ لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا، تو وہ اپنے ملازموں سے کہتا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں، تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ہم اس کے اس سے زیادہ حق دار ہیں اس سے درگزر کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْيَسَرِ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو الیسر کا نام کعب بن عمرو ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ”احاديث البيوع“، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٢٩٣، الحاكم: ٢/٢٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٦١، مسند احمد: ١٧٠٨٣، صحيح ابن حبان: ٥٠٤٧

فوائد الحدیث: (۱) اگر مقروض تنگ دست ہو اور وقت مقررہ پر قرض کی ادائیگی کا بندوبست نہیں کر سکا تو قرض خواہ کو چاہئے کہ اسے کچھ رعایت دیتے ہوئے اس کی مدت بڑھا دے یا مناسب سمجھے تو اس کے قرض کی رقم میں سے کچھ معاف کر دے۔ اپنے حالات اور گنجائش بھی مد نظر رکھے اور مقروض کی مجبوری بھی سامنے ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

(۲) اگر قرض نقد کی بجائے کاروباری ہو تو پھر بھی تاجر حضرات کو چاہئے کہ نرمی والا رویہ رکھیں۔

(۳) مقروض لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ جلد از جلد قرض ادا کر کے اپنے معاملات کو صاف کریں تاکہ آئندہ بھی ان پر کوئی اعتماد کرے اور آخرت میں بھی جواب دہی سے بچ جائے۔ اگر یہ وقت پر قرض ادا نہیں کرے گا تو پھر اس کی وجہ سے مالدار لوگ کسی بھی غریب پر اعتماد نہیں کریں گے۔

68- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَطْلِ الْغَنِيِّ أَنَّهُ ظُلْمٌ

مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

1308: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کسی (کے قرض) کو مال دار شخص کے حوالے کیا جائے تو وہ اسے قبول کر لے۔“

اس باب میں ابن عمر اور شرید بن سوید ثقفی سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٦٧٤، ابن الجارود: ٥٦٠، ابو يعلى: ٦٢٨٣، البيهقي: ٦/٧٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۲۸۷، صحیح مسلم: ۱۵۶٤، سنن ابو داود: ۳۳٤٥، سنن ابن ماجه: ۲٤۰۳، سنن نسائی: ۷/۳۱٦-۳۱۷، مسند احمد: ۷۳۳٦

1309: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَرَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُحِيلَتْ عَلَى مَلِيءٍ فَاتْبَعْهُ وَلَا تَبِعْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ إِذَا أُحِيلَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ.

فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أُحِيلَ الرَّجُلُ عَلَى مَلِيٍّ فَاحْتَالَهُ فَقَدْ بَرِءَ الْمُحِيلُ وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ عَلَى

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول / تاخیر کرنا ظلم ہے، جب تو مال دار شخص کے حوالے کیا جائے تو اسے قبول کر اور دو بیع کو ایک بیع میں فروخت نہ کر۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ”جب تم میں سے کسی (کے قرض) کو مال دار شخص کے حوالے کیا جائے تو وہ اسے قبول کرے۔“

بعض اہل علم نے کہا ہے: جب آدمی کسی مال دار شخص کے حوالے کیا جائے اور وہ اسے حوالے لے لے تو وہ حوالے کرنے

الْمُحِيلِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

والا شخص بری ہو گیا اور اب اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس حوالے کرنے والے شخص سے مطالبہ کرے۔ یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا تَوِيَ مَالُ هَذَا بِإِفْلَاسٍ الْمُحَالِ عَلَيْهِ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ عَلَى الأَوَّلِ. وَاحْتَجُّوا بِقَوْلِ عُثْمَانَ وَغَيْرِهِ حِينَ قَالُوا لَيْسَ عَلَى مَالِ مُسْلِمٍ تَوًى. قَالَ إِسْحَاقُ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ ((لَيْسَ عَلَى مَالِ مُسْلِمٍ تَوًى)). هَذَا إِذَا أُحِيلَ الرَّجُلُ عَلَى آخَرَ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ مَلِيٌّ فَإِذَا هُوَ مُعْدِمٌ فَلَيْسَ عَلَى مَالِ مُسْلِمٍ تَوًى.

بعض اہل علم نے کہا ہے: جب اس کا مال محال علیہ کے افلاس کی وجہ سے تلف ہو جائے، تو اسے حق ہے کہ وہ پہلے سے تقاضا کرے۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کیا ہے جس وقت ان حضرات نے کہا: کسی مسلمان کے مال پر تلف ہونا نہیں ہے۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث کا معنی: ”کسی مسلمان کے مال پر تلف ہونا نہیں۔“ یہ تب ہے جب آدمی کو کسی دوسرے شخص کے حوالے کیا جائے، اور وہ سمجھے کہ وہ مال دار ہے، تب وہ مفلس ہو، تو کسی مسلمان کے مال پر تلف ہونا نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ حدیث موجود نہیں۔

فوائد الحدیث: (۱) مقروض اگر مالدار ہو تو اسے جان بوجھ کر ٹال مٹول نہیں کرنی چاہئے اگر وہ ایسا کرے گا تو ظلم ہے اور وہ عند اللہ مجرم ہو گا۔

(۲) ”غنی“ سے مراد اتنا صاحب حیثیت کہ وہ قرض ادا کرنیکی سکت رکھتا ہو۔

(۳) اگر مقروض، قرض کی ادائیگی کے لیے کسی دوسرے مالدار کو ذمہ داری دے دے تو پھر قرض لینے والے کو یہ آفر قبول کر لینی چاہیے، بشرطیکہ جس کو ذمہ داری دی جا رہی ہے وہ قبول کر لے کہ ٹھیک ہے فلاں شخص کا قرضہ میں ادا کر دونگا۔ اب اس سے مانگنے کی بجائے مجھ سے وصول کر لینا۔

69- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

منابذہ اور ملامسہ کا بیان

1310: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منابذہ اور ملامسہ سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنْ يَقُولَ إِذَا نَبَذْتُ إِلَيْكَ الشَّيْءَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ. وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَقُولَ إِذَا لَمَسْتَ الشَّيْءَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ كَانَ لَا يَرَى مِنْهُ شَيْئًا مِثْلَ مَا يَكُونُ فِي الْجِرَابِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا مِنْ بُيُوعِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ کہے: جب میں تمہاری طرف کوئی چیز پھینکوں گا تو میرے اور تمہارے درمیان بیع واجب ہو جائے گی۔ اور ملامسہ یہ ہے کہ وہ کہے: جب تم نے چیز کو چھو لیا تو بیع واجب ہو گئی، خواہ اس نے اس میں سے کچھ بھی نہ دیکھا ہو۔ جیسے وہ چیز تھیلے وغیرہ میں ہو، یہ دور جاہلیت کی بیوع میں سے تھا، تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) أخرجه مالك: ٢٦٥٢، ابن ابي شيبة: ٤٣/٧، والبيهقي: ٣٤١/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٨، صحیح مسلم: ١٥١١، سنن نسائی: ٢٥٩/٧، مسند احمد: ٨٩٣٥، صحیح ابن حبان: ٤٩٧٥

فوائد الحدیث: (۱) "منابذہ" وہ بیع ہے کہ کسی بھی چیز کا مالک کہتا ہے کہ میں جو بھی چیز آپ کی طرف پھینکوں گا وہ اتنی قیمت میں آپ کی ہو جائے گی، نہ تو اس چیز کو کھول کر جانچ پڑتال کرنے کی اجازت ہوتی اور نہ ہی خراب یا ردی ہونے کی صورت میں واپس کی جاتی۔ یا پھر مالک یا خریدار کہتا کہ میں یہ کنکری یا کوئی چیز پھینکتا ہوں وہ جس چیز پر بھی جا کر گرے گی وہ چیز اتنی قیمت میں میری یا آپ کی ہو جائے گی۔ اس میں چونکہ دھوکہ ہے، اس لیے اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

(۲) "ملامسہ" یہ بھی منابذہ کی طرح ہی دھوکے کی بیع ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہاں چیز یا چیز پر کنکری وغیرہ پھینکی جاتی ہے اور ملامسہ میں ہاتھ یا پاؤں سے چھوا جاتا ہے کہ جس چیز کو میرا ہاتھ لگ گیا وہ اتنی قیمت کی ہے۔ اس میں بھی دیکھ بھال کی اجازت نہیں اور نہ ہی واپسی۔ لہٰذا یہ بھی ممنوع قرار دے دی گئی۔

(۳) یہ دو بیع اور اس قسم کی جو بیوع زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں وہ سب کی سب رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دے دیں۔ آج کے دور میں بھی کاروبار کی کوئی بھی ایسی صورت جس میں غرر، دھوکہ اور فریب ہو۔ وہ منع اور حرام ہے خواہ اس کا کوئی بھی نام اور طریقہ ہو۔

70- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَفِ فِي الطَّعَامِ وَالثَّمَرِ

طعام اور پھلوں میں بیع سلف

1311: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَرِ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ (مدینہ والے) پھلوں میں بیع سلف کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کسی چیز کی پیشگی خریداری کرتا ہے تو وہ معین ناپ تول اور مقررہ وزن اور معین مدت تک کے لیے کرے۔"

اس باب میں ابن ابی اوفی اور عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہم سے بھی

روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَجَازُوا السَّلَفَ فِي الطَّعَامِ وَالثِّيَابِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يُعْرَفُ حَدُّهُ وَصِفَتُهُ وَاخْتَلَفُوا فِي السَّلَمِ فِي الْحَيَوَانِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ السَّلَمَ فِي الْحَيَوَانِ جَائِزًا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے غلے اور کپڑوں کے بارے میں بیع سلف کی اجازت دی ہے، اس سے جس سے اس کی حد اور وصف پہچانا جائے، انہوں نے جانوروں کی بیع سلم میں اختلاف کیا ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اور بعض دیگر اہل علم حیوان کے بارے میں بیع سلم کو جائز سمجھتے ہیں، یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ السَّلَمَ فِي الْحَيَوَانِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. أَبُو الْمِنْهَالِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُطْعِمٍ.

جبکہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے حیوان کے بارے میں بیع سلم کو ناپسند کیا ہے۔ یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔ ابو منہال کا نام عبدالرحمن بن مطعم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥٨٦، ابن الجارود: ٦١٤، ابو يعلى: ٢٤٠٧، الدارقطني: ٣/٣-٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٢٣٩، صحيح مسلم: ١٦٠٤، سنن ابو داود: ٣٤٦٣، سنن ابن ماجه: ٢٢٨٠، سنن نسائی: ٧/٢٩٠، مسند احمد: ١٨٦٨، صحيح ابن حبان: ٤٩٢٥

فوائد الحدیث: (۱) "بیع سلف" ادھار کی بیع کو کہتے ہیں یعنی رقم پہلے ادا کر دی اور چیز بعد میں وصول کی یا چیز پہلے وصول کی اور رقم بعد میں ادا کرنی ہو۔ دونوں صورتوں میں چونکہ ایک طرف سے ادھار ہے لہٰذا اسے "بیع سلف" کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام "بیع سلم" بھی ہے۔

(۲) بیع سلف یا سلم، جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قیمت، جنس کی قسم، کوالٹی اور ادائیگی کی مدت وغیرہ کسی بھی معاملے میں ذرا برابر بھی ابہام نہ ہو بلکہ ہر چیز واضح ہو تو پھر جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳) تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے تو غلے اور پھلوں کے علاوہ باقی چیزوں جانوروں وغیرہ میں بھی جائز ہے۔ لیکن اپنی تمام شرائط کے ساتھ۔

71- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَرْضِ الْمُشْتَرَكِ يُرِيدُ بَعْضُهُمْ بَيْعَ نَصِيبِهِ

مشترک زمین میں سے کوئی حصے دار اپنا حصہ بیچنا چاہے

1312: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ شَرِيكٌ فِي

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کا کسی باغ میں شریک (حصے دار) ہو تو وہ اس میں سے اپنا حصہ فروخت نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے اپنے

حَائِطٍ فَلَا يَبِيعُ نَصِيبَهُ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى يَعْرِضَهُ عَلَى شَرِيكِهِ)).

شراکت دار پر پیش کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ سُلَيْمَانُ الْيَشْكُرِيُّ يُقَالُ إِنَّهُ مَاتَ فِي حَيَاةِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. قَالَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ قَتَادَةُ وَلَا أَبُو بِشْرٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا نَعْرِفُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ سَمَاعًا مِنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ فَلَعَلَّهُ سَمِعَ مِنْهُ فِي حَيَاةِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. قَالَ وَإِنَّمَا يُحَدِّثُ قَتَادَةُ عَنْ صَحِيفَةِ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ وَكَانَ لَهُ كِتَابٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد متصل نہیں، میں نے محمد (امام بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: سُلیمان یشکری، مشہور ہے کہ وہ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حیات میں فوت ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا: قتادہ نے اس سے سُنا نہ ابو بشر نے۔ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ان میں سے کسی کا یشکری سے سماع نہیں جانتے اِلّا یہ کہ عمرو بن دینار سے ہو سکتا ہے کہ اس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حیات میں اس سے سنا ہو، انہوں نے کہا: قتادہ، سُلیمان یشکری کے رجسٹر سے بیان کرتا ہے۔ اس کی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک کتاب / تحریر ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ عَبْدُ الْقُدُّوسِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ذَهَبُوا بِصَحِيفَةِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ إِلَى الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَأَخَذَهَا أَوْ قَالَ فَرَوَاهَا وَذَهَبُوا بِهَا إِلَى قَتَادَةَ فَرَوَاهَا وَأَتَوْنِي بِهَا فَلَمْ أَرْوِهَا. يَقُولُ رَدَدْتُهَا.

سُلیمان تیمی نے بیان کیا: وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا ایک رجسٹر لے کر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو انہوں نے اسے لے لیا، یا کہا: انہوں نے اسے روایت کیا، وہ اسے قتادہ کے پاس لے کر گئے تو انہوں نے اسے روایت کیا، وہ اسے میرے پاس لائے تو میں نے اسے روایت نہ کیا۔ وہ کہتے تھے میں نے اسے لوٹا دیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٣٧٣/٥، "احاديث البيوع"، اخرجه الحاكم: ٥٦/٢، والحميدي: ١٢٧٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٠٨، سنن ابن ماجه: ٢٤٩٢، سنن ابو داود: ٣٥١٣، سنن نسائی: ٣٠١/٧ و ٣١٩-٣٢٠، مسند احمد: ١٤٢٩٢

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی چیز میں اگر ایک سے زائد حصے دار شریک ہوں تو ہر ایک کو اپنا حصہ الگ سے فروخت کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے شرکاء کو بتائے کہ میں یہ اپنا حصہ فروخت کرنے لگا ہوں تاکہ اگر وہ خریدنا چاہیں تو خرید لیں۔

(۲) اگر اس شخص نے بغیر اپنے شرکاء کو بتائے اپنا حصہ فروخت کر دیا تو پھر ان شرکاء کو یہ حق ہے کہ وہ عدالت یا پنچایت کے ذریعے اس کی طے شدہ قیمت ادا کر کے وہ حصہ خود خرید لیں۔ اسے حق شفعہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ صرف اس شخص کو حاصل ہے جو اس چیز میں کسی طرح سے بھی شریک ہوں، اگر وہ کسی طرح بھی مثلاً راستے وغیرہ میں بھی شریک نہیں تو پھر اسے شفعہ کا حق حاصل نہیں۔ البتہ اخلاقی طور پر ایسے پڑوسی سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے اور اسے آفر کرنی چاہئے تاکہ کل کلاں اسے کسی ناپسندیدہ پڑوسی کی وجہ سے پریشانی اور کوفت نہ ہو۔

72- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ

بیع مخابرہ اور معاومہ

1313: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور معاومہ سے منع کیا، اور عرایا کے بارے میں رخصت عنایت فرمائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣١/٧، ابو نعيم في الحلية: ٣٣٤/٧، البغوي: ٢٠٧٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٥٣٦، سنن ابو داود: ٣٣٧٥و ٣٤٠٤ و ٣٤٠٥، سنن ابن ماجه: ٢٢٦٦، سنن نسائي: ٢٩٦/٧، مسند احمد: ١٤٣٥٨، صحيح ابن حبان: ٥٠٠٠

فوائد الحدیث: (۱)"بیع محاقلہ" مزابنہ اور مخابرہ کی تفصیل کے لیے دیکھیں فوائد حدیث نمبر ۱۲۹۰۔

(۲)"بیع معاومہ" باغات میں کئی سال کے پھلوں کی بیع کر لینا جیسا کہ ہمارے ہاں یہ کاروبار رائج ہے تو یہ ممنوع ہے کیونکہ نہ جانے آئندہ سالوں میں اس باغ کی کیفیت کیا ہوگی اور پھل کے مقدار کی کوالٹی بھی کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ جیسا چاہے اور جتنا چاہے پیدا کرے۔

(۳)"بیع عرایا" کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

73- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْعِيرِ

نرخ مقرر کرنا

1314: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! سَعِّرْ لَنَا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں قیمتیں زیادہ ہو گئیں تو انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارے لیے نرخ مقرر فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے، وہی رزق تنگ کرنے والا، فراخ کرنے والا اور روزی رساں ہے، میں امید کرتا ہوں کہ میں اپنے رب سے ملاقات کروں اور تم میں سے کوئی مجھ سے خون اور مال کے بارے میں کسی قسم کا مطالبہ نہ کرے۔"

فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٢٩/٦، في الاسماء والصفات: ١١٩/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٤٥١، سنن ابن ماجه: ٢٢٠٠، مسند احمد: ١٢٥٩١، صحيح ابن حبان: ٤٩٣٥

فوائد الحدیث: (۱) مارکیٹ میں قیمتوں کا اتار چڑھاؤ اجناس کی رسد و طَلب کے باعث ہے، اگر تو بازار میں اشیاء وافر مقدار میں موجود ہیں تو قیمتیں کم ہو جائیں گی اور اگر کوئی جنس کم ہو تو ریٹ زیادہ ہو جائے گا۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ مارکیٹ میں اشیاء کی کمی نہ ہونے دے جو نسی جنس بھی کمیاب ہو وہ دوسرے علاقوں سے لا کر اس علاقے کی طَلب کو پورا کر دیا جائے تو قیمتیں کنٹرول میں رہیں گی اور فریقین تاجر اور گاہک دونوں ہی فائدے میں ہوں گے۔ لہٰذا حکومت کو قیمتیں مقرر کرنے کی بجائے انہیں کنٹرول میں رکھنے کی تدابیر کرنی چاہئیں۔

(۲) اگر حکومت طَلب اور رسد میں توازن رکھنے کی بجائے زبردستی قیمت مقرر کر کے عوام کو ریلیف دینا چاہے گی تو یہ ممکن نہیں کہ اگر تاجر نے کوئی جنس مہنگی خریدی ہو تو وہ قیمت خرید سے کم ریٹ پر تو نہیں دے گا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ اس چیز کو وہیں روک لے گا کہ "بے ہی نہیں" اب عوام کو اس کی ضرورت ہے تو وہ اسے بلیک میں مزید مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہوں گے۔ جیسا کہ چینی وغیرہ کے بحران میں اس کا نظارہ ہو چکا ہے۔

(۳) ایسی صورت میں حکومت، دکاندار اور گاہک دونوں کی مجرم ہوگی یا کم از کم ایک فریق تو اس کے ظلم کا شکار ہو گا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں ریٹ مقرر نہیں کرونگا تاکہ کوئی بھی شخص قیامت کے دن مجھ سے اپنے حق کا دعوے دار نہ ہو۔

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْغِشِّ فِي الْبُيُوعِ

بیوع میں دھوکہ دہی کی ممانعت

1315: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةٍ مِنْ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً فَقَالَ ((يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ مَا هٰذَا)). قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ)). ثُمَّ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا، تو آپ ﷺ کی انگلیاں تر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غلے والے! یہ کیا معاملہ ہے؟" اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس پر بارش ہو گئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا حتیٰ کہ لوگ اسے دیکھتے؟" پھر فرمایا: "جس نے دھوکہ دہی کی تو وہ ہم میں سے نہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي الْحَمْرَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابوالحمراء، ابن عباس، بریدہ، ابوبردہ بن نیار اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْغِشَّ وَقَالُوا الْغِشُّ حَرَامٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے دھوکہ دہی کو ناپسند کیا ہے، اور انہوں نے کہا: دھوکہ دہی حرام ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٠٣٣، ابو عوانه: ١/٥٧، ابن الجارود: ٥٦٤، والحاكم: ٢/٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٠٢، سنن ابو داود: ٣٤٥٢، سنن ابن ماجه: ٢٢٢٤، مسند احمد: ٧٢٩٢، ابن حبان: ٤٩٠٥

فوائد الحدیث: (۱) ایک مومن مُسلمان کو دوسرے کا ہمدرد اور خیر خواہ ہونا چاہئے نہ کہ وہ اپنے فائدے کے لئے دوسرے کسی مُسلمان کو نقصان پہنچائے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دھوکہ دیا وہ ہم یعنی مُسلمانوں سے نہیں ہے۔

(۲) دھوکے کی کئی ایک صورتیں ہو سکتی ہے مثلاً نکمی اور اچھی کوالٹی کی چیزیں مکس کر کے ریٹ، اعلیٰ کوالٹی کا وصول کرنا۔ جھوٹ بول کر اپنے سودے اور سامان کی وہ خوبیاں بیان کرنا جو اس جنس میں نہیں یا پھر ردی مال کو اچھے میں چھپا کر فروخت کرنا کہ اس کا عیب ظاہر نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ کوئی بھی صورت ہو جس سے دوسرے مُسلمان کا نقصان ہوتا ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔

75- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْرَاضِ الْبَعِيرِ أَوِ الشَّيْءِ مِنَ الْحَيَوَانِ أَوِ السِّنِّ

اونٹ یا کوئی جانور قرض کے طور پر لینا

1316: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سِنًّا فَأَعْطَاهُ سِنًّا خَيْرًا مِنْ سِنِّهِ وَقَالَ خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بِاسْتِقْرَاضِ السِّنِّ بَأْسًا مِنَ الإِبِلِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ قرض کے طور پر لیا، تو آپ ﷺ نے اسے اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا: ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو تم میں سے بہترین طریقے سے ادائیگی کرتا ہے۔“

اس باب میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس کو شعبہ اور سفیان نے سلمہ سے روایت کیا ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ اونٹ بطور قرض لینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٣٥١/٥، انظر تحفة الاشراف: ١٤٩٦٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٣٠٥، صحيح مسلم: ١٦٠١، سنن ابن ماجه: ٢٤٢٣، سنن نسائی: ٢٩١/٧، مسند احمد: ٨٨٩٧

1317: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً تَقَاضَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً)) ثُمَّ قَالَ اشْتَرُوا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ)). فَطَلَبُوهُ فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ. فَقَالَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا تو اس نے آپ ﷺ سے سختی برتی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا قصد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو، حق دار کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے ایک اونٹ خریدو، اور وہ اسے دے دو۔“ انہوں نے تلاش کیا تو انہیں اس

اشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً)).

سے بہتر اونٹ ملا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہی خرید کر اسے دے دو، کیونکہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو تم میں سے ادائیگی کرنے میں بہترین ہے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے بیان کیا کہ محمد بن جعفر فرماتے ہیں ہم کو شعبہ نے سلمہ بن کہیل سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۳۰۵، صحیح مسلم: ۱۶۰۱، سنن ابن ماجه: ۲۴۲۳، سنن نسائی: ۲۹۱/۷، مسند احمد: ۸۸۹۷

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی جانور کو جانور کے بدلے بطور قرض لیا جاسکتا ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے ادھار نہ ہو جیسا کہ بعض روایات میں موجود ہے۔

(۲) قرض کی ادائیگی کے وقت قرض خواہ کو مقدار سے زیادہ یا کوالٹی میں اس کی چیز سے اعلیٰ چیز دی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ قرض لیتے وقت کسی طرف سے بھی ایسی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو اگر شرط ہوگی تو پھر حرام اور سود ہے۔ لیکن اگر بغیر شرط کے مقروض اپنی طرف سے اس کی نیکی کا بدلہ چکاتے ہوئے قرض کے ساتھ کچھ اضافی رقم یا اچھی کوالٹی کی چیز دیتا ہے تو یہ مستحسن ہے۔

1318: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ. فَقُلْتُ لَا أَجِدُ فِي الإِبِلِ إِلَّا جَمَلاً خِيَارًا رَبَاعِيًّا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً)).

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جوان اونٹ بطور قرض لیا، آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اس آدمی کو اس کا وہ جوان اونٹ واپس کروں، میں نے عرض کیا: اونٹوں میں تو اس سے بہتر چار دانت والا ہی اونٹ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہی اسے دے دو، کیونکہ لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو ان میں سے بہترین ادائیگی کرنے والا ہے؟"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ۲۶۹۳، الدارمي: ۲۵۶۸، ابن خزيمه: ۲۳۳۲، ۷البغوي: ۲۱۳۶

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۶۰۰، سنن ابو داود: ۳۳۴۶، سنن ابن ماجه: ۲۲۸۵، سنن نسائی: ۲۹۱/۷، مسند احمد: ۲۷۱۸۱

فوائد الحدیث: (۱) "رباعیا" وہ جانور جو چار دانت گرا چکا ہو ہمارے ہاں اسے "چوگا" بولتے ہیں۔

(۲) بیت المال سے اس قرض کی ادائیگی اس لیے کی تھی کہ آپ ﷺ نے وہ قرض بھی اپنی امت کے حاجت مند لوگوں کے لیے لیا تھا

کیونکہ حاکم وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کی ضروریات کا خیال رکھے اور انہیں بیت المال سے پورا کرے۔

76- بَابُ [مَا جَآءَ فِي سَمْحِ الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ وَالْقَضَاءِ]

خرید و فروخت اور قضاء میں نرمی برتنا

1319: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ [الرَّازِيُّ] عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ سَمْحَ الشِّرَاءِ سَمْحَ الْقَضَاءِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بیع، شراء (خرید و فروخت) اور فیصلہ کرنے میں نرمی برتنے والے کو پسند کرتا ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ان میں سے بعض نے اس حدیث کو یونس عن سعید المقبری عن ابوہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ٨٩٩، اخرجه الحاكم: ٢/٥٦، انظر تحفة الاشراف: ١٢٢٤٦

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف في العلل الكبير: ١/٥٣٠، مسند ابو يعلى: ٦٢٣٨

فوائد الحدیث: لوگوں کے ساتھ لین دین کے معاملات میں صاف گوئی اور نرمی کا معاملہ کرنا چاہئے۔ خواہ وہ خرید و فروخت ہو یا قرض وغیرہ۔ لینے والا مقروض کے حالات کو پیش نظر رکھ کر آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور دینے والا بھی بروقت احسن انداز سے شکریے کے ساتھ واپس کرے۔

1320: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((غَفَرَ اللهُ لِرَجُلٍ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانَ سَهْلاً إِذَا بَاعَ سَهْلاً إِذَا اشْتَرَى سَهْلاً إِذَا اقْتَضَى)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو بخش دیا، وہ خرید و فروخت اور فیصلہ کرتے وقت نرمی کرتا تھا۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔ اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الصغير: ٦٧٢، وفي الاوسط: ٤٧٠٥، البغوي: ٣٠٤٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٠٧٦، سنن ابن ماجه: ٢٢٠٣، مسند احمد: ١٤٦٥٨، صحيح ابن حبان: ٤٩٠٣

فوائد الحدیث: انسان کو اس کے عمل کا بدلہ اس کی نیت کے مطابق ملتا ہے کہ انما الاعمال بالنیات کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ یہ شخص چونکہ اس لیے لوگوں کے ساتھ نرمی کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے اور بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے ساتھ نرمی والا معاملہ فرمایا اور اسے معاف کر دیا۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں اپنی نیتوں کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے

لیے رکھیں اس میں دنیا کا کوئی مفاد نہ ہو۔ مثلاً ایک دکاندار اگر لوگوں کے ساتھ نرمی کرتا ہے کہ اس طرح گاہک زیادہ آئیں کہ فلاں دکاندار چیز اچھی فروخت کرتا ہے، دھوکہ نہیں دیتا، وزن کرتے وقت کچھ زیادہ بھی دے دیتا ہے اور پھر لین دین میں بھی نرم رویہ رکھتا ہے تو یقیناً اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام و تعلیمات کے مطابق ہے اور ممکن ہے کہ اس کی سیل بڑھ جائے، گاہک زیادہ ہوں لیکن اسے آخرت میں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ اس کی آخرت کی نیت ہی نہیں تھی جو اس نے چاہا وہ دنیا میں اس کو مل گیا۔ لیکن اگر وہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا تو یقیناً دنیا میں تو اس کو فائدہ ہونا ہی تھا آخرت میں بھی وہ اجر و ثواب اور بخشش کا مستحق ٹھہرتا۔

اللهم وفقنا لما تحب و ترضٰی

77- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں بیع کرنے کی ممانعت

1321: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا ((لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً فَقُولُوا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھو تو کہو: اللہ تمہاری تجارت کو نفع مند نہ بنائے، اور جب تم اس (مسجد) میں کسی کو گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو کہو: اللہ اسے تمہارے پاس نہ لوٹائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ.

آخِرُ كِتَابِ الْبُيُوعِ وَأَوَّلُ كِتَابِ الْأَحْكَامِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے مسجد میں خرید و فروخت کو ناپسند کیا ہے، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ جبکہ بعض اہل علم نے مسجد میں خرید و فروخت کی اجازت دی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٧٣٣، الارواء: ١٤٩٥، اخرجه الدارمي: ١٤٠٨، ابن الجارود: ٥٦٢، ابن السني: ١٥٣

تخریج الحدیث: عمل اليوم والليلة للنسائي: ١٧٦، صحيح ابن حبان: ١٦٥١، ١٦٥٠صحيح مسلم: ٥٦٨، سنن ابو داود: ٤٧٣، سنن ابن ماجه: ٧٦٧، مسند احمد: ٨٥٨٨

فوائد الحدیث: (۱) مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں انہیں دنیاوی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ یہ مساجد کے تقدس کا تقاضہ ہے کہ ان میں خرید و فروخت نہ ہو۔

(۲) مسجدوں میں خرید و فروخت کی وجہ سے ان میں نماز، تلاوت اذکار وغیرہ کی ادائیگی میں خلل واقع ہوتا ہے اس لیے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔

(۳) اگر مسجد کی ہی کوئی چیز یا اسکا ملبہ وغیرہ فروخت کیا جارہا ہو تو پھر وہ معاملات مسجد کی حدود میں طے کیے جاسکتے ہیں۔

13

أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

احکامات کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْقَاضِي

قاضی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات

1322: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ اذْهَبْ فَاقْضِ بَيْنَ النَّاسِ. قَالَ أَوَتُعَافِينِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ وَمَا تَكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ وَقَدْ كَانَ أَبُوكَ يَقْضِي قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضَى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ أَنْ يَنْقَلِبَ مِنْهُ كَفَافًا)). فَمَا أَرْجُو بَعْدَ ذَلِكَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ.

وَعَبْدُ الْمَلِكِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ الْمُعْتَمِرُ هَذَا هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ.

عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: جاؤ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو، انہوں نے کہا: امیر المومنین! کیا آپ مجھے معاف نہیں کرتے، انہوں نے فرمایا: تم اس کو کیوں ناپسند کرتے ہو جبکہ تمہارے والد (عمر رضی اللہ عنہ) فیصلے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو قاضی ہو اور وہ عدل سے فیصلہ کرے تو بھی ممکن ہے کہ وہ اس سے برابر برابر پلٹ جائے۔'' تو میں اس کے بعد کیا امید رکھوں؟

اس باب میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے، اس کی اسناد میرے نزدیک متصل نہیں۔

عبدالملک جس سے اس معتمر نے روایت کیا ہے، وہ عبدالملک بن ابی جمیلہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) تخریج المشکوٰۃ: ۳۷۴۳، التعلیق الرغیب: ۱۳۲/۲، التعلیق علی الاحادیث المختارۃ رقم: ۳۴۸ ۳۴۹

تخریج الحدیث: المصنف فی العلل الکبیر: ۵۳۳/۱، مسند ابویعلیٰ: ۵۷۲۷، صحیح ابن حبان: ۵۰۵۶

فوائد الحدیث: (ا) قاضی اور جج بننا بہت بڑا منصب اور اعزاز ہے لیکن اسی قدر یہ ایک بھاری ذمہ داری بھی ہے اس لیے سلف صالحین کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ ایسی ذمہ داریوں سے پیچھے رہیں۔ تبھی تو سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسے قبول کرنے سے معذوری کا اظہار کر رہے ہیں۔

(۲) ''فی الحدیث قصة'' مکمل واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قاضی مقرر کرنا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ بھئی آپ کو مسئلہ کیا ہے حالانکہ آپ کے والد محترم (سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) بھی فیصلے کیا کرتے تھے تو سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص قاضی، جج بنا اور اس نے جہالت اور لاعملی کے ساتھ غلط فیصلے کیے وہ جہنمی ہوگا۔ اور جس قاضی نے جان بوجھ کر ظلم و ناانصافی کے ساتھ فیصلہ کیا وہ بھی جہنمی ہوگا۔ اور جو شخص جج بنا اور اس نے عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کیے تو وہ اس بات کا حق دار ہے کہ برابر برابر چھوٹ جائے۔ (یعنی نہ اجر ملے اور نہ ہی مواخذہ ہو) تو اب آپ ہی بتائیں کہ اس کے بعد میں کس امید پر یہ منصب قبول کر لوں۔ (تحفۃ الاحوذی) ''اللہ اکبر''

1322م: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ قَاضِيَانِ فِي النَّارِ وَقَاضٍ فِي الْجَنَّةِ رَجُلٌ قَضَى بِغَيْرِ الْحَقِّ فَعَلِمَ ذَاكَ فَذَاكَ فِي النَّارِ وَقَاضٍ لَا يَعْلَمُ فَأَهْلَكَ حُقُوقَ النَّاسِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَقَاضٍ قَضَى بِالْحَقِّ فَذَلِكَ فِي الْجَنَّةِ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قاضی تین قسم کے ہیں: دو قاضی جہنم میں اور ایک قاضی جنّت میں: ایک آدمی جس نے حق کے بغیر فیصلہ کیا اور اسے یہ معلوم بھی ہے (یعنی جانتے بوجھتے ناحق فیصلہ کیا) تو وہ جہنم میں ہے، ایک وہ قاضی جو جانتا نہیں اور وہ لوگوں کے حقوق تلف کر دے تو وہ بھی جہنم میں ہے، اور وہ قاضی جس نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا تو وہ جنّت میں ہے۔''

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢٦١٤، المشكوٰة: ٣٧٣٥۔ بعض کے نزدیک اس کی سند میں اعمش اور شریک دونوں مدلس ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٧٣، سنن ابن ماجه: ٢٣١٥، سنن نسائي في الكبرى: ٥٩٢٢، شرح مشكل: ٥٤، ٥٥

فوائد الحدیث: (ا) جو شخص لوگوں کے درمیان جانچ پرکھ کر کے فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اسے ہرگز یہ عہدہ قبول نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اپنی نالائقی اور جہالت کی وجہ سے غلط فیصلے کر کے دنیا میں تو ذلت کمائے گا ہی، آخرت میں بھی وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔

(۲) اس حدیث کو سامنے رکھ کر سرکاری، تنظیمی یا جماعتی عہدے تقسیم یا قبول کرتے ہوئے اس اصول و ضابطے کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ کون ہے جو اس عہدے کو سنبھالنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس منصب کی ذمہ داریوں کو کماحقہ سرانجام دے سکے۔ نا تو اپنی سیاسی قوت بڑھانے یا کسی کو نوازنے کے لیے عہدہ و منصب دیا جائے اور نا ہی صرف اپنے نام کے ساتھ سابقے اور لاحقے لگانے اور صرف وزٹنگ کارڈ چھپوانے کے لیے اسے قبول کیا جائے۔

(۳) ایک شخص صلاحیت تو رکھتا ہے لیکن کسی بھی وجہ سے حکمرانوں کی خوشنودی، منصب پر ترقی، رشوت یا پھر کسی ایک فریق سے دوستی یا عداوت کی وجہ سے فیصلہ کر دیتا ہے تو یہ بھی دوزخ کا حق دار ہے۔

(۴) صرف وہ جج اور قاضی جو خوب تحقیق و تفتیش اور جانچ پرکھ کے بعد کسی بھی قسم کے دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اور اپنی تمام تر خواہشات اور تعلقات کو ایک طرف رکھتے ہوئے حقیقت پر مبنی عدل و انصاف سے فیصلہ کرتا ہے تو یہ شخص جنتی ہے۔

(۵) اس قدر حساس منصب ہے اس لیے ہر شخص کو سوچ سمجھ کر یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے، مل جائے تو پوری دیانت داری سے نبھانا چاہئے، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

1323: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَيْهِ يُنْزِلُ اللهُ عَلَيْهِ مَلَكًا فَيُسَدِّدُهُ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قضا کی درخواست کی، وہ اپنے نفس کے حوالے کر دیا جاتا ہے، اور جسے اس پر مجبور کیا جائے تو اللہ اس پر فرشتہ مقرر کر دیتا ہے وہ اس کو درست رکھتا ہے۔''

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں بلال راوی ضعیف ہے۔ الضعيفة: ١١٥٤، ضعيف ابن ماجه: ٥٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٧٨، سنن ابن ماجه: ٢٣٠٩، مسند احمد: ١٢١٨٤

1324: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى الثَّعْلَبِيِّ عَنْ بِلَالِ بْنِ مِرْدَاسٍ الْفَزَارِيِّ عَنْ خَيْثَمَةَ وَهُوَ الْبَصْرِيُّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَأَلَ فِيهِ شُفَعَاءَ وُكِلَ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أُكْرِهَ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو قضا کی خواہش رکھے اور اس بارے میں سفارشی طلب کرے، وہ اپنے نفس کے حوالے کر دیا جائے گا، اور جسے اس پر مجبور کر دیا جائے، اللہ اس پر فرشتہ نازل کرتا ہے وہ اسے درست رکھتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، وہ اسرائیل عن عبدالاعلیٰ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبدالاعلیٰ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٠/١٠٠

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایات اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن دوسری صحیح احادیث کی روح سے مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ جو شخص بھی کوئی بھی سرکاری، غیر سرکاری، جماعتی، تنظیمی وغیرہ عہدے کا طالب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں فرماتے بلکہ اپنی رحمت کا ہاتھ اس سے اٹھا لیتے ہیں اور اسے اس کے نفس اور حالات یا اسی منصب کے سپرد کر دیتے ہیں کیونکہ ایسا شخص یقیناً اپنے دنیاوی مفاد، نمود و نمائش یا خود غرضی اور خود پسندی کے لیے ہی اس منصب کا طالب ہے۔ (الا ماشاء اللہ) اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم ایسے کسی بھی شخص کو عہدہ نہیں دیتے جو اس کا سوال کرتا ہے۔ (سنن نسائی)

(۲) جس شخص کو اس کے انکار کے باوجود اس کی صلاحیتوں کی بنا پر سرکار یا جماعت کوئی ذمہ داری تفویض کر دے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوتی ہے اور اللہ کریم اس کی ہر لحاظ سے مدد فرماتے ہیں اور وہ شخص اس عہدے اور منصب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے بحسن و خوبی عہدہ برا ہوتا ہے۔

1325: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے قضا کا عہدہ دیا گیا یا لوگوں کے درمیان قاضی بنا دیا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ أَوْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

گیا، تو وہ چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اسی طریق کے علاوہ بھی سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٨/٧، الدارقطني: ٢٠٤/٤، الحاكم: ٩١/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٧١ و ٣٥٧٢، سنن ابن ماجه: ٢٣٠٨، سنن نسائي في الكبرى: ٥٩٢٤، مسند احمد: ٧١٤٥

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں جج، قاضی کے منصب کے جو تقاضے ہیں اور ایک جج کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کی مشکلات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تیز دھار آلے سے ذبح ہونیوالا تو جلد ہی ذبح ہونے کی تکلیف سے نجات پالیتا ہے لیکن جسے بغیر کسی آلے، چھری، چاقو وغیرہ کے ذبح کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کی تکلیف اور مصیبت کس قدر بڑھ جاتی ہے۔

(۲) جو لوگ کسی منصب یا عہدے کے حصول کے لیے تمنّا و خواہش رکھتے ہیں انہیں ضرور اس حدیث کو بار بار پڑھنا چاہئے کہ وہ اپنے لیے پھولوں کی سیج نہیں بلکہ وادی پُر خار کی تمنّا لیے پھر رہے ہیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي يُصِيبُ وَيُخْطِئُ

قاضی درست فیصلہ کرتا ہے اور اس سے غلطی بھی ہو جاتی ہے کا بیان

1326: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب حاکم فیصلہ کرتا ہے اور اجتہاد کرتا ہے اور وہ درست فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں، اور جب حاکم فیصلہ کرتا ہے اور اس سے غلط فیصلہ ہو جاتا ہے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

اس باب میں سیّدنا عمرو بن العاص اور سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے غریب ہے۔ ہم اسے سفیان ثوری عن یحییٰ بن سعید کی حدیث سے نہیں جانتے سوائے عبدالرزاق کی حدیث عن

معمر عن سفیان ثوری کے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٩٩٦، ابو يعلى: ٥٩٠٣، والدارقطني: ٤/٢٠٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۳۵۲، صحیح مسلم: ۱۷۱٦، سنن ابو داود: ۳۵۷٤، سنن ابن ماجه: ۲۳۱٤، سنن نسائی: ۸/۲۲۳-۲۲٤، مسند احمد: ۱۷۷۷٤، صحیح ابن حبان: ۵۰٦۰

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پورے اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ معاملے کی تہہ تک پہنچ کر حق جاننے کے لیے کوشش کرنا ایک بہت بڑا عمل ہے خواہ کوئی جج اپنے فیصلے کے لیے کوشش کرے یا کوئی عالم دین شرعی مسئلے کے حل کے لئے کوشش کرے۔ اگر تو وہ اس کوشش میں حق بات کو جان اور پہچان گیا تو اللہ تعالیٰ اسے دوہرا اجر دیں گے۔ اور اگر اس کی بھرپور پُر خلوص کوشش کے باوجود حق بات کا پتہ نہ چل سکا بلکہ اس عالم، مُفتی یا قاضی کا اجتہاد غلط ہو گیا تب بھی اللہ تعالیٰ اسے ایک اجر سے ضرور نوازیں گے۔

(۲) لیکن یاد رکھئے کہ مجتہد کو غلطی کی معافی مل جانے اور ایک اجر کا مستحق ہونے کے باوجود حق اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ وہ جب بھی واضح ہو جائے تو اس قاضی، مُفتی اور عالم کو اپنے غلط موقف سے رجوع کرنا لازمی ہے۔

اور بعد میں آنے والے اس غلط موقف کی تقلید نہیں کریں گے بلکہ حق واضح ہو جانے کے بعد حق کو قبول و تسلیم کرنے کے پابند ہیں ورنہ "مجتہد صاحب" تو معافی کے ساتھ ساتھ ایک اجر بھی حاصل کر چکے مگر یہ "مقلد صاحب" پھنس جائیں گے اس لیے احتیاط ضروری ہے۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جج کو فیصلہ کرتے وقت اپنی پوری کوشش کے بعد اطمینان حاصل کر کے پھر کسی بھی کیس کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي كَيْفَ يَقْضِي

قاضی کس طرح فیصلہ کرے

1327: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((كَيْفَ تَقْضِي؟)). فَقَالَ أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ. قَالَ ((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ؟)). قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ ((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟)). قَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِي. قَالَ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: "تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟" انہوں نے عرض کیا: میں اللہ کی کتاب میں جو ہے اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہو؟" انہوں نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی سُنت میں نہ ہو؟" انہوں نے عرض کیا: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "الحمد للہ (اللہ کا شکر ہے) جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو توفیق عطا فرمائی۔"

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ۸۸۱۔ اس میں الحارث بن عمر اور اصحاب معاذ سب مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۵۹۳، مسند احمد: ۲۲۰۰۷، اخرجه العقيلي في الضعفاء: ۱/۲۱۵

1328: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ابْنُ أَخٍ لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أُنَاسٍ مِنْ أَهْلِ حِمْصٍ عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ.
وَأَبُو عَوْنٍ الثَّقَفِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ.

ہم کو محمد بن بشار نے بیان کیا کہ محمد بن جعفر اور عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ ہم کو شعبہ نے عن ابی عون عن الحارث بن عمرو جو مغیرہ بن شعبہ کے بھتیجے ہیں کی سند سے حمص کے لوگوں میں سے کچھ حضرات سے معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اس کی اسناد میرے ہاں متصل نہیں۔
ابو عون ثقفی کا نام محمد بن عبید اللہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۵۹۳، مسند احمد: ۲۲۰۰۷
فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث سنداً ضعیف ہے جیسا کہ امام ترمذی نے خود تصریح فرمادی ہے۔
(۲) نیز اس روایت میں جو شرعی حجت و دلیل کے لئے ترتیب بیان کی گئی ہے وہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ حجت شرعی ہونے میں قرآن وحدیث کی ایک جیسی حیثیت ہے اس لیے کہ دونوں ہی وحی الٰہی ہیں مسئلہ قرآن مجید سے مل جائے یا حدیث رسول ﷺ سے اس پر عمل کرنا فرض ہے تبھی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے تقاضے پورے ہوں گے۔
(قرآن وحدیث میں اس موقف کے دلائل بکثرت اور واضح موجود ہیں)
(۳) بعض لوگوں نے اس روایت کی بنیاد پر "قیاس" کو بھی حجج شرعیہ میں داخل کر دیا ہے۔ حالانکہ اس روایت سے تو یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا، کہ "قیاس" مستقل شرعی دلیل ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ الْعَادِلِ

امام عادل

1329: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ وَأَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللهِ وَأَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ جَائِرٌ)).
قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ کا سب سے زیادہ محبوب اور مجلس میں اس کے سب سے زیادہ قریب شخص عادل حکمران ہوگا، اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور اس سے سب سے زیادہ دور شخص ظالم حکمران ہوگا۔"
اس باب میں عبداللہ بن ابی اوفی سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الروض ٢/٣٥٦، الضعيفة: ١١٥٦، المشكوٰة: ٣٧٠٤۔اس میں عطیہ عوفی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١١٧٣، ابو يعلى: ١٠٠٣، البيهقي: ٨٨/١٠

1330: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَ تَخَلَّى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ)).

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک قاضی ظلم نہ کرے اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس جب وہ ظلم کرتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس سے لگ جاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف عمران قطان کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/٢١٤٥، الحاكم: ٤/٩٣، البيهقي: ١٠/٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣١٢، صحيح ابن حبان: ٥٠٦٢، مسند احمد: ٢٠٣٠٥

فوائد الحدیث: (۱) اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق اطمینان قلب ہونے کے بعد جو قاضی اور جج عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو ایسا شخص اللہ کے ہاں بڑا محبوب، مقبول اور مقرب ہوگا۔ لیکن اگر وہ کسی بھی سبب سے جانتے بوجھتے ہوئے ناانصافی کریگا۔ اور کسی اور کا حق دوسرے کو دے گا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے اور قیامت کے دن سزا کا مستوجب ہوگا (کما تقدم)

(۲) جب تک کوئی بھی جج نیک نیتی سے حق دار کو اس کا حق دینے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد فرماتے ہیں اور اسے توفیق دیتے اور حق سمجھا دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی آدمی اس منصب کی آڑ میں دنیاوی مفادات کے لیے حق اور عدل وانصاف کا خون کرتا ہے تو اللہ کریم کی مدد اور نصرت اس کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي لَا يَقْضِي بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَهُمَا

قاضی فریقین کا موقف سن کر فیصلہ کرے

1331: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَسَوْفَ تَدْرِي كَيْفَ تَقْضِي)). قَالَ عَلِيٌّ فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا بَعْدُ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جب دو آدمی تمہیں قاضی بنائیں تو تم پہلے کے لیے فیصلہ نہ کرو حتیٰ کہ تم دوسرے کا موقف سن لو، عنقریب تم جان لو گے کہ تم کس طرح فیصلہ کرتے ہو۔“ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد میں فیصلے کرتا رہا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الارواء: ٢٦٠٠، بعض کہتے ہیں اس کی سند حنش راوی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٨٢، مسند احمد: ٦٩٠

فوائد الحدیث: قاضی کو ہمیشہ فریقین کی بات سن کر فیصلہ کرنا چاہئے کیونکہ یک طرفہ فیصلہ میں عدل وانصاف کے تقاضے پورے نہیں

ہوتے۔ البتہ اگر ایک فریق عدالت کا سامنا نہ کرے اور باوجود بار بار طلب کرنے کے پھر بھی حاضر ہو کر اپنا موقف پیش نہ کرے اور قاضی ساری صورت حال کو جانتا ہو تو پھر کسی ایک فریق کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامِ الرَّعِيَّةِ

رعیت کا امام

1332: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ لِمُعَاوِيَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ إِلَّا أَغْلَقَ اللهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ)). فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلاً عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ.

سیّدنا عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو حکمران حاجت مندوں، ضرورت مندوں اور ناتوانوں سے اپنا دروازہ بند کر دیتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت، حاجت اور ناتوانی سے آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے۔“ تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورتوں پر ایک آدمی مقرر کر دیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ الْجُهَنِيُّ يُكْنَى أَبَا مَرْيَمَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے اور یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ اور عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو مریم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكوٰة: ٣٧٢٨، الصحيحة: ٦٢٩، صحيح ابي داؤد: ٢٦١٤، اخرجه ابو يعلى: ١٥٦٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٠٣٣ والحاكم: ٤/٩٤.

1333: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ.

سیّدنا ابو مریم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کے مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ شَامِيٌّ وَبُرَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ كُوفِيٌّ وَأَبُو مَرْيَمَ هُوَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ الْجُهَنِيُّ.

اور یزید بن ابی مریم شامی ہیں، برید بن ابی مریم کوفی ہیں اور ابو مریم یہ عمرو بن مرہ جہنی ہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داؤد: ٢٩٤٨، الحاكم: ٤/٩٣-٩٤، والمزي في تهذيب الكمال: ٣٤/٢٧٩-٢٨٠

فوائد الحدیث: (۱) جو حکمران ضرورت مندوں کے لیے اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں یعنی اپنی عیش و عشرت، رعب داب یا سکون کے لیے اپنی رعایا سے میل ملاقات ختم کر کے انکی مجبوریوں سے بے نیاز ہوتے ہیں تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت سے مدد کے دروازے بند کر دیتے ہیں۔

(۲) دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے کسی بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس بندے کے کام میں لگا رہتا ہے۔ اس لیے جو لوگ کسی بھی منصب پر فائز ہوں تو انہیں اپنی رعیت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان سے میل ملاقات رکھنی چاہئے۔ تاکہ ان کے حالات سے آگاہی ہو اور ان کا مناسب حل نکل سکے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں پھر بعد ازاں خلفائے راشدین کے دور میں عام لوگوں کو آپ ﷺ، آپ ﷺ کے خلفاء سے ملنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی لیکن بعد ازاں جب اسلام دشمنوں کی طرف سے خلفاء عظام کو نشانہ بنایا جانے لگا تو پھر حفاظتی نقطہ نظر سے چوکیدار کا انتظام ناگزیر ہو گیا۔ جس کا سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بندوبست کیا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی گئی تو انہوں نے کمال فراست سے حفاظتی تدابیر کو اپناتے ہوئے اس بُعد اور دوری کو دور کیا۔ (رضی اللہ عنہ و ارضاہ)

7- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَقْضِي الْقَاضِي وَهُوَ غَضْبَانُ

قاضی غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے

1334: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبِي إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ أَنْ لَا تَحْكُمْ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ)).

عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے بیان کیا، میرے والد نے عبید اللہ بن ابی بکرہ کے نام خط لکھا جبکہ وہ قاضی تھے، کہ تم غصے کی حالت میں فریقین کے درمیان فیصلہ نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "حاکم فریقین کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو بَكْرَةَ اسْمُهُ نُفَيْعٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو بکرہ کا نام نفیع ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۲۳/۷، ابن الجارود: ۹۹۷، البيهقي: ۱۰۴/۱۰، البغوي: ۲۴۹۸

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۱۵۸، صحیح مسلم: ۱۷۱۷، سنن ابو داود: ۳۵۸۹، سنن ابن ماجه: ۲۳۱۶، سنن نسائی: ۲۳۷/۸-۲۳۸ و ۲۴۷، مسند احمد: ۲۰۳۷۹، صحیح ابن حبان: ۵۰۶۳

فوائد الحدیث: (۱) غصے کی حالت میں چونکہ انسان کی ذہنی حالت نارمل نہیں ہوتی کہ جس کی وجہ سے وہ معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور و فکر کر کے کسی نتیجے پر پہنچ سکے اس لیے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع فرما دیا۔

(۲) اسی طرح کوئی بھی ایسی کیفیت یا فریقین کے ساتھ کوئی جذباتی وابستگی ہو اور فیصلے میں عدل و انصاف متاثر ہونے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں فیصلہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي هَدَايَا الْأُمَرَاءِ

امراء کے ہدایا اور تحفے

1335: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

بْنِ يَزِيدَ الأَوْدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ أَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرُدِدْتُ فَقَالَ ((أَتَدْرِي لِمَ بَعَثْتُ إِلَيْكَ لَا تُصِيبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ إِذْنِي فَإِنَّهُ غُلُولٌ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِهَذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ)).

مجھے یمن بھیجا، پس جب میں نے چلنا شروع کیا، تو آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا، جب میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں بھیجا بلا ہے؟ میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ لینا کیونکہ وہ خیانت ہے، اور جس نے خیانت کی تو وہ قیامت کے دن اس خیانت کے ساتھ پیش ہوگا۔ میں نے اس لیے تمہیں بلایا ہے، پس اپنے کام پر چلے جاؤ۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَبُرَيْدَةَ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں عدی بن عمیرہ، بریدہ، مستورد بن شداد، ابو حمید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُعَاذٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ دَاوُدَ الأَوْدِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے، ہم اسے صرف ابو اسامہ عن داود اودی کی روایت ہی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں داؤد بن یزید راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٢٦

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ٢٠/٢٥٩

فوائد الحدیث: رشوت لینا اور دینا دونوں ہی بہت بڑا جرم اور جہنم میں جانے کا باعث ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے تو کسی بھی منصب دار کو کوئی ہدیہ اور گفٹ پیش کرنا یا اس کا اسے قبول کرنا بھی رشوت کے ضمن میں ہی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ کسی بھی حاکم وقت کو تحفہ اس کی ذاتی حیثیت سے نہیں ملتا بلکہ لوگ اس کے منصب سے وابستہ کسی نہ کسی مفاد کی وجہ سے اسے خوش کرنے اور ہمدردی حاصل کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِي الْحُكْمِ

فیصلہ میں رشوت لینے اور دینے والے کا حکم

1336: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَابْنِ حَدِيدَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

اس باب میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو، سیدہ عائشہ، ابن حدیدہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ یہ حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن عن عبد اللہ بن عمرو کی سند سے نبی ﷺ سے مروی ہے۔ اور ابو سلمہ عن ابیہ کی

أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا يَصِحُّ. قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ حَدِيثُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.

سند سے بھی نبی ﷺ سے مروی ہے، اور یہ درست نہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابوسلمہ عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے نبی ﷺ سے مروی روایت اس باب میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٥٨٥، شرح المشكل: ٥٦٦٢، ابن عدي في الكامل: ١٦٩٧/٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٩٠٢٣، صحيح ابن حبان: ٥٠٧٦

1337: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ خَالِهِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٢٢٧٦، ابن الجارود: ٥٨٦، الحاكم: ١٠٢/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٨٠، سنن ابن ماجه: ٢٣١٣، مسند احمد: ٦٥٣٢، صحيح ابن حبان: ٥٠٧٧

فوائد الحدیث: (۱) کسی دوسرے کے حق کو ظلم وزیادتی کرتے ہوئے غصب کرنے کے لیے جو شخص کسی بھی افسر یا متعلقہ اتھارٹی کو مال و دولت کا کوئی بھی فائدہ پہنچا کر اپنے حق میں فیصلہ کرواتا ہے تو یہ ناجائز، حرام اور عام گناہوں کی بہ نسبت بڑا گناہ ہے۔ مفاد دینے والے کو (راشی)، رشوت دینے والا، اور مفاد لیکر کسی کے حق میں غلط فیصلہ کرنے والے کو (مرتشی) رشوت لینے والا کہتے ہیں۔ دونوں ہی مجرم اور جہنمی ہیں کہ رشوت دینے والے نے ایک تو کسی کا ناجائز حق چھین لیا اور دوسرا اس نے رشوت دیکر ایک دوسرے آدمی کو نا صرف کہ گناہ پر آمادہ کیا بلکہ اس سے گناہ کروایا بھی۔ اسی طرح رشوت لینے والے نے اپنے منصب اور عہدے سے خیانت کی کہ اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ ظلم کو روکے اس نے الٹا خود ظلم کرنا شروع کر دیا اور پھر اس ظلم کے عوض میں دنیا کا مفاد (مال، عہدہ وغیرہ) حاصل کیا جو کہ حرام ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حق بجانب ہے اور دوسرے سے اپنا حق وصول کرنے کے لیے پیسے خرچ کرتا ہے خواہ وہ کسی افسر کو دے یا اس ضمن میں کہیں بھی خرچ کرے تو یہ رشوت نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے حقوق کے حصول کے لیے صرف کر رہا ہے البتہ لینے والا مجرم اور گنہگار ہے کہ اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ حق دار کو اس کا حق دلاتا لیکن اس نے سرکاری مراعات اور تنخواہوں کے علاوہ اضافی طور پر اس سے مفاد حاصل کیا ہے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَإِجَابَةِ الدَّعْوَةِ

ہدیہ اور دعوت قبول کرنا

1338: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے پائے کا ہدیہ پیش کیا جائے تو میں قبول کروں

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيتُ عَلَيْهِ لَأَجَبْتُ)).

گا، اور اگر مجھے اس پر دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَسَلْمَانَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ.

اس باب میں سیّدنا علی، سیّدہ عائشہ، مغیرہ بن شعبہ، سلمان، معاویہ بن حیدہ اور عبدالرحمٰن بن علقمہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) ''صحيح الجامع'' مختصر الشمائل الحمديه: ٢٩٠، اخرجه البيهقي: ١٦٩/٦

تخريج الحديث: اخرجه المصنف فى الشمائل: ٣٣٠، صحيح ابن حبان: ٥٢٩٢، وفى الباب صحيح بخارى: ٢٥٦٨، مسند احمد: ٩٤٨٥

فوائد الحديث: (۱) مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے تحائف کا تبادلہ باہمی الفت و مودت کا باعث ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب دلائی اور بعض مواقع پر اس کا اہتمام بھی فرمایا۔

(۲) لیکن یہ تحائف کسی دنیاوی مفاد کے لیے نہ ہوں ورنہ یہ رشوت کے زمرے میں آئیں گے خصوصا اس وقت کہ جب ان ھدایا کی آڑ میں آدمی کسی دوسرے سے ناجائز کام بھی نکالے۔

(۳) جب بھی کسی کو دعوت دی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ دعوت اور ہدیے کو قبول کرے اگرچہ ہدیہ یا دعوت دینے والا غریب ہی کیوں نہ ہو۔

آج ہمارے معاشرے میں یہ برائی عام ہو رہی ہے کہ بڑے لوگوں کی ناجائز اور خلاف شرع دعوتوں میں بھی بڑے شوق سے شرکت کی جاتی ہے اگر کوئی غریب آدمی تقاضا کرے تو مصروفیات کا بہانہ بنا کر اسے ٹال دیا جاتا ہے حالانکہ جتنا خلوص، پیار، محبّت غریب کی دعوت اور تحفے میں ہوتا ہے۔ اتنا شاید دوسرے لوگوں میں نہ ہو۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ عَلَى مَنْ يُقْضَى لَهُ بِشَيْءٍ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَهُ

اگر کسی کو ناحق طور پر کوئی چیز بذریعہ فیصلہ دی جائے اسے وصول کرنے والے کے متعلق سنگینی

1339: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)).

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس مقدمات لے کر آتے ہو، میں بھی ایک انسان ہوں، ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کی نسبت اپنی دلیل پیش کرنے میں زیادہ واقف کار، ہوشیار ہو۔ اگر میں تم میں سے کسی کے لیے اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کر دوں، تو میں اس کے لیے جہنم کی آگ کا ٹکڑا کاٹتا ہوں، پس وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.
اس باب میں ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٨٧٧، ابو يعلى: ٦٨٨٠، الدارقطني: ٢٣٩/٤، البيهقي: ١٤٣/١٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٥٨، صحیح مسلم: ١٧١٣، سنن ابو داود: ٣٥٨٣۔ ٣٥٨٥، سنن ابن ماجه: ٢٣١٧، سنن نسائی: ٢٣٣/٨ و ٢٤٧، مسند احمد: ٢٥٦٧٠، صحیح ابن حبان: ٥٠٧٠

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی شخص کو کسی دوسرے کا مال، عزت وناموس وغیرہ جھوٹ فراڈ اور مکر وفریب سے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

(۲) اگر کسی ایک فریق کے حق میں قاضی ظاہری حالات، گواہوں کی شہادت، گفتگو میں چرب زبانی وغیرہ کی بنیاد پر پورے خلوص کے ساتھ عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے فیصلہ کر دے لیکن حقیقت میں وہ آگ کا ایک انگارا لے کر جا رہا ہے۔ دنیا کے عارضی فائدے کے مقابلے میں آخرت میں ہمیشہ کا نقصان ہے۔ صرف حاکم وقت کے فیصلے سے ایک حرام چیز اس کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

(۳) جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کو عالم الغیب مانتے ہیں انہیں اس حدیث کو بار بار پڑھ کر اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہئے۔ وباللہ التوفیق

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

ثبوت دینا مدعی کی ذمے داری ہے اور قسم مدعی علیہ پر ہے

1340: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي. فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي وَفِي يَدِي لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟)). قَالَ لَا. قَالَ ((فَلَكَ يَمِينُهُ)). قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ. قَالَ ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ)). قَالَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ لِيَحْلِفَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمَّا أَدْبَرَ ((لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِكَ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ)).

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضر موت سے ایک آدمی اور ایک آدمی کندہ سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ کندی نے عرض کیا: وہ زمین میری ہے اور میرے قبضے میں ہے، اس کا اس پر کوئی حق نہیں۔ نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا: ”کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟“ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو تم اس سے قسم لے لو۔“ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے اسے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ وہ کس چیز پر قسم اٹھا رہا ہے، اور وہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس سے بس قسم ہی لے سکتے ہو۔“ پس وہ آدمی قسم اٹھانے کے لیے چلا۔ تو جب وہ مڑا تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ”اگر اس نے تمہارے مال کو ازراہ ظلم کھانے کے لیے قسم اٹھائی، تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے اعراض کرنے والا ہوگا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ.

اس باب میں سیّدنا عمر، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو اور اشعث بن قیس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ١٠٠٤، شرح المعاني الآثار: ١٤٨/٤، الدارقطني: ٢١١/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٩، سنن ابو داود: ٣٢٤٥ و ٣٦٢٣، سنن نسائي في الكبرى: ٥٩٨٩و ٥٩٩٠، مسند احمد: ١٨٨٦٣، صحيح ابن حبان: ٥٠٧٤

1341: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ ((الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)).

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ”ثبوت دینا مدعی کی ذمے داری ہے اور قسم مدعی علیہ پر ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْعَرْزَمِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ ضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُهُ.

اس حدیث کی اسناد پر جرح کی گئی ہے اور محمد بن عبیداللہ عرزمی کو حفظ کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ ابن مبارک وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٦٥/٨-٢٦٧، واخرجه ابن عدي في الكامل: ٢٣١٢/٦

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٥١٨٤، سنن الدارقطني: ١١١/٣ و ١٥٧/٤ و ٢١٨، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٢٣/٨ و ٢٥٦/١٠

1342: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ قسم مدعی علیہ کے ذمے ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے کہ ثبوت فراہم کرنا مدعی کی ذمے داری ہے اور قسم مدعی علیہ پر ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٦٤١، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٥٦/١٠، ابو يعلى: ٢٥٩٥، الطبراني في الاوسط: ٧٩٦٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٥١٤، صحیح مسلم: ١٧١١، سنن ابو داود: ٣٦١٩، سنن ابن ماجه: ٢٣٢١، سنن نسائی: ٢٤٨/٨، مسند احمد: ٣١٨٨، صحیح ابن حبان: ٥٠٨٢

فوائد الحدیث: (۱) اسلام کے عدالتی نظام میں مدعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرے اور دلیل کے ساتھ اسے ثابت کرے اگر وہ ایسا کرے تو پھر اسے اس کا حق دلایا جائے گا۔ اور اگر مدعی اپنے دعویٰ کی دلیل پیش نہ کر سکے اور مقابلے میں مدعی علیہ کے پاس بھی کوئی گواہ یا دستاویز نہ ہوں تو پھر اس سے قسم لی جائے گی۔ اور مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ کر دیا جائے گا۔

(۲) قاضی نے شرعی اصولوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ نیک نیتی سے کر دیا تو وہ بری ہے۔ اب اگر مدعی نے غلط دعویٰ کیا تھا تو وہ مجرم ہے، یا مدعی علیہ نے جھوٹی قسم اٹھا کر دوسرے کا مال ناحق لے لیا ہے تو وہ گنہگار۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کرنا

1343: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ.

قَالَ رَبِيعَةُ وَأَخْبَرَنِي ابْنٌ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ وَجَدْنَا فِي كِتَابِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسُرَّقَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرمایا۔

ربیعہ نے کہا، سعد بن عبادۃ کے بیٹے نے مجھے خبر دی، انہوں نے کہا: ہم نے سعد رضی اللہ عنہ کی کتاب میں پایا کہ نبی ﷺ نے قسم اور گواہ کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا۔ اور اس باب میں سیّدنا علی، سیّدنا جابر، ابن عباس اور سرق رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ نبی ﷺ نے قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرمایا۔ روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٦٦٨٣، الدارقطني: ٢١٣/٤، البيهقي: ١٦٨/١٠، البغوي: ٢٥٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦١٠ و ٣٦١١، سنن ابن ماجه: ٢٣٦٨، سنن نسائي في الكبرى: ٦٠١٤، صحيح ابن حبان: ٥٠٧٣

1344: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قسم اور گواہ کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرمایا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ١٠٠٨، الدارقطني: ٢١٢/٤، البيهقي: ١٧٠/١٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣٦٩، مسند احمد: ١٤٢٧٨

1345: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ. قَالَ وَقَضَى بِهَا عَلِيٌّ فِيكُمْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. وَرَوَى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رَأَوْا أَنَّ الْيَمِينَ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ جَائِزٌ فِي الْحُقُوقِ وَالأَمْوَالِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالُوا لَا يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ إِلَّا فِي الْحُقُوقِ وَالأَمْوَالِ. وَلَمْ يَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ.

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کیا: کہ نبی ﷺ نے قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرمایا انہوں نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) نے اس کے ساتھ تمہارے درمیان فیصلہ صادر فرمایا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ زیادہ صحیح ہے۔ سفیان ثوری نے جعفر بن محمد عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور یحیی بن سلیم نے اس حدیث کو جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: حقوق اور اموال میں قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ کرنا جائز ہے۔ یہ مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ اور انہوں نے کہا: صرف حقوق اور اموال ہی میں قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ صادر کیا جائے گا، جبکہ کوفہ والوں میں سے بعض اہل علم جائز نہیں سمجھتے کہ قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: موطا مالک: ۲/۷۲۱، مصنف ابن ابي شيبة: ۱۴/۲۲۵، شرح مشكل الآثار: ٤/١٤٥، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٠/ ١٦٩

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص دعویٰ کرے اور اس کا دعویٰ مالی معاملات کے متعلق ہو تو پھر اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ دو مرد بطور گواہ پیش کرے۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ اگر اس کے پاس صرف ایک ہی گواہ ہے دوسرا نہیں تو پھر نصاب شہادت کو پورا کرنے کے لیے ایک گواہ کے ساتھ مدعی سے ایک قسم لے لی جائیگی۔

(۲) اگر مدعی کے پاس ایک گواہ بھی نہیں تو پھر مدعیٰ علیہ سے قسم لے کر اس کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ

وہ غلام جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے

1346: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ قَالَ شِقْصًا أَوْ قَالَ شِرْكًا لَهُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا، اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو اس کی منصفانہ قیمت کو پہنچتا ہے تو وہ آزاد

فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ وَإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)).

ہے، ورنہ اس نے جتنا اسے آزاد کیا ہے وہ اتنا آزاد ہو جائے گا۔"

قَالَ أَيُّوبُ وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

ایوب نے کہا: بسا اوقات نافع نے اس حدیث میں بیان کیا یعنی جتنا اس نے آزاد کیا اتنا وہ آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ سالم نے اپنے والد کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٨٠٢، ابن الجارود: ٩٧٠، الدارقطني: ٤/١٢٣، البيهقي: ١٠/٢٧٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٩١، صحيح مسلم: ١٥٠١ و ص: ١٢٨٦، سنن ابو داود: ٣٩٤٠۔ ٣٩٤٧، سنن ابن ماجه: ٢٥٢٨، سنن نسائي في الكبرى: ٤٩٣٨۔ ٤٩٦١، مسند احمد: ٣٩٧، صحيح ابن حبان: ٤٣١٦

1347: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَهُوَ عَتِيقٌ مِنْ مَالِهِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اس کی قیمت کے برابر مال ہے تو وہ اس کے مال کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٦٧٠، البيهقي: ١٠/٢٧٥، والطحاوي في شرح المشكل: ٥٣٦٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٩١، صحيح مسلم: ١٥٠١ و ص: ١٢٨٦، سنن ابو داود: ٣٩٤٠۔ ٣٩٤٧، سنن ابن ماجه: ٢٥٢٨، سنن نسائي في الكبرى: ٤٩٣٨۔ ٤٩٦١، مسند احمد: ٣٩٧، صحيح ابن حبان: ٤٣١٦

1348: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ قَالَ شِقْصًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلاَصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے غلام میں ایک حصہ آزاد کیا، اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ اس کے مال سے آزاد ہو گا، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کی منصفانہ قیمت طے کی جائے گی پھر جس قدر وہ آزاد نہیں کیا گیا اس حساب سے اس سے کام کرایا جائے گا لیکن اس پر مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ

محمد بن بشار نے یحییٰ بن سعید عن سعید بن ابی عروبہ کی سند سے

بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ ((شَقِيصًا)).

اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں انہوں نے "شقیصا" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ (شِقصًا کے علاوہ معنی دونوں کا ایک ہی ہے، "حصہ")

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَتَادَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَمْرَ السِّعَايَةِ.

ابان بن یزید نے قتادہ سے سعید بن ابی عروبہ کی روایت کے مثل روایت کیا، اور شعبہ نے اس حدیث کو قتادہ سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں کام لینے کا ذکر نہیں کیا۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي السِّعَايَةِ فَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ السِّعَايَةَ فِي هَذَا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ غَرِمَ نَصِيبَ صَاحِبِهِ وَعَتَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنَ الْعَبْدِ مَا عَتَقَ وَلَا يُسْتَسْعَى. وَقَالُوا بِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ.

کام لینے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم نے اس میں کام لینا سمجھا ہے یہ سفیان ثوری اور کوفہ والوں کا موقف ہے اور اسحاق بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ جبکہ بعض اہل علم نے کہا ہے: جب غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے، اگر اس کے پاس مال ہو: وہ اپنے بھائی کے حصے کا ضامن ہوگا اور غلام کو اپنے مال سے آزاد کر دے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہوگا تو پھر اس نے جس قدر غلام آزاد کیا ہوگا اس قدر وہ آزاد ہو جائے گا، اور اس سے کام نہیں لیا جائے گا۔ اور انہوں نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی وجہ سے یہ کہا ہے جو وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ یہ مدینہ والوں کا قول ہے۔ مالک بن انس، شافعی اور احمد رحمہم اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٠٩٣، انظر تحفة الاشراف: ١٢٢١١

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤٩٢، صحيح مسلم: ١٥٠٢، سنن ابو داود: ٣٩٣٤۔ ٣٩٣٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٢٧، سنن نسائي في الكبرى: ٤٩٦٢۔ ٤٩٦٨، مسند احمد: ٧٤٦٨، صحيح ابن حبان: ٤٣١٨

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی آدمی ایک سے زائد افراد کا غلام ہے اور ان میں سے کوئی ایک فرد (شریک) اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے تو پھر اس شخص کو چاہئے کہ وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت لگا کر باقی شرکاء کو بھی ان کا حصہ ادا کر دے تاکہ یہ غلام مکمل طور پر آزاد ہو جائے۔

(۲) اگر اس آزاد کرنے والے شخص کے پاس اتنی مالی استطاعت نہیں کہ وہ باقی شرکاء کو ان کے حصے کی ادائیگی کر سکے تو پھر اس غلام کو موقعہ دیا جائے گا کہ یہ محنت مزدوری کر کے اپنے دوسرے مالکوں کو ان کے حصے کے مطابق رقم ادا کر کے مکمل طور پر آزادی حاصل کر لے۔

(۳) جب تک یہ مکمل آزاد نہیں ہوتا تو اس وقت تک وراثت اور دیت وغیرہ کے احکام میں اسی مناسبت سے احکام لاگو ہوں گے کہ جتنا حصہ آزاد ہے وہ آزاد سمجھا جائے گا اور جتنا حصہ ابھی تک غلام ہے وہ غلام سمجھا جائے گا۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرٰى

عمریٰ کا بیان

1349: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا أَوْ مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا)).

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اس کے اہل کے لیے ایک عطیہ ہے یا اس کے اہل کے لیے میراث ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَمُعَاوِيَةَ.

اس باب میں زید بن ثابت، جابر، ابوہریرہ، عائشہ، ابن زبیر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٣٨/٧، الطبراني في الكبير: ٦٨٤٤ و ٦٨٤٠ و ٦٨٤٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٤٩، مسند احمد: ٢٠٠٨٤

1350: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَىٰ لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو عمریٰ دیا جائے وہ اس کے لیے ہے اور اس کی اولاد کے لیے ہے، کیونکہ وہ اس کا ہے جسے عطیہ کیا گیا ہے، وہ جس نے دیا ہے اسے واپس نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے ایک ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت کا نفاذ ہو گیا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَ رِوَايَةِ مَالِكٍ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ ((وَلِعَقِبِهِ)).

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ معمر اور کئی ایک نے زہری سے اسی طرح مالک کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے زہری سے روایت کیا ہے اور اس میں: ''اس کی اولاد کے لیے ہے'' کا ذکر نہیں کیا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا قَالَ هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ وَلِعَقِبِكَ. فَإِنَّهَا لِمَنْ أُعْمِرَهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ. وَإِذَا لَمْ يَقُلْ لِعَقِبِكَ فَهِيَ رَاجِعَةٌ إِلَى الْأَوَّلِ إِذَا مَاتَ الْمُعْمَرُ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جب اس نے کہا: وہ تمہارے لیے ہے، تمہاری زندگی تک اور تمہاری اولاد کے لیے، تو وہ اس کے لیے ہے جسے عمریٰ دیا گیا ہے، وہ پہلے کے پاس نہیں جائے گا۔ اور جب وہ یہ نہ کہے: ''اور تیری اولاد کے لیے ہے'' تو پھر جسے عمریٰ دیا گیا ہے اس کی وفات پر وہ عمریٰ کرنے والے کو واپس ہوگا۔ یہ مالک بن انس اور شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْعُمْرَىٰ جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا)). وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا

اور یہ نبی ﷺ سے کئی ایک طریق سے روایت کیا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اس کے اہل کے لیے ایک عطیہ

إِذَا مَاتَ الْمُعْمَرُ فَهِيَ لِوَرَثَتِهِ وَإِنْ لَمْ تُجْعَلْ لِعَقِبِهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

ہے۔" اس پر بعض اہل علم کا عمل ہے انہوں نے کہا: جب وہ شخص جسے عمریٰ دیا گیا ہے وفات پا جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے، خواہ وہ اس کی اولاد کے لیے نہ کیا جائے۔ یہ سفیان ثوری، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤٣/٧، والطحاوي في شرح المعاني: ٩٣/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٢٥، صحیح مسلم: ١٦٢٥، سنن ابو داود: ٣٥٥٠۔ ٣٥٥٧، سنن ابن ماجه: ٢٣٨٠، سنن نسائی: ٢٧٤/٦-٢٧٥، مسند احمد: ١٤١٢٦، صحيح ابن حبان: ٥١٣٩

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دے کہ "جب تک تو زندہ ہے اسے استعمال کر، تو اس کا حکم عام، ہبہ کی ہوئی چیز جیسا ہے کہ جیسے ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لی جا سکتی، اسی طرح "عمریٰ" کی چیز واپس نہ ہوگی۔

(۲) جب یہ شخص جس کو "عمریٰ" کیا گیا ہے فوت ہو جائے تو اس کے فوت ہونے کے بعد وہ "عمریٰ" کی ہوئی چیز بطور وراثت اس کے ورثاء میں تقسیم ہو جائے گی۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْبَى

رقبیٰ کا بیان

1351: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ اس کے اہل کے لیے عطیہ ہے، اور رقبیٰ اس کے اہل کے لیے عطیہ ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے اس اسناد سے ابو زبیر کے حوالے سے جابر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الرُّقْبَى جَائِزَةٌ مِثْلَ الْعُمْرَى. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَفَرَّقَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ بَيْنَ الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى فَأَجَازُوا الْعُمْرَى وَلَمْ يُجِيزُوا الرُّقْبَى.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ رقبیٰ، عمریٰ کی طرح ایک عطیہ ہے اور یہ احمد و اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ کوفہ والوں میں سے بعض اہل علم نے عمریٰ اور رقبیٰ میں فرق کیا ہے، انہوں نے عمریٰ کو جائز قرار دیا ہے جبکہ رقبیٰ کو جائز قرار نہیں دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَتَفْسِيرُ الرُّقْبَى أَنْ يَقُولَ هَذَا الشَّيْءُ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنْ مِتَّ قَبْلِي فَهِيَ رَاجِعَةٌ إِلَيَّ. وَقَالَ أَحْمَدُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رقبیٰ کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کہے: جب تک تو زندہ رہے گا یہ چیز تمہاری ہے، اگر تم مجھ سے پہلے فوت

وَإِسْحَاقُ الرُّقْبَىٰ مِثْلُ الْعُمْرَىٰ وَهِيَ لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَلَا تَرْجِعُ إِلَى الْأَوَّلِ.

ہوگئے تو وہ مجھے واپس مل جائے گی۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: رقبیٰ، عمریٰ کے مثل ہے۔ وہ اسی کا ہے جسے عطا کیا گیا ہے، وہ پہلے (عطا کرنے والے) کو واپس نہیں ملے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤٢/٧، ابو يعلى: ١٨٥١، البيهقي: ١٧٥/٦، مسند احمد: ١٤٢٥٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٥٨، سنن ابن ماجه: ٢٣٨٣، سنن نسائي: ٢٧٤/٦، صحيح ابن حبان: ٥١٢٩

فوائد الحدیث: "رقبیٰ" کا معنی بھی "عمریٰ" والا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ "عمری" میں دینے والا، لینے والے کو کہتا تھا کہ تو اس کو اپنی زندگی تک استعمال کر لے جب تو فوت ہو جائے گا تو یہ چیز مجھے واپس مل جائے گی جبکہ "رقبیٰ" میں ہے کہ اگر لینے والا پہلے فوت ہو جائے تو وہ چیز واپس دینے والے کو مل جاتی تھی اور اگر دینے ولا پہلے فوت ہو گیا تو پھر وہ لینے والے کی ہی ہوگی۔ لیکن شریعت محمدیہ میں "عمریٰ" اور "رقبیٰ" کو ایک ہی حکم کے تحت کر دیا کہ یہ ہبہ ہے کسی صورت بھی واپس نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہوتا ہے۔ "عمریٰ" کی تفصیل کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ۱۳۴۹ کے فوائد۔

17- بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصُّلْحِ بَيْنَ النَّاسِ

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات

1352: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالاً أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالاً أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا)).

سیّدنا عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے سوائے اس صلح کے جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے، مسلمان اپنی شروط کی پابندی کریں گے سوائے اس شرط کے جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارقطني: ٢٧/٣، الحاكم: ١٠١/٤، البيهقي: ٦٥/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٣٥٣، مسند احمد: ٨٧٨٤، سنن ابو داود: ٣٥٩٤، صحيح ابن حبان: ٥٠٩١

فوائد الحدیث: (۱) دو افراد یا خاندان اور قبیلوں میں اگر اختلاف ہو جائے تو حاکم وقت (اس میں گاؤں یا خاندان کے سر کردہ افراد اور آئمہ مساجد بھی شامل ہیں) کو چاہئے کہ ان کے درمیان صلح کروادے، صلح کے لیے اگر صاحب حق کو اپنے حق میں سے کچھ چھوڑنا بھی پڑے تو یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو سیّدنا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے قرض کے متعلق صلح کرواتے ہوئے، نصف تک قرضہ معاف کروادیا تھا (سنن نسائی ۲/۷ ۳۰، کتاب آداب القضاۃ)

(۲) صلح میں کوئی ایسی شرط نہیں رکھی جائے گی جو شرعی طور پر ناجائز ہو کہ جس سے حلال و حرام میں فرق پڑتا ہو۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَضَعُ عَلَى حَائِطِ جَارِهِ خَشَبًا

وہ آدمی جو اپنے ہم سائے کی دیوار پر لکڑی (شہتیر وغیرہ) رکھ لیتا ہے

1353: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَكُمْ جَارُهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعْهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے ہم سائے سے اس کی دیوار پر لکڑی (شہتیر / گارڈر) رکھنے کی اجازت طلب کرے تو وہ اسے نہ روکے۔“

فَلَمَّا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ طَأْطَئُوا رُءُوسَهُمْ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

جب سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے سر جھکا لیے، انہوں نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس سے اعراض کرنے والے دیکھ رہا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اسے تمہارے کندھوں کے درمیان ضرور ماروں گا۔ (یعنی بیان کروں گا)

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابن عباس اور مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالُوا لَهُ أَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَضَعَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

بعض اہل علم سے روایت کیا گیا ہے انہوں نے کہا: اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ہم سائے کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے منع کرے۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ یہی موقف رکھتے ہیں۔ جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٨٩٦، الحميدي: ١٠٧٦، ابو يعلى: ٦٢٤٩، البغوي: ٢١٧٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٦٣، صحیح مسلم: ١٦٠٩، سنن ابو داود: ٣٦٣٤، سنن ابن ماجه: ٢٣٣٥، مسند احمد: ٧٢٧٨، صحیح ابن حبان: ٥١٥

فوائد الحدیث: (۱) اسلام میں پڑوسیوں کے بہت سے حقوق بیان کیے گئے ہیں ان میں سے بعض مفاہمت اور رواداری کے طور پر بھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی پڑوسی اپنی طرف کسی دوسرے کی دیوار میں کھونٹی وغیرہ لگائے تو اسے منع نہیں کرنا چاہئے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ اپنا شہتیر، گاڈر بالے۔ ٹی آر وغیرہ رکھ کر چھت ڈالنا چاہے اور دوسرے پڑوسی کا کوئی نقصان بھی نہ ہو تو اسے

اجازت دے دینی چاہئے۔ منع نہیں کرنا چاہئے۔

(۲) آج کل جو صورت حال ہے کہ اگر آپ پڑوسی کو گاڈر وغیرہ رکھنے کی اجازت دے دیتے ہیں تو کل کلاں کو وہ خود یا اس کی آل اولاد اس دیوار کے مشترک ہونے کے دعویدار بن جاتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ دیوار کا خرچہ اور اس کی زمین بھی نصف آپ کے پڑوسی کی ہے۔ ایسا اگر کوئی خطرہ ہو تو دفع ضرر کے طور پر اسے روکا جاسکتا ہے یا پھر اس سے تحریر لکھوالی جائے کہ دیوار میں اس کا کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں وہ فقط اپنے پڑوسی کے تعاون سے اس کو استعمال کر کے فائدہ اٹھا رہا ہے تاکہ آئندہ کسی بھی ناخوشگوار صورت حال سے بچا جاسکے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى مَا يُصَدِّقُهُ صَاحِبُهُ

قسم، قسم طلب کرنے والے کی نیت کے مطابق ہوگی

1354: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْيَمِينُ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ)). وَقَالَ قُتَيْبَةُ ((عَلَى مَا صَدَّقَكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم اس پر واقع ہوتی ہے جس کی قسم لینے والا تصدیق کرے۔" (یعنی قسم لینے والے کی نیت کے مطابق)۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هُشَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هُوَ أَخُو سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے ہشیم عن عبداللہ بن ابی صالح کی روایت ہی سے جانتے ہیں۔ اور عبداللہ بن ابی صالح یہ سہیل بن ابی صالح کے بھائی ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ. وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَالنِّيَّةُ نِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ مَظْلُومًا فَالنِّيَّةُ نِيَّةُ الَّذِي اسْتَحْلَفَ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب حلف لینے والا ظالم ہو تو نیت وہی معتبر ہوگی جو حلف اٹھانے والے کی ہو، اور جب وہ شخص جو کہ حلف کا تقاضا کر رہا ہے مظلوم ہو تو نیت وہی معتبر ہوگی جو حلف طلب کرنے والے کی ہوگی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣٥٤، المزي في تهذيب الكمال: ١١٩/١٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٥٣، سنن ابو داود: ٣٢٥٥، سنن ابن ماجه: ٢١٢٠ و ٢١٢١، مسند احمد: ٧١١٩

فوائد الحدیث: بعض لوگ قسم اٹھاتے وقت ایسے الفاظ یا انداز اختیار کرتے ہیں کہ جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے جھوٹی قسم نہیں اٹھائی کیونکہ ہمارا تو مقصد یہ نہیں تھا۔ تو یاد رکھئے رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ اگر قسم عدالت میں دی جاری ہے تو جس مقصد کے لیے جج نے قسم لی ہے وہی مفہوم ہوگا اور اگر کسی پنچایت وغیرہ میں تو تب بھی اعتبار اسی چیز کا ہوگا جو پنچایت والے سمجھتے ہیں کیونکہ قسم وہ لے رہے ہیں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّرِيقِ إِذَا اخْتُلِفَ فِيهِ كَمْ يُجْعَلُ

جب راستے کے تعین میں اختلاف ہو کہ وہ کتنا ہونا چاہیے

1355: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ الضُّبَعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”راستہ سات ہاتھ مقرر کرو۔“

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ١٢٢١٨

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٢٥٥/٧، مسند احمد: ١٠٠١٢، سنن ابن ماجه: ٢٣٣٨، وابن الجارود: ١٠١٨

1356: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا تَشَاجَرْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”راستے کے تعین میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے سات ہاتھ مقرر کر لو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وکیع کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بشیر بن کعب عدوی کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث حسن صحیح ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے قتادہ سے روایت کیا، اور وہ بشیر بن نہیک عن ابی ہریرہ کی سند سے ہے۔ اور یہ غیر محفوظ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف: ١٢٢٢٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٧٣، صحیح مسلم: ١٦١٣، سنن ابو داود: ٣٦٣٣، سنن ابن ماجه: ٢٣٣٨، مسند احمد: ٩٥٣٧

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی راستہ، سڑک یا گزرگاہ سرکاری نہ ہو بلکہ وہاں کے رہائشی لوگوں کی مشترکہ ہو تو باہمی رضامندی سے اپنی ضرورت کے مطابق جتنا چاہیں مقرر کر سکتے ہیں کہ راستے کی چوڑائی اتنی ہوگی۔

(۲) اگر خدانخواستہ کوئی جھگڑے کی صورت ہو اور باہمی رضامندی سے معاملہ طے نہ ہو رہا ہو تو پھر کم از کم سات ذراع (تقریباً ساڑھے دس فٹ) چوڑا راستہ چھوڑنا چاہئے۔ تاکہ لوگوں کو ان کی آمد و رفت میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْيِيرِ الْغُلَامِ بَيْنَ أَبَوَيْهِ إِذَا افْتَرَقَا

جب والدین جدا اور الگ ہوں تو لڑکے کو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار دینا

1357: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ الثَّعْلَبِيِّ عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لڑکے کو اپنے والدین کے درمیان کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَدِّ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ.

اس باب میں عبداللہ بن عمرو اور عبدالحمید بن جعفر کے دادا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَيْمُونَةَ اسْمُهُ سُلَيْمٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا يُخَيَّرُ الْغُلَامُ بَيْنَ أَبَوَيْهِ إِذَا وَقَعَتْ بَيْنَهُمَا الْمُنَازَعَةُ فِي الْوَلَدِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَقَالَا مَا كَانَ الْوَلَدُ صَغِيرًا فَالْأُمُّ أَحَقُّ فَإِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ سَبْعَ سِنِينَ خُيِّرَ بَيْنَ أَبَوَيْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ ابو میمونہ کا نام سلیم ہے، اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جب بچے کے متعلق والدین میں تنازع ہو جائے لڑکے کو اس کے والدین کے درمیان کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیا دیا جائے گا۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ ان دونوں نے فرمایا: یہ بچہ چھوٹا ہو تو والدہ زیادہ حق دار ہے۔ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو پھر اسے اس کے والدین کے درمیان اختیار دیا جائے گا۔

هِلَالُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ هُوَ هِلَالُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أُسَامَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَفُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ.

ہلال بن ابی میمونہ یہ ہلال بن علی بن اسامہ ہیں۔ اور یہ مدنی ہیں۔ یحیی بن ابی کثیر، مالک بن انس اور فلیح بن سلیمان نے ان سے روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الشافعي في الام: ٥/٩٢، سعيد بن منصور: ٢٢٧٥، والحميدي: ١٠٨٣

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٢٧٧، سنن ابن ماجه: ٢٣٥١، سنن نسائی: ٦/١٨٥-١٨٦، مسند احمد: ٧٣٥٢

فوائد الحديث: میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کی صورت میں جب بچہ چھوٹا ہو اور کھانے پینے وغیرہ میں دوسرے کا محتاج ہو تو پھر وہ اپنی والدہ کے پاس رہے گا۔ جب سن شعور کو پہنچ جائے اور وہ اپنی ضروریات میں محتاج نہ رہے تو پھر اسے اختیار دیا جائے گا چاہے تو ماں کے پاس رہے چاہے باپ کے پاس۔

22- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَالِدَ يَأْخُذُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ

والد اپنی اولاد کے مال میں سے لے سکتا ہے

1358: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بہترین کھانا وہ ہے جو تمہاری اپنی کمائی سے ہو، اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا جابر اور سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ. وَأَكْثَرُهُمْ قَالُوا عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ.

ان میں سے بعض نے اسے عمارہ بن عمیر عن امہ عن عائشہ کی سند سے جبکہ ان میں سے اکثر نے عن عمتہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا إِنَّ يَدَ الْوَالِدِ مَبْسُوطَةٌ فِي مَالِ وَلَدِهِ يَأْخُذُ مَا شَاءَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَأْخُذُ مِنْ مَالِهِ إِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: والد کا ہاتھ اپنی اولاد کے مال میں کھلا ہے (کوئی پابندی نہیں) وہ جتنا چاہے لے سکتا ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے کہا: وہ ضرورت کے تحت ہی اس کے مال سے لے سکتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٥٨/٧، الحميدي: ٢٤٦، الدارمي: ٢٥٤٠، الحاكم: ٤٦/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥٢٨ و ٣٥٢٩ سنن ابن ماجه: ٢٢٩٠، سنن نسائی: ٢٤٠/٧ و ٢٤١، مسند احمد: ٢٤٠٣٢، صحيح ابن حبان: ٤٢٥٩

فوائد الحدیث: (۱) اولاد کے ذمہ فرض اور حق ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی کفالت کریں اور ان کی ضروریات کا خود ہی خیال رکھیں۔ مثلاً عیدین یا شادیوں وغیرہ کے موقعہ پر والدین کو کچھ رقم دے دیں تاکہ وہ اپنی بیٹیوں اور نواسوں اور پوتوں کو کچھ عیدی وغیرہ دے سکیں۔ اسی طرح عام حالات میں بھی ان کی جیب میں کچھ پیسے ہونے چاہئیں تاکہ بوقت ضرورت یا خواہش اپنی مرضی سے وہ کوئی چیز منگوا سکیں۔

(۲) بچے جب چھوٹے تھے تو والدین نے پال پوس کر، تعلیم و تربیت کے ذریعے انہیں کمانے کے قابل بنایا ہے تو اب اولاد کا بھی حق ہے کہ ماں باپ کسمپرسی کی زندگی بسر نہ کریں۔

(۳) اگر بچے ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے تو پھر والدین کو حق ہے کہ اپنی ضرورت کے مطابق اپنی اولاد کی کمائی میں سے بلا اجازت مال حاصل کرلیں۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُكْسَرُ لَهُ الشَّيْءُ مَا يُحْكَمُ لَهُ مِنْ مَالِ الْكَاسِرِ

جس کی کوئی چیز ٹوٹ جائے اور توڑنے والے کے مال کا حکم

1359: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَهْدَتْ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا فِي قَصْعَةٍ فَضَرَبَتْ عَائِشَةُ الْقَصْعَةَ بِيَدِهَا فَأَلْقَتْ مَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((طَعَامٌ بِطَعَامٍ وَإِنَاءٌ بِإِنَاءٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ نے پیالے میں نبی ﷺ کی خدمت میں کھانا بھیجا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پیالے کو ہاتھ مار کر اس کھانے کو گرا دیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کھانے کے بدلے میں کھانا اور برتن کے بدلے میں برتن۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٦٠١، ابو يعلى: ٣٧٧٤، البيهقي: ٩٦/٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٤٨١، سنن ابو داود: ٣٥٦٧، سنن ابن ماجه: ٢٣٣٤، سنن نسائی: ٧٠/٧، مسند احمد: ١٢٠٢٧

1360: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ. أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعَارَ قَصْعَةً فَضَاعَتْ فَضَمِنَهَا لَهُمْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَإِنَّمَا أَرَادَ عِنْدِي سُوَيْدٌ الْحَدِيثَ الَّذِي رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَحَدِيثُ الثَّوْرِيِّ أَصَحُّ. اسْمُ أَبِي دَاوُدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک پیالہ مستعار لیا، پس وہ ضائع ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کی انہیں ضمانت دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث محفوظ نہیں۔ میرے نزدیک تو سوید نے صرف اسی حدیث کا ارادہ کیا جسے ثوری نے روایت کیا ہے، اور ثوری کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ ابو داود کا نام عمر بن سعد ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد جدا) اس میں سوید بن عبدالعزیز راوی ضعیف ہے۔ تقريب: ٢٩٩٢، علل ابن ابي حاتم: ٤٧٠/١

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی العلل الكبير: ٥٥٦/١، وابن عدی فی الكامل: ١٣٦٣-١٢٦٢/٣

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی دوسرے کا نقصان کرتا ہے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر تو متبادل چیز میسر ہو تو اس جیسی کوئی چیز دیکر تلافی کرے بصورت دیگر اس کی قیمت ادا کرے۔

(۲) سوتنوں کی رقابت ایک فطری چیز ہے، خاوند کو چاہیے کہ فہم و فراست اور حکمت و دانائی کے ساتھ ان کے معاملات کو سلجھائے اور عدل و انصاف قائم رکھے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ بُلُوغِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ

مرد اور عورت کی حد بلوغت

1361: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: مجھے ایک لشکر میں جانے

بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُقْبَلْنِي فَعُرِضْتُ عَلَيْهِ مِنْ قَابِلٍ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَقَبِلَنِي.

کے لیے چودہ برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے قبول نہ فرمایا، پھر مجھے اس کے بعد والے لشکر میں پیش کیا گیا جبکہ میں پندرہ برس کا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے قبول فرمالیا۔

قَالَ نَافِعٌ وَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ. ثُمَّ كَتَبَ أَنْ يُفْرَضَ لِمَنْ يَبْلُغُ الْخَمْسَ عَشْرَةَ.

نافع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ چھوٹے (کم سن) اور بڑے (بالغ) کے درمیان حد ہے، پھر انہوں نے لکھا کہ جو پندرہ برس کا ہو جائے اس کے لیے فرض کیا جائے (وہ جہاد میں شریک ہو اور اس کے لیے مال غنیمت میں سے حصہ مقرر کیا جائے)۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ أَنَّ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ.

ایک اور سند سے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے، اور انہوں نے اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ چھوٹے اور بڑے کے درمیان حد ہے۔

وَذَكَرَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِ. قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْنَا بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الذُّرِّيَّةِ وَالْمُقَاتِلَةِ.

ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں ذکر کیا کہ نافع کہتے ہیں میں نے اسے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ بچوں اور لڑنے والوں کے درمیان حد ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَرَوْنَ أَنَّ الْغُلَامَ إِذَا اسْتَكْمَلَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ وَإِنِ احْتَلَمَ قَبْلَ خَمْسَ عَشْرَةَ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ الْبُلُوغُ ثَلَاثَةُ مَنَازِلَ بُلُوغُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ الِاحْتِلَامُ فَإِنْ لَمْ يُعْرَفْ سِنُّهُ وَلَا احْتِلَامُهُ فَالْإِنْبَاتُ يَعْنِي الْعَانَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ انہوں نے کہا: لڑکا جب پندرہ برس کا ہو جائے تو اس پر مردوں کے حکم کا اطلاق ہوگا۔ اور اگر وہ پندرہ برس سے پہلے بالغ ہو جائے یعنی اسے احتلام ہو جائے تو اس پر مردوں کے حکم کا اطلاق ہوگا۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: بلوغ کی تین منازل ہیں، پندرہ سال کا ہو جانا، یا احتلام کا آنا، اگر اس کی عمر کا پتہ چلے نہ احتلام کا تو پھر زیر ناف بال اگ آنا۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ١٨٥٩، الطبراني في الكبير: ١٣٠٤١، وفي الاوسط: ٩٢٣١

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٦٦٤، صحيح مسلم: ٣٨٦٨، سنن ابو داود: ٢٩٥٧ و ٤٤٠٧، سنن ابن ماجه: ٢٥٤٣، سنن نسائی: ٦/١٥٥-١٥٦، مسند احمد: ٤٦٦١، صحيح ابن حبان: ٤٧٢٧

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ نے بلوغت کے لیے علامات رکھی ہیں کہ لڑکا جب محتلم ہو جائے یا اس کے زیر ناف بال اگ آئیں اور لڑکی کو جب ماہواری شروع ہو جائے تو وہ بالغ سمجھے جائیں گے، اگر یہ علامتیں ابھی ظاہر نہ ہوں تو پھر لڑکی اور لڑکے دونوں کے لیے بلوغت کے لیے پندرہ سال کی عمر اس حدیث سے ثابت ہو رہی ہے۔

25- بَابُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ

وہ شخص جو اپنے باپ کی اہلیہ سے شادی کر لے

1362: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَرَّ بِي خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَمَعَهُ لِوَاءٌ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ أَنْ آتِيَهُ بِرَأْسِهِ.

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے ان کے پاس ایک پرچم تھا، میں نے کہا: کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے، اس نے اپنے باپ کی اہلیہ سے شادی کر لی ہے، تاکہ اس کا سر قلم کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ.

اس باب میں قرہ المزنی سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ وَرُوِيَ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ خَالِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: براء رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عدی بن ثابت عن عبداللہ بن یزید عن البراء کی سند سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث اشعث عن عدی عن یزید بن البراء عن ابیہ کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اور اشعث عن عدی عن یزید بن البراء عن خالد کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٠٤، ابو يعلى: ١٦٦٦، الدارقطني: ٢/١٩٦، البغوي: ٢٥٩٦

تخریج الحدیث: سنن أبو داود: ٤٤٥٧، سنن ابن ماجه: ٢٦٠٧، سنن نسائی: ٦/١٠٩، مسند احمد: ١٨٥٥٧، صحيح ابن حبان: ٤١١٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے کچھ رشتے محرم قرار دیے ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے ان میں سے ایک ماں بھی ہے خواہ وہ حقیقی ہو یا سوتیلی، اور جو ان سے نکاح کرے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(۲) "بعض الناس" لوگوں کو یہ باور کروانے کے لیے کہ قرآن و حدیث میں تمام مسائل کا حل نہیں بلکہ اس کے بعد کسی فقہ کی ضرورت ہے اور پھر اس کے لیے کئی ایک مثالیں گھڑی ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث میں ماں کے ساتھ زنا کرنے کی سزا نہیں ہے۔ حالانکہ حدیث الباب میں ایسے بد بخت کی سزا قتل ہے۔ اور فقہ حنفی میں تو کوئی مقرر سزا ہے ہی نہیں بلکہ تعزیر کے نام پر مجرم کو فائدہ پہنچایا گیا ہے کیونکہ حاکم وقت بطور تعزیر کوئی بھی سزا دے سکتا ہے جبکہ حدیث میں اس کے لیے "حد" مقرر کر دی گئی۔ راقم نے اس کی تفصیل اپنی کتاب "حنفیت اپنے جال میں" میں بیان کی ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُونُ أَحَدُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الآخَرِ فِي الْمَاءِ

وہ دو آدمی کہ ان میں سے ایک کا کھیت پانی کے بہاؤ میں دوسرے سے نیچے ہو

1363: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ. فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)).

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انصار کے ایک آدمی نے حرہ کی ان نالیوں کے بارے میں جن کے ذریعے وہ کھجوروں کے درختوں کو سیراب کرتے تھے، سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑا کیا۔ تو انصاری نے کہا: پانی کو بہتا ہوا چھوڑ دو، تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”زبیر! اپنے باغ کو سیراب کرو اور پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔“

فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ((يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ)). فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (النسآء: ٦٥).

انصاری غصے میں آگیا، تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! یہ آپ کے پھوپھی زاد جو ہوئے؟ تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا: ”زبیر! سیراب کرو، پھر پانی کو روک لو حتیٰ کہ وہ جڑ تک پہنچ جائے (یا وہ منڈیر تک چڑھ جائے)،“ زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ ”تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ وہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصل تسلیم کر لیں، پھر وہ آپ کے فیصلے کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور سر تسلیم خم کر دیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ. وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ وَيُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ.

شعیب بن ابی حمزہ نے زہری عن عروہ بن زبیر عن زبیر کی سند سے روایت کیا اور اس میں عن عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کیا۔ عبداللہ بن وہب نے اسے لیث اور یونس عن زہری عن عروہ عن عبداللہ بن زبیر کی سند سے حدیث اول کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ٥١٩، ابن الجارود: ١٠٢١، الحاكم: ٣/٣٦٤، البغوي: ٢١٩٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۳۵۹، صحیح مسلم: ۲۳۵۷، سنن ابو داود: ۳۶۳۷، سنن ابن ماجه: ۱۵ و ۲٤۸۰، سنن نسائی: ۸/۲۳۸-۲۳۹ و ۸/۲٤٥، مسند احمد: ۱٦۱۱٦، صحیح ابن حبان: ۲٤

فوائد الحدیث: (۱)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری دل کی خوشی سے کرنی چاہئے اور آپ ﷺ کے کسی بھی فیصلے پر ناقدانہ تبصرہ نہیں کرنا چاہئے۔

(۲) کھیتوں کو پانی پلانا خالص دنیاوی مسئلہ ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے مصلحت پسندانہ فیصلہ فرمایا تھا جس میں انصاف بھی تھا اور دوسرے فریق کی خیر خواہی بھی، لیکن جب آپ ﷺ کے فیصلے پر جانبدارانہ ہونے کا تبصرہ ہوا تو آپ ﷺ نے خیر خواہی کے پہلو کو نکال کر جو حق وانصاف کی بات تھی وہ دوٹوک کہہ دی۔ تو جو لوگ خالص دینی، شرعی اور عبادات بلکہ عقائد میں بھی رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو نا صرف کہ تنقید کا نشانہ بناتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو اعلانیہ ماننے سے انکار کر دیتے ہیں بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا، "اور مفاسد کا ترتب یہ کہ اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے تو ان کے دل میں انشراح وانبساط (خوشی) نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے چاہے کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو۔ بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کے لیے تاویل ضروری سمجھتے ہیں اور دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کو حدیث صحیح صریح پر عمل کر لیں (بحوالہ تذکرۃ الرشید ۱/۲۳۱)

ایسے لوگوں کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور نافرمانی سے باز آجانا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ کا دوٹوک فیصلہ ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾ (نساء:۱۱۵)

اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور مومنوں کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اسے اسی طرف پھر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا۔ اور ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ جہنم برا ٹھکانہ ہے"۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُعْتِقُ مَمَالِيكَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ

وہ شخص جو اپنی موت کے وقت اپنے غلاموں کو آزاد کر دیتا ہے،

اور اس کے پاس ان کے علاوہ کوئی اور مال نہ ہو

1364: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ قَوْلاً شَدِيدًا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے، اس کا ان کے علاوہ کوئی اور مال نہیں تھا۔ نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے سخت بات فرمائی۔ پھر انہیں بلایا اور ان کے گروپ بنا دیے، پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی، اور آپ ﷺ نے دو آزاد کر دیے اور چار کو غلام (باقی) رکھا۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

بے شک یہ حدیث کئی ایک طرق سے عمران بن حصین سے روایت کی گئی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ الْقُرْعَةِ فِي هَذَا وَفِي غَيْرِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ یہ مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے وہ اس میں اور دیگر امور میں قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے ہیں۔

وَأَمَّا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ فَلَمْ يَرَوُا الْقُرْعَةَ وَقَالُوا يُعْتَقُ مِنْ كُلِّ عَبْدٍ الثُّلُثُ وَيُسْتَسْعَى فِي ثُلُثَيْ قِيمَتِهِ.

جبکہ کوفہ والوں میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات قرعہ اندازی کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور انہوں نے کہا: سارے غلاموں میں سے تہائی آزاد کیے جائیں گے۔ اور دو تہائی میں قیمت کے برابر کام لینے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

وَأَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الْجَرْمِيُّ وَهُوَ غَيْرُ أَبِي قِلَابَةَ وَيُقَالُ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو. وَأَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ.

ابو مہلب کا نام عبد الرحمن بن عمرو جرمی ہے اور یہ ابو قلابہ نہیں ہیں۔ معاویہ بن عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ اور ابو قلابہ جرمی کا نام عبد اللہ بن زید ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابع الرزاق: ١٦٧٦٣، الحميدي: ٨٣٠، سعيد بن منصور: ٤٠٨

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٦٦٨، سنن ابو داود: ٣٩٥٨ و ٣٩٥٩، و ٣٩٦١، سنن ابن ماجه: ٢٣٤٥، سنن نسائي في الكبرى: ٤٩٧٤ـ ٤٩٧٨، مسند احمد: ١٩٨٢٦، صحيح ابن حبان: ٤٥٤٢

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی شخص اپنے سارے مال کو فی سبیل اللہ وقف کرنیکی وصیت کرنے کا حق نہیں رکھتا بلکہ صرف ایک تہائی (کل مال کے تیسرے حصے) کی وصیت کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اس سے بھی کم کرے تو پسندیدہ ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنے سارے مال کی وصیت کر دے تو پھر اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے شرعی اصولوں کے مطابق کرتے ہوئے صرف ایک تہائی مال پر پورا کیا جائے گا۔

(۳) اگر کسی بھی چیز میں ایک سے زائد افراد برابر حقوق کے ساتھ شامل ہوں اور کسی بھی دلیل یا شہادت میں کسی ایک کے حق کا تعین نہ کیا جاسکتا ہو تو قرعہ اندازی سے ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہی نافذ ہوگا۔ اب دیکھیں اس انصاری صحابی نے اپنے چھ غلام آزاد کر دیے جبکہ اس کو حق صرف دو کو آزاد کرنے کا تھا اب جب اس کی وصیت کی تصحیح کرنی ہے تو ان چھ میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ دو آزاد غلاموں میں اسے شامل کیا جائے اب اس کا فیصلہ کسی دلیل یا شہادت کی بنا پر نہیں ہو سکتا تو آپ ﷺ نے بھی قرعہ اندازی سے دو غلاموں کی آزادی کا فیصلہ فرمایا۔

(۴) جو لوگ کہتے ہیں کہ 'نہیں' قرعہ اندازی سے فیصلہ نہیں ہوگا بلکہ وہ سارے کے سارے آزاد ہوں گے اور ان سے مزدوری کروا کر دو تہائی قیمت واپس لی جائے گی تو ان کی یہ سعی نامسعود صرف ذہنی ورزش ہی ہے یا پھر حدیث کی مخالفت کا شوق پورا کرتے ہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ عین شریعت اور عقل و دانش فہم و فراست اور تفقہ کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ (ﷺ)

28- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ

جو کسی محرم رشتے دار کا مالک ہو

1365: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ)).

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی قریبی محرم رشتے دار کا مالک ہو تو وہ آزاد ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مُسْنَدًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ شَيْئًا مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ کی روایت ہی سے مسند جانتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے اس حدیث کو قتادہ عن الحسن عن عمر کی سند سے اس سے کچھ روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَاصِمًا الْأَحْوَلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ)). رَوَاهُ ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يُتَابَعْ ضَمْرَةُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ حَدِيثٌ خَطَأٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

عقبہ بن مکرم العمی البصری اور کئی ایک نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا محمد بن بکر البرسانی نے حماد بن سلمہ عن قتادہ اور عاصم الاحول عن حسن عن سمرہ کی سند سے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی محرم رشتے دار کا مالک ہو تو وہ آزاد ہے“ امام ترمذی نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ اس حدیث میں محمد بن بکر کے علاوہ کسی نے عاصم الاحول عن حماد بن سلمہ ذکر کیا ہو۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو محرم رشتے دار کا مالک ہو تو وہ آزاد ہے۔“ ضمرہ بن ربیعہ نے ثوری عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں ضمرہ کی متابعت نہیں کی گئی۔ محدثین کے نزدیک یہ حدیث خطا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣١/٦، ابن الجارود: ٩٧٣، الحاكم: ٢١٤/٢، مسند احمد: ٢٠١٦٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٤٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٢٤، سنن نسائي في الكبرى: ٤٨٩٨- ٤٩٠٢

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص اپنے کسی محرم رشتے دار کا مالک بن گیا خواہ وہ ملکیت خریدنے سے حاصل ہو یا وراثت سے یا ہبہ کی صورت میں۔

(۲) محرم سے مراد وہ مرد اور عورت ہیں جن کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا لیکن اس مسئلہ میں محرم سے مراد وہ دو قریبی رشتے دار مرد ہیں کہ

اگر ان میں سے ایک عورت ہوتی تو ان کا نکاح نہیں ہو سکتا تھا۔ مثلاً دو بھائی، باپ، بیٹا، ماموں بھانجھا وغیرہ۔ یہی اصول عورتوں میں بھی روا رکھا جائے گا تو وہ آزاد ہے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ

جو کسی کی زمین بلا اجازت کاشت کرتا ہے، کا حکم

1366: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ)).

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی کی زمین بلا اجازت کاشت کی تو اسے پیداوار سے کچھ بھی نہیں ملے گا، اس نے جو خرچ کیا ہے وہ اس کا حق دار ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَالَ لَا أَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ إِلَّا مِنْ رِوَايَةِ شَرِيكٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مَعْقِلُ بْنُ مَالِكٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے ابو اسحاق کی روایت سے نہیں جانتے، سوائے اس طریق کے شریک بن عبداللہ کی روایت سے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، یہ احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اور انہوں نے کہا میں اسحاق کی حدیث کے حوالے سے صرف شریک کی روایت سے جانتا ہوں۔ عقبہ بن اصم نے عن عطاء عن رافع بن خدیج کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند ہم کو بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ کہ عطاء کا رافع سے سماع ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٤٠٣، سنن ابن ماجه: ٢٤٦٦، مسند احمد: ١٥٨٢١

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص کسی کی زمین پر کوئی بھی فصل زمین کے مالک کی اجازت کے بغیر کاشت کر دے تو اس فصل کی ساری پیداوار زمین کے مالک کو دی جائے گی اور کاشت کرنے والے کو صرف اس کے اخراجات کھاد، بیج وغیرہ ہی ادا کیے جائیں گے۔ یہ اس کے لیے سزا بھی ہے کہ اس نے دوسرے کی زمین بغیر اجازت کے کیوں استعمال کی۔

(۲) اگر کاشتکار نے فصل اٹھالی اور بعد میں زمیندار کو پتہ چلا تو ایسی صورت میں کاشتکار سے ٹھیکہ وصول کیا جائے گا۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّحْلِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْوَلَدِ

ہبہ اور اولاد کے درمیان برابری

1367: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد نے

الْمَخْزُومِيُّ الْمَعْنَى الْوَاحِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يُحَدِّثَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَ ابْنًا لَهُ غُلَامًا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُشْهِدُهُ فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ مَا نَحَلْتَ هَذَا)). قَالَ لَا. قَالَ فَارْدُدْهُ)).

اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ وہ آپ ﷺ کو گواہ بنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے جو اسے عطیہ دیا ہے اسی مثل اپنی ساری اولاد کو عطیہ دیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے واپس لے لو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْوَلَدِ حَتَّى قَالَ بَعْضُهُمْ يُسَوِّي بَيْنَ وَلَدِهِ حَتَّى فِي الْقُبْلَةِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُسَوِّي بَيْنَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ وَالْعَطِيَّةِ الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى سَوَاءٌ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ التَّسْوِيَةُ بَيْنَ الْوَلَدِ أَنْ يُعْطَى الذَّكَرُ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ مِثْلَ قِسْمَةِ الْمِيرَاثِ.وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث نعمان بن بشیر سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ اولاد کے درمیان برابری کو پسند کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے کہا: وہ اپنی اولاد کے درمیان برابری کرے گا حتیٰ کہ بوسہ لینے میں بھی۔ ان میں سے بعض نے کہا: وہ عطیہ دینے میں اپنی ساری اولاد یعنی بیٹوں اور بیٹیوں میں برابری کا سلوک کرے گا، یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: اولاد کے درمیان برابری، یہ ہے کہ میراث کی تقسیم کی طرح بیٹے کو بیٹی سے دوگنا دے گا، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٩٣٨، الحميدي: ٩٢٢، ابن ابي شيبة: ١١/ ٢٢٠، الدارقطني: ٣/ ٤٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٥٨٦، صحیح مسلم: ١٦٢٣، سنن ابن ماجه: ٢٣٧٦، سنن نسائی: ٦/ ٢٥٨-٢٦٢، مسند احمد: ١٨٣٥٨، صحیح ابن حبان: ٥٠٩٧

فوائد الحدیث: (۱) اسلام عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے اور یہ ہر جگہ اور ہر معاملے میں ہونا چاہئے حتیٰ کہ اپنی اولاد کے درمیان بھی انسان کو انصاف اور عدل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اولاد کو دیے ہوئے عطیات کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو والدین پر واجب ہیں. کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کریں مثلاً لباس، خوراک تعلیم، علاج معالجہ وغیرہ یہ والدین کے ذمہ ہے لہٰذا اس میں برابری اور انصاف یہ ہے کہ ہر کسی کو اس کی ضرورت کے مطابق دے یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کا خرچہ کم کر دے یا ایک کو ضرورت کے مطابق دیا ہے تو دوسرے کو بغیر ضرورت کے اضافی دے دے۔ دوسری قسم ہے ہبہ یا ہدیہ کی کہ انہیں جیب خرچ کے طور پر عید وغیرہ کے موقعہ پر دے یا اپنی جائیداد میں سے بطور ہبہ کے دیتا ہے تو اس میں ساری اولاد کے درمیان برابری کرنا ہوگی۔ یہ نہیں کہ کسی کو دے دیا اور کسی کو نہیں دیا، یا کسی ایک کو زیادہ دے دیا تو دوسرے کو کم، پھر اس میں مذکر و مونث کی کوئی تفریق نہیں۔ للذکر مثل حظ الانثیین کا اصول وراثت میں ہے جو مرنے کے بعد ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ زندگی میں دیے ہوئے عطیات میں برابری ضروری ہے۔ بصورت دیگر یہی روایت دوسری کتب میں تفصیل سے موجود ہے جس میں آپ ﷺ نے ایسی صورت کو ظلم قرار دیا ہے۔

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّفْعَةِ

شفعہ کے بارے میں

1368: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ)).

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھر کا ہم سایہ گھر (خریدنے) کا زیادہ حق دار ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ الشَّرِيدِ وَأَبِي رَافِعٍ وَأَنَسٍ.

اس باب میں شرید، ابورافع اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثُ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ وَلَا نَعْرِفُ حَدِيثَ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ. وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْبَابِ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

عیسیٰ بن یونس نے سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن انس کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ اور سعید سے عن قتادہ عن الحسن عن سمرۃ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کی گئی ہے۔ اہل علم کے نزدیک صحیح، حسن عن سمرہ کی سند والی حدیث ہے اور ہم قتادہ کی انس سے مروی حدیث صرف عیسیٰ بن یونس کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ جبکہ اس باب میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی عن عمرو بن شرید عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مروی حدیث حسن ہے۔

وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ كِلَا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي صَحِيحٌ.

ابراہیم بن میسرہ نے عمرو بن شرید عن ابی رافع کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا میں نے امام بخاری کو سنا: وہ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٥٣٩، اخرجه ابن الجارود: ٦٤٤، ابن عدي في الكامل: ٢/٧٢٩، البيهقي: ٦/١٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥١٧، سنن نسائي في الكبرى كما فى التحفة: ٤/٦٩، مسند احمد: ٢٠٠٨٨

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں جار (پڑوسی) سے وہ ہمسایہ مراد ہے جو راستے وغیرہ میں شریک ہو۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۳۶۹ میں بیان ہوا ہے۔

(۲) ''حق شفعہ'' کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۳۱۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّفْعَةِ لِلْغَائِبِ

غیر موجود شخص کے لیے شفعہ

1369: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ يُنْتَظَرُ بِهِ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق دار ہے، اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے گا، جبکہ ان دونوں کا راستہ ایک ہی ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ مِنْ أَجْلِ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم نہیں جانتے کہ عبدالملک بن ابی سُلیمان کے علاوہ کسی نے عطاء عن جابر کی سند سے اسے روایت کیا ہو۔ شعبہ نے اس حدیث کے حوالے سے عبدالملک بن ابی سُلیمان پر جرح کی ہے۔

وَعَبْدُ الْمَلِكِ هُوَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرَ شُعْبَةَ مِنْ أَجْلِ هَذَا الْحَدِيثِ.

عبدالملک محدثین کے ہاں ثقہ مامون ہے، ہم نہیں جانتے کہ شعبہ کے علاوہ کسی اور نے اس حدیث کے حوالے سے اس پر جرح کی ہو۔

وَقَدْ رَوَى وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ هَذَا الْحَدِيثَ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ مِيزَانٌ. يَعْنِي فِي الْعِلْمِ.

وکیع نے شعبہ عن عبدالملک بن ابی سُلیمان سے اس حدیث کو روایت کیا ہے ابن مبارک سے سفیان ثوری کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: عبدالملک بن ابی سُلیمان (علم میں) میزان ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الرَّجُلَ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا فَإِذَا قَدِمَ فَلَهُ الشُّفْعَةُ وَإِنْ تَطَاوَلَ ذَلِكَ.

اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ آدمی خواہ موجود نہ ہو وہ اس کے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔ جب وہ واپس آجائے گا تو وہ شفعہ کرے گا۔ خواہ مدت گزر جائے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن شيبة: ٧/١٦٥، الدارمي: ٢٦٦٠، البيهقي: ٦/١٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٥١٨، سنن ابن ماجه: ٢٤٩٤، مسند احمد: ١٤٢٥٣

فوائد الحدیث: ایسا شریک جسے ”حق شفعہ“ حاصل ہے اگر موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے گا اگر وہ بیرون ملک مقیم ہے اور جلدی واپس آنے کا امکان بھی نہیں تو ذرائع ابلاغ ٹیلی فون وغیرہ سے اسے اطلاع دے کر اس کی رائے طلب کی جائے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۳۱۲ کے فوائد دیکھیں۔

33- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حُدَّتِ الْحُدُودُ وَوَقَعَتِ السِّهَامُ فَلَا شُفْعَةَ

جب حد بندی ہو جائے اور حصے الگ ہو جائیں تو پھر شفعہ نہیں

1370: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب حد بندی ہو جائے اور راستے مختلف ہو جائیں، تو پھر شفعہ نہیں ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ مُرْسَلاً عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے ابوسلمہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ مِثْلُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَغَيْرِهِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ وَرَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَرَوْنَ الشُّفْعَةَ إِلَّا لِلْخَلِيطِ وَلَا يَرَوْنَ لِلْجَارِ شُفْعَةً إِذَا لَمْ يَكُنْ خَلِيطًا.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سیّدنا عمر بن خطاب اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کا یہی موقف ہے۔ تابعین میں سے بعض فقہاء جیسے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے۔ یہی مدینہ والوں کا قول ہے۔ یحیی بن سعید انصاری، ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور مالک بن انس رحمہم اللہ انہی میں سے ہیں۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ وہ صرف شراکت دار کے لیے شفعہ کا حق سمجھتے ہیں، جب ہم سایہ شراکت دار نہ ہو تو وہ اس کے لیے شفعہ کا حق نہیں سمجھتے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الشُّفْعَةُ لِلْجَارِ. وَاحْتَجُّوا بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ)). وَقَالَ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ)).

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا موقف ہے کہ شفعہ ہم سائے کا حق ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے مروی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”گھر کا ہم سایہ گھر کا زیادہ حق دار ہے۔“ اور فرمایا: ”ہمسایہ نزدیک ہونے کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔“

وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

یہ امام ثوری، ابن مبارک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الشافعي: ٢/١٦٥، ابن الجارود: ٦٤٣، ابن عدي في الكامل: ١٣٨٣/٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٢١٣، سنن ابو داود: ٣٥١٤، سنن ابن ماجه: ٣٤٩٩، مسند احمد: ١٤١٥٧، صحيح ابن حبان: ٥١٨٤

فوائد الحدیث: جب کسی بھی چیز میں کسی قسم کی شراکت نہ رہے تو پھر "حق شفعہ" بھی ختم ہو جاتا ہے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّرِيكَ شَفِيعٌ

شراکت دار حق شفعہ رکھتا ہے

1371: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الشَّرِيكُ شَفِيعٌ وَالشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شراکت دار حق شفعہ رکھتا ہے اور شفعہ ہر چیز میں ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ السُّكَّرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو اس کی مثل صرف ابو حمزہ سکری ہی کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَهَذَا أَصَحُّ.

کئی ایک نے عبد العزیز بن رفیع عن ابن ابی ملیکہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ مِثْلَ هَذَا لَيْسَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَمْزَةَ. وَأَبُو حَمْزَةَ ثِقَةٌ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الْخَطَأُ مِنْ غَيْرِ أَبِي حَمْزَةَ.

ہناد بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا کہ عبد العزیز بن رفیع نے ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند اس معنی میں روایت کیا ہے لیکن اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں اور اسی طرح کئی ایک نے عبد العزیز بن رفیع سے اسی مثل روایت کیا ہے اس میں بھی عن ابن عباس کا ذکر نہیں اور یہ ابو حمزہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابو حمزہ ثقہ ہیں ممکن ہے کہ ابو حمزہ کے علاوہ کسی اور سے خطا ہوئی ہو۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

ہم کو ہناد نے حدثنا ابو الاحوص عن عبد العزیز بن رفیع عن ابن ابی ملیکہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے ابو بکر بن عیاش کی حدیث کی طرح بیان کیا ہے۔

وَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا تَكُونُ الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرَضِينَ وَلَمْ يَرَوُا الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ شَيْءٍ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ. وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اکثر اہل علم نے کہا ہے: شفعہ صرف گھروں اور زمینوں میں ہو گا، وہ ہر چیز میں شفعہ کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور بعض اہل علم نے کہا ہے: شفعہ ہر چیز میں ہے۔ جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (منكر) الضعيفة: ١٠٠٩-١٠١٠، اس کی سند ابی حمزہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٢٨

تخریج الحدیث: سنن نسائي في الكبرى كما في التحفة: ٥/٤٤، والطحاوي في شرح معاني الآثار: ٤/١٢٥، معجم الكبير

للطبرانی: ١١٢٤٤، سنن الدارقطنی: ٢٢٢/٤، سنن کبریٰ للبیهقی: ١٠٩/٦

فوائد الحدیث: جس چیز میں بھی شراکت ہوگی خواہ وہ زمین ہو یا گھر، جانور وغیرہ تو شراکت کی بنا پر شریک کو "حق شفعہ" حاصل رہے گا۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللُّقَطَةِ وَضَالَّةِ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ

لقطہ اور گم شدہ اونٹ اور بکری

1372: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)). فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَضَالَّةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَضَالَّةُ الإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى تَلْقَى رَبَّهَا)).

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا ایک سال تک اعلان کرتا رہ، پھر اس (لقطہ، ملنے والی چیز) کی تھیلی، اور اس کا منہ باندھنے والی رسی کی پہچان رکھ، پھر اسے خرچ کر لے، اگر اس کا مالک آجائے تو اسے اس کو لوٹا دے۔" اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! گم شدہ بکری (کے بارے میں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے پکڑ لے، وہ تیرے لیے ہے، یا تیرے کسی بھائی کے لیے ہے یا پھر بھیڑیے کے لیے۔" اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! گمشدہ اونٹ؟ راوی نے بیان کیا: نبی ﷺ ناراض ہوگئے حتیٰ کہ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا۔ اور فرمایا: "تجھے اس سے کیا سروکار؟ اس کا جوتا اس کے پاس ہے (اس کے پاؤں مضبوط ہیں)۔ اس کا مشکیزہ (پانی) اس کے پاس ہے حتیٰ کہ وہ اپنے مالک سے جا ملے گی۔"

حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَحَدِيثُ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

زید بن خالد کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اور یزید مولیٰ منبعث کی حدیث زید بن خالد سے وہ بھی حسن صحیح ہے اور ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٩٧٥، ابن ابي شيبة: ٤٥٦/٦، ابو عوانه: ٣٩/٤، البغوي: ٢٢٠٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٩١، صحیح مسلم: ١٧٢٢، سنن ابو داود: ١٧٠٤۔ ١٧٠٨، سنن ابن ماجه: ٢٥٠٤ و ٢٥٠٧، سنن نسائي في الكبرى: ٥٨١١۔ ٥٨١٧، مسند احمد: ١٧٠٣٧، صحيح ابن حبان: ٤٨٩٣

1373: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے

بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ فَأَدِّهَا وَإِلاَّ فَاعْرِفْ وِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا)).

فرمایا: ”اس کا سال بھر اعلان کر، اگر اس کا مالک آجائے تو اسے ادا کر، ورنہ اس کی تھیلی، اس کا بندھن اور اس کی گنتی (عدد) یاد رکھ، پھر اسے کھالے، اگر اس کا مالک آجائے تو وہ اسے ادا کر دے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْجَارُودِ بْنِ الْمُعَلَّى وَعِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

اس باب میں ابی بن کعب، عبداللہ بن عمرو، جارود بن معلی، عیاض بن حمار اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ، هَذَا الْحَدِيثُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَرَخَّصُوا فِي اللُّقَطَةِ إِذَا عَرَّفَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے، انہوں نے لقطہ (گری پڑی چیز اٹھانے) کے بارے میں رخصت دی ہے کہ وہ جب اس کا سال بھر اعلان کرے اور اس کا مالک نہ پائے تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور یہ امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ يُعَرِّفُهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلاَّ تَصَدَّقَ بِهَا. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ لَمْ يَرَوْا لِصَاحِبِ اللُّقَطَةِ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا إِذَا كَانَ غَنِيًّا.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے کہا ہے کہ وہ سال بھر اس کا اعلان کرے گا، اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ورنہ اسے صدقہ کر دے گا۔ یہ سفیان ثوری، اور عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے، انہوں نے کہا: جب گری پڑی چیز اٹھانے والا شخص مال دار ہو تو اسے اس چیز سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَنْتَفِعُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا لأَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَصَابَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُعَرِّفَهَا ثُمَّ يَنْتَفِعَ بِهَا وَكَانَ أُبَيٌّ كَثِيرَ الْمَالِ مِنْ مَيَاسِيرِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعَرِّفَهَا فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَأْكُلَهَا.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے خواہ وہ مال دار ہو، کیونکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک تھیلی ملی تھی، اس میں سو دینار تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: وہ اس کا اعلان کریں اور پھر اس سے فائدہ اٹھائیں، جبکہ ابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے آسودہ حال تھے اور بہت مال دار تھے، تو رسول اللہ

ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ اس کا اعلان کریں، جب انہوں نے اس کا مالک نہ پایا، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ انہیں کھالیں (استعمال میں لے آئیں)۔

فَلَوْ كَانَتِ اللُّقَطَةُ لَمْ تَحِلَّ إِلَّا لِمَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ لَمْ تَحِلَّ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لأَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصَابَ دِينَارًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَّفَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِأَكْلِهِ وَكَانَ لَا يَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ.

اگر لقطہ صرف اس شخص کے لیے حلال ہوتا جس کے لیے صدقہ حلال ہے تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے حلال نہ ہوتا، کیونکہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے دور میں ایک دینار ملا، انہوں نے اس کا اعلان کیا تو انہوں نے اس کا مالک نہ پایا، تو نبی ﷺ نے انہیں اسے کھانے کا حکم فرمایا، جبکہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے صدقہ حلال نہیں تھا۔

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَتِ اللُّقَطَةُ يَسِيرَةً أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا وَلَا يُعَرِّفَهَا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ دُونَ دِينَارٍ يُعَرِّفُهَا قَدْرَ جُمُعَةٍ. وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.

بعض اہل علم نے رخصت دی ہے کہ جب لقطہ معمولی نوعیت کا ہو تو وہ اس سے فائدہ اٹھالے، اور اس کا اعلان نہ کرے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: جب وہ ایک دینار سے کم ہو تو وہ ایک جمعہ (یعنی ایک ہفتہ) تک اس کا اعلان کرے، یہ اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ٦٦٩، الطحاوي في شرح المعاني: ٤/١٣٨، البيهقي: ٦/١٨٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۹۱، صحیح مسلم: ۱۷۲۲، سنن ابو داود: ۱۷۰۴۔ ۱۷۰۸، سنن ابن ماجه: ٢٥٠٤ و ٢٥٠٧، سنن نسائي في الكبرى: ٥٨١١۔ ٥٨١٧، مسند احمد: ١٧٠٣٧، صحيح ابن حبان: ٤٨٩٣

1374: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ فَالْتَقَطْتُ سَوْطًا فَأَخَذْتُهُ قَالَا دَعْهُ. فَقُلْتُ لَا أَدَعُهُ تَأْكُلُهُ السِّبَاعُ لَآخُذَنَّهُ فَلأَسْتَمْتِعَنَّ بِهِ. فَقَدِمْتُ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ وَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ.

سوید بن غفلہ نے بیان کیا: میں زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ روانہ ہوا، میں نے ایک کوڑا پایا، ابن نمیر نے اپنی روایت میں ذکر کیا: میں نے گرا پڑا ایک کوڑا پایا تو میں نے اسے اٹھالیا۔ ان دونوں حضرات نے کہا: اسے چھوڑ پھینک دو۔ میں نے کہا: میں اسے نہیں چھوڑوں گا، درندے اسے کھا جائیں گے، میں اسے ضرور پکڑوں گا اور اس سے فائدہ اٹھاؤں گا، میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان سے اس کے متعلق دریافت کیا، اور انہیں یہ واقعہ بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: تم نے اچھا کیا (بہت اچھے)۔

أَنَا وَجَدْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ. قَالَ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لِي ((عَرِّفْهَا حَوْلاً)).

میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک تھیلی پائی تھی اس میں سو دینار تھے، میں وہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں

فَعَرَّفْتُهَا حَوْلاً فَمَا أَجِدُ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ ((عَرِّفْهَا حَوْلاً آخَرَ)). فَعَرَّفْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ عَرِّفْهَا ((حَوْلاً آخَرَ)). وَقَالَ ((أَحْصِ عِدَّتَهَا وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا فَأَخْبَرَكَ بِعِدَّتِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِلاَّ فَاسْتَمْتِعْ بِهَا)).

حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سال بھر اس کا اعلان کرو۔'' میں نے سال بھر اس کا اعلان کیا اور میں نے ایسا کوئی بھی نہ پایا جو اسے جانتا ہو، پھر میں وہ آپ ﷺ کی خدمت میں لایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال اور اس کا اعلان کرو۔'' میں نے اس کا سال بھر اعلان کیا، پھر آپ ﷺ کے پاس لایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال مزید اعلان کرو۔'' اور فرمایا: ''اس کی گنتی، اس کا بندھن وغیرہ یاد کر لو، اگر اسے تلاش کرنے والا آجائے اور وہ اس کی گنتی اور تھیلی اور بندھن وغیرہ کے متعلق بتا دے تو وہ اس کے حوالے کر دو، ورنہ پھر تم اس سے فائدہ اٹھالو۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/٤٥٤، ابن الجارود: ٦٦٨، الطبراني في الاوسط: ٤٨٩٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤٢٦، صحيح مسلم: ١٧٢٣، سنن ابو داود: ١٧٠١۔ ١٧٠٣، سنن ابن ماجه: ٢٥٠٦، سنن نسائي في الكبرى: ٥٨٢٠۔ ٥٨٢٥، مسند احمد: ٢١١٦٦، صحيح ابن حبان: ٤٨٩٢

فوائد الحدیث: (۱) اگر کسی شخص کو گمشدہ اونٹ ملے تو اسے نہیں پکڑے بلکہ اسے چھوڑ دے وہ خطرے کی صورت میں اپنا دفاع بھی کر سکتا ہے بھوک، پیاس میں بھی اسے کوئی پرواہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اس کا بندوبست کیا ہوا ہے۔

(۲) اگر بکری یا اس قسم کا کوئی کمزور جانور ملے تو اسے پکڑ لینا چاہیے تاکہ کوئی بھیڑیا وغیرہ اس کا نقصان نہ کر دے یہاں تک کہ اس کا مالک آکر لے جائے۔

(۳) اگر کوئی بے جان چیز نقدی زیور وغیرہ ملے ہیں جن کی مالیت زیادہ ہے تو انہیں بھی اٹھا لینا چاہئے اور کسی دیانت دار شخص کو گواہ بنا کر اس کے سامنے پرس، بٹوے وغیرہ کا رنگ ڈیزائین۔ یا اس میں موجود رقم اور زیورات وغیرہ کی نوعیت اور تفصیل کو بطور علامت مقرر کر کے ایک سال تک اس چیز کی تشہیر کی جائے اگر اس کا مالک آجائے اور صحیح علامتیں بھی بتا دے تو اس کو لوٹا دینا چاہئے۔

(۴) اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے باوجود اس کا مالک رابطہ نہیں کرتا تو پھر اس چیز کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے لیکن جب بھی اس کا مالک آئے گا تو اس کی چیز پوری کی پوری اسے واپس لوٹانا ہوگی۔

(۵) گری پڑی چیز اگر معمولی ہو کہ مالک اس کو تلاش کرنے کا تردد ہی نہیں کرتا یا اس کے گم ہونیکی اس کو کوئی پرواہ نہیں یا پھر ایسی چیز ہے کہ محفوظ نہیں کی جا سکتی مثلاً کھانا، سبزی، پھل فروٹ وغیرہ تو اسے اٹھا کر استعمال میں لایا جا سکتا ہے لیکن جب اس کا مالک آکر مطالبہ کرے تو اس کی مثل اسے چیز واپس کی جائے گی۔

36- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَقْفِ

وقف کے بارے میں

1375: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَصَبْتُ مَالاً بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)). فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهَا لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ تَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں ایک ایسا مال ملا ہے کہ اس جیسا نفیس اور قیمتی مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اس کی اصل کو روک لو اور اس (کی پیداوار) کو صدقہ کر دو۔'' پس سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا کہ اس کی اصل کو بیچا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے اور نہ ہی میراث میں دی جائے گی۔ انہوں نے اسے فقراء، رشتے داروں، غلام آزاد کرنے، اللہ کی راہ میں، مسافروں میں اور مہمانوں پر صدقہ کر دیا، اس شخص پر کوئی گناہ نہیں جو اس کی ذمے داری قبول کرے اور وہ اس میں سے دستور کے مطابق کھائے، یا دوست کو کھلائے، وہ اس میں دولت جمع کرنے والا نہ ہو۔

قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا. قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ رَجُلٌ آخَرُ أَنَّهُ قَرَأَهَا فِي قِطْعَةِ أَدِيمٍ أَحْمَرَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا.

راوی نے بیان کیا، میں نے اس کا محمد بن سیرین سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: سرمایہ کاری کے لیے مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ ابن عون کہتے ہیں، ایک اور آدمی نے اسے مجھے بیان کیا کہ اس نے اسے سرخ چمڑے کے ٹکڑے پر دیکھا: کہ (اس میں غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا) وہ سرمایہ کاری کے لیے مال جمع کرنے والا نہ ہو۔'' (کے الفاظ تھے)۔

قَالَ إِسْمَاعِيلُ وَأَنَا قَرَأْتُهَا عِنْدَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَكَانَ فِيهِ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالاً.

اسماعیل نے کہا: میں نے اسے عبید اللہ بن عمر کے ہاں پڑھا، اس میں بھی یہی الفاظ تھے: (غير متاثل مالا) ''سرمایہ کاری کے لیے مال جمع کرنے والا نہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَا نَعْلَمُ بَيْنَ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنْهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا فِي إِجَازَةِ وَقْفِ الْأَرَضِينَ وَغَيْرِ ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ متقدمین میں سے زمین وغیرہ وقف کرنے کے بارے میں کوئی اختلاف معلوم نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٥٢/٦، الحميدي: ٦٥٣، الدارقطني: ١٨٦/٤، البيهقي: ١٨٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۷۳۷، صحیح مسلم: ۱۶۳۲، سنن ابو داود: ۲۸۷۸، سنن ابن ماجه: ۲۳۹۶ و ۲۳۹۷، سنن نسائی: ۶/۲۳۰-۲۳۲، مسند احمد: ٤٦٠٨، صحیح ابن حبان: ٤٩٠١

فوائد الحدیث: (۱) "وقف" کا مطلب ہے کہ اپنی کسی بھی چیز دکان، مکان، زمین وغیرہ کو کسی دینی کام کے لئے خاص کر دینا کہ اس کی آمدنی سے فلاں، فلاں کام سرانجام دیے جائیں گے۔ یہ جائز اور درست ہے۔

(۲) وقف شدہ چیز کا انتظام و انصرام وقف کرنے والا خود بھی کر سکتا ہے اور کسی ادارے وغیرہ کے سپرد بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے انتظامی اخراجات نکال کر بقایا رقم اسی مصرف میں خرچ کی جائے جس کے لیے وقف کیا گیا ہے۔

(۳) وقف شدہ چیز کو فروخت بھی نہیں کیا جا سکتا اور کسی کو بطور ہبہ اور عطیہ بھی نہیں دی سکتی۔

1376: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے باقی تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) احكام الجنائز: ١٧٦، الارواء: ١٩٨٠، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٣٨، ابن خزيمه: ٢٤٩٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۶۳۱، سنن ابو داود: ۲۸۸۰، سنن ابن ماجه: ۲٤۲، سنن نسائی: ۶/۲۵۱، مسند احمد: ٨٨٤٤، صحیح ابن حبان: ۳۰۱۶

فوائد الحدیث: (۱) "صدقہ جاریہ" سے مراد ہر وہ کام ہے کہ جس کا نفع باقی رہے اور لوگ اس شخص کے مرنے کے بعد بھی اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں مثلاً مسجد بنوا دی، مدرسہ تعمیر کروا دیا، کوئی کنواں وغیرہ کھدوا دیا۔ تو جب تک لوگ اس چیز سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس شخص کو ثواب ملتا رہے گا۔

(۲) "علم نافع" وہ علم جس کی وجہ سے لوگوں کے عقائد و اعمال درست ہوئے تعلیم و تدریس، وعظ و تبلیغ اور خطبہ و ارشاد سبھی اس میں شامل ہیں حتیٰ کہ اگر کسی نے کسی دوسرے شخص کو نیکی کا صرف ایک کام بتا دیا، یا کسی بھی عمل کی ادائیگی میں اس کی غلطی درست کر دی تو جب تک وہ انسان نیکی کا وہ کام کرتا رہے گا اس کو بھی فائدہ ہو گا اور ثواب ملے گا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجو والوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اصل صدقہ جاریہ یہی علم نافع ہے جس میں اضافہ ہی ہو گا کبھی کمی نہیں ہو گی۔

(۳) "نیک اولاد" جو انسان بھی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح کرتا ہے کہ ان کے عقائد و اعمال درست ہو جاتے ہیں اور وہ نیکی کے کام سر انجام دیتے ہیں تو والدین کو ان کی نیکی کے کاموں کا اجر و ثواب ان کے فوت ہونے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَجْمَاءِ جُرْحُهَا جُبَارٌ

بے زبان جانور کے زخم پر کوئی دیت نہیں

1377: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے زبان جانور کے زخم پر کوئی دیت ہے نہ کنویں کے نقصان پر اور کان کا نقصان بھی ضائع ہے جبکہ جاہلیت کے دفینوں پر پانچواں حصہ ہے۔''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

قتیبہ نے ہم کو لیث عن ابن شہاب عن سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ اس باب میں سیّدنا جابر، عمرو بن عوف مزنی اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَتَفْسِيرُ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ ((الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ)). يَقُولُ هَدَرٌ لَا دِيَةَ فِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ انصاری کہتے ہیں کہ ہم کو معن نے بیان کیا کہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ کی حدیث کی تفسیر بیان کی: ((العجماء: جرحها جبار)) وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی جانور زخم لگادے تو وہ رائیگاں ہے اس پر کوئی دیت نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ)). فَسَّرَ ذَلِكَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا الْعَجْمَاءُ الدَّابَّةُ الْمُنْفَلِتَةُ مِنْ صَاحِبِهَا فَمَا أَصَابَتْ فِي انْفِلَاتِهَا فَلَا غُرْمَ عَلَى صَاحِبِهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض اہل علم نے اس جملے کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ جانور جو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہو تو اس کے بھاگے ہوئے وقت میں اس سے اگر کسی کو کوئی زخم لگ جائے تو اس کے مالک پر کوئی تاوان نہیں۔

((وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ)). يَقُولُ إِذَا احْتَفَرَ الرَّجُلُ مَعْدِنًا فَوَقَعَ فِيهَا إِنْسَانٌ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ الْبِئْرُ إِذَا احْتَفَرَهَا الرَّجُلُ لِلسَّبِيلِ فَوَقَعَ فِيهَا إِنْسَانٌ فَلَا غُرْمَ عَلَى صَاحِبِهَا.

((المعدن جبار)) وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آدمی کان کھودے اور کوئی انسان اس میں گر پڑے تو اس پر کوئی تاوان نہیں، اسی طرح کنواں ہے کہ جب آدمی اسے مسافروں کے لیے کھودے اور کوئی انسان اس میں گر پڑے تو اس کنویں کو کھودنے والے پر کوئی تاوان نہیں۔

((وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)). وَالرِّكَازُ مَا وُجِدَ فِي دَفْنِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَنْ وَجَدَ رِكَازًا أَدَّى مِنْهُ الْخُمُسَ إِلَى

((فی الرکاز الخمس)) الرکاز: وہ مال جو جاہلیت کے دفینوں میں سے ملے، جو شخص کوئی دفینہ پائے تو وہ اس میں سے پانچواں

السُّلْطَانِ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَهُ. حصہ بادشاہ کو ادا کرے۔ اور جو باقی بچے وہ اس کا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے دیکھیں حدیث ۶۴۲۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤٩٩، صحيح مسلم: ١٧١٠، سنن ابو داود: ٣٠٨٥، و ٤٥٩٣، سنن ابن ماجه: ٢٥٠٩ و ٢٦٧٣، سنن النسائی: ٥/٤٥، مسند احمد: ٧٢٥٤، صحيح ابن حبان: ٦٠٠٥

فوائد الحدیث: (۱) بے زبان جانور کسی کو نقصان پہنچائے اور اس میں جانور کے مالک کی کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو تو وہ ذمہ دار نہیں اس شخص کو خود بچنا چاہئے تھا کہ وہ بے شعور جانور ہے اور یہ باشعور انسان لیکن اگر مالک کی کوتاہی بھی ثابت ہو تو پھر وہ ذمہ دار ہے۔

(۲) کسی شخص نے کنواں کھدوایا اور اس پر حفاظتی علامتیں بھی لگادیں کہ لوگ جان لیں کہ آگے خطرہ ہے پھر کوئی شخص اس میں گر کر اپنا نقصان کرلیتا ہے تو کنویں کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ کھدوائی راستے میں ہے اور احتیاطی علامت بھی وہاں کوئی نہیں لگائی گئی تو پھر مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ یہی سارا حکم "معدنی کان" کا بھی ہے۔

(۳) "رکاز" زمین میں مدفون خزانے کو کہتے ہیں جو عرصہ دراز پہلے زمین میں دفن کیا گیا اور اس کے مالک کے متعلق کسی کو کچھ معلوم نہیں تو وہ جس شخص کو ملا ہے وہ فوری طور پر اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروا کر باقی اپنے تصرف واستعمال میں لاسکتا ہے۔

38- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي إِحْيَاءِ أَرْضِ الْمَوَاتِ

بنجر زمین کو آباد کرنا

1378: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا لَهُ أَنْ يُحْيِيَ الأَرْضَ الْمَوَاتَ بِغَيْرِ إِذْنِ السُّلْطَانِ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْيِيَهَا إِلَّا بِإِذْنِ السُّلْطَانِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدِّ كَثِيرٍ وَسَمُرَةَ.

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْوَلِيدِ

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو بنجر زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہے، اور ظالم شخص کی رگ (محنت، پسینے) کا کوئی حق نہیں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ان میں سے بعض نے اسے ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ بعض اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔ انہوں نے کہا: اس شخص کو بادشاہ کی اجازت کے بغیر بنجر اور بے آباد زمین کو آباد کرنا جائز ہے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے: اسے بادشاہ کی اجازت کے بغیر بنجر زمین آباد کرنے کا حق نہیں، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

اس باب میں سیّدنا جابر، عمرو بن عوف مزنی جو کہ کثیر کے دادا ہیں اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

ابو موسیٰ محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، میں نے ابو ولید طیالسی سے

الطَّيَالِسِيَّ عَنْ قَوْلِهِ وَلَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ)). فَقَالَ الْعِرْقُ الظَّالِمُ الْغَاصِبُ الَّذِي يَأْخُذُ مَا لَيْسَ لَهُ. قُلْتُ هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي يَغْرِسُ فِي أَرْضِ غَيْرِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ.

آپ ﷺ کے فرمان "ظالم کی رگ (پسینے) کا کوئی حق نہیں" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ظالم سے مراد وہ غاصب ہے جو کسی چیز کو ناحق طور پر حاصل کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ شخص جو کسی شخص کی زمین پر درخت وغیرہ لگاتا ہے؟ انہوں نے کہا: وہی شخص ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٥٢٠، اخرجه ابو يعلى: ٩٥٧، انظر تحفة الاشراف حديث: ٤٤٦٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٠٧٣، سنن نسائي في الكبرى: ٥٧٦١، مسند الطيالسي: ١٤٤٠، سنن الدارقطني: ٢١٧/٤، سنن كبرىٰ للبيهقي: ١٤٢/٦

1379: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو بنجر اور بے آباد زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٥٥٠، اخرجه ابو يعلى: ٢١٩٥، الطبراني في الاوسط: ٤٧٧٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٢٧١، و ١٤٨٣٩، سنن نسائي في الكبرى: ٥٧٥٦۔٥٧٥٨، صحيح ابن حبان: ٥٢٠٢

فوائد الحدیث: (۱) کوئی شخص کسی بھی ایسی بنجر زمین کو آباد کر لیتا ہے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ اسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے گی۔

(۲) جو کسی کی ملکیتی زمین پر کاشت کاری کر لیتا ہے تو اس کے احکام حدیث نمبر ۱۳۶۶ کے فوائد میں بیان ہو چکے ہیں۔

(۳) آج کل کے نظام کے مطابق ملک میں موجود بے آباد اور بے نامی زمین حکومت، سرکار کی ملکیت ہوتی ہے اس لیے حکومت کی اجازت کے بغیر ان کی آباد کاری نہیں کرنی چاہئے ورنہ حکومت جب چاہے گی وہ زمین لے سکتی ہے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَطَائِعِ

جاگیر کے بارے میں

1380: قَالَ قُلْتُ لِقُتَيْبَةَ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَأْرِبِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شُرَاحِيلَ عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شُمَيْرٍ عَنْ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ فَقَطَعَ لَهُ فَلَمَّا أَنْ وَلَّى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ أَتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ؟ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ. قَالَ فَانْتَزَعَهُ

سیّدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد بھیجا، اور آپ ﷺ سے نمک کی کان بطور جاگیر عطا کرنے کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے عطا فرما دی۔ جب وہ مڑا تو مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کیا عطا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے اسے جاری پانی کی جاگیر دی ہے۔ راوی

مِنْهُ. قَالَ وَسَأَلَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الأَرَاكِ قَالَ مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافُ الإِبِلِ)). فَأَقَرَّ بِهِ قُتَيْبَةُ وَقَالَ نَعَمْ.

نے بیان کیا: آپ ﷺ نے اسے اس سے واپس لے لیا۔ اور اس نے پوچھا پیلو کے درختوں کی کون سی زمین گھیری جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں اونٹ نہ پہنچ پائیں'' قتیبہ نے اس کا اقرار کیا، اور کہا: ہاں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَأْرِبِيُّ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. الْمَأْرِبُ نَاحِيَةٌ مِنَ الْيَمَنِ.

محمد بن یحییٰ بن قیس الماربی نے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ المارب، یمن کا علاقہ ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا وائل اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابیض بن حمال کی روایت حسن غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي الْقَطَائِعِ يَرَوْنَ جَائِزًا أَنْ يُقْطِعَ الإِمَامُ لِمَنْ رَأَى ذَلِكَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے، جاگیر کے بارے میں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جائز ہے کہ امام / حکمران جسے چاہے جاگیر دے سکتا ہے۔

حكم الحديث: (حسن) اخرجه الدارمي: ٢٦١١، المزي في تهذيب الكمال: ٧/٢٧

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٠٦٤، وحميد بن زنجويه فى الاموال: ١٠١٧، وابو عبيد فى الاموال: ٦٨٤، سنن الدارقطني: ٢٢١/٤ و٢٢٨، صحيح ابن حبان: ٤٤٩٩، والبغوى: ٢١٩٣، سنن ابن ماجه: ٢٤٧٥، وابن سعد: ٣٨٢/٥، معجم الكبير للطبراني: ٨٠٨

1381: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَمَوْتَ.

سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حضرموت میں جاگیر عطا فرمائی۔

قَالَ مَحْمُودٌ وَأَخْبَرَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيهِ وَبَعَثَ مَعَهُ مُعَاوِيَةَ لِيُقْطِعَهَا إِيَّاهُ.

محمود نے بیان کیا، نضر نے شعبہ کے حوالے سے ہمیں حدیث بیان کی، اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا: اور آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے انہیں عطا کر آئیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) التعليق على الروضة النديه: ١٣٧/٢، اخرجه الدارمي: ٢٦١٢، البيهقي: ١٤٤/٦

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٣٠٥٨ و ٣٠٥٩، مسند احمد: ٢٧٢٣٩، صحيح ابن حبان: ٧٢٠٥

فوائد الحديث: (۱) حکومت کا اپنی رعایا میں سے کسی بھی شخص کو اس کے اسلامی یا قومی کارنامے پر کوئی سرکاری چیز عطیہ کر دینا جاگیر کہلاتا ہے عمومی طور پر یہ زمین ہوتی تھی جو حکومت لوگوں کو عطیہ کر دیتی تھی وہ بنجر بھی ہو سکتی ہے اور آباد بھی۔

(۲) حکومت کسی بھی شخص یا خاندان کو جاگیر عطا کر سکتی ہے لیکن اگر سیاسی حمایت یا اقربا پروری کے لیے کسی نااہل کو یہ دے دے جو

اس کا حق نہیں رکھتا تو یہ شرعی لحاظ سے حکومت بھی نہیں کر سکتی۔

(۳) کوئی بھی ایسی چیز جو مفاد عامہ کی ہو اور لوگ اس سے بغیر کسی مشقت کے فائدہ اٹھا رہے ہوں اور ہو بھی ان کی ضرورت کی تو وہ بطور جاگیر کسی کی ملکیت میں نہیں دی جا سکتی۔

(۴) رعایا میں سے اگر کوئی مناسب مشورہ دے تو حاکم وقت کو اس پر غور و فکر کر کے اسے قبول کرنا چاہئے اگر چہ اس کی وجہ سے اسے اپنا پہلا فیصلہ تبدیل ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغَرْسِ

درخت لگانے کی فضیلت

1382: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کاشت کاری کرتا ہے، اس میں سے کوئی انسان، یا پرندہ یا کوئی حیوان کھا لیتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَجَابِرٍ وَأُمِّ مُبَشِّرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو ایوب، جابر، ام مبشر اور زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧، اخرجه ابو يعلى: ٢٨٥١، البيهقي: ٦/١٣٧، البغوي: ١٦٤٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۳۲۰، صحیح مسلم: ۱۵۵۳، مسند احمد: ۱۲۴۹۵

فوائد الحدیث: کھیتی باڑی اور باغبانی کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے کہ انسان خود بھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ خواہ وہ خرید کر فائدہ اٹھائیں یا فری میں پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق پرندے وغیرہ بھی اس میں سے کھا لیتے ہیں تو یہ اس شخص کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

41- بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْمُزَارَعَةِ

مزارعت کے بارے میں

1383: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر والوں سے پھلوں یا زراعت کی نصف پیداوار پر معاملہ کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

اس باب میں سیّدنا انس، ابن عباس، زید بن ثابت اور

وَجَابِرٍ.

جابر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا بِالْمُزَارَعَةِ بَأْسًا عَلَى النِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ وہ نصف، تہائی اور چوتھائی پیداوار پر مزارعت میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَكُونَ الْبَذْرُ مِنْ رَبِّ الْأَرْضِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

ان میں سے بعض نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ بیج زمین کے مالک کی طرف سے ہو۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَكَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمُزَارَعَةَ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَلَمْ يَرَوْا بِمُسَاقَاةِ النَّخِيلِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَأْسًا. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ. وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ أَنْ يَصِحَّ شَيْءٌ مِنَ الْمُزَارَعَةِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْجِرَ الْأَرْضَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

بعض اہل علم نے تہائی اور چوتھائی پر مزارعت کو ناپسند کیا ہے۔ انہوں نے تہائی اور چوتھائی پر کھجوروں کے باغات کی آب پاشی میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔ یہ امام مالک بن انس اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما کا موقف ہے۔ ان میں سے بعض نے مزارعت میں سے کسی چیز کو درست نہیں سمجھا، اِلّا یہ کہ وہ سونے اور چاندی کے عوض کرائے پر لے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١/١٧٨، الدارمي: ٣٦١٧، ابن الجارود: ١١٠١، البغوي: ٢١٧٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٣٢٨، صحيح مسلم: ١٥٥١، سنن ابو داود: ٣٠٠٨ و ٣٤٠٨ و ٣٤٠٩، سنن ابن ماجه: ٢٤٦٧، سنن نسائی: ٧/٥٣، مسند احمد: ٤٦٦٣

فوائد الحديث: (۱) کوئی بھی زمیندار اپنی ملکیتی زمین کسی دوسرے کو حصے، بٹائی یا ٹھیکے پر دے سکتا ہے۔ لیکن تمام معاملات واضح ہونے چاہیں ان میں کسی قسم کا ابہام یا نامعلوم استثنیٰ نہ ہو۔

(۲) حصے اور بٹائی کی خاص شرح شریعت نے مقرر نہیں فرمائی زمین کی کیفیت اور حالات کے موافق فریقین جس بات، حصے پر رضامند ہو جائیں شریعت قبول کرتی ہے۔ صرف دھوکہ نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی کسی ایک فریق کے ساتھ ظلم ہو۔

42- بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الْمُزَارَعَةِ

مزارعت کا حکم

1384: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا إِذَا كَانَتْ لِأَحَدِنَا أَرْضٌ أَنْ يُعْطِيَهَا بِبَعْضِ خَرَاجِهَا أَوْ بِدَرَاهِمَ وَقَالَ إِذَا كَانَتْ

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک کام سے منع فرمایا جو ہمارے لیے نفع مند تھا، جب ہم میں سے کسی کی زمین ہو تو وہ اس کی بعض پیداوار یا کچھ دراہموں کے عوض نہ دے۔ اور فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کی

لِأَحَدِكُمْ أَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَزْرَعْهَا)).

زمین ہو تو وہ اسے اپنے بھائی کو عطیہ کر دے یا وہ خود کاشت کرے۔"

حکم الحدیث: (صحيح لكنَّ ذِكْرَ الدَّراهِمِ شَاذٌّ) الارواء: ٥/٢٩٨ و ٣٠٠، غاية المرام: ٣٥٥، ضعيف ترمذي: ٢٢٩

تخریج الحدیث: سنن نسائی: ٧/٣٥، مسند احمد: ١٥٨٠٨، ١٧٢٦٤، سنن ابو داود: ٣٣٩٨، سنن ابن ماجه: ٢٤٦٠، سنن نسائی: ٧/٣٣-٣٥

1385: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّيْنَانِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يُحَرِّمِ الْمُزَارَعَةَ وَلَكِنْ أَمَرَ أَنْ يَرْفُقَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کو حرام قرار نہیں دیا۔
لیکن آپ ﷺ نے ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَدِيثُ رَافِعٍ فِيهِ اضْطِرَابٌ يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ عُمُومَتِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ رافع رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضطراب ہے۔ یہ حدیث رافع بن خدیج عن عمومتہ کی سند سے روایت کی جاتی ہے۔

وَيُرْوَى عَنْهُ عَنْ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ وَهُوَ أَحَدُ عُمُومَتِهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْهُ عَلَى رِوَايَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَجَابِرٍ رضی الله عنهما.

اور ان سے ظہیر بن رافع سے روایت کی جاتی ہے وہ ان کے چچا ہیں، اور ان سے حدیث مختلف روایات سے روایت کی گئی ہے، اس باب میں سیّدنا زید بن ثابت اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٥٠٩، الطحاوي في شرح المعاني: ٤/١١٠، شرح المشكل: ٢٦٩١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٣٠، صحیح مسلم: ١٥٥٠، ١٢١، سنن ابو داود: ٣٣٨٩، سنن ابن ماجه: ٢٤٥٦ - ٢٤٥٧ و ٢٤٦٢، سنن نسائی: ٧/٣٦، مسند احمد: ٢٠٨٧، صحیح ابن حبان: ٥١٩٥

فوائد الحدیث: (١) زمین کو مزارعت کے لیے دینا جائز ہے خواہ پیداوار کے حصے پر ہو یا ٹھیکے کی صورت میں نقد رقم۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ١٣٨٠ کے فوائد دیکھیں۔)

(٢) اگر کسی کے پاس اپنی ضرورت سے زائد زمین ہو اور وہ عاریۃً کسی کو کاشت کاری کے لیے دے دے تو یہ پسندیدہ ہے لیکن مالک زمین کو مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

14

أَبْوَابُ الدِّيَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

دیتوں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الإِبِلِ

دیت میں کتنے اونٹ ہوں گے

1386: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرِينَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرِينَ بَنِي مَخَاضٍ ذُكُورًا وَعِشْرِينَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرِينَ جَذَعَةً وَعِشْرِينَ حِقَّةً.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت میں بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) بیس ایک سالہ اونٹ، بیس دو سالہ اونٹنیاں، بیس چار سالہ مادہ اونٹنیاں، اور بیس تین سالہ نر اونٹ دینے کا فیصلہ کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَأَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ نَحْوَهُ.

ایک اور سند سے حجاج بن ارطاۃ سے اسی مانند مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ہم صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی گئی ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الدِّيَةَ تُؤْخَذُ فِي

بعض اہل علم نے اسے اختیار کیا ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ دیت

ثَلَاثِ سِنِينَ فِي كُلِّ سَنَةٍ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَرَأَوْا أَنَّ دِيَةَ الْخَطَإِ عَلَى الْعَاقِلَةِ. وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ الْعَاقِلَةَ قَرَابَةُ الرَّجُلِ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ.

تین سال میں لی جائے گی ہر سال تہائی دیت لی جائے گی، اور انہوں نے کہا کہ دیت خطا عاقلہ پر ہے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ عاقلہ سے مراد آدمی کے اس کے باپ کی طرف سے قرابت دار ہیں۔ اور یہ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا الدِّيَةُ عَلَى الرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ مِنَ الْعَصَبَةِ يُحَمَّلُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ رُبُعَ دِينَارٍ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى نِصْفِ دِينَارٍ فَإِنْ تَمَّتِ الدِّيَةُ وَإِلَّا نُظِرَ إِلَى أَقْرَبِ الْقَبَائِلِ مِنْهُمْ فَأُلْزِمُوا ذَلِكَ.

اور ان میں سے بعض نے کہا: دیت مردوں پر ہے، عصبہ میں سے عورتوں اور بچوں پر نہیں۔ ان میں سے ہر آدمی چوتھائی دینار کا ذمے دار ٹھہرایا جائے گا۔ ان میں سے بعض نے نصف دینار کہا ہے۔ اگر دیت پوری ہو جائے ورنہ ان میں قریب ترین قبائل کی طرف دیکھا جائے گا اور یہ ان پر لازم کر دی جائے گی۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٥٧٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٤٥، سنن ابن ماجه: ٢٦٣١، سنن نسائی: ٨/٤٣-٤٤، مسند احمد: ٣٦٣٥ و ٤٣٠٣

فوائد الحدیث: (۱) قتل کی تین صورتیں ہیں ۱۔ قتل عمد۔ ۲۔ قتل شبہ عمد۔ ۳۔ قتل خطا۔

"قتل عمد" کسی بھی شخص کو جان بوجھ کر ایسے ہتھیار یا ذریعے سے قتل کرنا جس میں عمومی طور پر آدمی مرجاتا ہے "قتل عمد" کہلاتا ہے۔ مثلاً مہلک ہتھیار، بندوق وغیرہ، ہتھوڑا، زہر دینا اور گلا گھوٹنا وغیرہ۔

"حکم" اس میں قصاص ہے اگر مقتول کے ورثاء قصاص معاف کر کے دیت پر راضی ہو جائیں تو پھر دیت ادا کرنا ہوگی۔

"قتل شبہ عمد" ایسا قتل کہ جس میں قاتل کا قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو لیکن ایسے ہتھیار یا طریقہ اختیار کر کے کہ جس سے عام طور پر بندہ قتل ہو جاتا ہے قتل کیا تو یہ قتل "شبہ عمد" ہوگا۔

"حکم" اس میں دیت ہے قصاص نہیں۔ البتہ دیت مغلظہ (بھاری) ہوگی۔ یعنی "قتل عمد" والی دیت۔

"دیت مغلظہ" ہر قسم کی دیت میں سو اونٹ ہیں، مغلظہ کا مطلب ہے کہ بھاری اور مہنگی دیت، کیونکہ اس میں قیمتی اونٹوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مثلاً: تیس حِقّے (تین سالہ اونٹنیاں) تیس جَذَعے (چار سالہ اونٹنیاں) اور چالیس حاملہ اونٹنیاں (مکمل سو اونٹ) دیت کا یہ نصاب اور معیار "قتل عمد" اور "قتل شبہ" عمد دونوں میں یہی ہے۔

"قتل خطاء" وہ قتل ہے جس میں قاتل قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی آلہ قتل ایسا استعمال کرتا ہے کہ جس سے عموماً بندہ مرجائے۔ جیسے مکا، لاٹھی، دھکا دینا وغیرہ۔ یا پھر آلہ قتل تو مہلک ہی استعمال ہو، مگر اتفاقاً ہو گیا یعنی کسی نے فائر کیا، تلوار چلائی تو سامنے اچانک کوئی آدمی آگیا۔ وہ اسے لگ گیا تو چونکہ غلطی سے ہوا ہے اس لیے اسے "قتل خطاء" کہتے ہیں۔

"حکم" اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہوگی اور وہ بھی مخففہ، یعنی کچھ آسان اور سستی۔ مثلاً تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں) تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں) تیس حقّے (تین سالہ اونٹنیاں) اور دس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) (سنن نسائی ۲/ ۲۴۲ کتاب القسامۃ والقود والدیات)

نوٹ: "قتل عمد" کی دیت قاتل خود ادا کرے گا۔ اگر "قتل شبہ عمد" یا "قتل خطاء" ہو تو پھر دیت عاقلہ / برادری (مرد کے عصبہ رشتے دار)۔

۲۔ قتل کے علاوہ مختلف اعضاء کے کاٹنے یا زخم لگانے کی دیت مختلف ہے جس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

۳۔ حدیث الباب سنداً ضعیف ہے اس کے علاوہ صحیح حدیث میں قتل خطاء کی دیت یوں بیان ہوئی ہے۔

تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)

تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں)

تیس حقّے (تین سالہ اونٹنیاں)

دس ابن لبون (دو سالہ مذکر اونٹ) (بحوالہ سنن نسائی ۲/ ۲۴۲ سنن ابن ماجہ ص ۱۸۹ ابواب الدیات)

1387: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ فَإِنْ شَاءُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ وَهِيَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خَلِفَةً وَمَا صَالَحُوا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ)). وَذَلِكَ لِتَشْدِيدِ الْعَقْلِ.

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مومن کو قصداً قتل کیا تو اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے گا، وہ اگر چاہیں تو اسے قتل کر دیں، چاہیں تو دیت لے لیں، وہ تیس حقہ ہیں۔ تیس جذعہ اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں اور وہ جس پر معاہدہ کر لیں وہ ان کے لیے ہے۔“ اور یہ دیت کی سنگینی کے لیے ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الدارمي: ۲۳۷۷، البيهقي: ۵۳/۸

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٠٦، سنن ابن ماجه: ٢٦٢٦، مسند احمد : ٦٧١٧

فوائد الحدیث: (۱) قتل عمد میں اصلاً قصاص ہے کہ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دیا جائے۔

(۲) مقتول کے ورثاء اگر راضی ہو جائیں تو قصاص کی بجائے دیت وصول کر لی جائے گی اور یہ مغلظہ ہو گی جس کی تفصیل حدیث نمبر ۱۳۸۸ کے فوائد میں ذکر کر دی گئی ہے۔

(۳) مقتول کے ورثاء اگر اصل دیت سے کم پر راضی ہو جائیں تو جائز ہے لیکن دیت کو بڑھایا نہیں جا سکتا۔ یعنی جس طرح انہوں نے قصاص معاف کر دیا اسی طرح وہ ساری دیت یا اس کا کچھ حصہ بھی معاف کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

(۴) قاتل کو معاف کرنے کا حق صرف ورثاء کا ہے کوئی دوسرا، حاکم وقت، جج حتیٰ کہ مقتول کے عصبہ وغیرہ بھی معاف نہیں کر سکتے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الدَّرَاهِمِ

درہموں میں دیت کتنی ہو گی

1388: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی۔

اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا.

حکم الحدیث: (ضعيف) یہ مرسل ہے اس میں ابن عباس کا ذکر صحیح نہیں۔ضعيف ابن ماجه: ٥٧٥

تخریج الحدیث: سنن الدارمی: ٢٣٦٣، سنن ابو داود: ٤٥٤٦، سنن ابن ماجه: ٢٦٢٩ و ٢٦٣٢، سنن نسائی: ٤٤/٨

1389: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔انہوں نے اس میں عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔اور ابن عیینہ کی روایت میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ غَيْرَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محمد بن مسلم کے علاوہ ہم کسی کو نہیں جانتے کہ وہ اس حدیث میں عن ابن عباس ذکر کرتا ہو۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اس حدیث پر بعض اہل علم کا عمل ہے اور یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الدِّيَةَ عَشَرَةَ آلَافٍ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا أَعْرِفُ الدِّيَةَ إِلَّا مِنَ الْإِبِلِ وَهِيَ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ قِيمَتُهَا.

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ دیت دس ہزار درہم ہے اور یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا قول ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو صرف اونٹوں سے دیت کے متعلق جانتا ہوں اور وہ سو اونٹ ہے۔(یا ان کی قیمت)۔

حکم الحدیث: (ضعيف) یہ بھی مرسل روایت ہے۔ضعيف الترمذي: ٢٣٢

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٢٦/٩

فوائد الحدیث: (١)دیت میں نصاب اونٹ ہی ہیں اگر کوئی شخص نقدی رقم کی شکل میں دیت دینا چاہے تو سو اونٹ کی قیمت لگائی جائے گی۔ مغلظ ہو یا مخففہ۔ ہر دور میں اونٹوں کے ریٹ کی مناسبت سے رقم بڑھ سکتی ہے اور کم بھی ہو سکتی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر مختلف رقوم کا حکم اور فیصلہ موجود ہے۔

(٢)دیت میں اونٹنیاں اور بکریاں بھی دی جا سکتی ہیں لیکن ان کا نصاب الگ ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُوضِحَةِ

ہڈی ظاہر کرنے والے زخم کی دیت

1390: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ)).

سیدنا عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہڈی ظاہر کرنے والے زخموں میں پانچ پانچ اونٹ دیت ہے۔“

قال أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہل

عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ أَنَّ فِي الْمُوضِحَةِ خَمْسًا مِنَ الإِبِلِ.

علم کا اس پر عمل ہے۔ یہ امام سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے: ”ہڈی ظاہر کرنے والے زخم میں پانچ اونٹ دیت ہے“۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٤٩/٢، ابن الجارود: ٧٨٥، الدارقطني: ٢١٠/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥٦٦، سنن ابن ماجه: ٢٦٥٥، سنن نسائی: ٥٧/٨، مسند احمد: ٦٦٨١

فوائد الحدیث: (۱) زخموں کی نوعیت چونکہ مختلف ہوتی ہے اس لیے ان کی دیتیں بھی مختلف ہیں مثلاً:

۱۔ ”حارصه“ وہ زخم جس سے جلد معمولی چھل جائے

۲۔ ”بازله“ وہ زخم جس سے معمولی ساخون نکل آئے

۳۔ ”باضعه“ وہ زخم جس سے جلد چھل جائے اور گوشت کٹ جائے۔

۴۔ ”متلاحمه“ وہ زخم جو گوشت میں گہرائی تک چلا جائے۔

۵۔ ”محاق“ وہ زخم جو گوشت میں اتنا گہرا ہو کہ ہڈی کی جھلی تک پہنچ جائے۔

ان پانچ زخموں میں دیت کی کوئی مقدار مقرر نہیں، حاکم وقت حالات وواقعات کی روشنی میں جو بھی رقم بطور جرمانہ ڈال دے وہی درست ہے۔

۶۔ ”مُوضحه“ وہ زخم جو ہڈی کو ننگا کر دے یا توڑ دے مگر ہڈی اپنی جگہ برقرار رہے۔ اس کی دیت پانچ اونٹ ہے جیسا کہ حدیث الباب میں بھی ذکر ہے۔

۷۔ ”منقله“ وہ زخم جو ہڈی کو توڑ دے کہ ہڈی اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جائے اور اس ٹوٹے ہوئے حصے کو باندھ کر پہلی حالت میں لا کر جوڑا جائے۔ اس کی دیت پندرہ اونٹ ہیں۔

۸۔ ”مامومه“ وہ زخم جو دماغ کی جھلی کو پھاڑ دے۔ اس کی دیت ایک تہائی دیت ہے۔

۹۔ ”دامغه“ وہ زخم جو دماغ کی جھلی کو پھاڑ دے اس کی دیت بھی ایک تہائی دیت ہے۔

۱۰۔ ”جائفه“ وہ زخم جو اتنا گہرا ہو کہ خلا تک پہنچ جائے (خلا سے مراد جسم کے اندر کا خالی حصہ ہے جیسے پیٹ یا حلق وغیرہ) اس کی دیت بھی ایک تہائی دیت ہے۔ (سنن نسائی ۲/۲۴۷ کتاب القسامہ والقود والدیات)

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت

1391: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((دِيَةُ الأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءٌ عَشْرٌ مِنَ الإِبِلِ لِكُلِّ أُصْبُعٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے، ہر انگلی کے لیے دس اونٹ ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو موسیٰ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح اس طریق سے غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے اور سفیان ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه احمد: ۱/۲۲۷، عبد بن حميد: ۵۷۲، ابن ماجه: ۲۶۵۰

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۴۵۶۱، صحيح ابن حبان: ۶۰۱۲

1392: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ)). يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالإِبْهَامَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اور یہ برابر ہے۔“ یعنی: چھنگلیا اور انگوٹھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ۶۸۹۵، سنن ابو داود: ۴۵۵۸ و ۴۵۵۹، سنن ابن ماجه: ۲۶۵۲ و ۲۶۵۳، سنن نسائی: ۸/۵۶-۵۷، مسند احمد: ۱۹۹۹، صحيح ابن حبان: ۶۰۱۵

فوائد الحدیث: (۱) انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی کی دیت پانچ اونٹ ہے۔

(۲) دیت میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں برابر یعنی ایک ہی حکم میں ہیں نیز انگوٹھا اور چھوٹی انگلی بھی برابر ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَفْوِ

معاف کر دینا

1393: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا أَبُو السَّفَرِ قَالَ دَقَّ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ سِنَّ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ هَذَا دَقَّ سِنِّي. قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّا سَنُرْضِيكَ وَأَلَحَّ الآخَرُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَبْرَمَهُ فَلَمْ يُرْضِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ شَأْنَكَ بِصَاحِبِكَ. وَأَبُو الدَّرْدَاءِ جَالِسٌ عِنْدَهُ

ابو سفر نے بیان کیا: قریش کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کا دانت توڑ دیا، تو اس نے اس کے خلاف معاویہ رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی تو اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین! اس شخص نے میرا دانت توڑ دیا ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تجھے راضی کر دیں گے، دوسرے نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا اور انہیں تنگ کر دیا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: تمہارا معاملہ تمہارے ساتھی کے ساتھ ہے۔ جبکہ ابو درداء رضی اللہ عنہ

ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهِ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيئَةً)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے ان کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص کو جسم میں کوئی تکلیف / زخم پہنچے اور وہ صدقہ کر دے / معاف کر دے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

قَالَ الأَنْصَارِيُّ أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ. سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي. قَالَ فَإِنِّي أَذَرُهَا لَهُ. قَالَ مُعَاوِيَةُ لَا جَرَمَ لَا أُخَيِّبُكَ. فَأَمَرَ لَهُ بِمَالٍ.

اس انصاری نے کہا: کیا تم نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: میرے کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے یاد کیا۔ اس نے کہا: میں اسے معاف کرتا ہوں، معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی شک نہیں کہ میں تمہیں محروم نہیں کروں گا۔ انہوں نے اسے کچھ مال دینے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَلَا أَعْرِفُ لِأَبِي السَّفَرِ سَمَاعًا مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَحْمَدَ وَيُقَالُ ابْنُ يُحْمِدَ الثَّوْرِيُّ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور میں ابو سفر کا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع کے متعلق نہیں جانتا۔ ابو سفر کا نام سعید بن احمد ہے۔ اور ابن یحمد ثوری بھی کہا جاتا ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٥٨٦، ابو سفر اگرچہ ثقہ ہے مگر ابو درداء سے اس کا سماع ثابت نہیں۔

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٦٩٣، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٨/٥٥، مسند احمد : ٢٧٥٣٤، الديات لابن ابي عاصم: ٥٧-٥٨، والطبرى فى تفسيره: ١٢١٠٠

فوائد الحديث: قصاص و دیت میں مظلوم کو حق ہے کہ وہ شرعی طور پر بیان کردہ اپنے حق کو پورا پورا وصول کرے لیکن اگر وہ معاف کر دے تو اس کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب ہے اور معاف کرنے والا عمل اللہ تعالیٰ کو بھی بہت زیادہ محبوب ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رُضِخَ رَأْسُهُ بِصَخْرَةٍ

جس کا سر پتھر سے کچل دیا جائے

1394: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ فَأَخَذَهَا يَهُودِيٌّ فَرَضَخَ رَأْسَهَا بِحَجَرٍ وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ. قَالَ فَأُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((مَنْ قَتَلَكِ أَفُلَانٌ؟)). قَالَتْ بِرَأْسِهَا لَا.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک لڑکی زیورات سے آراستہ ہو کر باہر نکلی تو ایک یہودی نے اسے پکڑ لیا اور پتھر سے اس کا سر کچل دیا پھر اس کے زیورات لے لیے۔ ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ لوگ اس تک پہنچ گئے، اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کس نے

قَالَ ((فَفُلَانٌ؟)). حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَقَالَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ.

مارا ہے کیا فلاں شخص نے؟" اس نے سر کے اشارے سے کہا: نہیں، فرمایا: "فلاں نے؟" حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر کے اشارے سے کہا: ہاں۔

قَالَ فَأُخِذَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

پس اسے گرفتار کیا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، اور یہ امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے، جبکہ بعض اہل علم نے کہا ہے: صرف تلوار کے ساتھ ہی قصاص لیا جائے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٩٥/٩، ابن الجارود: ٨٣٧، ابو يعلى: ٢٨٦٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤١٣۔، صحیح مسلم: ١٦٧٢، سنن ابو داود: ٤٥٢٧ و ٤٥٢٨ و ٤٥٣٥، سنن ابن ماجه: ٢٦٦٥ و ٢٦٦٦ سنن نسائی: ١٠٠/٧-١٠١ و ٢٢/٨، مسند احمد : ١٢٦٦٧، صحیح ابن حبان: ٥٩٩١

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاتل نے جس طریقے اور ذریعے سے مقتول کو قتل کیا ہے قصاص میں قاتل کو بھی اسی طریقے اور ذریعے سے قتل کیا جائے گا۔

(۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ولا یستوفی القصاص الا بالسیف (ہدایہ ۴/ ۴۷۸) "قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا" ان کی بات درست نہیں بلکہ صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْدِيدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

مومن کے قتل کی سنگینی

1395: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پوری دنیا کا ختم ہو جانا اللہ کے ہاں کسی مسلمان شخص کے قتل ہو جانے سے انتہائی معمولی ہے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

محمد بن بشار نے ہمیں حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن یعلی بن عطاء عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے اور انہوں نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن ابی عدی کی روایت

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَبُرَيْدَةَ.

سے زیادہ صحیح ہے۔ اس باب میں سعد، ابن عباس، ابو سعید، ابو ہریرہ، عقبہ بن عامر، ابن مسعود اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو هَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابن ابی عدی نے شعبہ عن یعلی بن عطاء عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ مَوْقُوفًا وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ.

محمد بن جعفر اور کئی ایک نے شعبہ عن یعلی بن عطاء کی سند سے روایت کیا اور اسے مرفوع نہیں کہا۔ اور سفیان ثوری نے اسی طرح اسے یعلی بن عطاء سے موقوف روایت کیا اور یہ حدیث مرفوع سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) غاية المرام: ٤٣٩، اخرجه ابو نعيمم في الحلية: ٧/ ٢٧٠، البيهقي: ٨/ ٢٢

تخریج الحدیث: العلل الكبير: ٢/ ٥٧٩، وسنن نسائی: ٨٢/ ٨٣، ٧/ ٧، سنن ابن ماجه: ٢٦١٩

فوائد الحدیث: کسی بھی شخص کو ناجائز قتل کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ساری دنیا کا ہلاک ہو جانا ایک مومن مسلمان کے قتل کے مقابلے میں بہت ہلکا اور آسان ہے۔

8- بَابُ الْحُكْمِ فِي الدِّمَاءِ
(قیامت کے دن) قتل کا فیصلہ

1396: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ الْعِبَادِ فِي الدِّمَاءِ)).

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) بندوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں (قتل) کا فیصلہ کیا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ مَرْفُوعًا وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، کئی ایک نے اسی طرح اعمش سے مرفوع روایت کیا ہے، اور بعض نے اسے اعمش سے روایت کیا اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٩/ ٤٢٦، ابو يعلى: ٥٢١٤، الشهاب القضاعي: ٢١٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٣٣، صحیح مسلم: ١٦٧٨، سنن ابن ماجه: ٢٦١٥، و ٢٦١٧، سنن نسائی: ٧/ ٨٣-٨٤، مسند احمد: ٣٦٧٤، صحیح ابن حبان: ٧٣٤٤

1397: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فِي الدِّمَاءِ)).

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندوں کے درمیان سب سے پہلے قتل کا فیصلہ کیا جائے گا۔“

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٥٣٣، صحیح مسلم: ١٦٧٨، سنن ابن ماجه: ٢٦١٥، و ٢٦١٧، سنن نسائی: ٨٣/٧-٨٤، مسند احمد : ٣٦٧٤، صحیح ابن حبان: ٧٣٤٤

فوائد الحدیث: (۱) حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے حساب نماز کا ہوگا اور حقوق العباد میں سے سب سے پہلے قتل کے بارے ہوگا۔ یعنی باقی معاملات کی ثانوی حَیثِیّت ہوگی سب سے پہلے مقتول کو اس کا حق دلایا جائے گا۔

(۲) یا پھر یوں سمجھ لیں کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے ان میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان میں سے سب سے پہلے فیصلہ خون کے بارے میں کیا جائے گا۔

1398: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَكَمِ الْبَجَلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ)).

سیّدنا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی مومن کے قتل کرنے میں آسمان اور زمین والے سب شریک ہوں تو اللہ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ یزید الرقاشی کے ضعف کی وجہ سے ضَعیف ہے۔ مجمع الزوائد: ٦/٦

تخریج الحدیث: معجم الاوسط للطبرانی: ١٤٤٣، مستدرک حاکم: ٣٥٢/٤، صحیح مسلم، کتاب البروالصلة: ٢٥٧٧/٥٥

فوائد الحدیث: (۱) ایک مومن مُسلمان کا ناحق قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر ساری دنیا بھی ایک مُسلمان کے قتل میں شریک ہو تو ان سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۲) جو لوگ آج دولت کے نشے میں یا اختیار و اقتدار کی آڑ میں بدمعاشی کرتے ہوئے دوسروں کو ناحق قتل کر دیتے ہیں یا ماورائے عدالت قتل کروا دیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہئے کہ آخرت کا معاملہ بڑا سخت ہے جہاں ”لا تجزی نفس عن نفس شیئًا“ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا بلکہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا بدلہ خود ہی چکانا ہوگا۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ ابْنَهُ يُقَادُ مِنْهُ أَمْ لَا

جو شخص اپنے بیٹے کو قتل کر دے کیا اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟

1399: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ

سیّدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں رسول اللہ

حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقِيدُ الأَبَ مِنِ ابْنِهِ وَلَا يُقِيدُ الِابْنَ مِنْ أَبِيهِ.

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ باپ کو اس کے بیٹے سے قصاص دلواتے تھے جبکہ بیٹے کو اس کے باپ سے قصاص نہیں دلواتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُرَاقَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ. وَالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو سراقہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اس کی اسناد صحیح نہیں۔ اسماعیل بن عیاش نے مثنیٰ بن صباح سے روایت کی ہے اور مثنی بن صباح کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ مُرْسَلاً وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ.

اس حدیث کو ابو خالد احمد نے حجاج بن ارطاۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ (یعنی مرفوع) اور یہ حدیث عمرو بن شعیب سے مرسل بھی بیان کی گئی ہے۔ اور اس حدیث میں اضطراب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الأَبَ إِذَا قَتَلَ ابْنَهُ لَا يُقْتَلُ بِهِ وَإِذَا قَذَفَ ابْنَهُ لَا يُحَدُّ.

اور اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ باپ اگر بیٹے کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے بیٹے پر بہتان لگا دے تو اس پر حد قذف نافذ نہیں کی جائے گی۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں المثنیٰ بن الصباح راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٣٤

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف في العلل: ٢/٥٨١، سنن الدارقطني: ٣/١٤٢

1400: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا الأَحْمَرُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يُقَادُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”والد سے اولاد کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔“

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٨٩٠١، بعض علماء نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٦٦٢، مسند احمد : ٩٨، اخرجه ابن الجارود: ٧٨٨، سنن الدارقطني: ٣/١٤٠-١٤١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٨/٣٨

1401: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مساجد میں حدود نافذ کی جائیں گی نہ والد کو اولاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔“

الْمَسَاجِدِ وَلَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو اس اسناد سے صرف اسماعیل بن مسلم کی روایت کے حوالے ہی سے مرفوع جانتے ہیں، جبکہ اسماعیل بن مسلم مکی پر بعض اہل علم نے اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں یہ اسماعیل بن مسلم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥٩٩ و ٢٦٦١، سنن الدارقطني: ١٤٢/٣، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٣٩/٨

فوائد الحدیث: اگر باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا

10- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ

کسی مسلمان شخص کو صرف تین وجوہات پر قتل کیا جا سکتا ہے

1402: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)).

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان شخص یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو اسے تین میں سے کسی ایک وجہ سے ہی قتل کرنا جائز ہے: شادی شدہ زانی، قتل کے بدلے میں قتل اور دین ترک کر کے جماعت سے الگ ہونے والا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عثمان، سیّدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/ ٢٧٠، الدارمي: ٢٣٠٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٨٧٨، صحيح مسلم: ١٦٧٦، سنن ابو داود: ٤٣٥٢، سنن ابن ماجه: ٢٥٣٤، سنن نسائی: ٧/ ٩٠-٩١، و ٨/ ١٣، مسند احمد: ٣٦٢١، صحيح ابن حبان: ٤٤٠٧

فوائد الحدیث: (۱) قتل کرنا ایک سنگین جرم ہے کہ جس کی سزا انتہائی کڑی بیان کی گئی ہے لیکن اگر کوئی مسلمان درج ذیل تین گناہوں میں سے کوئی ایک گناہ بھی کر گزرے تو اس کا خون حلال اور قتل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

۱- شادی شدہ آدمی زنا کرے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔

۲- کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کر دے تو قصاص میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا۔

۳- ایسا شخص جو دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو ارتداد کی وجہ سے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

(۲) صرف قصاص کی صورت میں ورثاء کو معافی کا حق ہے، دوسری دونوں صورتوں میں مقدمہ عدالت میں آجانے کے بعد معافی کی کوئی صورت نہیں، دنیا میں ان پر حد نافذ کی جائے گی۔ باقی ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے آخرت میں جو اللہ تعالیٰ چاہے گا معاملہ کرے گا۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقْتُلُ نَفْسًا مُعَاهِدَةً

ذمی شخص کو قتل کرنے والے کا انجام

1403: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ الْبَصْرِيُّ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! جس نے کسی ذمی شخص کو قتل کر دیا جو اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے تو اس نے اللہ کی پناہ کو توڑ ڈالا وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے آجاتی ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث متعدد طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف: ١٤١٤٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٦٨٧، مسند ابويعلىٰ: ٦٤٥٢، مستدرک حاكم: ١٢٧/٢، مسند احمد: ٦٧٤٥

فوائد الحدیث: (۱) جو کافر، مُسلمانوں کی حکومت میں ایک معاہدے کے تحت رہ رہا ہو اسے ”ذمی“ کہتے ہیں کیونکہ اس کے جان مال کی حفاظت کا ”ذمہ“ مُسلمان حکومت نے اٹھایا ہے۔

(۲) اگر کوئی مُسلمان کسی بھی کافر کو قتل کر دے خواہ وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو تو اس مُسلمان کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا يقتل مومن بكافر (جامع ترمذی حدیث: ۱۴۱۲) ”کہ کسی بھی مومن کو کسی بھی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔“

12- بَابُ

باب (سابقہ مسئلہ کے متعلق)

1404: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنو عامر کے دو افراد کو مُسلمانوں کی دیت کے برابر دیت دلوائی۔ انہیں

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَدَى الْعَامِرِيَّيْنِ بِدِيَةِ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ لَهُمَا عَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان / پناہ حاصل تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو سَعْدٍ الْبَقَّالُ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور ابو سعید بقال کا نام سعید بن مرزبان ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابو سعید بقال ضعیف و مدلس ہے۔ ضعیف ترمذی: ۲۳۵

تخریج الحدیث: اخرجه ابن عدی فی الکامل: ۳/۱۲۲۱

فوائد الحدیث: حدیث الباب سنداً ضعیف ہے اس لیے کسی بھی کافر کی دیت، مسلمانوں کی دیت کے مطابق وصول نہیں کی جائے گی بلکہ کفار کو نصف دیت دلائی جائے گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ: ان عقل اهل الكتابيين نصف عقل المسلمين (ابن ماجہ ص ۱۱۹۴ ابواب الدیات) "کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی دیت مسلمانوں کی دیت سے نصف ہے۔"

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ فِي الْقِصَاصِ وَالْعَفْوِ

مقتول کا ولی / سرپرست قصاص لے سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے

1405: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يَعْفُوَ وَإِمَّا أَنْ يَقْتُلَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب اللہ نے اپنے رسول کو مکہ پر فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: "جس کا کوئی شخص قتل کر دیا جائے تو اسے دونوں باتوں کا اختیار حاصل ہے یہ کہ وہ معاف کر دے یا (قصاص میں) قتل کر دے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں وائل بن حجر، انس، ابو شریح خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ۲۶۰۳، الدارقطني: ۳/۹۷، البيهقي: ۵/۱۷۷، وفي دلائل النبوة: ۵/۸٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ۱۱۲، صحيح مسلم: ۱۳۵۵، سنن ابو داود: ٤٥٠٥، سنن ابن ماجه: ۲٦۲٤، سنن نسائي: ۸/۳۸، مسند احمد: ۷۲٤۲، صحيح ابن حبان: ۳۷۱۵

1406: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

سیّدنا ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مکہ کو حرم قرار دیا اور لوگوں نے اس کو حرمت والا نہیں بنایا، جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اس میں کسی کا خون بہائے نہ کوئی درخت کاٹے، اگر کوئی شخص

بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَسْفِكَنَّ فِيهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَنَّ فِيهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ مُتَرَخِّصٌ فَقَالَ أُحِلَّتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَإِنَّ اللهَ أَحَلَّهَا لِي وَلَمْ يُحِلَّهَا لِلنَّاسِ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هَذَا الرَّجُلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَإِنِّي عَاقِلُهُ فَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَهْلُهُ بَيْنَ خِيرَتَيْنِ إِمَّا أَنْ يَقْتُلُوا أَوْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ)).

رخصت حاصل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال کیا گیا تھا۔ تو (اسے یاد رکھنا چاہیے) اللہ نے اسے میرے لیے حلال کیا تھا لوگوں کے لیے اسے حلال قرار نہیں دیا تھا اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی کے لیے حلال کیا گیا تھا پھر وہ قیامت کے دن تک کے لیے حرام ہے۔ اے خزاعہ والو تم نے ہذیل کے اس شخص کو قتل کر دیا میں اس کی دیت ادا کرتا ہوں، پس آج کے بعد کسی کا کوئی شخص قتل کر دیا جائے تو اس کے اہل (وارثوں) کو دو باتوں کا اختیار ہے یا تو وہ اس قاتل کو قتل کر دیں یا وہ دیت لے لیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ شَيْبَانُ أَيْضًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ مِثْلَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کو شیبان نے بھی یحییٰ بن ابی کثیر سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَلَهُ أَنْ يَقْتُلَ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ)).

ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کا قتل کر دیا جائے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ قتل کر دے یا معاف کر دے یا دیت لے لے۔"

وَذَهَبَ إِلَى هَذَا بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

بعض اہل علم کا یہی موقف ہے اور یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اس کی تخریج کے لیے حدیث ۸۰۹ ملاحظہ فرمائیں۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٠٤ و ١٨٣٢ و ٤٢٩٥، و صحيح مسلم: ١٣٥٤، سنن النسائی: ٥/٢٠٥-٢٠٦، وفي الكبرى: ٥٨٤٦، مسند احمد : ١٦٣٧٣

فوائد الحديث: (۱) مقتول کے ورثاء کو حق ہے کہ چاہے تو قصاص لے لیں، چاہے تو معاف کر دیں۔ معاف کرنے کی دو صورتیں ہیں:
۱۔ قصاص معاف کر دیں اور دیت لے لیں یہ بھی معافی ہے۔ ۲۔ دیت کا کچھ حصہ یا مکمل دیت بھی معاف کر دیں۔
(۲) قاتل کو معاف کرنے کا حق صرف مقتول کے ورثاء کو ہے حاکم وقت یا جج وغیرہ کو نہیں۔

1407: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُتِلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدُفِعَ الْقَاتِلُ إِلَى وَلِيِّهِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ. فَقَالَ رَسُولُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک آدمی قتل کر دیا گیا تو قاتل کو اس کے ولی کے سپرد کر دیا گیا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے اسے عمداً قتل نہیں کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو! اگر تو

اللہ ﷺ ((أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَقَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ)). فَخَلَّى عَنْهُ الرَّجُلُ. قَالَ وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ. قَالَ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ. قَالَ فَكَانَ يُسَمَّى ذَا النِّسْعَةِ.

وہ اپنی بات میں سچا ہے اور تم نے اسے قتل کر دیا تو تم جہنم میں جاؤ گے۔" اس آدمی (ولی) نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ ایک تسمے کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ پس وہ اپنے تسمے کو گھسیٹتا ہوا نکلا اس وجہ سے اس کا نام تسمے والا رکھ دیا گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالنِّسْعَةُ حَبْلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور "نِسْعَةٌ" سے مراد "رسی" ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٩/٤٤٢، انظر تحفة الاشراف: ١٢٥٠٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٩٨، سنن ابن ماجه: ٢٦٩٠، سنن نسائی: ٨/١٣، شرح مشكل الآثار: ١٤٠٨٩٤٤

فوائد الحدیث: اگر قاتل کا ارادہ قتل کرنے کا نہ ہو لیکن ہتھیار مہلک استعمال ہوا ہے تو اس صورت میں قتل خطاء ہے، قتل خطاء میں دیت ہے قصاص نہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۳۸۶)

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ

مثلہ کی ممانعت

1408: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا فَقَالَ ((اغْزُوا بِسْمِ اللهِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو آپ ﷺ اسے ذاتی طور پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنے ساتھ والے حضرات کے ساتھ خیر و بھلائی کا رویہ اختیار کرنے کی وصیت فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ فرماتے: "اللہ کے نام پر اس کی راہ میں جہاد کرو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے کو قتل کرو، جہاد کرو، خیانت کرو نہ عہد شکنی، مثلہ کرو نہ بچوں کو قتل کرو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَنَسٍ وَسَمُرَةَ وَالْمُغِيرَةِ وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، شداد بن اوس، عمران بن حصین، انس، سمرہ، مغیرہ، یعلی بن مرہ اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْمُثْلَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم نے مثلہ کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٤٤٤، شرح المعاني: ٣/٢٠٦، البغوي: ٢٦٦٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٣١، سنن ابو داود: ٢٦١٢ و ٢٦١٣، سنن ابن ماجه: ٢٨٥٨، سنن نسائی فی

الكبرى: ٨٧٦٥، مسند احمد : ٢٢٩٧٨، صحيح ابن حبان: ٤٧٣٩

1409: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ)).

سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کر دیا ہے، پس جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو، جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو تم میں سے کوئی اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. أَبُو الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ اسْمُهُ شُرَحْبِيلُ بْنُ آدَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو اشعث کا نام شرحبیل بن آدہ ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٧٦، ابن الجارود: ٨٣٩، الطبراني في الصغير: ١٠٦٢

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٩٥٥، سنن ابو داود: ٢٨١٥، سنن ابن ماجه: ٣١٧٠، سنن نسائی: ٢٢٧/٧ و ٢٢٩ و ٢٣٠، مسند احمد : ١٧١١٣، صحيح ابن حبان: ٥٨٨٣

فوائد الحدیث: (۱) اسلام میں جہاد صرف اور صرف اعلاء کلمۃ اللہ اور شرک و کفر کی بیخ کنی کے لیے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے دنیادار فاتح بادشاہوں کی طرح ظلم و ستم کی اسلام میں اجازت نہیں۔ بلکہ اسلام تو ہمدردی اور خیر خواہی کا درس دیتے ہوئے تمام مجاہدین کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ جہاد و قتال صرف کفار کے خلاف ہو، اس میں بھی کسی قسم کی وعدہ خلافی اور خیانت نہیں ہونی چاہئے، انسانیت کی عزت و احترام میں کسی بھی لاش کا ”مُثلہ“ نہیں کرنا اور نہ ہی ایسے بچوں کو قتل کرنا ہے جو لڑنے کے قابل نہ ہوں۔

(۲) کسی بھی لاش کے ہاتھ، پاؤں ناک، کان وغیرہ کاٹنا ”مُثلہ“ کہلاتا ہے۔

(۳) اسلام تو جانوروں کو ذبح کرتے وقت بھی حتی الوسع آرام و سکون پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ کسی انسان کی لاش کی بے حرمتی کی اجازت دے، اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْجَنِينِ

جنین کی دیت

1410: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ أَنُعْطِي مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ هَذَا لَيَقُولُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ بَلْ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنین (پیٹ کے بچے) کے بارے میں ایک غلام یا کنیز دینے کا فیصلہ فرمایا تو اس شخص نے جس کے خلاف فیصلہ کیا تھا کہا: ہم اس کی دیت دیں گے؟ جس نے کھایا نہ پیا اور وہ چیخا نہ چلایا اس طرح کی صورت میں دیت نہیں دی جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو شاعرانہ بات کرتا ہے، بلکہ اس میں غلام یا کنیز کی دیت ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ حَمَلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

اس باب میں حمل بن مالک بن نابغہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْغُرَّةُ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ أَوْ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَوْ فَرَسٌ أَوْ بَغْلٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ ان میں سے بعض کہا: غرہ: سے غلام یا لونڈی یا پانچ سو درہم مراد ہے۔ جبکہ بعض نے کہا: گھوڑا یا خچر ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٢٤٩، ابو يعلى: ٥٩١٧، البيهقي: ٨/١١٥

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٧٥٨، صحيح مسلم: ١٦٨١، سنن ابو داود: ٤٥٧٦ و ٤٥٧٩، سنن ابن ماجه: ٢٦٣٩، سنن نسائی: ٨/٤٨ و ٤٩، مسند احمد: ٧٢١٧، صحيح ابن حبان: ٦٠٢٢

1411: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا ضَرَّتَيْنِ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ أَوْ عَمُودِ فُسْطَاطٍ فَأَلْقَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ وَجَعَلَهُ عَلَى عَصَبَةِ الْمَرْأَةِ.

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں جو آپس میں سوتن تھیں ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر یا خیمے کی چوب ماری تو اس کا جنین ساقط ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے جنین کے متعلق غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا اور اسے عورت کے عصبہ (باپ کی طرف سے رشتے داروں) پر مقرر فرمایا۔

قَالَ الْحَسَنُ وَأَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ.

حسن کہتے ہیں ہمیں زید بن حباب نے سفیان عن منصور کی سند سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣٨٥، ابن الجارود: ٧٧٨، الدارقطني: ٣/١٩٧، البيهقي: ٨/١١٤

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٦٨٢، سنن ابو داود: ٤٥٦٨ و ٤٥٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٦٣٣، سنن نسائی: ٨/٤٩-٥١، مسند احمد: ١٨١٣٨، صحيح ابن حبان: ٦٠١٦

فوائد الحدیث: (۱) "جنین" اس بچے کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں ہی ہے ابھی پیدا نہیں ہوا۔

(۲) اگر حاملہ عورت کا بچہ پیٹ میں ہی کسی کی چوٹ وغیرہ کی وجہ سے فوت ہو جائے تو یہ قتل شمار ہو گا۔ البتہ اس کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے اور اگر وہ عورت بھی فوت ہو گئی تو اس کی الگ سے مکمل دیت ہو گی، یا پھر قصاص ہو گا۔

(۳) یہ دیت قاتل یا قاتلہ کے عصبہ (باپ کی طرف سے مرد رشتہ داروں) پر ہو گی۔

16- بَابُ مَا جَاءَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا

1412: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَنْبَأَنَا

ابو جحیفہ نے بیان کیا، میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر

مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ عِنْدَكُمْ سَوْدَاءُ فِي بَيْضَاءَ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ لَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عَلِمْتُهُ إِلَّا فَهْمًا يُعْطِيهِ اللهُ رَجُلاً فِي الْقُرْآنِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ. قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ فِيهَا الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ.

المومنین! کیا تمہارے پاس ایسی کوئی تحریر ہے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو؟ انہوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے (بیج) کو پھاڑا اور جان کو پیدا فرمایا! میں تو صرف وہ فہم جانتا ہوں جو اللہ کسی کو قرآن کے بارے میں عطا فرماتا ہے اور جو کچھ اس تحریر میں ہے۔ میں نے کہا: تحریر میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس میں دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکام ہیں اور یہ کہ کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، اور یہ سفیان ثوری، مالک ابن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے، انہوں نے کہا: کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْمُعَاهِدِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

جبکہ بعض اہل علم نے کہا ہے: مسلمان کو ذمی شخص کے بدلے میں قتل کیا جائے گا جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الشافعي: ٢/١٠٤، الحميدي: ٤٠، الدارمي: ٢٣٦١، البيهقي: ٢٨/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١١١، سنن ابن ماجه: ٢٦٥٨، سنن ابو داود: ٥٤٣٠، سنن نسائی: ١٨/٨ و ٢٩ و ٢٣ و ٢٤، مسند احمد : ٥٩٩

فوائد الحدیث: (۱) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم کو کچھ خصوصی ہدایات ارشاد فرمائی ہیں اس لیے اس قسم کے سوال سیّدنا علی اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما سے ہوتے تھے۔ تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں شریعت کے احکام آپ ﷺ نے امت کو یکساں بیان فرمائے ہیں۔ البتہ یہ ایک صحیفہ ہے جس میں یہ تین احکام درج ہیں۔

۱۔ دیت کے احکام و مسائل کی تفصیل ہے

۲۔ قیدیوں کو آزاد کروانے کے مسائل ہیں

۳۔ اور اس میں یہ بھی درج ہے کہ کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) باقی فہم و فراست ہے جو اللہ کریم نے اپنے بندوں کو قرآن مجید میں عطا فرمائی ہے۔ کسی کے پاس کم ہے تو کسی کے پاس زیادہ۔

(۳) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے فہم کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے شرک کے چور دروازہ کو بند کر دیا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی دینی علوم کا فہم اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتے ہیں آپ خود اس کے مالک نہیں۔ (مزید دیکھے فوائد حدیث نمبر ۱۴۰۳)

17- باب مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْكُفَّارِ

کفار کی دیت

1413: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ)).

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔''

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((دِيَةُ عَقْلِ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ)).

اسی اسناد سے نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر کی دیت مومن کی دیت سے نصف ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي دِيَةِ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ فَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي دِيَةِ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ إِلَى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یہودی اور نصرانی کی دیت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض اہل علم کا موقف ہے کہ نبی ﷺ سے مروی حدیث کے مطابق یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ دِيَةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ. وَبِهَذَا يَقُولُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ دِيَةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ أَرْبَعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ الْمَجُوسِيِّ ثَمَانُمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَبِهَذَا يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيُّ وَإِسْحَاقُ.

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم ہے، مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے، امام مالک بن انس، شافعی اور اسحاق رحمہم اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ دِيَةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

بعض اہل علم نے کہا ہے: یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کے مثل ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٩٤/٩، ابن الجارود: ١٠٧٣، ابن خزيمه: ٢٢٨٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٧٥١ و ٤٥٠٦، سنن ابن ماجه: ٢٦٥٩، مسند احمد: ٦٦٦٢

فوائد الحدیث: ایک مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ آخرت تو آخرت ہے دنیا میں بھی اس کو کفار کے مقابلے میں عزت سے نوازا ہے کہ ایک کافر کی دیت، ایک مومن مسلمان کی دیت سے نصف قرار دی ہے۔ سبحان اللہ

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ عَبْدَهُ

جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے

1414: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ)).

سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے اور جس نے اپنے غلام کی ناک کاٹ دی ہم اس کی ناک کاٹ دیں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ إِلَى هَذَا وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

تابعین میں سے بعض اہل علم نے یہی موقف اختیار کیا ہے، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں۔ بعض اہل علم جیسے حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ نے کہا: آزاد اور غلام کے درمیان قتل کر دینے اور زخمی کر دینے کی صورت میں کوئی قصاص نہیں۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا قَتَلَ عَبْدَهُ لَا يُقْتَلُ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ عَبْدَ غَيْرِهِ قُتِلَ بِهِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

ان میں سے بعض نے کہا: جب وہ اپنے غلام کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور جب وہ اپنے علاوہ کسی اور کے غلام کو قتل کر دے تو پھر اسے قتل کیا جائے گا۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں قتادہ اور حسن بصری دونوں مدلس ہیں۔ ضعيف ابن ماجه: ٥٧٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٥١٥ و ٤٥١٦، ٤٥١٧، سنن ابن ماجه: ٢٦٦٣، سنن نسائی: ٨/٢٠-٢١ و ٢٦، مسند احمد: ٢٠١٠٤

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر وہ کسی دوسرے کے غلام کو قتل کرے گا تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ سنن نسائی کی ایک طویل حدیث میں ہے۔ المومنون تتكافأ دماءهم (نسائی ٢/٢٣٥، کتاب القسامہ و القود والدیات) کہ تمام مومنوں کا خون برابر ہے یعنی آزاد ہو یا غلام۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ عالم ہو یا جاہل وغیرہ واللہ اعلم علمہ اتم۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ هَلْ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

کیا عورت کو اپنے شوہر کی دیت سے میراث ملے گی

1415: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَأَبُو عَمَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الدِّيَةُ عَلَى

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: دیت باپ کی طرف سے رشتے داروں پر واجب ہوتی ہے، عورت کو اپنے شوہر کی دیت سے کچھ بھی نہیں ملے

الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا. حَتَّى أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيْهِ ((أَنْ وَرِّثِ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا)).

گا۔ حتیٰ کہ ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خط لکھا: اشیم ضبابی کی اہلیہ کو اس کے شوہر کی دیت میں سے وارث بناؤ۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٩/٣٦٣، البغوي: ٢٢٣٤، المزي في تهذيب الكمال: ١٣/٢٦٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٩٢٧، سنن ابن ماجه: ٢٦٤٢، سنن نسائی فی الکبری: ٦٣٦٣۔ ٦٣٦٦، مسند احمد : ١٥٧٤٥

فوائد الحدیث: (۱) دیت مقتول یا مقتولہ کے مال میں شامل کر کے بطور وراثت، تمام وارثوں میں تقسیم کی جائے گی جیسا کہ حدیث الباب میں سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا حکماً دیت میں وارث بنانا ثابت ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بعد کسی دوسرے کا اجتہاد حجت نہیں ہے

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِصَاصِ

قصاص کا بیان

1416: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلاً عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ)). فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ﴾ (المائدہ: ٤٥).

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی آدمی کے ہاتھ کو دانتوں کے ساتھ کاٹ لیا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دو دانت گر پڑے، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں مقدمہ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے بھائی (کے ہاتھ وغیرہ) کو (دانتوں کے ساتھ) اس طرح کاٹتا ہے جس طرح اونٹ کاٹتا ہے تمہارے لیے کوئی دیت نہیں۔“ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ﴾ ”اور زخموں میں بھی قصاص ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَسَلَمَةَ بْنِ أُمَيَّةَ وَهُمَا أَخَوَانِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣٨١، الطحاوي في شرح المشكل: ١٢٩١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٨٩٢، صحیح مسلم: ١٦٧٣، سنن ابن ماجه: ٢٦٥٧، سنن نسائی: ٨/٢٨ و ٢٩، مسند احمد : ١٩٨٢٩، صحيح ابن حبان: ٥٩٩٨، البيهقي: ٨/٢٣٦

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص کسی پر حملہ کر دے اور اس کی طرف سے اپنے دفاع میں حملہ آور کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو اس کا کوئی قصاص و بدلہ نہیں دلایا جائے گا۔ کیونکہ اگر وہ اپنا دفاع نہ کرتا تو یہ حملہ آور اسے نقصان پہنچاتا۔ نیز اپنا دفاع و تحفّظ کرنا تو ہر کسی کا حق ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَبْسِ فِي التُّهْمَةِ

تہمت کی بنیاد پر قید کرنا

1417: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلاً فِي تُهْمَةٍ ثُمَّ خَلَّى عَنْهُ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

بہز بن حکیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو تہمت کی بنیاد پر قید کیا اور پھر اسے چھوڑ دیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بَهْزٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ هَذَا الْحَدِيثَ أَتَمَّ مِنْ هَذَا وَأَطْوَلَ.

اور اسماعیل بن ابراہیم نے یہ حدیث بہز بن حکیم سے اس سے زیادہ طویل اور مکمل روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطبراني في الكبير: ١٩ حديث: ٩٩٨، البيهقي: ٥٣/٦
تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٣٠ و ٣٦٣١، سنن نسائیؒ: ٦٦/٨ و ٦٧، مسند احمد: ٢٠٠١٩
فوائد الحدیث: جب تک کسی شخص پر جرم ثابت نہ ہو جائے اس کو اس جرم کی سزا نہیں دی جا سکتی البتہ کسی بھی الزام کی صورت میں ملزم کو تفتیش وغیرہ کرنے کے لیے قید کیا جا سکتا ہے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو سزا دیں ورنہ چھوڑ دیں۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے

1418: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَحَاتِمُ بْنُ سِيَاهٍ الْمَرْوَزِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ سَرَقَ مِنَ الأَرْضِ شِبْرًا طُوِّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ)).

سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ (اور جس نے بالشت برابر زمین چوری کی تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔)"

وَزَادَ حَاتِمُ بْنُ سِيَاهٍ الْمَرْوَزِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ مَعْمَرٌ بَلَغَنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ زَادَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)).

حاتم بن سیاہ المروزی نے اس حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا معمر نے کہا مجھے زہری کے حوالے سے یہ خبر پہنچی۔ جب کہ میں نے ان سے سنا نہیں حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا: ''جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔''

وَهَكَذَا رَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ.

شعیب بن ابی حمزہ نے اس حدیث کو اس طرح زہری عن طلحہ بن عبداللہ عن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل عن سعید بن زید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔
اور سفیان بن عیینہ نے زہری عن طلحہ بن عبداللہ عن سعید بن زید کی سند سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے اور سفیان نے اس میں عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٦٠٩، ابن الجارود: ١٠١٩، ابو يعلى: ٩٠٦، البيهقي: ٩٨/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥٨٠، سنن ابو داود: ٤٧٧٢، سنن نسائي: ١١٥/٧-١١٦، مسند احمد : ١٦٢٨، صحيح ابن حبان: ٣١٩٤

1419: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، سعید بن زید، ابوہریرہ، ابن عمر، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اور ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَاتِلَ عَنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُقَاتِلُ عَنْ مَالِهِ وَلَوْ دِرْهَمَيْنِ.

بعض اہل علم نے آدمی کو رخصت دی ہے کہ وہ اپنی جان و مال کے دفاع کے لیے قتال کرے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ اپنے مال کی خاطر قتال کرے گا خواہ وہ دو درہم ہوں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٨٥٦٢، البيهقي: ١٨٧/٨، ابن ابي شيبة: ٤٥٦/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٨٠، صحیح مسلم: ١٤١، سنن ابو داود: ٤٧٧١، سنن نسائی: ١١٤/٧-١١٥، مسند احمد : ٦٥٢٢

1420: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْكُوفِيُّ شَيْخٌ ثِقَةٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا مال ناحق طور پر لینے کی کوشش کی جائے اور وہ قتال کرے اور پھر اسے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ایک اور سند سے محمد بن طلحہ عن عبداللہ بن عمرو کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٨٠، صحیح مسلم: ١٤١، سنن ابو داود: ٤٧٧١، سنن نسائی: ١١٤/٧-١١٥، مسند احمد: ٦٥٢٢

1421: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)).

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔''

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ هَذَا. وَيَعْقُوبُ هُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ.

اسی طرح کئی ایک نے ابراہیم بن سعد سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ راوی یعقوب جو ہیں وہ ابن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٨٣، ابن ابي شيبة: ٤٠٦/٩، الشهاب القضاعي في مسنده: ٣٤١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٧٧٢، سنن نسائی: ١١٦/٧، مسند احمد: ١٦٥٢

فوائد الحدیث: (١) ہر شخص کو اپنے جان، مال، اہل و عیال، دین کے تحفّظ کا حق حاصل ہے اس کے لیے اگر وہ لڑتا ہے یا ظالم اور حملہ آور سے بچنے کے لئے اس کا کسی قسم کا نقصان کر دیتا ہے تو اس پر کوئی قصاص نہیں۔ اور اگر اس دفاع میں خود قتل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کا مقام و

مرتبہ اور اجر و ثواب دیں گے۔ لیکن اس کے لیے ایمان شرط ہے کہ یہ شخص مومن، موحد، مسلمان ہو، مشرک و کافر کے لیے یہ سعادت نہیں ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ظالم لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے وعید سنائی ہے کہ اگر کسی کی ایک بالشت برابر زمین پر بھی ناجائز قبضہ کر لیا۔ تو یاد رکھو! قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کا مالک اپنے مال زمین وغیرہ کا دفاع و تحفظ نہ کر سکے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تو عدل و انصاف ہے اور اس کے سامنے کوئی طاقتور نہیں۔ لہٰذا دنیا میں بدمعاشی اور غنڈہ گردی کے ذریعے دوسروں کی املاک پر نہ قبضہ کیا جائے اور نہ ہی انہیں کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ

قسامت کا ذکر

1422: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ يَحْيَى وَحَسِبْتُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى إِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِي بَعْضِ مَا هُنَالِكَ ثُمَّ إِنَّ مُحَيِّصَةَ وَجَدَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلاً قَدْ قُتِلَ فَدَفَنَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل بن زید اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب وہ خیبر پہنچے تو وہ وہاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، پھر محیصہ نے عبداللہ بن سہل کو مقتول پایا، انہیں قتل کر دیا گیا تھا (انہوں نے انہیں دفن کیا)، پھر وہ اور حویصہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن سہل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبدالرحمن بن سہل رضی اللہ عنہ سب سے کم سن تھے۔

ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِيَتَكَلَّمَ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَبِّرِ الْكُبْرَ)). فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَقْتَلَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ ((أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا فَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ قَاتِلَكُمْ)). قَالُوا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا)). قَالُوا وَكَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْطَى عَقْلَهُ.

عبدالرحمن اپنے دو ساتھیوں سے پہلے بات کرنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”پہلے سب سے بڑا شخص بات کرے۔“ وہ خاموش ہو گئے اور ان کے دونوں ساتھیوں نے بات کی، پھر انہوں نے دونوں کے ساتھ کلام کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا تم پچاس بار قسمیں اٹھاتے ہو تاکہ تم اپنے (مقتول) ساتھی (کے قصاص وغیرہ) لینے کے حق دار بن جاؤ۔“ انہوں نے عرض کیا: ہم کس طرح قسم اٹھائیں جبکہ ہم موجود ہی نہیں تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر یہود پچاس قسمیں اٹھا کر آزاد ہو جائیں گے؟“ انہوں نے عرض کیا: ہم کس طرح کافروں کی قسمیں قبول کر سکتے ہیں؟ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورت دیکھی تو آپ ﷺ

نے اس کی دیت ادا فرمادی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو حسن بن علی الخلال نے حدثنا یزید بن ہارون اخبرنا یحیی بن سعید عن بشیر بن یسار عن سہل بن ابی حثمہ اور رافع بن خدیج کی سند سے اس حدیث کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْقَسَامَةِ وَقَدْ رَأَى بَعْضُ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ الْقَوَدَ بِالْقَسَامَةِ.

قسامت کے بارے میں اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ مدینہ کے بعض فقہاء کا موقف ہے کہ قسامت کے ذریعے قصاص لیا جائے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ إِنَّ الْقَسَامَةَ لَا تُوجِبُ الْقَوَدَ وَإِنَّمَا تُوجِبُ الدِّيَةَ. آخِرُ أَبْوَابِ الدِّيَاتِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ.

کوفہ والوں کے بعض اہل علم وغیرہ نے کہا: قسامت سے قصاص واجب نہیں ہوتا، وہ دیت واجب کر دیتی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٣٥٩، ابن الجارود: ٨٠٠، الطبراني في الكبير: ٤٤٢٨

تخريج الحديث: صحیح بخاری: ٦١٤٢، صحیح مسلم: ١٦٦٩، سنن ابو داود: ١٦٣٨ و ٤٥٢٠-٤٥٢١ و ٤٥٢٤، سنن نسائی: ٨/٥-١٢، مسند احمد: ١٦٠٩١، صحیح ابن حبان: ٦٠٠١

فوائد الحدیث: (۱) ''قسامت یا قسامہ'' ایک قانونی اصطلاح ہے جو زمانہ جاہلیت میں بھی رائج تھی کہ اگر کوئی شخص کسی بھی علاقے میں قتل ہو گیا اور قاتل کا واضح طور پر کوئی ثبوت نہیں اور قاتل کے ورثاء اس علاقے کے لوگوں پر شک کرتے ہیں اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً انکی علاقے والوں سے دشمنی ہو، یا اس علاقے کے لوگ قتل و غارت میں معروف ہوں وغیرہ وغیرہ تو قاتل کے ورثاء (مدعی) سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جو اسی قبیلے اور برادری کے مختلف لوگ اُٹھائیں گے۔ اگر مدعی پارٹی قسمیں نہ دے تو پھر مدعی علیہ (جن پر شک کیا جارہا ہے یا الزام دیا جارہا ہے) سے پچاس قسمیں لی جائیں گی کہ نہ تو ہم نے خود قتل کیا ہے نہ ہم اس کے قتل میں کسی طرح بھی ملوث ہیں حتیٰ کہ ہم قاتل کو جانتے تک نہیں تو یہ عمل ''قسامہ'' کہلاتا ہے۔

(۲) اگر مدعی پارٹی قسمیں اٹھالے تو مدعی علیہ سے قسمیں نہیں لی جائیں گی بلکہ ان سے دیت وصول کی جائے گی اور اگر وہ دیت دینے سے انکار کر دیں تو پھر ظاہر ہے اس کا فیصلہ جنگ کی صورت میں ہوگا۔

(۳) اگر مدعی قسمیں نہیں اُٹھاتے تو پھر مدعی علیہ سے قسمیں لی جائیں گی اگر وہ قسمیں نہ اُٹھائیں تو پھر وہ دیت دیں گے اور اگر قسمیں اُٹھا لیں تو وہ بری ہو گئے اب مدعی کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

(۴) اگر مدعی پارٹی مدعی علیہ کی قسموں کا اعتبار نہ کرتے ہوئے ان سے قسمیں نہ لے تو پھر مدعی علیہ پارٹی پر کوئی دیت وغیرہ نہیں کیونکہ وہ تو اپنی صفائی دینے کے لیے تیار ہیں۔ البتہ حاکم وقت کو چاہئے کہ پھر وہ بیت المال سے اس کی دیت ادا کر دے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قضیے کو نمٹانے کے لیے بیت المال سے دیت ادا کر دی تھی۔

15

اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حدود کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ

جس پر حد واجب نہیں ہوتی

1423: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَشِبَّ وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَعْقِلَ)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین اشخاص مرفوع القلم ہیں: سویا ہوا بیدار ہونے تک، بچہ جوان ہونے تک اور مجنون عقل آنے تک۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طریق سے مروی ہے۔

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ ((وَعَنِ الْغُلَامِ حَتَّى يَحْتَلِمَ)). وَلَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

اور ان میں سے بعض نے ذکر کیا: ”لڑکا حتیٰ کہ بالغ ہو جائے۔“ حسن (بصری) رحمۃ اللہ علیہ کا سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا

یہ حدیث عطاء بن سائب عن ابی ظبیان عن علی بن ابی طالب کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کی طرح روایت کی گئی

الْحَدِيثِ. وَرَوَاهُ الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہے۔اس حدیث کو اعمش نے ظبیان عن ابن عباس کی سند سے سیّدنا علی سے موقوف بیان کیا ہے۔ مرفوع بیان نہیں کیا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَدْ كَانَ الْحَسَنُ فِي زَمَانِ عَلِيٍّ وَقَدْ أَدْرَكَهُ وَلَكِنَّا لَا نَعْرِفُ لَهُ سَمَاعًا مِنْهُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حسن رحمۃ اللہ علیہ علی رضی اللہ عنہ کے دور میں موجود تھے ان کا زمانہ پایا ہے لیکن ہم ان کے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع کے متعلق نہیں جانتے۔

وَأَبُو ظَبْيَانَ اسْمُهُ حُصَيْنُ بْنُ جُنْدَبٍ.

ابو ظبیان کا نام حصین بن جندب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) ارواء الغليل: ٢٩٧، اخرجه الحاكم: ٣٨٩/٤، ابن خزيمه: ١٠٠٣، الدارقطني: ١٣٨/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٩٩۔ ٤٤٠٣، سنن ابن ماجه: ٢٠٤٢ سنن النسائی فی الکبری: ٧٣٤٣ و ٧٣٤٤ و ٧٣٤٦، مسند احمد: ٩٤٠، صحيح ابن حبان: ١٤٣، وسنن ابو داود: سنن النسائي: ٧٣٤٥، و ٧٣٤٧

فوائد الحدیث: (۱) "حد" سے مراد شریعت کے وہ تمام احکام مراد ہیں جن کو خاص کیفیت میں ادا کرنے کا حکم فرمایا اور اس کی جزئیات تک بیان فرمادیں جیسا کہ ظہار اور طلاق وغیرہ کے مسائل بیان کرنے کے بعد فرمایا تلك حدود الله "یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں"۔

یا جن کاموں سے منع فرمایا اور ممنوع کام کرنے کے جرم میں ان کی سزا مقرر کردی۔

(۲) بعض جرائم کی جو سزا مقرر کی گئی ہے اس سزا کو بھی "حد" کہتے ہیں جیسے حد زنا، حد قذف وغیرہ

(۳) جو بھی سزائیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی بھی جرم کی بیان فرمائیں وہ "حدود" ہیں ان میں کمی بیشی جائز نہیں۔ اور جن جرائم کی سزائیں مقرر نہیں فرمائیں بلکہ قاضی، جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ گناہ کی نوعیت، کیفیت، دیکھ کر خود ہی سزا تجویز کرے اسے تعزیر کہتے ہیں۔ اس میں موقعہ کی مناسبت سے کمی بیشی جائز ہے۔

(۴) بعض لوگوں نے قتل، زنا، چوری، قذف اور ارتداد کی سزاؤں کو ہی حدود سمجھا ہے۔ بلکہ ان میں بھی بعض جزئیات کی آڑ میں لاحد علیه عند "فلان" کہہ کر بہت سے مجرموں کی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ چوری اور زنا، شراب کے کئی ایک طریقے وضع کیے اور بدقماش لوگوں کے لیے برائی کے دروازے کھولے کہ الامان و الحفیظ۔ مگر یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری جنّت کی ضمانت اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔ دنیا میں کسی کو کسی جرم کی سزا ملے یا نہ ملے یا مفتیان کرام کی طرف سے کسی جرم کی تاویلیں کرکے کسی مجرم کو اگر تحفّظ دے بھی دیا جائے گا تو اس فتویٰ کی وجہ سے کوئی بھی جرم، گناہ اور حرام کام نیکی اور حلال نہیں بن جائے گا۔ فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگا۔

(۵) حدیث الباب میں جن تین قسم کے لوگوں سے حدود یا تعزیر کو معاف کیا گیا ہے وہ اس لیے کہ ان تینوں کا اپنے اس فعل پر اختیار نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لا یکلف الله نفسا الا وسعها کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے" لہٰذا یہ تینوں سونے والا نیند کی حالت میں، چھوٹا بچہ، بالغ ہونے تک اور مجنون و دیوانہ، پاگل پن میں کوئی گناہ کر بیٹھیں تو وہ گناہ گار تصور نہیں ہوں گے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَرْءِ الْحُدُودِ

حدود رفع کرنا

1424: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ادْرَءُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيلَهُ فَإِنَّ الإِمَامَ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوبَةِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس قدر ہو سکے مسلمانوں سے حدود رفع کرو اگر اس کے لیے نکلنے کی کوئی راہ ہو تو اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ امام کا درگزر کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔“

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ہناد نے حدثنا وکیع عن یزید بن زیاد کی سند سے محمد بن ربیعہ کی حدیث کی مثل بیان کیا اور انہوں نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرِوَايَةُ وَكِيعٍ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو صرف محمد بن ربیعہ عن یزید بن زیاد دمشقی عن الزہری عن عروۃ عن عائشہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرفوع جانتے ہیں۔ اور وکیع نے یزید بن زیاد سے اسی مانند روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا اور وکیع کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ.

نبی اکرم ﷺ کے کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے انہوں نے اس کی مثل ہی ارشاد فرمایا ہے۔

وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيُّ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا وَأَقْدَمُ.

یزید بن زیاد دمشقی حدیث میں ضعیف ہے اور یزید بن ابی زیاد کوفی اس سے زیادہ ثبت اور اقدم ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں یزید بن زیاد متروک ہے۔ تقریب: ٧٧١٦، المشكاة: ٣٥٧٠

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی العلل: ٢/٥٩٠، سنن الدارقطنی: ٣/٨٤، مستدرک حاکم: ٤/٣٨٤، سنن کبریٰ للبیهقی: ٨/٢٣٨ و ٩/١٢٣، سنن ابن ماجه: ٢٥٤٥، مسند ابی یعلیٰ: ٦٦١٨

فوائد الحدیث: ”حد“ کو ٹالنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ گناہ میں تاویل کر لی جائے یا اس گناہ کے کئی ایک طریقے ایجاد کر کے جرم میں شکوک و شبہات پیدا کر لیے جائیں تاکہ لا حد علیه عند ”فلاں“ کا نقارہ بجا کر اسے سزا سے بچا لیا جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ

شکوک وشبہات کی بنا پر حد قائم نہ کی جائے جب تک کہ شرعی اصولوں کے مطابق وہ جرم ثابت نہ ہو جائے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ

مُسلمان کی ستر پوشی کرنا

1425: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مُسلمان سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے، اللہ اس سے آخرت کی تکلیف دور فرمادے گا، جو کسی مُسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ اس کی دنیا و آخرت میں ستر پوشی فرمائے گا۔ بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے تو اللہ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عقبہ بن عامر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي عَوَانَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو کئی ایک نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی طرح ابو عوانہ کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَكَأَنَّ هَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

اسباط بن محمد نے اعمش سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا مجھے ابو صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ گویا کہ یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کو عبید بن اسباط بن محمد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے یہ حدیث اعمش سے بیان کی

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٥٨/٩، ابو نعيم في الحلية: ١١٩/٨، القضاعي في مسند الشهاب: ٤٥٨

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ٢٩٩٩، سنن ابو داود: ٤٩٤٦، سنن ابن ماجه: ٢٤١٧ و ٢٥٤٤، سنن النسائی فی الکبری: ٧٢٨٤-٧٢٩٠، مسند احمد: ٧٤٢٧، صحيح ابن حبان: ٥٣٤

1426: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان دوسرے مُسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ظلم کے حوالے کرتا ہے، جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف رہتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت پوری فرمادیتا ہے، جو کسی مُسلمان کی تکلیف دور کرتا

سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

ہے اللہ اس سے قیامت کے دن کی تکلیف دور فرمادے گا اور جو کسی مُسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الصحيحة: ٥٠٤، اخرجه البيهقي: ٦/٩٤، شعب الايمان: ٧٦١٤، البغوي: ٣٥١٨

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤٤٢، صحيح مسلم: ٢٥٨٠، سنن ابو داود: ٤٨٩٣، سنن النسائی فی الکبری: ٧٢٩١، مسند احمد: ٥٦٤٦، صحيح ابن حبان: ٥٣٣

فوائد الحديث: (۱) اگر کسی شخص سے کوئی گناہ ہو گیا ہو تو کوشش کی جائے کہ اس کی پردہ پوشی کی جائے اسے لوگوں میں پھیلایا نہ جائے کہ دوسرے مُسلمان کی بے عزتی ہو بلکہ اسے الگ سے سمجھانا چاہئے تاکہ وہ اس گناہ سے باز آجائے لیکن اگر وہ کیس عدالت میں آجائے تو پھر شہادت و گواہی سچی اور واقعاتی دینی چاہئے، جھوٹی گواہی دینا جائز نہیں اور نہ ہی پردہ پوشی کا یہ مطلب ہے۔

(۲) اگر جرم کی نوعیت ایسی ہو کہ عوام الناس کے لیے ضرر اور نقصان کا باعث ہو تو پھر لوگوں کو بتایا جاسکتا ہے کیونکہ اس بتانے اور اس کے عیب کو ظاہر کرنے میں اس کی بے عزتی کرنا مقصود نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مطلوب ہے۔

(۳) ایک مُسلمان کو ہمیشہ اپنے دوسرے مُسلمان بھائی کے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات رکھنے چاہئیں اس پر کسی قسم کا ظلم و زیادتی نہیں کرنی چاہئے اور حتی الوسع اس کی مصیبتوں میں اس کا ہاتھ بٹا کر اسے پریشانیوں سے نجات دلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ

حد میں تلقین کرنا

1427: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ ((أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ)). قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ ((بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ عَلَى جَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ)). قَالَ نَعَمْ. فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تمہارے متعلق جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ درست ہے؟" انہوں نے پوچھا: میرے متعلق آپ ﷺ کو کیا خبر ملی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے آل فلاں کی لونڈی سے زنا کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، انہوں نے چار بار اقرار کیا تو آپ ﷺ نے انہیں رجم کر دینے کا حکم فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سماک بن حرب عن سعید بن جبیر کی سند سے مرسل روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني الآثار: ٣/١٤٣، الطبراني في الكبير: ١٢٢٠٣

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٦٩٣، سنن ابو داود: ٤٤٢١ و ٤٤٢٥۔ ٤٤٢٧ ، سنن النسائی: ٧١٧١۔ ٧١٧٣، مسند احمد : ٢٢٠٢

فوائد الحدیث: قاضی اور جج کو ہر لحاظ سے تحقیق و تفتیش کر کے سزا سنانی اور "حد" نافذ کرنی چاہیے۔ تاکہ لاپرواہی کی وجہ سے کسی کی جان، یا کوئی عضو اور عزت ضائع نہ ہو جائے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَرْءِ الْحَدِّ عَنِ الْمُعْتَرِفِ إِذَا رَجَعَ

اعتراف جرم کرنے والا اگر اپنے اعتراف سے انحراف کر لے تو اس سے حد رفع ہو جاتی ہے

1428: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزٌ الأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى. فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الآخَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ قَدْ زَنَى. فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الآخَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى. فَأَمَرَ بِهِ فِي الرَّابِعَةِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْحَرَّةِ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَرَّ يَشْتَدُّ حَتَّى مَرَّ بِرَجُلٍ مَعَهُ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهُ بِهِ وَضَرَبَهُ النَّاسُ حَتَّى مَاتَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ فَرَّ حِينَ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ وَمَسَّ الْمَوْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((هَلاَّ تَرَكْتُمُوهُ؟)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ اس نے زنا کیا ہے، تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، وہ پھر دوسری جانب سے آئے۔ عرض کیا: (اللہ کے رسول!) اس نے زنا کیا ہے، پس آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، پھر وہ دوسری جانب سے آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے زنا کیا ہے آپ ﷺ نے چوتھی بار اعتراف کرنے پر انہیں رجم کر دینے کا حکم فرمایا تو انہیں حرہ کے میدان میں لے جایا گیا اور ان پر پتھر برسائے گئے (رجم کیا گیا) جب انہوں نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو وہ تیزی سے دوڑے حتیٰ کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اس کے پاس اونٹ کا جبڑا تھا اس نے اس کے ساتھ انہیں مارا اور دوسرے لوگوں نے بھی انہیں مارا حتیٰ کہ وہ وفات پا گئے، انہوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ پتھروں اور موت کی تکلیف محسوس کر کے بھاگ گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ کئی ایک طرق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

اور یہ حدیث زہری عن ابی سلمۃ عن جابر بن عبد اللہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحیح) ارواء الغلیل: ٢٣٢٢، اخرجه ابن ابي شيبة: ٧٢/١٠، البيهقي: ٢٢٨/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٢٧١، صحیح مسلم: ١٦٩١، سنن ابن ماجه: ٢٥٥٤، سنن ابو داود: ٤٤٢٨ و ٤٤٢٩، سنن النسائی فی الکبری: ٧٢٠٤، مسند احمد : ٩٨٠٩، صحیح ابن حبان: ٤٣٩٩

1429: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)). قَالَ لَا. قَالَ ((أَحْصَنْتَ؟)). قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے پھر اعتراف کیا آپ ﷺ نے اس سے رخ موڑا حتیٰ کہ اس نے اپنے خلاف چار بار اقرار کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو دیوانہ ہے؟'' اس نے عرض کیا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اسے عید گاہ میں پتھر مارے گئے۔ جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اسے پکڑ لیا گیا اور پتھر مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کلمہ خیر فرمایا، اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُعْتَرِفَ بِالزِّنَا إِذَا أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ مَرَّةً أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
بعض اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، کہ جب زنا کا اعتراف کرنے والا چار بار اپنے خلاف مستقل گواہی دے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔
ان میں سے بعض نے کہا: جب وہ اپنے خلاف ایک بار اقرار کر لے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ یہ امام مالک بن انس اور شافعی رحمہما اللہ کا قول ہے۔

وَحُجَّةُ مَنْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنِي زَنَى بِامْرَأَةِ هَذَا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)). وَلَمْ يَقُلْ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

اس موقف والوں کی دلیل سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور زید بن خالد کی روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مقدمہ لائے تو ان میں سے ایک نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے بیٹے نے اس کی اہلیہ سے زنا کیا ہے۔ (لمبی حدیث ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ) اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''اُنیس! اس شخص کی اہلیہ کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا۔'' آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: اگر وہ چار بار اعتراف کرے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٨١٣، الطحاوي في شرح المشكل الآثار: ٤٣١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٨٢٠، صحیح مسلم: ١٦٩١، سنن ابو داود: ٤٤٣٠، سنن النسائی: ٤/٦٢-٦٣، مسند احمد: ١٤٤٦٢، صحیح ابن حبان: ٣٠٩٤

فوائد الحدیث: (١) کوئی شخص ایسے جرم کا اقرار کرے کہ جس پر حد قائم ہوتی ہے تو اس کے ایک دفعہ اقرار کر لینے سے بھی حد نافذ ہو جائے گی۔

(٢) اگر کوئی شخص اقرار کرنے کے بعد پھر اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُشْفَعَ فِي الْحُدُودِ

حدود میں شفاعت / سفارش کرنے کی ممانعت

1430: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟)). ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ ((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو مخزومی خاتون کے مسئلے کی تشویش تھی، جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا: اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون سفارش کرے گا؟ انہوں نے کہا: یہ کام صرف رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں، چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں کو صرف اسی چیز نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے معزز شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے، اور جب ان میں سے ناتواں شخص چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کر دیتے تھے، اللہ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مَسْعُودِ ابْنِ الْعَجْمَاءِ وَيُقَالُ مَسْعُودُ بْنُ الأَعْجَمِ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس باب میں مسعود بن عجماء (انہیں مسعود بن اعجم بھی کہا جاتا ہے)، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٣٠٧، ابن الجارود: ٨٠٥، سنن البيهقي: ٨/٢٥٣، وفي الدلائل: ٥/٨٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٤٧٥، صحیح مسلم: ١٦٨٨، سنن ابو داود: ٤٣٧٣ و ٤٣٧٤ و ٤٣٩٦، سنن ابن ماجه: ٢٥٤٧، سنن النسائی: ٨/٧٢-٧٣، مسند احمد: ٢٥٢٩٧، صحیح ابن حبان: ٤٤٠٢

فوائد الحدیث: (۱) حدود کے کسی بھی کیس میں عدالت میں مقدمہ آ جانے کے بعد نہ تو سفارش ہو سکتی ہے اور نہ ہی معاف کیا جا سکتا ہے۔ سوائے قصاص کے کہ اس میں ورثاء کو آخر وقت تک معاف کرنے کا حق ہے۔ اور ورثاء سے آدمی معافی کی سفارش بھی کر سکتا ہے۔

(۲) عدالت میں کیس آنے سے پہلے اگر معاشرتی بگاڑ کا خطرہ نہ ہو تو پردہ پوشی کی جا سکتی ہے اور متاثرہ فریق معاف بھی کر سکتا ہے لیکن اگر واقعہ مشہور ہو جائے اور معاشرے پر اس کے اثرات اچھے نہ ہوں تو اس کو عدالت میں لا کر مجرم کو سزا دلائیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْقِيقِ الرَّجْمِ

اثبات رجم

1431: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَجَمَ أَبُو بَكْرٍ وَرَجَمْتُ وَلَوْلَا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَزِيدَ فِي كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُهُ فِي الْمُصْحَفِ فَإِنِّي قَدْ خَشِيتُ أَنْ تَجِيءَ أَقْوَامٌ فَلَا يَجِدُونَهُ فِي كِتَابِ اللهِ فَيَكْفُرُونَ بِهِ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رجم کیا اور میں نے رجم کیا۔ اگر مجھے یہ بات ناگوار نہ ہوتی کہ میں اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دوں گا تو میں اسے مصحف میں لکھ دیتا، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ لوگ آئیں گے وہ اسے اللہ کی کتاب میں نہیں پائیں گے تو وہ اس کا انکار کر دیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور یہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ۸/۵۰٤، اخرجه مالك: ۱۷٦٦، ابن ابي شيبة: ۱۰/۷۷

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٨٣٠، صحیح مسلم: ۱٦۹۱، سنن ابو داود: ٤٤۱۸، سنن ابن ماجه: ۲٥٥۳، سنن النسائی فی الکبری: ۷۱٥۷، و ۷۱٥۸، مسند احمد: ۲۷٦ و ۳۳۱، صحیح ابن حبان: ٤۱۳

1432: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ فَرَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَإِنِّي خَائِفٌ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ فَيَقُولَ قَائِلٌ لَا

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی، اس نے آپ ﷺ پر جو نازل فرمایا اس میں آیت رجم بھی تھی، پس رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے اور کوئی کہے کہ ہم تو اللہ کی کتاب میں رجم (کا حکم) نہیں پاتے، پس وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو

نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ حَبَلٌ أَوِ اعْتِرَافٌ.

جائیں گے۔ سنو! جب کوئی شادی شدہ شخص زنا کرے اور گواہی ثابت ہو جائے یا حمل ہو جائے یا وہ اعتراف کر لے تو ایسے شخص پر رجم کی حد نافذ کرنا واجب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٧٦٥، الحميدي: ٢٥، الدارمي: ٢٣٢٧، ابو يعلى: ١٤٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٨٣٠، صحیح مسلم: ١٦٩١، سنن ابو داود: ٤٤١٨، سنن ابن ماجه: ٢٥٥٣، سنن النسائی فی الکبری: ٧١٥٧، و ٧١٥٨، مسند احمد : ٢٧٦ و ٣٣١، صحیح ابن حبان: ٤١٣

فوائد الحدیث: (۱) شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کریں تو ان کی شرعی سزا رجم کرنا ہے۔ یہ حکم قرآن مجید میں موجود تھا اور اس کی آیت مبارکہ کی تلاوت بھی کی جاتی تھی بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آیت کی تلاوت منسوخ کر دی اور اس کا حکم باقی رکھا، جیسا کہ حدیث الباب میں وضاحت ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے اس پر عمل کرتے ہوئے شادی شدہ زانی کو رجم کیا۔

(۲) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لو کان بعدی نبی لکان عمر (مستدرک حاکم) "کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے"۔ چنانچہ آپ دیکھیں کہ جس خدشے کا اظہار سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا وہ ہو کر ہی رہا اور کتنے لوگ ہیں جنہوں نے حد رجم کا سرے سے انکار کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۳) زنا کی حد قائم کرنے کے لیے تین صورتوں میں سے کم از کم ایک کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ "دلیل قائم ہو جائے" یعنی چار گواہ شرعی شرائط کے ساتھ گواہی دیں کہ انہوں نے دونوں کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صرف آثار و قرائن دلیل نہیں بن سکتے)

۲۔ "حمل" غیر شادی شدہ عورت ہو اور اسے حمل ٹھہر جائے تو یہ بھی اس کے زانیہ ہونے کی دلیل ہے۔ یا پھر شادی شدہ عورت کا خاوند اپنی بیوی پر الزام لگائے لیکن اس نے خود اس "طُھر" میں جماع نہ کیا ہو۔

۳۔ "اعتراف" زانی مرد یا زانیہ عورت خود اپنے گناہ کا اعتراف و اقرار کر لے اور یہ اقرار ایک مرتبہ بھی کافی ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ عَلَى الثَّيِّبِ

شادی شدہ کو رجم کرنا

1433: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فَقَامَ إِلَيْهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ أَنْشُدُكَ اللهَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمَّا قَضَيْتَ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیّدنا ابو ہریرہ، زید بن خالد اور شبل رضی اللہ عنہم سے سنا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس تھے کہ دو آدمی مقدمہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ

بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ.

آپ ﷺ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

فَقَالَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِي فَأَتَكَلَّمَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَا بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَفَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ لَقِيتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَزَعَمُوا أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ هَذَا.

اس کا دوسرا فریق بولا جبکہ وہ اس سے زیادہ سمجھ دار تھا: اللہ کے رسول! ٹھیک ہے، آپ ﷺ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے بات کرنے کی اجازت عطا فرمائیں: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اس نے اس کی اہلیہ سے زنا کر لیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا نافذ ہوگی، میں نے فدیہ میں سو بکریاں دے دیں اور ایک خادم بھی دے دیا۔ پھر میں کچھ اہل علم سے ملا تو انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا سو کوڑوں اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا کا حق دار ہے، رجم تو اس کی اہلیہ پر ہے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)). فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے! میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم تجھے لوٹا دیے جائیں گے، تمہارے بیٹے پر سو کوڑوں اور سال کی جلا وطنی کی سزا نافذ ہوگی۔ انیس! صبح اس کی اہلیہ کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دو۔'' وہ صبح اس کے پاس گئے اس نے اعتراف کر لیا تو اسے رجم کر دیا۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو اسحٰق بن موسیٰ انصاری نے حدثنا معن حدثنا مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ اور زید بن خالد جہنی کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح اس کا معنی بیان کیا ہے۔ نیز قتیبہ نے ہم کو لیث عن ابن شہاب کی سند سے مالک کی حدیث کی طرح اس کا معنی بیان کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَهَزَّالٍ وَبُرَيْدَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ وَأَبِي بَرْزَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو بکرہ، عبادہ بن صامت، ابو ہریرہ، ابو سعید، ابن عباس، جابر بن سمرہ، ہزال، بریدہ، سلمہ بن محبق، ابو برزہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

روایت حسن صحیح ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اسی طرح مالک بن انس، معمر اور کئی ایک نے زہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابی ہریرہ و زید بن خالد کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وَرَوَوْا بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا فَإِنْ زَنَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ)).

اور انہوں نے اس سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے مارو، اگر وہ چوتھی بار زنا کرے تو اسے فروخت کر دو خواہ بالوں کی رسی کے عوض فروخت کر دو۔“

وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. هَكَذَا رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَهَمٌ وَهِمَ فِيهِ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَدْخَلَ حَدِيثًا فِي حَدِيثٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا)).

سفیان بن عیینہ نے زہری عن عبید اللہ عن ابی ہریرہ و زید بن خالد اور شبل رضی اللہ عنہم کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی طرح ابن عیینہ نے دونوں حدیثیں اکٹھی سیّدنا ابوہریرہ، زید بن خالد اور شبل رضی اللہ عنہم سے بیان کر دی ہیں۔ ابن عیینہ کی حدیث وہم ہے اس میں سفیان بن عیینہ کو وہم ہوا انہوں نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں شامل کر دیا۔ اور صحیح وہ ہے جو محمد بن ولید زبیدی اور یونس بن یزید اور زہری کے بھتیجے نے زہری عن عبید اللہ عن ابی ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی سند سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے مارو“۔

وَالزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ شِبْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ الأَوْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ)). وَهَذَا الصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَشِبْلُ بْنُ خَالِدٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عبید اللہ عن شبل بن خالد عن عبد اللہ بن مالک اوسی کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”جب لونڈی زنا کرے“ محدثین کے نزدیک یہ صحیح ہے اور شبل بن خالد نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ نہیں پایا (یعنی یہ صحابی نہیں)۔ بے شک شبل نے عبد اللہ بن مالک اوسی کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے اور یہ صحیح ہے اور ابن عیینہ کی روایت محفوظ نہیں۔ ان سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے کہا: شبل بن حامد، اور یہ خطا ہے، وہ تو شبل بن خالد ہے، اور شبل بن خلید بھی کہا جاتا ہے۔

إِنَّمَا رَوَى شِبْلٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ الأَوْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَذَا الصَّحِيحُ وَحَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ شِبْلُ بْنُ حَامِدٍ وَهُوَ خَطَأٌ إِنَّمَا هُوَ شِبْلُ بْنُ خَالِدٍ وَيُقَالُ أَيْضًا شِبْلُ بْنُ خُلَيْدٍ.

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨١١، ابن الجارود: ٨١١ و ٨٢١، البيهقي: ٨/٢١٩ و ٢٤٢، البغوي: ٢٥٧٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٢٤، صحيح مسلم: ١٦٩٧، سنن ابو داود: ٤٤٤٥، سنن ابن ماجه: ٢٥٤٩، سنن النسائی: ٨/٢٤٠-٢٤١، مسند احمد : ١٧٠٤٢، صحيح ابن حبان: ٤٤٣٧

فوائد الحدیث: (۱) زناکاری کا جرم قابل مصالحت نہیں کیونکہ کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ معاف کر دے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے۔ جیسا کہ قتل میں دیت یا معافی کی صورت میں صلح ہو سکتی ہے۔

(۲) "کتاب اللہ" سے مراد قرآن مجید اور حدیث مبارک دونوں ہی ہیں کیونکہ دونوں وحی الٰہی اور منزل من اللہ ہیں جو لوگ حدیث کو حجت نہیں مانتے اور صرف قرآن مجید کو کتاب اللہ مانتے ہیں۔ انہیں اس حدیث کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے کہ سائل آپ ﷺ سے عرض کر رہا ہے کہ ہمارے درمیان "کتاب اللہ" کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور آپ ﷺ بھی فرماتے ہیں کہ میں تمہارے درمیان "کتاب اللہ" کے مطابق فیصلہ کروں گا جب کہ آپ ﷺ کا یہ فیصلہ قرآن مجید میں موجود نہیں بلکہ حدیث میں موجود ہے تو معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث مبارک بھی "کتاب اللہ" میں شامل ہے

1434: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ الرَّجْمُ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے احکام حاصل کرو اللہ نے ان (عورتوں) کے لیے راہ پیدا فرما دی ہے: شادی شدہ شادی شدہ سے زنا کرے تو سو کوڑے اور رجم کرنا ہے اور غیر شادی شدہ (کنوارہ) غیر شادی شدہ سے زنا کرے تو سو کوڑوں اور سال کی جلاوطنی کی سزا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا الثَّيِّبُ تُجْلَدُ وَتُرْجَمُ. وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم جیسے: علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے کہا: شادی شدہ کو کوڑے مارے جائیں گے اور رجم کیا جائے گا بعض اہل علم کا یہ موقف ہے اور یہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمَا الثَّيِّبُ إِنَّمَا عَلَيْهِ الرَّجْمُ وَلَا يُجْلَدُ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم جیسے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما وغیرہما کا موقف ہے کہ شادی شدہ کو صرف رجم کیا جائے گا کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُ هَذَا فِي غَيْرِ حَدِيثٍ فِي قِصَّةِ مَاعِزٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ أَمَرَ بِالرَّجْمِ وَلَمْ يَأْمُرْ أَنْ يُجْلَدَ قَبْلَ أَنْ يُرْجَمَ.

نبی ﷺ سے ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں دوسری حدیث میں روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے رجم کا حکم فرمایا اور رجم کرنے سے پہلے کوڑے مارنے کا حکم نہیں فرمایا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٨٠، ابن الجارود: ٨١٠، شرح المعاني: ٣/١٣٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٩٠، سنن ابو داود: ٤٤١٥ و ٤٤١٦، سنن ابن ماجه: ٢٥٥٠، سنن النسائی فی الکبری: ٧١٤٢۔ ٧١٤٤، مسند احمد : ٢٢٧٨٠، صحيح ابن حبان: ٤٤٢٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ (سورۃ النساء: ١٥) "یعنی (مفہوماً) جن عورتوں کا جرم ثابت ہو جائے تو انہیں اپنے گھروں میں قید رکھو، باہر جانے کی اجازت نہ دو اور یہ سزا ساری زندگی کی ہے حتیٰ کہ وہ فوت ہو جائیں یا پھر اللہ تعالیٰ انکے لیے کوئی اور حکم نازل فرمادیں۔" جب سورہ نور کی آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے (بدکاری کے احکام اور سزا) جان لو، کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راستہ مقرر فرمادیا ہے۔

(۲) شادی شدہ زانی کے لیے سو کوڑے اور رجم کی سزا ہے۔ لیکن کئی ایک مواقع پر آپ ﷺ نے صرف رجم کیا ہے کوڑے نہیں لگائے تو معلوم ہوا کہ اگر صرف رجم ہی کر دیا جائے تو کافی ہے۔ کوڑوں کی سزا اسی میں مدغم سمجھی جائے گی۔ کنوارے زانی کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال جلاوطن کیا جائے گا یہ جلاوطنی والی سزا تو ممکن نہیں کہ ذرائع ابلاغ اور فیس بک، واٹس ایپ وغیرہ نے کوئی علاقہ بھی پردیس نہیں رہنے دیا لہٰذا اس کا متبادل ایک سال تک قید خانے، جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ آجکل تو جیلوں کا نظام ہمارے آزادانہ نظام اور معاشرے سے بھی بدتر ہو چکا ہے جہاں جرائم پنپتے اور مجرم پلتے ہیں۔

9- بَابُ مِنْهُ [تَرَبُّصِ الرَّجْمِ بِالْحُبْلٰى حَتَّى تَضَعَ]

حاملہ کو وضع حمل تک رجم نہیں کیا جائے گا

1435: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اعْتَرَفَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِالزِّنَا فَقَالَتْ إِنِّي حُبْلَى. فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَأْتِنِي)). فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللهِ! رَجَمْتَهَا ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا.

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نے نبی ﷺ کے پاس زنا کا اعتراف کیا اور اس نے کہا کہ وہ حاملہ ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا تو آپ نے فرمایا: "اس کے ساتھ اچھا سلوک کر جب وہ بچے کو جنم دے لے تو مجھے اطلاع کرنا۔" پس اس نے ایسے ہی کیا تو آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کے کپڑے اس پر باندھ دیے گئے، پھر آپ ﷺ نے اسے رجم کر دینے کا حکم فرمایا تو اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اسے رجم کیا اور پھر اس کی نماز

جنازہ پڑھائی؟!

فَقَالَ ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ)).

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر (گناہ گاروں) پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان کو کافی ہو جائے، کیا تم اس سے بھی بہتر کوئی چیز پاتے ہو کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨٧/١٠، الدارمي: ٢٣٣٠، ابن الجارود: ٨١٥، البيهقي: ١٨/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٩٦ . ، سنن ابو داود: ٤٤٤٠، سنن ابن ماجه: ٢٥٥٥، سنن النسائي: ٦٣/٤، مسند احمد : ١٩٨٦١، صحيح ابن حبان: ٤٤٠٣

فوائد الحدیث: (۱) زانیہ عورت اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس پر حد کے نفاذ کو موخر کیا جائے گا تاکہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ قتل نہ ہو۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو پھر اسے رجم کیا جائے۔

(۲) رجم کرتے وقت اگر عورت ہو تو اس کے جسم پر اچھی طرح کپڑے وغیرہ باندھ لینے چاہیں تاکہ اس کی بے پردگی نہ ہو۔

(۳) ”مرجوم“ (جس کو رجم کیا گیا) اس کا جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَجْمِ أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کو رجم کرنا

1436: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو رجم کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں ایک قصہ ہے، اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٧٥٥، الحميدي: ٦٩٦، الدارمي: ٢٣٢٦، البيهقي: ٢١٤/٨، البغوي: ٢٥٨٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٣٢٩، صحيح مسلم: ١٦٩٩، سنن ابو داود: ٤٤٤٦ و ٤٤٤٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٥٦، سنن النسائی فی الکبری: ٧٢١٣ـ ٧٢١٦، مسند احمد : ٤٤٩٨، صحيح ابن حبان: ٤٤٣١

1437: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو رجم کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَرَاءِ وَجَابِرٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، براء، جابر، ابن ابی اوفی، عبداللہ بن حارث بن جزء اور ابن

عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا اخْتَصَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ وَتَرَافَعُوا إِلَى حُكَّامِ الْمُسْلِمِينَ حَكَمُوا بَيْنَهُمْ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِأَحْكَامِ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُقَامُ عَلَيْهِمُ الْحَدُّ فِي الزِّنَا.

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ انہوں نے کہا: جب اہل کتاب کا کوئی جھگڑا ہو جائے اور وہ مسلمانوں کے حکام کے پاس مقدمہ لے آئیں تو وہ کتاب و سنت اور مسلمانوں کے احکام کے مطابق فیصلہ کریں۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا: ان پر حد زنا نافذ نہیں کی جائے گی۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) گزشتہ حدیث کی بنا پر یہ بھی صحیح ہے۔ اخرجه ابن ابي شيبة: ٦/ ٥٠٠، ابن عدي في الكامل: ١/ ٣٠١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥٥٧، مسند احمد: ٢٠٨٥٦.

فوائد الحدیث: غیر مسلم بھی اگر اپنے معاملات اسلامی حکومت اور عدالتوں سے حل کروائیں تو ان کے فیصلے بھی قرآن و حدیث کی رو سے ہی ہوں گے۔ "حدود" کے کیس ہوں تو ان پر کتاب اللہ کے مطابق حد قائم کی جائے گی۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفْيِ

جلاوطنی کی سزا

1438: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَيَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (زانی کو) کوڑے مارے اور جلا وطن کیا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور جلا وطن کیا اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور جلا وطن کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں ابو ہریرہ، زید بن خالد اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے بھی روایات ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ فَرَفَعُوهُ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ.

امام ترمذی نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔ اس حدیث کو کئی ایک محدثین نے عبداللہ بن ادریس سے مرفوع بیان کیا ہے۔ اور بعض محدثین نے اس حدیث کو عبداللہ بن ادریس عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر کی سند سے بیان کیا کہ بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور جلاوطن کیا اور بے شک سیّدنا عمر نے کوڑے مارے اور جلاوطن کیا۔ اسی

کے ساتھ ہم کو ابو سعید اشج نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا۔

وَهٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ رِوَايَةِ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ نَحْوَ هٰذَا.

اسی طرح یہ حدیث عبداللہ بن ادریس کی روایت کے علاوہ عبیداللہ بن عمر سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

وَهٰكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ النَّفْيُ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَغَيْرُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اسی طرح محمد بن اسحاق نے اسے نافع عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور جلا وطن کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارے اور جلا وطن کیا۔ انہوں نے اس میں نبی ﷺ کے حوالے سے ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے زانی کو جلا وطن کرنا صحیح ثابت ہے۔ ابو ہریرہ، زید بن خالد اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم نے اسے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَغَيْرُهُمْ وَكَذٰلِكَ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم جیسے ابو بکر و عمر، علی، ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود اور ابوذر وغیرہم رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل ہے۔ اسی طرح تابعین میں سے کئی ایک فقہاء کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حدیث رقم: ٧٩٢٤

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی العلل: ٢/٦٠٠، سنن النسائی فی الکبری: ٧٣٤٢، سنن کبریٰ للبیهقی: ٨/٢٢٣

فوائد الحدیث: (۱) غیر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کریں تو ان کی سزا سو کوڑے اور ایک سال تک جلا وطنی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے۔ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سمعت النبی ﷺ یامر فیمن زنی ولم یحصن جلد مائة و تغریب عام (بخاری ٢/١٠١٠، باب البکران یجلدان وینفیان) "کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ غیر شادی شدہ زانی کے متعلق سو کوڑوں اور ایک سال جلا وطنی کا حکم دیتے تھے"۔

(۲) حدیث الباب میں آپ ﷺ اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بیان ہوا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں سزائیں دی جائیں گی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہیں صرف ایک سزا ملے گی ان کا موقف درست نہیں۔

(۳) آجکل جلا وطنی کا تصور ہی ختم ہے اس کے متبادل ایک سال کی قید ہے۔ کہ اسے ایک سال کے لئے جیل میں ڈال دیا جائے لیکن جیل کے ماحول کو واقعی جیل بنا کر رکھنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحُدُودَ كَفَّارَةٌ لِأَهْلِهَا

جن پر حدود کا نفاذ ہو وہ ان کے لیے کفارہ ہیں

1439: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ ((تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)).

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم (ایک مجلس میں) نبی ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس پر میری بیعت کرتے ہو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے، چوری کرو گے نہ زنا۔'' آپ ﷺ نے انہیں آیت پڑھ کر سنائی: تم میں سے جس نے (اس بیعت کو) پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، اور جس نے اس میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر اسے سزا مل گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، اور جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، جریر بن عبداللہ اور خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَمْ أَسْمَعْ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ الْحُدُودَ تَكُونُ كَفَّارَةً لِأَهْلِهَا شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأُحِبُّ لِمَنْ أَصَابَ ذَنْبًا فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَى نَفْسِهِ وَيَتُوبَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس باب میں ''کہ حدود گناہگاروں کے لیے کفارہ ہوتی ہیں'' اس سے بہتر کوئی روایت نہیں سنی۔ اور انہوں نے فرمایا: جو شخص کوئی گناہ کرتا ہے اور اللہ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے تو میں اس کے لیے پسند کرتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنی پردہ پوشی کرے اور اس معاملے میں جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے توبہ کرے۔

وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ أَنَّهُمَا أَمَرَا رَجُلاً أَنْ يَسْتُرَ عَلَى نَفْسِهِ.

اسی طرح سیّدنا ابوبکر و سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنے آپ کی پردہ پوشی کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٣٨٧، الدارمي: ٢٤٥٧، ابن الجارود: ٨٠٣، البغوي: ٢٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨، صحیح مسلم: ١٧٠٩، سنن ابن ماجه: ٢٦٠٣، سنن النسائی: ١٤١/٧-١٤٢ و

١٤٨ و ١٦١ و ٨/ ١٠٨، مسند احمد : ٢٢٧٥٤، صحيح ابن حبان: ٤٤٠٥

فوائد الحدیث: (۱) جس شخص کو دنیا میں کسی بھی گناہ کی شرعی سزا مل گئی تو اس کا وہ گناہ معاف ہو گیا۔ جو لوگ کہتے ہیں حدود صرف زجر و توبیخ اور گناہوں سے روکنے کے لیے ہے یہ کفارہ نہیں بلکہ حدود کے نفاذ کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے وہ تکلیف گناہوں کی پاکیزگی کا باعث ہے یعنی کفارہ ہے۔ تو محض ذہنی ورزش ہی ہے نتیجہ اس کا کچھ بھی نہیں۔

سیدھے سبھاؤ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان مان لینا چاہئے اور پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی سورہ ممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲ تلاوت فرمانے کے بعد (کیونکہ اس آیت میں ان ہی گناہوں کا ذکر ہے جن پر حد نافذ ہوتی ہے) واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا: ومن اصاب من ذالك شيأ فعوقب عليه فهو كفارة له "کہ جس سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور اسے اس گناہ پر سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو گئی"۔

(۲) کسی شخص سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کی تشہیر کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا معاملہ کرے گا چاہے تو سزا دے، چاہے تو ویسے ہی معاف کر دے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الإِمَاءِ

لونڈیوں پر حد قائم کرنا

1440: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَجْلِدْهَا ثَلَاثًا بِكِتَابِ اللهِ فَإِنْ عَادَتْ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ)). قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ الأَوْسِيِّ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے تو وہ اللہ کی کتاب کے مطابق تین بار اسے کوڑے مارے، اگر وہ پھر کرے تو وہ اسے فروخت کر دے خواہ بالوں کی رسی کے عوض ہو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابوہریرہ، زید بن خالد اور شبل عن عبداللہ بن مالک الاوسی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رَأَوْا أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ الْحَدَّ عَلَى مَمْلُوكِهِ دُونَ السُّلْطَانِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ وَلَا يُقِيمُ الْحَدَّ هُوَ بِنَفْسِهِ. وَالْقَوْلُ الأَوَّلُ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور ان سے یہ کئی طرق سے روایت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے اور وہ یہ موقف رکھتے ہیں کہ آدمی بادشاہ کے بغیر ہی خود اپنے مملوک پر حد نافذ کرے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض نے کہا: وہ اس معاملے کو بادشاہ تک پہنچائے گا وہ خود ہی حد قائم نہیں کرے گا، جبکہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/١١٩٤، الدارقطني: ٣/١٦٠، الحميدي: ١٠٨٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۱۵۳، صحیح مسلم: ۱۷۰۳ و ۱۷۰٤، سنن ابو داود: ٤٤٦٩۔ ٤٤٧١، سنن ابن ماجه: ۲٥٦٥، سنن النسائی فی الکبری: ۷۲٤۰۔ ۷۲٦۰، مسند احمد : ۷۳۹٥، صحیح ابن حبان: ٤٤٤٤

فوائد الحدیث: (۱)لونڈی یا غلام پر بھی شرعی حدود نافذ ہونگی۔

(۲)مالک اپنے غلام یا لونڈی پر خود بھی حد قائم کر سکتا، معاملہ عدالت میں لے جانا ضروری نہیں۔

1441: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى أَرِقَّائِكُمْ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ وَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثَةُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا أَوْ قَالَ تَمُوتَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ((أَحْسَنْتَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالسُّدِّيُّ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَرَأَى حُسَيْنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی الله عنه.

ابو عبدالرحمن السلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: لوگو! اپنے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ غلاموں پر حدود قائم کرو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اسے کوڑے ماروں، میں اس کے ہاں آیا تو وہ ابھی نفاس کے ایام کے قریب قریب ہی تھی، پس مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اسے کوڑے مارے تو میں اسے مار دوں گا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم نے اچھا کیا (جو کوڑے نہیں مارے)۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمن ہے اور وہ تابعی ہیں، انہوں نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البزار: ٥۹۰، ابن الجارود: ۸۱٦، ابو یعلی: ۳۲٦، الحاکم: ۳٦۹/٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۷۰٥، سنن ابو داود: ٤٤۷۳، سنن النسائی فی الکبری: ۷۲٦۷۔ ۷۲٦۹، مسند احمد : ۱۳٤۱

فوائد الحدیث: (۱)نفاس کی حالت میں یا اس کے فوراً بعد عورت چونکہ کافی کمزور ہو چکی ہوتی ہے، لہٰذا اس کی سزا کو کچھ موخر کیا جا سکتا ہے حد اس پر نافذ ہوگی لیکن کچھ توقف کے بعد۔

(۲)زانیہ پر حد وضع حمل کے بعد جاری کی جائے گی۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّكْرَانِ

شراب نوشی کی حد

1442: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو جوتوں کے ساتھ چالیس بار مار کر حد قائم کی، مسعر رحمۃ اللہ علیہ

الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَرَبَ الْحَدَّ بِنَعْلَيْنِ أَرْبَعِينَ. قَالَ مِسْعَرٌ أَظُنُّهُ فِي الْخَمْرِ.

نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ شراب نوشی کی صورت میں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَالسَّائِبِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا علی، عبدالرحمن بن ازہر، ابوہریرہ، سائب، ابن عباس اور عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے، ابوصدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور بکر بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف لإسناد) اس میں زید العمی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٣٩

تخریج الحدیث: سنن النسائي في الكبرى: ٥٢٩٣، مسند احمد : ١١٢٧٧، وفي الباب عن علي عن احمد. ٦٢٤، صحيح بخاري: ٦٧٧٦، صحيح مسلم: ١٧٠٦، ٣٧

1443: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ الْأَرْبَعِينَ وَفَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَأَخَفِّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ. فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ایک شخص کو جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دو شاخوں کے ساتھ اسے تقریباً چالیس بار مارا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے ہلکی سزا اسی کوڑے ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم فرمادیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ حَدَّ السَّكْرَانِ ثَمَانُونَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣١٦، ابو يعلى: ٢٨٩٤، البيهقي: ٣١٩/٨، شرح المعاني: ١٥٧/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٦٧٧٣، صحيح مسلم: ١٧٠٦، سنن ابو داود: ٤٤٧٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٧٠، سنن النسائي في الكبرى: ٥٢٧٣-٥٢٧٧، مسند احمد : ١٢٨٠٥، صحيح ابن حبان: ٤٤٥٠

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ مبارک میں شراب پینے والے کو سزا دی اور جوتے سے مارا۔ اس سے معلوم کہ دوسری حدود میں تو کوڑا ہی استعمال ہوگا البتہ شراب کی حد کے لئے جوتا اور چھڑی (کھجور کی شاخ جس پر پتے نہ ہو، جریدہ) بھی استعمال ہوسکتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید میں تین حدود چوری، زنا، قذف بیان ہوئی ہیں ان میں سب سے کم حد، حد قذف، اسی کوڑے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ کرام کے مشورے سے سب سے ہلکی حد، اسی کوڑے مقرر فرمائی۔

(۳) شراب کی حد ہر اس چیز کے استعمال پر ہوگی جو نشہ آور ہو۔ خواہ وہ شراب ہو یا افیون وغیرہ۔ نیز اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ اس سے

نشہ ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ بعض الناس نے جو کئی ایک قسم کی شراب پر حد ختم کی ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریحاً نافرمانی ہے۔ (صاحب ذوق سنن نسائی سے کتاب الاشربہ کو ضرور پڑھیں)

15- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ وَمَنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ

شراب نوش کو کوڑے مارو اور جو چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو

1444: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ)).

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شراب پیے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالشَّرِيدِ وَشُرَحْبِيلَ بْنِ أَوْسٍ وَجَرِيرٍ وَأَبِي الرَّمَدِ الْبَلَوِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، شرید، شرحبیل بن اوس، جریر، ابو رمد البلوی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ مُعَاوِيَةَ هَكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ أَيْضًا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت، ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح عاصم عن ابی صالح عن معاویہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا، ابن جریج اور معمر نے سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ابو صالح کی معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اس مسئلہ میں روایت ابو صالح عن ابی ہریرہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے مروی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ)). قَالَ ثُمَّ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ. وَكَذَلِكَ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا. قَالَ فَرُفِعَ الْقَتْلُ وَكَانَتْ رُخْصَةً.

یہ شروع شروع میں تھا پھر بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ محمد بن اسحاق نے محمد بن منکدر عن جابر بن عبداللہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب پیے تو اسے کوڑے مارو، اگر وہ چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔“ انہوں نے بیان کیا: پھر اس کے بعد ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تھی، آپ ﷺ نے اسے کوڑے مارے اور اسے قتل نہ کیا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح قبیصہ بن ذؤیب کے حوالے سے

نبی ﷺ سے روایت کیا انہوں نے کہا: قتل کو رفع کر دیا گیا اور وہ ایک رخصت تھی۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا فِي ذَلِكَ فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ وَمِمَّا يُقَوِّي هَذَا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ)).

عام اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، قدیم و حدیث (سابقہ اور موجودہ) علماء کے درمیان اس مسئلے میں ہم کوئی اختلاف نہیں دیکھتے۔

اس موقف کو نبی ﷺ سے کئی طرق سے مروی روایت سے تقویت ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان شخص کا جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تین میں سے کسی ایک ہی وجہ سے قتل کرنا جائز ہے: جان کے بدلے میں جان، شادی شدہ زانی اور تارک دین۔"

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٧٣٦٣، شرح المعاني: ١٠٩/٣، الحاكم: ٣٧٢/٤، البيهقي: ٣١٣/٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٨٢، سنن ابن ماجه: ٢٥٧٣، سنن النسائی فی الکبری: ٥٢٩٧ و ٥٢٩٩، مسند احمد: ١٦٨٤٧، صحيح ابن حبان: ٤٤٤٦

فوائد الحدیث: چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کو قتل کرنے کا حکم، شروع میں تھا بعد میں منسوخ کر دیا گیا، جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے بیان فرما دیا ہے لہٰذا اب شرابی آدمی کو قتل نہیں کیا جائے گا صرف سزا دی جائے گی۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ

کتنی مالیت کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا

1445: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَتْهُ عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ مالیت کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث عمرہ عن عائشہ کی سند سے کئی طرق سے مرفوع مروی ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے عمرہ عن عائشہ کی سند سے موقوف روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٦٨/٩، الحميدي: ٢٧٩، الدارمي: ٢٣٠٥، ابن الجارود: ٨٢٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٧٨٩، صحیح مسلم: ١٦٨٤، سنن ابو داود: ٤٣٨٣ و ٤٣٨٤، سنن ابن ماجه: ٢٥٨٥، سنن النسائی: ٨/ ٧٧-٨١، مسند احمد: ٢٤٠٧٨، صحیح ابن حبان: ٤٤٥٩

1446: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے تین درہم مالیت والی ڈھال کی چوری کرنے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَيْمَنَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد، عبداللہ بن عمرو، ابن عباس، ابوہریرہ اور ایمن رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَطَعَ فِي خَمْسَةِ دَرَاهِمَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں نے پانچ درہم مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا۔

وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ أَنَّهُمَا قَطَعَا فِي رُبُعِ دِينَارٍ.

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُمَا قَالَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِي خَمْسَةِ دَرَاهِمَ.

سیّدنا علی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹا۔

سیّدنا ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا انہوں نے فرمایا: پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ رَأَوُا الْقَطْعَ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

تابعین میں سے بعض فقہاء کا اس پر عمل ہے۔ یہ مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے: وہ سمجھتے ہیں کہ چوتھائی دینار اور اس سے زاید مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ لَا قَطْعَ إِلَّا فِي دِينَارٍ أَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ. وَهُوَ حَدِيثٌ مُرْسَلٌ رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالْقَاسِمُ لَمْ يَسْمَعْ مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک دینار یا دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یہ حدیث مرسل ہے قاسم بن عبدالرحمٰن نے اسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور قاسم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا قول ہے، انہوں نے کہا: دس درہم سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَا قَطْعَ فِي أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے فرمایا: دس

دَرَاهِمَ. وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ.

دو درہم سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس کی اسناد متصل نہیں ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٧٨٨، الدارمي: ٢٣٠٦، ابن الجارود: ٨٢٥، الدارقطني: ٣/ ١٩٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٦٧٩٥، صحيح مسلم: ١٦٨٦، سنن ابو داود: ٤٣٨٥ و ٤٣٨٦، سنن ابن ماجه: ٢٥٨٤، سنن النسائی: ٨/ ٧٦ و٧٧، مسند احمد : ٤٥٠٣، صحيح ابن حبان: ٤٤٦١

فوائد الحدیث: (۱) چوری کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھ کو انسان کے جسم کے ساتھ برداشت ہی نہیں کیا جو چوری کرتا ہے حالانکہ یہ ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا قیمتی تھا کہ اگر اس کی کوئی ایک انگلی بھی کاٹ دی جائے تو اس کو دس اونٹ بطور دیت ادا کرنا ہوتے اور پورے ہاتھ کی قیمت پچاس اونٹ ہیں جو کہ کسی بھی انسان کی دیت کا نصف ہے یعنی ایک ہاتھ کو آدھا انسان سمجھا گیا لیکن جب یہی ہاتھ چوری کرتا ہے تو صرف دینار کے ایک چوتھائی ۱/۴ رائج کے برابر یا اس سے زائد مالیت کا مال چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر اس سے کم ہوگا تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ قاضی اور جج یا حاکم وقت جو مناسب سمجھے گا، جرمانہ، پٹائی، قید وغیرہ کی صورت میں سزا دے گا۔

(۲) جن احادیث میں تین درھم آیا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کیونکہ دینار سونے کا ہوتا ہے اور درہم چاندی کا اس وقت ایک دینار بارہ درہم کا ہوتا تھا اس لیے بعض احادیث میں مسروقہ (چوری شدہ) مال کی قیمت ربع دینار اور بعض میں تین درہم بیان ہوئی ہے۔ اصلاً نصاب ربع دینار ہی ہے دینار کی قیمت بڑھنے یا گھٹنے کی صورت میں درھم کی مقدار میں فرق ہو سکتا ہے لیکن جن لوگوں نے قطع ید (ہاتھ کاٹنے) میں مسروقہ مال کا نصاب دس درہم ہی مقرر کر دیا ہے بلکہ یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اقل النصاب فی السرقة عشرة دراهم (فتاوی عالمگیری ۲/ ۱۷۰) "چوری میں کم از کم نصاب دس درہم ہے"۔ ان لوگوں کا موقف درست نہیں بلکہ حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کی قدر و قیمت اطاعت و فرمانبرداری میں ہے نافرمان اور باغی کی کوئی قیمت نہیں، آپ دیکھ لیں یہی ہاتھ کہ جس کی قیمت پچاس اونٹ تھے جب یہ نافرمانی کرتا ہے تو صرف ربع دینار میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان عالی ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات: ۱۳) بیشک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے۔ اس لیے ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں ہی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر قسم کی نافرمانی سے بچنے کا اہتمام۔ وباللہ التوفیق

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ

چور کا ہاتھ کاٹ کر اسے گلے میں لٹکانا

1447: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ سَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي عُنُقِ السَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ.

عبدالرحمن بن محیریز رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے چور کی گردن میں ہاتھ لٹکانے کے متعلق پوچھا کیا وہ سُنت سے (ثابت) ہے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اس کے متعلق حکم فرمایا تو اسے اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيِّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَيْرِيزٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ شَامِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف عمر بن علی المقدمی عن الحجاج بن ارطاۃ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور عبدالرحمن بن محیریز یہ عبداللہ بن محیریز شامی کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) یہ حجاج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نسائی کہتے یہ ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤١١، سنن ابن ماجه: ٢٥٨٧، سنن النسائي: ٨/٩٢، مسند احمد : ٢٣٩٤٦

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لئے چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانے کو سنت نہیں کہا جاسکتا البتہ حاکم وقت عبرت کے لیے اگر ایسا کرے کہ اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دے تو درست ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَائِنِ وَالْمُخْتَلِسِ وَالْمُنْتَهِبِ

خیانت کرنے والے، اچک لینے والے اور ڈاکہ زنی کرنے والے کا حکم

1448: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَدْ رَوَاهُ مُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ هُوَ بَصْرِيٌّ أَخُو عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقَسْمَلِيِّ كَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خیانت کرنے والے، ڈاکہ زنی کرنے والے اور چیز کو اچک لینے والے پر ہاتھ کاٹنے کی حد نافذ نہیں ہوگی۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ مغیرہ بن مسلم نے ابوزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی ﷺ سے ابن جریج کی روایت کے مانند روایت کیا ہے، اور مغیرہ بن مسلم بصری ہیں اور عبدالعزیز قسملی کے بھائی ہیں، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٣/١٧١، ابن عدي في الكامل: ٧/٢٦٤١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٩١ و ٤٣٩٢و ٤٣٩٣، سنن ابن ماجه: ٢٥٩١ و ٣٩٣٥، سنن النسائي: ٨/٨٨-٨٩، مسند احمد : ١٥٠٧٠، صحيح ابن حبان: ٤٤٥٦

فوائد الحدیث: چوری کے علاوہ کوئی شخص کسی دوسرے کا مال خیانت و بددیانتی یا چھین لینے ڈاکہ ڈال کر یا مالک کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اس کا مال اس کی موجودگی میں جھپٹے سے چھین کر ہڑپ کر جانے کی صورت میں قطع ید (ہاتھ کاٹنا) نہیں کیونکہ یہ چوری نہیں بلکہ اس سے کم یا بعض اوقات اس سے بڑے جرم بن جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ حاکم وقت کی صواب دید پر ہے کہ وہ جرم کی نوعیت کے اعتبار سے ان کو سزا دے۔ کیونکہ ڈاکہ وغیرہ ڈالنے کی صورت میں کبھی مالک دفاع کرتے ہوئے زخمی یا قتل بھی ہو جاتا ہے۔ ہاتھ نہ کاٹنے کا مطلب معاف کرنا نہیں بلکہ دوسری سزائیں دینا ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ

درخت کے پھل میں قطع ید ہے نہ کھجور کے خرما میں

1449: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ)).

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”درخت کے پھل میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے نہ کھجور کے خرما میں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ رِوَايَةِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح بعض محدثین نے عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن یحییٰ بن حبان عن عمہ واسع بن حبان عن رافع بن خدیج کی سند سے نبی کریم ﷺ سے لیث بن سعد کی روایت کی مثل بیان کیا ہے۔

وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ.

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید عن محمد بن یحییٰ بن حبان عن رافع بن خدیج کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن واسع بن حبان کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٠٧، الدارمي: ٢٣١١، ابن الجارود: ٨٢٦، ابن ابي حاتم في العلل: ١٣٧٢/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٨٨ و ٤٣٨٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٩٣، سنن النسائي: ٨٧/٨-٨٨، مسند احمد: ١٥٨٠٤، صحيح ابن حبان: ٤٤٦٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث میں جو پھلوں کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹنے کا حکم ہے یہ وہ پھل ہیں جو درختوں پر ہوں یا غیر محفوظ، غیر محفوظ ہونے کا مطلب ہے کہ اس کا مالک پاس نہیں اور باہر کھلی جگہ پر لاپرواہی سے رکھا ہے اگر مالک پاس موجود ہو خواہ سویا ہوا ہو یا جاگ رہا ہو۔ تو وہ پھل محفوظ ہے خواہ درخت پر ہی ہو یا پھل کو درخت سے اتار کر کھیت میں ڈھیر لگا دیا ہو، تو یہ بھی محفوظ ہے اگرچہ مالک نہ بھی پاس ہو کیونکہ اس کا ڈھیر لگانا اس کو محفوظ کرنا ہے۔

(۲) ”گودے یا گابھے“ سے مراد کھجور کے اندر کا نرم حصہ ہے کہ عرب لوگ اس کو استعمال کرتے تھے اور وہ قیمتی تھا، یہاں حدیث میں اس کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر وہ غیر محفوظ ہو تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۳) ہاتھ نہ کاٹنے سے مراد اس کی معافی نہیں بلکہ اس کو دوسری کوئی مناسب سزا جرمانہ یا پٹائی کی شکل میں دی جائے گی۔

(۴) اس حدیث کو آڑ بنا کر جن لوگوں نے ہر قسم کے پھلوں اور ان جیسی چیزوں جو جلدی خراب ہونے والی ہیں پر حد ختم کر دی ہے وہ درست نہیں۔ جیسا کہ ”بعض الناس“ نے یہ اصل بنا لیا کہ: ولا قطع فيما يتسارع اليه الفساء كاللبن واللحم والفواكه الرطبة (ہدایہ ۲/۶۳) جو چیزیں جلدی خراب ہو جاتی ہیں مثلاً دودھ، گوشت اور تر پھل ان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ بلکہ بعض نے تو اس سے بھی آگے

بڑھ کر گنجائش نکال لی ہے کہ:

ولا فرق فی عدم القطع باللحم بین کونه مملوحا قدیدا وغیره کذا فی فتح القدیر (فتاویٰ عالمگیری ۲/ ۶۳)

"گوشت خواہ نمک لگا کر خشک کیا ہوا ہو یا دوسرا، ہاتھ نہ کاٹنے میں یکساں ہیں"

ان بزرگوں نے نا صرف کہ چوری کے نصاب میں حدیث کی مخالفت کی بلکہ کئی صورتوں میں حد ہی ختم کر دی حتیٰ کہ کئی ایسے چوری کے حیلے، بہانے اور طریقے ایجاد کر لیے کہ حدود اللہ کو نا صرف کہ مذاق بنا کر رکھ دیا گیا بلکہ لوگوں کو چور اور ڈاکے کی ترغیب دلائی کہ اس میں کون سی حد لگے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بعض الناس کی ان چلاکیوں کو جاننے کے لیے فضیلۃ الشیخ حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "چوری کے متعلق قانون الٰہی اور قانون حنفی" کا مطالعہ فرمائیں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ أَنْ لَا تُقْطَعَ الْأَيْدِي فِي الْغَزْوِ

میدان جہاد میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے

1450: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْمِصْرِيِّ عَنْ شُيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي الْغَزْوِ)).

سیّدنا بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میدان جہاد میں (کسی چور کے) ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ لَهِيعَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هَذَا. وَيُقَالُ بُسْرُ بْنُ أَبِي أَرْطَاةَ أَيْضًا.

ابن لہیعہ کے علاوہ کئی ایک نے اسے اس اسناد سے اسی مانند روایت کیا ہے، اور انہوں نے کہا: بسر بن ابی ارطاۃ۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْأَوْزَاعِيُّ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُقَامَ الْحَدُّ فِي الْغَزْوِ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَلْحَقَ مَنْ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بِالْعَدُوِّ فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ مِنْ أَرْضِ الْحَرْبِ وَرَجَعَ إِلَى دَارِ الْإِسْلَامِ أَقَامَ الْحَدَّ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ. كَذَلِكَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں انہوں نے کہا: دشمن کی موجودگی میں میدان جہاد میں اس اندیشے کے پیش نظر حد قائم نہ کی جائے کہ جس پر حد قائم کی جائے وہ دشمن سے نہ جا ملے، پس جب امام / امیر ارض حرب سے نکل آئے اور وہ دارالاسلام لوٹ آئے تو پھر وہ مجرم پر حد قائم کرے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ۳۶۰۱، اخرجه الطبراني في الاوسط: ۸۹۴۶، ابن عدي في الكامل: ۴۳۹/۲

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۴۴۰۸، سنن النسائی: ۹۱/۸، مسند احمد: ۱۷۶۲۶

فوائد الحدیث: جنگ کے دوران صرف مصلحت کے پیش نظر حد قائم نہیں کی جا رہی جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا سفر سے واپسی پر اس پر حد قائم کی جائے گی۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ

وہ آدمی جو اپنی اہلیہ کی لونڈی سے زنا کرے

1451: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَأَيُّوبَ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ رُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَجُلٌ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَئِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ لَأَجْلِدَنَّهُ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ.

حبیب بن سالم نے بیان کیا، ایک آدمی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے اپنی اہلیہ کی لونڈی سے زنا کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا، اگر اس (اہلیہ) نے اس (لونڈی) کو اسے اجازت دی ہو تو میں اس آدمی کو سو کوڑے ماروں گا، اور اگر اس نے اس کو اسے اجازت نہ دی ہو تو میں اسے رجم کروں گا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں حبیب بن سالم راوی متکلم فیہ ہے۔ نیز کہا گیا ہے اس کا نعمان سے سماع بھی ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٥٨ و ٤٤٥٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٥١، سنن النسائي: ٦/١٢٣-١٢٤، مسند احمد: ١٨٣٩٨

1452: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ نَحْوَهُ.

ہشیم نے ابو بشر عن حبیب بن سالم عن نعمان بن بشیر کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ النُّعْمَانِ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نعمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضطراب ہے، انہوں نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: قتادہ نے حبیب بن سالم سے اس حدیث کو نہیں سنا، انہوں نے اسے خالد بن عرفطہ سے روایت کیا ہے۔

وَيُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ. وَأَبُو بِشْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ هَذَا أَيْضًا إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ.

قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق مجھے حبیب بن سالم نے لکھا تھا۔ اور ابو بشر نے بھی یہ حدیث حبیب بن سالم سے نہیں سنی انہوں نے اس کو خالد بن عرفطہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کا اس شخص تمہارے میں جو اپنی اہلیہ کی لونڈی سے زنا کرتا ہے اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کئی ایک جیسے سیّدنا علی اور سیّدنا ابن

النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ. وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ وَلَكِنْ يُعَزَّرُ. وَذَهَبَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ إِلَى مَا رَوَى النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے کہ اس پر رجم کی سزا نافذ ہوگی۔ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس پر کوئی حد نہیں، لیکن تعزیر کے طور پر اسے سزا دی جائے گی۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی نبی ﷺ سے مروی حدیث کے مطابق موقف اپنایا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٥٨ و ٤٤٥٩، سنن ابن ماجه: ٢٥٥١، سنن النسائی: ٦/١٢٣ و ١٢٤، مسند احمد: ١٨٣٩٨

فوائد الحدیث: کوئی شخص اپنی بیوی کی مملوکہ لونڈی سے زنا کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اس کی بیوی نے اس کو اجازت دی تھی (جبکہ شرعی طور پر تو اس کے لیے جائز نہیں تھا، لہٰذا) ایسی صورت میں اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (کہ اس کی جہالت کی وجہ سے اسے رعایت دی گئی ہے)

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بیوی کی اجازت کے بغیر اس نے ایسا کیا تو پھر اسے رجم کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ شادی شدہ ہے۔ اور شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا اسْتُكْرِهَتْ عَلَى الزِّنَا

جس عورت کو زنا پر مجبور کر دیا جائے کی حد کا حکم

1453: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتُكْرِهَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَرَأَ عَنْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْحَدَّ وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِي أَصَابَهَا وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا.

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت کو زنا پر مجبور کر دیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے حد کو ساقط کر دیا، اور جس شخص نے اس سے زنا کیا تھا اس پر حد کو نافذ کیا۔ انہوں نے ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے مہر مقرر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ وَلَا أَدْرَكَهُ يُقَالُ إِنَّهُ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيهِ بِأَشْهُرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اس کی اسناد متصل نہیں، یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے بیان کیا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: عبدالجبار بن وائل بن حجر نے اپنے والد سے سنا ہے نہ ان سے ملاقات ہوئی ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے والد کی وفات سے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَكْرَهَةِ حَدٌّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ مجبور کی گئی عورت پر کوئی حد نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) سند میں دو جگہ پر انقطاع ہے۔ حجاج نے عبدالجبار سے نہیں سنا اور عبدالجبار نے اپنے والد سے نہیں سنا۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٨٧٢، سنن ابن ماجه: ٢٥٩٨

1454: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ فَانْطَلَقَ وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا. وَمَرَّتْ بِعِصَابَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا. فَانْطَلَقُوا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا وَأَتَوْهَا فَقَالَتْ نَعَمْ هُوَ هَذَا.

علقمہ بن وائل کندی نے اپنے والد سے روایت کیا: نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت نماز پڑھنے کے لیے نکلی، تو ایک آدمی اسے ملا، اس نے اسے قابو کیا اور اپنی حاجت پوری کی، وہ چیخی چلائی تو وہ چلا گیا، ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: فلاں شخص نے میرے ساتھ اس طرح اور اس طرح کیا ہے، کچھ مہاجر حضرات اس کے پاس سے گزرے تو اس نے انہیں بھی یہی بتایا، پس وہ گئے اور اس شخص کو جس کے متعلق اس نے گمان ظاہر کیا تھا کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے گرفتار کر لیا، وہ اسے لے کر اس خاتون کے پاس آئے تو اس نے کہا: ہاں یہ وہی ہے۔

فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ لِيُرْجَمَ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا. فَقَالَ لَهَا ((اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكِ)). وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلاً حَسَنًا وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا ((ارْجُمُوهُ)). وَقَالَ ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ)).

پس وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، جب آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ اسے رجم کر دیا جائے تو اس خاتون سے زنا کرنے والا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا، اللہ کے رسول! میں نے اس سے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: "جا، اللہ نے تجھے بخش دیا ہے۔" اور آپ ﷺ نے اس آدمی سے (جس کے متعلق اس عورت نے خیال ظاہر کیا تھا) اچھے کلمات فرمائے، اور زنا کرنے والے شخص کے متعلق فرمایا: "اسے رجم کر دو۔" اور فرمایا: "اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ والے ایسی توبہ کریں تو وہ ان سے قبول کی جائے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد سے سنا ہے، وہ (اپنے بھائی) عبدالجبار سے بڑے ہیں، اور عبدالجبار نے اپنے والد سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: (حسن) "اسے رجم کر دو" اس جملہ کے علاوہ حسن ہے۔ المشكاة: ٣٥٧٢، الصحيحة: ٩٠٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٣٧٩، مسند احمد: ٢٧٢٤٠

فوائد الحدیث: (۱) جس عورت سے زبردستی زنا کیا جائے اس عورت پر حد قائم نہیں کی جائے گی۔ البتہ زانی پر حد نافذ ہوگی اگر وہ شادی شدہ ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔

(۲) اسلامی معاشرے میں لوگوں میں کس قدر دیانت وامانت ہوتی ہے کہ اگر ان سے کوئی غلطی اور گناہ ہو بھی گیا اور وہ گناہ چھپ نہیں سکا تو انہیں اس قدر بھی گوارہ نہیں کہ میرے جرم کی سزا کسی دوسرے بے گناہ کو ملے۔

(۳) رات کی تاریکی میں عورت کو پہنچاننے میں غلطی لگی صورت حال واضح ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے "ملزم" کے لیے اچھے کلمات فرمائے کہ اسے غلط فہمی کی وجہ سے پریشانی ہوئی۔

(۴) آج ہمیں اپنے عدالتی نظام کا جائزہ لینا چاہئے کہ لوگ سال ہا سال جیلوں میں پڑے رہتے ہیں ان کے کیس عدالتوں میں سنے ہی نہیں جاتے۔ اور جب کیس سنے جاتے ہیں اور وہ بے گناہ ثابت ہوتے ہیں تو کئی سال بعد انہیں "باعزت" بری کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ کئی لوگ تو جیلوں میں مر جاتے ہیں اور ان کی موت کے بعد ان کی بے گناہی اور برأت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ جج صاحبان کو سوچنا چاہیے جس قوم کے خون پسینے کی کمائی سے وہ مراعات حاصل کرتے ہیں اس کے عوض میں وہ قوم کو انصاف کتنا دے رہے ہیں؟ یقیناً انہیں اس کا حساب قیامت کے دن تو دینا ہوگا۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقَعُ عَلَى الْبَهِيمَةِ

جانور سے برا فعل کرنے والا

1455: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ)). فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذَلِكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أُرَى رَسُولَ اللهِ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْ لَحْمِهَا أَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذَلِكَ الْعَمَلُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ.

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جس شخص کو جانور سے برا فعل کرتا ہوا پاؤ تو اسے اور اس جانور کو قتل کر دو۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: جانور کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا، لیکن میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ اس کا گوشت کھایا جائے اور اس سے استفادہ کیا جائے، جس کے ساتھ یہ برا فعل کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف عمرو بن ابی عمرو عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے جانتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: جو کسی جانور سے برا فعل کرے تو اس پر کوئی حد نہیں۔

محمد بن بشار نے ہمیں یہ حدیث بیان کی: انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا:

الأَوَّلِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

سفیان ثوری نے ہمیں حدیث بیان کی۔ اور یہ حدیث اول سے زیادہ صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/١٠، الطحاوي في شرح مشكل الآثار: ٣٨٣٤، الحاكم: ٣٥٥/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٦٤، سنن ابن ماجه: ٢٥٦٤، سنن النسائی فی الکبری: ٧٣٤٠، مسند احمد: ٢٤٢٠

فوائد الحدیث: (۱) مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی جنسی تسکین کا ذریعہ بنایا ہے لیکن اس کے لیے کچھ حدود و قیود مقرر فرمادیں۔ اگر کوئی شخص ان حدود و قیود کا خیال رکھے بغیر کسی بھی عورت سے جنسی تسکین حاصل کرے تو اس کے لیے کتنی کڑی اور سخت سزا ہے کہ شادی شدہ ہے تو رجم کر دیا جائے گا، غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگائے جائیں گے، حالانکہ اس نے ایک فطری طریقے سے اپنی خواہش کو پورا کیا ہے۔ پھر شادی شدہ کے لئے موت کی سزا رکھی کہ اس کے پاس تو اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے جائز سہولت میسر تھی اس نے ناجائز طریقہ کیوں اختیار کیا۔

لیکن جو فطری طریقہ بھی نہیں اور پھر جانوروں کی پیدائش اس مقصد کے لیے بھی نہیں تو جو شخص بھی یہ گھناؤنا جرم کرتا ہے اس کی سزا کس قدر سنگین اور سخت ہونی چاہئے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس کو قتل کر دو۔''

(۲) جس چوپائے، جانور کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کے زندہ رہنے کی صورت میں لوگ نہ تو اس پر سواری کریں گے اگر دودھ دینے والا ہے تو اس کا دودھ نہیں پئیں گے اور گوشت والا ہے تو اس کا گوشت کھانے سے نفرت کریں گے۔ مزید برآں اس کے زندہ رہنے کی صورت میں اس واقعہ کی شہرت دیر تک رہے گی کہ لوگ جب بھی اس کو دیکھیں گے تو اس کے ساتھ ہونے والے فعل کا تذکرہ کریں گے۔

(۳) وہ جانور اگر فاعل کی ملکیت ہوگا تو حساب برابر اور کسی دوسرے کی ملکیت ہے تو پھر اس فاعل سے اس کی قیمت لے کر مالک کو دی جائے گی اور جانور کو ذبح کر دیا جائے گا۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ اللُّوطِيِّ

لواطت (قوم لوط کا سا فعل) کرنے والے کی سزا

1456: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جس شخص کو قوط لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ، تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

نبی ﷺ سے صرف اسی سند کے ساتھ معلوم ہے۔

وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو فَقَالَ ((مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ)). وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْقَتْلَ وَذَكَرَ فِيهِ مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى بَهِيمَةً.

محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عمرو بن ابی عمرو سے روایت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم لوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے۔'' اس میں قتل کا ذکر نہیں کیا، اور اس میں ذکر کیا ''جانور سے برا فعل کرنے والا ملعون ہے۔''

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)).

یہ حدیث عاصم بن عمر عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَلَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ غَيْرَ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ. وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند پر کلام ہے، ہم نہیں جانتے کہ اسے سہیل بن ابی صالح سے عاصم بن عمر العمری کے علاوہ کسی نے روایت کیا ہو، جبکہ عاصم بن عمر کو اس کے حافظے کے حوالے سے حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي حَدِّ اللُّوطِيِّ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ وَهَذَا قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اہل علم کا لواطت کرنے والے کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: اس پر رجم کی حد نافذ ہوگی خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، یہ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِينَ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا حَدُّ اللُّوطِيِّ حَدُّ الزَّانِي وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

فقہاء تابعین میں سے بعض اہل علم ان میں سے حسن بصری، ابراہیم نخعی اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ و دیگر نے کہا: لواطت کرنے والے پر زنا کرنے والے کی حد نافذ ہوگی، یہی امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ والوں کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) دیکھیں حدیث ۱۴۵۵۔

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٤٤٦٢، سنن ابن ماجه: ٢٥٦١، مسند احمد : ٢٧٢٧، وسنن النسائي في الكبرى: ٧٣٣٧

فوائد الحديث: مرد کا مرد سے جنسی خواہش کو پورا کرنا بھی ایک غیر فطری عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ بھی دُبر میں جماع کرنے سے منع فرمایا، چہ جائیکہ کوئی شخص کسی دوسرے مرد کی دُبر کو اپنی جنسی تسکین کے لیے استعمال کرے۔ (غیر فطری فعل کی شناعت کے لیے حدیث نمبر ۱۴۵۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ ''فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے'' اور اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا کوئی فرق نہیں۔

1457: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنی امت پر قوم لوط کے عمل کے ارتکاب کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی طریق سے عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابی طالب عن جابر کی سند سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں یہ ابن عقیل کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اخرجه الحاكم: ٤/٣٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥٦٣، مسند احمد : ١٥٠٩٣

فوائد الحدیث: مرد اور عورت کا آپس میں بدکاری کرنا بُرا فعل ہے لیکن اس کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں کہ غیر محرم عورت کا علیحدہ ہونا، بات چیت کرنا وغیرہ کچھ مراحل کے بعد انتہائی مرحلہ آتا ہے۔ لیکن ایک مرد کو دوسرے مرد کے ساتھ زیادہ علیحدگی میسر ہوتی ہے کہ دونوں ہم جنس ہیں کسی بھی کام کاج میں الگ ہوئے ہیں، دوسرے لوگوں کو بہت کم شک گزرتا ہے۔ بہ نسبت مرد اور عورت کو علیحدہ دیکھ کر شک کرنے کے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا زیادہ خطرہ ہے کہ کہیں لوگ اس فعل بد کا شکار نہ ہو جائیں۔ لہٰذا ہمیں آپ ﷺ کے فرمانبردار امتی ہونے کا ثبوت دینے کے لئے ایسی تمام مجالس اور مواقع سے اجتناب کرنا چاہئے جہاں کم عمر لڑکے موجود ہوں، کم عمر لڑکوں کو بھی زیادہ بن ٹھن کر رہنے اور بناؤ سنگھار کر کے کسی مجلس میں نہیں آنا چاہئے۔ کم عمر لڑکوں کا آپس میں یا کسی بڑی عمر والے شخص کو نوعمر لڑکے کے ساتھ خلوت بھی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو بہن بھائیوں کے اور بھائی بھائیوں کے دس سال کی عمر میں آپس میں بھی بستر علیحدہ کر دینے کا حکم فرمایا ہے، چہ جائیکہ آدمی کسی اجنبی کے ساتھ ایسی بے تکلفی اختیار کرے کہ جو بعد ازاں گناہ کا سبب بنے۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُرْتَدِّ

مرتد کی سزا

1458: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا ارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلَامِ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)). وَلَمْ أَكُنْ لأُحَرِّقَهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ)). فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَقَالَ

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام سے ارتداد اختیار کرنے والے کچھ لوگوں کو آگ سے جلا دیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق انہیں قتل کرتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا دین (اسلام) بدل لے اسے قتل کر دو۔“ اور میں نے انہیں جلانا نہیں تھا کیونکہ

صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے عذاب خاص کے ساتھ تم عذاب نہ دو۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ٹھیک فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُرْتَدِّ.

وَاخْتَلَفُوا فِي الْمَرْأَةِ إِذَا ارْتَدَّتْ عَنِ الإِسْلَامِ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تُقْتَلُ وَهُوَ قَوْلُ الأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ تُحْبَسُ وَلَا تُقْتَلُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مرتد کے بارے میں اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

عورت کے مرتد ہو جانے کی صورت میں سزا دینے کے حوالے سے علماء کا اختلاف ہے، اہل علم کی ایک جماعت نے کہا: اسے قتل کیا جائے گا، یہ اوزاعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے، اور ایک جماعت نے کہا: اسے قید کیا جائے گا قتل نہیں کیا جائے گا، یہ کوفہ والوں میں سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کا قول ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٥٣٣، ابن ابي شيبة: ١٠/١٣٩، ابو يعلى: ٢٥٣٢، الحاكم: ٣/٥٣٨

تخريج الحديث: صحيح بخارى: ٣٠١٧، سنن ابو داود: ٤٣٥١، سنن ابن ماجه: ٢٥٣٥، سنن النسائى: ٧/١٠٤-١٠٥، مسند احمد: ١٨٧١، صحيح ابن حبان: ٤٤٧٦ و ٥٦٠٦

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص مسلمان ہو خواہ پیدائشی طور پر یا اس نے بعد میں اسلام قبول کیا ہو۔ اگر مرتد ہو جائے کہ اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے اور کفار کے ساتھ مل جائے تو ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے، خواہ مرد ہو یا عورت اس مسئلہ میں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرد کو قتل کیا جائے اور عورت کو قید۔ ان کا موقف درست نہیں۔

(۳) مرتد آدمی اگر اسلامی حکومت کی گرفت میں آنے سے قبل توبہ کر لے اور پھر سچے دل کے ساتھ اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے تو اس کو موقعہ دیا جائے گا کہ وہ مسلمان بن کر رہے۔ لیکن اگر وہ ارتداد کی حالت میں اسلامی حکومت کے قابو میں آگیا تو پھر اس پر ارتداد کی حد ''قتل'' نافذ کی جائے گی، اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس کی توبہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ دنیا میں اس کو سزا دی جائے گی، آخرت میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ جو چاہے معاملہ کرے۔

(۴) دنیا میں کسی کو بھی آگ کا عذاب نہیں دیا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہی شان کے لائق ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ

جو مسلمان کے خلاف ہتھیار اٹھائے

1459: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔''

قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ.

امام ترمذی نے کہا: اس باب میں ابن عمر، ابن زبیر، ابوہریرہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي مُوسَى حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٢٨١، البيهقي: ٨/ ٢٠، مشكل الآثار: ١٣٢٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۰۷۱، صحیح مسلم: ۱۰۰، سنن ابن ماجه: ۲۵۷۷

فوائد الحدیث: کسی بھی مسلمان کو بلاوجہ پریشان کرنا یا اپنی بدمعاشی اور چودھراہٹ کی وجہ سے خوف زدہ کرنا اس پر اسلحہ لہرانا، چلانا وغیرہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایسے شخص سے اپنا تعلق ختم کر لیا ہے۔ لہٰذا کسی بھی مسلمان کو ایسا طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہئے کہ جس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف ہو۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّاحِرِ

جادوگر کی سزا

1460: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ)).

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جادوگر کی سزا اسے تلوار کے ساتھ قتل کرنا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ وَكِيعٌ هُوَ ثِقَةٌ. وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ أَيْضًا وَالصَّحِيحُ عَنْ جُنْدَبٍ مَوْقُوفٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں، اسماعیل بن مسلم مکی کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اور اسماعیل بن مسلم عبدی مصری ہیں، وکیع نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ثقہ ہیں۔ اور حسن سے بھی روایت کیا جاتا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ جندب رضی اللہ عنہ سے موقوف ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے، مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ إِنَّمَا يُقْتَلُ السَّاحِرُ إِذَا كَانَ يَعْمَلُ فِي سِحْرِهِ مَا يَبْلُغُ بِهِ الْكُفْرَ فَإِذَا عَمِلَ عَمَلاً دُونَ الْكُفْرِ فَلَمْ نَرَ عَلَيْهِ قَتْلاً.

شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جادوگر کو تب قتل کیا جائے گا جب وہ اپنے جادو سے ایسے عمل کرتا ہو جو کفر تک پہنچتے ہوں، پس جب وہ ایسا عمل کرے جو کفر تک نہ پہنچتا ہو تو پھر وہ اس پر قتل کرنے کی سزا نہیں سمجھتے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں اسماعیل بن مسلم ضعیف ہے۔ الضعيفة: ١٤٤٦، المشكاة: ٣٥٥١

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ١٦٦٥ و ١٦٦٦، سنن الدارقطنی: ٣/١١٤، مستدرک حاکم: ٤/٣٦٠، سنن کبریٰ للبیهقی: ٨/١٣٦

فوائد الحدیث: (۱) جادو کرنا کرانا، سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا کفر ہے اور پھر جادو کے اثرات بہت بُرے ہیں کہ بعض اوقات فتنہ وفساد اور قتل وغارت تک نوبت پہنچتی ہے۔ لہٰذا ایسا جادوگر جو یہ کفریہ عمل کرتا ہے اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(۲) اگر اس کا عمل کفر تک نہ پہنچے تو پھر اسے قتل کے علاوہ کوئی اور سزا دی جائیگی اور توبہ کا موقعہ دیا جائے گا اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَالِّ مَا يُصْنَعُ بِهِ

مال غنیمت چرانے والا

1461: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ فَاحْرِقُوا مَتَاعَهُ)).

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ایسے شخص کو پاؤ کہ اس نے اللہ کی راہ (جہاد) میں خیانت / چوری کی ہے تو اس کا سامان جلا دو۔“

قَالَ صَالِحٌ فَدَخَلْتُ عَلَى مَسْلَمَةَ وَمَعَهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَوَجَدَ رَجُلاً قَدْ غَلَّ فَحَدَّثَ سَالِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَأَمَرَ بِهِ فَأُحْرِقَ مَتَاعُهُ فَوُجِدَ فِي مَتَاعِهِ مُصْحَفٌ فَقَالَ سَالِمٌ بِعْ هَذَا وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهِ.

صالح رحمہ اللہ نے بیان کیا: میں مسلمہ کے پاس گیا جبکہ سالم بن عبداللہ ان کے ساتھ تھے انہوں نے ایک آدمی دیکھا اس نے مال غنیمت چوری کی تھی۔ سالم نے یہ حدیث بیان کی، تو انہوں نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کا سامان جلا دیا گیا، اس کے سامان میں قرآن کریم ملا، تو سالم رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، یہ اوزاعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ إِنَّمَا رَوَى هَذَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ وَهُوَ أَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَالِّ فَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِحَرْقِ مَتَاعِهِ. قَالَ أَبُو

انہوں نے بیان کیا: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اسے صرف صالح بن محمد بن زائدہ نے روایت کیا ہے، یہ ابو واقد لیثی ہے۔ اور وہ منکر الحدیث (جس کی حدیث کو قبول نہ کیا جائے) ہے۔ اور امام

عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مال غنیمت میں سے چوری کرنے والے کے بارے میں نبی ﷺ سے کئی روایتیں ہیں، ان میں آپ نے اس کا سامان جلانے کا حکم نہیں فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں صالح بن محمد بن زائدہ ضعیف ہے۔ مجمع الزوائد: ٦/٢٧٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٧١٣، مسند احمد : ١٤٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن خیانت کرنا بہت بڑا جرم ہے خواہ وہ عام لوگوں کے انفرادی مال میں کی جائے یا مال غنیمت کے اجتماعی مال میں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران: ١٦١) ”اور جو شخص خیانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن وہ چیز لائے گا جو اس نے خیانت کی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے۔“ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے شخص کے بارے میں فرمایا تھا جس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی جب وہ شہید ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کے لئے کہا کہ اسے جنّت کی مبارک ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كلا والذى نفسى بيده ان الشملة التى اخذها يوم خيبر من المغانم لم تصبها المقاسم لتشتعل عليه نارا (سنن ابی داود ٢/١٤ کتاب الجهاد) ”کہ نہیں ہرگز نہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک وہ چادر جو خیبر کے دن مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے اس نے لے لی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر لپٹی ہوئی ہے۔“

29- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقُولُ لآخَرَ يَا مُخَنَّثُ

جو کسی دوسرے کو مخنث کہہ کر پکارتا ہے

1462: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا يَهُودِيُّ فَاضْرِبُوهُ عِشْرِينَ وَإِذَا قَالَ يَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوهُ عِشْرِينَ وَمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی کسی دوسرے مسلمان شخص سے یوں کہے: اے یہودی! تو اسے بیس کوڑے مارو، اور جب وہ یوں کہے: اے مخنث، تو اسے بیس کوڑے مارو، اور جو کسی محرم خاتون سے زنا کرے تو اسے قتل کر دو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور ابراہیم بن اسماعیل حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا قَالُوا مَنْ أَتَى ذَاتَ مَحْرَمٍ

ہمارے اصحاب کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: جو جانتے

وَهُوَ يَعْلَمُ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ.

بوجھتے کسی محرم خاتون سے زنا کرے تو اسے قتل کر دو۔

وَقَالَ أَحْمَدُ مَنْ تَزَوَّجَ أُمَّهُ قُتِلَ. وَقَالَ إِسْحَاقُ مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ قُتِلَ.

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو اپنی ماں سے شادی کر لے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کسی محرم خاتون سے شادی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَقُرَّةُ بْنُ إِيَاسٍ الْمُزَنِيُّ أَنَّ رَجُلاً تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِهِ.

نبی ﷺ سے کئی ایک طرق سے روایت کیا گیا ہے اور براء بن عازب اور قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ ایک آدمی نے اپنے والد کی اہلیہ سے شادی کر لی تو نبی ﷺ نے اسے قتل کر دینے کا حکم فرمایا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابراہیم بن اسماعیل ضعیف ہے۔ تقریب:۱۴۶

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥٦٨، معجم الكبير للطبرانی: ١١٥٨٠ و ١١٥٩٤، سنن الدارقطنی: ١٢٦/٣، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٢٥٢/٨-٢٥٣

فوائد الحدیث: (۱) کسی کو بھی ایسے القاب کے ساتھ نہیں پکارنا چاہئے جو اسے ناگوار ہو اور اس کے لیے اذیت کا باعث بنے۔ یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔

(۲) جو شخص بھی محرمات ابدیہ (ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) سے بدکاری کرتا ہے تو اس کی سزا قتل ہے کیونکہ ان رشتوں سے جائز نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ یہ بدبخت ان سے زنا کر رہا ہے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْزِيرِ

تعزیر کا ذکر

1463: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ)).

سیّدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی کسی حد کے بغیر دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ بُكَيْرِ بْنِ الأَشَجِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف بکیر بن اشج کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي التَّعْزِيرِ وَأَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي التَّعْزِيرِ هَذَا الْحَدِيثُ.

اہل علم کا تعزیر کے بارے میں اختلاف ہے اور تعزیر کے بارے میں سب سے بہتر روایت یہی حدیث ہے۔

قَالَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ بُكَيْرٍ فَأَخْطَأَ

انہوں نے کہا: ابن لہیعہ نے اس حدیث کو بکیر سے روایت کیا

فِيهِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ خَطَأٌ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ إِنَّمَا هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہے اور اس میں غلطی کی ہے اور انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ عن ابیہ عن النبی ﷺ اور یہ خطا ہے۔ صحیح جو ہے وہ لیث بن سعد کی روایت ہے۔ وہ تو صرف عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ عن ابی بردہ بن نیار کی سند سے نبی ﷺ سے ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/١٠٧، الطبراني في الكبير: ٢٢/٥١٤، الحاكم: ٤/٣٨١

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٦٨٤٨، صحيح مسلم: ١٧٠٨، سنن ابو داود: ٤٤٩١ و ٤٤٩٢، سنن ابن ماجه: ٢٦٠١، سنن النسائي في الكبرى: ٧٣٣٠- ٧٣٣٢، مسند احمد: ١٥٨٣٢، صحيح ابن حبان: ٤٤٥٢، وانظر فتح الباري: ١٢/١٧٧

فوائد الحدیث: (۱) اسلامی سزائیں دو طرح کی ہیں:

۱۔ ”حد“ ایسی سزا جو کسی بھی جرم پر مقرر کر دی گئی مثلاً حد قذف، حد زنا، وغیرہ۔

۲۔ ”تعزیر“ ایسی سزا جس کی شریعت نے مقدار مقرر نہیں کی اسے حاکم وقت اور قاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے جرم کی نوعیت کے مطابق جو بھی سزا دے وہ تعزیر کے حکم میں ہوگی۔ اور یہ جائز ہے۔

(۲) ”تعزیر“ کی سزا ”حد“ کی سزا سے کم ہوگی آزاد کے لیے آزاد کی ”حد“ اور غلام کے لیے غلام کی ”حد“ کا اعتبار کیا جائے گا۔

16

أَبْوَابُ الصَّيْدِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

شکار کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُؤْكَلُ مِنْ صَيْدِ الْكَلْبِ وَمَا لَا يُؤْكَلُ

کتے کا کون سا شکار کھایا جائے گا اور کون سا نہیں

1464: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ وَالْحَجَّاجُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ عَائِذِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا أَهْلُ صَيْدٍ. قَالَ ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَأَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ)). قُلْتُ وَإِنْ قَتَلَ قَالَ ((وَإِنْ قَتَلَ)).

سیّدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم شکار کرنے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بسم اللہ پڑھ کر اپنے کتے کو شکار کے لیے چھوڑو اور وہ تمہارے لیے شکار کو پکڑ لے تو کھالے۔“ میں نے عرض کیا: اگر وہ اسے مار ڈالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خواہ وہ (اسے) مار ڈالے۔“

قُلْتُ إِنَّا أَهْلُ رَمْيٍ. قَالَ ((مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ فَكُلْ)). قَالَ قُلْتُ إِنَّا أَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ فَلَا نَجِدُ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ. قَالَ ((فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا)).

میں نے عرض کیا: ہم تیراندازی کرنے والے ہیں، فرمایا: ”تیری کمان جو (شکار) تجھ پر لوٹائے (یعنی تیرے تیر سے شکار مر جائے) تو کھالے۔“ میں نے عرض کیا: ہم سفر میں رہتے ہیں اور ہمارا یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کے پاس سے گزر ہوتا ہے ہم صرف ان کے برتن ہی پاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی اور برتن نہ پاؤ تو پھر انہیں پانی کے ساتھ دھو کر ان میں کھا پی لو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عدی بن

حاتم رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَعَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ هُوَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ وَاسْمُ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُومٌ وَيُقَالُ جُرْثُمُ بْنُ نَاشِبٍ وَيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
عائذ اللہ بن عبداللہ یہ ابو ادریس خولانی ہیں، اور ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کا نام جرثوم ہے اور جرثم بن ناشب بھی کہا جاتا ہے اور ابن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢ ؛ ٢٥، ابن الجارود: ٩١٧، البيهقي: ٩/٢٤٤، البغوي: ٢٧٧١

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٤٧٨، صحيح مسلم: ١٩٣٠، سنن ابو داود: ٢٨٥٢ و ٢٨٥٥ و ٢٨٥٦، سنن ابن ماجه: ٣٢٠٧، سنن النسائي: ٧/١٨١، مسند احمد : ١٧٧٤٨، صحيح ابن حبان: ٥٨٧٩

1465: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نُرْسِلُ كِلَابَنَا مُعَلَّمَةً. قَالَ ((كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ ((وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ غَيْرُهَا)). قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ. قَالَ ((مَا خَزَقَ فَكُلْ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ جو شکار تمہارے لیے پکڑیں اسے کھالو۔“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اگر وہ مار ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خواہ وہ اس (شکار) کو مار ڈالیں بشرطیکہ ان کے ساتھ کوئی دوسرے کتے شریک نہ ہوں۔“ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم تیر کے درمیانی موٹے حصے کے ذریعے شکار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو آر پار ہو جائے تو کھالے، اور جو اس کے چوڑائی کی جانب سے لگے تو نہ کھا۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَسُئِلَ عَنِ الْمِعْرَاضِ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

محمد بن یحییٰ نے ہم کو حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن منصور کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ”اور معراض کی متعلق سوال کیا گیا“۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/٢٠٢ و ٢٠٦، البيهقي: ٩/٢٣٥، البغوي: ٢٧٧٢

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٤٧٧، صحيح مسلم: ١٩٢٩، سنن ابو داود: ٢٨٤٧۔ ٢٨٥١، سنن ابن ماجه: ٣٢١٢ و ٣٢١٤ و ٣٢١٥، سنن النسائي: ٧/١٧٩ و ١٨٤ و ١٩٤، مسند احمد : ١٨٢٤٥، صحيح ابن حبان: ٥٨٨١

فوائد الحديث: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بہت سی نعمتیں پیدا کی ہیں جنہیں انسان بطور غذا اور خوراک استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نعمت گوشت بھی ہے گوشت دو قسم کا ہوتا ہے یا تو وہ جانور کا ہوگا یا پرندے کا جانور کے گوشت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو جانور کچلی والا نہ ہو وہ حلال ہے لہٰذا اس کا گوشت کھانا جائز اور درست ہے۔ پرندوں کے متعلق فرمایا ذی مخلب ”پنجے سے جھپٹ کر شکار کرنے والے“ پرندوں کے علاوہ باقی سب پرندوں کا گوشت حلال ہے۔

(۲) پھر یہ جانور یا پرندے یا تو پالتو ہوں گے یا آزاد کہ جنگلوں اور فضاؤں میں اپنی مرضی سے رہتے ہیں۔ پالتو جانور یا پرندے کو تو آدمی

جب چاہے پکڑ کر ذبح کر کے ان کے گوشت سے لُطف اندوز ہو سکتا ہے لیکن جنگلی یا فضائی جانور اور پرندوں کا شکار کرنا پڑتا ہے۔

(۳) شکار کرنے کے مختلف طریقے ہیں کہیں ہتھیاروں سے شکار کیا جاتا ہے تیر، بندوق وغیرہ اور کہیں جانور یا پرندوں کے ذریعے جیسے کتا، باز وغیرہ اور کبھی جال لگا کر انسان پکڑتا ہے لہٰذا شریعت محمدیہ نے شکار کے متعلق چند اصول وضوابط وضع کیے ہیں جنہیں بالاختصار یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ شکار کسی بھی طریقے سے کیا جائے اگر تو شکار زندہ پکڑ لیا گیا ہے تو اسے "بسم اللہ" پڑھ کر ذبح کیا جائے۔

۲۔ اگر ہتھیار یا کتے وغیرہ کے ذریعے شکار کیا گیا ہے تو پھر تیر چلانے یا فائر کرنے اور کتے، باز وغیرہ کو چھوڑتے وقت "بسم اللہ" پڑھ کر فائر کرنا اور کتے کو چھوڑنا چاہئے اگر اس فائر وغیرہ کے نتیجے میں وہ شکار مر گیا اور اس کے جسم سے خون نکل آیا تو وہ حلال ہے لیکن اس کے لیے معلوم اور یقین ہو کہ یہ میرے ہی فائر لگنے سے مرا ہے۔ اور اگر وہ زندہ مل جائے تو پھر اسے دوبارہ "بسم اللہ" پڑھ کر ذبح کر لیا جائے۔ اگر کتے یا باز کے ذریعے شکار کیا گیا ہے تو اس کے لئے شرط ہے کہ وہ سدھائے ہوئے ہوں ان کے سدھائے ہوئے ہونے کی دلیل یہ ہوگی کہ وہ اس شکار میں سے خود کچھ نہ کھائیں بلکہ اسے صحیح سالم پکڑ کر لائیں اور مالک کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اگر وہ اس میں سے کچھ کھالیں تو پھر سمجھیں کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ایسے جانور کا شکار حلال نہیں اِلّا یہ کہ اس نے اس سے کچھ کھایا بھی نہیں اور زندہ پکڑ لیا گیا ہے تو اسے ذبح کر کے کھالیا جائے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس سدھائے ہوئے کتے یا باز کہ جس کو "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑا گیا ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا کتا یا باز شکار کرنے میں شامل اور شریک نہ ہو کہ جسے "بسم اللہ" پڑھ کر نہیں چھوڑا گیا۔ اگر کوئی ایسا کتا شامل ہو گیا اور وہ شکار مر گیا تو پھر اسے کھانا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ فیصلہ مشکل ہوگا کہ اسے "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑے ہوئے کتے نے شکار کیا ہے یا دوسرے نے۔

(۴) غیر مُسلم کوئی بھی ہو اگر وہ اپنے برتنوں میں حرام پکاتے اور کھاتے ہیں مثلاً خنزیر یا ذبح کیے بغیر جھٹکے سے قتل کیے ہوئے جانور کا گوشت یا شراب وغیرہ تو ایسے غیر مسلموں کے برتنوں کو استعمال کرنا جائز نہیں اگر مجبوری ہو تو پھر پانی کے ساتھ اچھی طرح دھو کر صاف کر کے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

(۵) غیر مسلموں کے اگر کوئی ایسے برتن ہوں جس میں حرام پکایا یا کھایا نہیں گیا ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔

(۶) "معراض" ایک خاص قسم کی گھڑی ہوئی لکڑی ہوتی تھی جسے لوگ بطور تیر استعمال کرتے تھے لیکن وہ باضابطہ تیر ہوتا نہیں تھا۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اگر تو وہ نوک کی جانب سے لگے کہ جس سے شکار زخمی ہو اور اس کے جسم سے خون نکل آئے اگر تو "بسم اللہ" "اللہ اکبر" پڑھ کر اسے پھینکا گیا تھا تو پھر وہ شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

اور اگر وہ چوڑائی کی جانب سے لگا کہ جس سے شکار زخمی نہیں ہوا بلکہ اس کی چوٹ سے مر گیا تو اس شکار کا کھانا جائز نہیں کیونکہ پھر یہ تیر نہیں بلکہ لاٹھی کے حکم میں ہوگا۔ دونوں صورتوں میں اگر زندہ پکڑ لیا گیا تو پھر تکبیر پڑھ کر ذبح کرنا جائز ہے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ

مجوسی کے کتے کے شکار کا حکم

1466: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سُلَيْمَانَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "ہمیں مجوسی کے کتے کے شکار سے منع کر دیا گیا ہے"۔

الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نُهِينَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُرَخِّصُونَ فِي صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ.

وَالْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ هُوَ الْقَاسِمُ بْنُ نَافِعٍ الْمَكِّيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے وہ مجوسی کے کتے کے شکار کی رخصت نہیں دیتے۔ اور قاسم بن ابی بزہ یہ قاسم بن نافع مکی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) حجاج اور شریک دونوں ضعیف مدلس ہیں۔ ضعيف ابن ماجه: ٦٨٨

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٠٩، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٩/٢٤٥

فوائد الحدیث: اس مسئلے میں اصلاً یہ ہے کہ کتا سدھایا ہوا ہو اور اسے "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑا جائے۔ مجوسی چونکہ ذبح کرتے وقت تکبیر نہیں پڑھتے اس لیے اگر وہ اپنا سدھایا ہوا کتا بھی چھوڑیں اور وہ شکار کرے تو حلال نہیں اِلّا یہ کہ شکار زندہ پکڑ لیا جائے تو اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر کسی مجوسی کا سدھایا ہو کتا کوئی مسلمان "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑتا ہے اور وہ کتا شکار کر کے لاتا ہے اگر وہ شکار مر بھی گیا ہو تو وہ حلال ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبُزَاةِ

باز کا شکار

1467: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَهَنَّادٌ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْبَازِي فَقَالَ ((مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے باز کے شکار کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو وہ تمہارے لیے پکڑے تم اسے کھالو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف مجالد عن شعبی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِصَيْدِ الْبُزَاةِ وَالصُّقُورِ بَأْسًا.

اہل علم کا اس پر عمل ہے: وہ باز اور شکروں کے شکار میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْبُزَاةُ هُوَ الطَّيْرُ الَّذِي يُصَادُ بِهِ مِنَ الْجَوَارِحِ الَّتِي قَالَ اللهُ تَعَالَى (وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ) فَسَّرَ الْكِلَابَ وَالطَّيْرَ الَّذِي يُصَادُ بِهِ.

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: باز وہ پرندہ ہے جس کے ذریعے شکار کیا جاتا ہے: ان "جوارح" میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ" "اور وہ درندے جو تم نے شکار کرنے کے لیے سدھائے ہوں۔" انہوں نے تفسیر بیان کی: اس سے وہ کتے اور پرندے مراد ہیں جن کے ذریعے

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي صَيْدِ الْبَازِي وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ وَقَالُوا إِنَّمَا تَعْلِيمُهُ إِجَابَتُهُ. وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَالْفُقَهَاءُ أَكْثَرُهُمْ قَالُوا يَأْكُلُ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ.

شکار کیا جاتا ہے۔
بعض اہل علم نے باز کے شکار میں اجازت دی ہے خواہ وہ اس میں سے کچھ کھا بھی لے، اور انہوں نے کہا: اس کی تعلیم ہی یہی ہے کہ قبول کرے، جبکہ بعض فقہاء نے اسے ناپسند کیا ہے۔ اکثر فقہاء نے کہا: اگر باز شکار میں سے کچھ کھا بھی لے تو وہ شکار کھالے۔

حکم الحدیث: (منکر) اس میں مجالد راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٤٨
تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٢٥٨، سنن ابو داود: ٢٨٥١، مصنف ابن ابی شیبه: ٣٦٦/٥، ومعجم الكبير للطبرانی: ١٦٨/١٧، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٢٣٨/٩
فوائد الحدیث: شکاری پرندوں کا حکم بھی شکاری جانوروں کا ہی ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۶۴، ۱۴۶۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ

وہ شخص جو شکار پر تیر پھینکے اور وہ غائب ہو جائے

1468: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ فَأَجِدُ فِيهِ مِنَ الْغَدِ سَهْمِي قَالَ ((إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ وَلَمْ تَرَ فِيهِ أَثَرَ سَبُعٍ فَكُلْ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں شکار پر تیر چلاتا ہوں اور میں اگلے روز اس میں اپنا تیر دیکھتا / پاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو جان لے کہ تیرے تیر نے اسے مارا ہے اور تو اس میں کسی درندے کا نشان نہ دیکھے تو کھالے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ.

شعبہ نے اس حدیث کو ابوبشر اور عبدالملک بن میسرہ عن سعید بن جبیر عن عدی بن حاتم کی سند سے روایت کیا ہے اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ اور اس باب میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٥٣٩، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٧٢/٥
تخریج الحدیث: مسند الطيالسی: ١٠٤١، سنن النسائی: ١٩٣/٧، مسند احمد: ١٩٣٧٦
فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص تیر یا بندوق وغیرہ سے شکار کرتا ہے تو شکار اس کے فائر سے زخمی ہو جاتا ہے لیکن فوراً اسے ملتا نہیں بلکہ گم ہو جاتا ہے جیسے کسی فصل وغیرہ میں لیکن دوسرے یا تیسرے دن اس کو وہ شکار مل جاتا ہے اور اسے یقین ہے کہ یہ میرے ہی تیر وغیرہ سے قتل ہوا ہے اس میں کسی درندے وغیرہ کے دانتوں کے نشان نہیں تو اگر وہ شکار خراب نہیں ہوا تو اس کا گوشت کھا سکتا ہے اور اگر وہ خراب، باسی

ہو گیا ہے تو پھر اس کے مضر صحت ہونے کی وجہ سے اسے نہ کھائے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا فِي الْمَاءِ

جو شکار پر تیر چلاتا ہے اور وہ اسے پانی میں مردہ حالت میں پاتا ہے، کا حکم

1469: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ ((إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قَتَلَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنا تیر چلاؤ تو اللہ کا نام لو، اگر تم اسے دیکھو کہ وہ مر گیا ہے تو کھا لو اور اگر تم اسے پانی میں گرا ہوا دیکھو تو پھر نہ کھاؤ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ پانی نے اسے مارا ہے یا تمہارے تیر نے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (صحيح ابي داؤد: ٢٥٤٠) اخرجه الدارقطني: ٤/٢٩٤، البيهقي: ٩/٢٣٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٨٤، صحیح مسلم: ١٩٢٩، ٦،٧، سنن ابو داود: ٢٨٤٩ و ٤٨٥٠

فوائد الحدیث: کوئی شخص "بسم اللہ" پڑھ کر کسی پرندے پر فائر کرتا ہے یا تیر چلاتا ہے اور وہ زخمی ہو کر پانی میں گر جاتا ہے، جب اس شکاری نے پکڑا تو وہ مر چکا تھا اب اسے معلوم نہیں کہ یہ میرے فائر سے مرا ہے یا پانی میں ڈوب کر، تو اس صورت میں اس کا کھانا حلال اور جائز نہیں اگر اسے یقین ہو کہ پانی میں گرنے سے پہلے مرا تھا تو پھر کھا سکتا ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلْبِ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ

وہ کتا جو شکار میں سے کچھ کھا لیتا ہے

1470: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ قَالَ ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)). قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ خَالَطَتْ كِلَابَنَا كِلَابٌ أُخَرُ قَالَ ((إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلَى غَيْرِهِ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سدھائے ہوئے کتے کے شکار کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تو اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو پھر وہ جس شکار کو تمہارے لیے محفوظ رکھے اسے کھا لو، اگر وہ خود کچھ کھا لے تو پھر نہ کھاؤ، اس نے تو اسے اپنے لیے پکڑا ہے۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بتائیں اگر کوئی دوسرے کتے ہمارے کتوں کے ساتھ شامل ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے کسی اور کے کتے پر نہیں لیا۔"

قَالَ سُفْيَانُ أَكْرَهُ لَهُ أَكْلَهُ.

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس کے لیے اس کا کھانا ناپسند کرتا ہوں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي الصَّيْدِ وَالذَّبِيحَةِ إِذَا وَقَعَا فِي الْمَاءِ أَنْ لَا يَأْكُلَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي الذَّبِيحَةِ إِذَا قُطِعَ الْحُلْقُومُ فَوَقَعَ فِي الْمَاءِ فَمَاتَ فِيهِ فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس شکار اور اس ذبیحہ کے بارے میں جو پانی میں گر جائیں یہ موقف ہے کہ وہ اسے نہ کھائے۔ ان میں سے بعض نے ذبیحہ کے بارے میں کہا: جب وہ حلقوم کاٹ دے اور وہ پانی میں گر جائے اور وہاں فوت ہو جائے تو اسے کھالیا جائے گا، یہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكَلْبِ إِذَا أَكَلَ مِنَ الصَّيْدِ فَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ فِي الْأَكْلِ مِنْهُ وَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ مِنْهُ.

اہل علم کا اس کتے کے شکار کے بارے میں اختلاف ہے کہ جب وہ شکار میں سے کچھ کھالے۔ اکثر اہل علم نے کہا: جب کتا اس میں سے کچھ کھالے تو وہ نہ کھائے، یہ سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے اس شکار میں سے کھانے کی جس میں سے کتا کھالے رخصت دی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه.الحميدي: ٩١٣، ابن ابي شيبة: ٣٥٤/٥، الدارمي: ٢٠٠٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٧٧، صحیح مسلم: ١٩٢٩، سنن ابو داود: ٢٨٤٧۔ ٢٨٥١، سنن ابن ماجه: ٣٢١٢ و ٣٢١٤ و ٣٢١٥، سنن النسائی: ١٧٩/٧ و ١٨٤ و ١٩٤، مسند احمد : ١٨٢٤٥، صحيح ابن حبان: ٥٨٨١

فوائد الحدیث: شکاری جانور اگر شکار میں سے کچھ کھالے، خواہ وہ سدھایا ہوا ہو یا نہ سدھایا ہوا تو پھر اس کے شکار کو کھانا جائز نہیں کیونکہ اس شکار کو شکاری جانور نے اپنے لیے شکار کیا ہے مالک کے لئے نہیں۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

معراض (چوڑائی کے بل لگنے والا آلہ / تیر) کا شکار

1471: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ ((مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَمَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ)).

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ سے معراض کے شکار کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اس کی تیز دھار سے شکار کرو تو کھالو اور جب اس کے چوڑائی والے حصے سے شکار کرو تو نہ کھاؤ وہ تو چوٹ لگنے سے مرا ہے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

ہم کو ابن ابی عمر نے حدثنا سفیان عن زکریا عن الشعبی عن عدی بن حاتم کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے، اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٧٧، صحیح مسلم: ١٩٢٩، سنن ابو داود: ٢٨٤٧۔ ٢٨٥١، سنن ابن ماجه: ٣٢١٢ و ٣٢١٤ و ٣٢١٥، سنن النسائی: ١٧٩/٧ و ١٨٤ و ١٩٤، مسند احمد: ١٨٢٤٥، صحیح ابن حبان: ٥٨٨١

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۶۵، ۱۴۶۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ

پتھر کے ساتھ ذبح کرنا

1472: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ قَوْمِهِ صَادَ أَرْنَبًا أَوِ اثْنَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِمَرْوَةٍ فَتَعَلَّقَهُمَا حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهِمَا.
قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَرَافِعٍ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُذَكِّيَ بِمَرْوَةٍ وَلَمْ يَرَوْا بِأَكْلِ الْأَرْنَبِ بَأْسًا وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُهُمْ أَكْلَ الْأَرْنَبِ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی قوم کے ایک آدمی نے ایک یا دو خرگوش کا شکار کیا، اس نے پتھر کے ساتھ انہیں ذبح کیا اور ان دونوں کو لٹکا دیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں ان کے کھانے کا حکم فرمایا۔
اور اس باب میں محمد بن صفوان، رافع اور عدی بن حاتم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض اہل علم نے پتھر کے ساتھ ذبح کرنے کے بارے میں رخصت دی ہے اور وہ خرگوش کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، یہ اکثر اہل علم کا قول ہے، جبکہ ان میں سے بعض نے خرگوش کھانے کو ناپسند کیا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ الشَّعْبِيِّ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ. وَرَوَى عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ. وَمُحَمَّدُ بْنُ صَفْوَانَ أَصَحُّ. وَرَوَى جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَ

امام شعبی کے شاگردوں نے اس حدیث کو روایت کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ داؤد بن ابو ہند نے اس حدیث کو شعبی عن صفوان بن محمد کی سند سے روایت کیا ہے جبکہ عاصم الاحول نے شعبی عن صفوان بن محمد یا محمد بن صفوان کی سند سے روایت کیا ہے جبکہ محمد بن صفوان زیادہ صحیح ہے۔ جابر جعفی نے شعبی عن

حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَيُحْتَمَلُ أَنَّ رِوَايَةَ الشَّعْبِيِّ عَنْهُمَا. قَالَ مُحَمَّدٌ حَدِيثُ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

جابر بن عبداللہ کی سند سے قتادہ عن شعبی کے مانند روایت کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ شعبی کی ان دونوں سے روایت ہو۔ امام محمد (بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: شعبی کی جابر سے روایت محفوظ نہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٨٦٩٢، انظر تحفة الاشراف: ٢٣٥٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٥٨٧٠، ١٤٤٨٦ و ١٥٨٧١، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٩/٣٢١، سنن ابو داود: ٢٨٢٢، سنن ابن ماجه: ٣١٧٥ ، ٣٢٤٤، سنن النسائي: ١٩٧/٧ و ٢٢٥،صحيح ابن حبان: ٥٨٨٧۔ وفي الباب عند صحيح بخاري: ٢٣٠٤، مسند احمد: ١٥٧٦٥

فوائد الحدیث: (۱) ذبح کرنے میں شرط یہ ہے کہ تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے اور مذبوح (ذبح کیے ہوئے جانور) کا خون بہایا جائے۔ بعض لوگوں نے جو شرط رکھی ہے کہ وہ صرف لوہے کے آلے سے ہی ذبح کیا جاسکتا ہے اور پھر چھری کے دستے میں خاص تعداد میں کیل لگے ہونے کی بھی شرط کرتے ہیں یہ درست نہیں۔ جانور کو راحت اور آرام پہنچانے کے لیے تیز دھار آلے، چھری وغیرہ کا استعمال کرنا چاہیے لیکن اگر فوری طور پر وہ میسر نہ ہو اور جانور کے جان جانے کا خطرہ ہو تو کسی بھی چیز سے وہ پتھر ہو یا لکڑ تکبیر پڑھ کر اس جانور کا خون بہا دیا جائے تو وہ جانور حلال اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ البتہ ہڈی اور ناخن کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں۔

(۲) خرگوش ایک حلال جانور ہے اس کا شکار کرنا اور گوشت کھانا جائز ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الْمَصْبُورَةِ

مصبورہ (وہ جانور جسے باندھ کر نشانہ بازی کر کے مار دیا جائے) کھانے کی ممانعت

1473: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَفْرِيقِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِيَ الَّتِي تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ.

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ کھانے سے منع فرمایا ہے، اور مجثمہ وہ جانور ہے جسے باندھ کر نشانہ بازی کر کے مارا جائے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں عرباض بن ساریہ، انس، ابن عمر، ابن عباس، جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي الدَّرْدَاءِ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٣٩١۔ بعض کہتے ہیں اس میں ابو ایوب ضعیف راوی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند الحميدي: ٣٩٧، مسند احمد: ١٩٨٩

فوائد الحدیث: کسی بھی حلال جانور یا پرندے کو دور سے نشانہ بنا کر شکار کرنا جائز ہے اگر تکبیر پڑھ کر نشانہ بنایا گیا ہے اور پکڑنے سے پہلے وہ مر جائے تو وہ ذبح ہی تصور ہوگا۔ لیکن کسی بھی حلال جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی جائے تو یہ عمل جائز نہیں۔ اور اس کے نتیجے میں جو جانور ہلاک ہو جائے اس کا گوشت کھانا بھی جائز نہیں۔

1474: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ وَهْبِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ الْعِرْبَاضِ وَهُوَ ابْنُ سَارِيَةَ عَنْ أَبِيهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنِ الْخَلِيسَةِ وَأَنْ تُوطَأَ الْحَبَالَى حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ.

ام حبیبہ بنت عرباض ابن ساریہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر درندوں میں سے کچلی والے تمام جانور، پنجے سے شکار کرنے والے تمام پرندے، پالتو گدھے، مجثمہ اور خلیسہ (درندے کے منہ سے چھڑایا ہوا جانور جو ذبح کرنے سے پہلے مرجائے)، کا گوشت کھانے سے اور حاملہ سے اس کے وضع حمل ہو جانے تک وطی کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى سُئِلَ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ قَالَ أَنْ يُنْصَبَ الطَّيْرُ أَوِ الشَّيْءُ فَيُرْمَى. وَسُئِلَ عَنِ الْخَلِيسَةِ فَقَالَ الذِّئْبُ أَوِ السَّبُعُ يُدْرِكُهُ الرَّجُلُ فَيَأْخُذُهُ مِنْهُ فَيَمُوتُ فِي يَدِهِ قَبْلَ أَنْ يُذَكِّيَهَا.

محمد بن یحییٰ نے کہا ابو عاصم سے مجثمہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ کہ کسی پرندے یا کسی چیز کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی جائے۔ ان سے خلیسہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بھیڑیے یا درندے سے کوئی آدمی شکار چھڑا لے لیکن وہ اس کے ذبح کرنے سے پہلے اس آدمی کے ہاتھ میں مر جائے۔

حکم الحدیث: تمام الفاظ الگ الگ صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ سوائے خلیسہ جانور کے، یہ صحیح حدیث میں نہیں۔ الصحيحة: ٤/ ٢٣٨-٢٣٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧١٥٣، صحيح ابي داؤد للالباني: ١٨٨٣، ارواء الغليل للالباني: ٢٤٨٨

فوائد الحدیث: اس حدیث سے درج ذیل امور کا ممنوع ہونا ثابت ہوا ہے:

۱۔ درندوں میں سے ہر، "ذی ناب" (کچلی والا) جانور حرام ہے

۲۔ پرندوں میں سے ہر "ذی مخلب" (پنجے سے شکار کرنے والا) پرندہ حرام ہے۔

۳۔ گھریلو گدھوں کا گوشت بھی حرام ہے۔

۴۔ "المجثمہ" (جب جانور کو باندھ کر نشانہ بازی سے ہلاک کیا جائے، اسے "مصبورہ" بھی کہتے ہیں، ایسا کرنا بھی منع ہے اور ان کا گوشت کھانا بھی ممنوع ہے۔

۵۔ "الخلیسہ" (وہ جانور جو کسی درندے نے پکڑ لیا پھر اس سے چھڑا لیا گیا ہو) لیکن ذبح کرنے سے پہلے ہی وہ مرجائے تو حرام ہے اگر اسے ذبح کر لیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ اس درندے نے اس میں سے کچھ کھایا نہ ہو۔

۶۔ حاملہ عورت سے اس وقت تک کوئی دوسرا جماع نہ کرے جب تک کہ وہ پہلا حمل وضع نہ کر دے۔ جیسے لونڈیوں وغیرہ کے معاملے میں یہ صورت پیش آتی ہے۔

1475: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَّخَذَ شَيْءٌ فِيهِ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جان دار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی سے منع فرمایا۔

الرُّوحُ غَرَضًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن بي شيبة: ٣٩٨/٥، الطبراني في الكبير: ١١٧١٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٥٧، سنن ابن ماجه: ٣١٨٧، سنن النسائی: ٢٣٧/٧-٢٣٩، مسند احمد: ٢٤٨٠، صحيح ابن حبان: ٥٦٠٨

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی حلال یا حرام جانور اور پرندے کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنا منع ہے کہ اسلام تو ذبح کرتے وقت بھی جانور کو آرام پہنچانے کی تعلیم دیتا ہے تو پھر صرف شوقیہ اور شغل کے لیے یہ مشق کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

(۲) جو لوگ اپنی بد معاشی کی وجہ سے دوسروں پر اپنی دھاک بٹھانے کے لیے کسی غریب کو اپنی مار پیٹ یا گالی گلوچ کا تختہ مشق بناتے ہیں انہیں اس حدیث کو سامنے رکھ کر اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَكَاةِ الْجَنِينِ

جنین (ماں کے پیٹ کے بچے) کو ذبح کرنا

1476: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُجَالِدٍ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنین کو ذبح کرنا یہی ہے کہ اس کی ماں کو ذبح کر دیا جائے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، ابو امامہ، ابو درداء اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس سند کے علاوہ بھی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَأَبُو الْوَدَّاكِ اسْمُهُ جَبْرُ بْنُ نَوْفٍ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ ابو وداک کا نام جبر بن نوف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٧٩/١٤، ابن الجارود: ٩٠٠، ابو يعلى: ٩٩٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٢٧، سنن ابن ماجه: ٣١٩٩، مسند احمد: ١١٢٦٠، صحيح ابن حبان: ٥٨٨٩

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی مادہ جانور ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے بچہ نکل آیا اس کو ”جنین“ کہتے ہیں اس کو الگ سے ذبح کرنے کی

ضرورت نہیں بلکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ ہی ذبح سمجھ لیا جائے گا۔ یہ فرمان مبارک ہے۔ امام الانبیاء سیّدنا محمد ﷺ کا۔

فداہ ابی و امی وجسدی و روحی و کل شئی عندی

(۲) اگر "جنین" زندہ حالت میں پایا جائے تو پھر اسے ذبح کیا جائے گا۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كُلِّ ذِي نَابٍ وَذِي مِخْلَبٍ

کچلی والے جانور اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندے کی ممانعت

1477: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

سیّدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے ہر کچلی والے (کا گوشت کھانے) سے منع فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ نَحْوَهُ.

ہم کو سعید بن عبدالرحمن مخزومی اور کئی ایک نے بیان کیا انہوں نے کہا سفیان بن عیینہ نے عن الزہری عن ابی ادریس الخولانی کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو ادریس خولانی کا نام عائذ اللہ بن عبد اللہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢١٧٢، الحميدي: ٨٧٥، البيهقي: ٩/٣١٥، البغوي: ٢٧٩٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۵۳۰، صحیح مسلم: ۱۹۳۲، سنن ابو داود: ۳۸۰۲، سنن ابن ماجه: ۳۲۳۲، سنن النسائی: ۷/۲۰۰-۲۰۱، مسند احمد: ۱۷۷۳۵، صحیح ابن حبان: ۵۲۷۹

1478: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُومَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن پالتو گدھوں (کے گوشت) سے، خچروں کے گوشت سے، درندوں میں سے کچلی والے تمام جانوروں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں سے منع فرمایا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عرباض بن ساریہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٨/١٣٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ٥/٣٩٩، الدارقطني: ٤/٢٨٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٤٦٣

1479: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والے تمام جانوروں کو حرام قرار دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ یہ عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٩٩/٥، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢٠٤/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧٨٩

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۷۴ اور حدیث نمبر ۱۴۶۴، ۱۴۶۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

12- بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْحَيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ

زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت مردار ہے

1480: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الإِبِلِ وَيَقْطَعُونَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ قَالَ ((مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ)).

سیّدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ (مدینہ والے) اونٹوں کی کوہانیں پسند کرتے تھے، اور وہ بکریوں کے سرین کاٹ لیتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو حصہ زندہ جانور سے کاٹ لیا وہ مردار ہے۔“

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ نَحْوَهُ.

ہم کو ابراہیم بن یعقوب جوزجانی نے حدثنا ابو نضر عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف زید بن اسلم کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ اور ابو واقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٠٢٤، ابو يعلى: ١٤٥٠، ابن عدي في الكامل: ١٦٠٨/٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٥٨، مسند احمد: ٢١٩٠٣

فوائد الحدیث: کسی بھی زندہ جانور کے جسم کا کوئی بھی عضو (حصہ) اگر کاٹ لیا جائے تو وہ مردار کے حکم میں ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّكَاةِ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ

حلق اور لبہ (گردن اور سینے کے درمیانی حصہ) سے ذبح کرنا

1481: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ [ح] وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ ((لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ)).

ابو العشراء نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا صرف حلق اور لبہ ہی سے ذبح کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اس کی ران پر نیزہ مار دو تو وہ تجھے کافی ہے۔"

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ هَذَا فِي الضَّرُورَةِ.

احمد بن منیع نے بیان کیا، یزید بن ہارون نے کہا: یہ ضرورت کے تحت ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَاخْتَلَفُوا فِي اسْمِ أَبِي الْعُشَرَاءِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْمُهُ أُسَامَةُ بْنُ قِهْطِمٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ يَسَارُ بْنُ بَرْزٍ وَيُقَالُ ابْنُ بَلْزٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ عُطَارِدٌ نُسِبَ إِلَى جَدِّهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف حماد بن سلمہ ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور ہم ابو العشراء عن ابیہ کی سند سے صرف اسی روایت کو جانتے ہیں، ابو العشراء کے نام میں اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے کہا: اس کا نام اسامہ بن قہطم ہے، اور یسار بن برز اور ابن بلز بھی کہا جاتا ہے، عطارد بھی کہا جاتا ہے (اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں)۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابو العشراء کا اپنے والد سے سماع نہیں ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٢٥، سنن ابن ماجه: ٣١٨٤، سنن النسائي: ٢٢٨/٧، مسند احمد : ١٨٩٤٧

فوائد الحدیث: (۱) کسی بھی جانور کو ذبح کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اسے حلق سے ذبح کیا جائے۔ البتہ اونٹ کو گردن اور سینے کے درمیان (لبہ) سے "نحر" کیا جاتا ہے۔

(۲) اگر کوئی جانور وحشی ہو جائے کہ جس کو قابو کرنا ممکن نہ ہو تو اسے جسم کے کسی بھی حصے پر زخم لگا کر گرا لیں پھر حلق سے ذبح کر لیں۔

(۳) اگر کسی جانور کے حلق پر چھری پھیرنا ممکن نہ ہو جیسے کوئی جانور اوندھے منہ کنویں وغیرہ میں گر جاتا ہے تو اس کو تکبیر پڑھ کر ران سے خون نکال کر ذبح کیا جا سکتا ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْوَزَغِ

چھپکلی کو مارنا

1482: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً بِالضَّرْبَةِ الأُولَى كَانَ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً فَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ كَانَ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً فَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ كَانَ لَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چھپکلی کو پہلی ضرب کے ساتھ مار دے تو اس کے لیے اتنا اور اتنا ثواب ہے، اگر وہ اسے دوسری ضرب میں مارے تو اس کے لیے اتنی اور اتنی نیکیاں ہیں، پس اگر وہ اسے تیسری ضرب میں مار دے تو اس کے لیے اتنی اور اتنی نیکیاں ہیں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، سعد، سیّدہ عائشہ اور ام شریک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٢/٢٦٨، البغوي: ٣٢٦٦

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٢٤٠، سنن ابو داود: ٥٢٦٣، سنن ابن ماجه: ٣٢٢٩، مسند احمد : ٨٦٥٩

فوائد الحدیث: (۱) چھپکلی ایک زہریلا جانور ہے اس کے زہر سے آدمی کو بیماری بھی لاحق ہو سکتی ہے اور مر بھی سکتا ہے، عمومی طور پر گھروں میں موجود ہوتا ہے اس لیے اس کو مارنے کا حکم ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا: ”وكان ينفخ على ابراهيم عليه السلام“ (صحیح بخاری ۱/ ۴۷۴ کتاب الانبیاء) ”کہ یہ ابراہیم علیہ السلام پر پھونکیں مارتی تھی“ یعنی جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تو یہ آگ بڑھکانے کے لیے پھونکیں مارتی تھی۔

(۲) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح نیکی کے اثرات نسل در نسل رہتے ہیں اسی طرح گناہ اور برائی کی قباحت اور نحوست بھی نسلوں تک اپنا اثر رکھتی ہے ورنہ وہ چھپکلی جو پھونکیں مارتی تھی وہ تو صدیوں پہلے مر کھپ چکی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کو نیکی کے قالب میں ڈھالیں کہ وہ نیکیاں ہماری آخرت کی بہتری کا باعث تو ہوں گی ہی ہماری نسل کے لیے دنیا میں بھی مفید ہوں گی (جیسا کہ قرآن مجید میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہے) مختلف ضربوں سے مارنے سے اجر و ثواب میں جو فرق آتا ہے اس میں بھی ترغیب ہے کہ مومن کو طاقتور اور نیکی کرنے میں مستعد ہونا چاہئے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ

سانپوں کو مار ڈالنا

1483: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سانپ کو مار ڈالو، دو نقطوں والے اور دم کٹے سانپ کو مار ڈالو، کیونکہ وہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، عائشہ، ابوہریرہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَتْلِ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَيْضًا.

ابن عمر عن ابی لبابہ سے روایت کیا گیا کہ نبی ﷺ نے اس کے بعد گھروں کے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا کہ وہ تو گھروں میں رہنے والے ہیں۔ اور ابن عمر عن زید بن خطاب کی سند سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ إِنَّمَا يُكْرَهُ مِنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ قَتْلُ الْحَيَّةِ الَّتِي تَكُونُ دَقِيقَةً كَأَنَّهَا فِضَّةٌ وَلَا تَلْتَوِي فِي مِشْيَتِهَا.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سانپوں کو مارنا ناپسند کیا گیا ہے، اسی سانپ کو قتل کرنا جو کہ باریک ہو گویا کہ وہ چاندی ہو، اور وہ چلتے ہوئے مڑتا نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٦٢٠، ابو يعلى: ٥٤٢٩، والطبراني في الكبير: ١٣١٦١، البغوي: ٣٢٦٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٩٧، صحیح مسلم: ٢٢٣٣۔ سنن ابو داود: ٥٢٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٥٣٥، مسند احمد: ٤٥٥٧، صحیح ابن حبان: ٥٦٣٨

فوائد الحدیث: سانپ کی بہت سی زہریلی قسمیں ہیں کسی میں زہر کم ہوتا ہے تو کسی میں زیادہ۔ حدیث الباب میں جو دو قسمیں بیان ہوئی ہیں ایک 'ذا الطفیتین' ایسا سانپ جس کی پشت پر دو لکیریں یا دھاریاں ہوتی ہیں۔ اور دوسری الابتر جو دم کٹا یعنی چھوٹی دم والا ہوتا ہے دیکھنے میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کٹی ہوئی ہے۔ یہ انتہائی زہریلی قسمیں ہیں کہ اگر کسی کو ڈنگ مار دیں تو اسکی بینائی ختم ہو جاتی ہے اور حاملہ عورتوں کے حمل ضائع ہو جاتے ہیں لہٰذا انہیں قتل کر دینا چاہئے۔

1484: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ لِبُيُوتِكُمْ عُمَّارًا فَحَرِّجُوا عَلَيْهِنَّ ثَلَاثًا فَإِنْ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے گھروں میں گھریلو سانپ ہوتے ہیں، انہیں تین بار متنبہ کرو، اگر اس کے بعد ان میں سے کوئی تمہیں نظر آئے تو

تُبْدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَاقْتُلُوهُ)).

اسے قتل کر دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام ترمذی نے کہا: عبید اللہ بن عمر نے اس روایت کو صیفی عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ صَيْفِيٍّ نَحْوَ رِوَايَةِ مَالِكٍ.

مالک بن انس نے اس روایت کو صیفی عن ابی سائب مولیٰ ہشام بن زہرہ عن ابی سعید کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا اور اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ ہم کو یہ حدیث انصاری نے حدثنا معن حدثنا مالک کی سند سے بیان کی ہے اور یہ عبید اللہ بن عمر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ محمد بن عجلان نے صیفی کے حوالے سے مالک کی روایت کے مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الضعيفة تحت الحديث: ٣١٦٣، اخرجه النسائي في عمل اليوم الليلة: ٩٦٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٢١٥

فوائد الحدیث: (۱) بعض اوقات گھروں میں سانپ نظر آتے ہیں اگر تو مارتے وقت وہ گھر میں ہی گم ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سانپ نہیں بلکہ جنات ہیں کہ جو سانپ نظر آ رہے تھے جب مارنے لگے تو وہ غائب ہو گئے۔ ایسے سانپوں کو "عُمّار" یا "عوامر" کہا جاتا ہے۔ کہ یہ گھریلو سانپ ہیں یہ زیادہ زہریلے تو نہیں ہوتے لیکن بہر حال گھر میں وحشت اور خوف کا باعث بنتے ہیں ان کے متعلق حکم ہے کہ ان کو تین بار یا تین دن تنبیہ کی جائے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ نظر آئیں تو انہیں قتل کر دینا چاہیے۔

(۲) جنگ خندق کے موقع پر ایک نوجوان جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کے متعلق بد زبانی کرنیوالوں کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ وہ نفوس قدسیہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کس قدر مستعد، تیار اور پُرجوش ہوتے تھے کہ بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت تیار تھے) (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) وہ نوجوان دوپہر کے وقت اجازت لے کر گھر آجاتا۔ ایک دن اس نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا اسلحہ بھی ساتھ لے جاؤ مجھے خطرہ ہے کہ بنو قریظہ تجھے کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ چنانچہ اس نے اپنا نیزہ بھی ساتھ لے لیا اور جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے پر کھڑی ہے اسے غصہ آیا اور وہ اس پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ بیوی نے کہا کہ مجھے کچھ کہنے سے پہلے گھر میں دیکھو اندر کون ہے۔ وہ نوجوان صحابی جب اندر داخل ہوا تھا تو اس نے دیکھا کہ گھر میں بہت بڑا خوفناک سانپ بستر پر بیٹھا ہوا تھا تو اس نوجوان نے نیزے سے حملہ کر کے اس سانپ کو نیزے میں پرو لیا اور اسے صحن میں گاڑ دیا۔ سانپ چونکہ ابھی زندہ تھا لہٰذا اس نے حرکت کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس نوجوان پر گرا لیا اور اسے ڈس لیا جس کے نتیجے میں دونوں ہی جان کی بازی ہار گئے۔ سانپ نیزے کے زخم کی وجہ سے اور نوجوان صحابی رسول سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کے متعلق ہدایات فرمائیں کہ یہ جنات بھی ہو سکتے ہیں لہٰذا انہیں تنبیہ کرو اگر وہ باز نہ آئیں تو پھر قتل کر دیے جائیں۔ (صحیح مسلم ۲/۲۳۵ کتاب قتل الحیات)

1485: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ

ابو لیلیٰ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مسکن

أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ قَالَ أَبُو لَيْلَى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا إِنَّا نَسْأَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ أَنْ لَا تُؤْذِينَا فَإِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَا)).

(گھر) میں سانپ نظر آئے تو اسے کہو: ہم تجھ سے نوح اور سلیمان علیہما السلام کے عہد کا مطالبہ کرتے ہیں کہ تو ہمیں ایذا نہ دے، اگر وہ پھر ظاہر ہو تو اسے قتل کر دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے ثابت بنانی کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے ابن ابی لیلیٰ کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) (الضعيفة: ١٥٠٨) اس میں ابن ابی لیلیٰ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٥٢٦٠، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٩٦٨، ومعجم الكبير للطبراني: ٦٤٢٨ و ٦٤٢٩، تهذيب الكمال: ٢١/١٦٩

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے قابل عمل نہیں۔ گھریلو سانپوں کو تنبیہ کرنا تو صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۴۸۴ کے فوائد میں تفصیل بیان ہوئی لیکن مخلوق میں سے کسی کے واسطے سے پناہ طلب کرنا درست نہیں۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْكِلَابِ

کتوں کو مارنے کا حکم

1486: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيمٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کتے ایک قوم نہ ہوتے تو میں ان سب کو مار ڈالنے کا حکم دے دیتا، پس ان میں سے کالے سیاہ کتے مار ڈالو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَبِي رَافِعٍ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، جابر، ابورافع اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوَى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ ((أَنَّ الْكَلْبَ الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ شَيْطَانٌ)). وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ الْبَهِيمُ الَّذِي لَا يَكُونُ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْبَيَاضِ. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ صَيْدَ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض حدیث میں روایت کیا جاتا ہے کہ کالا سیاہ کتا شیطان ہے۔ جس کے جسم کا کچھ بھی حصہ سفید نہ ہو۔ بعض اہل علم نے ایسے کالے سیاہ کتے کا شکار پسند نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) بعض نے اس کو حسن بصری مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٧٨٨، سنن ابو داود: ٢٨٤٥، سنن ابن ماجه: ٣٢٠٥، سنن النسائی: ١٨٥/٧، صحيح ابن حبان: ٥٦٥٧

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ کی بیشمار مخلوقات میں سے ایک مخلوق کتا بھی ہے۔ جسے مکمل طور پر نا تو ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ اللہ کریم کی حکمت و مصلحت ہے۔ لہٰذا ان میں سے جو زیادہ موذی، آوارہ، کاٹنے والا اور باؤلا ہو اسے قتل کر دینا چاہئے۔

(٢) ایسا سیاہ کتا جس میں کوئی دوسرا رنگ نہ ہو زیادہ خوفناک ہوتا ہے اور ویسے بھی دوسروں کی بہ نسبت زیادہ شریر۔ اس لیے اس کے متعلق خصوصاً حکم فرمایا۔

17- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا مَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ

کتا رکھنے والے کے اجر میں کتنی کمی ہوتی ہے

1487: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِضَارٍ وَلَا كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے شکار اور مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے کتا رکھا تو اس کے اجر سے روزانہ دو قیراط کی ہو جاتی ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مغفل، ابوہریرہ اور سفیان بن ابی زُہیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یا کھیت کی حفاظت والا کتا۔“

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢٠٤٠، الطحاوي في شرح المعاني: ٥٥/٤٤، البيهقي: ٩/٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٨٠، صحیح مسلم: ١٥٧٤، سنن النسائی: ١٨٦/٧-١٨٩، مسند احمد: ٤٤٧٩، صحيح ابن حبان: ٤٤٧٩

فوائد الحدیث: (١) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے، کتا ایک ناپسندیدہ اور قابل نفرت جانور ہے کہ جس سے فرشتے بھی اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور ان کتوں کی نحوست کی وجہ سے ایسا شخص جو بغیر ضرورت کے کتے پالتا اور گھر میں رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا صرف کہ محروم ہو جاتا ہے بلکہ اس کی نیکیوں میں سے بھی ہر روز کمی کی جاتی ہے۔

(٢) بعض روایات میں ایک قیراط اور بعض میں دو قیراط کی کمی کا ذکر ہے اس کی مختلف توجیحات بیان کی گئی ہیں مثلاً

١۔ اگر کتے کو باندھ کر رکھا ہے تو ایک قیراط، اگر کھلا چھوڑا ہوا ہے تو دو قیراط اجر کم ہو گا۔

٢۔ لوگوں کو کتے سے تکلیف پہنچنے کی مناسبت سے ایک یا دو قیراط کی کمی ہوتی ہے۔

۳۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کتا رکھا جائے تو دو قیراط کسی دوسرے شہر میں ہو تو ایک قیراط اجر کم ہوگا۔

۴۔ عام کتے کو پالنے سے ایک قیراط، اور خطرناک قسم کا کتا رکھنے پر دو قیراط اجر کی کمی ہوگی۔ اور بھی کئی ایک تطبیق کی صورتیں بیان کی گئی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس کا فیصلہ اللہ کریم بندوں کے شوق اور ان کے طرز عمل کو دیکھ کر کریں گے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۳) ''قیراط'' ایک وزن ہے جس کی مقدار ۱.۲۵۵ ملی گرام ہے یعنی ایک ماشہ سے کم ہے۔ جبکہ نماز جنازہ میں شریک ہونے والے کے لیے جو ایک قیراط ثواب بیان ہوا ہے وہ قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے تو ان روایات میں تطبیق یوں دی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اپنے بندوں پر شفقت ہے کہ جب وہ اجر و ثواب سے نوازتا ہے تو احد پہاڑ کے برابر اجر دیتا ہے لیکن جب کمی کرتا ہے تو پھر رحمت کرتے ہوئے اس کے وزن کی مقدار کے برابر کمی کرتا ہے۔ سبحان اللہ

(۴) اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے تحت کتا رکھتا اور پالتا ہے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً شکار کے لیے، شکاری کتا، گھر یا جانوروں کی رکھوالی اور پہرے کے لئے یا پھر گاؤں سے باہر اپنے ڈیرے اور کھیتوں کی رکھوالی کے لیے، آجکل ہمارے ہاں کھوجی کتے بھی ہیں وغیرہ۔ بہر حال اگر ضرورت ہو اور واقعی ضرورت ہو، ضرورت بنا نہ لی جائے تو گنجائش ہے، لیکن ایسی صورت میں بھی مالک کو اپنے جسم، لباس اور برتنوں وغیرہ کی طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

1488 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ. قَالَ قِيلَ لَهُ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ. فَقَالَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَهُ زَرْعٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے یا مویشیوں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ دیگر کتے مار ڈالنے کا حکم فرمایا۔ راوی نے بیان کیا: ان سے کہا گیا: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ''یا کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا۔'' تو انہوں نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھیتی باڑی تھی۔ (اس لیے انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا ہوگا)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٥٦٣٠، البيهقي: ٩/٦، الدارمي: ٢٠١٣، البغوي: ٢٧٧٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٧٤٤، صحيح بخاری: ٣٣٢٣، صحيح مسلم: ١٥٧٠ و ١٥٧١، سنن ابن ماجه: ٣٢٠٢ و ٣٢٠٣، سنن النسائی: ١٨٤/٧-١٨٥، صحيح ابن حبان: ٥٦٤٨

1489: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ إِنِّي لَمِمَّنْ يَرْفَعُ أَغْصَانَ الشَّجَرَةِ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ ((لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيمٍ وَمَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَرْتَبِطُونَ كَلْبًا إِلَّا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان حضرات میں سے ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے درخت کی شاخیں ہٹا رہے تھے جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''اگر کتے بھی ایک قوم نہ ہوتے تو میں انہیں مار ڈالنے کا حکم دے دیتا، ان میں سے کالے سیاہ کتے کو مار ڈالو، جو بھی گھرانہ کتا باندھتا ہے تو ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے سوائے شکار کے کتے یا کھیتی

كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ)).

والے کتے یا بکریوں کی رکھوالی کرنے والے کتے کے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث دیگر طرق سے حسن عن عبداللہ بن مغفل کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض نے اس کو اعمش اور حسن بصری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٦٧٨٨، سنن ابو داود: ٢٨٤٥، سنن ابن ماجه: ٣٢٠٥، سنن النسائي: ١٨٥/٧، صحيح ابن حبان: ٥٦٥٧

1490: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو جانوروں کی رکھوالی یا شکار والے کتے یا کھیتی والے کتے کے علاوہ کوئی کتا رکھتا ہے تو اس کے اجر سے روزانہ ایک قیراط کمی ہو جاتی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَيُرْوَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ رَخَّصَ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ وَإِنْ كَانَ لِلرَّجُلِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ بِهَذَا.

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کتا رکھنے کی اجازت دی ہے خواہ بندے کی ایک ہی بکری ہو۔ اسحاق بن منصور نے ہمیں اس کے متعلق بتایا، انہوں نے کہا حجاج بن محمد نے ابن جریج عن عطاء کی سند سے یہ بیان کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٥٦/٤، البيهقي: ٢٥١/١، البغوي: ٢٧٧٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٣٢٢، صحيح مسلم: ١٥٧٥، سنن ابن ماجه: ٣٢٠٤، سنن النسائي: ١٨٩/٧، مسند احمد: ٧٦٢١، صحيح ابن حبان: ٥٦٥٢

فوائد الحديث: تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۴۸۶، ۱۴۸۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّكَاةِ بِالْقَصَبِ وَغَيْرِهِ

بانس / سرکنڈے وغیرہ سے ذبح کرنا

1491: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ مَا لَمْ يَكُنْ

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارا کل دشمن سے مقابلہ ہے اور ہمارے پاس کوئی چھری (تک) نہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: "جو چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس چیز کو کھالو جبکہ وہ دانت یا ناخن نہ ہو، میں اس کے متعلق تمہیں بتاتا ہوں، لیکن دانت تو

سِنًّا أَوْ ظُفُرًا وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)).

وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشہ / حبشیوں کی چھری ہے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَبَايَةُ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ وَعَبَايَةُ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَافِعٍ.

محمد بن بشار نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے بیان کیا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بیان کیا میرے والد نے عبایہ بن رفاعہ عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا اور اس میں عبایہ عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور عبایہ نے رافع رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُذَكَّى بِسِنٍّ وَلَا بِعَظْمٍ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے، وہ دانت اور ناخن کے ساتھ ذبح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٨٧/٥، الطبراني في الكبير: ٤٣٨٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٥٤٣، سنن ابو داود: ٢٨٢١، سنن النسائی: ٢٢٦/٧

فوائد الحدیث: (۱) جانور کو کسی بھی نوک دار چیز یا تیز دھار آلے سے ذبح کیا جاسکتا ہے۔ صرف ہڈی اور ناخن سے ذبح نہیں کر سکتا کیونکہ ہڈی نوک دار نہیں ہوتی اور ناخن سے ذبح کرنا حبشہ کے کفار کا عمل تھا اور دوسرا یہ کوئی فطری طریقہ نہیں اس لیے منع فرمادیا۔

(۲) ایسے تمام کاموں میں کفار کی مشابہت سے بچنا چاہئے جو ان کا شعار بن جائے خواہ وہ مذہبی شعار، علامت ہو یا قومی۔ ورنہ عمومی معاملات میں مشابہت نہیں ہوتی نا سمجھی جاتی ہے مثلاً چھری سے ذبح کرنا یہ عام ہے لہٰذا اس میں مشابہت نہیں، لباس پہننے اور رہن سہن میں جو عموم ہے اس میں مشابہت نہیں البتہ کوئی خصوصی طرز بود و باش ہو یا لباس کی ڈیزائننگ ہیئت و کیفیت ہے تو اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اسی طرح حجامت وغیرہ میں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ایک مومن مسلمان کا ایک الگ تشخص قائم رہے اور اس کی پہچان ہو۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَعِيرِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ إِذَا نَدَّ فَصَارَ وَحْشِيًّا يُرْمَى بِسَهْمٍ أَمْ لَا

اونٹ، گائے اور بکری جب بدک جائے اور وہ وحشی ہو جائے تو کیا اسے تیر مارا جائے یا نہیں

1492: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ لِهَذِهِ

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بدک گیا، ان کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا، پس ایک آدمی نے اسے تیر مارا تو اللہ نے اسے روک دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان جانوروں میں وحشی جانوروں کی طرح بھاگنے

الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَافْعَلُوا بِهِ هَكَذَا)).

والے بھی ہوتے ہیں، پس ان میں سے جو ایسا کرے تو ان کے ساتھ اسی طرح کرو۔"

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَبَايَةُ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ.

محمود بن غیلان نے وکیع کے حوالے سے انہوں نے سفیان عن ابیہ عن عبایہ بن رفاعۃ عن جدہ رافع بن خدیج کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند ذکر کیا ہے۔ اس میں عبایہ عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَهَكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ نَحْوَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ.

اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ شعبہ نے اسے سعید بن مسروق کے حوالے سے سفیان کی روایت کے مانند ذکر کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث: ۱۴۹۱

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۵۵۴۳، سنن ابو داود: ۲۸۲۱

فوائد الحدیث: اگر کوئی پالتو اور گھریلو جانور بدک کر وحشی ہو جائے اور کسی طرح قابو میں نہ آئے تو اس کا حکم شکار کے جانور کا ہے کہ اسے "بسم اللہ، اللہ اکبر" پڑھ کر تیر یا فائر مارا جائے اگر تو وہ زندہ پکڑ لیا جائے تو اسے دوبارہ تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے اور اگر وہ قابو آنے سے پہلے مر گیا تو وہ ذبح ہے بشرطیکہ اسی تیر یا فائر سے مرا ہو جو "بسم اللہ" پڑھ کر چلایا گیا تھا۔

17

أَبْوَابُ الْأُضَاحِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

قربانیوں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأُضْحِيَةِ

قربانی کی فضیلت

1493: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ إِنَّهَا لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قربانی کے دن (جانور کا) خون بہانے سے بڑھ کر ابن آدم کوئی ایسا عمل نہیں کرتا جو اللہ کے ہاں بہتر ہو، بے شک وہ (جانور) قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں اس کا ایک مقام ہوتا ہے، پس تم اس (قربانی) کو خوش دلی سے کرو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمران بن حصین اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو الْمُثَنَّى اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ يَزِيدَ. رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے ہشام بن عروہ کی روایت سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ ابو المثنیٰ کا نام سُلیمان بن یزید ہے، ابن ابی فدیک نے ان سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَيُرْوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((فِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے روایت کیا جاتا ہے کہ

الأُضْحِيَةِ لِصَاحِبِهَا بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ)). وَيُرْوَى ((بِقُرُونِهَا)).

آپ ﷺ نے قربانی کے بارے میں فرمایا: "قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملتی ہے۔" اور "اس کے سینگوں کے بدلے میں" (نیکی ملتی ہے) کے الفاظ بھی روایت کیے جاتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) ضعيف ابن ماجه: ٦٧١، اس میں ابوالمثنیٰ راوی ضعیف ہے۔ تقریب: ٨٣٤٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣١٢٦، وابن حبان فی المجروحين: ١٥١/٣، مستدرک حاكم: ٢٢١/٤، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٢٦١/٩، شرح السنة: ١١٢٤، تهذيب الكمال: ٢٥٤/٣٤

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادات میں سے قربانی کرنا بھی اللہ کریم کو بہت محبوب اور پسند ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب میں بھی تفصیل موجود ہے۔ لیکن یہ تمام فضیلت اس شخص کو ملے گی، جو:

۱۔ عقیدہ توحید کا حامل ہوگا، اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ کرے۔

۲۔ قربانی رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق کرے خواہ وہ احکام قربانی کے جانور کی عمر، اوصاف یا قربانی کے وقت کے متعلق ہوں۔ جس کی تفصیل آئندہ احادیث میں بیان ہوگی۔ اور سب سے بڑھ کر شریعت کے باقی احکام و فرائض کی پابندی کرنے والا مثلاً نماز، روزہ زکوٰۃ، حج اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔

(۲) قرآن مجید میں ہے: إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (المائدہ، آیت نمبر ۲۷)

بے شک اللہ تعالیٰ (قربانی) پرہیز گار لوگوں سے قبول فرماتے ہیں۔

باقی جتنی بھی عبادات ہیں نماز، روزہ، حج، عدل و انصاف وغیرہ سب کا نتیجہ اور رزلٹ تقویٰ و پرہیز گاری ہے لیکن قربانی کے لیے تقویٰ و پرہیز گاری کا پہلے موجود ہونا ضروری ہے یعنی قربانی کرنے والا شخص نمازی، روزے دار ہو تب اس کی قربانی قبول ہوگی ورنہ نہیں۔

اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قربانیاں قبول ہوں تو پھر عقیدہ توحید اپنانا چاہئے، سنت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأُضْحِيَةِ بِكَبْشَيْنِ

دو مینڈھوں کی قربانی

1494: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَجَابِرٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي رَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرَةَ أَيْضًا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی، آپ ﷺ نے اللہ کا نام لیا اور اللہ اکبر کہا، آپ ﷺ نے اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، سیّدہ عائشہ، ابوہریرہ، ابوایوب، جابر، ابودرداء، ابورافع، ابن عمر

اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٩٥١، ابن الجارود: ٩٠٢، ابو يعلى: ٢٨٥٩، البيهقي: ٢٥٩/٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٩٦٠، صحيح بخاری: ٥٥٥٣ و ٥٥٥٨، صحيح مسلم: ١٩٦٦، سنن ابو داود: ٢٧٩٤، سنن ابن ماجه: ٣١٢٠، سنن النسائی: ٢١٩/٧-٢٢٠ و ٢٣٠-٢٣١، صحيح ابن حبان: ٥٩٠٠، و ٥٩٠١

فوائد الحدیث: (۱) قربانی کے جانور مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ اونٹ، گائے، بکرا، بھیڑ، ان کے مذکر و مونث دونوں کی قربانی جائز ہے۔

(۲) مینڈھا بھیڑ کی نسل میں سے ہے لہٰذا اسکی قربانی بھی جائز ہوئی۔

(۳) افضل اور بہتر یہی ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے اگر کوئی دوسرا بھی کر دے تو درست ہے۔

(۴) قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت (سوائے اونٹ کے کہ اسے "نحر" کیا جاتا ہے) زمین پر لٹا کر اس کو قبلہ رخ کر لیں، اپنا دایاں پاؤں یا گھٹنا اس کی گردن پر رکھیں تاکہ اچھی طرح قابو میں آجائے اور "بسم اللہ، اللہ اکبر" پڑھ کر ذبح کریں۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأُضْحِيَةِ عَنِ الْمَيِّتِ

فوت شدہ شخص کی طرف سے قربانی

1495: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ أَمَرَنِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا.

حنش رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے، ان میں سے ایک نبی ﷺ کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے، ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھے اس کا حکم فرمایا تھا پس میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف شریک رحمۃ اللہ علیہ ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُضَحَّى عَنِ الْمَيِّتِ وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُضَحَّى عَنْهُ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُتَصَدَّقَ عَنْهُ وَلَا يُضَحَّى عَنْهُ وَإِنْ ضَحَّى فَلَا يَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا وَيَتَصَدَّقَ بِهَا كُلِّهَا. قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ شَرِيكٍ. قُلْتُ لَهُ أَبُو الْحَسْنَاءِ مَا اسْمُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ. قَالَ مُسْلِمٌ اسْمُهُ الْحَسَنُ.

بعض اہل علم نے میت کی طرف سے قربانی کرنے کی رخصت دی ہے، جبکہ ان میں سے بعض اس کی طرف سے قربانی کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے تو یہ زیادہ پسند ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے، قربانی نہ کی جائے، اور اگر قربانی کرے تو پھر اس میں سے کوئی چیز نہ کھائے، اور اسے مکمل طور پر صدقہ کر دے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں امام علی بن مدینی نے کہا کہ اس حدیث کو شریک کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی روایت کیا ہے۔ میں نے ان سے ابوالحسناء کا نام پوچھا تو انہیں معلوم نہیں تھا۔ مسلم نے کہا کہ ابوالحسناء کا نام حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابی الحسناء مجہول ہے۔ تقریب: ۸۰۵۳

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٤٣ و ١٢٧٩، سنن ابو داود: ٢٧٩٠

فوائد الحدیث: (۱) میت کی طرف سے قربانی کرنے کی کوئی بھی مرفوع حدیث، صحیح ثابت نہیں۔

(۲) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنداً ضعیف ہے ثابت نہیں۔ اس لئے اس پر عمل درست نہیں، اگر اس کو دلیل بنا بھی لیا جائے تو تب بھی مسئلہ اس حد تک ثابت ہوگا کہ جو کوئی کسی کو وصیت کر جائے تو وہ اس کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے۔

(۳) عمومی طور پر بچے اپنے والدین کی طرف سے قربانی کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر تو اولاد موحد اور متبع سُنت ہے اور ان کے والدین بھی عقیدہ توحید رکھتے اور سُنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والے تھے تو اس اولاد کی قربانی کا ثواب والدین کو خود بخود ملے گا، لہٰذا ان کے لیے صرف ایک قربانی کو خاص کرنے کی بجائے اپنی طرف سے ہی دو، تین، چار، (جتنی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے) قربانیاں کریں تو ان کو سب قربانیوں کا ثواب مل جائے گا۔ لہٰذا ایک پر ہی اکتفانہ کریں زیادہ ثواب پہنچانے کی کوشش کریں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَضَاحِي

قربانی کے لیے مستحب جانور

1496: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ.

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے نر مینڈھے کی قربانی کی، اس کا منہ سیاہ تھا، ٹانگوں کا نچلا حصہ سیاہ تھا، اور اس کی آنکھوں کا اردگرد سیاہ تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہم اسے حفص بن غیاث ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحاكم: ٢٢٨/٤، البيهقي: ٢٧٣/٩، البغوي: ١١٢٠، ابن حبان: ٥٩٠٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٧٩٦، سنن ابن ماجه: ٣١٢٨، سنن النسائي: ٢٢٠/٧-٢٢١

فوائد الحدیث: (۱) سینگوں والا نر، موٹا تازہ، جوان مینڈھا جس کے آنکھوں اور منہ کے اردگرد کا حصہ سیاہ تھا اور اس کی ٹانگوں کا نچلا حصہ یعنی پاؤں سے اوپر پنڈلی وہ بھی سیاہ تھی۔ دیکھنے میں خوبصورت تھا تو آپ ﷺ نے وہ قربانی کی۔

(۲) بعض لوگ جو "فحیل" کا معنی کرتے ہیں کہ وہ خصی نہیں تھا حالانکہ اس کا مطلب ہے خوب موٹا تازہ جوان کیونکہ خصی جانور تو

آپ ﷺ نے خود قربانی کیا ہے (دیکھئے سنن ابی داؤد ص ۲/ ۳۰ کتاب الضحایا)

(۳) حدیث الباب میں مذکور اوصاف کا حامل جانور مل جائے تو بہتر، ورنہ کوئی بھی جانور خوبصورت اور دیکھنے میں بھلا معلوم ہو تو اس کی قربانی بہتر ہے۔

5- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الأَضَاحِي

وہ جانور جس کی قربانی جائز نہیں

1497: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَفَعَهُ قَالَ ((لَا يُضَحَّى بِالْعَرْجَاءِ بَيِّنٌ ظَلَعُهَا وَلَا بِالْعَوْرَاءِ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَلَا بِالْمَرِيضَةِ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَلَا بِالْعَجْفَاءِ الَّتِي لَا تُنْقِي)).

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو اس کی قربانی کی جائے نہ کانے کی جس کا کانا پن نمایاں ہو، ایسے بیمار جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کی بیماری واضح ہو اور نہ ہی ایسے کمزور جانور کی قربانی کی جائے جس میں چربی / گودا نہ ہو۔''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

ہم کو ہناد نے حدثنا ابن ابی زائدۃ اخبرنا شعبۃ عن سلیمان بن عبدالرحمن عن عبید بن فیروز عن البراء بن عازب کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح اس کا معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم اسے صرف عبید بن فیروز عن البراء ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ۱۹۵۵، ابن الجارود: ۹۰۷، البيهقي: ۲۴۲/۵، البغوي: ۱۱۲۳

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۸۰۲، سنن ابن ماجه: ۳۱۴۴، سنن النسائي: ۲۱۴/۷ و ۲۱۵، مسند احمد: ۱۸۵۱۰، صحيح ابن حبان: ۵۹۱۹ و ۵۹۲۱ و ۵۹۲۲

فوائد الحدیث: (۱) قربانی کے جانور میں کسی قسم کا ظاہری طور پر جسمانی عیب نہیں ہونا چاہئے۔ مثلاً:

۱۔ لنگڑا۔ جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

۲۔ کانا۔ جس کی آنکھ کا نقصان ظاہر ہو۔

۳۔ بیمار۔ جس کی کوئی بھی بیماری واضح ہو۔

۴۔ بوڑھا۔ جس کی ہڈیوں میں مغز باقی نہ رہے۔ دوسری کئی احادیث میں مزید کئی عیوب بیان ہوئے ہیں۔

۵۔ جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

۶۔ جس کا کان پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

۷۔ جس کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہو۔

۸۔ جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

۹۔ جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا ہو یا ٹوٹا ہوا ہو۔ جس جانور کے کان یا سینگ قدرتی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان عیوب میں سے کسی بھی عیب والا جانور قربانی نہ کریں۔

۱۰۔ بہت زیادہ کمزور۔ جو دوسروں کے برابر نہ چل سکے۔

(۲) لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جیسے قربانی والا جانور بے عیب ہونا چاہئے اسی طرح قربانی کرنے والا بھی عقیدے، عمل، اخلاق و کردار اور اپنے کاروبار کے لحاظ سے بھی بے عیب ہونا چاہئے۔ مشرک، بدعتی، اور حرام کمائی والے کی قربانی بھی قبول نہیں ہوتی۔

6- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الأَضَاحِي

جن جانوروں کی قربانی ناپسندیدہ ہے

1498: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيِّ وَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالأُذُنَ وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان کو خوب اچھی طرح دیکھ لیں۔ اور ہم ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا ہو، جس کے کان کی جانب کٹی ہوئی ہو، جس کا کان پھٹا / چرا ہوا ہو اور جس کے کان میں سوراخ ہو۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ الْمُقَابَلَةُ مَا قُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا. وَالْمُدَابَرَةُ مَا قُطِعَ مِنْ جَانِبِ الأُذُنِ. وَالشَّرْقَاءُ الْمَشْقُوقَةُ. وَالْخَرْقَاءُ الْمَثْقُوبَةُ.

حسن بن علی نے حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ اخبرنا اسرائیل عن ابی اسحق عن شریح بن النعمان عن علی کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ انہوں نے کہ "مقابلہ" وہ جانور ہے جس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا ہو۔ اور "مدابرہ" وہ جانور ہے جس کے کان کی جانب کٹی ہو۔ اور "شرقاء" پھٹے یا چرے ہوئے کان والے کو کہتے ہیں۔ اور "خرقاء" وہ جانور ہے جس کے کان میں سوراخ ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَشُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيُّ هُوَ كُوفِيٌّ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ وَشُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ كُوفِيٌّ وَلِوَالِدِهِ صُحْبَةٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ وَشُرَيْحُ بْنُ الْحَارِثِ الْكِنْدِيُّ أَبُو أُمَيَّةَ الْقَاضِي قَدْ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَكُلُّهُمْ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ فِي

اور انہوں نے فرمایا: شریح بن نعمان صائدی کوفی ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب (شاگردوں) میں سے ہیں اور شریح بن ہانی بھی کوفی ہیں۔ ان کے والد ہانی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اور شریح بن حارث کندی بھی کوفہ کے

عَصْرٍ وَاحِدٍ. قَوْلُهُ أَنْ نَسْتَشْرِفَ أَيْ أَنْ نَنْظُرَ صَحِيحًا.

رہنے والے ہیں، قاضی ہیں، ان کی کنیت ابو امیہ ہے۔ یہ تمام (شریح) ایک ہی دور میں علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور ان کے اس قول "ان نستشرف" کا مفہوم ہے کہ ہم اسے اچھی طرح دیکھیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابو اسحاق مختلط اور مدلس ہے اور شریح سے اس کا سماع بھی ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٠٤، سنن ابن ماجه: ٣١٤٢، سنن النسائي: ٧/٢١٦-٢١٧، مسند احمد: ٦٠٩ و ٨٥١

فوائد الحدیث: کوئی بھی عیب دار جانور قربانی کے لیے ناموزوں اور ناپسندیدہ ہے۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۹۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فِي الْأَضَاحِي

بھیڑ کے جذع کی قربانی کا بیان

1499: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كِدَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي كِبَاشٍ قَالَ جَلَبْتُ غَنَمًا جُذْعَانًا إِلَى الْمَدِينَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ فَلَقِيتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((نِعْمَ أَوْ نِعْمَتِ الْأُضْحِيَةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ)). قَالَ فَانْتَهَبَهُ النَّاسُ.

ابو کباش نے بیان کیا: میں جذع دنبے فروخت کرنے کے لیے مدینہ لایا تو وہ فروخت نہ ہوئے، میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے دریافت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بھیڑ کے جذع کی قربانی بہت خوب ہے۔"

راوی نے بیان کیا: پس لوگوں نے وہ خرید لیے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ بِلَالٍ ابْنَةِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيهَا وَجَابِرٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس، ام بلال بنت ہلال عن ابیہا، جابر اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم اور ایک آدمی صحابی رسول سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا. وَعُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْجَذَعَ مِنَ الضَّأْنِ يُجْزِئُ فِي الْأُضْحِيَةِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے۔ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف بھی روایت کی گئی ہے۔ عثمان بن واقد یہ ابن محمد بن زیاد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ہیں۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ بھیڑ کا جذع قربانی کے لیے کفایت کرتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الضعیفة: ٦٤، المشكاة: ١٤٦٨، الارواء: ١١٤٣، اس میں کدام اور ابو کباش مجہول ہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٣٤٨، ٩٧٣٩، سنن ابو داود: ٢٧٩٧، سنن ابن ماجه: ٣١٤١، سنن النسائی: ٢١٨/٧

فوائد الحدیث: (ا) قربانی کے لیے، قربانی کے جانور کی جو عمر معیار مقرر کی گئی ہے وہ جانور کا دو دانتا ہونا ضروری ہے جسے ہماری زبان میں "دوندا" کہتے ہیں عربی زبان میں اسے مُسِنَّہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان (مسلم ٢/ ١٥٥ کتاب الاضاحی، نسائی کتاب الضحایا)

"نہ ذبح کرو تم مگر مُسِنّہ (دو دانت والا) مگر یہ کہ تم پر دشوار کر دیا جائے تو ضان (بھیڑ کی نسل) سے جزعہ (کھیرا) ذبح کر لو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور مُسِنَّة (دو دانت والا یا اس کے اوپر ہونا ضروری ہے، خواہ وہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری میں سے کوئی بھی جانور ہو۔ البتہ اگر کسی شخص کو قربانی کا جانور نہیں مل سکا اور قربانی کے دن گزر رہے ہیں تو وہ اس مجبوری کی حالت میں صرف بھیڑ کی نسل (دنبہ چھترا) سے ہی قربانی کے لیے "جَذعه" (کھیرا) ذبح کر سکتا ہے، اونٹ، گائے اور بکری مذکر ہو یا مونث مجبوری کی حالت میں بھی "مُسنه" کے علاوہ قربانی نہیں کر سکتا۔

حدیث میں جو لفظ مُسنه اور جَذعه بیان ہوئے ہیں "بعض الناس" مُختلف اقوال اور لغوی موشگافیوں کا چَسمہ دیتے ہوئے غلط (خلاف حدیث رسول ﷺ) فتویٰ جاری کر دیتے ہیں اور لوگوں کی قربانیاں ضائع کروا دیتے ہیں۔ ذیل کی سطور میں مُسِنَّہ اور جَذَعه کا معنی و مفہوم بیان کیا جاتا ہے تا کہ بات واضح ہو جائے اور قارئین کو مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

مُسِنَّہ: مُسِنَّہ کا معنی ہے دو دانت والا یا اس سے اوپر والا (یعنی تین، چار دانت گرانے والا جانور)

اسے عرف عام میں "دوندا" کہا جاتا ہے اور اس سے مراد وہ جانور ہے جو اپنے دودھ کے دانت گرا دے اور اس کے سامنے والے دانت نکل آئے ہوں۔ البتہ یہ مُسِنہ کی کم از کم عمر ہے اس سے زیادہ عمر والا مثلاً جو چار دانت گرا دے، "چوگا" یا چھ دانت گرا دے "چھگا" وہ بھی مُسِنّہ میں داخل ہے۔ لیکن اس کیلئے کم از کم "دوندا" ہونا ضروری ہے۔

ذیل میں اس معنی کو اہل لغت اور آئمہ محدثین عظام سے بیان کیا جاتا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المسنة هی الثنیة من کل شئی من الابل و البقر و المعز و الضان فما فوقها (شرح صحیح مسلم ٢/ ١٥٥)

"دو دانت والا اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ سے یا اس سے اوپر دانت والا (یعنی بڑا) مُسِنّہ ہے"۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال العلماء المسنة هی الثنیة من کل شئی من الابل و البقر و المعز و الضان فما فوقها (نیل الاوطار ٥/ ٢٠٢)

عُلماء کرام فرماتے ہیں دو دانت والا ہر قسم کے جانوروں اونٹ یا گائے، بکری اور بھیڑ سے یا اس سے اوپر دانت والا مسنہ ہوتا ہے۔

مشہور امام لغت علامہ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں۔

واسن کبرت سنه کاستسن و نبت سنه (القاموس المحیط ٤/ ٢٣٦)

(باب النون فعل السین یعنی اسن، استسن کی طرح ہے یعنی عمر بڑی ہو گئی اور اس کا دانت نکل آیا۔

اسی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ محمد مرتضی الزبیدی مزید وضاحت فرماتے ہیں (کبرت سنه) فهو مسن (کاستسن و) یقال اسن البعیر اذا (نبت سنه) الذی یصیر به مسنا من الدواب (تاج العروس ٩/ ٢٤٣) "اور اس کا معنی اس کی عمر بڑی ہو گئی تو وہ

مُسنہ ہے جیسا کہ استسن ہے اور اسن البعیر اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کا دانت اگ آئے اور وہ اس کے ساتھ مُسِنّہ ہو جاتا ہے چوپاؤں میں سے۔" امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قال اهل اللغة المسن الثنی الذی لقی سنه (۱۰/۱۱) اہل لغت کہتے ہیں مُسِنّہ وہ ثنی (دو دانت والا ہے) جو اپنے دانت گرا دے۔

علامہ محمد طاہر حنفی فرماتے ہیں:

المسنة تقع علی البقرة والشاة اذا اثنیا و یثنیان فی السنة الثالثة و لیس معنی اسنانها کبرها کالرجل المسن ولکن معناه طلوع سنها فی السنة الثالثة (مجمع البحار ۲/۱۴۸)

"مُسِنہ کا اطلاق گائے بکری پر اس وقت ہوتا ہے جو دو دانت والا ہو جائے اور یہ تیسرے سال میں دو دانت والے (دو ندے) ہوتے ہیں۔ اور یہاں "اسنان" کا معنی عمر میں بڑا ہونا نہیں جیسا کہ آدمی کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہاں اس کا معنی ہے دانت کا اگ آنا (نکل آنا) اور یہ تیسرے سال میں ہوتا ہے۔

ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں: قوله مسن بضم المیم و کسر السین ماخوذ من الاسنان وهو طلوع السن فی هذه السنة (رد المحتار ۲/۲۴، مرعاۃ المفاتیح ۲/۳۵۲) "اس کا کہنا میم کے ضمہ اور سین کے کسرہ کے ساتھ "اسنان" سے ماخوذ ہے اور "اسنان" کا معنی ہے اس سال میں دانت کا اگ آنا"۔

الشیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں وجہ تسمیہ بمسنہ ان است کہ وی می انداز دو دندان پیش را کہ ثنایا گویند دریں عمر (اشعۃ اللمعات ۱/۵۳۸) مُسِنہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس عمر میں اس کے سامنے والے دو دانت نکل آتے ہیں۔ ان کو ثنایا، یا سامنے والے دو دانت کہا جاتا ہے۔"

اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ "مُسِنّہ" وہ جانور ہوتا ہے جس کے دودھ کے سامنے والے دو دانت گر گئے ہوں اور ان کی جگہ نئے دانت نکل آئے ہوں اب یہ جس بھی عمر میں ہوگا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لہٰذا جو بھی مختلف اقوال ذکر کیے جاتے ہیں ان میں اختلاف صرف آب و ہوا یا جنس کی وجہ سے ہے لیکن اصول و ضابطہ تو یہی ہے کہ دو ندا یا اس سے بڑا ہو تو "مُسِنہ" کہلائے گا ورنہ نہیں۔

بعض لوگ "مُسِنّہ" کا معنی کرتے ہیں ایک سال والا جانور، جبکہ "مُسِنّہ" کا یہ معنی درست نہیں کیونکہ یہ حکم ("مُسِنّہ" ہونا) عام ہے جو قربانی کے سب جانوروں کو شامل ہے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر "مُسِنّہ" کا معنی دو دانت والا (دو ندا یا اس سے بڑا کیا جائے) اگر اس کا معنی ایک سال کا جانور کیا جائے تو پھر اونٹ اور گائے کی عمر کے بارے میں کوئی دلیل نہیں کہ ان کی عمر ایک سال سے زائد ہو۔

جبکہ اونٹ اور گائے ایک سال عمر والی کی قربانی، ہمارے یہ مہربان بھی نہ مانتے ہیں اور نہ ماننے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ گائے دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ حالانکہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ قربانی کے جانور کی عمر حدیث میں بیان نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کا مُسِنہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور مُسِنّہ تو صرف کم از کم (دو ندا) ہی کہلائے گا۔

جذعہ: مُسِنّہ کی تعریف کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "جذعہ" کی تعریف کے متعلق بھی آئمہ محدثین و اہل لغت کے اقوال سے معلوم کر لیا جائے تاکہ بات واضح ہو جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان، "اگر تنگی مشکل اور دشواری ہو تو ضان (بھیڑ کی نسل سے) جذعہ (قربانی کے لیے) ذبح کر لو۔"

بعض لوگ جذعہ کے متعلق مختلف اقوال کو بنیاد بنا کر لوگوں کو چھ ماہ تک کے جانور کی قربانی کی اجازت دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ

یہ جذعہ والی رخصت پر عمل کیا گیا ہے۔ حالانکہ جذعہ کم از کم ایک سال کی عمر کے جانور کو کہتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ جذعہ کے متعلق مختلف اقوال موجود ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے صحیح ترین قول کون سا ہے؟ تو آیئے سب سے پہلے آئمہ لغت سے معلوم کرتے ہیں کیونکہ کسی بھی چیز یا کسی بھی لفظ کے معنی کو اہل لغت دوسروں کی نسبت بہتر جانتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی مفہوم کیا ہے۔ چنانچہ معروف لغت دان علامہ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں۔ الجذع محرکة قبل الثنی وهی بهاء اسم له فی زمن ولیس بسن تنبت او تسقط والشاب الحدث (القاموس الحیط ۱۲/۳) "جذع، ثنی (دوندے) سے پہلی عمر والے کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کے دانت نہ گرے ہوں اور نہ ہی اُگے ہوں (بلکہ) نوجوان ہو۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے۔

علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدی فرماتے ہیں الجذع محرکة قبل الثنی کما فی الصحاح وقال اللیث الجذع من الدواب والانعام قبل ان یثنی بسنه وهو اوّل ما یستطاع رکوبه والانتفاع به (تاج العروس ۲۹۹/۵)

"جذعہ، ثنی سے پہلی عمر والا ہوتا ہے، لیث کہتے ہیں کہ جانوروں اور چوپاؤں سے جذعہ وہ ہے جو ابھی دوندانہ ہو وہ سواری کے قابل اور باربرداری وغیرہ کے لیے نفع کے قابل ہونے کی ابتداء میں ہو۔"

امام ابن اثیر فرماتے ہیں: من الضان ما تمت له سنة (النہائیہ ۲۰۲/۵)

"بھیڑ کی نسل سے جذعہ وہ ہوتا ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو جائے"۔ یہی بات ابن اثیر کے حوالے سے امام عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحفۃ الاحوذی ۳۵۵/۲ ابواب الاضاحی میں بیان فرمائی ہے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے بہت بڑے بزرگ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فاضل دیوبند، جذعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں فی اللغة مٰتمت له سنة (بذل المجہود ۱۷/۵ کتاب الضحایا) کہ لغت میں جذعہ ایک مکمل سال کی عمر والا ہوتا ہے۔ یہاں سہارنپوری صاحب ہدایہ کے حوالے سے جذعہ کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ چھ ماہ کا ہو، لیکن اس میں اس وضاحت کا بھی ذکر ہے کہ یہ معنی شرعی ہے لغوی نہیں کیوں کہ اہل لغت تو ایک سال کے جانور کو جذعہ مانتے ہیں۔

قارئین ذی وقار! آپ ذرا غور کریں یہ شرعی کیسے ہو گیا کیا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و افعال سے یہ تعین ہے کہ جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو عمر کا ذکر کرنے کی بجائے جذعہ کا لفظ بولا ہے۔ اب جذعہ کا معنی وہی ہوگا جو اہل لغت کے ہاں معروف ہوگا اور شرعاً بھی وہی معنی معتبر ہوگا۔ حضرات احناف کا کسی خود ساختہ قانون و اصول کو شرعی کہہ دینے سے وہ مسئلہ شرعی نہیں ہو جاتا۔ ہاں احناف کی شریعت کی بات الگ ہے۔

جبکہ صاحب "کفایہ" نے تو اس سے بھی واضح بات کہہ دی، فرماتے ہیں: قیل المذهب الفقهاء احترازا عن قول اهل اللغة (کفایہ ۲۴/۴) یہ بات کہ ایک سال سے کم عمر کا بھیڑ کا بچہ جذعہ ہوتا ہے۔ فقہاء کے مذہب کے مطابق کی گئی ہے اہل لغت کے قول سے بچتے ہوئے۔ (کیونکہ اہل لغت تو ایک سال مکمل ہونے پر جذعہ مانتے ہیں جیسا کہ القاموس الحیط اور تاج العروس کے حوالہ سے اوپر بیان ہوا ہے اور جسکی تصدیق مولانا خلیل احمد سہارنپوری حنفی دیوبندی اور ہدایہ کی شرح کفایہ سے ہو چکی ہے) اب مزید ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ محمد طاہر حنفی اپنی کتاب مجمع البحار میں فرماتے ہیں الجذع من الضان ما تمت له سنة (مجمع البحار ۱۸۱/۱) "بھیڑ کی نسل سے جذعہ وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو گیا"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں:

واختلف القائلون باجزاء الجزع من الضان وهم الجمهور فی سنه علی آراء احدها انه ما اکمل سنة و دخل فی الثانیه وهو الاصح عند الشافعیة و هو الاشهر عنه اهل اللغة وغیرهم۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱۰/ ۱۲ کتاب الاضاحی)

"بھیڑ کے جذعہ کے قربانی میں کافی ہونے کو کہنے والے (عُلماء کرام) نے جذعہ میں کئی آراء پر اختلاف کیا ہے وہ (قائلون / کہنے والے) جمہور ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ (جذعہ وہ ہوتا ہے) جو ایک سال مکمل کرلے اور دوسرے سال میں داخل ہو شافعیہ کے ہاں یہ زیادہ درست ہے اور اہل لغت وغیرہ کے ہاں زیادہ مشہور ہے۔

شارح مُسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جذعہ کی بحث کرتے ہوئے مُختلف اقوال ذکر کرتے ہیں، لیکن اپنا فیصلہ ان الفاظ میں سناتے ہیں الجذع من الضان ماله سنة تامة هذا هو الاصح عند اصحابنا و هو الاشهر عند اهل اللغة وغیرهم (صحیح مسلم معہ شرح نووی ۲/ ۱۵۵)

"ضان، بھیڑ کی نسل سے جزعہ وہ ہوتا ہے جو مکمل ایک سال کا ہو، یہی بات زیادہ صحیح ہے ہمارے اصحاب کے ہاں اور زیادہ مشہور ہے اہل لغت وغیرہ کے نزدیک"

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الجذع من الضان ماله سنة تامة هذا هو الاشهر عنه اهل اللغة و جمهور اهل العلم من غیر هم (نیل الاوطار ۵/ ۲۰۲) "بھیڑ کی نسل سے جذعہ وہ ہے جس کے لیے پورا ایک سال ہو چکا ہو، یہی بات جمہور، اہل علم اور اہل لغت کے ہاں زیادہ مشہور ہے۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الجذع من الضان و الماعز و الظباء و البقر هو ما اتم عاما کاملا و دخل فی الثانی من اعوامه فلا یزال جذعا حتی یتم عامین ویدخل فی الثالث (المحلی ۷/ ۳۶۱)

"بھیڑ، بکری، ہرنی اور گائے کی نسل سے جذعہ وہ ہے جو ایک سال مکمل کرلے اور دوسرے سال میں داخل ہو جائے، اپنی عمر کے سالوں سے تو وہ جذعہ ہی رہتا ہے حتیٰ کہ وہ دو سال مکمل کر کے تیسرے میں داخل ہو جائے۔"

(۲) بعض احباب اس روایت کی بنیاد پر بھیڑ کی نسل سے کھیرے جانور کی قربانی کا جواز نکالتے ہیں، کہ عام حالات میں بھی یہ جائز ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ ایک تو یہ روایت سنداً ضعیف ہے لہٰذا حُجّت نہیں۔

(۳) دوسری بات کہ اس روایت سے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قربانی کے لئے جانور کا "دوندا" ہونا ضروری خیال کرتے تھے تبھی تو حضرت ابو کباش کے جذع فروخت نہیں ہو رہے تھے جب سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی تو لوگوں نے خرید لیے۔ اور اس کو عُسر (تنگی اور مشکل) پر محمول کیا جائے گا کہ لوگوں کو مُسِنّہ مل نہیں رہے تھے یا خرید نہیں سکتے تھے تو ان حالات میں بھیڑ کا جذعہ قربانی کرنا جائز تھا لہٰذا لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھالیا۔ واللہ اعلم و علمه اتم

1500: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ أَوْ جَدْيٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((ضَحِّ بِهِ أَنْتَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ وَكِيعٌ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ يَكُونُ ابْنَ سِتَّةِ أَوْ سَبْعَةِ

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قربانی کی بکریاں عطا کیں کہ میں انہیں آپ ﷺ کے صحابہ کرام میں تقسیم کر دوں، پس بکری کا ایک سال کا بچہ باقی بچ گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی تم قربانی کر لو۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جذع سے مراد بھیڑ کا بچہ چھ یا سات ماہ کا

أَشْهُرٍ.

ہو۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَحَايَا فَبَقِيَ جَذَعَةٌ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((ضَحِّ بِهَا أَنْتَ)). حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

دوسری سند سے سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور تقسیم کئے تو ایک جذع بچ گیا۔ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی قربانی کر لو۔'' یزید بن ہارون اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے ہشام دستوائی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن بعجہ بن عبداللہ بن بدر عن عقبہ بن عامر کی سند سے نبی ﷺ سے اس حدیث کو بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٦٠، الطبراني في الكبير: ٧٦١/١٧، والبيهقي: ٢١٨/٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٢٣٠٠، صحيح مسلم: ١٩٦٥ـ ١٥، سنن ابن ماجه: ٣١٣٨، سنن النسائي: ٢١٨/٧، مسند احمد: ١٧٣٤٦، صحيح ابن حبان: ٥٨٩٨

فوائد الحدیث: (۱) ''عتود'' بکری کے ایک سالہ بچے کو بولتے ہیں، اس پر جذعہ کا اطلاق بھی ہوتا ہے جیسا کہ سنن نسائی کی روایت میں ہے فصارت لی جذعة اور فاصابني جذعة کے الفاظ بھی ہیں (دیکھئے سنن نسائی ۲/۱۹۷ کتاب الضحایا)

(۲) بکری کے جذعہ کی قربانی کرنے کی اجازت خاص طور پر سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے لئے تھی کسی اور کے لئے نہیں جیسا کہ ''ضح به انت'' کے الفاظ سے واضح ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاشْتِرَاكِ فِي الْأُضْحِيَةِ

قربانی میں اشتراک اور حصے داری

1501: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةً.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، عید الاضحیٰ آگئی، تو ہم گائے کی قربانی میں سات اور اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہوئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو الاسود سلمی عن ابیہ عن جدہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب ہے، ہم اسے فضل بن موسیٰ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے حدیث ۹۰۵ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۱۳۱، سنن النسائی: ۲۲۲/۷، مسند احمد : ۲٤۸٤، صحیح ابن حبان: ٤۰۰۷

1502: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَقَالَ إِسْحَاقُ يُجْزِءُ أَيْضًا الْبَعِيرُ عَنْ عَشَرَةٍ. وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ اور گائے کی سات سات افراد کی طرف قربانی کی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اونٹ کی قربانی دس افراد کی طرف سے بھی کفایت کرتی ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے حدیث ۹۰۴ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۱۳۱۸، سنن ابو داود: ۲۸۰۷۔ ۲۸۰۹، سنن ابن ماجه: ۳۱۳۲، سنن النسائی: ۲۲۲/۷، مسند احمد : ۱٤۱۱٦، ۱٤۱۲۷ صحیح ابن حبان: ٤۰۰٤ و ٤۰۰٦

فوائد الحدیث: (۱) بکرا، چھترا تو ایک ہی قربانی ہے اس میں کسی حصے دار کی شراکت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اونٹ اور گائے میں ایک سے زائد حصے دار شامل ہو سکتے ہیں۔ اونٹ میں زیادہ سے زیادہ دس اور گائے میں سات آدمیوں کی شراکت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ جبکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے اونٹ اور گائے میں سات، سات حصے ہی رکھے گئے ہیں۔
(۲) اس میں ایک توضیح تو یہ بیان کی گئی ہے کہ اونٹ میں بھی حصے سات ہی ہیں لیکن آپ ﷺ سفر میں تھے، قربانیاں کم تھیں تو آپ ﷺ نے اونٹ میں دس آدمی شریک کر دیے۔ (لیکن یاد رہے کہ آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر رکھا تھا اس سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں بھی اس میں دس افراد شراکت کر سکتے ہیں) دوسرا سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ والی روایت چونکہ "ہدی" کے متعلق ہے "ہدی" قربانی کے اس جانور کو بولتے ہیں جو حج یا عمرے کے موقعہ پر ساتھ لایا جائے اور مکہ مکرمہ یا منیٰ میں قربانی کی جائے۔ لہٰذا عید الاضحیٰ کی قربانی کے موقعہ پر اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور "ہدی" میں سات حصے دار ہوں گے۔

9- بَابُ فِي الضَّحِيَّةِ بِعَضْبَاءِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ

ایسے جانور کی قربانی کرنا جس کا سینگ ٹوٹا اور کان کٹا ہو

1503: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ. قُلْتُ فَإِنْ وَلَدَتْ قَالَ اذْبَحْ وَلَدَهَا مَعَهَا. قُلْتُ

سیّدنا حجیہ بن عدی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: گائے کی سات افراد کی طرف سے قربانی جائز ہے، میں نے کہا: اگر وہ بچے کو جنم دے؟ انہوں نے فرمایا: اس کے بچے کو بھی

فَالْعَرْجَاءُ قَالَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسِكَ. قُلْتُ فَمَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قَالَ لَا بَأْسَ أُمِرْنَا أَوْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَيْنِ وَالْأُذُنَيْنِ.

اس کے ساتھ ذبح کر دو۔ میں نے کہا: لنگڑی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جب وہ قربان گاہ پہنچ جائے۔ میں نے کہا: جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو، انہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، ہمیں حکم دیا گیا یا (انہوں نے کہا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھ لیا کریں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور انہوں نے کہا سفیان ثوری نے اسے سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابو يعلى: ٣٣٣، البزار: ٧٥٣، الحاكم: ٤٦٨/١، البيهقي: ٢٧٥/٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٣٢ و ٧٣٤، سنن ابن ماجه: ٣١٤٣، سنن النسائي: ٢١٧/٧، صحيح ابن حبان: ٥٩٢٠

فوائد الحدیث: اگر سینگ معمولی ٹوٹا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگر آدھا یا آدھے سے زیادہ ٹوٹا ہو تو پھر عیب ہے اس کی قربانی درست نہیں جیسا کہ آگے حدیث نمبر ۱۵۰۴ میں بیان ہوا۔

1504: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ النَّهْدِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُضَحَّى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگ ٹوٹے ہوئے اور کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ قَتَادَةُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ الْعَضْبُ مَا بَلَغَ النِّصْفَ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ.

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس کا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: ایسا سینگ جو نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں جری بن کلیب راوی کمزور ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٦٧٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٦٣٣،٨٦٤ و ٧٩١ و ١٠٤٨،١٢٩٤ سنن ابو داود: ٢٨٠٥ و ٢٨٠٦، سنن ابن ماجه: ٣١٤٥، مسند البزار: ٨٧٥ و ٨٧٦، سنن النسائي: ٢١٧/٧-٢١٨، مسند ابو يعلى: ٢٧٠ و ٢٧١، صحيح ابن خزيمه: ٢٩١٣، مستدرك حاكم: ٢٢٤/٤

فوائد الحدیث: "اعضب" کا معنی نصف یا نصف سے زیادہ سینگ کا ٹوٹنا ہے۔ اگر معمولی ہو تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۱۵۰۳ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مذکور ہے۔ (قربانی کے جانور کے عیوب کی مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۴۹۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

10- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ تُجْزِئُ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

ایک بکری کی قربانی تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے

1505: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ایوب

حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرَى.

انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں قربانیاں کس طرح ہوتی تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آدمی اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے بکری کی قربانی کرتا تھا پس وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے حتیٰ کہ لوگ (زیادہ قربانیاں کر کے) فخر کرنے لگے اور ایسی صورت حال بن گئی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

اور عمارہ بن عبداللہ یہ مدنی ہیں اور ان سے مالک بن انس نے روایت کی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشٍ فَقَالَ ((هَذَا عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي)).

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا موقف ہے، ان دونوں حضرات نے نبی ﷺ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مینڈھے کی قربانی کی تو فرمایا: ”میری امت میں سے جس نے قربانی نہیں کی یہ اس کی طرف سے ہے۔“

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا تُجْزِءُ الشَّاةُ إِلَّا عَنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔ اور یہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٣٤٨١

تخریج الحدیث: موطا مالک: ٤٨٦/٢، سنن ابن ماجه: ٣١٤٧ ومعجم الكبير للطبرانی: ٣٩١٩ و ٣٩٢٠ و ٣٩٨١، سنن كبرىٰ للبيهقی: ٢٦٨/٩، تهذيب الكمال: ٢٥٠/٢١-٢٥١

فوائد الحدیث: (۱) بھیڑ، بکری کی ایک قربانی ایسے گھر کے تمام افراد کی طرف سے کافی ہے جن کی آمدن و خرچ مشترکہ ہو، اگر اونٹ یا گائے میں حصہ رکھیں تو ایک حصہ بھی کفایت کر جائے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے تو ایک سے زائد قربانیاں بھی کر سکتے ہیں لیکن اس میں دنیاوی کوئی مفاد، شہرت کا حصول یا دوسروں کے مقابلے میں فخر و غرور نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی مقصود ہو تو قربانی ہوتی ہے۔ اگر نیت خالص نہ رہی تو قربانی قبول ہی نہیں ہوگی، کہ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (المائدہ، ۲۷)

مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۹۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

11- بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الأُضْحِيَةَ سُنَّةٌ

قربانی کرنا سُنت ہے

1506: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الأُضْحِيَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ فَقَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ. فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْقِلُ ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ.

جبلہ بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا قربانی کرنا واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور مسلمانوں نے قربانی کی۔ اس نے ان سے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم سمجھتے نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور مسلمانوں نے قربانی کی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الأُضْحِيَةَ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلَكِنَّهَا سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُعْمَلَ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ وہ نبی ﷺ کی سُنت ہے اس پر عمل کرنا مستحب ہے، سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ١٤٧٥۔ اس میں حجاج بن ارطاۃ راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣١٢٤، ومعجم الاوسط للطبرانی: ٦٢٦٤

1507: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور آپ ﷺ قربانی کرتے رہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) (انظر ما قبله) یہ بھی حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٢٧٣، سنن ابن ماجه: ٣١٢٣، سنن الدارقطنی: ٢/٥٤٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کا قربانی کرنے کا معمول زندگی بھر رہا، آپ ﷺ نے اس کی تاکید بھی فرمائی، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا۔ (ابن ماجہ ٢٢٦ ابواب الاضحاحی) "جس شخص کے پاس قربانی کرنے کی گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔"

اس لیے جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے انہیں ضرور قربانی کرنی چاہئے، خود بھی بخل اور کنجوسی کرتے ہوئے عذر نہیں تراشنا چاہئے اور دوسرے ملحد قسم کے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں میں بھی نہیں آنا چاہئے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد قربانی کرنا

1508: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ ((لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ)). قَالَ فَقَامَ خَالِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! هَذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيهِ مَكْرُوهٌ وَإِنِّي عَجَّلْتُ نُسُكِي لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَأَهْلَ دَارِي أَوْ جِيرَانِي. قَالَ ((فَأَعِدْ ذَبْحًا آخَرَ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ أَفَأَذْبَحُهَا قَالَ ((نَعَمْ وَهِيَ خَيْرٌ نَسِيكَتَيْكَ وَلَا تُجْزِءُ جَذَعَةٌ لِأَحَدٍ بَعْدَكَ)).

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”تم میں سے کوئی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح نہ کرے۔“ تو میرے ماموں ابو بردہ بن نیار کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ ایک ایسا دن ہے کہ اس روز گوشت کو (زیادہ ہونے کی وجہ سے) پسند نہیں کیا جاتا، میں نے تو اپنی قربانی جلدی کر لی تاکہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے ہمسائیوں کو گوشت کھلاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک اور قربانی کرو۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے پاس دودھ والا ایک سال سے کم عمر کا بھیڑ / بکری کا بچہ ہے، وہ گوشت والی دو بکریوں سے بہتر ہے، کیا میں اسے ذبح کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، وہ بہتر ہے، وہ تجھے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی اور کو جذعہ (سال سے کم عمر کا جانور) کفایت نہیں کرے گا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَجُنْدَبٍ وَأَنَسٍ وَعُوَيْمِرِ بْنِ أَشْقَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، جندب، انس، عویمر بن اشقر، ابن عمر اور ابو زید انصاری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُضَحَّى بِالْمِصْرِ حَتَّى يُصَلِّيَ الْإِمَامُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جب تک امام نماز نہ پڑھا لے شہر میں قربانی نہ کی جائے۔

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لِأَهْلِ الْقُرَى فِي الذَّبْحِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

کچھ اہل علم نے دیہات والوں کو رخصت دی ہے کہ وہ فجر طلوع ہو جانے کے بعد ذبح کر لیں، یہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ وَقَالُوا إِنَّمَا يُجْزِءُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ بکری کا جذع کفایت نہیں کرتا، بھیڑ کا جذع کفایت کرتا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٦٨، ابن الجارود: ٩٠٨، ابو يعلى: ١٦٦١، ابن خزيمه: ١٤٢٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٤٨١، صحيح بخاری: ٩٥١ و ٩٥٥، صحيح مسلم: ١٩٦١، سنن ابو داود: ٢٨٠٠ و ٢٨٠١، سنن النسائي: ٣/١٨٤ ١٨٥ و ١٩٠-١٩١ و ٧/٢٢٢-٢٢٣، صحيح ابن حبان: ٥٩٠٦، و ٥٩٠٧، و ٥٩٠٨ و ٥٩١٠ و ٥٩١١

فوائد الحدیث: (۱) دین اسلام میں تمام اوامر و نواہی کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ بندے میں اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ دیکھا جائے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حدود و قیود مقرر فرمادی ہیں۔ ایک مومن، مُسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود و قیود کی پابندی کرے۔ انہی حدود میں سے ایک قربانی کا وقت بھی ہے کہ قربانی عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد ہی کی جاسکتی ہے۔ پہلے نہیں۔ جو شخص عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لیتا ہے خواہ اس کی نیت کتنی ہی اچھی اور جذبہ کتنا ہی صالح کیوں نہ ہو اس کی قربانی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے عمومی طور پر بھی شریعت کا یہ اصول و ضابطہ بیان فرمایا۔ کہ:

من ذبح قبل الصلوٰة فليعد مكانها اخرى و من لم يذبح فليذبح (بخاری ۲/ ۸۳۴ کتاب الاضاحی)

"جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر لیا تو وہ اس کی جگہ دوسرا قربانی کا جانور ذبح کرے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اب (نماز کے بعد) ذبح کرے۔"

بلکہ آپ ﷺ نے یہ حکم بڑی تاکید کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

من صلى صلاتنا و استقبل قبلتنا فلا يذبح حتى ينصرف (بخاری ۲/ ۸۳۴ کتاب الاضاحی)

"جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلے کو اپنا قبلہ بناتا ہے (یعنی مُسلمان ہے) تو وہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کرے۔"

اس لیے عید کی نماز سے پہلے قطعاً قربانی نہیں کرنی چاہئے بعض لوگوں نے شہری اور دیہاتی کی تقسیم کی ہوئی ہے کہ شہری تو نماز کے بعد قربانی کریں لیکن دیہاتی نماز سے پہلے فجر طلوع ہونے کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ان کا یہ موقف رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے مطابق نہیں۔ کوئی بھی مُسلمان جو کسی گاؤں یا دیہات میں بھی رہتا ہے وہ وہاں نماز کا اہتمام کرے اور سورج طلوع ہونے کے بعد نماز عید ادا کرے تو اس کے بعد قربانی کرے۔

(۲) اسی تقسیم کی آڑ میں پھر "بعض الناس" نے یہ حیلہ بھی کیا ہے کہ شہری لوگ، اپنے قربانی کے جانور رات کو ہی قریبی دیہات میں بھیج دیں وہاں ان کی قربانی فجر کے بعد ہو جائے گی اگرچہ انہوں نے ابھی تک شہر میں عید کی نماز نہیں پڑھی۔ جب تک یہ نماز سے فارغ ہوں گے اس وقت تک دیہات سے ان کی قربانیوں کا گوشت تیار ہو کر آچکا ہوگا۔ اور پھر بعض جگہ یہ لوگ۔ عملاً ایسا کرتے بھی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۳) یاد رکھیں ایسے لوگ گوشت تو کھالیں گے لیکن ان کی قربانی نہیں ہوگی۔ شریعت کے حکم کو کسی مُفتی کا فتویٰ، مجتہد کا اجتہاد، فقیہ کی فقاہت، خطیب کی خطابت، امام کی امامت، عالم کا علم اور واعظ کا وعظ ختم یا تبدیل نہیں کر سکتا۔ اس لیے میری ان سادہ لوح لوگوں سے گزارش ہے جو ایسا کرتے ہیں کہ ان صاحبان جبہ و دستار کے بہکاوے میں آکر اپنے خون پسینے کی کمائی سے خریدی ہوئی قربانیاں ہرگز ہرگز ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کے اوامر و نواہی پر ان کی روح کے مطابق عمل کی توفیق فرمائے اور قرآن و حدیث کی مخالفت خفی یا جلی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الأُضْحِيَةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت

1509: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ مِنْ لَحْمِ أُضْحِيَتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی تین دن سے زیادہ اپنی قربانی کا گوشت نہ کھائے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا كَانَ النَّهْيُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مُتَقَدِّمًا ثُمَّ رَخَّصَ بَعْدَ ذَلِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ کی طرف سے یہ ممانعت شروع شروع میں تھی پھر بعد میں آپ ﷺ نے رخصت عنایت فرمادی تھی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٦٣، الطحاوي في شرح المعاني: ١٨٤/٤، ابو عوانه: ٢٣٢/٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٥٧٤، صحيح مسلم: ١٩٧٠، سنن النسائی: ٢٣٢/٧، مسند احمد: ٤٥٥٨، صحيح ابن حبان: ٥٩٢٣ و ٥٩٢٤

فوائد الحدیث: مدینہ منورہ کی ابتدائی زندگی میں غربت کی وجہ سے فقر وفاقہ اور تنگ دستی تھی پھر مدینہ منورہ کے قرب وجوار کے لوگ بھی عید کے دن مدینہ پاک میں آجاتے تھے تو آپ ﷺ نے یہ حکم ارشاد فرمایا، تاکہ غربا ومساکین بھی گوشت جیسی اس نعمت سے لطف اندوز ہوسکیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے اجازت فرمادی۔ لہٰذا اب تین دن کی کوئی پابندی نہیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت

1510: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِيَتَّسِعَ ذُو الطَّوْلِ عَلَى مَنْ لَا طَوْلَ لَهُ فَكُلُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا)).

سلیمان بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا تاکہ صاحب استطاعت ایسے افراد کے لیے کشادگی پیدا کریں جو استطاعت نہیں رکھتے، پس (اب) تم جس طرح تمہاری مرضی کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَنُبَيْشَةَ وَأَبِي

اس باب میں ابن مسعود، عائشہ، نبیشہ، ابوسعید، قتادہ بن

سَعِيدٍ وَقَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ وَأَنَسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

نعمان، انس اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔
نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٤/٣٦٨-٣٦٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٩٥٨، صحيح مسلم: ٩٧٧ و ص١٥٦٣(٣٧)، سنن ابو داود: ٣٢٩٨، سنن النسائی: ٨٩/٤ و ٢٣٤/٧-٢٣٥، و ٣١٠/٨-٣١١

1511: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قُلْتُ لِأُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ؟ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ قَلَّ مَنْ كَانَ يُضَحِّي مِنَ النَّاسِ فَأَحَبَّ أَنْ يُطْعَمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي وَلَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ عَشَرَةِ أَيَّامٍ.
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ هِيَ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهَا هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، کیا رسول اللہ ﷺ قربانیوں کے گوشت سے منع کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، لیکن قربانی کرنے والے لوگ کم تھے تو آپ ﷺ نے پسند فرمایا کہ جس نے قربانی نہیں کی اسے بھی کھلایا جائے۔ ہم پائے کو رکھ چھوڑتے تھے حتیٰ کہ ہم اسے دس دن کے بعد کھاتے تھے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، ام المومنین سے مراد نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ حدیث ان سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: اس سیاق سے یہ حدیث ضعیف ہے۔ البتہ اس کی اصل صحیح مسلم میں موجود ہے۔ الارواء: ٤/٣٧٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٧٠٧، صحيح بخاری: ٥٤٢٣، سنن ابن ماجه: ٣١٥٩ و ٣٣١٣، سنن النسائی: ٢٣٥/٧-٢٣٦

فوائد الحدیث: (١) یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے گوشت کے متعلق جو تین دن کی پابندی لگائی تھی۔ وہ آپ ﷺ نے ختم کر دی، اب آدمی جب تک چاہے قربانی کا گوشت استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن غربا و مساکین کا خیال رکھنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ گوشت صدقہ کریں تاکہ زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔
(٢) رسول اللہ ﷺ کا کسی حکم کو منسوخ کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو بتاتے کہ پہلے میں نے یہ حکم دیا تھا اب یہ حکم ہے یعنی پہلا حکم منسوخ ہے۔ بعض لوگ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع کو منسوخ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا طریقہ درست نہیں۔ (اس مسئلہ کی تفصیلی بحث حدیث نمبر ٢٥٧ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ اہل ذوق رجوع فرمائیں۔)

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

فرع اور عتیرہ

1512: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ)). وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ.

فرمایا: "فرع (کی کوئی حقیقت) ہے نہ عتیرہ (کی)۔"
فرع: مشرکوں کے ہاں اونٹنی یا بکری وغیرہ جو پہلا بچہ جنتی تھی اسے وہ اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ نُبَيْشَةَ وَمِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ وَأَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا نبیشہ، مخنف بن سُلیم اور ابوالعشراء عن ابیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَتِيرَةُ ذَبِيحَةٌ كَانُوا يَذْبَحُونَهَا فِي رَجَبٍ يُعَظِّمُونَ شَهْرَ رَجَبٍ لِأَنَّهُ أَوَّلُ شَهْرٍ مِنْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ وَأَشْهُرُ الْحُرُمِ رَجَبٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَأَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ كَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ.

عتیرہ: ایسا ذبیحہ جسے وہ رجب میں ذبح کیا کرتے تھے، اس سے ماہ رجب کی تعظیم مراد لیتے تھے، کیونکہ وہ حرمت والے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔ حرمت والے مہینے: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ جبکہ حج کے مہینے: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر حضرات سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ١٠٩٥، ابن ابي شيبة: ٢٥٢/٨، ابو يعلى: ٥٨٧٩، والحاكم: ٢٣٦/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٧٣، صحیح مسلم: ١٩٧٦، سنن ابو داود: ٢٨٣١ و ٢٨٣٢، سنن ابن ماجه: ٣١٦٨، سنن النسائی: ١٦٧/٧، مسند احمد: ٧١٣٥، صحیح ابن حبان: ٥٨٩٠

فوائد الحدیث: (۱) زمانہ جاہلیت میں لوگ دو قربانیاں کرتے تھے جن کا نام انہوں نے "فرع" اور "عتیرہ" رکھا ہوا تھا۔

"فرع" کی دو تفسیریں ہیں

۱۔ جب کسی کی اونٹنی پہلا بچہ جنتی تو وہ اسے اپنے بتوں کے نام پر بطور شکر ذبح کر دیتے۔

۲۔ جب کسی کے پاس اونٹوں کی تعداد ۱۰۰ ہو جاتی تو وہ ایک جانور ذبح کر دیتے۔

"عتیرہ" رجب کے شروع میں وہ اس حرمت والے مہینے کے اکرام و احترام میں جانور ذبح کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان جاہلانہ رسوم کا خاتمہ فرمایا اور شریعت اسلامیہ میں صرف ذوالحجہ میں قربانی اور عقیقہ کی قربانی کو جائز قرار دیا اس کے علاوہ کوئی بھی دن یا وقت مقرر کر کے جانور کو ذبح کرنا ممنوع قرار دے دیا۔ نیز غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا تو اللہ تعالیٰ نے بالکل ہی حرام کر دیا۔

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله (البقرہ)

(۲) آج بھی اگر کوئی شخص اپنی اونٹنی، گائے، بھیڑ، بکری کے پہلے بچے کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے ذبح کرے تو جائز ہے۔ لیکن اس کے لیے رسول اکرم ﷺ نے ترغیب اور توجہ دلائی ہے کہ اس بچے کو ذبح کرنا بے فائدہ ہے کہ نہ تو اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو کسی دوسرے مصرف میں لایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اسے پالا جائے جب وہ بڑا ہو جائے تو جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کے کام آئے گا۔ دودھ دینے والا ہے تو اس کا دودھ استعمال ہو سکتا ہے۔ کسی غریب، مسکین، بیوہ کو دیا جا سکتا ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں یا آدمی خود بھی اسے ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا اسے پیدا ہوتے ہی ذبح کی بجائے یہ بہتر ہے اور یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے سنن نسائی ۲/ ۱۸۲ کتاب الفرع والعتیرہ)

اسی طرح اگر کوئی شخص رجب کے مہینے میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں، صرف غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے "فرع" اور "عتیرہ" کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: من شاء عتر ومن شاء لم یعتر، ومن شاء فرع ومن شاء لم یفرع فی الغنم اضحیتها (نسائی ۲/ ۱۸۱ کتاب الفرع والعتیرۃ)

جو شخص چاہے وہ "عتیرہ" ذبح کرے اور جو چاہے وہ "عتیرہ" ذبح نہ کرے اور جو چاہے "فرع" ذبح کرے اور جو چاہے "فرع" ذبح نہ کرے (البتہ بکریوں میں کم از کم ایک) قربانی ضروری ہے۔ "فرع" اور "عتیرہ" کی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَقِيقَةِ

عقیقہ کا بیان

1513: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ أَنَّهُمْ دَخَلُوا عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَسَأَلُوهَا عَنِ الْعَقِيقَةِ فَأَخْبَرَتْهُمْ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ.

یوسف بن ماہک سے روایت ہے کہ وہ حفصہ بنت عبدالرحمن کے پاس گئے اور ان سے عقیقے کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے انہیں بتایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لڑکے کی طرف سے (عقیقہ میں) دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کرنے) کا حکم فرمایا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأُمِّ كُرْزٍ وَبُرَيْدَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَسَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا علی، ام کرز، بریدہ، سمرہ، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو، انس، سلمان بن عامر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور حفصہ، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی)۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٣٩/٨، الطحاوي في شرح المشكل: ١٠٤٤، الارواء: ١١٦٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٤٠٢٨ سنن ابن ماجه: ٣١٦٣، صحيح ابن حبان: ٥٣١٠

فوائد الحدیث: (۱) عقیقہ، بچے کی پیدائش کے وقت جو جانور ساتویں دن بطور تشکّر ذبح کیا جائے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ بعض لوگ بچے کے سر پر ماں کے پیٹ میں اگنے والے بالوں کو عقیقہ کہتے ہیں، بعض ساتویں دن جانور ذبح کرنے اور بچے کا سر منڈوانے کے فعل کو عقیقہ کہتے ہیں یہ ساری حقیقتیں اور افعال ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اس لیے ان موشگافیوں میں الجھنے کی بجائے سبھی پر ہی یہ لفظ بولا اور استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) عقیقہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی سُنت ہے جو لوگ اسے جاہلیت کی رسم کہتے ہیں وہ درست نہیں۔

(۳) عقیقے میں لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے گا۔۔ نیز یہ جانور بکری یا بھیڑ کی نسل سے مذکر و مونث دونوں ہو سکتے ہیں اس میں کوئی فرق نہیں۔ بڑا جانور اونٹ یا گائے عقیقہ میں ذبح نہیں کیے جا سکتے۔

(۴) بعض لوگ قربانی کے موقعہ پر قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھ لیتے ہیں یہ درست نہیں کیونکہ اس کے لیے الگ سے "شاۃ" یا "شاتان" "دم" اور "دمان" وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں جو کہ الگ مستقل ایک یا دو جانوں کو ذبح کرنے کا تقاضہ کرتے ہیں جبکہ قربانی میں حصے بیشک سات ہوتے ہیں لیکن جان ایک ہی ہوتی ہے۔

(۵) "مکافئتان" کا مطلب ہے کہ دونوں جانور اچھے اور جوان ہونے چاہیں۔ عمر میں ایک جیسے ہوں اور بیک وقت یعنی ایک ہی دن ذبح کیے جائیں۔

17- باب الأَذَانِ فِي أُذُنِ الْمَوْلُودِ

نومولود کے کان میں اذان کہنا

1514: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ.

سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں نماز والی اذان دی۔ جس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جنم دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْعَقِيقَةِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ.

(عقیقہ میں) اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے، عقیقہ کے بارے میں نبی ﷺ سے کئی ایک طرق سے روایت کیا گیا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی (برابر) بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے گی۔

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا أَنَّهُ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ.

نبی ﷺ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک بکری ذبح کر کے عقیقہ کیا۔ بعض اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ۱/۴۹۳۔ اس میں عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۳۸۶۹، سنن ابو داود: ۵۱۰۵

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ امت کا متواتر عمل موجود ہے۔

(۲) نومولود بچے کے کان میں اذان کہنے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسے دنیا میں آنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا پیغام دیا جائے تاکہ اس کی برکات سے وہ بچہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دین اسلام کا پیروکار ہو۔ واللہ اعلم۔

1515: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى)).

سیّدنا سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، پس اس کی طرف سے (جانور ذبح کر کے) خون بہاؤ اور اس سے ایذا دور کرو (یعنی سر کے بال مونڈ دو)۔''

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

حسن بن علی نے ہمیں حدثنا عبدالرزاق اخبرنا ابن عیینہ عن عاصم بن سلیمان الاحول عن حفصہ بنت سیرین عن الرباب عن سلمان بن عامر کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند ہمیں بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٧٩٨٥، الحميدي: ٨٢٣، البيهقي: ٩/٢٩٩، الدارمي: ١٩٧٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٢٢٦و ١٦٢٣٦، صحیح بخاری: ٥٤٧١و ٥٤٧٢، سنن ابو داود: ٢٨٣٩، سنن ابن ماجه: ٣١٦٤، سنن النسائی: ١٦٤/٧

1516: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ سِبَاعٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ كُرْزٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ ((عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا)).

سیّدہ ام کرز رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک، ان کا نر یا مادہ ہونا تمہارے لیے مضر نہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/٤٠٥، الدارمي: ١١٩٧٤، البيهقي: ٩/٣٠٠، البغوي: ٨١٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٧١٣٩، سنن ابو داود: ٢٨٣٤ و ٢٨٣٥ و ٢٨٣٦، سنن ابن ماجه: ٣١٦٢، سنن النسائی: ١٦٤/٧-١٦٥، صحیح ابن خبان: ٥٣١٢ و ٥٣١٣

فوائد الحدیث: (۱) ''امیطوا عنه الاذی'' کا مطلب ہے کہ اس کے سر کے بال بھی عقیقہ والے دن مونڈھ دینے چاہئیں۔

(۲) عقیقہ کے مسائل کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۱۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

18- بَابُ [خَيْرُ الْأُضْحِيَةِ الْكَبْشُ]

بہترین قربانی مینڈھا ہے

1517: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ عُفَيْرِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ الأُضْحِيَةِ الْكَبْشُ وَخَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ)).

فرمایا: ''بہترین قربانی مینڈھے کی ہے اور بہترین کفن جوڑا (ازار اور چادر) ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَعُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، عفیر بن معدان حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عفیر بن معدان راوی ضعیف ہے۔ تقریب:۴۶۲۶

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۱۳۰، وابن عدی: ۲۰۱۷/۵، سنن کبریٰ للبیهقی: ۲۷۳/۹، تاریخ بغداد: ۲۳۷/۳

فوائد الحدیث: قربانی کے جانوروں کے متعلق تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۹۹ ملاحظہ فرمائیں۔

19- بَابُ [الأُضْحِيَةِ فِي كُلِّ عَامٍ]

ہر سال قربانی ہے

1518: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَمْلَةَ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ كُنَّا وُقُوفًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَةٌ وَعَتِيرَةٌ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ هِيَ الَّتِي تُسَمُّونَهَا الرَّجَبِيَّةَ)).

سیّدنا مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم عرفات میں نبی ﷺ کے ساتھ وقوف کیے ہوئے تھے تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! ہر گھرانے پر ہر سال قربانی کرنا اور عتیرہ ہے، تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہ وہی ہے جسے تم رجبیہ کہتے ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے ابن عون کی روایت سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں ضعیف ہے۔ اس میں ابو رملہ مجہول الحال راوی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۷۸۸، سنن ابن ماجه: ۳۱۲۵، سنن النسائی: ۱۶۷/۷-۱۶۸، مسند احمد: ۱۷۸۸۹ و ۲۰۷۳۰ و ۲۰۷۳۱

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۱۲ کے فوائد دیکھیں۔

20- بَابُ الْعَقِيقَةِ بِشَاةٍ

عقیقہ میں ایک بکری ذبح کرنا

1519: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا اور

بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ احْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً)). قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ.

فرمایا: ''فاطمہ! اس کا سر منڈاؤ اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔'' پس انہوں نے ان کا وزن کیا، تو اس کا وزن ایک درہم یا بعض درہم تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، اس کی سند متصل نہیں، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ کہ محمد بن علی نے علی بن ابی طالب کو نہیں دیکھا۔

تخریج الحدیث: مسند البزار: ١٢٣٨۔ كشف الاستار، ومعجم الكبير للطبراني: ٢٥٧٥، وفي الاوسط: ١٢٧ سنن كبرىٰ للبيهقي: ٢٩٩/٩، مصنف ابن ابي شيبه: ٢٣٥/٨، مستدرک حاكم: ٢٣٧/٤

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت ضعیف ہے، صحیح روایات سے ثابت ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کا عقیقہ کیا جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۱۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

(۲) عقیقے کے موقعہ پر بچے کا سر منڈوا کر اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنی چاہیے۔

21- بَابُ [الْأُضْحِيَةِ بِكَبْشَيْنِ]

دو مینڈھوں کی قربانی کرنا

1520: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِكَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پھر (منبر سے) نیچے اترے اور دو مینڈھے منگوائے اور انہیں ذبح کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٢٢، ابن خزيمه: ٢٩٥٢، البيهقي: ٢٩٨/٣، والبغوي: ١٦٥

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٢٢٠/٧، صحيح مسلم: ١٦٧٩، ٣٠

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو آدمی ایک سے زائد قربانی بھی کر سکتا ہے۔

22- بَابُ [مَا يَقُوْلُ إِذَا ذَبَحَ]

ذبح کرنے کی دعا

1521: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی، جب آپ ﷺ

اللهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الأَضْحَى بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ عَنْ مِنْبَرِهِ فَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ ((بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي)).

خطبہ پڑھ چکے تو منبر سے نیچے اترے، آپ ﷺ کی خدمت میں ایک مینڈھا پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے ذبح کیا اور یہ دعا پڑھی: ''بسم اللہ، واللہ اکبر، یہ میری طرف سے ہے اور اس شخص کی طرف سے جس نے میری امت میں سے قربانی نہیں کی۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ إِذَا ذَبَحَ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ. وَالْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ يُقَالُ إِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ آدمی جب ذبح کرے تو وہ یہ دعا پڑھے: بسم اللہ، واللہ اکبر، یہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١١٣٨، صحيح ابي داؤد: ٢٥٠١، اخرجه الحاكم: ٢٢٩/٤، البيهقي: ٢٦٤/٩

تخريج الحديث: مسند احمد: ١١٠٥١، ١٥٠٢٢، ١٤٨٣٧ سنن ابو داود: ٢٧٩٥، ٢٨١٠، شرح معانى الآثار: ١٧٧/٤-١٧٨، مستدرک حاكم: ٤/ ٢٢٩، سنن ابن ماجه: ٣١٢١، صحيح ابن خزيمة: ٢٨٩٩

فوائد الحدیث: (۱) اگر تو کوئی شخص صاحب علم ہو اور اضافی دعا پڑھ سکتا ہو تو وہ یہ دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوت والارض علی ملة ابراهیم حنیفا و ما انا من المشرکین، ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین، لا شریك له و بذالك أُمرت و انا من المسلمین، اللهم منك وبك منی و اهل بیتی بسم الله والله اکبر (سنن ابی داؤد ۲/ ۳۰)

اسی طرح بعض روایات میں ہے: اللهم هذا منك و لك اللهم تقبل منی کے الفاظ بھی ہیں۔ اگر کسی دوسرے کی طرف سے ذبح کر رہا ہے تو پھر منی و اهل بیتی کی بجائے اس کا نام لے۔

(۲) لیکن اگر کوئی شخص اتنا اہتمام نہیں کر سکتا تو جس کی طرف سے قربانی کی ہو اس کی نیت کر کے صرف بسم الله، الله اکبر یا بسم الله والله اکبر کہہ کر ذبح کر دے تو درست ہے۔

23- بَابٌ [مِنَ الْعَقِيقَةِ]

عقیقہ کے متعلق

1522: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ

سیّدہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہے ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے گا، اس کا نام رکھا جائے گا اور اس کا سر مونڈھ دیا

يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ)).

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُذْبَحَ عَنِ الْغُلَامِ الْعَقِيقَةُ يَوْمَ السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَتَهَيَّأْ يَوْمَ السَّابِعِ فَيَوْمَ الرَّابِعَ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَتَهَيَّأْ عُقَّ عَنْهُ يَوْمَ حَادٍ وَعِشْرِينَ وَقَالُوا لَا يُجْزِءُ فِي الْعَقِيقَةِ مِنَ الشَّاةِ إِلَّا مَا يُجْزِءُ فِي الْأُضْحِيَةِ.

جائے گا۔"

ہم کو حسن بن علی الخلال نے حدثنا یزید بن ہارون اخبرنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن الحسن عن سمرۃ عن جندب کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اہل علم کا اس پر عمل ہے: وہ اس بات کو مستحب قرار دیتے ہیں کہ لڑکے کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے، اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ ہو سکے تو اس کی طرف سے اکیسویں دن عقیقہ کیا جائے۔ اور انہوں نے کہا: بکریوں میں سے وہی بکری عقیقے میں ذبح کی جائے گی جو قربانی کے لیے جائز ہوگی۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ١٩٧٥، ابن الجارود: ٩١٠، الطبراني في الكبير: ٦٨٢٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٨٣٧ و ٢٨٣٨، سنن ابن ماجه: ٣١٦٥، سنن النسائي: ١٦٦/٧، مسند احمد: ٢٠٠٨٣

فوائد الحدیث: (۱) اولاد، اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور عقیقہ کرنا، اس نعمت کے شکریے کے طور پر فدیہ ہے۔ اگر یہ ادا نہ کیا جائے تو پھر شکر والا بار باقی رہتا ہے۔

(۲) جس طرح گروی رکھی ہوئی چیز سے آدمی فائدہ نہیں اٹھا سکتا حالانکہ وہ ملکیت اسی کی ہوتی ہے اس طرح اس بچے کی خیر و برکات سے کماحقہ مستفید نہیں ہوا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو اس فرض سے ضرور سبکدوش ہونا چاہیے۔ ہمارے ہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ خوشی میں مٹھایاں چار جانوروں کی قیمت کے برابر تقسیم کر دیں گے یا فضول خرچی اور ناجائز جشن منانے پر ہزاروں لاکھوں برباد کر لیں گے مگر مسنون عمل (عقیقہ) نہیں کریں گے۔

(۳) عقیقہ اصلاً تو ساتویں دن ہی ہے کہ اسی دن جانور ذبح کیے جائیں اور بچے کا سر منڈوایا جائے، اگر کسی وجہ سے نہیں ہو سکا تو باقی صرف گنجائش ہے۔

(۴) عقیقے میں نہ تو قربانی والے تمام جانور ہیں اور نہ ہی قربانی کے جانور والی مکمل شرائط۔ البتہ عقیقے کا جانور بھی قربانی کے جانور کی طرح موٹا تازہ اور خوبصورت ہونا چاہیے۔ (عقیقے کے مسائل کی مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۱۳ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔)

حدیث نمبر ۱۵۲۳

24- بَابُ تَرْكِ أَخْذِ الشَّعْرِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ

جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے وہ حجامت وغیرہ نہ بنوائے

1523: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ

بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرٍو أَوْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَأَى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ)).

نے فرمایا: ”جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر اپنی حجامت وغیرہ بنوائے نہ ناخن ترشوائے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالصَّحِيحُ هُوَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ نَحْوَ هَذَا. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ كَانَ يَقُولُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَإِلَى هَذَا الْحَدِيثِ ذَهَبَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور درست یہ ہے کہ راوی کا نام عمرو بن مسلم ہے، محمد بن عمرو بن علقمہ اور کئی ایک نے اس سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مانند اس کے علاوہ طرق سے مروی ہے، یہ بعض اہل علم کا موقف ہے، سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی موقف رکھتے تھے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ فَقَالُوا لَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ مِنَ الْمَدِينَةِ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ مِنْهُ الْمُحْرِمُ.

بعض اہل علم نے اس بارے میں رخصت دی ہے، انہوں نے کہا: اگر وہ اپنی حجامت وغیرہ بنوالے اور ناخن ترشوالے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قربانی کا جانور مکے بھیجتے تھے اور جن چیزوں سے احرام والا اجتناب کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی بھی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٢٩٣، الدارمي: ١٩٥٣، ابو يعلى: ٦٩١٠، الحاكم: ٤/٢٢٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٧٧، سنن ابو داود: ٢٧٩١، سنن ابن ماجه: ٣١٤٩ و ٣١٥٠، سنن النسائي: ٧/٢١١-٢١٢، مسند احمد: ٢٦٤٧٤ صحيح ابن حبان: ٥٨٩٧ و ٥٩١٦

فوائد الحدیث: (۱) جس شخص نے قربانی کرنی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد وہ اپنے ناخن نہ تراشے اور حجامت وغیرہ نہ بنوائے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی کرنے کے بعد وہ حجامت بنوائے۔

(۲) جس شخص نے قربانی نہیں کرنی اس کے لیے یہ ضروری نہیں لیکن اگر وہ بھی یہ دس دن حجامت نہ بنوائے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اجر و ثواب سے نوازیں گے۔ ان شاء اللہ

(۳) جس شخص نے قربانی کرنی ہے، حجامت نہ بنوانے کی پابندی اس کے اہل و عیال پر بھی عائد ہوگی۔ کیونکہ قربانی سب کی طرف سے ہے۔ اگر وہ قربانی کے اجر میں شامل ہیں تو پابندی میں شریک کیوں نہیں۔ واللہ اعلم!

آخِرُ كِتَابِ الضَّحَايَا وَأَوَّلُ كِتَابِ النُّذُورِ وَالأَيْمَانِ

18

أَبْوَابُ النَّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

نذر اور قسموں کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: معصیت میں کوئی نذر نہیں

1524: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَ كَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معصیت میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، جابر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں، کیونکہ زہری نے یہ حدیث ابوسلمہ سے نہیں سنی۔

قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْحَدِيثُ هُوَ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ حدیث کئی ایک سے روایت کی گئی ہے، ان میں سے موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی عتیق عن زہری عن سلیمان بن ارقم عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن عائشہ عن النبی ﷺ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حدیث یہ ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه البخاري في التاريخ الصغير: ١٩٧/٢، ابن عدي في الكامل: ١١٠٣/٣

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٦٠٩٨، سنن ابو داود: ٣٢٩٠ و ٣٢٩٢، ٣٢٩١، سنن ابن ماجه: ٢١٢٥، سنن النسائی: ٢٦/٧ و ٢٦-٢٧

1525: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ وَاسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَ كَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی معصیت میں کوئی نذر نہیں، اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ. وَأَبُو صَفْوَانَ هُوَ مَكِّيٌّ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْحُمَيْدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ جِلَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، اور یہ ابو صفوان عن یونس کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابو صفوان مکی ہے، اس کا نام عبداللہ بن سعید بن عبدالملک بن مروان ہے، حمیدی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک اجل اہل حدیث (محدثین) نے ان سے روایت کیا ہے۔

وَقَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَ كَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ اہل علم اور دیگر کا موقف ہے کہ اللہ کی معصیت میں کوئی نذر نہیں، اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے، دونوں نے زہری عن ابی سلمہ عن عائشہ کی سند سے مروی روایت سے استدلال کیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا كَفَّارَةَ فِي ذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے کہا: معصیت میں کوئی نذر نہیں اور اس میں کوئی کفارہ نہیں۔ یہ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح بما قبله) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٦٠٩٨، سنن ابو داود: ٣٢٩٠ و ٣٢٩٢، ٣٢٩١، سنن ابن ماجه: ٢١٢٥، سنن النسائي: ٢٦/٧-٢٧

فوائد الحديث: (ا) نذر ماننے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ یا تو آدمی کسی جائز اور درست کام کے لیے نذر مانتا ہے۔ اور نذر بھی جائز مانتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد دی تو میں اتنا مال صدقہ کروں گا، یا روزے رکھوں گا، یا نفل پڑھوں گا وغیرہ۔ تو اس نذر کو حتی الوسع انسان کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر خدانخواستہ پورا نہ کر سکے تو پھر اس کا کفارہ ادا کر دے۔

۲۔ یا پھر آدمی ناجائز اور حرام نذر مانتا ہے اس کی بھی تین صورتیں ہیں:

۱۔ نذر جائز ہے لیکن کام حرام ہے، مثلاً کسی بھی گناہ چوری، زنا وغیرہ کے کام پر نذر مانتا ہے کہ میں صدقہ کروں گا یا کوئی اور نیکی کا کام۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نذر غلط ہو اور کام جائز ہو مثلاً، اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد دی یا کاروبار میں منافع ہوا تو فلاں دربار، مزار پر چڑھاوا چڑھاؤں گا، یہ کام جائز ہے لیکن نذر غلط۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نذر بھی غلط ہو اور کام بھی غلط۔ مثلاً کوئی شخص کسی گناہ کے کام کے بارے نذر مانے کہ اگر میرا وہ کام ہو گیا تو فلاں دربار پر کھانا وغیرہ تقسیم کروں گا۔

مذکورہ تینوں صورتیں ہی ناجائز اور حرام ہیں، ایسی نذر کو قطعاً پورا نہیں کرنا چاہیے بلکہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے تو فوری طور پر اس نذر سے رجوع کرے، اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرے اور نذر کا کفارہ دے دے۔

(۲) نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے:

۱۔ غلام آزاد کرنا۔ ۲۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ ۳۔ دس مسکینوں کو لباس پہنانا۔ ان تینوں کاموں میں سے کوئی ایک کام کر لیا جائے تو نذر کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ تینوں کام ہی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

(۴) اگر کوئی شخص مذکورہ تینوں کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتا تو پھر وہ تین روزے رکھ لے۔ اس کی طرف سے کفارہ ہو جائے گا۔

(۳) مسکینوں کو لباس پہنانے یا کھانا کھلانے میں تکلّف نہیں کرنا چاہیے کہ اپنی حَیثِیّت سے زیادہ آدمی اہتمام کرے، اور نہ ہی کنجوسی اور بخل کرتے ہوئے اپنی استطاعت سے کم کھلا کر یا پہنا کر صرف خانہ پُری کر لی جائے۔ بلکہ آدمی کو اپنی حَیثِیّت کے مطابق کھانے اور لباس کا انتظام کرنا چاہیے۔

(۴) قسم کی بھی تین قسمیں ہیں۔ لغو، غموس، منعقدہ یا معقدہ۔

۱۔ یمین لغو: وہ قسم، جو لوگ بغیر ارادے کے عادتاً بات کرتے ہوئے قسم کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں، اس کا گناہ بھی نہیں اور کفارہ بھی نہیں۔

۲۔ یمین غموس: یہ جھوٹی قسم ہے جو آدمی دوسروں کو اپنی سچائی کا یقین دلانے کے لیے اٹھاتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کا کفارہ نہیں بلکہ گناہ ہے لہٰذا سچی توبہ کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

۳۔ یمین منعقدہ یا معقّدہ: یہ قسم مثبت، یا منفی کسی کام کے متعلق اٹھائی جاتی ہے کہ میں یہ کام کروں گا یا نہیں کروں گا۔ یہ قسم اگر پوری کر لی جائے تو پھر نہ گناہ ہے نہ کفارہ، لیکن اگر قسم پوری نہ کی جائے تو پھر اس کا کفارہ ادا کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کفارہ بھی ادا نہیں کرتا تو گنہگار ہو گا۔

(۵) یاد رہے کہ قسم جائز کاموں میں اٹھانی چاہیے اگر کسی نے گناہ کے کام پر قسم اٹھائی تو اسے چاہیے کہ قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے لیکن گناہ نہ کرے کہ میں نے قسم اٹھائی ہے لہٰذا پوری کروں گا۔

(۶) اگر قسم تو جائز کام کے لیے اٹھائی تھی لیکن اس سے بہتر کوئی صورت سامنے آگئی تو قسم کا کفارہ دے کر وہ بہتر کام کر لینا جائز ہے۔

(۷) قسم کا کفارہ کے فوائد حاشیہ نمبر ۲ میں بیان ہو گیا۔

2- بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ

جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو وہ اس کی اطاعت کرے

1526: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الأَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔"

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الأَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ہم کو حسن بن علی الخلال نے حدثنا عبداللہ بن نمیر عن عبیداللہ بن عمر بن طلحۃ بن عبدالملک الایلی عن القاسم بن محمد عن عائشہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ. وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ قَالُوا لَا يَعْصِي اللهَ وَلَيْسَ فِيهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ إِذَا كَانَ النَّذْرُ فِي مَعْصِيَةٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یحیی بن ابی کثیر نے اسے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے۔ یہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا قول ہے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے، انہوں نے کہا: وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور اس میں قسم کا کفارہ نہیں جب نذر کسی معصیت میں ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٢١٦، الدارمي: ٢٣٤٣، ابن الجارود: ٩٣٤، ابو يعلى: ٤٨٦٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٦٩٦، سنن ابو داود: ٣٢٨٩، سنن ابن ماجه: ٢١٢٦، سنن النسائی: ١٧/٧، مسند احمد: ٢٤٠٧٥، صحیح ابن حبان: ٤٣٨٧۔ ٤٣٩٠

فوائد الحدیث: صحیح (۱) اگر اطاعت و فرمانبرداری کی نذر مانی ہے کہ میں اتنا صدقہ کروں گا، نوافل پڑھوں گا، یا اعتکاف کروں گا وغیرہ تو اسے پورا کرنا چاہیے۔

(۲) اگر اطاعت کی نذر مشروط تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں نیکی کا کام کروں گا جب وہ شرط پوری ہو جائے تو پھر بھی نذر کو پورا کیا جائے اگر شرط پوری نہیں ہوتی تو پھر نذر نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر اس سال میرا حج کے لیے ویزہ لگ گیا تو میں اتنا مال صدقہ کروں گا اگر ویزہ لگ جائے تو مال صدقہ کرے۔ اگر اس سال ویزہ نہیں لگا تو پورا کرنا فرض نہیں، ویسے صدقہ کر دے تو اچھا ہے۔

(۳) اگر گناہ کے کام یا گناہ کی نذر مان لی تو اس کو پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔

(تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۲۴، ۱۵۲۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

3- بَابُ مَا جَاءَ لَا نَذْرَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ

انسان جس چیز کا مالک نہیں اس میں کوئی نذر نہیں

1527: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ)).

سیّدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جس چیز کا مالک نہیں اس میں اس پر کوئی نذر نہیں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

اور اس باب میں عبداللہ بن عمرو اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (الارواء: ٢٥٧٥) اخرجه ابو يعلى: ١٥٣٥، ابو عوانه: ١/٤٤، البيهقي: ٨/٢٣

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٣٨٥، صحيح بخارى: ٦٠٤٧، صحيح مسلم: ١١٠٠، سنن ابو داود: ٣٢٥٧، سنن النسائى: ٧/١٩

فوائد الحدیث: کوئی شخص کسی ایسی چیز کی نذر مان لے جو اس کے اختیار میں نہیں تو اس نذر کو پورا نہیں کیا جائے گا۔ البتہ اس کے کفارے کے متعلق اختلاف ہے کہ ادا کرنا ہوگا یا نہیں، تو صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایسی نذر لغو قرار دی گئی ہے اس کا کفارہ نہیں۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد کی طویل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ جس میں سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ وہ کفار کی قید میں تھیں، موقعہ پا کر وہاں سے فرار ہوئیں تو جس اونٹنی پر انہوں نے سفر کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی ”عضباء“ اونٹنی تھی، اب اس صحابیہ نے نذر مان لی کہ اگر میں خیر و عافیت سے مدینہ پہنچ گئی تو میں اس اونٹنی کو ذبح کر دوں گی۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچیں اور رسول اللہ ﷺ کو تمام معاملات کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اسے بہت بُرا بدلہ دیا ہے کہ ایک تو تو نے اس کے ذریعے سے نجات حاصل کی اور دوسرا تو اُسے ذبح کر رہی ہے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لا وفاء لنذر فی معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم (سنن ابی داؤد ص ۲/۱۱۴، کتاب الایمان والنذور) ”جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو یا جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اس میں نذر کو پورا کرنا نہیں“۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

غیر معین نذر کا کفارہ

1528: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَفَّارَةُ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ كَفَّارَةُ يَمِينٍ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غیر معین نذر کا کفارہ: قسم کا کفارہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف وَهُوَ صَحِيحٌ دُوْنَ قَوْلِهِ: ((إِذَا لَمْ يُسَمَّ))) یعنی اگر اس حدیث میں یہ لفظ "غیر معین" نہ ہو تو صحیح ہے۔ (الارواء: ٢٥٨٦) اس میں محمد مولیٰ المغیرہ مجہول ہے۔ مسلم کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٧٣٠١، سنن ابو داود: ٣٣٢٣، شرح مشكل الآثار: ٢١٥٦ و ٢١٥٧، معجم الكبير للطبرانی: ٧٤٩/١٧، ومسند احمد: ١٧٣١٩ و ١٧٣٢٥، صحيح مسلم: ١٦٤٥، وابوداود: ٢٢٣٤

فوائد الحديث: کوئی شخص غیر معیّن نذر مان لے کہ کسی بھی چیز کا نام لے کر اپنے آپ پر لازم نہیں کرتا، مثلاً کہتا ہے کہ میرے ذمے اللہ کے لیے نذر ہے۔ تو ایسی غیر معین نذر کی کوئی حیثیّت نہیں، ویسے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی نہ کوئی نیکی کرے یا ایسے کاموں کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام استعمال نہ کرے جن کا خارج میں وجود ہی نہیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا

جو شخص قسم اٹھالے اور پھر وہ اس کے علاوہ دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھے

1529: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يُونُسَ هُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُتِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْتُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ)).

سیّدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عبدالرحمن! امارت / حکمرانی کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر وہ مانگنے پر تجھے ملے تو پھر تم اس کے سپرد کر دیے جاؤ گے، اور اگر وہ تجھے بن مانگے مل گئی تو پھر اس پر تمہاری مدد کی جائے گی، اور جب تم کسی بات پر قسم اٹھالو اور پھر تم اس کے علاوہ کسی دوسرے کام کو بہتر سمجھو تو پھر اس کو اختیار کرو جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي مُوسَى.

اس باب میں علی، جابر، عدی بن حاتم، ابو درداء، انس، عائشہ، عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، ام سلمہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١٦٦/٧ و ٢٢٨/٨ و ٢٦٠١، صحيح ابی داؤد: ٢٦٠١

تخريج الحديث: مسند احمد: ٢٠٦١٦ و ٢٠٦١٨، صحيح بخاری: ٦٦٢٢، صحيح مسلم: ١٦٥٢ ص: ١٤٥٦(١٣)، سنن ابو داود: ٢٩٢٩ و ٣٢٧٧ و ٣٢٧٨، سنن النسائی: ١١/٧-١٢ و ٢٢٥/٨، صحيح ابن حبان: ٤٣٤٨

فوائد الحديث: (١) انسان کو کسی بھی منصب کے لیے تمنّا، بھاگ دوڑ اور کوشش نہیں کرنی چاہیے، ایسی صورت میں اگر اسے کوئی عہدہ مل گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم رہے گا۔ البتہ اگر کوئی ذمہ دار اس کو اہل سمجھ کر کوئی ذمہ داری دے دے تو پھر آدمی قبول کر سکتا ہے، پھر اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے اپنی سی پوری کوشش کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مدد فرمائیں گے۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی بھی جائز کام کی قسم اٹھاتا ہے تو اسے پورا کرنا چاہیے لیکن اگر وہ دیکھتا ہے کہ اس کے مقابلے میں فلاں کام یا صورت زیادہ بہتر اور مفید ہے تو وہ قسم کا کفارہ دے کر اپنی قسم کو ختم کر سکتا ہے۔ لیکن یہ قسم اس کے ذاتی اور انفرادی کام کے متعلق ہو، اگر کسی دوسرے کے ساتھ عہد اور وعدہ ہو اور اسے پورا کرنے کی قسم اٹھائی ہو تو پھر اسے پورا ہی کرے گا، کفارہ دے کر اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ

1530: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی معاملہ پر قسم اٹھائے اور وہ اس کے علاوہ دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور (وہ بہتر کام) کرے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ تُجْزِءُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے، اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم اور دیگر کا اسی پر عمل ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا جائز ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُكَفِّرُ إِلَّا بَعْدَ الْحِنْثِ. قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ إِنْ كَفَّرَ بَعْدَ الْحِنْثِ أَحَبُّ إِلَيَّ وَإِنْ كَفَّرَ قَبْلَ الْحِنْثِ أَجْزَأَهُ.

بعض اہل علم نے کہا: قسم توڑنے کے بعد ہی کفارہ ادا ہوگا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اور اگر وہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کر دے تو وہ اسے کفایت کرے گا۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٠٨٤، الروض النضير: ١٠٢٩، اخرجه مالك: ٢٢٠١، البيهقي: ٢٣٢/٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧٣٤، صحيح مسلم: ١٦٥٠، سنن النسائي فى الكبرى: ٤٧٢٢، صحيح ابن حبان: ٤٣٤٩

فوائد الحدیث: قسم کا کفارہ، قسم توڑنے کے بعد انسان پر لازم آتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص قسم توڑنا چاہے تو وہ پہلے بھی کفارہ ادا کر سکتا ہے۔ اس طرح اس نے قسم خود بخود ہی توڑ دی، ضروری نہیں کہ پہلے قسم توڑے اور پھر کفارہ ادا کرے۔ یعنی کفارہ دینے کے لیے قسم نہ توڑے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ

قسم اٹھاتے وقت ان شاء اللہ کہنا

1531: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی معاملے میں قسم اٹھائے ہوئے ان شاء

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَدِ اسْتَثْنَى فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ)).

اللہ کہہ لیا تو اس پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا. وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما مَوْقُوفًا.

اور اس کو عبید اللہ بن عمر و دیگر نے نافع کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح سالم عن ابن عمر کی سند سے بھی موقوف بیان کی گئی ہے۔

وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَكَانَ أَيُّوبُ أَحْيَانًا يَرْفَعُهُ وَأَحْيَانًا لَا يَرْفَعُهُ.

اس حدیث کو صرف ایوب سختیانی نے مرفوع روایت کیا ہے۔ اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا: ایوب اسے کبھی مرفوع بیان کرتے تھے اور کبھی مرفوع بیان نہیں کرتے تھے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الِاسْتِثْنَاءَ إِذَا كَانَ مَوْصُولاً بِالْيَمِينِ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے کہ جب قسم کے ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لیا جائے تو پھر اس پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں۔ یہ سفیان ثوری، اوزاعی، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٦٩٠، الدارمي: ٢٣٤٨، الطبراني في الاوسط: ٣٠٩٩، الحاكم: ٣٠٣/٤

تخريج الحديث: مسند احمد: ٤٥١٠، سنن ابو داود: ٣٢٦١ و ٣٢٦٢، سنن ابن ماجه: ٢٠١٥ و ٢١٠٦، سنن النسائي: ١٢/٧، صحيح ابن حبان: ٤٣٣٩ و ٤٣٤٢، ومصنف عبدالرزاق: ١٦١١٣ و ١٦١١٥

1532: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم اٹھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ لیا تو وہ قسم توڑنے والا نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اخْتَصَرَهُ مِنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ قَالَ لأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث خطا ہے، عبدالرزاق نے اس میں خطا کی ہے، اس نے اسے معمر عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مروی حدیث سے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے

فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَلِدِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ غُلَامٍ)). فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَكَانَ كَمَا قَالَ)).

فرمایا: ''سلیمان بن داود علیہ السلام نے فرمایا: میں آج رات ستر بیویوں کے ساتھ تعلق زن و شو قائم کروں گا اور ہر بیوی ایک لڑکے کو جنم دے گی، انہوں نے ان کے ساتھ جماع کیا لیکن ان میں سے صرف ایک عورت نے نصف لڑکے کو جنم دیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو انہوں نے جس طرح کہا تھا ویسے ہی ہوتا۔''

هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ هٰذَا الْحَدِيثُ بِطُولِهِ وَقَالَ ((سَبْعِينَ امْرَأَةً)).

اسی طرح یہ حدیث عبالرزاق عن معمر عن ابو طاؤس عن ابیہ کی سند سے مفصل بیان ہوئی ہے اس میں الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (ستر بیویوں سے)

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ)).

یہ حدیث کئی ایک طرق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلیمان بن داود علیہ السلام نے فرمایا: ''میں آج رات سو بیویوں سے جماع کروں گا۔''

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٦١١٨، ابو يعلى: ٦٢٤٦، الطبراني في الاوسط: ٣٠٢٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢١٠٤، سنن النسائي: ٧/٣٠-٣١، مسند احمد: ٨٠٨٨، صحيح ابن حبان: ٤٣٤١

فوائد الحدیث: (۱) اگر کوئی شخص قسم اٹھاتے وقت ''ان شاء اللہ'' (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا) کہہ دیتا ہے اور اس کی قسم پوری نہیں ہوتی تو وہ ''حانث'' (قسم توڑنے والا) نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے کفارہ پڑے گا۔

(۲) لیکن یاد رہے کہ یہ الفاظ ''ان شاء اللہ'' اس نے ارادۃ اور اسی مقصد کے لیے کہے ہو تب ان کا اعتبار ہوگا۔ ہمارے ہاں عرف میں ''ان شاء اللہ'' بات کو پکا کرنے کیلئے بولتے ہیں اگر بات پختہ کرنے کے لیے کہا تو پھر ''حانث'' ہو جائے گا اور اسے قسم توڑنے کا کفارہ پڑے گا۔

(۳) نیز کسی سے وعدہ اور معاہدہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے گا تو وہ بات کی پختگی کے لیے سمجھے جائیں گے، اِلّا یہ کہ ''ان شاء اللہ'' کہنے والا وضاحت کر دے کہ میں نے ''استثنیٰ'' کے لیے یہ کلمات بولے ہیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللهِ

غیر اللہ کا حلف اٹھانے کی ممانعت

1533: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ عُمَرَ وَهُوَ يَقُولُ وَأَبِي وَأَبِي فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)). فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا حَلَفْتُ بِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! کہتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''سنو! اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم اٹھاؤ۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے

بعد اس کی اپنی طرف سے قسم اٹھائی نہ اپنے علاوہ کسی اور کی طرف سے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَقُتَيْلَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ثابت بن ضحاک، ابن عابس، ابوہریرہ، قتیلہ اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ مَعْنَى قَوْلِهِ وَلَا آثِرًا. أَيْ لَمْ آثُرْهُ عَنْ غَيْرِي يَقُولُ لَمْ أَذْكُرْهُ عَنْ غَيْرِي.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو عبید نے بیان کیا: "وَلَا آثِرًا" کا معنی ہے: میں نے اسے اپنے علاوہ کسی اور سے ذکر نہ کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ١٨١٤، الحميدي: ٦٢٤، ابن الجارود: ٩٢٢، ابو يعلى: ٥٤٣٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٥٢٣،٤٧٠٣ صحيح مسلم: ١٦٤٦، ١، ٢،٤ سنن النسائي: ٤/٧-٥، صحيح بخاری: ٣٨٣٦ و ٦٦٤٨،صحيح ابن حبان: ٤٣٦٢

1534: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ وَهُوَ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ لِيَحْلِفْ حَالِفٌ بِاللهِ أَوْ لِيَسْكُتْ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک قافلے میں اپنے باپ کی قسم اٹھائے ہوئے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم اٹھاؤ، قسم اٹھانے والا اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر وہ خاموش رہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٢٢٣، ابو نعيم في الحلية: ٩/١٦٠، البيهقي: ١٠/٢٨، البغوي: ٢٤٣١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٤٥٩٣، صحیح بخاری: ٢٦٧٩ و ٦٦٤٦ و ٦١٠٨، صحیح مسلم: ١٦٤٦ ، ٣و٤، صحیح ابن حبان: ٤٣٥٩، و ٤٣٦٠ و ٤٣٦١

فوائد الحدیث: (۱) حتی الوسع تو آدمی کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ قسم اٹھائے ہی نہیں۔

(۲) اگر قسم اٹھانے کی ضرورت پیش آ ہی جائے تو پھر صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانی چاہیے غیر اللہ کی نہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء وصفات کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے۔

(۴) قرآن مجید کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

جو لوگ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ "مخلوق" مانتے ہیں انہیں اپنے عقیدے پر نظر ثانی کرنی چاہیے یا پھر اپنے طرز عمل پر۔

کیونکہ زیادہ تر قرآن مجید کی قسمیں وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو اسے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں مانتے۔

(۵) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اطاعت وفرمانبرداری کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔

9- بَابُ [مَا جَآءَ فِي أَنَّ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ]

جو غیر اللہ کی قسم اٹھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے

1535: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ لَا وَالْكَعْبَةِ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)).

سعد بن عبیدہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کعبہ کی قسم اٹھاتے ہوئے سنا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: غیر اللہ کی قسم نہ اٹھائی جائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی تو اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَفُسِّرَ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ قَوْلَهُ ((فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) عَلَى التَّغْلِيظِ. وَالْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ وَأَبِي وَأَبِي. فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)).

بعض اہل علم کے ہاں اس حدیث کی تفسیر یہ ہے کہ یہ جو کہا ہے کہ اس نے کفر یا شرک کیا، یہ سختی اور سنگینی کے پیش نظر ہے۔ اس بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! کہتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''سنو! اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم اٹھاؤ۔''

وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ قَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللاَّتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)).

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی قسم میں کہا: لات کی قسم! عزیٰ کی قسم! تو وہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ اس حدیث کے مثل ہے جو نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریاکاری شرک ہے۔''

وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذِهِ الآيَةَ (فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا) (الكهف: ١١٠) الآيَةَ قَالَ لَا يُرَائِي.

بعض اہل علم نے اس آیت: ''پس جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو وہ نیک عمل کرے۔'' کی تفسیر میں فرمایا: وہ ریا کاری نہ کرے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٥٦١، الصحيحة: ٢٠٤٢، اخرجه ابو يعلى: ٥٦٦٨، الحاكم: ١٨/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٣٤٦، ٦٠٧٢ سنن ابو داود: ٣٢٥١، صحيح ابن حبان: ٤٣٥٨، مستدرک حاكم: ٢٩١/٤

فوائد الحدیث: کسی کے نام یا ذات کی قسم اس کی عظمت و جلالت کی وجہ سے اٹھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی عظیم و برتر نہیں، اس لیے یہ اسی ذات باری تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی ذات یا اسماء و صفات کی قسم اٹھائی جائے، حتیٰ کہ خانہ کعبہ کی قسم بھی نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اگر

کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ کفر اور شرک کرتا ہے۔ لہٰذا اسے کلمہ پڑھ کر توبہ کرتے ہوئے اپنے ایمان کا اظہار کرنا چاہیے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَحْلِفُ بِالْمَشْيِ وَلَا يَسْتَطِيعُ

وہ شخص جو چلنے کی قسم اٹھائے لیکن وہ استطاعت نہ رکھے

1536: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَذَرَتِ امْرَأَةٌ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ فَسُئِلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِهَا مُرُوهَا فَلْتَرْكَبْ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک عورت نے نذر مانی کہ وہ پیدل چل کر بیت اللہ جائے گی، اللہ کے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے، اسے حکم دو کہ وہ سواری پر سوار ہو۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، عقبہ بن عامر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح اس طریق سے غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا إِذَا نَذَرَتِ امْرَأَةٌ أَنْ تَمْشِيَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ شَاةً.

اور اس پر بعض اہل علم کا عمل ہے۔ انہوں نے کہا: جب عورت پیدل چلنے کی نذر مانے تو وہ سواری پر سوار ہو اور ایک بکری کی قربانی کرے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٧٣٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٨٦٦، صحيح مسلم: ١٦٤٤

1537: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْخٍ كَبِيرٍ يَتَهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ ((مَا بَالُ هَذَا)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ. قَالَ ((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ)). قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ ایک عمر رسیدہ شخص کے پاس سے گزرے، اسے اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان سہارا دے کر لایا جا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اس سے بے نیاز ہے کہ یہ شخص اپنے آپ کو سزا دے'' پس آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ سواری پر سوار ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً فَذَكَرَ نَحْوَهُ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ پس انہوں نے اسی مانند حدیث ذکر کی۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ۹۳۹، ابو یعلی: ۳۵۳۲، ابن خزیمه: ۳۰٤٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۱۸٦٥، صحیح مسلم: ۱٦٤۲، سنن ابو داود: ۳۳۰۱، سنن النسائی: ۳۰/۷، مسند احمد: ۱۲۰۳۸، صحیح ابن حبان: ٤۳۸۲، و ٤۳۸۳

فوائد الحدیث: اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کی قسم اٹھالے یا نذر مان لے کہ جو پورا کرنا ممکن ہو لیکن اس شخص کے لیے مشکل ہو جائے، جیسا کہ پیدل حج یا عمرہ کے لیے جانا۔ تو اس پر جس حد تک ممکن ہو عمل کرے اور جب عاجز آجائے تو پھر سوار ہو جائے، لیکن یہ قسم کا کفارہ دے گا کیونکہ اس کی قسم یا نذر ٹوٹ گئی ہے۔ جیسا کہ سنن نسائی کی روایت میں صراحت ہے۔ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ اس نے نذر مانی تھی کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے سر اور پیدل جائے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا **مُرها فلتختمر ولترکب ولتصم ثلاثة ایام** (نسائی ص ۲/ ۱۳۷، کتاب الایمان والنذور) ”اسے حکم دے کہ وہ سر ڈھانپ لے اور سوار ہو جائے اور تین دن کے روزے رکھے“۔

11- بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ

نذر ماننے کی کراہت / ممانعت

1538: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نذر نہ مانو، کیونکہ نذر تقدیر میں سے کسی چیز سے بے نیاز نہیں کر سکتی، اس کے ذریعے تو بس بخیل شخص سے (مال وغیرہ) نکلوایا جاتا ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا النَّذْرَ. وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ مَعْنَى الْكَرَاهِيَةِ فِي النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَإِنْ نَذَرَ الرَّجُلُ بِالطَّاعَةِ فَوَفَّى بِهِ فَلَهُ فِيهِ أَجْرٌ وَيُكْرَهُ لَهُ النَّذْرُ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر حضرات کا اس پر عمل ہے، انہوں نے نذر کو ناپسند کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اطاعت و معصیت میں نذر میں کراہت کا معنی یہ ہے کہ اگر آدمی نے اطاعت میں نذر مانی اور اسے پورا کیا تو اس میں اس کے لیے اجر ہے اور اس کے لیے نذر ماننا ناپسند کیا جائے گا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي عاصم في السنة: ۳۱۳، الحمیدي: ۱۱۱۲، ابو یعلی: ٦۳٥٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٦۰۹، صحیح مسلم: ۱٦٤۰، سنن ابو داود: ۳۲۸۸، سنن ابن ماجه: ۲۱۲۳، سنن النسائی: ٦۱/۷ و ۱٦-۱۷، مسند احمد: ۷۲۰۸، صحیح ابن حبان: ٤۳۷٦

فوائد الحدیث: (۱) نذر ماننے والا عمومی طور پر مشروط نذر مانتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو پھر میں فلاں نیکی کروں گا، گویا یہ نیکی کو اپنے کام اور فائدے سے مشروط کر رہا ہے اس لیے نذر ماننے کو ناپسند کیا گیا ہے۔

(۲) نذر ماننے والا یہ بھی سمجھتا ہے کہ میرے نذر ماننے سے میرا فلاں کام ہوا ہے تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ نذر ماننے سے تقدیر تو بدل نہیں جاتی۔ اس لیے بھی اس سے منع کر دیا گیا ہے۔ البتہ بخیل اور کنجوس آدمی اس بہانے کچھ نہ کچھ صدقہ کر دیتا ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص غیر مشروط نذر مانتا ہے مثلاً جب میرا فلاں کام ہو گیا تو میں فلاں نیکی کروں گا تو یہ درست ہے کیونکہ یہ نیکی شکرانے کے طور پر ہو گی۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَفَاءِ النَّذْرِ

نذر پوری کرنا

1539: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.
قَالَ ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ)).

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں دور جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کرو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ قَالُوا إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ نَذْرُ طَاعَةٍ فَلْيَفِ بِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اس حدیث کے مطابق موقف ہے، انہوں نے کہا: جب آدمی اسلام قبول کر لے اور اس کے ذمے اطاعت والی نذر ہو تو وہ اسے پورا کرے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے کہا: اعتکاف صرف روزے کے ساتھ ہے۔

وَقَالَ آخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمٌ إِلَّا أَنْ يُوجِبَ عَلَى نَفْسِهِ صَوْمًا. وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ عُمَرَ أَنَّهُ نَذَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْوَفَاءِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

دیگر اہل علم نے کہا: معتکف پر روزہ فرض نہیں اِلّا یہ کہ وہ اپنے اوپر روزہ واجب کر لے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ انہوں نے دور جاہلیت میں ایک رات اعتکاف کی نذر مانی تھی، تو نبی ﷺ نے انہیں نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا: یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/١٦٨، الدارمي: ٢٣٣٨، ابو يعلى: ٢٥٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٠٤٢، صحیح مسلم: ١٦٥٦، سنن ابو داود: ٣٣٢٥، سنن ابن ماجه: ١٧٧٢، و ٢١٢٩، سنن النسائی: ٢١/٧، مسند احمد : ٢٥٥

فوائد الحدیث: (١) نذر کو پورا کرنا چاہیے اگرچہ وہ کفر کی حالت میں ہی کیوں نہ مانی گئی ہو۔

(٢) ایک رات کا اعتکاف بھی ہو سکتا ہے۔

(٣) اعتکاف کے لیے روزہ رکھنا ضروری نہیں کیونکہ روزہ رات کو تو نہیں رکھا جاتا۔ اگر کسی شخص نے اعتکاف کے ساتھ روزے کی نذر بھی مانی ہے تو پھر وہ روزہ بھی رکھے اور اعتکاف بھی کرے، دونوں ایک ہی وقت میں لازم نہیں اِلّا یہ کہ اعتکاف دن کا ہو۔

13- بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کس طرح قسم اٹھاتے تھے

1540: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَثِيرًا مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْلِفُ بِهَذِهِ الْيَمِينِ ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)).

سیّدنا عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ زیادہ تر ان الفاظ کے ساتھ قسم اٹھایا کرتے تھے: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)) "دلوں کے بدلنے والے کی قسم!"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٣٥٥، ابو يعلى: ٥٤٤٢، ابو نعيم في الحلية: ١٧٢/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٦١٧، سنن ابو داود: ٣٢٦٣، سنن ابن ماجه: ٢٠٩٢، سنن النسائی: ٢/٧، مسند احمد : ٤٧٨٨

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کی صفات کی قسم اٹھانا بھی جائز ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الا ومقلب القلوب" دلوں کو پھیرنا، اس کی حالت و کیفیت میں تبدیلی پیدا کرنا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہی اختیار اور صفت ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً

غلام آزاد کرنے کا ثواب

1541: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللهُ مِنْهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّى يُعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے کسی مومن شخص کو آزاد کیا اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا، حتیٰ کہ وہ اس کی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ کے بدلے میں آزاد کر دے گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

اس باب میں عائشہ، عمرو بن عبسہ، ابن عباس، واثلہ بن اسقع، ابوامامہ، عقبہ بن عامر اور کعب بن مرہ رضی اللہ عنہم سے بھی

وَ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَابْنُ الْهَادِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ قَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح اس سند سے غریب ہے۔ ابن ہاد کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد ہے، وہ مدنی اور ثقہ ہیں۔ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک اہل علم نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٧٤٢، الروض النضير: ٣٥٣، اخرجه البيهقي: ١٠/٢٧٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٥١٧، صحیح مسلم: ١٥٠٩، سنن النسائی فی الکبری: ٤٨٧٤ و ٤٨٧٥ و ٤٨٧٦، مسند احمد : ٩٤٤١، صحیح ابن حبان: ٤٣٠٨

فوائد الحدیث: (۱) اسلام، غلامی کے بجائے آزادی کو پسند بھی کرتا ہے، اس کی ترغیب بھی دلاتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ اسی لیے تقریباً تمام "کفارات" میں مومن غلام کی آزادی کو بھی بطور کفارہ بیان فرمایا ہے۔

(۲) قسم کے کفارہ میں بھی غلام آزاد کرنا بھی ہے اس لیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اس کفارے میں بھی غلام آزاد کرنے کی کوشش کریں کیونکہ غلام کے ایک ایک عضو کی آزادی کے بدلے، اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دیں گے۔ سبحان اللہ

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَلْطِمُ خَادِمَهُ

جو شخص اپنے خادم کو تھپڑ مارتا ہے

1542: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا سَبْعَةَ إِخْوَةٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا.

سیّدنا سوید بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ ہم سات بھائی تھے اور ہماری صرف ایک ہی کنیز تھی، ہم میں سے کسی نے اسے تھپڑ مار دیا، تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ لَطَمَهَا عَلَى وَجْهِهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کو کئی ایک نے حصین بن عبدالرحمن سے بیان کیا۔ اس حدیث کے کسی راوی نے بیان کیا: اس نے اس (کنیز) کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١٧٦، والطحاوي في شرح المشكل: ٥٣٣٥

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٦٥٨، سنن ابو داود: ٥١٦٦ و ٥١٦٧، سنن النسائی فی الکبری: ٥٠٠٩- ٥٠١٣، مسند احمد : ١٥٧٠٣

فوائد الحدیث: (۱)خادم سے مراد لونڈی ہے، جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت موجود ہے۔

(۲)اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے کہ اگرچہ وہ آپ کے غلام ہیں لیکن ہیں تو انسان، ان کی عزت نفس بھی ہے اور جذبات بھی۔

(۳) آج جو لوگ اپنے آزاد (ملازمین) سے ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور اپنی "چودھراہٹ" اور تکبّر و غرور کی وجہ سے ان کی بے عزتی کرتے یا مار پیٹ کرتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہیے کہ اگر ایک غلام اور لونڈی کے یہ حقوق ہیں تو پھر ایک آزاد "ملازم" کا کس قدر حق ہوگا۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ مِلَّةِ الإِسْلَامِ

ملت اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کی قسم اٹھانے کی ممانعت

1543: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ)).

سیّدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جھوٹ کے طور پر اسلام کے علاوہ کسی اور دین (کا پیروکار ہونے) کی قسم اٹھائی تو وہ اسی طرح (اس دین کا پیروکار) ہے جس طرح اس نے کہا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِمِلَّةٍ سِوَى الإِسْلَامِ فَقَالَ هُوَ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ إِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَفَعَلَ ذَلِكَ الشَّيْءَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ أَتَى عَظِيمًا وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَإِلَى هَذَا الْقَوْلِ ذَهَبَ أَبُو عُبَيْدٍ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ الْكَفَّارَةُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے: جب آدمی اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کی قسم اٹھائے اور وہ کہے: اگر وہ یہ اور یہ کام کرے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو۔ وہ اس کام کو کر گزرے، تو بعض نے کہا: اس نے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا لیکن اس پر کفارہ نہیں، یہ اہل مدینہ کا قول ہے۔ مالک بن انس رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ابو عبید بھی اسی کے قائل ہیں۔ نبی ﷺ کے اصحاب اور تابعین میں سے بعض اہل علم کا موقف ہے کہ اس بارے میں اس پر کفارہ ہے۔ سفیان، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) متفق علیه

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٦٣٨٥، صحیح بخاری: ٦٠٤٧، صحیح مسلم: ١١٠، سنن ابو داود: ٣٢٥٧، سنن ابن ماجه: ٢٠٩٨، سنن النسائی: ٧/٥-٦ و ١٩، صحیح ابن حبان: ٤٣٦٦ و ٤٣٦٧

فوائد الحدیث: (۱)اسلام کے علاوہ کسی اور ملت یعنی کفریہ مذہب کی قسم اٹھاتا ہے، مثلاً اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا عیسائی ہوں۔ اور

قسم اٹھاتے وقت اس کی نیت بھی یہ ہو تو وہ بندہ اسلام سے خارج اور اس کفریہ ملت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسے تو فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔ لیکن اگر کسی شخص نے صرف بات کو مزید پختہ کرنے کے لیے ایسا کہا ہے تو تب بھی یہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے کیونکہ وہ اسلام کی بے توقیری کا سبب بنا ہے۔ اسے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

(۲) آج کئی پُرجوش خطیب اسٹیج پر ترنگ میں آکر کہہ دیتے ہیں اگر میں یہ مسئلہ ثابت نہ کر سکا تو "مسلک چھوڑ دوں گا"۔ یہ بھی غلط ہے کہ علم کی کمزوری یا تحقیق کی کوتاہی تو کسی فرد کی ہے مسلک کا اس میں کیا قصور؟ اسی طرح کئی لوگ کہہ دیتے ہیں اگر یہ کام ہو گیا تو "میں داڑھی منڈوا دوں گا" وغیرہ وغیرہ اس قسم کی تمام باتیں غلط اور ناجائز ہیں، اجتناب کرنا چاہیے۔

17- بَابُ [مَا جَآءَ فِيْمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّحُجَّ مَاشِيًا]

جو شخص پیدل چل کر حج کرنے کی نذر مانے

1544: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الرُّعَيْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ الْيَحْصُبِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میری بہن نے نذر مانی ہے کہ وہ بنا چادر اوڑھے، ننگے پاؤں چل کر بیت اللہ جائے گی، نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہاری بہن کی اس بدنصیبی کی کچھ قدر نہیں کرے گا وہ سواری پر سوار ہو، چادر اوڑھے اور تین دن کے روزے رکھے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ اور یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حكم الحديث: (ضعيف) اس میں عبیداللہ بن زحر ضعیف ہے۔ مجمع الزوائد: ٥/٥٤

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٧٢٩١ و ١٧٣٠٦، صحيح بخاری: ١٨٦٦، صحيح مسلم: ١٦٤٤، سنن ابو داود: ٣٢٩٣ و ٣٢٩٤، و ٣٢٩٩ و ٣٣٠٤، سنن ابن ماجه: ٢١٣٤، سنن النسائی: ٧/١٩-٢٠

فوائد الحديث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۳۶، ۱۵۳۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

18- بَابُ [ذِكْرُ مَا يُلْغَى الْحَلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى]

لات و عزیٰ کی قسم کس طرح کالعدم ہو سکتی ہے

1545: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللاَّتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَمَنْ قَالَ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)).

فرمایا: ”تم میں سے جس نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں کہا: لات اور عزیٰ کی قسم! تو وہ ”لا الہ الا اللہ“ پڑھے، اور جس نے کہا: آ، میں تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو وہ صدقہ کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْمُغِيرَةِ هُوَ الْخَوْلَانِيُّ الْحِمْصِيُّ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو مغیرہ، یہ خولانی حمصی ہیں، ان کا نام: عبدالقدوس بن حجاج ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٥٩٣١، ابن خزيمه: ٤٥، والطراني في الاوسط: ٩١٥٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤٨٦٠، صحيح مسلم: ١٦٤٧، سنن ابو داود: ٣٢٤٧، سنن ابن ماجه: ٢٠٩٦، سنن النسائی: ٧/٧، مسند احمد : ٨٠٨٧، صحيح ابن حبان: ٥٧٠٥

فوائد الحديث: (۱) اگر کسی نے غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائی تو اسے کلمہ پڑھ کر اس قسم سے برأت کا اظہار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے، وہ قسم کالعدم ہو جائے گی۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو گناہ کی دعوت دے خواہ مذاق سے یا حقیقت میں تو اسے چاہیے کہ توبہ کے ساتھ ساتھ کچھ صدقہ و خیرات بھی کرے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ

میت کی طرف سے نذر پوری کرنا

1546: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اقْضِهِ عَنْهَا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ مرحومہ کے ذمے نذر کے متعلق مسئلہ دریافت کیا کہ وہ اسے پورا کرنے سے پہلے وفات پا گئیں ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کی طرف سے اسے پورا کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٢١٩١، ابو يعلى: ٢٣٨٣، البيهقي: ٤/٢٥٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٧٦١، صحيح مسلم: ١٦٣٨، سنن ابو داود: ٣٣٠٧، سنن ابن ماجه: ٢١٣٢، سنن النسائی: ٦/٢٥٣-٢٥٤ و ٧/٢٠-٢١، مسند احمد : ١٨٩٣، صحيح ابن حبان: ٤٣٩٣ و ٤٣٩٤ و ٤٣٩٥

فوائد الحديث: کسی شخص نے نذر مانی ہو اور وہ پوری کیے بغیر فوت ہو گیا تو اس کے ورثاء کو چاہیے کہ اس نذر کو پورا کریں۔ اگر نذر کا تعلق مال سے ہے تو وراثت تقسیم کرنے سے پہلے میت کے مال سے نذر پوری کریں۔ اگر میت کا ترکہ نہیں تو تب بھی ورثاء کو چاہیے کہ وہ نذر پوری کریں۔ اگر نذر کا تعلق بدنی عبادات، روزے، حج، عمرے وغیرہ سے ہے تو پھر بھی ورثاء پر حق ہے کہ وہ اس کی طرف سے نذر کو پورا کریں۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ أَعْتَقَ

غلام آزاد کرنے والے کی فضیلت

1547: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هُوَ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِءُ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ وَأَيُّمَا امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ كَانَتَا فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِءُ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُمَا عُضْوًا مِنْهُ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فَكَاكَهَا مِنَ النَّارِ يُجْزِءُ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهَا)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس مُسلمان شخص نے کسی مسلمان شخص کو آزاد کیا وہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہوگا اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو سے کفایت کرے گا، اور جس کسی مُسلمان شخص نے دو مسلمان خواتین کو آزاد کیا تو وہ دونوں اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہوں گی، ان دونوں کا ہر عضو اس کے ہر عضو سے کفایت کرے گا۔ جس مسلمان خاتون نے کسی مسلمان خاتون کو آزاد کیا وہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہوگی اور اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو سے کفایت کرے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طریق سے غریب ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عِتْقَ الذُّكُورِ لِلرِّجَالِ أَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الإِنَاثِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ، يُجْزِئُ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ مردوں کے لیے مردوں کو آزاد کرنا عورتوں کے آزاد کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مُسلمان شخص کو آزاد کیا تو وہ اس کا جہنم سے آزادی کا باعث ہے اور اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو سے کفایت کرے گا۔''

حكم الحديث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٤٨٦٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٥١٧، صحيح مسلم: ١٥٠٩، سنن النسائی فی الكبرى: ٤٨٧٤ و ٤٨٧٥ و ٤٨٧٦، مسند احمد: ٩٤٤١، صحيح ابن حبان: ٤٣٠٨

فوائد الحديث: (۱) کسی بھی غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے کہ اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں۔

(۲) یہ فائدہ صرف مُسلمان کو حاصل ہوگا جس کا عقیدہ توحید والا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ کافر و مشرک کے چونکہ تمام اعمال ضائع ہیں، اس لیے اگر وہ کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کر بھی دے تو اس کا یہ عمل بھی ضائع ہو جائے گا، آخرت میں اسے کچھ نہیں ملے گا۔

19

أَبْوَابُ السِّيَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جہادی مہمات کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّعْوَةِ قَبْلَ الْقِتَالِ

قتال سے قبل دعوت دینا

1548: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّ جَيْشًا مِنْ جُيُوشِ الْمُسْلِمِينَ كَانَ أَمِيرَهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ حَاصَرُوا قَصْرًا مِنْ قُصُورِ فَارِسَ فَقَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ أَلَا نَنْهَدُ إِلَيْهِمْ قَالَ دَعُونِي أَدْعُهُمْ كَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَدْعُوهُمْ. فَأَتَاهُمْ سَلْمَانُ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ فَارِسِيٌّ تَرَوْنَ الْعَرَبَ يُطِيعُونَنِي فَإِنْ أَسْلَمْتُمْ فَلَكُمْ مِثْلُ الَّذِي لَنَا وَعَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَا وَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا دِينَكُمْ تَرَكْنَاكُمْ عَلَيْهِ وَأَعْطُونَا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَأَنْتُمْ صَاغِرُونَ.

ابو البختری سے روایت ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کے ایک لشکر نے فارس کے ایک محل کا محاصرہ کیا، تو انہوں نے کہا: ابو عبداللہ! کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں، انہوں نے فرمایا: (اس معاملہ میں) مجھے چھوڑو میں انہیں دعوت دیتا ہوں جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں دعوت دیتے ہوئے سنا ہے، پس سلمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور انہیں کہا: میں بھی تم میں سے ایک فارسی شخص ہوں، تم عربوں کو میری اطاعت کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو، اگر تم بھی اسلام قبول کر لو تو تمہارے بھی وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں، اور تمہاری وہی ذمے داریاں ہوں گی جو ہماری ہیں، اگر تم اپنے ہی دین پر رہو تو ہم تمہیں اس پر چھوڑ دیں گے، اور تم ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے ہمیں جزیہ دو گے۔

قَالَ وَرَطَنَ إِلَيْهِمْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَأَنْتُمْ غَيْرُ مَحْمُودِينَ. وَإِنْ أَبَيْتُمْ نَابَذْنَاكُمْ عَلَى سَوَاءٍ. قَالُوا مَا نَحْنُ بِالَّذِي نُعْطِي الْجِزْيَةَ وَلَكِنَّا نُقَاتِلُكُمْ.

راوی نے بیان کیا: انہوں نے ان سے فارسی میں بات کی کہ تم قابل تعریف نہیں ہو۔ اور اگر تم نہ مانے تو ہمارا تم سے اعلان جنگ ہے۔ انہوں نے کہا: ہم جزیہ دینے والے نہیں ہم، تم

سے قتال کریں گے۔

فَقَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ أَلَا نَنْهَدُ إِلَيْهِمْ قَالَ لَا. فَدَعَاهُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَى مِثْلِ هَذَا ثُمَّ قَالَ انْهَدُوا إِلَيْهِمْ. قَالَ فَنَهَدْنَا إِلَيْهِمْ فَفَتَحْنَا ذَلِكَ الْقَصْرَ.

انہوں (لشکر والوں) نے کہا: ابو عبداللہ! کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، پس انہوں نے تین دن انہیں یہی دعوت دی، پھر فرمایا: ان سے لڑائی کرو، پس ہم نے ان سے لڑائی کی اور ہم نے وہ محل فتح کر لیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا بریدہ، نعمان بن مقرن، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ سَلْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ لِأَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا وَسَلْمَانُ مَاتَ قَبْلَ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے ہم اسے صرف عطاء بن سائب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ابوالبختری نے سلمان رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا کیونکہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا۔ جبکہ سلمان رضی اللہ عنہ تو علی رضی اللہ عنہ سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هَذَا وَرَأَوْا أَنْ يُدْعَوْا قَبْلَ الْقِتَالِ وَهُوَ قَوْلُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِنْ تُقُدِّمَ إِلَيْهِمْ فِي الدَّعْوَةِ فَحَسَنٌ يَكُونُ ذَلِكَ أَهْيَبَ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اہل علم کا یہی موقف ہے، کہ قتل سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے، اسحاق بن ابراہیم کا بھی یہی قول ہے۔ انہوں نے کہا: اگر انہیں پہلے دعوت دی جائے تو یہ بہتر ہے اور یہ طریقہ زیادہ ڈر اور خوف کا باعث ہو گا۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا دِعْوَةَ الْيَوْمَ. وَقَالَ أَحْمَدُ لَا أَعْرِفُ الْيَوْمَ أَحَدًا يُدْعَى. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يُقَاتَلُ الْعَدُوُّ حَتَّى يُدْعَوْا إِلَّا أَنْ يَعْجَلُوا عَنْ ذَلِكَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَقَدْ بَلَغَتْهُمُ الدَّعْوَةُ.

بعض اہل علم نے کہا: اس دور میں کوئی دعوت نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس دور میں کسی کو نہیں جانتا کہ اسے دعوت دی جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دشمن سے قتال نہ کیا جائے حتیٰ کہ انہیں دعوت دی جائے اِلّا یہ کہ وہ خود ہی جلد بازی کریں اور لڑائی کریں اس صورت میں اگر دعوت نہ دی جائے تو ان تک دعوت پہنچ چکی۔

حکم الحدیث: (ضعیف) منقطع ہے۔ ابوالبختری کی سلمان فارسی سے ملاقات ثابت نہیں۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۲۲۹۷۸، ۲۳۷۲۶، صحیح مسلم: ۱۷۳۱

فوائد الحدیث: (۱) جن لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو اور وہ اسے قبول کرنے سے انکاری ہوں تو انہیں قتال سے پہلے دعوت دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جن لوگوں کو دعوت نہ پہنچی ہو تو انہیں پہلے اسلام کی دعوت دی جائے گی اور انہیں موقعہ دیا جائے گا کہ وہ غور و

فکر کر کے کوئی فیصلہ کریں۔

(۲) ابتدا میں آپ ﷺ، قتال سے پہلے دعوت دیا کرتے تھے بعد ازاں جب دین اسلام کی شہرت ہو گئی تو پھر اس کی ضرورت نہ رہی بلکہ آپ ﷺ کا طریقہ تھا کہ کسی بھی آبادی کے قریب رات گزارتے اگر وہاں سے صبح اذان کی آواز آجاتی تو حملہ نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہاں مُسلمان بستے ہیں، اور اگر اس آبادی سے اذان کی آواز نہ آتی تو پھر سمجھا جاتا کہ یہاں کے لوگ مُسلمان نہیں، چنانچہ حملہ کر دیا جاتا۔

(۳) جو لوگ بے نماز ہیں انہیں فکر کرنی چاہیے کیونکہ ایک مُسلمان کے اسلام کی دلیل نماز ہی تو ہے۔

2- بَابُ [النَّهْيِ عَنِ الْإِغَارَةِ إِذَا رَأَىٰ مَسْجِدًا وَسَمِعْ أَذَانًا]

مسجد دیکھ کر اور اذان سن کر حملہ کرنے کی ممانعت

1549: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَدَنِيُّ الْمَكِّيُّ وَيُكْنَى بِأَبِي عَبْدِ اللهِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ هُوَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ عَنِ ابْنِ عِصَامٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ ((إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا)).

سیّدنا عصام مزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو بھیجتے تو آپ ﷺ انہیں فرماتے تھے: ”جب تم کوئی مسجد دیکھو یا کسی مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

یہ حدیث غریب ہے۔ اور یہ ابن عیینہ کی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابن عصام مجہول راوی ہے۔ ضعيف ابي داؤد: ٤٥٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٦٣٥، سنن النسائی فی الکبری: ٨٨٣١، مسند احمد: ١٥٧١٤

فوائد الحدیث: روایت اگرچہ ضعیف ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مسجد اور اذان مُسلمانوں کا شعار ہے، اور یہ دونوں چیزیں نماز کے متعلقہ ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ بندہ نمازی ہے تو اس کے اسلام کے دعوے کا اعتبار ہے، ورنہ نہیں۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيَاتِ وَالْغَارَاتِ

شب خون مارنا اور حملے کرنا

1550: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلاً وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت خیبر کے لیے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ وہاں رات کے وقت پہنچے، آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ رات کے وقت کسی قوم پر پہنچتے تو آپ ﷺ صبح ہونے تک ان پر حملہ نہیں کرتے

بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَافَقَ وَاللهِ مُحَمَّدٌ الْخَمِيسَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)).

تھے، جب صبح ہوئی تو یہودی اپنے بیلچے اور ٹوکریاں لے کر باہر نکلے، جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پکار اٹھے: محمد (ﷺ) اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) لشکر لے کر آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' خیبر تباہ ہو گیا، جب ہم کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔''

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٦٣، ابن ابي شيبة: ٣٦٧/١٢، ابو يعلى: ٣٨٠٤

تخریج الحدیث: : موطا مالک: ٤٦٨/٢-٤٦٩، برواية الليثي: ٩٦٣، مسند احمد: ١٣١٤٠، صحيح بخاری: ٦١٠، سنن النسائی فی الکبری: ٨٥٩٨، صحيح ابن حبان: ٤٧٤٥، و ٤٧٤٦

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جن کو پہلے سے اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو ان پر اچانک حملہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) ''الخَمیس'' ''خَمسٌ'' سے ہے مسلمان چونکہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ''خُمُس'' نکال کر باقی مال تقسیم کرتے تھے اس لیے انہیں ''خَمِیس'' کہا جانے لگا۔

1551: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِعَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا.

سیّدنا انس اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے تھے تو آپ ﷺ ان کے میدان میں تین دن قیام فرماتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَحَدِيثُ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حمید عن انس والی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْغَارَةِ بِاللَّيْلِ وَأَنْ يُبَيَّتُوا وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا بَأْسَ أَنْ يُبَيَّتَ الْعَدُوُّ لَيْلًا.

اہل علم میں سے بعض نے شب خون مارنے کی اجازت دی ہے اور بعض نے اسے ناپسند کیا ہے۔ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے فرمایا: رات کے وقت دشمن پر شب خون مارنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَافَقَ مُحَمَّدٌ الْخَمِيسَ يَعْنِي بِهِ الْجَيْشَ.

اور ''وافق محمد الخمیس'' کا معنی ہے کہ ان کے ساتھ لشکر بھی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (صحيح ابي داؤد: ٢٤١٤) اخرجه الدارمي: ٢٤٦٢، ابو يعلى: ١٤١٥، البيهقي: ٦٢/٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٠٦٥، سنن ابو داود: ٢٦٩٥، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٥٧، مسند احمد : ١٦٣٥٥، صحيح ابن حبان: ٤٧٧٦ و ٤٧٧٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ جس علاقے کو فتح کرتے وہاں تین دن تک قیام فرماتے، پھر آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم کرتے۔ تاکہ ایک تو مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے اور دشمن کو فوری دوبارہ سر اٹھانے کا موقعہ نہ ملے۔ دوسرا اگر وہ لوگ کوئی بات چیت کرنا چاہیں یا اپنے

قیدیوں کے متعلق فدیہ وغیرہ دے کر انہیں چھڑوانا چاہیں تو وہ ایسا کر لیں۔ کیونکہ جہاد کا مقصد کوئی لوٹ مار یا مال و دولت سمیٹنا نہیں بلکہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نظام کو نافذ کرنا ہے۔

4- بَابُ فِي التَّحْرِيقِ وَالتَّخْرِيبِ

کھیت اور باغات وغیرہ جلانا اور گھر برباد کرنا

1552: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾. (الحشر: ٥)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے بویرہ کے باغات جلا دیے اور کٹوا دیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ﴾ ”تم نے (ان کے) کھجور کے جو درخت کاٹ ڈالے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ سب اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ فاسقوں کو رسوا کرے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَلَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِقَطْعِ الْأَشْجَارِ وَتَخْرِيبِ الْحُصُونِ. وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ. قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَنَهَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَزِيدَ أَنْ يَقْطَعَ شَجَرًا مُثْمِرًا أَوْ يُخَرِّبَ عَامِرًا وَعَمِلَ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَهُ.

بعض اہل علم کا موقف ہے کہ درخت کاٹنے اور قلعے برباد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جبکہ ان میں سے بعض نے اسے ناپسند کیا ہے، یہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھل دار درخت کاٹنے یا آباد گھر برباد کرنے سے منع فرمایا اور آپ کے بعد مسلمانوں نے اسی پر عمل کیا۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَأْسَ بِالتَّحْرِيقِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَقَطْعِ الْأَشْجَارِ وَالثِّمَارِ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَقَدْ تَكُونُ فِي مَوَاضِعَ لَا يَجِدُونَ مِنْهُ بُدًّا فَأَمَّا بِالْعَبَثِ فَلَا تُحَرَّقُ. وَقَالَ إِسْحَاقُ التَّحْرِيقُ سُنَّةٌ إِذَا كَانَ أَنْكَى فِيهِمْ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دشمن کے علاقے میں آگ لگانے، درخت اور پھل کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ تب ہے جب یہ کرنا ناگزیر ہو، عبث کے طور پر نہ جلائے جائیں۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جلانا سُنت ہے جب یہ ان کے لیے زچ ہونے کا باعث ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٦٨٥، سعيد بن منصور: ٢٦٤٢، الدارمي: ٢٤٦٣، ابو عوانه: ٤/٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٢٦، صحیح مسلم: ١٧٤٦، سنن ابو داود: ٢٦١٥، سنن ابن ماجه: ٢٨٤٤ و

٢٨٤٥، سنن النسائي: ٨٦٠٨ و ٨٦٠٩، مسند احمد : ٤٥٣٢

فوائد الحدیث: دشمن کی قوت کو توڑنے اور ان کی معیشت کو برباد کرنے یا ان کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے انہیں زچ کرنا مقصود ہو تو پھر ان کے باغات اور فصلیں اجاڑی اور جلائی جاسکتی ہیں اور ان کے گھر اور قلعے مسمار کیے جاسکتے ہیں۔ اگر وہ باغات اور قلعے مسلمانوں کے قبضے میں آجائیں تو انہیں باقی بھی رکھا جاسکتا ہے تاکہ مسلمان ان سے فائدہ اٹھائیں۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَنِيمَةِ

مال غنیمت کا بیان

1553: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ فَضَّلَنِي عَلَى الأَنْبِيَاءِ أَوْ قَالَ أُمَّتِي عَلَى الأُمَمِ وَأَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے انبیاء علیہم السلام پر مجھے فضیلت دی۔“ یا فرمایا: ”میری امت کو دیگر امتوں پر (فضیلت دی)، ہمارے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي ذَرٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، ابوذر، عبداللہ بن عمرو ابو موسیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَسَيَّارٌ هَذَا يُقَالُ لَهُ سَيَّارٌ مَوْلَى بَنِي مُعَاوِيَةَ. وَرَوَى عَنْهُ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَحِيرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ یہ جو سیار ہیں وہ بنو معاویہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ سلیمان تیمی اور عبداللہ بن بحیر اور کئی ایک نے ان سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے: مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے، زمین کو میرے لیے جائے نماز اور طہارت حاصل کرنے کا باعث بنا دیا گیا ہے، مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھے خاتم النبیین بنایا گیا ہے۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٤٠٠١، الارواء: ١٥٢ و ٢٨٥، اخرجه البيهقي: ١/١١٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٤٤٤٨، ٢٢١٣٧ صحيح بخاری: ٢٨٦٣، صحيح مسلم: ١٧٦٢، سنن ابو داود: ٢٧٣٣، سنن ابن ماجه: ٢٨٥٤، صحيح ابن حبان: ٤٨١٠ و ٤٨١١ و ٤٨١٢

فوائد الحدیث: (۱) مال غنیمت اس مال کو کہا جاتا ہے جو مُسلمان مجاہدین، کفار کے خلاف جہاد کریں اور کافر شکست کھا کر بھاگ جائیں، اس دوران ان کا مال یا افراد جو بھی مُسلمانوں کے قبضے میں آجائے وہ مال غنیمت ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر بہت سی فضیلتیں عطا فرمائیں جن میں سے چھ کا اس حدیث میں بھی ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے ایک مال غنیمت کا حلال ہونا بھی ہے کہ پہلی امتوں کے لیے یہ حلال نہیں تھا اگر انہیں مال غنیمت حاصل ہوتا تو وہ اسے جلا کر ہلاک کر دیتے لیکن امت محمدیہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کر دیا تو یہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی فضیلت و شرف ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الْخَيْلِ

مال غنیمت میں سے گھوڑے کا حصہ

1554: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَمَ فِي النَّفَلِ لِلْفَرَسِ بِسَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ بِسَهْمٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نفل (مال غنیمت) میں گھوڑے کے لیے دو حصے اور آدمی کے لیے ایک حصہ تقسیم کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ أَخْضَرَ نَحْوَهُ.

ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا عبدالرحمن بن مہدی عن سُلیم بن اخضر کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ.

اس باب میں مجمع بن جاریہ، ابن عباس اور ابن ابی عمرۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ قَالُوا لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ سَهْمٌ لَهُ وَسَهْمَانِ لِفَرَسِهِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمٌ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم اور دیگر کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، اوزاعی، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے انہوں نے کہا: گھڑ سوار کے لیے تین حصے ہیں، ایک حصہ اس شخص کے لیے اور دو حصے اس کے گھوڑے کے لیے، اور پیادہ شخص کے لیے ایک حصہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ۹۳۲، ابن ابي شيبة: ۳۹۶/۱۲، ابو عوانه: ۱۵۱/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۸٦۳، صحیح مسلم: ۱۷٦۲، سنن ابو داود: ۲۷۳۳، سنن ابن ماجه: ۲۸۵٤، مسند احمد: ٤٤٤۸، صحیح ابن حبان: ٤۸۱۰ و ٤۸۱۱ و ٤۸۱۲

فوائد الحدیث: (۱) میدان جہاد میں بعض مجاہدین اپنے گھوڑوں سمیت شریک ہوتے تھے، کیونکہ جنگ میں گھوڑا اپنی تیز رفتاری اور پھرتیوں کی وجہ سے بہت مفید ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں مجاہدین کے ساتھ گھوڑے کا حصہ بھی رکھا ہے۔

(۲) گھوڑے کی دیکھ بھال اور چارے وغیرہ پر چونکہ زیادہ خرچ آتا ہے پھر اس کا کردار بھی بہت زیادہ ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس کا حصہ بھی دگنا رکھا ہے۔ تو اس طرح گھڑ سوار مجاہد کو تین حصے ملیں گے، ایک حصہ اس کا اپنا اور دو حصے گھوڑے کے۔ اور پیدل مجاہد کو صرف ایک حصہ اس کا اپنا ہی ملے گا۔

(۳) بعض لوگ، گھوڑے کا حصہ پیدل مجاہد کے حصے کے برابر کہتے ہیں، دگنا نہیں مانتے۔ ان کا موقف درست نہیں صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّرَايَا

فوجی دستوں کا بیان

1555: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ وَأَبُو عَمَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَلَا يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین صحابہ چار ہیں، بہترین فوجی دستہ چار سو کا ہے، بہترین لشکر چار ہزار کا ہے، اور بارہ ہزار کا لشکر قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوگا۔“

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا يُسْنِدُهُ كَبِيرُ أَحَدٍ غَيْرُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَإِنَّمَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً. وَقَدْ رَوَاهُ حِبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَنَزِيُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

یہ حدیث حسن غریب ہے، صرف جریر بن حازم نے اسے مسند روایت کیا ہے، یہ حدیث زہری کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔ حبان بن علی عنزی نے اسے عقیل عن زہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور لیث بن سعد نے اسے عقیل عن زہری کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں زہری مدلس ہے۔ اور سماع کی صراحت نہیں۔ اخرجه ابن خزيمه: ٢٥٣٨، الحاكم: ٤٤٣/١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٨٢، سنن ابو داود: ٢٦١١، شرح مشكل الآثار: ٥٧٢، صحيح ابن حبان: ٤٧١٧

فوائد الحدیث: کثرت افراد زیادہ خیر و برکت کا باعث ہے، اس لیے لشکر میں مجاہدین کی تعداد جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر نفع زیادہ ہوگا۔ نیز بارہ ہزار کا شکر، اپنی قلت کی وجہ سے شکست نہیں کھائے گا، اگر وہ شکست کھا جائیں تو ان کی کوئی نہ کوئی غلطی ہوگی مثلاً تکبّر و غرور یا بزدلی وغیرہ۔

8- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ يُعْطَى الْفَيْءُ

مال غنیمت کسے دیا جائے گا

1556: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَكَانَ يَغْزُو بِهِنَّ فَيُدَاوِينَ الْمَرْضَى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَأَمَّا يُسْهِمُ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ.

یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ حروری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط لکھا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ خواتین کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے؟ کیا آپ ان کے لیے بھی مال غنیمت میں سے حصہ مقرر کیا کرتے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جواب لکھا: تم نے میرے نام خط لکھا اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ خواتین کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ ان کو ساتھ لے کر جہاد کیا کرتے تھے، وہ مریضوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں اور انہیں مال غنیمت میں سے کچھ دے دیا جاتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا تھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأُمِّ عَطِيَّةَ.

اس باب میں سیّدنا انس اور ام عطیہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُسْهَمُ لِلْمَرْأَةِ وَالصَّبِيِّ. وَهُوَ قَوْلُ الأَوْزَاعِيِّ

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے اور یہ سفیان ثوری اور شافعی رحمہما اللہ کا قول ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا: عورت اور بچے کا حصہ مقرر کیا جائے گا اور یہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

قَالَ الأَوْزَاعِيُّ وَأَسْهَمَ النَّبِيُّ ﷺ لِلصِّبْيَانِ بِخَيْبَرَ وَأَسْهَمَتْ أَئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ لِكُلِّ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ.

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے خیبر میں بچوں کے لیے حصہ مقرر کیا اور مسلمانوں کے ائمہ نے سرزمین حرب میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا حصہ مقرر کیا۔

قَالَ الأَوْزَاعِيُّ وَأَسْهَمَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنِّسَاءِ بِخَيْبَرَ وَأَخَذَ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَهُ.

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے خیبر میں خواتین کے لیے حصہ مقرر فرمایا، آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں نے اسے اپنایا۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا. وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ يَقُولُ يُرْضَخُ لَهُنَّ بِشَيْءٍ مِنَ الْغَنِيمَةِ يُعْطَيْنَ شَيْئًا.

یہی بات ہم کو علی بن خشرم نے حدثنا عیسی بن یونس عن الاوزاعی کی سند سے بیان کی ہے۔
اور ان کے اس قول "ویحذین من الغنیمة" کا معنی ہے کہ ان عورتوں کو مال غنیمت میں سے کچھ دے دیا جاتا تھا۔

حكم الحديث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٤٣٨، اخرجه الحميدي: ٥٣٢، الدارمي: ٢٤٧٤٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۲۲۳۵، صحیح مسلم: ۱۸۱۲، سنن ابو داود: ۲۷۲۸

فوائد الحدیث: (۱) عورتیں اور بچے چونکہ دوسرے مجاہدین کی طرح لڑائی میں شریک نہیں ہوتے اس لیے مال غنیمت میں ان کا حصہ مقرر نہیں، البتہ ان کی خدمات کے پیش نظر انہیں کچھ بطور عطیہ اور ہدیہ دیا جاسکتا ہے۔ اور دینا چاہیے۔

(۲) بعض لوگ، صرف کسی نہ کسی شرارت کی وجہ سے کوئی نہ کوئی چبھتا ہوا سوال کر دیتے ہیں تو ایسی صورت میں امام وخطیب صاحب کو چاہیے کہ ایسے شخص کو بالکل نظر انداز کرنے یا سخت جواب دینے کی بجائے، مناسب اور اچھے انداز سے مسئلہ سمجھا دے، تاکہ کسی بھی قسم کے فتنے سے محفوظ رہ سکے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیا ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

9- بَابُ هَلْ يُسْهَمُ لِلْعَبْدِ

کیا غلام کا حصہ مقرر کیا جائے گا

1557: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِي فَكَلَّمُوا فِيَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَعْلَمُوهُ أَنِّي مَمْلُوكٌ. قَالَ فَأَمَرَ بِي فَقُلِّدْتُ السَّيْفَ فَإِذَا أَنَا أَجُرُّهُ فَأَمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقْيَةً كُنْتُ أَرْقِي بِهَا الْمَجَانِينَ فَأَمَرَنِي بِطَرْحِ بَعْضِهَا وَحَبْسِ بَعْضِهَا.

آبی لحم کے آزادہ کردہ غلام عمیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں اپنے سرداروں کے ساتھ خیبر کے غزوہ میں شریک ہوا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے میرے بارے میں سفارش کی، اور انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں مملوک ہوں۔ آپ ﷺ نے میرے متعلق حکم فرمایا تو مجھے تلوار حمائل کی گئی، میں اسے گھسیٹ رہا تھا آپ ﷺ نے مال غنیمت میں سے مجھے کچھ عطا کرنے کا حکم فرمایا، میں نے آپ ﷺ کو ایک دم جھاڑ سنایا جو میں دیوانوں (پاگلوں) کو دم جھاڑ کرتا تھا، تو آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ الفاظ چھوڑ دینے اور کچھ الفاظ رکھ لینے کا مجھے حکم فرمایا۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَا يُسْهَمَ لِلْمَمْلُوكِ وَلَكِنْ يُرْضَخُ لَهُ بِشَيْءٍ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، کہ مملوک کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اسے کچھ نا کچھ دیا جائے گا، یہ امام ثوری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) (صحیح ابي داؤد: ۲٤٤٠) و اخرجه ابن الجارود: ۱۰۸۷، الحاكم: ۱۳۱/۲، البيهقي: ۳۳۲/٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲۷۳۰، سنن ابن ماجه: ۲۸۵۵، سنن النسائی فی الکبری: ۷۵۳۵، مسند احمد: ۲۱۹٤۰، ۲۱۹٤۱، صحیح ابن حبان: ٤۸۳۱

فوائد الحدیث: (۱) خواتین اور بچوں کی طرح جنگ میں شریک غلام کا بھی حصہ مقرر نہیں، اسے بھی مال غنیمت میں سے سپہ سالار اپنی

صوابدید سے کچھ نہ کچھ دے گا۔

(۲) کفریہ اور شرکیہ کلمات کے ساتھ دم نہ کرنا چاہیے اور نہ ہی کروانا چاہیے۔ جو لوگ غیر مسلموں سے دم وغیرہ کرواتے ہیں انہیں احتیاط برتنی چاہیے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَهْلِ الذِّمَّةِ يَغْزُونَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ هَلْ يُسْهَمُ لَهُمْ

کیا مُسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والے ذمیوں کا حصہ مقرر کیا جائے گا

1558: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نِيَارٍ الأَسْلَمِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى بَدْرٍ حَتَّى إِذَا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرِ لَحِقَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَذْكُرُ مِنْهُ جُرْأَةً وَنَجْدَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَسْتَ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ؟)). قَالَ لَا. قَالَ ((ارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ)). وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ حرہ وبر کے مقام پر پہنچے تو ایک نامی گرامی جری دلیر مشرک شخص آپ ﷺ سے ملا، تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”واپس چلا جا، میں کسی مشرک سے مدد نہیں لوں گا۔“ اور حدیث میں اس سے بھی زیادہ تفصیل ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا لَا يُسْهَمُ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِنْ قَاتَلُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ الْعَدُوَّ.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے کہا: ذمیوں کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا جائے گا خواہ وہ مُسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن سے لڑائی کریں۔

وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُسْهَمَ لَهُمْ إِذَا شَهِدُوا الْقِتَالَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ.

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ جب وہ مُسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑائی کریں تو ان کا حصہ مقرر کیا جائے گا۔

وَيُرْوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ قَاتَلُوا مَعَهُ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا.

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے یہود کے کچھ افراد کے لیے حصہ مقرر کیا انہوں نے آپ ﷺ کی معیت میں قتال کیا تھا، قتیبہ بن سعید نے عبدالوارث بن سعید عن عزرہ بن ثابت کی سند سے اسے زہری سے روایت کیا۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) بعض کہتے ہیں زہری کی روایت ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ باقی حدیث صحیح ہے۔

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٨١٧، سنن ابو داود: ٢٧٣٢، سنن ابن ماجه: ٢٨٣٢، سنن النسائی فی الکبری: ٨٧٦٠، ٨٧٦١و ٨٨٨٦ و ١١٦٠٠، مسند احمد : ٢٤٣٨٦، صحيح ابن حبان: ٤٧٢٦

فوائد الحدیث: کفار کے خلاف لڑائی میں کسی کافر کو شامل نہیں کیا جائے گا کیونکہ مسلمان تو صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتا ہے کہ دنیا سے کفر و شرک ختم ہو، عقیدہ توحید پھیلے اور اسلام کا چرچا اور غلغلہ ہو، جب کہ کافر و مشرک کو یہ گوارہ نہیں تو وہ کیسے اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کا معاون ہوگا۔ لہٰذا اسے غنیمت وغیرہ میں سے بھی حصہ نہیں ملے گا۔

1559: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا مَعَ الَّذِينَ افْتَتَحُوهَا.

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں کچھ اشعری افراد کے ساتھ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے خیبر فتح کرنے والوں کے ساتھ ہمارے لیے بھی حصہ مقرر کیا۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ الأَوْزَاعِيُّ مَنْ لَحِقَ بِالْمُسْلِمِينَ قَبْلَ أَنْ يُسْهَمَ لِلْخَيْلِ أُسْهِمَ لَهُ. وَبُرَيْدٌ يُكْنَى أَبَا بُرَيْدَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَرَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا.

بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ اوزاعی رحمہ اللہ نے بیان کیا، جو شخص لشکر کے لیے مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مسلمانوں (مجاہدین) کے ساتھ آملے تو اس کے لیے بھی حصہ مقرر کیا جائے گا۔ برید کی کنیت ابو بریدہ ہے۔ اور وہ ثقہ ہیں۔ سفیان ثوری اور ابن عیینہ و دیگر نے ان سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٤٣٦، اخرجه ابو يعلى: ٧٢٣٦، البيهقي: ٣٣٣/٦، البغوي: ٢٧٢١

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٩٦٣٥، صحيح بخاری: ٣١٣٦ و ٤٢٣٣، صحيح مسلم: ٢٥٠٢، سنن ابو داود: ٢٧٢٥، صحيح ابن حبان: ٤٨١٣

فوائد الحدیث: سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حبشہ سے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے کہ جب آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے لیکن ابھی تک آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم نہیں کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے مال غنیمت میں سے ان مہاجرین کو بھی دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ فتح کے بعد آئیں تو ان کی دلجوئی کے لیے یا حاجت مند ہوں تو ان کی ضرورت کے لیے دوسرے مجاہدین کی رضامندی سے انہیں بھی مال غنیمت میں سے دیا جا سکتا ہے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِنْتِفَاعِ بِآنِيَةِ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے برتن استعمال کرنا

1560: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ فَقَالَ ((أَنْقُوهَا غَسْلاً وَاطْبُخُوا فِيهَا)).

سیّدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں / دیگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں دھو کر صاف کر لو اور پھر ان میں کھانا تیار کرو۔“ اور آپ ﷺ نے کچلی والے اور تمام درندوں

وَنَهَى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ وَذِي نَابٍ.

سے منع فرمایا۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رَوَاهُ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ. وَأَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ.

یہ حدیث اس سند کے علاوہ ابو ثعلبہ سے روایت کی گئی ہے۔ ابوادریس خولانی نے اسے ابو ثعلبہ سے روایت کیا ہے، ابو قلابہ نے ابو ثعلبہ سے نہیں سنا۔ انہوں نے اسے ابو اسماء کے حوالے سے ابو ثعلبہ سے روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَائِذُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ قَالَ ((إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا)).

ایک روایت میں ہے: ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کے علاقے میں ہیں اور ہم ان کے برتنوں میں کھا لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم ان کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ، اور اگر تم (کوئی دوسرے برتن) نہ پاؤ تو انہیں دھولو اور پھر ان میں کھاؤ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف حديث: ١٢٢٠٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٧٣١، صحيح مسلم: ١٩٣٢، سنن ابو داود: ٣٨٣٩، سنن ابن ماجه: ٢٨٣١

فوائد الحدیث: غیر مسلموں کے برتن استعمال نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ وہ ان میں خنزیر، مردار وغیرہ کا گوشت پکاتے ہیں اور شراب وغیرہ پیتے ہیں۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو اچھی طرح دھو کر صاف کر کے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ اگر معلوم ہو کہ ان برتوں میں مردار، خنزیر استعمال نہیں ہوا تب بھی دھو کر استعمال کیے جائیں گے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَلِ

غنیمت کے حصے سے زائد عطا کرنا

1561: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ فِي الْبَدْأَةِ الرُّبُعَ وَفِي الْقُفُولِ الثُّلُثَ.

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ابتدا میں چوتھائی اور واپسی پر تہائی بطور نفل (زائد از غنیمت) دیا کرتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَمَعْنِ بْنِ يَزِيدَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ.

اس باب میں سعد، ابن عباس، حبیب بن مسلمہ، معن بن یزید، ابن عمر اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْبُخَارِيُّ لَا يَصِحُّ حَدِيثُ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى إِنَّمَا رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى مُنْكَرُ الْحَدِيثِ أَنَا لَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا رَوَى أَحَادِيثَ مُنْكَرَةً عَامَّتُهَا مِنْهَا حَدِيثُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ.

یہ حدیث ابو سلام عن رجل عن اصحاب النبی ﷺ کی سند سے بھی نبی ﷺ روایت کی گئی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سلیمان بن موسی کی روایت درست نہیں۔ داؤد بن عمرو نے اسے صرف ابو سلام کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے جبکہ سلیمان بن موسیٰ منکر الحدیث ہے۔ میں اس سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔ اس نے منکر روایات روایت کی ہیں۔ ان میں سے عام طور پر نافع عن ابن عمر کی سند سے مروی روایت کہ نبی ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

وَحَدِيثُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ((إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ فَأَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ)).

اور اس کی نافع عن ابن عمر کی روایت "جب فجر طلوع ہو جائے تو رات کی نماز اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ پس فجر سے پہلے وتر پڑھ لو"

وَرَوَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ((أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ)). وَحَدِيثُهُ ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا كَانَ نِكَاحُهَا بَاطِلاً)).

اور اس نے نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: "سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، اور جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے بھائی بھائی بن جاؤ" اور حدیث "جو عورت اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے"

قَالَ أَبُو عِيسَى: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا ذَكَرَهُ بِسُوءٍ.

امام ترمذی نے کہا: سلیمان بن موسی اہل حدیث (محدثین) کے ہاں ثقہ ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ کسی ایک نے ان کا ذکر برائی سے کیا ہو۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ.

ایک دوسری سند سے ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ غزوۂ بدر کے موقع پر اپنی دو دھاری تلوار بطور نفل عطا فرمائی اور یہ وہی ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے احد کے موقع پر خواب دیکھا تھا۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس طریق سے اسے صرف ابن ابی زناد کی روایت سے جانتے ہیں۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي النَّفَلِ مِنَ الْخُمُسِ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَفَّلَ فِي مَغَازِيهِ كُلِّهَا وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ نَفَّلَ فِي بَعْضِهَا وَإِنَّمَا ذَلِكَ

خمس میں نفل دینے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام غزوات میں بطور نفل دیا ہو، مجھے تو یہ

عَلَى وَجْهِ الِاجْتِهَادِ مِنَ الإِمَامِ فِي أَوَّلِ الْمَغْنَمِ وَآخِرِهِ.

بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے بعض غزوات میں بطور نفل دیا ہے۔ اور یہ مال غنیمت کے شروع میں دینا ہے یا اس کے آخر میں اس بارے میں امام / امیر اجتہاد کرے گا۔

قَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ إِذَا فَصَلَ بِالرُّبُعِ بَعْدَ الْخُمُسِ وَإِذَا قَفَلَ بِالثُّلُثِ بَعْدَ الْخُمُسِ فَقَالَ يُخْرِجُ الْخُمُسَ ثُمَّ يُنَفِّلُ مِمَّا بَقِيَ وَلَا يُجَاوِزُ هَذَا.

ابن منصور نے بیان کیا: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: نبی ﷺ نے جہاد پر جاتے ہوئے خمس کے بعد چوتھائی حصہ بطور نفل دیا، اور جب واپس آئے تو خمس کے بعد تہائی بطور نفل دیا۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ خمس نکالتے اور پھر جو بچ جاتا اس میں سے بطور نفل فرماتے تھے اور آپ ﷺ اس سے زیادہ نہیں رہتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا الْحَدِيثُ عَلَى مَا قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ النَّفَلُ مِنَ الْخُمُسِ. قَالَ إِسْحَاقُ كَمَا قَالَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے موقف: ''خمس میں سے بطور نفل دیا جائے گا'' کے خلاف ہے۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جیسا کہ انہوں نے کہا۔

حكم الحديث: (صحيح) اس میں عبدالرحمن بن حارث ضعیف ہے۔ صحیح ابوداؤد حدیث ۲۴۵۵ اس کی شاہد ہے۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ١٧٤٦٢، ٢٢٧٢٦۔ ١٧٤٦٩، سنن ابن ماجه: ٢٨٥١۔٢٨٥٣، صحيح ابن حبان: ٤٨٥٥، سنن ابو داود: ٢٧٤٨۔ ٢٧٥٠

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ اگر مجاہدین کا کوئی گروہ جنگ سے پہلے جاتے ہوئے راستے میں یا وہاں پہنچ کر کوئی کارنامہ سرانجام دیتا کہ دشمن پر حملہ کر کے مال غنیمت حاصل کرتا تو آپ ﷺ انہیں مال غنیمت کے حصے کے علاوہ اس حاصل شدہ مال میں سے ایک چوتھائی حصہ بطور انعام دے دیتے اور اگر یہی کارنامہ جنگ کے بعد وہی پر یا واپس آتے ہوئے راستے میں سرانجام دیا جاتا تو آپ ﷺ ایک تہائی حصہ بطور انعام دیتے تھے۔

(۲) مال غنیمت میں سے ایک چوتھائی یا ایک تہائی حصہ، ''خمس'' نکالنے کے بعد باقی مال میں سے دیا جاتا تھا۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَهُ سَلَبُهُ

قتل کرنے والا مقتول کے ساز و سامان کا حق دار ہے

1562: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ)).

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس (مجاہد) نے کسی (دشمن) کو قتل کیا اور اس پر اس کے پاس گواہی و ثبوت ہو تو اس کے ساز و سامان کا یہی حق دار ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَأَنَسٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

ہم کو ابن ابی عمر نے حدثنا سفیان بن عیینہ عن یحیی بن سعید کے حوالے سے اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح بیان کیا۔ اس باب میں سیّدنا عوف بن مالک، خالد بن ولید، انس اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مُحَمَّدٍ هُوَ نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو محمد کا نام نافع ابو قتادہ کا آزادہ کردہ غلام ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلإِمَامِ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ السَّلَبِ الْخُمُسَ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ امام اوزاعی، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ بعض اہل علم نے کہا: امام کو حق حاصل ہے کہ وہ اس مقتول کے سامان میں سے خمس نکالے۔

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ النَّفَلُ أَنْ يَقُولَ الإِمَامُ مَنْ أَصَابَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَهُ سَلَبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَلَيْسَ فِيهِ الْخُمُسُ. وَقَالَ إِسْحَاقُ السَّلَبُ لِلْقَاتِلِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ شَيْئًا كَثِيرًا فَرَأَى الإِمَامُ أَنْ يُخْرِجَ مِنْهُ الْخُمُسَ كَمَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نفل یہ ہے کہ: امام کہے: جسے جو چیز ملے وہ اسی کی ہے، اور جو کسی شخص کو (میدان جہاد میں) قتل کرے تو اس کا مال اسی کا ہے۔ تو وہ جائز ہے اور اس میں خمس نہیں۔ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مقتول کا ساز و سامان قاتل کا ہے الّا یہ کہ وہ بہت زیادہ ہو، اور امام سمجھے کہ وہ اس میں سے خمس نکالے جیسا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٥/٥٢-٥٣، صحيح ابي داؤد: ٢٤٣، اخرجه الدارمي: ٢٤٨٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٤٢، صحیح مسلم: ١٧٥١، سنن ابو داود: ٢٧١٧، مسند احمد: ٢٢٦٠٧، صحیح ابن حبان: ٤٨٠٥ و ٤٨٣٧

فوائد الحدیث: میدان جنگ میں مجاہدین اجتماعی طور پر لڑائی کرتے ہیں۔ کفار بھی قتل ہوتے ہیں اور مجاہدین بھی مقام شہادت پاتے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے کس کو قتل کیا ہے، جب جنگ ختم ہوتی ہے اور کفار میدان چھوڑ دیتے ہیں تو ان کا چھوڑا ہوا مال جمع کیا جاتا ہے، پھر اس میں سے "خُمس" (پانچوان حصہ) بیت المال کے لیے نکال کر باقی مال تمام مجاہدین میں برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے، اِلّا یہ کہ سپہ سالار اس میں سے کسی کو خصوصی طور پر بطور انعام کچھ زائد دے دے۔ لیکن اگر کسی کافر مقتول کے متعلق معلوم ہو کہ اس کو فلاں مُسلمان نے قتل کیا ہے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں تھا تو پھر اس مقتول کا جو مال ہے، اسلحہ، لباس، سواری وغیرہ اسے مال غنیمت میں شامل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس میں سے "خُمس" نکالا جائے گا بلکہ وہ سارے کا سارا قاتل کو دے دیا جائے گا۔ ایسے مال کو "سلب" کہا جاتا ہے۔ اس کا حق دار صرف قاتل ہی ہے۔

14- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ

تقسیم سے پہلے اموال غنیمت کی بیع کرنے کی ممانعت

1563: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَهْضَمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اموال غنیمت کی خریداری سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ تقسیم کر دیے جائیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) (المشکاۃ: ٤٠١٥) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ کہ اس میں محمد بن ابراہیم مجہول راوی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١١٣٧٧، سنن ابن ماجه: ٢١٩٦، سنن النسائی: ٣٠١/٧، مستدرک حاکم: ٤٠/٢، سنن کبریٰ للبیهقی: ٣٣٨/٥-٣٣٩

فوائد الحدیث: مال غنیمت میں سے ملنے والا حصہ نہ تو متعین ہوتا ہے اور نہ ہی ابھی تک اس کی ملکیت ثابت ہوتی ہے اس لیے تقسیم سے پہلے اس کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ وَطْءِ الْحَبَالَى مِنَ السَّبَايَا

حاملہ قیدی خواتین سے جماع کرنے کی ممانعت

1564: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ عَنْ وَهْبِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ أَبَاهَا أَخْبَرَهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُوطَأَ السَّبَايَا حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ.

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدی خواتین سے جماع کرنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ اپنے پیٹ والے بچوں کو جنم دے لیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ. وَحَدِيثُ عِرْبَاضٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس باب میں سیّدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور عرباض والی حدیث غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ مِنَ السَّبْيِ وَهِيَ حَامِلٌ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ لَا

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب آدمی کسی قیدی لونڈی کو خریدے جبکہ وہ حاملہ ہو، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت

تُوطَأُ حَامِلٌ حَتَّى تَضَعَ.

کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حاملہ سے جماع نہ کیا جائے حتیٰ کہ وہ بچے کو جنم دے لے۔

قَالَ الأَوْزَاعِيُّ وَأَمَّا الْحَرَائِرُ فَقَدْ مَضَتِ السُّنَّةُ فِيهِنَّ بِأَنْ أُمِرْنَ بِالْعِدَّةِ. قَالَ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ.

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رہی آزاد عورتیں تو ان کے بارے میں دستور ہے کہ انہیں عدت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سب علی بن خشرم نے مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے اوزاعی سے ہمیں بیان کیا۔

حكم الحديث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے حدیث ۱۴۷۴ ملاحظہ فرمائیں۔

تخريج الحديث: مسند احمد: ۱۷۱۵۳

فوائد الحديث: (۱) میدان جہاد میں فتح کی صورت میں کفار کی جو عورتیں مسلمانوں کے قبضے میں آجاتی ہیں وہ مال غنیمت ہے، سپہ سالار جب ان کی تقسیم کر دیتا ہے تو وہ ان کی لونڈیاں بن جاتی ہیں، اب مالک کو اپنی لونڈی سے "جماع" کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر وہ لونڈی حاملہ ہو تو پھر وضع حمل تک اسے اجازت نہیں۔ کیونکہ پہلا حمل کسی اور کا ہے۔

(۲) یہی حکم آزاد عورتوں کے لیے بھی ہے کہ اگر وہ بیوہ یا مطلقہ ہوں تو حمل کی حالت میں ان سے نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ بچہ پیدا ہونے کا انتظار کیا جائے گا اس لیے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَعَامِ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کا کھانا

1565: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ قَبِيصَةَ بْنَ هُلْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ طَعَامِ النَّصَارَى فَقَالَ ((لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ طَعَامٌ ضَارَعْتَ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ)).

سیّدنا ہلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ سے عیسائیوں کے کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے جس کھانے میں نصرانیت سے مشابہت اختیار کی ہے وہ (کھانا) تیرے دل میں کسی قسم کا خلجان پیدا نہ کرے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: سَمِعْتُ مَحْمُودًا وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمود کو سنا اور عبید اللہ بن موسیٰ نے عن اسرائیل عن سماک بن حرب عن قبیصۃ بن ہلب عن ابیہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا۔

قَالَ مَحْمُودٌ وَقَالَ وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُرِّيِّ بْنِ قَطَرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

محمود کہتے ہیں: وہب بن جریر نے عن شعبۃ عن سماک عن مری بن قطری عن عدی بن حاتم کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي طَعَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ.

اہل کتاب کے کھانے کے متعلق رخصت کے بارے میں اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ کہ اس میں قبیصہ بن ہلب مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٨٤، سنن ابن ماجه: ٢٨٣٠، مسند احمد : ٢١٩٦٦

فوائد الحدیث: (۱) اگر یقین ہو کہ کفار و مشرکین کا کھانا حلال ہے اس میں کسی بھی حرام چیز مثلا مردار یا شراب کی آمیزش نہیں تو مسلمانوں کے لیے اس کا کھانا جائز ہے۔ جیسے سبزیاں وغیرہ کہ جن میں گوشت استعمال ہی نہیں ہوا۔

(۲) اہل کتاب اگر "بسم اللہ، اللہ اکبر" پڑھ کر جانور ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔

17- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ

قیدیوں کے درمیان تفریق وجدائی کرنے کی ممانعت

1566: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حُيَيٌّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے والدہ اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے چہیتے کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا التَّفْرِيقَ بَيْنَ السَّبْيِ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَبَيْنَ الإِخْوَةِ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اہل علم اور کا اس پر عمل ہے، انہوں نے قید میں آنے والی والدہ اور اس کے بچے، بچے اور اس کے والد اور بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنے کو ناپسند کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَسَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ سَمِعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ مِنْ أَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ابو عبد الرحمٰن حبلی نے ابو ایوب سے سنا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) (المشكاة: ٣٣٦١) نیز تخریج کے لیے دیکھیں حدیث: ۱۲۸۳

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٣٤٩٩

فوائد الحدیث: قیدیوں میں اگر ایسے قیدی بھی ہوں کہ جو آپس میں رشتے دار بھی ہیں اور ایک دوسرے کے حاجت مند بھی، مثلاً چھوٹے بچے اپنے ماں باپ کے محتاج ہیں کھانے پینے اور دیگر حاجات میں۔ تو ایسی صورت میں انہیں الگ الگ لوگوں کا غلام یا لونڈی نہیں بنانا چاہیے۔ ہاں بچہ جب بڑا ہو جائے اور اسے کسی کی محتاجگی نہ رہے تو پھر ان میں تفریق ہو سکتی ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الأُسَارَى وَالْفِدَاءِ

قیدیوں کو قتل کرنا اور فدیہ لینا

1567: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ جِبْرَائِيلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ خَيِّرْهُمْ يَعْنِي أَصْحَابَكَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ الْقَتْلَ أَوِ الْفِدَاءَ عَلَى أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلاً مِثْلُهُمْ. قَالُوا الْفِدَاءَ وَيُقْتَلَ مِنَّا)).

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھے کہا: ان (اپنے اصحاب) کو بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیں قتل کریں یا فدیہ لے لیں کہ اگلے سال ان (کافروں) کے مثل ان کے افراد شہید کر دیے جائیں گے۔''
انہوں (صحابہ کرام) نے کہا: (ہم نے) فدیہ لینا قبول کیا اور ہم میں سے شہید کر دیے گئے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي بَرْزَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، انس، ابوبرزہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ثوری کی روایت سے حسن غریب ہے اور ہم اسے ابن ابی زائدہ ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ابو اسامہ نے ہشام عن ابن سیرین عن عبیدہ عن علی کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

وَرَوَى ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

ابن عون نے ابن سیرین عن عبیدہ عن علی کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

وَأَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ اسْمُهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ.

ابوداؤد حفری کا نام عمر بن سعد ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشکاۃ: ٣٩٧٣، الارواء: ٥/٤٨-٤٩۔ بعض نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبۃ: ١٤/٣٦٨-٣٦٩، مسند البزار: ٥٥١، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٦٢، صحیح ابن حبان: ٤٧٩٥، الدارقطنی فی العلل: ٤/٣١-٣٢، مستدرک حاکم: ٢/١٤٠، سنن کبریٰ للبیہقی: ٦/٣٢١، وفی دلائل النبوۃ: ٣/١٣٩-١٤٠

فوائد الحدیث: جنگ بدر، جہاد فرض ہونے کے بعد اسلام کا پہلا معرکہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور اس جنگ میں مسلمانوں نے کفار کے ستر آدمی جہنم رسید کرتے ہوئے ستر کو قیدی بنالیا۔ بعد ازاں ان کے بارے میں مشورہ ہوا کہ انہیں قتل کیا جائے یا چھوڑ دیا جائے، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رائے آئی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا

جائے کہ ایک تو یہ ہمارے ہی رشتہ دار ہیں ان پر احسان ہو جائے گا اور دوسرے فدیے سے ہم اپنی ضروریات بھی پوری کریں گے کہ لوگ یا تو مہاجرین تھے کہ مکہ سے اپنا گھر بار کاروبار وغیرہ چھوڑ کر ہجرت کر کے آئے تھے یا پھر ان مہاجرین کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے اس لیے غربت اور تنگدستی کا دور تھا۔ لیکن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ جو جس کا رشتہ دار ہے اس کو اسی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ خود اس کو قتل کرے تاکہ اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حتمی فیصلہ فرماتے ہوئے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ آئندہ سال جنگ احد میں مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

1568: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَدَى رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مشرکوں میں سے ایک آدمی کے بدلے میں مسلمانوں کے دو آدمی چھڑائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَمُّ أَبِي قِلَابَةَ هُوَ أَبُو الْمُهَلَّبِ وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو قِلَابَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الْجَرْمِيُّ.

ابو قلابہ کے چچا ابو مہلب ہیں اور ان کا نام عبدالرحمن بن عمرو ہے، معاویہ بن عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ ابو قلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ لِلإِمَامِ أَنْ يَمُنَّ عَلَى مَنْ شَاءَ مِنَ الأُسَارَى وَيَقْتُلَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ وَيَفْدِيَ مَنْ شَاءَ. وَاخْتَارَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْقَتْلَ عَلَى الْفِدَاءِ.

نبی ﷺ کے اصحاب اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے: امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ قیدیوں میں سے جس پر چاہے احسان کرے، اور ان میں سے جسے چاہے قتل کر دے، جسے چاہے فدیہ لے کر چھوڑے، بعض اہل علم نے فدیہ لینے کے بجائے قتل کرنے کو اختیار کیا ہے۔

وَقَالَ الأَوْزَاعِيُّ بَلَغَنِي أَنَّ هَذِهِ الآيَةَ مَنْسُوخَةٌ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً﴾ (محمد: ٤) نَسَخَتْهَا ﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ﴾ (البقرہ: ١٩١) حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ.

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت: ((فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً)) "احسان کرتے ہوئے ویسے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر۔" منسوخ ہے، اور اس آیت: ﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ﴾ "تم انہیں جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو۔" نے اسے منسوخ کیا ہے۔ ہناد نے اس کے متعلق ہمیں بیان کیا: ابن مبارک نے ہمیں اوزاعی سے بیان کیا۔

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ إِذَا أُسِرَ الأَسِيرُ يُقْتَلُ أَوْ يُفَادَى أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ إِنْ قَدَرُوا أَنْ يُفَادُوا فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَإِنْ قُتِلَ فَمَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا. قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الإِفْخَانُ أَحَبُّ إِلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْرُوفًا

اسحاق بن منصور نے بیان کیا: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: جب قیدی قید کر لیا جائے تو اسے قتل کیا جائے گا، یا فدیہ لے کر چھوڑنا آپ کو زیادہ پسند ہے؟ انہوں نے کہا: اگر قدرت رکھیں کہ وہ فدیہ دے سکیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اور

فَأَطْمَعُ بِهِ الْكَثِيرَ.

قتل کر دیا جائے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قتل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے اِلّا یہ کہ معروف ہو اور اس کے ذریعے میں کثیر کا طمع کروں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣٤٢، ابن الجارود: ٩٣٣، البيهقي: ١٠/٦٨-٦٩

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٦٤١، سنن ابو داود: ٣٣١٦، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٦٤، مسند احمد : ١٩٨٢٧

فوائد الحدیث: (۱) جنگ میں جو قیدی بن کر آتے ہیں ان کے متعلق سپہ سالار کو اختیار ہے، کہ

۱۔ وہ انہیں قتل کر دے۔

۲۔ فدیہ لے کر چھوڑ دے۔

۳۔ بغیر فدیہ لیے احسان کرتے ہوئے چھوڑ دے۔

اگر وہ قیدی غلام اور لونڈیوں کی شکل میں تقسیم ہو جائیں تو پھر یہی اختیار ان کے مالکوں کو منتقل ہو جاتا ہے۔

(۲) یہ اجازت اس وقت ہے جب جنگ ختم ہو چکی ہے اور مسلمانوں نے کچھ کفار کو قیدی بنا لیا ہے۔ اگر حالت جنگ ہو اگرچہ میدان جنگ نہ ہو تو پھر یہی حکم ہے کہ "یہ کافر و مشرک جہاں کہیں بھی ملیں انہیں قتل کر دیا جائے"۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

1569: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ ﷺ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر اعتراض کیا، اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَرَبَاحٍ وَيُقَالُ رِيَاحُ بْنُ الرَّبِيعِ وَالْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ.

اس باب میں سیّدنا بریدہ، رباح (انھیں رباح بن ربیع بھی کہا جاتا ہے)، اسود سریع، ابن عباس اور صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا قَتْلَ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ سفیان ثوری اور شافعی رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔

وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَيَاتِ وَقَتْلِ النِّسَاءِ فِيهِمْ وَالْوِلْدَانِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَرَخَّصَا فِي

بعض اہل علم نے شب خون مارنے اور ان میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی رخصت دی ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق

الْبَيَاتِ.

رحمہما اللہ کا قول ہے، دونوں حضرات نے شب خون مارنے کے بارے میں رخصت دی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٢٠، الدارمي: ٢٤٦٥، ابو عوانه: ٤/٩٣-٩٤

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٠١٤، صحيح مسلم: ١٧٤٤، سنن ابو داود: ٢٦٦٨، سنن ابن ماجه: ٢٨٤١، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦١٨، مسند احمد : ٤٧٣٩، صحيح ابن حبان: ١٣٥ و ٤٧٨٥

1570: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ خَيْلَنَا أَوْطَأَتْ مِنْ نِسَاءِ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلَادِهِمْ. قَالَ ((هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ)).

سیّدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارے لشکر نے مشرکوں کی عورتوں اور بچوں کو روند ڈالا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اپنے آباء میں سے ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (حسن) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/٣٨٨، عبدالرزاق: ٩٣٨٥، الحميدي: ٧٨١

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٠١٢، صحيح مسلم: ١٧٤٥، سنن ابو داود: ٢٦٧٢، سنن ابن ماجه: ٢٨٣٩، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٢٢، مسند احمد : ١٦٤٢٢، صحيح ابن حبان: ١٣٦ و ١٣٧

فوائد الحدیث: (۱) جو عورتیں اور بچے جنگ میں نہ تو باقاعدہ شریک ہوں اور نہ ہی کسی قسم کی معاونت کرتے ہوں تو انہیں قتل کرنا جائز نہیں۔

(۲) جو عورتیں اور بچے جنگ میں معاونت کرتے ہوں یا اپنے لوگوں کو ابھارتے ہوں مسلمانوں کے خلاف، یا مسلمانوں کے حملہ کرنے میں رکاوٹ ہوں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔

(۳) شب خون مارنے کی صورت میں چونکہ امتیاز بھی نہیں ہو سکتا اور انہیں بچانا ممکن بھی نہیں اس لیے اگر بچے اور عورتیں قتل ہو جائیں تو انہیں ان کے مردوں کے حکم میں ہی سمجھا جائے گا۔

20- بَابُ [النَّهْيِ عَنِ الْإِحْرَاقِ بِالنَّارِ]

آگ سے جلانے کی ممانعت

1571: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ ((إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، تو فرمایا: ”اگر تم قریش کے فلاں اور فلاں شخص کو پاؤ تو انہیں آگ سے جلا دینا۔“

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا

پھر جس وقت ہم نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ فرمایا: ”میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو آگ سے جلا

يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)).

دینا، صرف اللہ تعالیٰ ہی آگ کا عذاب دے سکتا ہے، اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو ان دونوں کو قتل کر دینا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الأَسْلَمِيِّ.

اس باب میں ابن عباس اور حمزہ بن عمرو اسلمی سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

وَقَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بَيْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَبَيْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَجُلاً فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ رِوَايَةِ اللَّيْثِ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ أَشْبَهُ وَأَصَحُّ.

محمد بن اسحاق نے اس حدیث میں سلیمان بن یسار اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک آدمی کا ذکر کیا ہے۔ اور کئی ایک نے لیث کی روایت کے مثل روایت کیا ہے۔ جبکہ لیث بن سعد کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ الْبُخَارِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَحَدِيثُ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِي هَذَا الْبَابِ صَحِيحٌ.

امام بخاری فرماتے ہیں: سلیمان بن یسار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے نیز فرمایا کہ حمزہ بن عمرو کی حدیث اس باب میں صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه المصنف في علله الكبير: ٤٧٣، ابن الجارود: ١٠٥٧، البيهقي: ٩/٧١

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٩٥٤، سنن ابو داود: ٢٦٧٤، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦١٣، مسند احمد: ٨٠٦٨

فوائد الحديث: کسی بھی انسان کو بطور سزا جلانے کی اجازت نہیں زیادہ سے زیادہ آپ سزا دینا چاہتے ہیں تو اسے قتل کر دیں۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ

مال غنیمت میں خیانت و چوری

1572: حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص تین چیزوں: تکبّر، خیانت اور قرض سے براءت کے ساتھ فوت ہو تو وہ جنتی ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ.

اس باب میں ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) تحفة الاشراف حديث رقم: ٢٠٨٥

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٤١٢، سنن النسائی فی الکبری: ٨٧٦٤، مسند احمد: ٢٢٣٢٩ و ٢٢٣٩٠ و ٢٢٤٢٧ و ٢٢٤٣٤، صحيح ابن حبان: ١٩٨

1573: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کی روح جسم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ تین

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ الْكَنْزِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

چیزوں: کنز (ایسا مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو)، خیانت اور قرض سے بری ہو تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔"

هَكَذَا قَالَ سَعِيدٌ الْكَنْزَ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ فِي حَدِيثِهِ الْكِبْرَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مَعْدَانَ وَرِوَايَةُ سَعِيدٍ أَصَحُّ.

سعید نے اسی طرح بیان کیا: کنز، ابو عوانہ نے اپنی حدیث میں لفظ کبر ذکر کیا، اور انہوں نے اس میں عن معدان کا ذکر نہیں کیا، اور سعید کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (شاذ بهذا اللَّفظِ) ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت شاذ ہے۔ الصحيحة: ۲۷۸۵۔ اس میں قتادہ مدلس ہے۔

تخريج الحديث: اخرجه احمد: ۲۷۶/۵، ابن ماجه: ۲۰۴۱۲، الحكام: ۲۶/۲، البيهقي: ۳۵۵/۵

1574: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ أَبُو زُمَيْلٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فُلَانًا قَدِ اسْتُشْهِدَ. قَالَ ((كَلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ بِعَبَاءَةٍ قَدْ غَلَّهَا قَالَ قُمْ يَا عَلِيُّ! فَنَادِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! فلاں شخص شہید ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ہرگز نہیں! میں نے اسے ایک عباء کی وجہ سے جہنم میں دیکھا ہے جسے اس نے مال غنیمت سے چرایا تھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "عمر! اٹھو اور اعلان کر دو کہ صرف مومن ہی جنّت میں جائیں گے۔" تین بار فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ۳۶۵/۱۴، الدارمي: ۲۴۹۲، البزار: ۱۹۸، البيهقي: ۱۰۱/۹

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ۱۱۴، مسند احمد: ۲۰۳، صحيح ابن حبان: ۴۸۴۹ و ۴۸۵۷

فوائد الحديث: (۱) تکبّر و غرور، خیانت و بد دیانتی اور قرض۔ یہ تین اتنے بڑے جرم ہیں کہ ان کا فاعل اللہ تعالیٰ کی جنّت سے محروم رہے گا۔ اعاذنا اللہ منہم

لیکن افسوس ہے کہ آج ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے تکبّر و غرور تو لوگوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے

(۲) خیانت و بد دیانتی بھی ایمان کے منافی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لا ایمان لمن لا امانة له "کہ جو بندہ امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں"، لیکن اگر خیانت مال غنیمت میں سے ہو تو زیادہ بڑا جرم اور گناہ ہے کیونکہ غنیمت کا مال مسلمانوں کا مشترکہ ہوتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اعلان کروایا کہ "صرف مومن ہی جنّت میں جائیں گے"۔

(۳) قرض لے کر ادا نہ کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے کہ اگر مقروض شخص جہاد کرتے ہوئے شہید بھی ہو جائے تو قرض معاف نہیں ہوتا۔ اس لیے دنیا میں ہی اپنے معاملات کو صاف کر لینا چاہیے۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

خواتین کا جنگ میں حصہ لینا

1575: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مَعَهَا مِنَ الأَنْصَارِ يَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کی رسول اللہ ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ انصار کی خواتین کو غزوہ میں ساتھ رکھتے تھے، وہ (مجاہدین کو) پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں رُبیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٢٨٤، اخرجه ابو يعلى: ٣٢٩٥، ابو نعيم في الحلية: ٢١١/١٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨١٠، سنن ابو داود: ٢٥٣١، سنن النسائي فى الكبرى: ٨٨٨٢، صحيح ابن حبان: ٤٧٢٣ و ٤٧٢٤

فوائد الحدیث: (۱) خواتین بھی جہاد میں مجاہدین کی خدمت کے لیے شرکت کر سکتی ہیں مثلاً انہیں پانی پلانا، مرہم پٹی کرنا وغیرہ۔ البتہ یہ تمام امور وہ شرعی احکام، حجاب وغیرہ کی پابندی کرتے ہوئے سرانجام دیں گی۔

(۲) ضرورت پڑنے پر کسی مناسب جنگی کاروائی میں حصہ بھی لے سکتی ہیں لیکن مردوں کے دوش بدوش جنگ نہیں کر سکتیں۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے تحائف قبول کرنا

1576: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ كِسْرَى أَهْدَى إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ وَأَنَّ الْمُلُوكَ أَهْدَوْا إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُمْ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ کسریٰ نے آپ ﷺ کے لیے ہدیہ بھیجا تو آپ ﷺ نے قبول فرمایا، بادشاہ آپ ﷺ کو ہدیے بھیجتے تو آپ ﷺ ان کی طرف سے قبول فرماتے تھے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَثُوَيْرٌ هُوَ ابْنُ أَبِي فَاخِتَةَ وَأَبُو فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثُوَيْرٌ يُكْنَى أَبَا جَهْمٍ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ثویر، یہ ابن ابی فاختہ ہیں ان کا نام سعید بن علاقہ ہے، اور ثویر کی کنیت ابو جہم ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف جدًا) اس میں ثویر بن ابی فاختہ ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٢٧٨

تخریج الحدیث: مسند البزار : ٧٧٨، والطبرى فى تهذيب الآثار۔ مسند على: ٢٥ و٢٦، مسند احمد : ٧٤٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ کفار و مشرکین سے تحائف قبول فرمالیا کرتے تھے اور خود بھی آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ کا کفار کو تحائف دینا ثابت ہے۔ بعد ازاں آپ ﷺ کو اس سے روک دیا گیا جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔

24- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے تحائف قبول کرنے کی ممانعت

1577: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ الشِّخِّيرِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّهُ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ هَدِيَّةً لَهُ أَوْ نَاقَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَسْلَمْتَ)). قَالَ لَا. قَالَ ((فَإِنِّي نُهِيتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِينَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((إِنِّي نُهِيتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِينَ)). يَعْنِي هَدَايَاهُمْ

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْبَلُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ هَدَايَاهُمْ وَذُكِرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْكَرَاهِيَةُ وَاحْتُمِلَ أَنْ يَكُونَ هَذَا بَعْدَ مَا كَانَ يَقْبَلُ مِنْهُمْ ثُمَّ نَهَى عَنْ هَدَايَاهُمْ.

سیّدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں ہدیہ یا اونٹنی پیش کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا، نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے مشرکوں کا ہدیہ قبول کرنے سے روک دیا گیا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

آپ ﷺ کے اس فرمان ((إِنِّي نُهِيتُ عَنْ زَبْدِ الْمُشْرِكِينَ)) کا معنی ہے کہ ان کے ہدیے اور گفٹ۔

نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ مشرکوں کے تحائف قبول کیا کرتے تھے، جبکہ اس حدیث میں ممانعت ذکر کی گئی ہے، اس بات کا احتمال ہے کہ یہ بعد کا حکم ہو کہ آپ ﷺ پہلے قبول فرماتے تھے، پھر اس کے بعد ان کے تحائف سے منع کر دیا۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه ابن الجارود: ١١٠، شرح المشكل: ٤٣٥٤، البيهقي: ٩/٢١٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٠٥٧، مسند احمد: ١٧٤٨٢

فوائد الحدیث: (۱) تالیف قلب یا کوئی اور شرعی مصلحت ہو تو غیر مسلموں سے بھی تحائف کا تبادلہ ہو سکتا ہے یعنی لیے بھی جا سکتے ہیں اور دیے بھی۔ لیکن اس میں یہ خیال رہنا چاہیے کہ بعض اوقات تحائف کی آڑ میں پھر لوگ دینی امور میں مداہنت کے خواہاں ہوتے ہیں، ایسے لوگوں سے ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) حدیث الباب میں بھی رسول اللہ ﷺ کا تحفہ قبول نہ کرنے کا سبب انہیں اسلام لانے پر ابھارنا معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر ایسے ہی ہوا کہ سیّدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور شرف صحابیت کی سعادت حاصل کی۔

(۳) آئمہ مساجد و خطباء حضرات کو خصوصاً ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے کہ ان کی تبلیغ میں بھی فرق اور مداہنت نہ آئے اور ان کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَةِ الشُّكْرِ

سجدہ شکر کا بیان

1578: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ أَمْرٌ فَسُرَّ بِهِ فَخَرَّ لِلَّهِ سَاجِدًا.

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو کوئی خوش خبری ملی تو آپ ﷺ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف بکار بن عبد العزیز ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا سَجْدَةَ الشُّكْرِ. وَبَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے اور وہ سجدہ شکر بجا لانے کا موقف رکھتے ہیں۔ اور بکار بن عبد العزیز بن ابی بکرہ "مقارب الحدیث" ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢/٤٧٥، الدارقطني: ١/٤١٠، المزي في تهذيب الكمال: ١١٧/١٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٧٧٤، سنن ابن ماجه: ١٣٩٤، مسند احمد: ٢٠٤٥٥

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کوئی خوشی نصیب فرمائیں تو زبان سے "الحمد للہ" کہنے کے ساتھ ساتھ سجدہ شکر بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ اس میں زیادہ عاجزی وانکساری کا اظہار ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمَانِ الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ

عورت اور غلام کی امان

1579: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَأْخُذُ لِلْقَوْمِ)). يَعْنِي تُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عورت اپنی قوم کے لیے مسلمانوں کے خلاف پناہ حاصل کر سکتی ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ.

اس باب میں سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَكَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ قَدْ سَمِعَ مِنَ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ کثیر بن زید نے ولید بن رباح سے سنا ہے اور ولید بن رباح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ اور وہ

ولید "مقارب الحدیث" ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قَدْ أَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ)).

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے اپنے سسرالی رشتے داروں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم نے اسے امان و پناہ دی جسے تو نے امان دی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَجَازُوا أَمَانَ الْمَرْأَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ أَجَازَا أَمَانَ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ.

اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ انہوں نے عورت کی امان کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے، دونوں حضرات نے عورت اور غلام کی امان کو جائز قرار دیا ہے۔

وَأَبُو مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ وَاسْمُهُ يَزِيدُ.

ابو صرہ عقیل بن ابی طالب کے آزاد کردہ غلام ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ام ہانی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اس کا نام یزید ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَجَازَ أَمَانَ الْعَبْدِ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے غلام کی امان کو جائز قرار دیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ)).

سیّدنا علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کی پناہ اور ذمہ ایک ہی ہے ان کا ادنیٰ شخص بھی پناہ دے سکتا ہے۔" (اور اسے باقی سب قبول کریں گے۔)

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ مَنْ أَعْطَى الأَمَانَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ جَائِزٌ عَلَى كُلِّهِمْ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کے ہاں اس کا معنی ہے کہ مسلمانوں میں سے جو کوئی امان دے دے تو وہ ان سب پر جائز ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٣٩٧٨، التحقيق الثاني، صحيح ابي داؤد: ٢٤٦٨، الصحيحة: ٢٠٤٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧٨٠، وابن عدی فی الکامل: ٢٠٨٨/٦، مستدرک حاکم: ١٤١/٢، سنن کبریٰ للبیهقی: ٩٤/٩

فوائد الحدیث: کوئی بھی مسلمان، کسی بھی کافر کو "امان" (حفاظت کی ضمانت) دے دے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی "امان" کو قبول کریں اور اس کی پابندی کریں، خواہ وہ عورت اور غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ بحیثیت مسلمان سب کے حقوق برابر ہیں۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَدْرِ

عہد شکنی کا بیان

1580: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْفَيْضِ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ فِي بِلَادِهِمْ حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا رَجُلٌ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ.

سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا، وہ ان کے ملکوں میں چلتے تھے، حتیٰ کہ معاہدہ کی مدت پوری ہو تو وہ ان پر حملہ کریں، تو اچانک دیکھا کہ ایک آدمی گھوڑے وغیرہ پر تھا اور وہ کہہ رہا تھا: ''اللہ اکبر'' ایفائے عہد کرو عہد شکنی نہ کرو۔

وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتَّى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ)). قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ.

وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے، سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اس عہد کو توڑے نہ اسے پختہ کرے (جس حال پر ہے اسے رہنے دے) حتیٰ کہ اس کی مدت گزر جائے یا برابری کی سطح پر وہ ان کی طرف پھینک دے۔'' راوی نے بیان کیا: (یہ حدیث سن کر) سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٤٦٤، اخرجه البيهقي: ٩/٢٣١، المزي في تهذيب الكمال: ٢٩/٣٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٧٥٩، سنن النسائی فی الکبری: ٨٧٣٢، مسند احمد: ١٧٠١٥، ابن حبان: ٤٨٧١

فوائد الحدیث: (۱) اسلام نے معاہدے کی پابندی کا حکم دیا ہے اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی تلقین کی ہے۔

(۲) معاہدے کی مدت ختم ہوتے فوراً حملہ کر دینا دھوکہ سمجھا گیا ہے جیسا کہ ہمارے عدالتی نظام میں اگر کوئی سٹے آرڈر ہو تو لوگ اس تاریخ کو رات کے بارہ بجے کا انتظار کرتے ہیں جونہی تاریخ تبدیل ہوتی ہے تو وہ اپنا کام کر گزرتے ہیں تاکہ صبح کو کوئی نیا آرڈر نہ آجائے۔ جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ معاہد قوم کو مشورہ کرنے، سوچنے اور نیا معاہدہ کرنے کے لیے کچھ وقت دینا چاہیے۔ آپ نیا معاہدہ نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں لیکن اس طرح فوراً حملہ کرنا مناسب نہیں، یہی اسلام کی تعلیمات ہیں۔

(۳) سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اسلام کی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے محبت اور اس کے اتباع کا بھی پتہ چلتا ہے کہ انہیں جبھی ایک شرعی حکم معلوم ہوا تو کوئی تاویل نہیں کی ''خبر واحد'' کہہ کر بھی اپنے لیے کوئی جواز نہیں نکالا بلکہ فوراً نا صرف کہ پیش قدمی روک دی بلکہ واپس بھی لوٹ آئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

28- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا ہوگا

1581: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''عہد شکن کے لیے قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسٍ.

اس باب میں سیّدنا علی، عبداللہ بن مسعود، ابو سعید خدری اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ حَدِيثِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ)). فَقَالَ لَا أَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مَرْفُوعًا.

اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوید عن ابی اسحاق عن عمارہ بن عمیر عن علی کی سند سے نبی ﷺ سے مروی روایت کے متعلق پوچھا کہ آپ ﷺ نے کہا: ''ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا ہے'' تو انہوں نے کہا: میں اس حدیث کو مرفوع نہیں جانتا۔

حکم الحدیث: (صحيح) (صحيح ابي داؤد: ٢٤٦١) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٥٩/١٢، البيهقي: ١٠٩/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۱۸۸، صحیح مسلم: ۱۷۳۵، سنن ابو داود: ۲۷۵۶، سنن النسائی: ۸۷۳۶ و ۸۷۳۷، مسند احمد: ٤٦٤٨، صحيح ابن حبان: ٧٣٤٢ و ٧٣٤٣

فوائد الحدیث: (۱) اسلام میں کسی بھی عہد کو توڑنے کی بڑی سخت وعید ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا دین لمن لا عهد له ''اس شخص کا کوئی دین نہیں جس کا کوئی عہد نہیں'' وہ عہد دو افراد یا قوموں، برادریوں اور ملکوں کے درمیان ہو۔ ہر ایک پر اس کے تقاضوں کے مطابق پابندی کرنا لازمی ہے۔

(۲) جو شخص عہد کی پابندی نہیں کرتا دنیا میں بھی وہ ذلیل ہوتا ہے کہ لوگ اس پر اعتبار نہیں کرتے اور وہ معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے۔ آخرت میں بھی ایسے شخص کے لیے ایسی علامت مقرر کر دی جائے گی کہ جس سے لوگوں میں تشہیر ہوگی کہ یہ شخص ''بد عہد'' ہے۔

(۳) اگر مخلوق کے ساتھ کیے ہوئے عہد کی اتنی اہمیت ہے تو پھر خالق و مالک کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو توڑنے کی کس قدر سخت سزا ہوگی۔ آج جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں انہیں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛ والا عہد یاد کرتے ہوئے اللہ کریم کی ذات اور اس کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے سے توبہ کرنی چاہیے۔ جو لوگ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ پڑھنے کے بعد بھی قبروں مزاروں پہ جا کر اپنی حاجات اور مشکلات کے لیے مُردوں کو پکارتے ہیں انہیں اس بد عہدی پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ جو لوگ التحیات لله والصلوٰت والطیبات کہنے کے بعد بھی غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دیتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں، قبروں پر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور یا

شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ جیسے شرکیہ وظائف پڑھتے ہیں انہیں آخرت میں ذلت ورسوائی سے بچنے کے لیے اسی دنیا میں شرکیہ اقوال وافعال کو چھوڑ کر عقیدہ توحید اپنانا چاہیے۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّزُولِ عَلَى الْحُكْمِ

حکم پر نزول / فیصلے کو ماننا

1582: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ رُمِيَ يَوْمَ الأَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوا أَكْحَلَهُ أَوْ أَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَرَكَهُ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو غزوہ احزاب کے موقع پر تیر لگا جس سے ان کے بازو کی رگ کٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے آگ کے ساتھ اسے داغ دیا تو ان کا ہاتھ پھول گیا آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر خون نکل آیا تو آپ ﷺ نے اسے دوسری بار داغ دیا تو ان کا ہاتھ پھول گیا، جب انہوں نے یہ صورت دیکھی تو دعا کی، اے اللہ! میری روح قبض نہ کرنا حتیٰ کہ تو بنو قریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی کر دے۔

فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَحَكَمَ أَنْ يُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَيُسْتَحْيَى نِسَاؤُهُمْ يَسْتَعِينُ بِهِنَّ الْمُسْلِمُونَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَصَبْتَ حُكْمَ اللهِ فِيهِمْ)). وَكَانُوا أَرْبَعِمِائَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمُ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ.

پس ان کی رگ رک گئی ایک قطرہ بھی نہ نکلا حتیٰ کہ انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو فیصل تسلیم کر لیا، آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھا جائے مسلمان ان کے ذریعے مدد حاصل کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔'' اور وہ چار سو افراد تھے، جب وہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کی رگ کھل گئی اور وہ وفات پا گئے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو سعید، اور عطیہ قرظی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (الارواء: ٣٨-٣٩) واخرجه ابن ابي شيبة: ٦٣/٨، ابو يعلى: ٢١٥٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٣٤٣ و ١٤٧٧٣، صحيح مسلم: ٢٢٠٨، سنن ابو داود: ٣٨٦٦، سنن ابن ماجه: ٣٤٩٤، سنن النسائي في الكبرى: ٨٦٧٩، صحيح ابن حبان: ٤٧٨٤ و ٦٠٨٣

فوائد الحدیث: (۱) بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا معاہدہ تھا کہ ہم دشمن

کے مقابلے میں آپ کے شانہ بشانہ آپ کی، مُسلمانوں کی اور مدینہ پاک کی حفاظت کریں گے۔ لیکن جنگ خندق کے موقعہ پر انہوں نے غداری کی اور مُسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ کوئی نقصان تو نہ پہنچا سکے لیکن پریشانی کا باعث ضرور بنے۔ جنگ خندق کے خاتمہ پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا تو بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ بنو قریظہ نے اوس قبیلے کے سردار سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم، جج اور قاضی تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو مُسلمانوں کے سپرد کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تمہیں قبول ہے تو ہمیں بھی منظور ہے۔ چنانچہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو لایا گیا تو انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں کو لونڈیاں بنایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو فیصلہ سعد رضی اللہ عنہ کا ہے وہی فیصلہ میرا بھی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے آکر اطلاع دی کہ جو فیصلہ زمین پر سعد رضی اللہ عنہ کا ہے وہی فیصلہ اللہ تعالیٰ کا آسمان پر ہے۔ چنانچہ ان کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ بچوں اور عورتوں کو چھوڑ دیا گیا۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھگڑے میں فریقین کسی بھی شخص کو اپنا جج اور قاضی مقرر کر سکتے ہیں اور اس کے فیصلے کو ماننے کے فریقین پابند ہوں گے۔

(۳) قاضی کو فیصلہ ہمیشہ عدل وانصاف سے کرنا چاہیے کسی فریق سے جانبداری یا عداوت کی وجہ سے ظالمانہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۴) ہر مُسلمان میں اتنی غیرت وحمیت ہونی چاہیے کہ وہ اسلام اور مُسلمانوں کے خلاف نہ تو اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر خود کوئی قدم اٹھائیں اور نا ہی کسی دوسرے کے ایسے اقدام کو برداشت کریں۔

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی یہ دینی، اسلامی غیرت وحمیت تھی کہ جب فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے عرش نے حرکت کی ہے۔ نیز ان کے جنازے میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔ آج جو لوگ وقتی مفادات، مال و دولت، عہدہ و منصب یا سرکاری پروٹوکول کی خاطر اپنے عقیدے، منہج و مسلک اور اسلامی شعائر تک کو قربان کر دیتے ہیں بلکہ مشرکین، مبتدعین اور روافض کے شانہ بشانہ ان کے شرک وبدعت اور رفض کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں انہیں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کا مطالعہ ضرور اور بار بار کرنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق

1583: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((اقْتُلُوا شُيُوخَ الْمُشْرِكِينَ وَاسْتَحْيُوا شَرْخَهُمْ)). وَالشَّرْخُ الْغِلْمَانُ الَّذِينَ لَمْ يُنْبِتُوا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ قَتَادَةَ نَحْوَهُ.

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مشرکوں کے بڑے (نوجوان) افراد کو قتل کرو اور ان کے نوعمر لڑکوں کو زندہ رکھو۔“

شرخ: ان بچوں کو کہتے ہیں جن کے زیر ناف بال نہ اگے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور حجاج بن ارطاۃ نے اسے قتادہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند قتادہ اور حسن بصری دونوں کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۲٦۷۰، مسند احمد: ۲۰۱٥٤

1584: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيلُهُ فَكُنْتُ مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخُلِّيَ سَبِيلِي.

سیّدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: بنو قریظہ کے دن ہمیں رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا گیا تو جس کے زیر ناف بال اگے تھے انہیں قتل کر دیا گیا اور جس کے بال نہیں اگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا، میں ان افراد میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ يَرَوْنَ الإِنْبَاتَ بُلُوغًا إِنْ لَمْ يُعْرَفِ احْتِلَامُهُ وَلَا سِنُّهُ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جب کسی کا احتلام معلوم ہو نہ اس کی عمر تو وہ بال اگنے کو بالغ ہونا سمجھتے ہیں۔ یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٤٦٨، ابن الدارمي: ٢٤٦٧، ابن الجارود: ١٠٤٥، الحاكم: ١٢٣/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٤٠٤ و ٤٤٠٥، سنن ابن ماجه: ٢٥٤١ و ٢٥٤٢، سنن النسائي: ١٥٥/٦ و ٩٢/٨، مسند احمد : ١٨٧٧٦، صحيح ابن حبان: ٤٧٨٠۔ ٤٧٨٣ و ٤٧٨٨

فوائد الحدیث: جن بچوں کی عمر معلوم نہ ہو اور انہیں احتلام بھی نہ ہوا ہو تو ان کی بلوغت کی علامت زیر ناف بالوں کا اگنا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۸۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلْفِ

حلف و معاہدہ / حلیف

1585: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ ((أَوْفُوا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ يَعْنِي الإِسْلَامَ إِلَّا شِدَّةً وَلَا تُحْدِثُوا حِلْفًا فِي الإِسْلَامِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ”دور جاہلیت کے حلف / معاہدے کو پورا کرو کیونکہ اسلام اس کو مضبوط ہی کرتا ہے اور تم اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ.

اس باب میں عبدالرحمٰن بن عوف، ام سلمہ، جبیر بن مطعم، ابوہریرہ، ابن عباس، قیس بن عاصم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) تخريج المشكاة المصابيح: ٣٩٨٣ التحقيق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٦٩٢

فوائد الحدیث: (۱) ایک دوسرے کے ساتھ مدد و تعاون کا معاہدہ ہو سکتا ہے، ایسا کوئی باہمی معاہدہ کرنے والوں کو "حلیف" کہا جاتا ہے لیکن یہ تعاون جائز امور میں ہونا چاہیے، غیر شرعی و غیر اخلاقی معاملات میں نہ کوئی معاہدہ کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کی پاسداری۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ (المائدہ:۲)

"نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں تعاون کرو، گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو"۔

(۲) زمانہ جاہلیت کے معاہدوں کو بھی پورا کرنے کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔

(۳) مسلمان ہونے کے بعد اگر کوئی باہمی معاہدہ نہ بھی ہو تب بھی ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنی چاہیے کہ اسلام بذات خود اخوت و مودت کا دین ہے۔

31- بَابُ فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْمَجُوسِ

مجوسیوں سے جزیہ لینا

1586: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَلَى مَنَاذِرَ فَجَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ انْظُرْ مَجُوسَ مَنْ قِبَلَكَ فَخُذْ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ.

بجالہ بن عبدہ نے بیان کیا، میں مناذر پر جزء بن معاویہ کا سیکرٹری تھا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہمارے پاس آیا: تمہاری طرف جو مجوسی ہیں انہیں دیکھو اور ان سے جزیہ لو، کیونکہ سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء:۱۲٤۹، اخرجه ابو عبيده في الاموال: ۷۷، البزار: ۱۰٦۰، البغوي: ۲۷۵۰

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۱۵٦ و ۳۱۵۷، سنن ابو داود: ۳۰٤۳، سنن النسائی: ۸٦۷۸، مسند احمد: ۱٦۵۷

1587: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ بَجَالَةَ أَنَّ عُمَرَ كَانَ لَا يَأْخُذُ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى أَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ.

بجالہ نے بیان کیا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوس سے جزیہ نہیں لیا کرتے تھے حتیٰ کہ سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی ﷺ نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا تھا۔

وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔ (یعنی تفصیل ہے)

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۱۵٦ و ۳۱۵۷، سنن ابو داود: ۳۰٤۳، سنن النسائی: ۸٦۷۸، مسند احمد: ۱٦۵۷

1588: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ وَأَخَذَهَا عُمَرُ مِنْ فَارِسَ وَأَخَذَهَا عُثْمَانُ مِنَ الْفُرْسِ.

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فارس سے اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے فرس سے لیا تھا۔

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ هُوَ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

میں نے اس کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ مالک عن الزہری کی سند سے نبی ﷺ سے ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

تخریج الحدیث: ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے۔ مزی نے تحفۃ الاشراف میں اس کو نقل نہیں کیا۔

فوائد الحدیث: جو کافر، مسلمان ممالک میں اسلامی شعائر کا احترام اور ان ممالک کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے رہ رہے ہوں اور مسلمان حکومتیں ان کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں تو ان کفار سے خواہ وہ عیسائی یہودی ہوں یا مجوسی وغیرہ ان سے جذیہ لیا جائے گا۔ خواہ وہ عرب میں ہوں یا عجم میں۔

32- بَابُ مَا يَحِلُّ مِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمیوں کے اموال میں سے کیا حلال ہے

1589: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَمُرُّ بِقَوْمٍ فَلَا هُمْ يُضَيِّفُونَا وَلَا هُمْ يُؤَدُّونَ مَا لَنَا عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ وَلَا نَحْنُ نَأْخُذُ مِنْهُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنْ أَبَوْا إِلَّا أَنْ تَأْخُذُوا كَرْهًا فَخُذُوا)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں کہ وہ ہماری ضیافت کرتے ہیں نہ وہ ہمیں ہمارا حق ادا کرتے ہیں اور نہ ہی ہم ان سے حاصل کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ انکار کریں اِلّا یہ کہ تم زبردستی لو تو (زبردستی) لے لو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَيْضًا.

اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے۔

وَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَخْرُجُونَ فِي الْغَزْوِ فَيَمُرُّونَ بِقَوْمٍ وَلَا يَجِدُونَ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَشْتَرُونَ بِالثَّمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ أَبَوْا أَنْ يَبِيعُوا إِلَّا أَنْ تَأْخُذُوا كَرْهًا فَخُذُوا)). هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ مُفَسَّرًا

اس حدیث کا معنی ہے کہ وہ جہاد کے لیے نکلتے تھے اور وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرتے کہ وہ کھانے کی کوئی چیز نہ پاتے جسے وہ قیمتاً خرید لیتے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ بیچنے سے انکار کر دیں اور تم صرف زبردستی لے سکو تو لے لو۔“ بعض احادیث میں اس طرح واضح طور پر روایت کیا گیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضى الله عنه أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِنَحْوِ هَذَا.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کا حکم دیا کرتے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٧٤٥، شرح المعاني: ٤/٢٤٢، البغوي: ٣٠٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٦١، صحیح مسلم: ١٧٢٧، سنن ابو داود: ٣٧٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٦٧٦،مسند احمد : ١٧٣٤٥۔ صحيح ابن حبان: ١٧٣٤٥

فوائد الحدیث: (۱) آنے جانے والے مسافروں کے ساتھ حسن سلوک اور انہیں کھانے پینے کی سہولت میسر کرنا ایک اخلاقی فریضہ ہے۔

(۲) مسافروں کو اپنے اخراجات سے سفر میں اپنی ضروریات کو پورا کرنا چاہیے۔

(۳) لیکن اگر کوئی چیز کھانا وغیرہ قیمتاً نہیں مل رہا، یا جس کے پاس ہے وہ کسی مذہبی یا قومی تعصب وعداوت کی وجہ سے فروخت نہیں کر رہا، جبکہ اسے حاصل کرنا مجبوری ہو تو پھر زبردستی بھی وہ چیز حاصل کی جاسکتی ہے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهِجْرَةِ

ہجرت کا بیان

1590: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”فتح (مکہ) کے بعد کوئی ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت (باقی) ہے، جب تمہیں کوچ کرنے کے لیے کہا جائے تو کوچ کرو۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَ عَبْدِاللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ.

اس باب میں ابو سعید، عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ نَحْوَ هَذَا.

سفیان ثوری نے اسے منصور بن معتمر سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٥١٥، ابن الجارود: ٥٠٩، البيهقي: ٥/١٩٥، البغوي: ٢٠٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٣٤۔ صحیح مسلم: ١٣٥٣ص: ١٤٨٧(٨٥) سنن ابو داود: ٢٤٨٠، سنن النسائی: ١٤٦/٧، مسند احمد : ١٩٩١، صحيح ابن حبان: ٣٧٢٠ و ٤٥٩٢

فوائد الحدیث: (۱) ہجرت کرنا بہت بڑی نیکی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان الهجرة تهدم ما كان قبلها (مسلم ص ۱/۷۶، کتاب الایمان) ”ہجرت اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے“۔

آج بھی اگر اس کی ضرورت پیش آجائے تو دین اسلام پر عمل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہجرت کی جاسکتی ہے۔

(۲) فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں، اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اب مکہ میں چونکہ اسلامی حکومت قائم ہوگئی ہے اس لیے اب مکہ سے

ہجرت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اب یہاں مسلمانوں پر ظلم نہیں ہوگا۔ یا پھر یہ ہے کہ مکہ فتح ہونے کے بعد پورے عرب پر اسلام کا بول بالا ہو گیا تو اب ہجرت کی ضرورت ہی نہیں۔

(۳) جہاد اور دیگر دینی امور کی خاطر ہر مسلمان کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے اور جب انہیں اس کے لیے حکم دیا جائے تو فوری اس کی تعمیل کریں۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کی بیعت کرنا

1591: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح: ١٨) قَالَ جَابِرٌ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کر رہے تھے۔'' کی تفسیر میں فرمایا: ہم نے اس پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم بھاگیں گے نہیں اور ہم نے موت پر آپ ﷺ کی بیعت نہیں کی۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ وَابْنِ عُمَرَ وَعُبَادَةَ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

اس باب میں سلمہ بن اکوع، ابن عمر، عبادہ اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ أَبُو سَلَمَةَ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث عیسیٰ بن یونس عن اوزاعی عن یحییٰ بن ابو کثیر کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ جابر بن عبداللہ نے کہا: اس میں ابو سلمہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند یحییٰ بن ابی کثیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٥٦ ، ٦٧ و ٦٨، سنن النسائي: ٧/ ١٤٠-١٤١، مسند احمد : ١٤١١٤ و ١٤٨٢٣، صحيح ابن حبان: ٤٨٧٥

1592: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے حدیبیہ کے دن کس چیز پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: موت پر۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار: ٥٧٧٣، البيهقي: في الدلائل: ٤/ ١٣٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٩٦٠، صحیح مسلم: ١٨٦٠، سنن النسائی: ٧/ ١٤١، مسند احمد : ١٦٥٠٩

فوائد الحدیث: (۱) حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کو جب اطلاع ملی کہ مکہ والوں نے سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی کہ ہم سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں گے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے بیعت کی کہ ہم میدان جنگ سے بدلہ لیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ کسی نے کہا ہم مرتے دم تک لڑیں گے۔ کسی نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے سامنے سے ہٹیں گے نہیں، وغیرہ۔ مقصد سب کا ایک ہی تھا کہ یا سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں گے یا پھر اپنی جانیں بھی قربان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیعت کرنے والوں کے لیے اپنی رضا کا اعلان فرمادیا: لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الایۃ (الفتح۔۱۸) اس وجہ سے اسے "بیعت رضوان" بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) بعد ازاں یہ خبر، افواہ ثابت ہوئی اور لڑنے کی نوبت ہی نہ آئی بلکہ کفار مکہ سے ایک معاہدے کے تحت رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

(۳) اس میں سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان بھی واضح ہوتی ہے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے علم غیب کی نفی بھی ہو جاتی ہے کہ اگر آپ ﷺ غیب جانتے ہوتے تو ایک افواہ پر اپنے صحابہ کرام سے بیعت نہ لیتے۔

1593: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَيَقُولُ لَنَا ((فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم سمع و اطاعت پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کیا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ ہمیں فرماتے: "جس میں تم استطاعت رکھو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٦٠٦، اخرجه مالك: ٨٩٥، البيهقي: ٨/١٤٥، البغوي: ٢٤٥٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۷۲۰۲، صحیح مسلم: ۱۸۶۷، سنن ابو داود: ۲۹۴۰، سنن النسائی: ۷/۱۵۲، مسند احمد: ۴۵۶۵، صحیح ابن حبان: ۴۵۴۸ و ۴۵۴۹ و ۴۵۵۲ و ۴۵۵۷ و ۴۵۶۱ و ۴۵۶۵

فوائد الحدیث: (۱) امیر یا حاکم کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت بھی ہو سکتی ہے لیکن دو شرائط کے ساتھ

۱۔ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجهاد) کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی میں امیر یا حاکم کی اطاعت نہیں ہوگی۔

۲۔ فیما استطعتم کہ اپنی طاقت اور بساط کے مطابق فرمانبرداری کریں گے جو ممکن نہ ہو اس کا وعدہ اور بیعت نہیں۔

(۲) اس حدیث سے پیری، مریدی والی بیعت جو آجکل وبا کی شکل میں پھیلی ہوئی ہے کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں بلکہ فیما استطعتم کے الفاظ سے اس کا رد ہوتا ہے۔ اس لیے بھی کہ یہ پیری، مریدی کی بیعت، تقلیدی جمود کی بدترین شکل ہے۔

1594: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ إِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی موت پر بیعت نہیں کی، ہم نے تو اس پر آپ ﷺ کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

نَفِرَّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ قَدْ بَايَعَهُ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَى الْمَوْتِ وَإِنَّمَا قَالُوا لَا نَزَالُ بَيْنَ يَدَيْكَ حَتَّى نُقْتَلَ وَبَايَعَهُ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا نَفِرُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دونوں حدیثوں کا معنی صحیح ہے آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ حضرات نے موت پر آپ ﷺ کی بیعت کی انہوں نے کہا: ہم آپ ﷺ کے آگے رہیں گے جب تک ہم شہید نہ کر دیے جائیں، جبکہ دوسرے حضرات نے آپ ﷺ کی بیعت کی تو انہوں نے کہا: ہم فرار نہیں ہوں گے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ١٨٣٨، البيهقي: ٥/٢٣٥، وفي الدلائل النبوة: ٤/٣٤٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٨٥٦ ، ٦٧ و ٦٨، سنن النسائی: ٧/١٤٠-١٤١، مسند احمد : ١٤١١٤ و ١٤٨٢٣، صحيح ابن حبان: ٤٨٧٥

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۵۹۱، ۱۵۹۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَكْثِ الْبَيْعَةِ

بیعت توڑنا

1595: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: ایک وہ شخص جس نے امام کی بیعت کی اگر اس نے اسے دیا تو اس نے اس کے لیے بیعت کو پورا کیا، اور اگر اس نے اسے نہ دیا تو اس نے بیعت کو پورا نہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو عوانه: ١/٤١، الطبراني في الاوسط: ١٨٨٤، البيهقي في السنن ٥/٣٣٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٣٥٨، صحيح مسلم: ١٠٨، سنن ابو داود: ٣٤٧٤و ٣٤٧٥، سنن ابن ماجه: ٢٢٠٧ و ٢٨٧٠، سنن النسائی: ٧/٢٤٦-٢٤٧، مسند احمد : ٧٤٤٢

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص شرعی امور جہاد وغیرہ میں بیعت کر کے بلا عذر شرعی توڑ دیتا ہے اس کے لیے سخت وعید ہے کہ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی شفقت و رحمت بھرے کلام سے محروم ہو جائے گا، نیز وہ گناہوں سے بھی پاک صاف نہیں ہو سکے گا۔

(۲) مومن آدمی کو ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کرنا چاہیے اپنے ذاتی دنیاوی مفادات کے ساتھ مشروط نہیں کرنا چاہیے۔ یہی حکم بیعت کا بھی ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ الْعَبْدِ

غلام کی بیعت

1596: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بِعْنِيهِ)). فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام آیا اس نے ہجرت پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، نبی ﷺ نہیں جانتے تھے کہ وہ غلام ہے، اس کا مالک آیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔'' پس آپ ﷺ نے اسے دو سیاہ فام غلاموں کے بدلے میں خرید لیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کسی کی بیعت نہ لی حتیٰ کہ اس سے پوچھ لیتے کیا وہ غلام ہے۔''

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزُّبَيْرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن غریب صحیح ہے ہم اسے صرف ابو زبیر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البيهقي: ٥/٢٨٧ و ٩/٢٣٠، نیز دیکھیں حدیث:۱۲۳۹

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١٩٥، سنن ابو داود: ٣٣٥٨، سنن ابن ماجه: ٢٨٦٩، سنن النسائي: ٧/١٥٠ و ٢٩٢-٢٩٣، مسند احمد : ١٤٧٧٢

فوائد الحدیث: (۱) غلام چونکہ اپنے معاملات میں خود مختار نہیں بلکہ اپنے مالک کی رضامندی کا محتاج ہے اس لیے اس سے ہجرت سمیت کسی بھی ایسے کام کی بیعت نہیں لی جاسکتی جس میں مالک کا نقصان ہو، البتہ انفرادی نیکی مثلاً نماز کی پابندی، سچ بولنا وغیرہ پر بیعت ہو سکتی ہے۔

(۲) غلاموں کی خرید و فروخت کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے۔ تفصیل کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔؛

(۳) رسول اللہ ﷺ علم غیب نہیں جانتے تھے ورنہ اس سے بیعت نہ لیتے۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعَةِ النِّسَاءِ

خواتین کی بیعت

1597: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ أُمَيْمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ تَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ

ابن منکدر سے روایت ہے انہوں نے امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، تو آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''ان امور

وَأَطَقْتُنَّ)). قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِأَنْفُسِنَا. قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! بَايِعْنَا. قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِي صَافِحْنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ)).

میں جن کی تم استطاعت اور طاقت رکھتی ہو۔" میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم سے بَیعت لیں، سفیان (راوی) نے بیان کیا: ان کی مراد تھی کہ ہم سے مصافحہ کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا سو عورتوں سے کہنا میرے ایک عورت سے کہنے کی طرح ہے۔" (زبانی ہی بَیعت کافی ہے)

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، عبداللہ بن عمر اور سماء بنت یزید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم اسے صرف محمد بن منکدر کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ نَحْوَهُ.

امام سفیان ثوری، مالک بن انس اور کئی ایک محدثین نے یہ حدیث محمد بن منکدر سے اسی طرح بیان کی ہے۔

قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ لِأُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ. وَأُمَيْمَةُ امْرَأَةٌ أُخْرَى لَهَا حَدِيثٌ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کی صرف اسی حدیث کو جانتا ہوں، ایک اور امیمہ ہیں ان کی رسول اللہ ﷺ سے حدیث ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٨٩٧، الدارقطني: ١٤٧/٤، الحاكم: ٧١/٤، البيهقي: ١٤٦/٨،

تخريج الحديث: سنن ابن ماجه: ٢٨٧٤، سنن النسائي: ١٤٩/٧ و ١٥٢، مسند احمد: ٢٧٠٠٦، صحيح ابن حبان: ٤٥٥٣

فوائد الحديث: (۱) "بَیعت" بھی ایک عہد اور وعدہ ہے جو زبانی کلامی بھی ہو سکتا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بھی، جیسا کہ ہمارے ہاں لوگ بات کو پختہ کرنے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ جب مردوں سے بَیعت لیتے تو ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اور جب خواتین بَیعت کے لیے آتیں تو آپ ﷺ صرف زبان سے کلمات دھرانے کو ہی کافی سمجھتے، کیونکہ آپ ﷺ غیر محرم عورت کو چھونا تو درکنار اس کا ہاتھ دیکھنا بھی ناپسند کرتے تھے۔

(۳) آج کل جو گدی نشینوں نے مزاروں پر مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں وہ خواتین کے ساتھ دعا یا دم کرنے کے بہانے جو سلوک کرتے ہیں انہیں اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنی چاہیے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ أَصْحَابِ أَهْلِ بَدْرٍ

اصحاب بدر کی تعداد کا بیان

1598: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ كَعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً.

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ بدر کے موقع پر ہم اصحاب بدر کے بارے میں بات چیت کرتے تھے کہ وہ اصحاب طالوت کی طرح تین سو تیرہ ہیں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ثوری وغیرہ نے اسے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ۱۹/۲، ابن ابي شيبة: ۳۸۲/۱٤، البيهقي في الدلائل: ۳٦/۳

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۹۵۷، سنن ابن ماجه: ۲۸۲۸، مسند احمد : ۱۸۵۵۵، صحیح ابن حبان: ٤۷۹٦

فوائد الحدیث: (۱) ”سیّدنا طالوت علیہ السلام“ کا واقعہ قرآن مجید کے دوسرے پارے کے آخری رکوع میں موجود ہے کہ جب وہ اپنے لشکر کو لے کر کفار کے کمانڈر جالوت اور اس کی فوج کے مقابلے میں نکلے تو راستے میں ایک نہر سے گزرنا تھا، ”طالوت علیہ السلام“ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے لہٰذا کوئی شخص بھی اس نہر سے پانی نہ پیئے، اگر ضروری ہو تو صرف ایک چلو ہی پینا اس سے زیادہ نہیں۔ لیکن جب وہ نہر پر پہنچے تو چند ایک لوگ تھے جنہوں نے پانی یا تو پیا ہی نہیں، اگر پیا تو صرف اجازت کے مطابق ایک چلو پر ہی اکتفا کیا۔ باقی سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سب کے سب بزدل ہو گئے اور میدان جہاد سے واپس آ گئے، صرف یہ تین سو تیرہ تھے جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا انہوں نے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ فتح یاب ہو کر واپس لوٹے۔ اس لشکر میں ”سیّدنا داود علیہ السلام“ بھی موجود تھے، انہوں نے ہی کفار کے کمانڈر ”جالوت“ کو قتل کیا تھا۔

(۲) جنگ بدر میں بھی کفار کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔

ان کے نام اور تعارف، مشہور سیرت نگار حضرت مولانا علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”اصحاب بدر“ میں بیان فرمائے ہیں۔ اہل ذوق کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُمُسِ

خمس کا بیان

1599: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ ((آمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ)). قَالَ وَفِي

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے وفد سے فرمایا: ”میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم مال غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ) ادا کرو۔“

الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.
اس حدیث میں ایک مفصل واقع ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.
قتیبہ کہتے ہیں حماد بن زید نے ابو جمرہ عن ابن عباس کی سند سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) مختصر البخاري: ٤٠، الايمان لابي عبيد: ١/٥٩، اخرجه ابن خزيمه: ٣٠٧

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٥٣، صحيح مسلم: ١٧، سنن ابو داود: ٣٦٩٢ و ٣٦٧٧، سنن النسائی: ٨/٣٢٢-٣٢٣، مسند احمد: ٢٠٢٠، صحيح ابن حبان: ١٥٧ و ١٧٢

فوائد الحديث: (ا) مُسلمانوں کو جو مال کفار سے جنگ میں فتح کے بعد حاصل ہو اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے، اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کے لیے الگ کیا جاتا ہے، باقی چار حصے اس جنگ میں شریک مجاہدین میں تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ وہ جو پانچواں حصہ الگ کیا جاتا ہے اسے "خُمس" کہتے ہیں۔ جس کی تفصیل قرآن مجید کے دسویں پارے کے شروع میں موجود ہے۔

(ا) اس حدیث میں قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی مدینہ منورہ آمد کی تفصیل ہے۔ وہ یوں کہ اس وفد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ کے پاس آزادانہ نہیں آ جا سکتے کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار کا قبیلہ "مُضر" رکاوٹ ہے، ہم صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں، لہٰذا آپ ہمیں اسلام کے احکامات کے متعلق آگاہ فرما دیں تاکہ ہم خود بھی عمل کریں اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو جو یہاں نہیں آئے انہیں بھی آگاہ کر دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے جن چار چیزوں کا حکم فرمایا وہ یہ ہیں۔

(ا) کلمہ شہادت۔ (۲) اقامت صلوٰۃ۔ (۳) ادائے زکوٰۃ۔ (۴) اور خُمس نکالنا اور آپ ﷺ نے چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

ا۔ "الدباء"۔ کدو کا برتن۔

۲۔ "الحنتم" مٹکا۔

۳۔ "المزفت"۔ تارکول والا برتن۔

۴۔ "النقير"۔ لکڑی کا برتن۔

یہ چار قسم کے برتن چونکہ شراب تیار کرنے میں استعمال ہوتے تھے اس لیے ان سے خصوصی طور پر منع فرمایا، (ان برتنوں کی مکمل تفصیل ابواب الاشربہ، حدیث نمبر ۱۸۶۸ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں)۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النُّهْبَةِ

مال غنیمت لوٹنا

1600: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جلد باز حضرات نے پیش

رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَقَدَّمَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا مِنَ الْغَنَائِمِ فَاطَّبَخُوا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أُخْرَى النَّاسِ فَمَرَّ بِالْقُدُورِ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ.

قدمی کی اور انہوں نے مال غنیمت لوٹنے میں جلدی کی اور کھانا پکانے لگے جبکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ پیچھے تھے، آپ ہانڈیوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان کے متعلق حکم فرمایا تو انہیں الٹا دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے ان میں مال غنیمت تقسیم کیا آپ ﷺ نے اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبِيهِ.

امام ترمذی نے کہا: سفیان ثوری نے اسے اپنے والد کے حوالے سے عبایہ عن جدہ رافع بن خدیج کی سند سے ذکر کیا، اور انہوں نے اس میں اپنے والد کا ذکر نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ. وَهَذَا أَصَحُّ وَعَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ سَمِعَ مِنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

یہی حدیث ہم کو محمود بن غیلان نے وکیع عن سفیان کی سند سے بیان کی اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ عبایہ بن رفاعہ نے اپنے دادا رافع بن خدیج سے سنا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ وَأَنَسٍ وَأَبِي رَيْحَانَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ.

اس باب میں ثعلبہ بن حکم، انس، ابو ریحانہ،، ابو درداء، عبدالرحمن سمرہ، زید بن خالد، جابر، ابوہریرہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم و دیگر سے بھی روایت ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) متفق عليه

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٤٨٨، صحيح مسلم: ١٩٦٨، ٢١، سنن ابو داود: ٢٨٢١، سنن ابن ماجه: ٣١٣٧ و ٣١٨٣، سنن النسائی ١٩١-١٩٢ و ٢٢١، مسند احمد : ١٧٢٦٣، صحيح ابن حبان: ٤٨٢١ و ٥٨٨٦

فوائد الحديث: (۱) ماں غنیمت چونکہ معرکے میں شریک تمام مسلمان مجاہدین کا حق ہے اور پھر اس میں سے "خُمس" بھی نکالنا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی مجاہد اس کو تقسیم سے پہلے اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو سپہ سالار انہیں مالی طور پر جرمانہ وغیرہ کر سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے ہنڈیاں انڈیل دینے کا حکم صادر فرمایا۔

(۲) ایک اونٹ کے بدلے دس بکریوں کی تقسیم اس وقت کی قیمت اور موقعہ مناسبت کے لحاظ سے تھی۔ اونٹ اور بکریوں کی کیفیت کے لحاظ سے اس میں کمی بیشی کی گنجائش موجود ہے۔

1601: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مال غنیمت کو لوٹا وہ ہم میں سے نہیں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) (المشكاة: ٢٩٤٧، التحقيق الثاني) اخرجه عبد بن حميد: ١٢٥٣، ابو داؤ: ٣٢٢٢

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٢٤٢٢، صحيح ابن حبان: ٣١٤٦

فوائد الحدیث: مال غنیمت کے علاوہ کسی دوسرے کے مال کو دھونس دھاندلی اور طاقت کے بل بوتے پر ظلم کرتے ہوئے چھین لینا بہت بڑا جرم اور فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے فلیس منا "وہ ہم میں سے نہیں" کی وعید سنائی۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کو سلام کرنا

1602: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو، جب تم ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اسے اس کے تنگ ترین حصے کی طرف مجبور کر دو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، انس اور صحابی رسول ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ ((لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى)).

اس حدیث "یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو" کا

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا مَعْنَى الْكَرَاهِيَةِ لِأَنَّهُ يَكُونُ تَعْظِيمًا لَهُ وَإِنَّمَا أُمِرَ الْمُسْلِمُونَ بِتَذْلِيلِهِمْ وَكَذَلِكَ إِذَا لَقِيَ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَلَا يَتْرُكُ الطَّرِيقَ عَلَيْهِ لِأَنَّ فِيهِ تَعْظِيمًا لَهُمْ.

معنی: بعض اہل علم نے کہا اس کا معنی کراہت ہے، یہ ان کے لیے تعظیم ہوگی۔ مسلمانوں کو تو ان کی تذلیل کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح جب ان میں سے کوئی راستے میں ملے تو وہ اس کے لیے راستہ نہ چھوڑے کیونکہ اس میں ان کے لیے تعظیم ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧٠٤، الارواء: ١٢٧١، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ١١٠٣، البيهقي: ٢٠٣/٩

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٢١٦٧، سنن ابو داود: ٥٢٠٥، مسند احمد : ٧٥٦٧، صحيح ابن حبان: ٥٠٠ و ٥٠١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الفتح ٢٨)

"اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمائے"۔

پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد عزت و اکرام کا حق دار بھی مومن مسلمان کو ہی گردانا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون۔٨) "عزت، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہی ہے"۔ اس لیے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس پر ایمان لانے والے، اسلام کو ماننے والے دنیاوی معاشرے میں بھی عزت و وقار کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ اسی لیے مسلمانوں کو کفار

کی تعظیم وتوقیر کرنے سے منع فرمادیا کہ ایک تو تم نے انہیں سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی، دوسرا راستے میں چلتے ہوئے ان کے لیے بطور تعظیم کے راستہ نہیں چھوڑنا تاکہ وہ تکبّر وغرور کرتے ہوئے اپنے آپ کو مُسلمانوں سے برتر نہ سمجھیں۔

(۲) مُسلمانوں کو کبھی بھی اپنے قول وفعل اور عمل وکردار سے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس میں غیر مسلموں کا ادب واحترام پایا جائے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ جا بے جا ان کی بے عزتی کی جائے اور تحقیر کا نشانہ بنایا جائے۔ انسانیت کے ناطے وہ جس سلوک کے مستحق ہیں وہ روا رکھا جائے۔

(۳) کفار کو پہلے سلام نہیں کہنا بلکہ جب وہ سلام کہیں تو انہیں صرف "وعلیکم" کے ساتھ جواب دینا ہے، البتہ اگر کہیں مجبوری ہو تو پھر انہیں سلام کہنے کی بجائے کسی بھی مناسب الفاظ سے مخاطب کیا جاسکتا ہے مثلاً: کیا حال ہے، ٹھیک ہو، وغیرہ۔

1603: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی یہودی تمہیں سلام کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: ((السام علیکم)) (تم پر موت ہو)، پس کہو: تم پر۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ۱۱۲/۵، اخرجه مالك: ۲۰۲۱، الحميدى: ٦٥٦، الدارمي: ٢٦٣٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاري: ٦٢٥٧، صحيح مسلم: ٢١٦٤، سنن ابو داود: ٥٢٠٦، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٧٨ و ٣٧٩ و ٣٨٠، مسند احمد: ٤٥٦٣، صحيح ابن حبان: ٥٠٢

فوائد الحدیث: (۱) کافر سارے کے سارے ہی مُسلمانوں کے دشمن اور نفرت کرنے والے ہیں لیکن یہودی اپنی بد خصلتوں کی وجہ سے اس معاملے میں باقی کفار سے کوئی دو ہاتھ آگے ہی تھے۔ چنانچہ جب وہ مُسلمانوں کو ملتے تو کہتے السام علیکم "تمہیں موت آئے" یعنی السلام علیکم کہہ کر سلامتی کی دعا دینے کی بجائے موت کی بددعا دیتے جب انہیں توجہ دلائی جاتی تو کہتے نہیں، نہیں ہم نے سلام کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان یہودیوں سے الجھنے کی بجائے ان کے جواب میں صرف وعلیکم "اور تم پر بھی" کہہ کر جواب دے دو کہ جو چیز تم ہمارے لیے مانگ رہے ہو، وہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی نصیب کرے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی آپ کے کریمانہ اخلاق عالی کا مظہر اور آپ ﷺ کی مدبرانہ فہم وفراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم، فداہ ابی وامی وروحی وجسدی وعرضی وکل شئی عندی۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُقَامِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے درمیان قیام کرنے کی ممانعت

1604: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً إِلَى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، لوگوں نے سجدوں کے ساتھ پناہ لی تو انہوں نے انہیں قتل کرنے میں جلدی کی،

نَاسٌ بِالسُّجُودِ فَأَسْرَعَ فِيهِمُ الْقَتْلُ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ ((أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! وَلِمَ قَالَ ((لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا)).

نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کے لیے نصف دیت کا حکم دیا اور فرمایا: ''میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان / ہاں قیام کرے۔'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیوں؟ فرمایا: ''دونوں (مسلمانوں اور مشرکوں) کی آگ ایک دوسرے کو دکھائی نہ دے (درمیان میں اتنا فاصلہ ہونا چاہیے)۔''

حكم الحديث: (صحيح دُوْنَ الْأَمْرِ بِنِصْفِ الْعَقْلِ) آدھی دیت کا حکم دینے کے علاوہ باقی روایت صحیح ہے۔ الارواء: ١٢٠٧، صحيح ابى داؤد: ٢٣٧٧

تخريج الحديث: اخرجه المصنف فى معجم الكبير: ٢/٦٨٦، سنن ابو داود: ٢٦٤٥، شرح مشكل الآثار: ٣٢٣٣، ومعجم الكبير للطبرانى: ٢٢٦١ و ٢٢٦٢ و ٢٢٦٤، سنن كبرىٰ للبيهقى: ٨/١٣١ و ٩/١٢-١٣ و ١٤٢

1605: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَرِيرٍ. وَهَذَا أَصَحُّ.

عبدہ نے اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم کی سند سے ابو معاویہ کی روایت کے مثل بیان کیا۔ اور انہوں نے اس میں عن جریر کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمُرَةَ.

اس باب میں سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ إِسْمَاعِيلَ قَالُوا عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ جَرِيرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسماعیل کے اکثر شاگردوں نے یوں بیان کیا: عن اسماعیل عن قیس بن ابی حازم کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ انہوں نے اس میں عن جریر کا ذکر نہیں کیا۔

حكم الحديث: (صحيح) گذشتہ حدیث ۱۶۴ اور اس میں ابو معاویہ مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔ ضعيف الترمذي: ٢٧٣

تخريج الحديث: سنن ابوداؤد: ٢٧٨٧

فوائد الحديث: (۱) مسلمانوں کو غیر مسلموں میں مستقل سکونت اختیار نہیں کرنی چاہیے تاکہ جب کہیں مسلمان جہاد کرتے ہوئے کفار پر حملہ آور ہوں تو ان مسلمانوں کا نقصان نہ ہو۔

(۲) ''لا ترايا نارا هما'' اس کا ایک مفہوم تو متن میں ترجمے سے واضح ہے کہ مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے اس قدر دور رہنا چاہیے کہ اگر وہ آگ جلائیں تو اس کی روشنی کو نہ دیکھ سکیں۔

۲۔ دوسرا اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار نہ کریں، چونکہ اس میں زیادہ خطرہ مسلمانوں کی ثقافت کو ہے اس لیے انہیں دور رہنے کا حکم فرمایا تاکہ ان کے رسم و رواج اور عادات و اطوار سے مسلمان متاثر نہ ہوں۔

(۳) اگر مسلمان اپنی الگ پہچان رکھیں کہ ہر حالت میں مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز ہو سکے تو پھر دینی و ملکی مفاد جیسے دعوت و تبلیغ وغیرہ کی خاطر کفار کے ممالک میں رہائش رکھنے کی گنجائش ہے۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ

یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکالنا

1606: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللهُ لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں زندہ رہا تو یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔ ان شاء اللہ“

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٩٩٨٥، البزار: ٢٢٩، الحاكم: ٤/٢٧٤، البيهقي: ٩/٢٠٧

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٧٦٧، سنن ابو داود: ٣٠٣٠و ٣٠٣١، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٨٦۔ مسند احمد: ٢٠١، صحیح ابن حبان: ٣٧٥٣

1607: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَلَا أَتْرُكُ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا اور میں اس میں صرف مسلمان شخص کو ہی دینے دوں گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ١١٣٤۔ تخریج کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث گزشتہ۔

تخریج الحدیث:

فوائد الحدیث: (۱) جزیرۃ العرب کو چونکہ اسلام کا اولین مرکز ہونے کا اعزاز حاصل ہے اس لیے ضروری تھا کہ اسے غیر مسلموں خصوصاً عیسائیوں اور یہودیوں سے پاک کیا جاتا تاکہ اسلام کی صافی تعلیمات میں کسی طرح بھی غیر مسلموں کے عقائد و نظریات اور رسوم و رواج کی آمیزش نہ ہو۔

(۲) یہود و نصاریٰ کا خصوصی ذکر اس لیے فرمایا کہ یہ آسمانی دین کو ماننے کے دعوے دار تھے اس لیے یہ جلد اثر انداز ہو سکتے تھے ورنہ اس حکم میں تمام کفار شامل ہیں۔

(۳) اس فیصلے کی حکمت سمجھنی ہو تو اپنے برصغیر کے حالات دیکھ لیں کہ اس میں اکثریت ہندوؤں کی تھی تو آج علیحدہ ملک ہو جانے کے باوجود مسلمانوں کی خوشی اور غمی میں کئی ایک رسومات خالص ہندوانہ ہیں اور مسلمان انہیں صرف رواج سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں۔

(۴) اسلام کی تعلیمات کو اگر یہود و نصاریٰ کے اثرات سے بچانا ضروری ہے حالانکہ وہ آسمانی دین کو مانتے ہیں تو آج درایت اور فقاہت کی

آڑ میں اسلامی عقائد و نظریات کو مسخ کرنے کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے کہ جو خالصتاً لوگوں کے گھڑے ہوئے اصول و نظریات ہیں بلکہ ان میں بھی اکثر دنیاوی مفادات کے حصول اور بادشاہوں کی خوشنودی کی خاطر وضع کیے گئے ہیں۔ وہ "عالمگیری" دین تو ہو سکتا ہے۔ "محمدی" اور "اسلامی" شریعت نہیں کہلا سکتے۔ یا کم از کم ہم نہیں کہہ سکتے۔ بفضل اللہ تعالیٰ

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرِكَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ

1608: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ مَنْ يَرِثُكَ قَالَ أَهْلِي وَوَلَدِي. قَالَتْ فَمَا لِي لَا أَرِثُ أَبِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا نُورَثُ)). وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو فرمایا: آپ کا وارث کون بنے گا؟ انہوں نے فرمایا: میرے گھر والے اور میری اولاد، انہوں نے فرمایا: تو پھر مجھے کیا ہے کہ میں اپنے والد کی وارث نہ بنوں؟! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "ہماری میراث نہیں ہوتی۔" لیکن میں اس کی کفالت کروں گا جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفالت کیا کرتے تھے اور میں اس پر خرچ کروں گا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ وَعَائِشَةَ.

اس باب میں سیّدنا عمر، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا أَسْنَدَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ. وَرَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ حماد بن سلمہ اور عبد الوہاب بن عطاء نے اسے محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے مسند روایت کیا ہے۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے اسے روایت کیا ہے۔ عبد الوہاب بن عطاء نے عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ کی سند سے حماد بن سلمہ کی روایت کی مثل بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل المحمدیہ: ٣٣٧، اخرجہ البزار: ٢٥-٢٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٩ و ٨٦٣٦

فوائد الحدیث: (١) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جب خلیفۃ الرسول، امیر المومنین سیّدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ سے وراثت میں اپنے حصے کا مطالبہ کیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے کہ جسے عام لوگوں کی طرح اصحاب الفروض وغیرہ میں تقسیم کیا جائے۔ بلکہ انبیاء کی وراثت تو وحی کا علم ہوتا ہے جس کی وارث آپ کی امت ہوتی ہے۔ لہٰذا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ اس وراثت کی حفاظت کرے اور اس کے مقاصد کو پورا کرے، اسی لیے فرمایا بلغوا عنی ولو اية (بخاری) "کہ مجھ سے آگے بیان کرو اگرچہ ایک آیت (مسئلہ) ہی کیوں نہ ہو"۔

(۲) اس سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سمجھتی تھیں کہ میرے ابو، سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ کو موت نہیں آئی بلکہ لفظ موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے انہیں سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے عقیدے کو سامنے رکھتے ہوئے، اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے۔

(۳) دوسرا سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتی تھیں تو ان سے آکر حق وراثت کا مطالبہ کیا، جو لوگ امت میں افتراق و انتشار کے لیے کہانیاں گھڑے بیٹھے ہیں کہ اہل بیت خصوصاً سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی، انہیں بھی اپنے اس طرز عمل پر غور کرنا چاہیے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں وہ حضرات اہل بیت کا سامنا کس منہ سے کریں گے۔

1609: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضى الله عنهما تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَا سَمِعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنِّي لَا أُورَثُ)).
قَالَتْ وَاللهِ لَا أُكَلِّمُكُمَا أَبَدًا. فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا. قَالَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى مَعْنَى لَا أُكَلِّمُكُمَا تَعْنِي فِي هَذَا الْمِيرَاثِ أَبَدًا أَنْتُمَا صَادِقَانِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ کرتی تھیں، ان دونوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "میری میراث نہیں۔"

انہوں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم دونوں سے کبھی کلام نہیں کروں گی تو وہ فوت ہو گئیں اور ان دونوں سے اس بارے بات نہ کی۔ امام علی بن مدینی فرماتے ہیں ان کا کہنا "کہ میں تم دونوں سے کلام نہیں کروں گی" سے ان کی مراد یہ تھی کہ اس میراث کے بارے میں تم دونوں سے کبھی بات نہیں کروں گی، تم دونوں سچے ہو۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یہ حدیث دیگر طرق سے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ۷۹ و ۸۶۳۶

فوائد الحدیث: (۱) یہ حدیث واضح طور پر دلیل ہے کہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انبیاء کرام کی وراثت کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنانے کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بات سمجھ آگئی اور وہ راضی ہو گئیں کہ میرے ابو سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ صدقہ ہے

اسے بطور وراثت تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ پھر اس بات کا انہوں نے برملا اظہار بھی فرمایا کہ واللہ لا اکلمکما ابدا۔ "اللہ کی قسم میں تم دونوں سے (اس بارے آئندہ) کلام (یعنی مطالبہ) نہیں کروں گی"۔ اور پھر ساری زندگی اس عمل پر قائم رہیں۔

(۲) جو لوگ آج "باغ فدک" کے نام سے اپنی مذہبی دکانداری کو چمکائے بیٹھے ہیں ان کے رونے دھونے کا مقصد کوئی "حب اہل بیت" نہیں بلکہ اسلام، مسلمان اور خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دشمنی، عداوت اور بغض ہے جس کا اظہار وہ اس قسم کے خود ساختہ مفروضوں کی آڑ میں کرتے رہتے ہیں۔

(۳) اس مسئلہ کی حقیقت اور تفہیم کے لیے کبار علماء کرام کی چھوٹی بڑی سینکڑوں تصانیف موجود ہیں ان کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ میں یہاں صرف ایک سوال، اٹھانا چاہتا ہوں کہ اگر "باغ فدک وغیرہ" کو بطور وراثت سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق، سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم نے تقسیم نہیں کیا تھا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں وہ تمام ورثاء میں تقسیم کیوں نہیں کیا یا کم از کم اپنا اور اپنے بیٹوں کا اس میں سے حصہ کیوں نہیں نکالا؟۔ تو ظاہر ہے کہ جو حدیث سن کر سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مسئلے کی سمجھ آگئی تھی وہی حدیث سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سنی اور تسلیم کی۔ اگر کوئی ضدی آدمی یہ کہے کہ نہیں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ویسے ہی نظر انداز کر دیا تھا یا اس حق سے دستبردار ہو گئے تھے تو پھر گزارش ہے کہ جس چیز سے اصل حق دار دستبردار ہو گئے اور اسے نظر انداز کر دیا تھا تو اس کے لیے آج آپ کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھ رہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کچھ اور ہے اور وہ واضح ہے۔ (قد بدأت البغضاء من افواهم وما تخفی صدورهم اکبر)

1610: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَدَخَلَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ عُمَرُ لَهُمْ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ)). قَالُوا نَعَمْ. قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجِئْتَ أَنْتَ وَهَذَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ)). وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ.

سیّدنا مالک بن اوس بن حدثان نے بیان کیا: میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے، پھر علی اور عباس رضی اللہ عنہما جھگڑا کرتے ہوئے آئے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان (صحابہ کرام) سے کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم اور کھڑے ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہماری میراث نہیں ہوتی ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔"؟ انہوں نے کہا: جی ہاں (آپ ﷺ نے فرمایا ہے)۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں، پس آپ اور یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ اپنے بھتیجے کی میراث کا مطالبہ کرتے تھے اور یہ اپنی اہلیہ کا ان کے والد کی میراث کا مطالبہ کرتے تھے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہماری میراث نہیں ہوتی اور ہمارا ترکہ صدقہ

ہوتا ہے۔" اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے، نیک، ہدایت یافتہ، حق کی اتباع کرنے والے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے مالک بن انس کی روایت سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٢-٤، المروزي في مسند ابي بكر: ٢، البيهقي: ٢٩٧/٦

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٢، صحيح بخاری: ٣٠٩٤، صحيح مسلم: ١٧٥٧ و ٤٩ و ٥٠، سنن ابو داود: ٢٩٦٣ و ٢٩٦٤، سنن النسائی: ١٣٥/٧-١٣٧، صحيح ابن حبان: ٦٦٠٨

فوائد الحدیث: سیّدنا عباس اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کی خواہش اور مطالبہ تھا کہ "فدک" کے علاقے کی جو زمینیں ہیں وہ ہمیں مستقل طور پر بطور حصہ تقسیم کر دی جائیں جبکہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان تھا کہ یہ بطور وراثت تقسیم نہیں ہو سکتیں کیونکہ قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس بات کی دلیل ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے سنن نسائی، کتاب الفئی)

پھر اس حدیث "کہ ہم انبیاء کی میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے" پر چند کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گواہ بھی بنایا جیسا کہ حدیث الباب میں صراحت موجود ہے۔ البتہ اگر آپ اس طریقے، اصول و ضوابط اور شرائط کے ساتھ اپنی نگرانی میں لینا چاہو کہ جس طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگرانی میں استعمال فرمایا اور اس کے لیے ایک ضابطہ بنا دیا پھر اسی طریقے اور ضابطے کے مطابق سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصرف فرمایا۔ تو میں اسے آج بھی تمہاری تولیت میں دینے کو تیار ہوں لیکن یاد رکھیں کہ اسے وراثت نہیں بنایا جا سکتا۔

45- بَابُ مَا جَاءَ مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ((إِنَّ هَذِهِ لَا تُغْزَى بَعْدَ الْيَوْمِ))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح (مکہ) کے دن فرمایا: آج کے بعد اس پر حملہ نہیں کیا جائے گا

1611: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْبَرْصَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُولُ ((لَا تُغْزَى هَذِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "آج کے بعد قیامت کے دن تک اس پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَمُطِيعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، سُلیمان بن صرد اور مطیع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ زکریا بن ابی زائدہ عن شعبی کی روایت ہے، ہم اسے صرف اسی کی حدیث سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٤٢٧، اخرجه الحميدي: ٥٧٢، ابن سعد: ١٤٥/٢، ابن ابي شيبة: ٤٩٠/١٤،

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٥٤٠٨، ١٥٤٠٤، شرح مشكل الآثار: ١٥٠٩، الحاكم: ٦٢٧/٣، البيهقي: ٢١٤/٩

فوائد الحدیث: مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا بنایا کہ اس جگہ، اور اس کے متعلقات، درخت، شکار وغیرہ کو بھی احترام دیا۔ لیکن جب مشرکین مکہ نے بیت اللہ میں بت رکھ کر اس کی حرمت کو پامال کیا تو ضروری تھا کہ اس کی حرمت اور تقدس کو بحال کیا جائے اور اسے بتوں کی گندگی اور نجاست سے پاک کیا جائے لیکن وہاں لڑائی کرنے کی اجازت نہیں تھی اور یہ حرمت لڑائی کیے بغیر بحال نہیں ہو سکتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو کچھ وقت کے لیے اجازت دے دی جب مکہ کو فتح کر کے بیت اللہ کو بتوں سے صاف کر دیا گیا تو دوبارہ لڑائی پر پابندی لگا دی گئی اور اس کی حرمت کو سابقہ حیثیت پر بحال کر دیا گیا۔ حدیث الباب میں اسی بات کا بیان ہے۔ سنن نسائی میں اس کو مزید وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہو اور بطور دلیل رسول اللہ ﷺ کے فتح مکہ کے واقعہ کو پیش کرے تو اسے بتا دیا جائے کہ وہ اجازت صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی اور وہ بھی چند لمحات کے لیے چنانچہ طویل حدیث میں الفاظ ہیں۔ فان ترخص احد لقتال رسول اللہ ﷺ فیھا فقولوا له ان الله اذن لرسوله ولم یاذن لکم وانما اذن لی فیھا ساعة من نھار وقد عادت حرمتھا الیوم کحرمتھا بالامس.... (نسائی ص ۲۶/۲، کتاب الحج) "کہ اگر کوئی شخص مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے کو دلیل بنائے تو اسے بتا دیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اجازت دی تھی تمہیں اس کی اجازت نہیں، اور مجھے بھی دن میں سے کچھ حصہ اجازت دی گئی ہے (مکمل دن بھی نہیں) اور بے شک اس کی حرمت آج پھر اسی حالت پر لوٹ آئی ہے جس طرح اس کی حرمت گذشتہ کل کو تھی"۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا الْقِتَالُ

کس وقت میں قتال کرنا مستحب ہے

1612: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ أَمْسَكَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ أَمْسَكَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ أَمْسَكَ حَتَّى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ. قَالَ وَكَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذَلِكَ تَهِيجُ رِيَاحُ النَّصْرِ وَيَدْعُو الْمُؤْمِنُونَ لِجُيُوشِهِمْ فِي صَلَاتِهِمْ.

سیّدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی پس جب فجر طلوع ہو جاتی تو آپ ﷺ لڑائی نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ سورج نکل آئے پس جب سورج طلوع ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ قتال کرتے تھے، جب عین دوپہر ہوتی تو آپ ﷺ لڑائی روک دیتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا، جب سورج ڈھل جاتا تو آپ ﷺ قتال کرتے حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو جاتا، پھر لڑائی روک دیتے حتیٰ کہ نماز عصر ادا کرتے، پھر قتال کرتے۔ راوی نے بیان کیا: یہ مشہور تھا کہ اس وقت مدد کی ہوائیں چلتی ہیں اور مومن اپنی نمازوں میں اپنی فوجوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ بِإِسْنَادٍ أَوْصَلَ مِنْ هَذَا. وَقَتَادَةُ لَمْ يُدْرِكِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے اس سے زیادہ موصول سند سے روایت کی گئی ہے، قتادہ کی

النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ وَمَاتَ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ.

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی، نعمان رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حکم الحدیث: (ضعیف) قتادہ کی نعمان سے ملاقات ثابت نہیں۔ اس کے بعد والی حدیث ۱۶۱۳ اس سے کفایت کرتی ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٧٤٤، سنن ابو داود: ٢٦٥٥، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٣٧، صحیح ابن حبان: ٤٧٥٦، ٤٧٥٧، صحیح بخاری: ٣١٥٩ و ٣١٦٠

1613: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ إِلَى الْهُرْمُزَانِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ.

معقل بن یسار سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہرمزان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے حدیث کو مطول ذکر کیا۔ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا کہ جب آپ ﷺ دن کے پہلے پہر قتال نہ کرتے تو پھر آپ ﷺ انتظار فرماتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے، ہوائیں چلنے لگیں اور مدد نازل ہو۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعَلْقَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ أَخُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، علقمہ بن عبداللہ یہ بکر بن عبداللہ مزنی کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح ابي داؤد: ٢٣٨٥، المشکاۃ: ٣٩٣٣، التحقیق الثاني

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٧٤٤، سنن ابو داود: ٢٦٥٥، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٣٧، صحیح ابن حبان: ٤٧٥٦، ٤٧٥٧، صحیح بخاری: ٣١٥٩ و ٣١٦٠

فوائد الحدیث: یہ اوقات لڑائی شروع کرنے کے اعتبار سے ہیں، اگر لڑائی جاری ہو تو پھر وہ جاری ہی رہے گی۔ وجوہات حدیث الباب میں واضح ہیں۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيَرَةِ وَالْفَأْلِ

طیرہ (فال یا شگون لینا)

1614: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ)). وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ.

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فال / شگون لینا شرک ہے، اور نہیں ہم میں سے مگر اللہ توکل کے ذریعے اس (شگون لینے کے خیال) کو دور کر دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَابِسٍ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ،

التَّمِيمِيِّ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَعْدٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَرَوَى شُعْبَةُ أَيْضًا عَنْ سَلَمَةَ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ((وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ)). قَالَ سُلَيْمَانُ هَذَا عِنْدِي قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمَا مِنَّا إِلَّا.

حابس تمیمی، عائشہ، ابن عمر اور سعد رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہم اسے صرف سلمہ بن کہیل ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور شعبہ نے بھی اس حدیث کو سلمہ سے روایت کیا ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: سلیمان بن حرب اس حدیث کے بارے میں کہا کرتے تھے: ''اور نہیں ہم میں سے مگر اللہ توکل کے ذریعے اس (شگون) کو دور کر دیتا ہے''۔ سلیمان کہتے ہیں میرے نزدیک یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩٠٩، الحاكم: ١/١٧-١٨، البيهقي: ٨/١٣٩، البغوي: ٣٢٥٧

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٦٨٧، سنن ابو داود: ٣٩١٠، سنن ابن ماجه: ٣٥٣٨، صحيح ابن حبان: ٦١٢٢

فوائد الحدیث: بدشگونی یہ ہے کہ کوئی بھی ناپسندیدہ چیز یا کام انسان کر لے یا دیکھ لے تو وہ سمجھے کہ میں جس کام کے لیے نکلا ہوں یہ نہیں ہوگا، یا اس میں مجھے نقصان ہو جائے گا کیونکہ مجھ سے شروع میں ہی فلاں کام ہو گیا ہے مثلاً میں اٹھتے ہوئے گر پڑا ہوں، یا مجھے ٹھوکر لگ گئی ہے۔ یا مجھے جمائیاں بہت آ رہی ہیں وغیرہ، یا مجھے صبح کو کوے کی آواز سنائی دی ہے۔ یا بلی نے میرا رستہ کاٹ لیا ہے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی چیزوں سے بدشگونی لے کر وہ کام نہیں کرتے تھے بلکہ سارا دن گھر میں ہی پڑے رہتے کیونکہ وہ ان چیزوں کو نفع و نقصان کا مالک سمجھے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں کرتے تھے، اس کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ایک مومن مسلمان آدمی چونکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے اس لیے وہ اس قسم کے خیالات اور وسوسوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور اپنے کام کاج کو جاری رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اس قسم کی چیزوں کے بد اثرات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ پر توکل مضبوط کرتے ہوئے ایسے وسوسوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

1615: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَأُحِبُّ الْفَأْلَ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْفَأْلُ قَالَ ((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی ہے نہ کوئی شگون لینا ہے اور مجھے فال پسند ہے۔'' انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی بات کرنا۔''
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٩١٦، ابو يعلى: ٢٨٧٠، البيهقي: ٨/١٣٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٧٥٦، صحیح مسلم: ٢٢٢٤، سنن ابن ماجه: ٣٥٣٧، مسند احمد: ١٢١٧٩

فوائد الحدیث: (۱) ''لا عدویٰ'' کوئی بیماری بھی متعدی نہیں کہ کسی مریض سے تندرست آدمی میں صرف میل جول کی وجہ سے منتقل ہو جائے، جیسا کہ عمومی طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر یہ متعدی ہے تو پھر پہلے بیمار کو کہاں سے لگی ہے۔ البتہ کمزور عقیدے کے لوگوں کو ایسے بیمار لوگوں سے میل ملاقات میں احتیاط کر لینی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیماری آ جانے کی صورت میں ان کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو جائے کہ شاید فلاں بیمار کی وجہ سے بیماری لگی ہے تاکہ ان کا عقیدہ خراب نہ ہو۔

(۲) "لا طیرۃ" (بد شگونی نہیں) "تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۶۱۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں"

(۳) "احب الفال" (مجھے فال پسند ہے)۔ یہ وہ فال نہیں جو لوگ کام کرنے سے پہلے کسی نجومی وغیرہ سے نکلواتے ہیں، یا فٹ پاتھوں پہ بیٹھے ہوئے طوطے والے لوگ ان کی قسمتیں بتاتے ہیں۔ یا اس قسم کا کوئی بھی طریقہ اختیار کرتے ہیں تو یہ شرک ہے کیونکہ فال نکلوانے والے کا یقین اس فال پر ہوتا ہے اس کی بنیاد پر وہ کام کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔

"احب الفال" میں "فال" سے مراد یہ ہے کہ آدمی گھر سے نکلا کوئی اچھی بات سن لی (جیسا کہ حدیث الباب میں ہے) یا کوئی نیک آدمی مل گیا اس نے دعا دے دی وغیرہ وغیرہ تو آدمی اس کے اچھے پہلو کو سامنے رکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ میرے لیے نیک شگون ہے، یہ اتفاق ہو گیا ہے ورنہ فال لینے والے کا اس میں کوئی ارادہ اور یقین نہیں وہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی نفع و نقصان کا مالک سمجھتا ہے۔

1616: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ يَا رَاشِدُ يَا نَجِيحُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنی کسی حاجت و ضرورت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو آپ ﷺ کو اے راشد (ہدایت یافتہ، سیدھی راہ پر قائم رہنے والے)! اے کامیاب ہونے والے! سننا اچھا لگتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ٨٦

تخریج الحدیث: شرح مشكل الآثار: ١٨٤٨، تاريخ اصبهان: ٢٠٦/٢

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۶۱۵ کے فوائد دیکھیں۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصِيَّتِهِ ﷺ فِي الْقِتَالِ

قتال کے بارے میں نبی ﷺ کی وصیت

1617: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا وَقَالَ ((اغْزُوا بِسْمِ اللهِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا فَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ أَيَّتَهَا أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمُ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالتَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو لشکر کا امیر مقرر فرماتے تو اسے وصیت فرماتے کہ خاص طور پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اس کے ساتھ جو مسلمان (مجاہدین) ہیں ان کے ساتھ بھلائی کا رویہ رکھنا اور فرماتے: "اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے سے قتال کرنا، خیانت کرنا نہ عہد شکنی کرنا اور نہ ہی مثلہ کرنا اور بچوں کو بھی قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمنوں سے تمہاری ملاقات / مڈ بھیڑ ہو تو انہیں تین کاموں میں سے کسی ایک کو قبول کرنے کی دعوت دینا اور وہ جس کو بھی قبول کر لیں تو اسے ان کی طرف سے قبول کرنا اور ان سے قتال نہ کرنا: انہیں

وَأَخْبِرْهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَإِنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُوا كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ مَا يَجْرِي عَلَى الأَعْرَابِ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ عَلَيْهِمْ وَقَاتِلْهُمْ

اسلام کی طرف دعوت دینا، اپنے گھروں سے دار مہاجرین کی طرف منتقل ہونے کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ اگر انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا تو ان کے وہی حقوق و فرائض ہوں گے جو کہ مہاجرین کے ہیں، اگر وہ منتقل ہونے سے انکار کر دیں تو انہیں بتانا کہ وہ اعرابی مسلمانوں کی طرح ہوں گے جو احکام اعراب پر لاگو ہوں گے وہی ان پر نافذ ہوں گے، ان کا مال غنیمت اور مال فے میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اِلّا یہ کہ وہ جہاد کریں، اگر وہ انکار کریں تو پھر ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کر اور ان سے قتال کر۔

وَإِذَا حَاصَرْتَ حِصْنًا فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَاجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَمَ أَصْحَابِكَ لأَنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللهِ فِيهِمْ أَمْ لَا)). أَوْ نَحْوَ هَذَا.

جب تم کسی قلعے کا محاصرہ کر لو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ذمہ کا ارادہ کریں تو پھر ان کے لیے اللہ کا ذمہ مقرر کر نہ اس کے نبی کا، ان کے لیے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ مقرر کر۔ کیونکہ اگر وہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ذمے کو توڑیں تو یہ ان کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے کو توڑیں۔ جب تم قلعے والوں کا محاصرہ کر لو اور وہ چاہیں کہ تم انہیں اللہ کے حکم اتارو تو تم انہیں (اس پر) نہ اتارو، لیکن انہیں اپنے حکم پر اتارو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تم ان میں اللہ کے حکم کو پہنچو یا نہ پہنچو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ. وَحَدِيثُ بُرَيْدَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَزَادَ فِيهِ ((فَإِنْ أَبَوْا فَخُذْ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ عَلَيْهِمْ)).

علقمہ بن مرثد کی روایت میں اس کے علاوہ یہ اضافہ ہے: "اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جزیہ لو، اور اگر وہ اسے بھی قبول نہ کریں تو پھر ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَاهُ وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ. وَرَوَى غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَذَكَرَ فِيهِ أَمْرَ الْجِزْيَةِ.

امام ترمذی نے فرمایا: وکیع اور کئی ایک نے اسی طرح سفیان سے روایت کیا ہے۔ ایک محمد بن بشار کے علاوہ نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کیا ہے اور اس میں جزیے کے حکم کا ذکر کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) تخریج کے لیے حدیث ۱۴۰۸ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٧٣١، سنن ابو داود: ١٢٦١٢، و ٢٦١٣، سنن ابن ماجه: ٢٨٥٨، سنن النسائی فی الکبری: ٨٧٦٥، مسند احمد : ٢٢٩٧٨، صحيح ابن حبان: ٤٧٣٩

فوائد الحدیث: اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ خیر خواہی کا دین بھی ہے کہ جو ہر کسی کے ساتھ اس کے مقام و مرتبے اور حَیثِیّت کے لحاظ سے خیر خواہی اور ہمدردی کا درس دیتا ہے۔ مُسلمان اور غیر مُسلم کے الگ الگ حقوق ہیں، پھر مُسلمانوں میں عام مُسلمان، مہاجر مُسلمان اور مجاہدین اسلام کا مقام اور حقوق الگ الگ ہیں۔ تو ہر کسی کے حقوق کو ادا کرتے ہوئے انسان کو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف دل میں رکھنا چاہیے تقویٰ و پرہیز گاری کا ثبوت دینا چاہیے۔ حتیٰ کہ لڑائی جنگ کے بھی اصول و ضوابط مقرر فرمائے کہ لڑائی اور قتال اس وقت ہی جہاد کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں جب اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہوں جن کی تفصیل حدیث الباب میں موجود ہے۔

1618: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يُغِيرُ إِلاَّ عِنْدَ صَلاَةِ الْفَجْرِ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلاَّ أَغَارَ فَاسْتَمَعَ ذَاتَ يَوْمٍ فَسَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ. فَقَالَ ((عَلَى الْفِطْرَةِ)). فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ. فَقَالَ ((خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فجر کی نماز کے وقت حملہ کیا کرتے تھے، اگر آپ ﷺ اذان سن لیتے تو حملہ نہ کرتے ورنہ حملہ کر دیتے تھے، آپ ﷺ نے ایک دن غور سے سنا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے ہوئے سنا، تو آپ نے فرمایا: ''فطرت پر ہے'' اس نے کہا: ((اشهدان لا اله الا الله)) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جہنم کی آگ سے آزاد ہو گئے۔''

قَالَ الْحَسَنُ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

حسن کہتے ہیں کہ ابوالولید نے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے اس اسناد کے ساتھ اس کی مثل روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣٦٨، اخرجه ابن ابي شيبة: ١٤/٤٦١، الدارمي: ٢٤٤٩، ابن خزيمه: ٤٠٠

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٢٣٥١، صحيح مسلم: ٣٨٢، سنن ابو داود: ٢٦٣٤،عمل اليوم والليلة للنسائی: ١٠٥٩٥، صحيح ابن حبان: ١٦٦٥ و ٤٧٥٣، ابو عوانه: ١/٣٣٥، ابو يعلى: ٣٣٠٧، البيهقي: ٩/١٠٧

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ اگر کسی ایسی بستی یا قبیلے پر حملہ کرنے کا ارادہ فرماتے کہ جن کے عقیدے کے احوال معلوم نہیں ہوتے تھے۔ تو آپ ﷺ ان کے قریب رات گزارتے، اگر فجر کے وقت اذان کی آواز آجاتی تو سمجھ لیا جاتا کہ یہ بستی یا قبیلے والے مُسلمان ہیں پھر ان پر حملہ نہ کیا جاتا، اور اگر اذان کی آواز نہ آتی تو معلوم ہو جاتا کہ اس بستی میں کوئی بھی مُسلمان نہیں لہٰذا ان پر حملہ کر دیا جاتا۔

(۲) آج جو ''بے نماز ''مُسلمان'' ہیں انہیں اپنے بارے میں فکر کرنی چاہیے کہ وہ کس سلوک کے مستحق ہیں۔

20

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جہاد کی فضیلت کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ

جہاد کی فضیلت

1619: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ ((لَا تَسْتَطِيعُونَهُ)). فَرَدُّوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ ((لَا تَسْتَطِيعُونَهُ)). فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ مَثَلُ الْقَائِمِ الصَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! کون سی چیز جہاد کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' انہوں نے دو یا تین بار آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ ہر بار یہی فرماتے رہے: ''تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔'' آپ ﷺ نے تیسری بار (پوچھنے پر) فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال قیام کرنے والے روزہ دار کی ہے جو روزے میں سستی اور کوتاہی سے کام لیتا ہے، نہ نماز میں حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس آجاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الشِّفَاءِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا شفاء، عبداللہ بن حبشی، ابو موسیٰ، ابو سعید، ام مالک بہزیہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے کئی ایک طریق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٨٩٦، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٨٧/٥، والبيهقي: ١٥٨/٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٥٤٠، صحيح بخاری: ٢٧٨٥، صحيح مسلم: ١٨٧٨، سنن النسائی: ٦/١٧- ١٩، صحيح ابن حبان: ٤٦٢١، و ٤٦٢٧

فوائد الحدیث: (۱) اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں، کلمہ توحید، نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج ان پانچوں کے نفاذ اور قیام کے لیے جو محنت، کوشش اور جدوجہد کی جائے وہ جہاد کہلاتی ہے خواہ وہ کوشش زبان سے ہو یا مال سے یا پھر جان سے قتال وغیرہ۔ اسی لیے جہاد کو "سنام العمل" (عمل کی کوہان یعنی چوٹی) (جامع ترمذی ص ۱/۱۹۹، ابواب فضائل الجہاد) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں اسے "سنام الاسلام" (اسلام کی چوٹی) کہا گیا ہے۔

اسی لیے نماز، روزے جیسا کوئی عمل بھی جہاد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۲) مجاہد فی سبیل اللہ کا ایک ایک عمل، حتیٰ کہ اس کا سونا، جاگنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے اس لیے اس کی مثال ہمیشہ صیام اور قیام کے ساتھ دی گئی ہے۔

1620: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي مَرْزُوقٌ أَبُو بَكْرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْنِي ((يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ هُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ إِنْ قَبَضْتُهُ أَوْرَثْتُهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ رَجَعْتُهُ رَجَعْتُهُ بِأَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)).

قَالَ هُوَ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے: میری راہ میں جہاد کرنے والا مجھ پر ضمان ہے (اس کی مجھ پر ذمے داری ہے) اگر میں نے اس کی روح قبض کر لی تو میں اسے جنّت کا وارث بنا دوں گا، اگر میں نے اسے (غازی بنا کر) واپس لوٹا دیا تو میں اسے اجر یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/١٧٨، انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ١٣٣٢

تخریج الحدیث: ابن ابی عاصم فی الجهاد: ٤٥ و ٤٦، مسند احمد: ٧١٥٧، صحيح بخاری: ٣٦، صحيح مسلم: ١٨٧٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا کسی صورت بھی ناکام نہیں ہے اگر وہ اس راستے میں شہید ہو گیا تو جنّت کا وارث بن جائے گا۔ اگر کامیاب ہو کر واپس لوٹا تو مال غنیمت اور اجر کے ساتھ لوٹے گا۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا

اللہ کی راہ میں مورچہ بند شخص کی موت کی فضیلت

1621: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر میت کے عمل پر مہر لگا دی جاتی ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں مورچہ بند کی حالت میں وفات پاتا ہے، اس کے عمل کو قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔" اور میں نے

فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ)). وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ)).

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَجَابِرٍ. وَحَدِيثُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عقبہ بن عامر اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور فضالہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٨، التحقيق الثاني: ٣٨٢٣) التعليق الرغيب: ٢/ ١٥٠، الصحيحة: ٥٤٩

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٣٩٥١، صحيح ابن حبان: ٤٦٢٤ و ٤٧٠٦، سنن ابو داود: ٢٥٠٠، سنن النسائی فی الکبری: ١١٧٩٤

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص جہاد کرتے ہوئے پہرہ دینے کی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کو بھی ہمیشہ پہرے دار کا ثواب ملتا رہے گا، جبکہ اسلامی سرحد پر ایک دن اور رات پہرہ دینے کا ثواب مہینہ بھر کے روزے اور قیام کا ثواب ہے۔ (نسائی ص ۲/ ۵۵، کتاب الجهاد)

قبر کی آزمائشوں سے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتے ہیں یعنی یا تو اس کا حساب نہیں ہوگا یا پھر، فرشتوں کے سوالات کے صحیح صحیح جوابات دے کر کامیاب ہو جائے گا۔

(۲) اصلاً جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنی تمام تر خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے تابع کر دے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

1622: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ زَحْزَحَهُ اللهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)). أَحَدُهُمَا يَقُولُ سَبْعِينَ وَالْآخَرُ يَقُولُ أَرْبَعِينَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے۔“ دو میں سے ایک راوی نے ستر سال کہا جبکہ دوسرے نے چالیس۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو الْأَسْوَدِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَسَدِيُّ الْمَدَنِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ابو اسود کا نام محمد بن عبدالرحمن بن نوفل اسدی مدنی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ.

ابو عیسیٰ نے کہا: اس باب میں ابو سعید، انس، عقبہ بن عامر اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح باللفظ الأول) التعليق الرغيب: ٢/ ٦٢، بعد والی حدیث کے ساتھ صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ١٧١٨، سنن النسائي: ٤/١٧٢-١٧٣، مسند احمد : ٧٩٩٠

1623: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ ذَلِكَ الْيَوْمُ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو وہ دن اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم کی آگ سے دور کر دیتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٥/٣٠٦، الدارمي: ٢٤٠٤، ابو يعلى: ١٢٥٧، ابن خزيمه: ٢١١٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٤٠، صحیح مسلم: ١١٥٣، سنن ابن ماجه: ١٧١٧، سنن النسائی: ٤/١٧٢-١٧٤، مسند احمد : ١١٢١٠

1624: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)).

سیّدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے اور جہنم کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیان مسافت کے برابر ایک خندق بنا دیتا ہے۔''

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ.

یہ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الصحيحة: ٥٦٣

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ٧٩٢١، وابن عدي: ٧/٢٥٤٣، وابن الشجري في اماليه: ٢/٣٥، معجم الصغير للطبراني: ٤٤٩، وفي الاوسط: ٣٥٩٨

فوائد الحدیث: (١) میدان جہاد میں مجاہد فی سبیل اللہ کا روزہ رکھنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

(٢) احادیث میں جو چالیس سال یا ستر سال اور زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کو بیان کیا گیا ہے یہ روزے دار کے اخلاص اور اس کی محنت و مشقت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا جہنم سے دور کر دے گا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

1625: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ

سیّدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيلَةَ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ)).

فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو اس کے لیے سات سو گنا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ.

یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے رکین بن ربیع کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٨٢٦، التعليق الرغيب: ١٥٦/٢، اخرجه الحاكم: ٨٧/٢

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٤٩/٦، مسند احمد: ١٩٠٣٦، صحيح ابن حبان: ٦٤٧

فوائد الحدیث: جہاد بذات خود بہت بڑی نیکی اور اجر و ثواب والا عمل ہے تو اس کے دوران آدمی کوئی دوسری نیکی کرے تو اس کا اجر بھی جہاد کی برکت سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں خدمت کی فضیلت

1626: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ ((خِدْمَةُ عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ ظِلُّ فُسْطَاطٍ أَوْ طَرُوقَةُ فَحْلٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

سیّدنا عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے کا اللہ کی راہ میں خدمت کرنا، یا خیمے کا سایہ مہیا کرنا یا اللہ کی راہ میں اونٹ مہیا کرنا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلاً وَخُولِفَ زَيْدٌ فِي بَعْضِ إِسْنَادِهِ. قَالَ وَرَوَى الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث معاویہ بن صالح سے مرسل روایت کی گئی ہے۔ زید کی اس کی بعض اسناد میں مخالفت کی گئی ہے۔ ولید بن جمیل نے اس حدیث کو قاسم ابو عبدالرحمٰن عن ابو امامہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) التعليق الرغيب: ١٥٨/٢

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٧٠٠/٢، معجم الكبير للطبراني: ٢٥٥/١٧، وفي الاوسط: ٣٣٢٠، مستدرک حاكم: ٩٠/٢-٩١

1627: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَنِيحَةُ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ طَرُوقَةُ فَحْلٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں خیمے کا سایہ، خادم یا اونٹ مہیا کرنا بہترین صدقہ ہیں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، اور یہ میرے نزدیک معاویہ بن صالح کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبرانی: ٧٩١٦، وابن عدی فی الكامل: ٢٥٤٣/٧، مسند احمد: ٢٢٣٢١

فوائد الحدیث: افضل صدقہ کے متعلق مختلف احادیث وارد ہیں مثلاً پانی پلانا، پیٹ بھر کر کھانا کھلانا وغیرہ، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی دور یا علاقے میں کسی فرد یا خاندان کی کسی اشد ضرورت کو پورا کرنا دوسرے مصارف میں خرچ کرنے کی بہ نسبت بہترین صدقہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مجاہد کی میدان جہاد میں اسلحہ، سواری وغیرہ کی ضروریات پوری کرنا بھی بہترین صدقہ ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

مجاہد تیار کرنے والے کی فضیلت

1628: حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا)).

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں کسی مجاہد کو تیار کیا تو اس نے جہاد کیا، اور جس نے کسی مجاہد کی غیر موجودگی میں اس کے گھر میں جانشینی کی تو اس نے جہاد کیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ اس کے علاوہ طریق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٩٥٦، عبد بن حميد: ٢٧٧، ابن الجارود: ١٠٣٧، البيهقي: ٢٨/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٤٣، صحیح مسلم: ١٨٩٥، سنن ابو داود: ٢٥٠٩، سنن ابن ماجه: ٢٧٥٩، سنن النسائی: ٤٦/٦، مسند احمد: ١٧٠٣٣ و ١٧٠٣٩، صحیح ابن حبان: ٤٦٣٠ و ٤٦٣١ و ٤٦٣٢ و ٤٦٣٣

1629: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں کسی مجاہد کو تیار کیا یا اس کے گھر میں اس کی جانشینی کی تو اس نے جہاد کیا۔“

خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح بِمَا قَبْلَه گذشتہ حدیث کی بنا پر صحیح ہے) دیکھیں حدیث ۸۰۷۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۸٤۳، صحیح مسلم: ۱۸۹۵، سنن ابو داود: ۲۵۰۹، سنن ابن ماجه: ۲۷۵۹، سنن النسائی: ٤٦/٦، مسند احمد: ۱۷۰۳۳ و ۱۷۰۳۹، صحیح ابن حبان: ٤٦۳۰ و ٤٦۳۱ و ٤٦۳۲ و ٤٦۳۳

1630: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاء عن زید بن خالد جہنی کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۸۰۷۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۸٤۳، صحیح مسلم: ۱۸۹۵، سنن ابو داود: ۲۵۰۹، سنن ابن ماجه: ۲۷۵۹، سنن النسائی: ٤٦/٦، مسند احمد: ۱۷۰۳۳ و ۱۷۰۳۹، صحیح ابن حبان: ٤٦۳۰ و ٤٦۳۱ و ٤٦۳۲ و ٤٦۳۳

1631: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا)).

سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لیے) کسی مجاہد کو تیار کیا تو اس نے جہاد کیا، اور جس نے کسی مجاہد کے گھر میں اس کی جانشینی کی تو اس نے جہاد کیا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۶۲۸۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۸٤۳، صحیح مسلم: ۱۸۹۵، سنن ابو داود: ۲۵۰۹، سنن ابن ماجه: ۲۷۵۹، سنن النسائی: ٤٦/٦، مسند احمد: ۱۷۰۳۳ و ۱۷۰۳۹، صحیح ابن حبان: ٤٦۳۰ و ٤٦۳۱ و ٤٦۳۲ و ٤٦۳۳

فوائد الحدیث: (۱) جہاد اتنا عظیم عمل ہے کہ اگر کوئی شخص خود میدان جہاد میں نہیں گیا لیکن کسی ایک بھی مجاہد کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جہاد کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

(۲) اسی طرح جو مجاہد کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کرتا ہے، ان کی گھریلو ضروریات کا خیال رکھتا ہے تو اسے بھی جہاد میں شرکت کا ہی ثواب ملتا ہے۔ سبحان اللہ

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے والے پاؤں کی فضیلت

1632: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ لَحِقَنِي

یزید بن ابی مریم نے بیان کیا کہ عبایہ بن رفاعہ بن رافع مجھے ملے جبکہ میں جمعہ کے لیے چل کر جا رہا تھا، انہوں نے کہا: خوش ہو

عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَأَنَا مَاشٍ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَبْشِرْ فَإِنَّ خُطَاكَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ سَمِعْتُ أَبَا عَبْسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُمَا حَرَامٌ عَلَى النَّارِ)).

جا کیونکہ تمہارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں، میں نے ابو عبس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں تو وہ دونوں جہنم پر حرام ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْسٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو عبس کا نام عبد الرحمٰن بن جبر ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں ابو بکر اور نبی ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ هُوَ رَجُلٌ شَامِيٌّ رَوَى عَنْهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ كُوفِيٌّ أَبُوهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْمُهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ وَبُرَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ سَمِعَ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَرَوَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَيُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَشُعْبَةُ أَحَادِيثَ.

امام ترمذی نے کہا: یزید بن ابی مریم یہ ایک شامی آدمی ہیں۔ ولید بن مسلم، یحییٰ بن حمزہ اور کئی ایک شامیوں نے اس سے روایت کیا ہے، اور یزید بن ابی مریم کوفی ہے۔ اس کے والد صحابی ہیں اور ان کا نام مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ہے۔ اور یزید بن ابی مریم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور یزید بن ابی مریم سے ابو اسحاق ہمدانی، عطا بن سائب، یونس بن ابی اسحاق اور شعبہ رحمہم اللہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١١٨٣، اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٠٩/٥، البيهقي: ٢٢٩/٣، تهذيب الكمال: ٤٧/٣٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٩٠٧، سنن النسائی: ١٤/٦، مسند احمد: ١٥٩٣٥، صحيح ابن حبان: ٤٦٠٥

فوائد الحدیث: ہر وہ کام جو اعلاء کلمۃ اللہ یا اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں کیا جائے وہ انسان کے لیے جہنم سے بچاؤ کا باعث ہے۔ حتیٰ کہ نماز و جمعہ کے لیے مسجد میں جاتے ہوئے پاؤں پر پڑنے والی دھول بھی۔ لہٰذا انسان کو ہر کام خلوص نیت کے ساتھ کرنا چاہیے دنیاوی مفادات، شہرت وغیرہ کے لیے نہیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُبَارِ فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں غبار کی فضیلت

1633: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم کی آگ میں نہیں جائے گا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے، اللہ کی راہ میں پہنچنے والی غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ مَدَنِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن عبدالرحمن، ابو طلحہ مدنی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٨٢٨، التعليق الرغيب: ٢/١٦٦، اخرجه الحميدي: ١٠٩١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٧٤، سنن النسائي: ٦/١٢-١٤، مسند احمد: ٧٤٨٠ و ١٠٥٦٠، صحيح ابن حبان: ٤٢٠٦ و ٤٦٠٧

فوائد الحدیث: جس طرح اونٹنی، گائے، بکری کے تھنوں سے نکلا ہوا دودھ واپس نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والا اور اللہ کے راستے میں گرد و غبار کا سامنا کرنے والا بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

1634: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ السِّمْطِ قَالَ يَا كَعْبَ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ. قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سالم بن ابی جعد سے روایت ہے کہ شرحبیل بن سمط نے کہا: کعب بن مرہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کریں اور احتیاط سے کام لیں، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو اسلام میں بوڑھا ہو تو قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَحَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. هَكَذَا رَوَاهُ الأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَأَدْخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ فِي الإِسْنَادِ رَجُلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس باب میں فضالہ بن عبید اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور کعب بن مرہ کی حدیث حسن ہے۔ اسی طرح اعمش نے بھی عمرو بن مرہ سے روایت کی ہے۔ اور یہ حدیث منصور عن سالم بن ابی الجعد سے بھی روایت کی گئی ہے اور انہوں نے سند میں اس کے اور کعب کے درمیان ایک اور آدمی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

وَيُقَالُ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ وَيُقَالُ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ الْبَهْزِيُّ وَالْمَعْرُوفُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ الْبَهْزِيُّ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ.

کعب بن مرہ بھی کہا جاتا ہے اور مرہ بن کعب بہزی بھی۔ اور مشہور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے مرہ بن کعب بہزی رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٢٤٤، المشكاة: ٤٤٥٩، اخرجه البيهقي: ٩/١٦٢

تخریج الحدیث: سنن النسائي: ٦/٢٧، مسند احمد: ١٨٠٦٤ ١٧٠٢٢

1635: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيُّ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو تو قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔“

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحِ ابْنُ يَزِيدَ الْحِمْصِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ حیوہ بن شریح یہ ابن یزید حمصی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/١٧١، اخرجه عبدالرزاق: ٩٥٤٤، الطيالسي: ١١٥٢

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٦/٢٦-٢٨، مسند احمد: ١٧٠٢٠و ١٧٠٢٢، صحيح ابن حبان: ٢٩٨٤

فوائد الحدیث: جو شخص ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزار دے تو قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ یہ شرف بخشیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے کی فضیلت

1636: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ هِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُعِدُّهَا لَهُ هِيَ لَهُ أَجْرٌ لَا يَغِيبُ فِي بُطُونِهَا شَيْءٌ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرًا)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک خیر باندھ دی گئی ہے، گھوڑے تین قسم کے ہیں: وہ آدمی کے لیے باعث اجر ہے، وہ آدمی کے لیے باعث ستر / پردہ ہے اور وہ آدمی پر بوجھ ہے۔ رہا وہ شخص جس کے لیے وہ باعث اجر ہے تو یہ وہ شخص ہے جو اسے اللہ کی راہ میں تیار کرتا ہے اور اسے جہاد کے لیے مخصوص کرتا ہے، وہ اس کے لیے باعث اجر ہے، اس کے پیٹ میں (کھانے پینے کی) جو بھی چیز جاتی ہے اللہ اس کے لیے اجر لکھ دیتا ہے۔“ (اس حدیث میں ایک واقعہ ہے)

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا.

مالک بن انس نے زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٠١، ابن خزيمه: ٢٢٥٢، ابو يعلى: ٢٦٤١، الطبراني في الاوسط: ٢٠٩٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٧١، صحیح مسلم: ٩٨٧، سنن ابن ماجه: ٢٧٨٨، سنن النسائی: ٦/٢١٥-٢١٧، مسند احمد: ٧٥٦٣، صحيح ابن حبان: ٤٦٧١ و ٤٦٧٢

فوائد الحدیث: (۱) جہاد کی نیت سے کیا جانے والا کوئی بھی عمل انسان کے لیے اجر و ثواب اور خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جہاد میں کام آنے والے گھوڑوں کی دیکھ بھال بھی۔

(۲) آج کے دور میں گھوڑوں کے متبادل گاڑیوں کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کی سروس کروانا، تیل وغیرہ ڈلوانا حتیٰ کہ ان سے نکلنے والے

دھویں کے بدلے میں بھی اللہ تعالیٰ انسان کو اجر عطا فرمائیں گے۔

(۳) سنن نسائی میں ان تینوں کی تفصیل بیان ہوئی۔

۱۔ ھی لرجل اجر۔ جس شخص کے لیے گھوڑا یا گاڑی وغیرہ رکھنا باعث اجر ہے وہ ہے کہ جسے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے رکھا ہوا ہے کہ جب بھی ضرورت پڑی تو میں اسے اللہ کے راستے میں دین کی سربلندی، تبلیغ واشاعت کے لیے استعمال کروں گا وہ میدان جہاد میں قتال کا موقعہ بھی ہو سکتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور بھی۔ ایسے جانور کا کھانا پینا، چلنا پھرنا حتیٰ کہ لید کرنا بھی مالک کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہے اگرچہ کسی موقعہ پر اس نے جان بوجھ کر نہ بھی کھلایا پلایا ہو۔

۲۔ ھی لِرجل ستر۔ یہ وہ گھوڑا ہے جسے اس کا مالک اپنی ضرورت کے لیے رکھتا ہے تاکہ کل کلاں بوقت ضرورت مجھے کسی سے سواری کے لیے سوال نہ کرنا پڑے لیکن اس میں سے وہ اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے کہ اگر محلے میں کسی کو ضرورت پڑی تو اس نے سواری کے لیے دے دیا مثلاً کسی بیمار کو ہسپتال پہنچا دیا، یا راستے میں جاتے ہوئے کسی مسافر کو ساتھ سوار کر لیا وغیرہ تو یہ گھوڑا یا کوئی بھی سواری اس کے لیے پردہ بن جائے گی کہ قیامت کے دن یہ وبال کا باعث نہیں ہوگا۔

۳۔ ھی علی رجل وِزرٌ۔ جس شخص نے تکبّر و غرور، ریاکاری یا مُسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے گھوڑا باندھا یا کوئی سواری رکھی تو وہ اس کے لیے بوجھ یعنی گناہ کا باعث ہوگی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے سنن نسائی ص ۲/ ۱۱۲، کتاب الخیل والسبق والرمی)

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت

1637: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَالْمُمِدَّ بِهِ)). وَقَالَ ((ارْمُوا وَارْكَبُوا وَلِأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا كُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ)).

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین افراد کو جنّت میں داخل فرمائے گا: حصول ثواب کی نیت سے اسے بنانے والا، اسے پھینکنے والا اور (پھینکنے میں) مدد کرنے والا۔“ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیر اندازی کرو اور سواری سیکھو، اگر تم تیر اندازی سیکھو تو یہ مجھے تمہارے سواری سیکھنے سے زیادہ پسند ہے۔ تین کے سوا مُسلمان شخص جو کھیل کھیلتا ہے وہ باطل ہے: تیر اندازی کرنا، گھوڑے کو جنگی چالیں سکھانا، اور اپنی اہلیہ کے ساتھ دل بہلانا، کیونکہ یہ حق ہیں۔“

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَزْرَقِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ایک اور سند سے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مثل مروی ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں کعب بن مرہ، عمرو بن عبسہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) یہ مرسل ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمن تابعی ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥١٣، سنن ابن ماجه: ٢٨١١، سنن النسائی: ٦/٢٨ و ٢٢٢-٢٢٣، مسند احمد: ١٧٣٠٠، شرح مشكل الآثار : ٢٩٥

فوائد الحدیث: (۱) انسان جو بھی نیکی کرے، نیت میں اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتے، پھر ایک نیکی میں جتنے بھی لوگ شامل ہوں گے ان سب کو اس نیکی کا پورا اجر ملے گا اور کسی ایک کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

(۲) میدان جہاد میں استعمال ہونے والا اسلحہ وہ تیر ہو یا تلوار، بندوق ہو یا بم جو شخص بھی اس کو جہاد کی نیت سے بنائے گا، اس کی ٹریننگ لے گا، یا خرید کر مجاہدین تک پہنچائے گا اور پھر وہ مجاہد جو اس کو کفار کے خلاف استعمال کرے گا سبھی اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(۳) گھوڑوں کی جگہ آج کل ٹینک، جہاز، توپیں اور گاڑیاں وغیرہ اسی حکم میں شامل ہیں۔

(۴) بیوی کے حقوق ادا کرنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے کہ ایک تو دونوں برائی سے بچیں گے اور اللہ تعالیٰ نے نیک اولاد عطا فرمائی تو وہ دین اسلام کی خدمت کر کے اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بھی بنے گی۔

(۵) یہ تین چیزیں بہترین تفریح ہیں اس لیے انسان کو ہمیشہ ایسی تفریح یا کھیل کا انتخاب کرنا چاہیے جس میں نشانہ بازی، گھڑ سواری یا کسی بھی قسم کی جہادی تیاری کا فائدہ حاصل ہو ورنہ باقی سب تفریحات وقت کا ضیاع اور گناہ کا باعث ہیں۔

1638: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ رضی الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلُ مُحَرَّرٍ)).

سیّدنا ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی وہ اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو نَجِيحٍ هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الأَزْرَقِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے، ابو نجیح یہ عمرو بن عبسہ سلمی ہیں، اور عبداللہ بن ازرق یہ عبداللہ بن زید ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم في المستدرك: ٢/٩٥، البيهقي: ٩/٦١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٦٥، سنن ابن ماجه: ٢٨١٢، سنن النسائی: ٦/ ٦ و ٢٦-٢٨، مسند احمد: ١٧٠٢٢، وصحيح ابن حبان: ٤٦١٥

فوائد الحدیث: میدان جہاد میں تیر چلانے والے کو اللہ تعالیٰ ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب دیتے ہیں۔ بندوق اور توپ وغیرہ سے فائر کرنا بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْحَرْسِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

1639: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ أَبُو شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”دو قسم کی آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: ایک آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روتی ہے، اور ایک آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ وَأَبِي رَيْحَانَةَ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شُعَيْبِ بْنِ رُزَيْقٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عثمان اور ابو ریحانہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن غریب ہے ہم اسے شعیب بن رزیق کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٣٨٢٩، التعليق الرغيب: ١٥٣/٢، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٥٢٥/١٢

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٧٠٤/٢-٧٠٥، ابن ابی عاصم فی الجهاد: ١٤٦، حلية الاولياء: ٢٠٩/٥، شعب الايمان للبيهقي: ٧٩٦، مسند الشامين: ٢٤٢٧، ابن عدی فی الكامل: ٢٢١٢/٦

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والا اپنے آپ کو شیطان کے شر سے محفوظ کر لیتا ہے۔ اور سرحد پر پہرہ دینے والا شیطان کے چیلوں کفار سے ایمان والوں کی جان، مال عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دوزخ سے محفوظ رکھ لیں گے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الشُّهَدَاءِ

شہید کا ثواب

1640: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ طَلْحَةَ الْيَرْبُوعِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ خَطِيئَةٍ)). فَقَالَ جِبْرِيلُ إِلَّا الدَّيْنَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِلَّا الدَّيْنَ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں شہادت ہر گناہ کا کفارہ ہے“ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: سوائے قرض کے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”سوائے قرض کے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا کعب بن عجرہ، جابر، ابو ہریرہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے ابو بکر

مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ. قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ أُرَى أَنَّهُ أَرَادَ حَدِيثَ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا إِلَّا الشَّهِيدُ)).

کی روایت کے حوالے سے صرف اس شیخ کی روایت سے جانتے ہیں۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا، اور انہوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے حمید عن انس کی نبی ﷺ سے یہ حدیث مراد لی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کے علاوہ کسی جنتی کو دنیا کی طرف پلٹ آنا پسند نہیں ہوگا۔''

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١١٩٦، غاية المرام: ٣٥١، تخريج مشكلة الفقر: ٦٧

تخریج الحدیث: المصنف فی معجم الکبیر: ٧٠٧/٢، مسند احمد: ٧٠٥١

فوائد الحدیث: شہادت کی برکت سے اللہ تعالیٰ شہید کے سارے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، سوائے قرض کے اس لیے آدمی کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کے ذمہ کسی قسم کے حقوق العباد نہ ہوں۔

1641: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرَةِ الْجَنَّةِ أَوْ شَجَرِ الْجَنَّةِ)).

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں جنّت کے پھلوں یا جنّت کے درختوں کے ساتھ معلق ہیں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٩٢، ابو نعيم في الحلية: ١٥٦/٩، عبد بن حميد: ٣٧٦

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٢٧١٦٦، مسند الحميدی: ٨٧٣، سنن ابن ماجه: ١٤٤٩ و ٤٢٧١، سنن النسائی: ١٠٨/٤، مسند احمد: ١٥٧٧٦، صحيح ابن حبان: ٤٦٥٧

فوائد الحدیث: پرندے بڑے معصوم اور پیارے سے جانور ہوتے ہیں، پھر انہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی جہاں مرضی ہے آتے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے میں بھی ان کی ایک مثال ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جنّت میں شہدا کی روحوں کے لیے بھی انہی پرندوں کا انتخاب فرماتے ہیں۔

1642: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ شَهِيدٌ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ وَعَبْدٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ اللهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنّت میں جانے والے پہلے تین افراد مجھ پر پیش کیے گئے: شہید، پاک دامن / سوال کرنے (یا حرام) سے بچنے والا اور ایک وہ غلام جو اللہ کی عبادت بہترین انداز میں کرتا ہے اور اپنے مالکوں کے لیے بھی خیر خواہ ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) التعليق الرغيب: ١/٢٦٦، اس میں عامر العقیلی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: كتاب الجهاد لابن المبارک: ٤٦، مسند الطيالسي: ٢٥٦٧،مصنف ابن ابی شیبه: ٥/٢٩٦ و ١٤/١٢٤، مسند عبد بن حميد: ١٤٤٦، صحيح ابن خزيمه: ٢٢٤٩، مستدرک حاكم: ١/٣٨٧، وابو نعيم فی صفة الجنة: ٨٠، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٤/٨٢، فضل الجهاد والمجاهدين لاحمد بن عبد الواحد المقدسي: ١٢، الكامل لابن عدی: ٤/١٤٢٩، مسند احمد: ٩٤٩٢ و ١٠٢٠٥، صحيح ابن حبان: ٤٣١٢

فوائد الحدیث: (۱) روایت سنداً ضعیف ہے لیکن صحیح روایات سے ان تینوں اشخاص کی فضیلت ثابت ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونے والا۔

۲۔ زنا کاری اور بد کاری سے بچتے ہوئے، عفت و پاک دامنی اختیار کرنے والا۔

۳۔ ایسا غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کمی نہیں آنے دیتا۔

(۲) آج کل کے سرکاری یا پرائیوٹ ملازم جو نماز وغیرہ کی پابندی بھی کرتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی میں بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ اسی سعادت سے بہرہ ور ہوں گے۔ ان شاء اللہ

1643: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدُ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کوئی شخص نہیں جو فوت ہو جائے اور اس کے لیے اللہ کے ہاں خیر و بھلائی ہو اور وہ پسند کرتا ہو کہ وہ دنیا کی طرف پلٹ آئے خواہ اس کے لیے دنیا اور اس کی تمام چیزیں ہوں سوائے شہید کے جو وہ شہادت کی فضیلت دیکھ لیتا ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ وہ دنیا کی طرف پلٹ جائے اور ایک بار پھر اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَسَنَّ مِنَ الزُّهْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ابی عمر بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا: عمرو بن دینار زہری سے عمر میں بڑے تھے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٣٧٩٧، البغوي: ٢٦٢٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٩٥، صحيح مسلم: ١٨٧٧، سنن النسائی: ٦/٣٦، مسند احمد: ١٢٠٠٣، و ١٣٩٦٤، صحيح ابن حبان: ٤٦٦١، و ٤٦٦٢

فوائد الحدیث: ہر انسان دنیا میں نیکی اس لیے کرتا ہے کہ اسے مرنے کے بعد جنّت نصیب ہو جائے حتیٰ کہ شہید بھی جام شہادت اسی لیے نوش کرتا ہے، اور یہ انسان جب جنّت میں جائے گا تو واپس آنے کی خواہش نہیں رکھے گا لیکن شہید کو جو مقام و مرتبہ نصیب ہوگا اس کی وجہ سے یہ خواہش کرے گا کہ میں دوبارہ دنیا میں جاؤں پھر شہید ہو کر آؤں تاکہ مجھے اور زیادہ مقام و مرتبے سے نوازا جائے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ

اللہ کے ہاں شہداء کی فضیلت

1644: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((الشُّهَدَاءُ أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الإِيمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللهَ حَتَّى قُتِلَ فَذَلِكَ الَّذِي يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَكَذَا)). وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهُ.

قَالَ فَمَا أَدْرِي أَقَلَنْسُوَةُ عُمَرَ أَرَادَ أَمْ قَلَنْسُوَةُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الإِيمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَكَأَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهُ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِنَ الْجُبْنِ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللهَ حَتَّى قُتِلَ فَذَلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلَى نَفْسِهِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللهَ حَتَّى قُتِلَ فَذَلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''شہداء چار قسم کے ہیں: بہترین ایمان والا شخص دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس نے اللہ کی تصدیق کی (اسے سچا جانا) حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا۔ یہ وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن لوگ اس کی طرف اس طرح نظریں اٹھا کر دیکھیں گے۔'' انہوں نے اپنا سر بلند کیا حتیٰ کہ ان کی ٹوپی گر گئی۔

راوی نے بیان کیا: میں نہیں جانتا کہ اس سے عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد ہے یا نبی ﷺ کی، ایک بہترین ایمان والا وہ شخص دشمن سے مقابلہ ہوا بزدلی کی وجہ سے گویا کہ اس کی جلد کو طلح (درخت) کے کانٹے سے مارا (زخمی کیا) گیا ہے ایک نامعلوم تیر اسے لگا اور اس نے اسے شہید کر دیا، پس یہ دوسرے درجے پر ہے، ایک وہ مومن شخص جس کے نیک اعمال بھی ہیں اور ساتھ برے اعمال بھی ہیں، اس کا دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس نے اللہ کی تصدیق کی حتیٰ کہ وہ شہید کر دیا گیا پس یہ تیسرے درجے پر ہے۔ اور ایک وہ مومن شخص جس نے (گناہوں کے ذریعے) اپنے آپ پر زیادتی کی اس کا دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس نے اللہ کی تصدیق کی حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا تو وہ چوتھے درجے پر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ.

قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ قَدْ رَوَى سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ وَقَالَ عَنْ أَشْيَاخٍ مِنْ خَوْلَانَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي يَزِيدَ. وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ دِينَارٍ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے عطاء بن دینار کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

انہوں نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ سعید بن ابی ایوب نے اس حدیث کو عطاء بن دینار سے روایت کیا ہے اور انہوں نے خولان کے چند مشائخ سے بیان کیا اور اس میں عن ابی یزید کا ذکر نہیں کیا۔ اور عطاء بن دینار نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشكاة ٣٨٥٨، الضعيفة: ٢٠٠٤، اس میں ابوزید مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ١٤٦ و ١٥٠

فوائد الحدیث: شہداء میں بھی درجہ بندی ہوگی جس کا ایمان جس قدر مضبوط ہوگا، اور عمل میں اخلاص اور مشقت کے اعتبار سے ہر کسی کو عظمت وشان سے نوازا جائے گا۔ تفصیل حدیث الباب میں موجود ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَزْوِ الْبَحْرِ

بحری جہاد کا بیان

1645: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكٌ عَلَى الأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں، ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کو روک لیا آپ ﷺ کے سر سے جوئیں دیکھنے لگیں، رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے، انہوں نے بیان کیا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں اس سمندر کے درمیانی اور بڑے حصے پر جہاد کرتے ہوئے تخت نشین بادشاہوں کی طرح مجھ پر پیش کیے گئے۔“

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ)). نَحْوَ مَا قَالَ فِي الأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ)).
قَالَ فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے پس آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر رکھا اور سو گئے، پھر بیدار ہوئے اور ہنس دیے، انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ﷺ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھ پر پیش کیے گئے۔“ باقی حدیث اسی طرح بیان کی جس طرح پہلے فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے

کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پہلے گروہ میں سے ہو۔''
راوی نے بیان کیا: ام حرام رضی اللہ عنہا نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں سمندری سفر کیا جس وقت وہ سمندر سے باہر آئیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور فوت ہو گئیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ هِيَ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ وَهِيَ خَالَةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.
ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، اور یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٠٩، البخاري في الادب المفرد: ٩٥٣، البغوي: ٣٧٣٠

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٩٢٤، ٢٨٩٤، ٢٧٩٩، ٢٧٨٨، صحيح مسلم: ١٩١٢، سنن ابو داود: ٢٤٩٠-٢٤٩٣، سنن النسائي: ٦/ ٤٠-٤١، مسند احمد: ١٣٥٢٠ و ١٣٧٩٠، صحيح ابن حبان: ٦٦٦٧، ٤٦٠٨ سنن ابن ماجه: ٢٧٧٦،

فوائد الحديث: (۱) سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ محترمہ تھیں اس لیے آپ ﷺ کا ان کے ہاں آنا جانا اور ٹھہرنا تھا۔

(۲) پیغمبر کا خواب وحی اور اس کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا بھی یہ خواب مبارک ۲۸ ہجری میں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں پورا ہوا جب سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی قیادت میں فوجی لشکر نے قبرص کے محاذ کو فتح کیا۔ اس میں کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

(۳) کسی نیک اور صالح شخص سے اچھے کام کے لیے دعا کروائی جا سکتی ہے۔

(۴) سفر جہاد میں آدمی کسی بھی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ مقام شہادت پر ہی فائز ہوتا ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُقَاتِلُ رِيَاءً وَلِلدُّنْيَا

جو شخص ریا اور دنیا کی خاطر قتال کرتا ہے

1646: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ)).

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو شجاعت کے واسطے لڑتا ہے اور ایک وہ جو حمیت کی خاطر لڑتا ہے اور ایک ریا کی خاطر لڑتا ہے، پس کون اللہ کی راہ میں لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے لڑتا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه سعيد بن منصور: ٢٥٤٣، ابو نعيم في الحلية: ١٢٨/٧، البغوي: ٢٦٢٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٢٣، صحيح مسلم: ١٩٠٤، سنن ابو داود: ٢٥١٧ و ٢٥١٨، سنن ابن ماجه: ٢٧٨٣، سنن نسائي: ٢٣/٦، مسند احمد: ١٩٤٩٣، وصحيح ابن حبان: ٤٦٣٦

فوائد الحدیث: کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے عقیدہ توحید اور عمل کے سُنت رسول ﷺ کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ نیت کا خالص ہونا بھی ضروری ہے، اگر کوئی شخص ریاکاری، دنیاوی مفاد کی خاطر کوئی نیکی کرے گا تو اسے کچھ بھی اجر نہیں ملے گا خواہ جہاد جیسا ہی عظیم عمل کیوں نہ ہو۔

1647: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ هَذَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ يَنْبَغِي أَنْ نَضَعَ هَذَا الْحَدِيثَ فِي كُلِّ بَابٍ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، (ہر) شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے، جس کی ہجرت حصول دنیا یا کسی عورت سے شادی کرنے کی خاطر ہے تو اس کی ہجرت اس طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس، سفیان ثوری اور کئی ایک اماموں نے اسے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے اور ہم اسے صرف یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہے مناسب/لائق ہے کہ ہم اس حدیث کو ہر باب میں درج کریں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن المبارك في الزهد: ٨٨، البزار: ٢٥٧، ابن خزيمه: ١٤٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١ صحيح مسلم: ١٩٠٧، سنن ابو داود: ٢٢٠١، سنن ابن ماجه: ٤٤٢٧، سنن النسائي: ٥٨/١ و ١٥٨/٦ و ١٣/٧، مسند احمد: ١٦٨، صحيح ابن حبان: ٣٨٨ و ٣٨٩

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل کی قبولیت اور اس کے لیے اجر و ثواب کا معیار انسان کی نیت ہے۔ جیسی اس کی نیت ہوگی ویسا ہی اس کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا۔ لہٰذا ہم کوئی بھی نیکی کریں۔ نماز، روزہ، جہاد صدقہ و خیرات، حج و عمرہ تو اپنی نیتوں کو خالص کرتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں۔ اس میں ریاکاری، شہرت اور دنیا میں کسی فائدے کا حصول مقصد نہ ہو۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْغُدُوِّ وَالرَّوَاحِ فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں صبح کے وقت اور شام کے وقت نکلنے کی فضیلت

1648: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

فرمایا: ”اللہ کی راہ میں صبح کے وقت نکلنا دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے، اور جنّت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابن عباس، ابوایوب اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٩٣٠، الدارمي: ٢٤٠٣، ابو يعلى: ٧٥١٤، البيهقي: ٣٨/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٩٤ و ٢٨٩٢، صحیح مسلم: ١٨٨١، سنن ابن ماجه: ٢٧٥٦ و ٤٣٣٠، سنن النسائی: ١٥/٦، مسند احمد: ١٥٥٦٠ و ١٥٥٦٣

1649: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں صبح کے وقت نکلنا یا شام کے وقت نکلنا دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الزَّاهِدُ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَاسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ. وَأَبُو حَازِمٍ هَذَا الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الأَشْجَعِيُّ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ سَلْمَانُ وَهُوَ مَوْلَى عَزَّةَ الأَشْجَعِيَّةِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ وہ ابو حازم جنہوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے وہ ابو حازم زاہد مدنی ہیں ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔ اور یہ ابو حازم اشجعی کوفی ہیں جنہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان کا نام سلمان ہے اور وہ عزہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٣/٥-٤، اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٨٥/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٩٣ و صحیح مسلم: ١٨٨٢، سنن ابن ماجه: ٢٧٥٥، مسند احمد: ١٠٨٨٣

فوائد الحدیث: (۱) جہاد کی فضیلت ہے کہ اگر اس میں تھوڑا سا وقت بھی انسان لگالے تو ساری دنیا کے مال و متاع سے زیادہ بہتر ہے یعنی ساری دنیا کا مال خرچ کر کے آدمی جو ثواب حاصل کرے گا اس سے زیادہ ثواب اسے کچھ وقت میدان جہاد میں گزارنے سے مل جائے گا۔

(۲) جنّت میں تو تھوڑی سی جگہ کا مل جانا بھی ساری دنیا کے مل جانے سے بہتر ہے۔ چہ جائیکہ شہید کو اللہ تعالیٰ جنت کی وسعتیں عطا فرمائے کہ اس کی روح پرندوں کے ذریعے جنّت کے باغات میں اڑان بھرتی پھرے۔ سبحان اللہ

1650: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ایک صحابی ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے اس میں میٹھے پانی کا

هِلَالٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٌ فَأَعْجَبَتْهُ لِطِيبِهَا فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشِّعْبِ وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللهِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)).

ایک چھوٹا سا چشمہ تھا وہ اس کی شفافیت سے خوش ہوئے، تو کہا: اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی میں اقامت اختیار کر لوں لیکن میں یہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرنے کے بعد کروں گا، انہوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ کرو، کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر میں ستر سال کی نماز سے افضل ہے، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے، اور تمہیں جنّت میں داخل فرما دے؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جس نے دودھ دوہنے والے کے تھن کو دو دفعہ پکڑنے کے درمیانی وقفے کے برابر اللہ کی راہ میں قتال کیا اس کے لیے جنّت واجب ہو گئی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حكم الحديث: (حسن) التعليق الرغيب: ٢/١٧٤

تخريج الحديث: كتاب الجهاد لابن ابی عاصم: ١٣٥، مسند البزار: ١٦٥٢۔ كشف الاستار، مستدرک حاكم: ٢/٦٨، سنن كبرىٰ للبيهقي: ٩/١٦٠-١٦١، وشعب الايمان: ٤٢٣٠، مسند احمد: ٩٧٦٢

فوائد الحديث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ سے ہی راہنمائی لیتے تھے اور پھر آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دیتے تھے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

(۲) رسول اللہ ﷺ نے رہبانیت کی زندگی کو پسند نہیں فرمایا بلکہ اس کے مقابلے میں مجاہدانہ زندگی گزارنے کی ترغیب دی اگرچہ تھوڑے وقت کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) ”فواق ناقة“ اونٹنی کا دودھ دوہتے وقت درمیان میں چند لمحے کا وقفہ کیا جاتا ہے تاکہ دودھ اتر آئے پھر دوبارہ دوہنا شروع کیا جاتا ہے اس دو دفعہ دوہنے کے درمیانی وقفے کو ”فواق“ کہا جاتا ہے، مقصد جہاد کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ اتنے معمولی اور تھوڑے سے وقت میں بھی جہاد کا اجر بہت بڑا ہے۔ کہ اس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ

1651: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ يَدِهِ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں صبح کے وقت نکلنا یا شام کے وقت نکلنا دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے بہتر ہے، تم میں سے کسی کی کمان کے برابر یا اس کے ہاتھ کے برابر جنّت میں جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے، اگر جنّت والوں کی خواتین میں سے ایک عورت زمین کی طرف جھانک لے تو ان دونوں کا درمیانی حصہ

وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

روشن ہو جائے اور ان دونوں کا درمیانی حصہ خوشبو سے بھر جائے، اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابو يعلى: ٣٧٧٥، البغوي: ٤٣٧٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٩٢ و ٢٧٩٦، صحیح مسلم: ١٨٨٠، سنن ابن ماجه: ٢٧٥٧، مسند احمد: ١٢٤٣٦، وصحیح ابن حبان: ٧٣٩٨

فوائد الحدیث: (۱) مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے جو جنّت نصیب کرنی ہے اس میں ایک کمان کے برابر جگہ بھی "دنیا وما فیها" (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔

(۲) اس جنّت کی حور کی ایک جھلک نا صرف کہ ساری دنیا کو روشن کر دے بلکہ خوشبو سے بھی بھر دے۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ ساری فضیلتیں، جہاد اور مجاہدین کی ہیں۔

18- بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ

بہترین شخص کون ہے؟

1652: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَتْلُوهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ فِيهَا أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْأَلُ بِاللهِ وَلَا يُعْطِي بِهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں بہترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامنے والا شخص، کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کے ساتھ ہی ہے؟ اپنی بکریوں میں الگ تھلگ رہنے والا جو ان کے بارے میں اللہ کا حق ادا کرتا ہے، کیا میں تمہیں بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ اس کے نام پر نہیں دیتا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث اس طریق کے علاوہ ابن عباس سے نبی ﷺ سے روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٢٥٥، التعليق الرغيب: ١٧٣/٢، اخرجه الدارمي: ٢٤٠٠، شعب الايمان: ٣٥٣٩

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٨٣/٥-٨٤، مسند احمد: ١٩٨٧ و ٢١١٦، وصحیح ابن حبان: ٦٠٤ و ٦٠٥

فوائد الحدیث: (۱) سب سے بہترین شخص اپنے آپ کو ہر وقت جہاد کے لیے تیار رکھنے والا ہے۔

(۲) جو شخص فتنہ و فساد کے دور میں اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا ہے یعنی زکوٰۃ وغیرہ تو وہ بھی مجاہد کے بعد دوسرے نمبر پر بہترین ہے۔

(۳) جو شخص مال دار ہونے کے باوجود کسی بھی حاجت مند کی جائز ضرورت کے لیے سوال کرنے کے باوجود خرچ نہیں کرتا وہ بدترین آدمی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا ہے لیکن وہ اللہ کریم کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ سَأَلَ الشَّهَادَةَ

جو شخص شہادت کی دعا کرتا ہے

1653: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ مِنْ قَلْبِهِ صَادِقًا بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ)).

سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو صدق دل سے اللہ سے شہادت طلب کرتا ہے تو اللہ اسے شہداء کے مقام و مرتبے پر پہنچا دیتا ہے خواہ اسے اپنے بستر پر موت آئے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُرَيْحٍ. وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُرَيْحٍ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ يُكْنَى أَبَا شُرَيْحٍ وَهُوَ إِسْكَنْدَرَانِيٌّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف عبدالرحمن بن شریح کی روایت سے جانتے ہیں۔ اس حدیث کو عبداللہ بن صالح نے عبدالرحمٰن بن شریح سے روایت کیا ہے۔ اور عبدالرحمن بن شریح کی کنیت ابو شریح ہے اور وہ سکندرانی ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٤١٢، الحاكم: ٢/٧٧، والمزي في تهذيب الكمال: ١٢/١٧٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٠٩، سنن ابو داود: ١٥٢٠، سنن ابن ماجه: ٢٧٩٧، سنن النسائي: ٦/٣٦-٣٧، وصحيح ابن حبان: ٣١٩٢

1654: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِهِ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ أَعْطَاهُ اللهُ أَجْرَ الشَّهِيدِ)).

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو صدق دل سے اللہ سے اس کی راہ میں شہادت کی دعا کرتا ہے تو اللہ اسے شہید کا اجر عطا فرما دیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٣٩٩، الطبراني في الكبير: ٣٠٢/٢٠، الحاكم: ٧٧/٢١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٤١، سنن النسائی: ٢٥/٦-٢٦، مسند احمد : ٢٢٠١٤، صحیح ابن حبان: ٣١٩١

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ موت کی دعائیں جو انسان دنیاوی حالات سے تنگ آکر مانگتا ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ یہ شہادت کی دعا ہے کہ اللہ کریم جب موت آئے تو شہادت نصیب فرمانا۔

(۲) انسان جس بھی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس نیکی کا اجر عطا فرماتے ہیں اسی طرح جو سچے دل سے شہادت کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی شہادت کا اجر و ثواب نصیب فرمادیتے ہیں، بے شک وہ میدان جہاد میں قتل نہ بھی ہوا ہو۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُجَاهِدِ وَالنَّاكِحِ وَالْمُكَاتَبِ وَعَوْنِ اللهِ إِيَّاهُمْ

مجاہد، نکاح کرنے والے اور مکاتبت کرنے والے کی اللہ مدد فرماتا ہے

1655: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ہیں جن کی مدد کرنا اللہ کے ذمے ہے: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، مکاتبت کرنے والا جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے اور نکاح کرنے والا جو پاک دامنی چاہتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه ابو يعلى: ٦٥٣٥، الحاكم: ١٦٠/٢، البيهقي: ٧٨/٧، البغوي: ٢٢٣٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٥١٨، سنن النسائی: ١٥/٦-١٦ و ٦١، مسند احمد : ٧٤١٦، وابن حبان: ٤٠٣٠

فوائد الحدیث: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جو کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے، حدیث الباب میں بیان کیے گئے تینوں کام ہی بہت زیادہ مشقت والے اور محنت طلب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کرنا اپنے ذمہ لے لیا ہے، کہ سبھی کی نیت خالص تھی۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم جو کام بھی کریں۔ اخلاص کے ساتھ کریں۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں زخمی ہونے والا

1656: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں کون زخمی ہوتا ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ وہ قیامت کے دن آئے گا (اس کے زخم کا) رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہوگا جبکہ خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور دیگر

غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

طرق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ٩٣٠، الحميدي: ١٠٩٢، ابو يعلى: ٦٢٦٣، البيهقي: ٩/١٦٤

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٣٧، صحيح مسلم: ١٨٧٦، سنن ابن ماجه: ٢٧٩٥، سنن النسائی: ٦/٢٨-٢٩

فوائد الحدیث: جہاد فی سبیل اللہ میں زخم اٹھانے والے غازی کو بھی اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بخشیں گے کہ قیامت کے دن اس کے زخم تازہ ہوں گے اور ان سے خون بہہ رہا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی جس سے حشر کے میدان میں تمام لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے گا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوا تھا، جو اس کے خلوص اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کی دلیل ہوگی۔

1657: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ)).

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

۱۶۵۷۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی مسلمان شخص نے اللہ کی راہ میں دودھ دوہنے والے کے تھن کو دو دفعہ پکڑنے کے درمیانی وقفے کے برابر جہاد کیا اس کے لیے جنّت واجب ہو گئی، جسے اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگا یا کوئی چوٹ تو وہ قیامت کے دن اس (زخم یا چوٹ) سے بڑا لے کر آئے گا، اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔“

یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي في شعب الايمان حديث: ٤٢٥١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٤١، سنن النسائی: ٦/٢٥-٢٦، مسند احمد: ٢٢٠١٤، صحيح ابن حبان: ٣١٩١

فوائد الحدیث: (۱) زعفران کا رنگ بھی خون کی طرح سرخ ہوتا ہے اس لیے اس سے مشابہت بیان فرمائی۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی راہ میں معمولی سا زخم اور چوٹ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی پسندیدہ ہے۔

(۳) ”فواق ناقة“ کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۶۵۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

22- بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ

کون سا عمل افضل ہے؟

1658: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ أَوْ أَيُّ الأَعْمَالِ خَيْرٌ قَالَ ((إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ)). قِيلَ ثُمَّ أَيٌّ شَيْءٍ قَالَ ((الْجِهَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ)). قِيلَ ثُمَّ أَيٌّ شَيْءٍ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ ((ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا عمل افضل ہے یا کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ عرض کیا گیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد عمل کی کوہان (چوٹی) ہے۔“ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر حج مبرور۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ دیگر طرق سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٣٩٨، البيهقي: ٢٦٢/٥، البغوي: ١٨٤٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦، صحیح مسلم: ٨٣، سنن النسائی: ١١٣/٥و ١٩/٦ و ٩٣/٨، مسند احمد: ٧٥١١ و ٧٥٩٠، وصحیح ابن حبان: ١٥٣ و ٤٥٩٧مسند احمد: ٧١٥٧، وصحیح ابن حبان: ٤٦٥٢

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ذات کے لحاظ سے بھی وحدہ لا شریک ہے اور صفات کے اعتبار سے بھی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کو نہیں مانتے یا ان کی تاویل کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیتے ہیں حقیقتاً وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے صرف اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت ہے آپ کے بعد کوئی بھی ہستی مخلوق میں سے غیر مشروط اطاعت کی حق دار نہیں۔ یہ سب سے افضل عمل ہے اس لیے کہ تمام اعمال کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت و ختم نبوت پر ہے۔ اس عقیدے کے بغیر تو بڑی سے بڑی نیکی کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

(۲) ایمان کے بعد ہر وہ عمل جس میں اخلاص کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت زیادہ ہو تو جس قدر خلوص نیت اور مشقت زیادہ ہوگی اس قدر وہ عمل افضلیت حاصل کرے گا۔

(۳) ایمان اور اخلاص بنیادی شرط ہے ان دونوں کے ساتھ جس عمل میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار زیادہ ہوگا اس لحاظ سے وہ عمل بھی زیادہ فضیلت والا ہوگا۔

(۴) ان کے علاوہ بھی کئی اعمال کو افضل قرار دیا گیا ہے لیکن یہ دو مثالیں جہاد اور حج کی چونکہ سب سے زیادہ اخلاص اور محنت کا تقاضہ کرتی ہیں اس لیے انہیں بیان کیا گیا ہے۔

23- بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ

جنّت کے دروازے تلواروں کے سایوں تلے ہیں

1659: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ رَثُّ الْهَيْئَةِ أَأَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُهُ قَالَ نَعَمْ. فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ. وَكَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنّت کے دروازے تلواروں کے سایوں تلے ہیں۔“ حاضرین میں سے پراگندہ حالت والے شخص نے (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے) کہا، کیا تم نے اسے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، پس وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا تو کہا: میں تمہیں السّلام علیکم کہتا ہوں، اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی اور اس کے ساتھ قتال کیا

قُتِلَ.
حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے، ہم اسے جعفر بن سلیمان ضبعی ہی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ اسْمُهُ.
ابو عمران جونی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے۔ ابو بکر بن ابی موسیٰ کے بارے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا نام وہی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٥/٧، اخرجه ابو نعيم في الحلية الاولياء: ٢/٣١٧، الحاكم: ٢/٧٠
تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٠٢، مسند احمد: ١٩٥٣٨، صحيح ابن حبان: ٤٦١٧
فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جنّت کے حصول کا اس قدر شوق رکھتے تھے کہ ہر وہ طریقہ اور راستہ اختیار کرتے جو جنّت میں داخلے کا راستہ ہوتا۔ اس کے لیے اپنے مال، جان کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

(۲) آج ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس قدر عقیدت رکھتے ہیں کہ "زندہ باد" اور "واہ صحابہ واہ" کے نعرے تو لگاتے ہیں لیکن حدیث رسول ﷺ سن کر ہماری پیشانیوں پہ شکنیں پڑ جاتی ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ کے فرامین پر عمل کرنے کو اپنے امام اور مفتی کی اجازت سے مشروط کر دیتے ہیں۔

(۳) جنّت کے حصول کے لیے انسان کو مقدور بھر کوشش کرنا چاہیے کہ اس کا حصول آسان نہیں ہے۔ اس کے لیے اپنی جان کو قربان کرنا یا کم از کم خطرے میں ڈالنا ہوتا ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ
کون سا شخص افضل ہے؟

1660: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ ((رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ)). قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ ((ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)).
سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا شخص افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص۔" انہوں نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر کسی گھاٹی میں رہنے والا مومن شخص جو اپنے رب سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) التعليق الرغيب: ٢/١٧٣، اخرجه ابو عوانه: ٥/٥٥، الحاكم: ٢/٧١
تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٨٦، صحيح مسلم: ١٨٨٨، سنن ابو داود: ٢٤٨٥، سنن ابن ماجه: ٣٩٧٨، سنن النسائی: ٦/١١، مسند احمد: ١١١٢٥، وصحيح ابن حبان: ٦٠٦ و ٤٥٩٩
فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۶۵۲ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

25- بَابُ فِي ثَوَابِ الشَّهِيدِ

شہید کا ثواب

1661: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا غَيْرُ الشَّهِيدِ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا يَقُولُ حَتَّى أُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ فِي سَبِيلِ اللهِ مِمَّا يَرَى مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ مِنَ الْكَرَامَةِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کے علاوہ کوئی جنتی دنیا کی طرف واپس آنا پسند نہیں کرے گا صرف شہید دنیا کی طرف پلٹنا پسند کرے گا۔ اور وہ کہے گا: حتیٰ کہ میں دس بار اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں اس لیے کہ وہ اس عزت واکرام کو دیکھ چکا ہے جو اس کے رب نے اسے عطا فرمایا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢٤١٤، ابو يعلى: ٢٨٧٩، البيهقي: ١٦٣/٩، البغوي: ٢٦٢٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٩٥، صحیح مسلم: ١٨٧٧، سنن النسائی: ٣٦/٦، مسند احمد: ١٢٠٠٣، و ١٣٩٦٤، صحیح ابن حبان: ٤٦٦١، و ٤٦٦٢

1662: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

محمد بن جعفر نے شعبہ عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند اسی معنی میں روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٧٩٥، صحیح مسلم: ١٨٧٧، سنن النسائی: ٣٦/٦، مسند احمد: ١٢٠٠٣، و ١٣٩٦٤، صحیح ابن حبان: ٤٦٦١، و ٤٦٦٢

فوائد الحدیث: دیکھیں فوائد حدیث نمبر ١٦٤٣۔

1663: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُشَفَّعُ فِي

سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کے لیے اللہ کے ہاں چھ خصال (انعامات) ہیں: خون کے پہلی بار ہی گرنے پر اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور اسے جنّت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے، وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا، اس کے سر پر وقار کا تارج رکھا/سجایا جائے گا، اس کا ایک یاقوت رموتی دنیا وما فیھا سے بہتر ہے، موٹی موٹی آنکھوں والی بہتر (٧٢) حوروں کے ساتھ اس کی شادی کر دی

سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ)).

جائے گی، اور اس کے ستر قریبی رشتے داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں نعیم بن حماد راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٩٩، مسند احمد : ١٧١٨٢، سنن ابو داود: ٢٥٢٢، صحيح ابن حبان: ٤٦٦٠

فوائد الحدیث: اللہ تعالیٰ شہید کو کچھ ایسے اعزازات سے نوازیں گے جو اس کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کر دیں گے، بعض کی تفصیل حدیث الباب میں ذکر ہو گئی ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمُرَابِطِ

دشمن کی سرحد پر پڑاؤ ڈالنے / پہرہ دینے کی فضیلت

1664: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَرَوْحَةٌ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ لَغَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں ایک دن مورچہ بند ہونا دنیا اور اس پر موجود چیزوں سے بہتر ہے، بندہ اللہ کی راہ میں جو صبح کے وقت نکلتا ہے یا شام کے وقت نکلتا ہے وہ دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے بہتر ہے، جنّت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے بہتر ہے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے حدیث ١٦٤٨ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٧٩٤ و ٢٨٩٢، صحيح مسلم: ١٨٨١، سنن ابن ماجه: ٢٧٥٦ و ٤٣٣٠، سنن النسائي: ٦/١٥، مسند احمد : ١٥٥٦٠ و ١٥٥٦٣

1665: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ مَرَّ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ بِشُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ وَهُوَ فِي مُرَابِطٍ لَهُ وَقَدْ شَقَّ عَلَيْهِ وَعَلَى أَصْحَابِهِ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكَ يَا ابْنَ السِّمْطِ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ بَلَى. قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ وَرُبَّمَا قَالَ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ فِيهِ وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَنُمِّيَ لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

محمد بن منکدر نے بیان کیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ شرحبیل بن سمط کے پاس سے گزرے وہ اپنے مورچے میں تھے ان پر اور ان کے ساتھیوں پر شاق و گراں گزر رہا تھا، تو انہوں نے فرمایا: ابن سمط! کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ بیان کروں میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں سنائیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ کی راہ میں ایک دن مورچہ بند ہونا ایک ماہ کے صیام و قیام سے افضل و بہتر ہے، اور جو وہیں وفات پا جائے تو وہ فتنہ قبر

سے بچا لیا جائے گا، اور اس کا عمل اس کے لیے قیامت تک بڑھایا جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ١٢٠٠، اخرجه سعيد بن منصور: ٢٤٠٣، الحاكم: ٢/٨٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩١٣، سنن النسائي: ٦/٣٩، مسند احمد : ٢٣٧٢٧، وصحيح ابن حبان: ٤٦٢٣ و ٤٦٢٥ و ٤٦٢٦

فوائد الحدیث: (۱) حدیث نمبر ۱۶۴۸، ۱۶۴۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) نماز، روزہ تو انسان کی انفرادی عبادت ہے جس کا فائدہ صرف اسے ہی حاصل ہوگا، لیکن جہاد کی برکات چونکہ قیامت تک جاری رہیں گی تو اس کا اجر بھی قیامت تک کے لیے بڑھایا جاتا ہے کہ اس شخص کے جہاد کی وجہ سے کوئی شخص مسلمان ہوا یا کسی علاقے میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی تو وہاں توحید و سنت کی تعلیم و تبلیغ کے نتیجے میں حسنات کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہوگیا۔ تو یہ مجاہد بھی اس نیکی میں شریک اور ثواب کا حق دار سمجھا جاتا ہے۔

1666: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ لَقِيَ اللهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ سے جہاد کے کسی نشان کے بغیر ملاقات کرے گا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس میں عیب ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ. وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ولید بن مسلم عن اسماعیل بن رافع کی روایت کے حوالے سے غریب ہے، بعض محدثین نے اسماعیل بن رافع کو ضعیف قرار دیا ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ هُوَ ثِقَةٌ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ سَلْمَانَ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ لَمْ يُدْرِكْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا: وہ فرماتے ہیں یہ ثقہ اور مقارب الحدیث ہے۔ یہ حدیث دوسری سند سے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ سلمان کی جو روایت ہے اس کی اسناد متصل نہیں محمد بن منکدر کی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ حدیث ایوب بن موسیٰ عن مکحول عن شرحبیل بن سمط عن سلمان کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مانند روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں اسماعیل بن رافع کمزور حافظے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مجمع الزوائد: ٨/٦١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه : ٢٧٦٣، و صحيح مسلم: ١٩١٠، سنن ابو داود: ٢٥٠٢، سنن النسائي: ٦/٧

فوائد الحدیث: ہر وہ عمل جو دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور اس کے غلبے کے لیے کیا جاتا ہے وہ جہاد کہلاتا ہے، اب جس شخص نے اپنے دنیاوی مفادات سے ہٹ کر کوئی بھی ایسا عمل نہ کیا جو جہاد کے زمرے میں آتا ہو تو وہ شخص قیامت کے دن بہت زیادہ نقصان کا شکار ہوگا۔

1667: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ)).

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو صالح نے بیان کیا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: میں نے تم سے اس اندیشے کے پیش نظر کہ تم مجھ سے الگ ہو جاؤ گے ایک حدیث چھپائی تھی جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا پھر مجھے خیال آیا کہ میں وہ حدیث تمہیں بیان کر دوں تاکہ آدمی اپنی ذات کے لیے اپنے خیال کے مطابق انتخاب کر لے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کی راہ میں ایک دن مورچہ بند ہونا گھروں میں گزارے ہوئے ہزار دنوں سے بہتر ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ اسْمُهُ تُرْكَانُ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو صالح کا نام ترکان ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الدارمي: ٢٤٢٩، ابن ابي عاصم في الجهاد، ٢٩٩، البزار: ٤٠٦
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٦٦، سنن النسائي: ٦/٣٩-٤٠، مسند احمد: ٤٣٣ و ٤٤٢، ابن حبان: ٤٦٠٩
فوائد الحدیث: دین اسلام کے مسائل کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین اس کے بندوں تک مکمل پہنچ جائے، البتہ کسی مصلحت کے پیش نظر کسی مسئلہ کے بیان کو کچھ وقت کے لیے موخر کیا جا سکتا ہے۔

1668: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کو شہادت کے وقت بس اتنی سی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹ لینے سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اخرجه الدارمي: ٢٤١٣، البيهقي: ٩/١٦٤
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٨٠٢، سنن النسائي: ٦/٣٦، مسند احمد: ٧٩٥٣، وصحيح ابن حبان: ٤٦٥٥
فوائد الحدیث: اس حدیث میں بھی شہید کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ تو اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر تلواروں کے سائے میں آ کھڑا ہوا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ اعزاز بخشا کہ شہادت کے وقت اس کو تکلیف کی شدت کا احساس نہیں ہونے دیا۔ سبحان اللہ

1669: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ

أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ الْفِلَسْطِينِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَأَمَّا الْأَثَرَانِ فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ)).

نے فرمایا: ”اللہ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے بڑھ کر کوئی چیز پسند نہیں: اللہ کے ڈر سے گرنے والا آنسو کا قطرہ، اور اللہ کی راہ میں بہایا جانے والا خون کا قطرہ، رہے دو اثر (نشان) تو ایک اللہ کی راہ میں زخم وغیرہ کا نشان اور اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کا نشان۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٣٨٣٧، التعليق الرغيب: ٢/ ١٨٠

تخریج الحدیث: كتاب الجهاد لابن ابی عاصم: ١٠٨، ومعجم الكبير للطبرانی: ٧٩١٨، وابن عدی فی الكامل: ٢٥٤٣/٧

فوائد الحدیث: (۱) ”دو قطرے“ ایک اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنکھ سے نکلنے والا آنسو۔ اور دوسرا میدان جہاد میں جسم سے نکلنے والا خون کا قطرہ، اللہ تعالیٰ کو دونوں ہی محبوب ہیں۔

(۲) ”دو نشان“ ایک تو جہاد فی سبیل اللہ میں لگنے والے زخم کا نشان اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے فرائض کی ادائیگی کے دوران کوئی بھی نشان مثلاً: تبلیغ دین کے لیے جاتے ہوئے چھالے وغیرہ پڑ جانا۔ سردیوں میں نماز ادا کرنے کے لے ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کی وجہ سے ایڑھیوں کا پھٹ جانا وغیرہ۔

21

أَبْوَابُ الْجِهَادِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

جہاد کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِأَهْلِ الْعُذْرِ فِي الْقُعُودِ

معذور شخص کا جہاد میں حصہ نہ لینا

1670: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((ائْتُونِي بِالْكَتِفِ أَوِ اللَّوْحِ)). فَكَتَبَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) وَعَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَقَالَ هَلْ لِي مِنْ رُخْصَةٍ فَنَزَلَتْ (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ). (النساء: ٩٥)

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس (اونٹ کا) شانہ لاؤ یا تختی، پس آپ ﷺ نے لکھوایا: ”مومنوں میں سے جہاد میں حصہ نہ لینے والا برابر نہیں ہوسکتے۔“ عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے، انہوں نے عرض کیا: کیا میرے لیے رخصت ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی: ”جن کے پاس کوئی عذر نہیں (اور وہ جہاد میں حصہ نہیں لیتے)۔“

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

اس باب میں سیّدنا ابن عباس، جابر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ سلیمان تیمی عن ابی اسحاق کی روایت سے غریب ہے۔ اور شعبہ اور ثوری نے بھی اس حدیث کو ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٣٥٣٦، ابو يعلىٰ: ١٧٢٥، البيهقي: ٢٣/٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٣١، صحيح مسلم: ١٨٩٨، سنن النسائی: ١٠/٦، مسند احمد: ١٨٤٨٥، ابن حبان: ٤٠

فوائد الحدیث: (۱) جو لوگ اپنی کسی بھی مجبوری کی وجہ سے جہاد کا فریضہ ادا نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا ہے کیونکہ ان کا

شرعی عذر موجود ہے۔

(۲) جہاد اور مجاہدین کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں معذور، وہ لوگ جو باوجود خواہش کے جہاد میں شامل نہیں ہوسکتے ان کے شوق اور خلوص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ خَرَجَ فِي الْغَزْوِ وَتَرَكَ أَبَوَيْهِ

جو شخص والدین کو چھوڑ کر جہاد کے لیے جاتا ہے

1671: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ ((أَلَكَ وَالِدَانِ؟)). قَالَ نَعَمْ. قَالَ ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الشَّاعِرُ الأَعْمَى الْمَكِّيُّ وَاسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کرتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیرے والدین ہیں؟“ اس نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کی خدمت کرنے کی کوشش کر۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوالعباس یہ نابینا مکی شاعر ہے، اس کا نام سائب بن فروخ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحميدي: ٥٨٥، البخاري في الادب المفرد: ٢٠، البيهقي: ٢٥/٩، البغوي: ٢٦٣٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٠٠٤، صحیح مسلم: ٢٥٤٩، سنن ابو داود: ٢٥٢٩، سنن النسائی: ١٠/٦، مسند احمد: ٦٥٤٤، صحیح ابن حبان: ٣١٨

فوائد الحدیث: (۱) والدین مسلمان ہوں تو ان سے اجازت لے کر جہاد کے لیے جانا چاہیے۔

(۲) والدین، بوڑھے، معذور یا مجبور ہوں تو پھر جہاد میں جانے کی بجائے اپنے والدین کی خدمت میں رہنا اور ان کی خدمت کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(۳) جہاد فرض عین ہو جائے کہ ہر ہر شخص پر فرض ہے تو پھر والدین کی اجازت کے بغیر بھی جایا جاسکتا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُبْعَثُ وَحْدَهُ سَرِيَّةً

ایک آدمی کو بطور لشکر روانہ کرنا

1672: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ فِي قَوْلِهِ ﴿أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء: ٥٩) قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ السَّهْمِيُّ بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سَرِيَّةٍ. أَخْبَرَنِيهِ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ

حجاج بن محمد نے بیان کیا، ابن جریج نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکمرانوں کی۔“ کی تفسیر میں فرمایا: عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک لشکر پر (امیر بنا کر اکیلا) روانہ کیا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

مجھ کو یعلی بن مُسلم نے اس کے متعلق سعید بن جبیر کے واسطے سے عبداللہ بن عباس سے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اسے صرف ابن جریج کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) ابن الجارود: ١٠٤٠، ابو یعلی: ٢٧٤٦، ابو عوانه: ٤/٤٤٢، الحاکم: ٢/١١٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٥٨٤، صحیح مسلم: ١٨٣٤، سنن ابو داود: ٢٦٢٤، سنن النسائی: ٧/١٥٤-١٥٥، مسند احمد: ٣١٢٤

فوائد الحدیث: (١) "اولی الامر" کی تعبیر میں آئمہ محدثین کی اکثریت اس سے امراء و حکمران مراد لیتے ہیں، امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی ہے جس کے ثبوت کے لیے وہ حدیث سے استدلال کر رہے ہیں۔ بعض اہل علم اس سے "عُلماء کرام" کو مراد لیتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ عُلماء ہوں یا امراء ان کی اطاعت بھی اس وقت تک فرض ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع میں کوئی حکم یا فتویٰ دیں۔

(٢) "بعض الناس" اس آیت مبارکہ سے تقلید شخصی پر استدلال کرتے ہیں جبکہ ان کی بات درست نہیں کیونکہ یہ آیت مبارکہ کئی لحاظ سے تقلید کا رد کر رہی ہے۔ تفصیل کے لیے راقم کی کتاب "احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف" ملاحظہ فرمائیں۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُسَافِرَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ

اکیلے سفر کرنے کی ممانعت

1673: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا سَرَى رَاكِبٌ بِلَيْلٍ)). يَعْنِي وَحْدَهُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اکیلے سفر کرنے کے بارے میں جو میں جانتا ہوں اگر لوگ اسے جان لیں تو کوئی سوار رات کے وقت اکیلا سفر نہ کرے۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدي: ٦٦١، ابن ابي شیبة: ٩/٣٨، الدارمي: ٢٦٨٢، ابن خزیمه: ٢٥٦٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٩٩٨، سنن ابن ماجه: ٣٧٦٨، سنن النسائی فی الکبری: ٨٨٥٠ و ٨٨٥١، مسند احمد: ١٦٧٣، صحیح ابن حبان: ٢٧٠٤

فوائد الحدیث: (١) سفر میں کئی قسم کی انسان کی ضروریات ہوتی ہیں، بعض اوقات راستہ خطرناک ہوتا ہے یا انسان کو دوران سفر کوئی بیماری یا عارضہ پیش آسکتا ہے تو ایسی صورت میں کوئی دوسرا رفیق سفر ہو تو آدمی کو سہولت رہتی ہے۔ بیماری کی صورت میں وہ اسے ہسپتال لے جاسکتا ہے، یا کم از کم کسی دوسرے کو اطلاع دے گا، موت کی حالت میں میت کا سامان وغیرہ سنبھالنے اور اس کے کفن دفن کا انتظام کرنے میں کسی دوسرے کی ضرورت ہے۔ اکیلا آدمی خود بھی پریشان ہوگا اور حادثے کی صورت میں ورثاء کے لیے بھی پریشانی کا باعث ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے اکیلے آدمی کو سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(٢) آج کل کے سفر جہاز، ریل گاڑی اور بسوں وغیرہ میں ہوتے ہیں جہاں آدمی اکیلا نہیں ہوتا، البتہ موٹر سائیکل یا کار سے سفر دور کا ہو،

راستہ سُنسان ہو تو اکیلے شخص کو سفر نہیں کرنا چاہیے۔

1674: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ایک شیطان ہے۔ دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عَاصِمٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر کی روایت حسن صحیح ہے ہم اسے صرف حدیث عاصم کے حوالے سے اس طریق سے جانتے ہیں، اور وہ ابن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث حسن ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ ثِقَةٌ صَدُوقٌ وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ لَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ ثقہ صدوق ہے، جبکہ عاصم بن عمر العمری حدیث میں ضعیف ہے، میں اس سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٦٤، المشكاة: ٣٩١٠، صحيح ابي داؤد: ٢٣٤٦، اخرجه الحاكم: ٢/١٠٢

تخریج الحدیث: مؤطأ مالک: ٢/٩٧٨، سنن ابو داود: ٢٦٠٧، سنن النسائی فی الکبری: ٨٨٤٩، مسند احمد: ٦٧٤٨، صحیح ابن خزیمة: ٢٥٧٠

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص اکیلا یا دو آدمی سفر کرتے ہیں وہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے واضح حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں اس لیے انہیں شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۲) اس لیے بھی انہیں شیطان کہا گیا ہے کہ اکیلا شخص یا دو آدمی دوران سفر کوئی سازش کر کے راستے میں چوری وغیرہ کے ذریعے کسی دوسرے کا نقصان بھی کر سکتے ہیں کیونکہ اکیلا شخص تو سمجھتا ہے میں یہ تمام کر لوں گا تو دوسرے کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس نے کیا ہے۔ دو آدمیوں کی رائے بھی کسی لالچ پر متفقہ ہو سکتی ہے، لیکن تین یا اس سے زائد اشخاص میں راز کے فاش ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں قافلے کا نام دیا گیا ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْكَذِبِ وَالْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ

جنگ میں جھوٹ اور دھوکے کی رخصت

1675: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْحَرْبُ خُدْعَةٌ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی / جنگ ایک دھوکا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں علی، زید بن ثابت،

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

عائشہ، ابن عباس، ابوہریرہ، اسماء بنت یزید بن السکن، کعب بن مالک اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن الجارود: ١٠٥١، ابو يعلى: ١٨٢٦، ابن عدي في الكامل: ٩٠٢/٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٠٣٠، صحيح مسلم: ١٧٣٩، سنن ابو داود: ٢٦٣٦، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٤٣، مسند احمد : ١٤١٧٧، صحيح ابن حبان: ٤٧٦٣

فوائد الحديث: (۱) دشمن پر غلبہ پانے کے لیے اسلحہ و ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ جنگی حکمت عملی بھی ضروری ہے کہ جس میں آدمی دشمن کو نقصان پہنچانے اور اس کے حملے کے نقصان سے بچنے کے لیے کوئی ایسا انداز، طریقہ اور خفیہ تدبیر اختیار کرے کہ جو دشمن کے خواب وخیال میں بھی نہ ہو تو یہ جائز ہے اگرچہ ظاہری طور پر اس میں دھوکہ نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دھوکہ نہیں ہے۔

(۲) دشمن کے ساتھ جنگ سے پہلے یا دوران جنگ کے حالات یا بعد جنگ کے متعلق کوئی بھی معاہدہ ہو جائے تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس معاہدے کی پابندی کرنا فرض ہے جب تک کہ فریق ثانی اس کا پابند رہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَزَوَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَمْ غَزَا

نبی ﷺ کے غزوات کی تعداد

1676: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيلَ لَهُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ. فَقُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ. قُلْتُ أَيَّتُهُنَّ كَانَ أَوَّلَ قَالَ ذَاتُ الْعُشَيْرَاءِ أَوِ الْعُسَيْرَاءِ.

ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھا تو ان سے پوچھا گیا، نبی ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی؟ انہوں نے فرمایا: انیس میں، میں نے کہا: آپ کتنے غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے؟ انہوں نے کہا: سترہ میں، میں نے کہا: سب سے پہلی کون سی تھی؟ انہوں نے فرمایا: ذات العشیراء یا ذات العسیراء۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٥٠/١، ابو يعلى: ١٦٩٤، البيهقي: ٣٤٨/٣

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٩٤٩، صحيح مسلم: ١٢٥٤ وص: ١٤٤٧(١٤٣)، مسند احمد : ١٩٢٨٢ و ١٩٣٣٥، صحيح ابن حبان: ٦٢٨٣

فوائد الحديث: (۱) رسول اللہ ﷺ جس جنگ میں بذات خود شریک ہوں اسے "غزوہ" کہتے ہیں اور جس میں آپ ﷺ بنفس نفیس شامل نہ ہوں اسے "سریہ" کہا جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات ایسے جنگی معرکہ کو بھی "غزوہ" کہہ دیا جاتا ہے جس میں آپ ﷺ شریک نہ تھے۔ (دیکھیے سنن نسائی ص ۵۶/۲، باب غزوۃ الہند، کتاب الجہاد)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہے۔ جس کا سبب یہ ہے کہ بعض غذوات ایک سفر میں ایک سے زائد

بھی تھے، جیسے فتح مکہ یا غزوہ مکہ کے سفر میں حنین، اوطاس وغیرہ، اگر ان کو ایک ہی شمار کر لیں تو تعداد کم ہو جائے گی اور اگر الگ الگ شمار کر لیا تو تعداد بڑھ جائے گی۔ اس لیے ایسی تمام احادیث میں کوئی اختلاف اور تعارض نہیں ہے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّفِّ وَالتَّعْبِيَةِ عِنْدَ الْقِتَالِ

لڑائی کے وقت صف بندی اور تیاری

1677: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ عَبَّأَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِبَدْرٍ لَيْلاً.

سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رات کے وقت تیار کر دیا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ. وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ سَمِعَ مِنْ عِكْرِمَةَ. وَحِينَ رَأَيْتُهُ كَانَ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ الرَّازِيِّ ثُمَّ ضَعَّفَهُ بَعْدُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور محمد بن اسحاق نے کہا انہوں نے عکرمہ سے سنا۔ اور جس وقت میں نے اسے دیکھا (یعنی امام بخاری سے ملاقات کی) تو وہ محمد بن حمید رازی کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے پھر بعد میں انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابن اسحاق مدلس اور محمد بن حمید الرازی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: العلل الكبير، للمصنف: ٧١٢/٢، مسند البزار: ٩٩٨

فوائد الحدیث: روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن مسئلہ درست ہے کہ میدان جہاد میں لڑائی کے وقت صفیں بنا کر اور پوری تیاری اور اہتمام سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ نیز سپہ سالار اپنے فوجیوں، مجاہدین کو مخصوص مقامات پر پابند بھی کر سکتا ہے۔ تاکہ ہر کوئی اپنے اپنے مقام پر دفاع بھی کرے اور دشمن کو نقصان بھی پہنچائے اور کوئی بھی اہم پوسٹ خالی نہ رہے۔ قرآن مجید کی سورۃ الصف آیت نمبر ٦ اور آل عمران آیت نمبر ١٢١ کے علاوہ کئی ایک صحیح احادیث سے بھی اس موقف کے تائید ہوتی ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ

لڑائی کے موقع پر دعا کرنا

1678: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ

سیّدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو (دشمن کی) فوجوں کے خلاف دعا کرتے ہوئے سنا: آپ ﷺ

سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو عَلَى الأَحْزَابِ فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)).

نے فرمایا: ''اے اللہ! کتاب نازل کرنے والے، جلد حساب لینے والے! فوجوں کو شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣٦٥، اخرجه ابن خزيمه: ٢٧٧٥، البيهقي: في الدلائل: ٤٥٦/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٩٣٣، صحیح مسلم: ١٧٤٢، سنن ابو داود: ٢٦٣١، سنن ابن ماجه: ٢٧٩٦، سنن النسائی فی الکبری: ٨٦٣٢، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٠٢، مسند احمد: ١٩١٠٧، صحيح ابن حبان: ٣٨٤٤

فوائد الحدیث: میدان جہاد میں اللہ تعالیٰ سے اپنی فتح اور دشمن کی شکست کے لیے دعا کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق مدد و نصرت کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اور پھر جنگ کے دوران دعا کی قبولیت کا بھی وقت ہوتا ہے کہ جو مجاہد اپنے بیوی، بچے، ماں، باپ، عزیز و اقارب اور مال دولت کو چھوڑ کر اپنی جان لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربان کرنے کے لیے تیار ہے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو کتنا محبوب اور پسند ہوگا، اس لیے اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کی دعائیں فوراً قبول کر لیتا ہے۔ میدان جنگ میں اسلحہ اور ہتھیار کی ضرورت ہے اور مومن کا ہتھیار تو دعا ہے، جسے وہ ہر وقت استعمال کر سکتا ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَلْوِيَةِ

نبی ﷺ کے جھنڈے

1679: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَمَّارٍ يَعْنِي الدُّهْنِيَّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کا جھنڈا سفید تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف یحییٰ بن آدم عن شریک کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ وَقَالَ حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. قَالَ مُحَمَّدٌ

انہوں نے کہا میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور اسے صرف یحییٰ بن آدم عن شریک کی حدیث کے حوالے ہی سے جانا۔ اور انہوں نے کہا کئی ایک محدثین نے شریک عن عمار عن ابوزبیر عن جابر کی

وَالْحَدِيثُ هُوَ هَذَا.

سند سے ہمیں بیان کیا کہ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ پر کالا عمامہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ حدیث یہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالدُّهْنُ بَطْنٌ مِنْ بَجِيلَةَ وَعَمَّارٌ الدُّهْنِيُّ هُوَ عَمَّارُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الدُّهْنِيُّ وَيُكْنَى أَبَا مُعَاوِيَةَ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمار دہنی یہ عمار بن معاویہ دہنی ہیں، دہن ایک قبیلے کا نام ہے۔ ان کی کنیت ابو معاویہ ہے، کوفی ہیں، محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔

حكم الحديث: (حسن) اخرجه الحاكم في المستدرك: ٢/١٠٤، البيهقي في السنن: ٦/٣٦٢

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٥٩٢، سنن ابن ماجه: ٢٨١٧، سنن النسائي: ٥/٢٠٠، صحيح ابن حبان: ٤٧٤٣

فوائد الحديث: (۱) میدان جنگ میں یا کسی بھی اجتماع میں اپنے افراد، گروہ یا فوجی دستے کو متحد رکھنے کے لیے کسی نہ کسی علامت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے ساتھی فلاں جگہ پر ہیں، کہیں غلطی سے دشمنوں کے ساتھ مل کر اپنے ہی ساتھیوں کا کوئی نقصان نہ کر دے یا اپنا نقصان کروا بیٹھے۔ اس علامت کا نام "جھنڈا" ہے۔

(۲) آپ ﷺ کے جھنڈے کا کوئی خاص رنگ یا ڈیزائن نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف علامتیں / جھنڈے مقرر فرمائیں۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّايَاتِ

نبی ﷺ کا پرچم

1680: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَسْأَلُهُ عَنْ رَايَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ.

محمد بن قاسم کے آزاد کردہ غلام یونس بن عبید نے کہا محمد بن قاسم نے مجھے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے پرچم کے بارے میں پوچھوں، تو انہوں نے فرمایا: وہ سیاہ رنگ کا دھاری دار مربع شکل میں تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَالْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، حارث بن حسان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ. وَأَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ اسْمُهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَرَوَى عَنْهُ أَيْضًا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے ابن ابی زائدہ کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ ابو یعقوب ثقفی کا نام اسحاق بن ابراہیم ہے۔ عبید اللہ بن موسیٰ نے بھی اس سے روایت کیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) حدیث میں لفظ "مربع شکل" کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے۔ صحيح ابي داؤد: ٢٣٣٣

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٢٥٩١، سنن النسائي في الكبرى: ٨٦٠٦، مسند احمد: ١٨٦٢٧

1681: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ وَهُوَ السَّالِحَانِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ لَاحِقَ بْنَ حُمَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ رَايَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم سیاہ رنگ کا تھا اور جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ ابن عباس کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٢٢١، البيهقي: ٣٦٢/٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٨١٨، شرح السنة للبغوى: ٢٦٦٤

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۶۷۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّعَارِ

تعارفی نعرہ (خفیہ کوڈ)

1682: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِنْ بَيَّتَكُمُ الْعَدُوُّ فَقُولُوا (حم) لَا يُنْصَرُونَ)).

مہلب بن ابی صفرہ نے اس شخص سے روایت کیا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر دشمن رات کے وقت تم پر حملہ کرے تو تم کہو: ((حم لا يُنْصَرُونَ))“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ مِثْلَ رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ وَرُوِيَ عَنْهُ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

اور اسی طرح ان کے بعض نے ابو اسحق سے ثوری کی روایت کے مثل بیان کیا اور اس سے روایت کی گئی۔ مہلب بن ابی صفرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٣٩٤٨، التحقيق الثاني) اخرجه الحاكم: ١٠٧/٢، ابن الجارود: ١٠٦٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٩٧، سنن النسائی فی الکبری: ٨٨٦١،عمل اليوم والليلة للنسائی: ٦١٧، مسند احمد : ٢٣٢٠٤

فوائد الحدیث: جہاد میں جھنڈے کی طرح کچھ الفاظ بطور علامت (خفیہ کوڈ کے طور پر) بھی مقرر کر لیے جاتے ہیں تاکہ اپنے بیگانے اور دوست دشمن کی پہچان ہو سکے۔ کیونکہ ہجوم کے موقعہ پر بعض اوقات شناخت و پہچان نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ بھی درست ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی تلوار

1683: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ صَنَعْتُ سَيْفِي عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَزَعَمَ سَمُرَةُ أَنَّهُ صَنَعَ سَيْفَهُ عَلَى سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ حَنَفِيًّا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ فِي عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ الْكَاتِبِ وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

جناب ابن سیرین نے بیان کیا، میں نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی تلوار (کے نمونے) پر اپنی تلوار بنائی، اور سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کی تلوار (کے نمونے) پر بنائی، اور وہ بنو حنیفہ قبیلے کی طرز (ڈیزائن) کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اس طریق سے جانتے ہیں۔ یحیی بن سعید قطان نے عُثمان بن سعد الکاتب پر جرح کی ہے اور اس کے حافظے کی وجہ سے اسے ضَعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عُثمان بن سعد ضَعیف ہے۔ مختصر الشمائل المحمدیہ: ۸۸

تخریج الحدیث: سنن النسائی فی الکبری: ١٠٤٥٤، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ٦١٨

فوائد الحدیث: (۱) ہر شخص اپنے پسندیدہ شغل کے متعلقہ چیزوں کے لیے بہت اہتمام کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی جہاد کے لیے استعمال ہونے والی تلواروں کے ڈیزائن وغیرہ خوبصورت بنواتے تھے جو کہ آپ ﷺ کی جہاد میں رغبت اور محبّت کی دلیل تھی۔

(۲) سلف صالحین (صحابہ کرام و تابعین عظام) عبادات نماز، روزے کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ کے طور طریقوں اور آپ ﷺ کی پسند کی نقل اور پیروی کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ ان کی آپ ﷺ سے محبّت کی دلیل ہوتی تھی، افسوس کہ آج ہم وضوء، اذان اور نماز جیسے اعمال بھی رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور طریقے کے مطابق کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ الگ سے حنفی اور جعفری نمازوں کا راگ الاپ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِطْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

لڑائی کے موقع پر روزہ نہ رکھنا

1684: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مَرَّ الظَّهْرَانِ فَآذَنَّا بِلِقَاءِ الْعَدُوِّ فَأَمَرَنَا بِالْفِطْرِ فَأَفْطَرْنَا أَجْمَعُونَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ فتح مکہ کے سال مر الظہران کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے دشمن سے مقابلہ کے متعلق ہمیں مطلع فرمایا، اور ہمیں روزہ چھوڑ دینے کا حکم فرمایا تو ہم سب نے روزہ چھوڑ دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ. اس باب میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٠٨١، اخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٧٦/٢

تخریج الحدیث: صحيح ابن خزيمة: ٢٠٣٨، شرح معانى الآثار: ٦٦/٢، سنن كبرىٰ للبيهقى: ٢٤٢/٤، مسند احمد: ١١٢٤٢

فوائد الحدیث: اگر رمضان المبارک میں کوئی جہادی معرکہ پیش آجائے اور دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، اگر روزہ رکھا ہوا ہو تو غروب آفتاب سے پہلے بھی افطار کیا جا سکتا ہے۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ عِنْدَ الْفَزَعِ

گھبراہٹ کے موقع پر (آبادی سے) باہر نکلنا

1685: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ ((مَا كَانَ مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مندوب نامی گھوڑے پر سوار ہوئے تو فرمایا: ''گھبراہٹ اور پریشانی تو کوئی بھی نہ تھی ہم نے اسے سمندر (کی طرح سبک رو) پایا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٧٢، ابو يعلى: ٢٩٦٢، البيهقي: ٢٥/١

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٢٦٢٧، صحيح مسلم: ٢٣٠٧، سنن ابو داود: ٤٩٨٨، سنن ابن ماجه: ٢٧٧٢، سنن النسائى فى الكبرى: ٨٨٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائى: ١٠٦٥، مسند احمد: ١٢٤٩٤ و ١٢٧٤٤، صحيح ابن حبان: ٥٧٩٨

فوائد الحدیث: (۱) ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں رات کو افواہ پھیل گئی کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے گھوڑا لیا اور مدینہ منورہ کے اردگرد کا چکر لگایا اس وقت تک مدینہ شریف کے بہت سے لوگ جاگ چکے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھبرانے والی کوئی بات نہیں جاؤ جا کر سو جاؤ۔

(۲) امیر المومنین، کمانڈر اور سپہ سالار کو بہادر، جرأت مند ہونا چاہیے کہ جو اپنی فوج اور رعایا کا خیال رکھے اور ایسے خطرات کے مواقع پر ان سب سے آگے ہو تا کہ وہ دوسروں کے لیے نمونہ بنے۔

1686: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالُوا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، مدینہ میں کچھ خوف کی سی کیفیت تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارا مندوب نامی گھوڑا مستعار لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے خوف کی تو کوئی چیز نہیں دیکھی، البتہ ہم نے اس (گھوڑے) کو (سبک رفتاری میں) سمندر پایا ہے۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٢٧، صحیح مسلم: ٢٣٠٧، سنن ابو داود: ٤٩٨٨، سنن ابن ماجه: ٢٧٧٢، سنن النسائی فی الکبری: ٨٨٢٩،عمل الیوم واللیلة للنسائی: ١٠٦٥، مسند احمد: ١٢٤٩٤ و ١٢٧٤٤، صحیح ابن حبان: ٥٧٩٨

فوائد الحدیث: (١) کسی دوسرے سے سواری ادھار لی جاسکتی ہے۔

(٢) جس کی چیز آپ استعمال کرتے ہیں اس کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس چیز کی تعریف بھی کرنی چاہیے تاکہ اس کا مالک خوش ہو جائے۔ اس چیز کے نقصانات اور خرابیاں ہی گنوانی نہ شروع کر دی جائیں۔

1687: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَجْرَإِ النَّاسِ وَأَجْوَدِ النَّاسِ وَأَشْجَعِ النَّاسِ. قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ ((لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا)). فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَجَدْتُهُ بَحْرًا)). يَعْنِي الْفَرَسَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ جری / نڈر، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے، ایک رات مدینہ والے کسی خوف میں مبتلا تھے انہوں نے ایک آواز سنی، نبی ﷺ انہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے زین کے بغیر گھوڑے پر تلوار حمائل کیے ہوئے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ ڈرو، نہ ڈرو،“ اور فرمایا: ”میں نے اس گھوڑے کو (سبک رفتاری میں) سمندر پایا ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٧٣٨، عبد بن حمید: ١٣٤١، البخاري في الادب المفرد: ٣٠٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٦٢٧، صحیح مسلم: ٢٣٠٧، سنن ابو داود: ٤٩٨٨، سنن ابن ماجه: ٢٧٧٢، سنن النسائی فی الکبری: ٨٨٢٩، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ١٠٦٥، مسند احمد: ١٢٤٩٤ و ١٢٧٤٤، صحیح ابن حبان: ٥٧٩٨ و ٦٣٦٩

فوائد الحدیث: (١) رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی اور بہادر تھے۔

(٢) گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بغیر زین کے بھی سواری کی جاسکتی ہے۔

(٣) جہادی ٹریننگ ضرور کرنی چاہیے کسی بھی وقت اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جیسے گھڑ سواری، موٹر سائیکل، کار وغیرہ کی ڈرائیونگ۔

(٤) اپنا ہتھیار اور اسلحہ ہر وقت تیار رکھنا چاہیے اور اس کے چلانے کی تربیت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

(٥) گھوڑے کی تیز رفتاری کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے سمندر سے تشبیہ دی۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّبَاتِ عِنْدَ الْقِتَالِ

قتال کے وقت ثابت قدم رہنا

1688: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَجُلٌ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَا

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے ہمیں کہا: ابو عمارہ! تم رسول اللہ ﷺ سے فرار ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری

أَبَا عُمَارَةَ! قَالَ لَا وَاللهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَكِنْ وَلَّى سَرَعَانُ النَّاسِ تَلَقَّتْهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)).

تھی، لیکن لوگوں میں سے جلد باز پیٹھ پھیر گئے تھے، ہوازن کے تیر اندازوں نے ان سے مقابلہ کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر تھے، ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے، اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ”میں نبی ہوں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٢٠٩، اخرجه البيهقي: ٤٣/٧، وفي الدلائل النبوة: ١٧٧/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٨٦٤، صحيح مسلم: ١٧٧٦، سنن النسائي في الكبرى: ٨٦٢٩، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٦٠٥، مسند احمد: ١٨٤٦٨ و ١٨٤٧٥، صحيح ابن حبان: ٤٧٧٠

1689: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّ الْفِئَتَيْنِ لَمُوَلِّيَتَيْنِ وَمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِائَةُ رَجُلٍ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، غزوہ حنین کے موقع پر میں نے اپنے تئیں دو جماعتوں کو پیٹھ پھیر کر مڑتے ہوئے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف سو افراد تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبید اللہ کی روایت سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) انظر تحفة الاشراف حديث رقم: ٧٨٩٤

تخریج الحدیث: العلل الكبير: ٧١٥/٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح فرمایا تو بنو ھوازن اور بنو ثقیف نے یہ پروگرام بنایا کہ ہمیں مسلمانوں سے لڑ کر ان پر فتح حاصل کرنی چاہیے تاکہ مکہ والوں کے جو باغات اور زمینیں طائف میں ہیں انہیں ہڑپ کرنا ہمارے لیے آسان ہو جائے گا، چنانچہ انہوں نے دیگر قبائل سے تعاون لے کر چار ہزار کا لشکر تیار کیا اور مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی کی اور حنین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، ادھر رسول اللہ ﷺ بھی بارہ ہزار کا لشکر لے کر مکہ سے نکلے تاکہ یہ لڑائی حرم کی حدود میں نہ ہو۔

(۲) بنو ھوازن اور ثقیف نے اپنے تیز اندازوں کو مختلف گھاٹیوں پر پوزیشنیں لے کر بٹھا دیا۔ جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو ان تیر اندازوں نے بے تحاشہ تیر چلانے شروع کر دیے، اب جو لوگ اسلامی لشکر میں سب سے آگے تھے یہ صرف جوش و جذبے سے ہی سرشار تھے کسی کے پاس ہتھیار نہیں تھے تو کسی کے پاس دفاع کے لیے مکمل سامان نہیں تھا۔ چنانچہ اس اچانک اور شدید حملے کی وجہ سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ادھر ادھر بھاگے تو رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب ”کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں“۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس صرف ایک سو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ جن میں آپ ﷺ کے چچا جان سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے بھی انصار و مہاجرین صحابہ کرام کو بلایا تو اسلامی لشکر دوبارہ مرتب و منظم ہوا پھر اللہ تعالیٰ کی مدد

سے اسلامی فوج نے فتح حاصل کی اور دشمن کا بہت سا مال، غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔ جس میں چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) اونٹ، چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) بکریاں، چار ہزار (۴۰۰۰) اوقیہ چاندی اور چھ ہزار (۶۰۰۰) بچے اور عورتیں شامل تھے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے، رحمۃ للعالمین ص ۱/۱۴۳)

(۳) اس جنگ میں مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر خوش گمانی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مرتبہ وقتی اور عارضی شکست سے دو چار کر کے اصلاح فرمادی کہ اصل مدد تو اللہ تعالیٰ کی ہے، لہٰذا انسان کو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے مستغنی نہیں ہونا چاہیے۔

(۴) ایک مجاہد کو میدان جنگ میں ڈٹ کر کھڑے ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے مدد اور ثابت قدمی کی دعا کرنی چاہیے، اللہ کریم ضرور اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّيُوفِ وَحِلْيَتِهَا

تلواریں اور ان کا زیور

1690: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ أَبُو جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حُجَيْرٍ عَنْ هُودِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهِ مَزِيدَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهِ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ. قَالَ طَالِبٌ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِضَّةِ فَقَالَ كَانَتْ قَبِيعَةُ السَّيْفِ فِضَّةً.

سیّدنا مزیدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن (مکہ میں) داخل ہوئے آپ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا، طالب (بن حجیر) نے بیان کیا: میں نے ان سے چاندی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کی تلوار کے قبضے کے کنارے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَجَدُّ هُودٍ اسْمُهُ مَزِيدَةُ الْعَصَرِيُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہود کے دادا کا نام مزیدہ عصری ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) مختصر الشمائل: ۸۷، الارواء: ۳۰۶/۳، سند میں ہود راوی مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ۷۱۶/۲، الشمائل المحمدية للمصنف: ۱۰۱.

1691: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے کے کنارے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اسی حدیث کی مانند ہمام عن قتادہ عن انس اور بعض نے عن قتادہ عن سعید بن ابی الحسن کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے کے کنارے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣٢٦ و ٢٣٢٨، الارواء: ٨٢٢، مختصر الشمائل: ٨٥-٨٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٨٣ و ٢٥٨٥، سنن النسائی: ٢١٩/٨، شرح مشكل الآثار: ١٣٩٨

فوائد الحدیث: مجاہد اپنے اسلحہ اور ہتھیار کو چاندی کے ساتھ مزین کر سکتا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّرْعِ

زِرہ کا بیان

1692: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دِرْعَانِ يَوْمَ أُحُدٍ فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)).

سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: غزوہ احد کے موقع پر نبی ﷺ پر دو زِرہیں تھیں، آپ ﷺ ایک چٹان کی طرف اٹھے کہ اس پر چڑھیں لیکن آپ ﷺ نہ چڑھ سکے، پس آپ ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بٹھایا، نبی ﷺ ان کے اوپر چڑھے حتیٰ کہ چٹان پر صحیح طرح چڑھ گئے، انہوں نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''طلحہ نے (جنّت کو) واجب کر لیا۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَالسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں صفوان بن امیہ اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن اسحاق ہی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٦١١٢، مختصر الشمائل: ٨٩، صحيح ابي داؤد: ٢٣٣٢

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤١٧، صحيح ابن حبان: ٦٩٧٩، وشرح السنة للبغوی: ٣٩١٥

فوائد الحدیث: (١) جنگ کے دوران دفاعی نقطہ نظر سے زرع پہنی جا سکتی ہے اور مورچے وغیرہ میں بھی اپنا بچاؤ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسے کے منافی نہیں۔

(٢) میدان جہاد میں کسی دوسرے مجاہد کے ساتھ اس کی سہولت کے لیے تعاون کرنا بھی اجر کا باعث ہے اور وہ اجر جنّت کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِغْفَرِ

خود کا بیان

1693: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَقِيلَ لَهُ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ فتح مکہ کے سال (مکہ میں) داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود (لوہے کا ہیلمٹ) تھا، آپ ﷺ کو بتایا گیا: ابن خطل کعبہ کے غلافوں

بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ. فَقَالَ ((اقْتُلُوهُ)).

کے ساتھ چمٹا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُ كَبِيرَ أَحَدٍ رَوَاهُ غَيْرَ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم کسی بڑے محدث کو نہیں جانتے کہ اس نے اسے روایت کیا ہو۔ سوائے مالک کے وہ زہری سے بیان کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٤٤٧، ابن خزيمه: ٣٠٦٣، ابو يعلى: ٣٥٣٩، البغوي: ٢٠٠٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ١٨٤٦، صحیح مسلم: ٣١٥٧، سنن ابو داود: ٢٦٨٥، سنن ابن ماجه: ٢٨٠٥، سنن النسائی: ٥/٢٠٠-٢٠١، مسند احمد: ١٢٠٦٨، صحیح ابن حبان: ٣٧١٩ و ٣٧٢١ و ٣٨٠٥

فوائد الحدیث: (۱) جنگ میں حفاظت کے لیے سر پر لوہے وغیرہ کا مضبوط خود (ٹوپی) بھی پہنا جا سکتا ہے تاکہ نقصان نہ ہو یا پھر کم از کم ہو۔

(۲) عبداللہ بن خطل مرتد ہو گیا تھا اور اپنی لونڈیوں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی ہجو بھی کروایا کرتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس کے قتل کا اتنا سخت حکم جاری فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ "گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے"۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْخَيْلِ

گھوڑوں کی فضیلت

1694: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)).

سیّدنا عروہ البارقی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خیر و بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ قیامت کے دن تک باندھ دی گئی ہے: اجر اور مال غنیمت۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَرِيرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابو سعید، جریر، ابو ہریرہ، اسماء بنت یزید، مغیرہ بن شعبہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَعُرْوَةُ هُوَ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيُّ وَيُقَالُ هُوَ عُرْوَةُ بْنُ الْجَعْدِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عروہ یہ ابن ابی جعد بارقی ہیں، عروہ بن جعد بھی کہا جاتا ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَفِقْهُ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْجِهَادَ مَعَ كُلِّ إِمَامٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی فقہ و مفہوم یہ ہے کہ جہاد قیامت کے دن تک ہر امام کے ساتھ مل کر کرنا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/٤٨٠، شرح المعاني: ٣/٢٧٤، ابو يعلى: ٦٨٢٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٨٥٠ و ٢٨٥٢، صحیح مسلم: ١٨٧٣، سنن ابن ماجه: ٢٣٠٥، سنن النسائی:

٢٢/٦، مسند احمد: ١٩٣٥٤، وشرح مشكل الآثار: ٢٢٦

فوائد الحدیث: اس سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں خواہ مشینری ہو یا جانور جو جہاد کے لیے استعمال ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے کہ ان کی وجہ سے مال غنیمت بھی آتا ہے اور اجر بھی ملتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ١٦٣٦ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

20- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْخَيْلِ

بہترین گھوڑا

1695: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی برکت سرخ رنگ کے گھوڑوں میں ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ شَيْبَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف اسی طریق سے شیبان کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) المشكاة: ٣٨٧٩، التعليق الرغيب: ١٦٢/٢، صحيح ابي داؤد: ٢٢٩٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٤٥، مسند احمد: ٢٤٥٤

1696: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَدْهَمُ الْأَقْرَحُ الْأَرْثَمُ ثُمَّ الْأَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طَلْقُ الْيَمِينِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلَى هَذِهِ الشِّيَةِ)).

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کالے رنگ کا گھوڑا جس کی پیشانی اور ناک کے سرے پر سفید داغ ہو وہ بہترین گھوڑا ہے، پھر وہ جس کی پیشانی اور چاروں ٹانگوں پر سفیدی ہو اگر یہ نہ ہو تو اسی رنگ پر سرخی مائل سیاہ رنگ کا گھوڑا۔“

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطيالسي: ٦٠٤، الدارمي: ٢٤٣٣، ابن ابي حاتم: ٩١١/١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٨٩، مسند احمد: ٢٢٥٦١

1697: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

یزید بن ابی حبیب نے اس اسناد سے اسی مانند اس معنی میں روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٢٧٨٩، مستدرک حاکم: ٩٢/٢

فوائد الحدیث: جانوروں، گاڑیوں وغیرہ میں بعض رنگ زیادہ خوبصورتی کا باعث ہوتے ہیں اس لیے اس کی وجہ سے ان کا معیار اور حیثیت بھی اسی قدر اعلیٰ ہو جاتی ہے۔ ان احادیث میں بھی چند ایسے گھوڑوں کا بیان ہے جو اپنے رنگوں کی بنا پر پسندیدہ ہیں۔

۱۔ ''الشُقر''۔ مکمل سرخ رنگ والا۔

۲۔ ''الادھم'' سیاہ رنگ والا گھوڑا۔

۳۔ ''الاقرح'' سیاہ رنگ والا جس کی پیشانی میں سفیدی ہو۔

۴۔ ''الأرثم'' وہ سیاہ رنگ والا گھوڑا جس کا اوپر والا ہونٹ اور ناک سفید ہو۔

۵۔ ''الاقرح المحجل'' سیاہ رنگ والا جس کے چاروں پاؤں سفید ہوں۔

۶۔ ''طلق الیمین'' جس کا دایاں پاؤں گھوڑے کے رنگ کا ہو باقی تین پاؤں سفید ہوں۔

۷۔ ''کُمیت'' سُرخ سیاہ رنگ والا (یعنی، بوری رنگت والا)

21- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ

ناپسندیدہ گھوڑا

1698: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ''ایسے گھوڑے کو ناپسند فرمایا جس کی تین ٹانگیں سفید رنگ کی ہوں اور چوتھی کسی اور رنگ کی ہو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے عبداللہ بن یزید الخثعمی عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ ابو زرعہ بن عمرو بن جریر کا نام ہرم ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ إِذَا حَدَّثْتَنِي فَحَدِّثْنِي عَنْ أَبِي زُرْعَةَ فَإِنَّهُ حَدَّثَنِي مَرَّةً بِحَدِيثٍ ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِينَ فَمَا أَخْرَمَ مِنْهُ حَرْفًا.

امام صاحب فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن حمید رازی نے حدثنا جریر عن عمارۃ بن القعقاع کی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ ابراہیم نخعی نے مجھے کہا جب تم مجھے حدیث بیان کرو تو ابو زرعہ سے بیان کرو، کیونکہ انہوں نے ایک مرتبہ مجھے حدیث بیان کی پھر میں نے کئی سال بعد ان سے پوچھا تو انہوں نے اس میں سے ایک بھی حرف کی کمی نہیں کی۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٢٤/١٢، البيهقي: ٣٣٠/٦

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٨٧٥، سنن ابو داود: ٢٥٤٧، سنن ابن ماجه: ٢٧٩٠، سنن النسائی: ٦/٢١٩، مسند احمد : ٧٤٠٨، صحیح ابن حبان: ٤٦٧٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ گھوڑوں میں "الشکال" گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے "الشکال" کی دو تعریفیں کی گئی ہیں۔

١۔ وہ گھوڑا جو سارے کا سارا ایک ہی رنگ اور کلر کا ہو صرف اس کا ایک پاؤں سفید ہو۔

٢۔ وہ گھوڑا جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور ایک پاؤں گھوڑے کے کلر اور رنگ کا ہو۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّهَانِ وَالسَّبَقِ

گھوڑ دوڑ پر شرط اور انعام مقرر کرنا

1699: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيلٌ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرَى فَوَثَبَ بِي فَرَسِي جِدَارًا.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ دوڑ کے لیے تیار کردہ گھوڑے حفیاء اور ثنیہ وداع کے درمیان دوڑائے جن کا درمیانی فاصلہ چھ میل ہے، اور جو اس مقصد کے لیے تیار نہیں کیے گئے تھے وہ ثنیہ وداع سے مسجد بنو زریق تک دوڑائے، ان کے درمیان ایک میل کی مسافت ہے اور میں دوڑانے والوں میں سے تھا۔ میرے گھوڑے نے مجھ سمیت ایک دیوار کو کود کر پار کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، جابر، سیّدہ عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ.

یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے ثوری کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٩٠٢، الحميدي: ٦٨٤، ابو يعلى: ٥٨٣٩، الدارقطني: ٤/٢٩٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٢٠ صحیح مسلم: ١٨٧٠، سنن ابو داود: ٢٥٧٥، سنن ابن ماجه: ٢٨٧٧، سنن النسائی: ٦/٢٢٥-٢٢٦، مسند احمد : ٤٤٨٧، صحیح ابن حبان: ٤٦٨٧

فوائد الحدیث: (١) "المضمر" "تضمیر شدہ گھوڑا"۔ یہ وہ گھوڑا ہوتا تھا جس کو میدان جنگ یا عام دوڑ کے لیے خصوصی طور پر تیار کیا جاتا تھا وہ اس طرح کہ پہلے اسے اچھی بھاری غذائیں کھلائی جاتیں جیسے، چنے، جو، دانے وغیرہ پھر اس کی خوراک کم کر کے اسے بھوکا رکھا جاتا اور اسے گرمی دلائی جاتی کسی کمرے میں بند کر کے اور اس پر موٹا بوریا اور کمبل وغیرہ ڈال کر، تاکہ اسے پسینہ آئے اسی طرح اس کے جسم سے فالتو چربی وغیرہ ختم ہو جاتی اور اس کا جسم مضبوط، طاقتور اور پھرتیلا ہوتا تھا، بھاری بھر کم نہیں، یہ تضمیر شدہ گھوڑا دوسروں کی بہ نسبت زیادہ تیز اور دور کی مسافت تک دوڑ سکتا تھا، میدان جنگ میں بھی اس کی پھرتیاں ہوتی تھیں، جیسے ہمارے ہاں پہلوانوں کو خوب کھلایا پلایا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی ان کو ورزش بھی کروائی جاتی ہے۔

(٢) "دوڑ" میں دو گروپ بنائے گئے تھے، ١۔ ایک وہ جو تضمیر شدہ گھوڑے تھے، ان کے لیے مسافت زیادہ رکھی گئی۔ ٢۔ دوسرے وہ گھوڑے جو تضمیر شدہ نہیں تھے ان کے لیے ہدف قریب رکھا گیا۔

1700: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مقابلہ صرف تیر اندازی یا اونٹ یا گھوڑے میں ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/٥٠٢، الطبراني في الصغير: ٥٠، البيهقي: ١٠/١٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٧٤، سنن ابن ماجه: ٢٨٧٨، سنن النسائي: ٦/٢٢٦-٢٢٧، مسند احمد: ٧٤٨٢، صحيح ابن حبان: ٤٦٩٠

فوائد الحدیث: (۱) جو کھیل یا ورزشیں جہاد کے میدان میں معاون ہوں وہ جائز ہیں خواہ مرور زمانہ کے ساتھ انکی کیفیت تبدیل ہو گئی ہو۔

(۲) جو کھیل جہادی ٹریننگ کا حصہ نہ ہوں وہ لہو و لعب ہے اور وہ جائز نہیں۔

(۳) جو کھیل جائز ہیں ان پر انعام وغیرہ مقرر کرنا بھی درست ہے۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ تُنْزَى الْحُمُرُ عَلَى الْخَيْلِ

گدھے سے گھوڑی پر جفتی کرانے کی ممانعت

1701: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو جَهْضَمٍ مُوسَى بْنُ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدًا مَأْمُورًا مَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثٍ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلَى فَرَسٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هَذَا عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ فَقَالَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حَدِيثُ الثَّوْرِيِّ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَوَهِمَ فِيهِ الثَّوْرِيُّ وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ وَعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند تھے۔ آپ ﷺ نے ہم کو تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں دوسرے لوگوں سے خاص نہ کیا؟ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم خوب اچھی طرح وضو کریں، ہم صدقہ نہ کھائیں اور ہم گدھوں سے گھوڑیوں پر جفتی نہ کرائیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سفیان ثوری اس حدیث کو ابو جہضم سے روایت کیا تو انہوں نے کہا: عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس عن ابن عباس۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حدیث ثوری محفوظ نہیں۔ اس میں امام ثوری کو وہم ہوا ہے۔ جبکہ صحیح وہ ہے جسے اسماعیل بن علیہ اور عبد الوارث بن سعید نے ابو جہضم عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس عن ابن عباس کی سند سے

روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح الإسناد) اخرجه ابن خزيمه: ١٧٥، الطبراني في الكبير: ١٠٦٤٢، المزعا في تهذيب الكمال: ٢٥٣/١٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٨٠٨ ، سنن ابن ماجه: ٤٢٦، سنن النسائي: ٨٩/١ و ٢٢٤/٦-٢٢٥، مسند احمد : ١٩٧٧

فوائد الحدیث: (۱) گدھے سے گھوڑی پر جفتی کرانے سے خچر پیدا ہوتے ہیں جو کہ ایک طاقتور اور مال بردار جانور کئی ایک لحاظ سے گدھوں اور گھوڑوں سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔

(۲) معززین معاشرہ کو یہ کام نہیں کرنا چاہیے، البتہ پیدا شدہ خچروں پر سواری ہو سکتی ہے اور مال برداری کے کاموں میں بھی اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۳) حدیث الباب میں مذکور تینوں کام اہل بیت کے ساتھ خاص نہیں صرف صدقہ نہ کھانے والا حکم ان کے لیے خاص ہے باقی معاملات میں دوسرے لوگوں کے لیے بھی یہی حکم ہے، البتہ تیسری بات گدھے سے گھوڑی کی جفتی کروانا پسندیدہ فعل نہیں اس لیے اہل بیت النبی ﷺ اور ورثۃ الانبیاء علماء کرام کو اس سے خصوصی طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِسْتِفْتَاحِ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِينَ

ناتواں مسلمانوں کے ذریعے فتح مانگنا

1702: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((ابْغُونِي ضُعَفَاءَكُمْ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ)).

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مجھے اپنے ناتواں لوگوں میں تلاش کرو، تمہیں تمہارے ان ناتواں لوگوں ہی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧٧٩، صحيح ابي داؤد: ٢٣٣٥، التعليق الرغيب: ٢٤/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٩٤، سنن النسائي: ٤٥/٦-٤٦، مسند احمد : ٢١٧٣١، صحيح ابن حبان: ٤٧٦٧

فوائد الحدیث: آج بھی یہ بات تجرباتی طور پر اظہر من الشمس ہے کہ غریب، فقیر اور عام لوگ مالدار، دولت مندوں اور صاحب اقتدار لوگوں کی بہ نسبت عقیدے و عمل میں پختہ، نیکی کرنے میں پُرجوش اور مخلص ہوتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے ان کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں ان کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا اور تمہاری مدد کی جاتی ہے، کیونکہ وہ اپنے اخلاص کی بدولت پُرخلوص دعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الأَجْرَاسِ عَلَى الْخَيْلِ

گھوڑوں کو گھنٹیاں باندھنے کی ممانعت

1703: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ)).

فرمایا: ”جس قافلے میں کتا اور گھنٹی ہو اس کے ساتھ فرشتے رفاقت نہیں رکھتے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر، عائشہ، ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٤/٤٩٤، صحيح ابي داؤد: ٢٣٠٣، اخرجه ابن خزيمه: ٢٥٥٣، البيهقي: ٥/٢٥٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١١٣، سنن ابو داود: ٢٥٥٥، مسند احمد: ٧٥٦٦، صحيح ابن حبان: ٤٧٠٣

فوائد الحدیث: جو کتا، رکھنا جائز نہیں (اس کی تفصیل حدیث نمبر ۱۴۸۷ کے فوائد میں گزر چکی ہے) اگر کسی قافلے یا گھر میں ہو یا جانوروں کے گلے میں گھنٹیاں، پاؤں میں گھنگھرو وغیرہ ہوں تو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ یہی حکم دوسرے آلات موسیقی کا ہے۔ اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ يُسْتَعْمَلُ عَلَى الْحَرْبِ

امیر جنگ مقرر کرنا

1704: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ الْجَوَّابِ أَبُو الْجَوَّابِ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ جَيْشَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى الْآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَقَالَ ((إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ)). قَالَ فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِي خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشِي بِهِ فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ ثُمَّ قَالَ ((مَا تَرَى فِي رَجُلٍ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)). قَالَ قُلْتُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ وَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ. فَسَكَتَ.

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو لشکر روانہ کیے، ان میں سے ایک پر سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے پر سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب قتال ہو تو علی (رضی اللہ عنہ امیر) ہوں گے۔“ راوی نے بیان کیا: علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ فتح کیا تو وہاں سے ایک لونڈی لی، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے میرے ذریعے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک خط لکھا اس میں انہوں نے چغلی کھائی، میں وہ خط لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہ تحریر پڑھی تو آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا، پھر فرمایا: ”تم اس شخص کے بارے میں کیا سمجھتے ہو جو اللہ اور اس کے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں؟“ میں نے عرض کیا: میں اللہ اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، میں تو بس ایک قاصد ہوں، پس آپ ﷺ خاموش رہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ. مَعْنَى قَوْلِهِ يَشِي بِهِ يَعْنِي: النَّمِيمَةَ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف احوص بن جواب کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔ "یَشِی بِهِ" کا معنی ہے "چغلی کرنا"۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) ضعيف الترمذي: ٢٨٦، اس میں ابواسحاق مدلس راوی ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٧٩/١٢، صحيح بخاری: ٤٣٤٩

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی قافلہ یا لشکر کہیں روانہ ہو تو ان کا ایک امیر یا سپہ سالار مقرر کرنا چاہیے تاکہ سفر یا معرکے میں پیش آمدہ مسائل اس کی راہنمائی میں حل کیے جا سکیں۔

(۲) اپنے امیر یا کمانڈر کی بدخوئی کرنا، چغلی کھانا اور کسی دوسرے کے سامنے ایسے ہی شکائتیں کرنا ناپسندیدہ عمل ہے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ

امام / حکمران کا بیان

1705: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سنو! تم سب ذمے دار ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا: پس امیر جو لوگوں پر حکمران / ذمے دار ہے، وہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے اور وہ اس کے متعلق جواب دہ ہے، غلام اپنے مالک کے مال پر نگران ہے وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے، سنو! تم سب ذمے دار ہو اور تم سب اپنی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى. وَحَدِيثُ أَبِي مُوسَى غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَحَدِيثُ أَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، انس اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ابوموسیٰ کی حدیث غیر محفوظ ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی محفوظ نہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

فرمایا اس حدیث کو ابراہیم بن بشار رمادی نے عن سفیان بن

قَالَ حَكَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ مُحَمَّدٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَشَّارٍ.

عیینہ عن برید بن عبداللہ بن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے۔ مجھے اس بات کی خبر امام بخاری نے ابراہیم بن بشار سے دی۔

قَالَ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَهَذَا أَصَحُّ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَرَوَى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ اللهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ)). قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ هَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَإِنَّمَا الصَّحِيحُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

اور کئی ایک نے سفیان عن برید عن ابی بردہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم نے عن معاذ بن ہشام عن ابیہ عن قتادۃ کی سند سے روایت کیا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ہر ذمے دار سے اس کو تفویض کردہ ذمہ داری کے متعلق پوچھنے والا ہے۔" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سند سے مروی غیر محفوظ ہے صحیح جو ہے وہ معاذ بن ہشام عن ابیہ عن قتادہ عن الحسن کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحيح ابي داؤد: ٢٦٠٠، اخرجه البخاري في الادب المفرد: ٢١٢، ابو عوانه: ٤/٤١٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۸۹۳، صحیح مسلم: ۱۸۲۹، سنن ابو داود: ۲۹۲۸، سنن النسائی فی الکبری: ۹۱۷۳، مسند احمد: ٤٤٩٥، صحيح ابن حبان: ٤٤٨٩

فوائد الحدیث: (۱) جو شخص بھی جس حَیثِیّت سے ذمہ دار اور حکمران ہو اسے پورے اخلاص اور دیانتداری سے اس منصب کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے کیونکہ اس کی رعایا کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے یا نہیں۔

(۲) کوئی شخص ایک ملک، صوبے، ضلع، تحصیل، شہر، محلے یا اپنے گھر کے افراد کا حاکم اور ذمہ دار ہے اور نہیں تو کم از کم ہر شخص اپنے جسم و جان اور اعضا کا تو ذمہ دار ہے ہی، لہٰذا ہر کسی کو اپنی اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہیے تاکہ آخرت کی باز پُرس میں آسانی ہو۔

(۳) ایک پرنسپل اپنے ادارے کے تمام طلبہ اور استاد اپنی کلاس کا ذمہ دار ہے اگر ان کے عقیدے، عمل، اخلاقیات میں کوئی کمی رہ گئی یا تعلیم و تدریس کی ذمہ داریاں کماحقہ ادا نہ کیں تو قیامت کے دن جواب دہ ہونا ہوگا۔ اللهم حاسبنا حسابا يسيرا۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَاعَةِ الإِمَامِ

امام کی اطاعت

1706: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ الأَحْمَسِيَّةِ قَالَتْ

سیّدہ ام حصین احمسیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ پر ایک چادر تھی، آپ ﷺ نے اسے بغل

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ قَدِ الْتَفَعَ بِهِ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ قَالَتْ فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى عَضَلَةِ عَضُدِهِ تَرْتَجُّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللهَ وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا مَا أَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللهِ)).

کے نیچے سے اپنے اوپر لپیٹا ہوا تھا، میں آپ ﷺ کے بازو کے پٹھے کی طرف دیکھ رہی تھی، وہ حرکت کر رہا تھا/ کانپ رہا تھا، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! اللہ سے ڈر جاؤ، اگر کسی ناک کٹے حبشی غلام کو تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے تو وہ جب تک تمہارے لیے اللہ کی کتاب کے موافق احکام نافذ کرے تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت اختیار کرو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أُمِّ حُصَيْنٍ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طُرق سے ام حصین سے روایت کی گئی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ١٨٤/٢، ابن ابي عاصم: ١٠٦٣، الحاكم: ١٨٦/٤، الحميدي: ٣٥٩

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٢٩٨، سنن ابن ماجه: ٢٨٦١، سنن النسائي: ١٥٤/٧، مسند احمد: ١٦٦٤٦ و ٢٧٢٦٠، صحيح ابن حبان: ٤٥٦٤

فوائد الحدیث: جو شخص بھی جائز طریقے سے کسی بھی منصب پر براجمان ہو، اس کے ماتحت لوگوں کا فرض ہے کہ جائز کاموں میں اس کی اطاعت کریں۔ اس کے رنگ ڈھنگ، سادہ رہن سہن یا معاشرتی طور پر کسی نچلی ذات کا فرد ہونے کی وجہ سے اس کی حکم عدولی جائز نہیں (بشرطیکہ وہ حکم قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو) جیسا کہ آج ہمارے ہاں قومی، لسانی اور برادری ازم کا تعصب پایا جاتا ہے، یہ قطعاً جائز اور درست نہیں۔

29- بَابُ مَا جَاءَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں

1707: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان شخص پر ہر کام میں سمع واطاعت واجب ہے، خواہ وہ کام اسے اچھا لگے یا برا، بشرطیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا لازم ہے نہ اطاعت کرنا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَالْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عمران بن حصین اور حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢/٥٤٢، ابن الجارو د: ١٠٤١، ابو عوانه: ٤/٤٥٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٩٥٥، صحیح مسلم: ١٨٣٩، سنن ابو داود: ٢٦٢٦، سنن ابن ماجه: ٢٨٦٤، سنن النسائی: ٧/١٦٠، مسند احمد: ٤٦٦٨

فوائد الحدیث: (۱) کوئی بھی شخص وہ کسی بھی حیثیت میں ہو اگر اس کی بات، حکم، آرڈر، فتویٰ وغیرہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے خلاف ہوگا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، اس پر عمل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اصلاً حاکم مطلق ہے اور پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحی سے مسئلہ بیان فرماتے ہیں لہٰذا آپ ﷺ کی اطاعت بھی فرض ہوئی۔

(۲) جب تک امیر، حکمران قرآن وحدیث کے مطابق حکم جاری کرے گا تو اس کی بات سنی بھی جائے گی اور اس پر عمل بھی کیا جائے گا، اگرچہ وہ حکمران بحیثیت شخصیت ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ وَالضَّرْبِ وَالْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ

جانوروں کو لڑانے اور چہرے پر مارنے اور داغ دینے کی ممانعت

1708: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں اعمش مدلس اور ابی یحییٰ ضعیف ہے۔ ضعيف ابي داؤد: ٤٤٣، غاية المرام: ٣٨٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٦٢

1709: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَيُقَالُ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ قُطْبَةَ.

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے اس میں عن ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ روایت قطبہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَرَوَى شَرِيكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ. وَرَوَى أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَأَبُو يَحْيَى هُوَ الْقَتَّاتُ الْكُوفِيُّ وَيُقَالُ اسْمُهُ زَاذَانُ.

شریک نے اس حدیث کو اعمش عن مجاہد عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے اور اس میں عن ابی یحییٰ کا ذکر نہیں کیا۔ یہی حدیث ہم کو ابو کریب نے عن یحییٰ بن آدم عن شریک کی سند سے روایت کی ہے۔ اور ابو معاویہ نے عن الاعمش عن مجاہد کی سند سے نبی کریم ﷺ کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابو یحییٰ قتات کوفی ہیں اور ان کا نام زاذان بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا طلحہ، جابر، ابو سعید اور عکراش بن ذویب کی سند سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) غاية المرام: ٣٨، دیکھیں گزشتہ حدیث۔ نیز یہ مرسل بھی ہے۔

فوائد الحدیث: جانوروں کو باہم لڑانا منع اور حرام ہے خواہ شرط وغیرہ کے ساتھ ہو یا بغیر شرط کے۔

31- بَابُ [اَلْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَّالضَّرْبِ]

باب: چہرے پر مارنے اور داغ دینے کے متعلق

1710: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چہرے پر داغ دینے اور اس پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٥٥١، ابو يعلى: ٢٢٣٥، البيهقي: ٥/٢٥٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢١١٦، مسند احمد: ١٤٤٢٤

فوائد الحدیث: چہرے پر مارنا اور داغنا بھی ممنوع ہے۔ لہٰذا چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ بُلُوغِ الرَّجُلِ وَمَتَى يُفْرَضُ لَهُ

آدمی کب بالغ ہوتا ہے؟

1711: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُقْبِلْنِي ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ مِنْ قَابِلٍ فِي جَيْشٍ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَقَبِلَنِي. قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ. ثُمَّ كَتَبَ أَنْ يُفْرَضَ لِمَنْ بَلَغَ الْخَمْسَ عَشْرَةَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ چودہ برس کی عمر میں مجھے ایک لشکر میں (جانے کے لیے) پیش کیا گیا لیکن آپ ﷺ نے مجھے قبول نہ کیا، پھر اگلے سال مجھے ایک لشکر میں پیش کیا گیا جبکہ میں پندرہ برس کا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے قبول فرما لیا۔
نافع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ کم سن اور بڑے کے درمیان حد ہے، پھر لکھ دیا کہ جو پندرہ برس کا ہو جائے تو اس کے لیے (مال غنیمت میں سے) حصہ مقرر کیا جائے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

ہمیں ابن ابی عمر نے حدثنا سفیان بن عیینہ عن عبید اللہ کی سند اس کی مثل اس کا معنی بیان کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں

هَذَا حَدُّ مَا بَيْنَ الذُّرِّيَّةِ وَالْمُقَاتِلَةِ. وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ كَتَبَ أَنْ يُفْرَضَ.

نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ "یہ چھوٹے بچے اور جوان / لڑنے والے کے درمیان حد ہے اور نہ ہی یہ ذکر ہے کہ انہوں نے اس کا حصہ مقرر کرنے کے لیے لکھا"

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ إِسْحَاقَ بْنِ يُوسُفَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسحاق بن یوسف کی روایت سفیان ثوری کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) دیکھیں حدیث ۱۳۶۱۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٢٦٦٤، صحيح مسلم: ١٨٦٨، سنن ابو داود: ٢٩٥٧ و ٤٤٠٧، سنن ابن ماجه: ٢٥٤٣، سنن النسائی: ٦/١٥٥-١٥٦، مسند احمد : ٤٦٦١، صحيح ابن حبان: ٤٧٢٧

فوائد الحديث: (۱) جب بلوغت کی دیگر علامتیں احتلام اور نبت العانہ ظاہر نہ ہوں تو پھر بلوغت کے لیے عمر پندرہ سال ہوگی، (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۳۶۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

(۲) اسلامی حکومت میں جب بچہ جوان ہو جاتا تو اس کا نام مجاہدین کی لسٹ میں تحریر کر دیا جاتا، تاکہ بوقت ضرورت اسے جہاد پر بھیجا جا سکے، نیز اس کے بالغ ہونے کے ساتھ ہی بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔

33- بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ يُسْتَشْهَدُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

شہید کے ذمے قرض ہو تو؟

1712: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَيُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ)).
ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَيْفَ قُلْتَ)). قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَيُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ قَالَ لِي ذَلِكَ)).

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ (خطبہ کے لیے) ان میں کھڑے ہوئے تو انہیں نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا افضل عمل ہے، ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں تو کیا میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاؤ اور تم صبر کرنے والے ہو، ثواب کی نیت کرو، آگے بڑھو نہ کہ پیچھے ہٹو۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے کس طرح کہا تھا؟" اس نے عرض کیا: مجھے بتائیں اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں تو کیا میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں جبکہ تم صابر، ثواب کی نیت کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے ہوئے نہ کہ پیچھے ہٹنے والے سوائے قرض

کے، کیونکہ اس بارے میں (ابھی) جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس، محمد بن جحش اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ نَحْوَ هَذَا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اور ان کے بعض نے یہ حدیث عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل بیان کی ہے۔ اور یحییٰ بن سعید انصاری اور کئی ایک نے اس کی سند عن سعید المقبری عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ کی سند سے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور یہ سعید مقبری عن ابی ہریرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الارواء: ١١٩٧، اخرجه مالك: ٩٣٣، الحميدي: ٤٢٥، الدارمي: ٢٤١٧

تخريج الحديث: صحيح مسلم: ١٨٨٥، سنن النسائي: ٦/٣٤-٣٥، مسند احمد: ٢٢٥٤٢، صحيح ابن حبان: ٤٦٥٤

فوائد الحديث: (۱) جو شخص ایمان کی حالت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے پوری دلیری اور بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن اگر اس نے کسی کا قرض دینا ہو تو وہ معاف نہیں ہوتا۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد شہید کو بھی معاف نہیں ہوتے جب تک کہ ان کی تلافی نہ ہو جائے۔

34- بَابُ مَا جَآءَ فِي دَفْنِ الشُّهدآءِ

شہداء کی تدفین

1713: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ شُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْجِرَاحَاتُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ((احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا)). فَمَاتَ أَبِي فَقُدِّمَ بَيْنَ يَدَيَّ رَجُلَيْنِ.

سیّدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے غزوہ احد کے زخموں کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(قبریں) کھودو، کشادہ کرو اور بہتر بناؤ، پھر ایک قبر میں دو اور تین شہداء کو دفن کرو اور ان میں سے جو قرآن زیادہ جانتا ہے اسے مقدم کرو۔" راوی نے بیان کیا: میرے والد نے بھی وفات پائی تو انہیں دو آدمیوں سے مقدم کیا گیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ خَبَّابٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا خباب، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ.
اس حدیث کو سفیان ثوری اور دوسرے محدثین نے عن ایوب عن حمید بن ہلال عن ہشام بن عامر کی سند سے روایت کیا ہے۔

وَأَبُو الدَّهْمَاءِ اسْمُهُ قِرْفَةُ بْنُ بُهَيْسٍ أَوْ بَيْهَسٍ.
ابو دہماء کا نام قرفہ بن بہیس یا بیہس ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١٥٥٨، الطبراني في الكبير: ٤٤٨، المزي في تهذيب الكمال: ٢٣/٥٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٢١٥ و ٣٢١٦و٣٢١٧، سنن ابن ماجه: ١٥٦٠، سنن النسائي: ٤/٨٠-٨١ و ٨٣، مسند احمد: ١٦٢٦٢

فوائد الحدیث: (۱) شہدا کو غسل اور کفن نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں انہی کپڑوں میں خون میں لت پت دفن کیا جائے گا۔

(۲) جنگ احد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے سخت پریشانی کا عالم تھا کہ ایک طرف اپنے ستر پیاروں کی جدائی کا غم ہے تو دوسری طرف وہ خود زخمی ہیں۔ اور پھر سخت پتھریلی زمین میں قبریں کھودنا مشکل ہو رہا تھا، اس کے باوجود آپ ﷺ نے قبریں کھودنے اور انہیں گہرا کرنے کا حکم فرمایا۔

(۳) میتیں زیادہ ہوں تو ایک قبر میں ایک سے زائد میتوں کو بھی دفن کیا جا سکتا ہے۔

(۴) قرآن مجید کے قاری حافظ اور عالم کی یہ شان ہے کہ دنیا میں بھی اسے عزت ملی مرنے کے بعد قبر میں بھی اسے پہلے رکھا گیا اور آخرت میں جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کیے ہیں ان شاء اللہ وہ بھی پورے ہوں گے "اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا"۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشُورَةِ

مشورہ کرنا

1714: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيءَ بِالأُسَارَى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الأُسَارَى)). فَذَكَرَ قِصَّةً فِي هَذَا الْحَدِيثِ طَوِيلَةً.
سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب قیدیوں کو لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟" راوی نے اس حدیث میں ایک طویل قصہ ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، ابو ایوب، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ.
یہ حدیث حسن ہے اور ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہیں سنا۔

وَيُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ مَشُورَةً لِأَصْحَابِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابو عبیدہ کا اپنے والد عبداللہ سے سماع ثابت نہیں۔ الارواء: ٥/٤٧-٤٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٣٦٣٢

فوائد الحدیث: جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ لیا تھا کہ ان سے کیا معاملہ کرنا چاہیے، (تفصیل حدیث نمبر ١٥٦٧ کے فوائد میں گزر چکی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ کمانڈر انچیف اور امیر صاحب کو بھی ساتھیوں سے مشورہ کر لینا چاہیے، اسی میں خیر اور بہتری ہے۔

36- بَابُ مَا جَآءَ لَا تُفَادَى جِيفَةُ الأَسِيرِ

معرکہ میں قتل ہونے والے کافر شخص کی لاش فروخت نہیں کی جائے گی

1715: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ أَرَادُوا أَنْ يَشْتَرُوا جَسَدَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَبَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَهُمْ إِيَّاهُ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکوں نے ارادہ کیا کہ وہ ایک مشرک شخص کی لاش کو خرید لیں، تو نبی ﷺ نے اسے بیچنے سے انکار فرما دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَكَمِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف حکم کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ أَيْضًا عَنِ الْحَكَمِ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ.

حجاج بن ارطاۃ نے بھی اسے حکم سے روایت کیا ہے۔ احمد بن حسن نے کہا میں نے احمد بن حنبل کو بیان کرتے ہوئے سنا ابن ابی لیلیٰ جو حدیث بیان کرتا ہے اس میں وہ قابل حجت نہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى صَدُوقٌ وَلَكِنْ لَا يُعْرَفُ صَحِيحُ حَدِيثِهِ مِنْ سَقِيمِهِ وَلَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا. وَابْنُ أَبِي لَيْلَى صَدُوقٌ فَقِيهٌ وَإِنَّمَا يَهِمُ فِي الإِسْنَادِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن ابی لیلیٰ صدوق ہے لیکن اس کی صحیح اور ضعیف روایت کے درمیان فرق نہیں کیا جا سکتا میں اس سے کچھ بھی روایت نہیں۔ اور ابن ابی لیلیٰ صدوق، فقیہ ہیں لیکن اسناد میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ فُقَهَاؤُنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شُبْرُمَةَ.

نصر بن علی نے ہم کو بیان کیا کہ عبداللہ بن داؤد سفیان ثوری سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ابن ابی لیلی اور عبداللہ بن شبرمہ ہمارے فقیہ لوگوں میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف الإسناد) اس میں ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٢٣٠

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جیسے زندہ کافر کا فدیہ لینا جائز ہے اسی طرح مردہ کافر کی لاش بھی فدیہ لے کر واپس کی جا سکتی ہے۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ

میدان جہاد سے فرار ہونا

1716: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاخْتَبَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ نَحْنُ الْفَرَّارُونَ. قَالَ ((بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ وَأَنَا فِئَتُكُمْ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا تو لوگوں (مجاہدین) نے قتال سے فرار اختیار کیا، ہم مدینہ پہنچے تو ہم اس وجہ سے وہاں چھپ گئے اور ہم نے کہا: ہم ہلاک ہو گئے، پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم تو فرار ہونے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم تو اپنے امام کی طرف آنے والے ہو اور میں تمہارا پشتیبان ہوں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف یزید بن ابی زیاد کی روایت ہی سے جانتے ہیں۔

وَمَعْنَى قَوْلِهِ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً يَعْنِي: أَنَّهُمْ فَرُّوا مِنَ الْقِتَالِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ)). وَالْعَكَّارُ الَّذِي يَفِرُّ إِلَى إِمَامِهِ لِيَنْصُرَهُ لَيْسَ يُرِيدُ الْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ.

''فحاص الناس حيصة'' کا معنی ہے کہ ''وہ لڑائی سے بھاگ گئے'' اور ''بل انتم العکارون'' کا معنی ہے کہ ''وہ مجاہد/فوجی جو اپنے امام/کمانڈر کی طرف بھاگتا ہے تاکہ اس سے مدد حاصل کرے نہ کہ وہ جنگ سے بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔''

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔ الارواء: ۱۲۰۳

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٦٤٧ و ٥٢٢٣، مسند احمد: ٥٣٨٤، وشرح مشكل الآثار: ٩٠٠

فوائد الحدیث: (۱) میدان جہاد سے دوران جنگ بھاگنا بہت بڑا جرم اور گناہ ہے لیکن جنگی حکمت عملی اور بہتر انداز سے حملہ آور ہونے کے لیے اگر میدان سے آدمی پیچھے ہٹے تو یہ جائز ہے۔

(۲) روایت میں بیان کردہ واقعہ صحیح سند سے ثابت نہیں۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ الْقَتِيلِ فِي مَقْتَلِهِ

شہداء کو ان کی شہادت گاہ پر دفن کرنا

1717: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِي بِأَبِي

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب غزوہ احد کا معرکہ ہوا تو میری پھوپھی میرے والد کو لے کر آئیں تاکہ وہ انہیں ہمارے قبرستان میں دفن کریں، رسول اللہ ﷺ کے

لِتَدْفِنَهُ فِي مَقَابِرِنَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ رُدُّوا الْقَتْلَى إِلَى مَضَاجِعِهِمْ.

منادی نے اعلان کیا: ''شہداء کو ان کی قتل گاہوں کی طرف واپس لاؤ۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَنُبَيْحٌ ثِقَةٌ.

اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ نبیح، ثقہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة: ٤٢٣، ابو يعلى: ١٨٤٢، ابن الجارود: ٥٥٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣١٦٥، سنن ابن ماجه: ١٥١٦، سنن النسائي: ٧٩/٤، مسند: ١٤١٦٩، صحيح ابن حبان: ٣١٨٣

فوائد الحدیث: (۱) شہداء کو ان کے مقام شہادت (یعنی اسی میدان) میں دفن کیا جائے گا۔

(۲) اگر کوئی مجاہد، معرکے کے بغیر شہید ہوا ہو یا کسی شہید کی میت کی بے حرمتی کا خطرہ ہو یا کوئی اشد مجبوری بن جائے تو پھر اس کی میت کو دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلَقِّي الْغَائِبِ إِذَا قَدِمَ

آنے والے کا استقبال کرنا

1718: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ تَبُوكَ خَرَجَ النَّاسُ يَتَلَقَّوْنَهُ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ. قَالَ السَّائِبُ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ وَأَنَا غُلَامٌ.

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگ آپ ﷺ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع تک آئے۔ سائب نے بیان کیا: میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا جبکہ میں لڑکا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الكبير: ٦٦٥٣، البيهقي: ١٧٥/٩، البغوي: ٢٧٦٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٠٨٣، سنن ابو داود: ٢٧٧٩، مسند احمد: ١٥٧٢١، صحيح ابن حبان: ٤٧٩٢

فوائد الحدیث: کوئی بزرگ شخصیت تشریف لائے یا کوئی حج، جہاد وغیرہ جیسے اچھے اور نیکی کے سفر سے واپس آئے تو گاؤں یا شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کرنا جائز ہے۔ لیکن استقبال کا مطلب ہلڑ بازی اور راستے بند کرنا یا کسی قسم کے سیاسی مقاصد کا حصول نہیں ہے۔

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَيْءِ

مال فیے کا بیان

1719: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ كَانَتْ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: بنو نضیر کے اموال ایسے تھے جو اللہ نے اپنے رسول کو اس طرح عطا فرمائے کہ ان کے لیے مسلمانوں نے کوئی گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ، اور وہ

أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَالِصًا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْزِلُ نَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

رسول اللہ ﷺ کے لیے خالص تھے، رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا خرچہ الگ کر لیتے تھے اور پھر جو بچ جاتا اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑوں اور اسلحہ وغیرہ کی تیاری کے لیے وقف کر دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے اس حدیث کو معمر عن ابن شہاب کی سند سے بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٣٤١، صحيح ابي داؤد: ٢٦٢٤ و ٢٦٢٦، اخرجه البيهقي: ٦/٢٩٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٩٠٤، صحيح مسلم: ١٧٥٧، سنن ابو داود: ٢٩٦٥، سنن النسائی: ٧/١٣٢، مسند احمد: ١٧٢، صحيح ابن حبان: ٦٣٥٧، الحميدی: ٢٢، ابن الجارود: ١٠٩٧، ابو يعلى: ٤، البزار: ٢٥٥

فوائد الحدیث: (۱) مال غنیمت کی تفصیل حدیث نمبر ۱۵۵۳ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) "مال فئی" اس مال کو کہا جاتا ہے جو کفار سے بغیر لڑائی کیے حاصل ہو جائے۔ اس میں سے مال غنیمت کی طرح نہ تو "خمس" نکالا جاتا ہے اور نہ ہی اسے معرکہ میں شریک مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے، بلکہ وہ سارے کا سارا بیت المال میں ہی جمع ہوگا اور پھر دستور کے مطابق اس کا استعمال ہوگا۔

(۳) سپہ سالار اپنی مرضی سے کسی کو کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

22

اَبْوَابُ اللِّبَاسِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

لباس کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لیے ریشم اور سونے کا استعمال

1720: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ)).

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے مردوں کے لیے ریشم اور سونے کا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور ان کی عورتوں کے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ وَحُذَيْفَةَ وَأُمِّ هَانِئٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَجَابِرٍ وَأَبِي رَيْحَانَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، علی، عقبہ بن عامر، انس، حذیفہ، ام ہانی، عبداللہ بن عمرو، عمران بن حصین، عبداللہ بن زبیر، جابر، ابو ریحانہ، ابن عمر اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ أَبِي مُوسَى حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبه: ٨/٨٢، عبد بن حميد: ٥٤٦، البيهيق: ٢/٤٢٥

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٨/١٦١ و ١٩٠، مسند احمد : ١٩٥٠٢، وشرح مشكل الآثار: ٤٨٢٣

فوائد الحدیث: (۱) اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی ہر موقعہ پر ہر ہر معاملے میں راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام جہاں ایک مومن مسلمان کے لیے عبادات، معاملات وغیرہ میں راہنمائی کرتا ہے وہاں اس کے رہن سہن اور کھانے پینے حتیٰ کہ پہننے کے متعلق بھی واضح ہدایات رکھتا ہے۔

(۲) ایک مسلمان کے لباس میں بنیادی بات یہ بیان فرمائی کہ وہ ریشمی لباس نہیں پہن سکتا، زیب و زینت کے لیے سونے کے زیورات انگوٹھی وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا، البتہ مسلمہ عورت کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال اور جائز قرار دے دیں۔

1721: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ.

سیّدنا سوید بن غفلہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے جابیہ کے مقام پر خطاب کیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین یا چار انگلی سے زائد ریشم کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو نعيم في الحلية: ١٧٦/٤، وابوعوانه: ٤٥٧/٥، البيهقي: ٤٢٣/٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٦٩(١٥)، سنن ابو داود: ٤٠٤٢، سنن النسائی فی الکبری: ٦٩٣٠، مسند احمد: ٣٦٥، ٩٢ صحيح ابن حبان: ٥٤٤١، صحيح بخاری: ٥٨٢٨، سنن ابن ماجه: ٢٨٢٠و ٣٥٩٣، سنن النسائی: ٢٠٢/٨

فوائد الحدیث: مسلمان مرد اگر اپنے لباس میں تین، چار انگلیوں کی چوڑائی برابر ریشمی کپڑا استعمال کرنا چاہیں تو اس کی اجازت ہے، اس سے زائد نہیں۔ مثلاً کسی نے اپنے لباس پر ریشم کی کوئی پٹی لگا لی، جیب لگوالی، خوبصورتی کے لیے کالر، کف پر ریشمی کپڑے کی پٹی وغیرہ استعمال کر لی تو اس قدر تھوڑی مقدار میں جائز ہے۔ مکمل لباس، قمیض مردوں کے لیے جائز نہیں، خواتین کے لیے اجازت ہے کہ وہ پورا لباس ہی ریشمی پہن سکتی ہیں۔

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ فِي الْحَرْبِ

لڑائی میں ریشم پہننے کی رخصت

1722: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَيَا الْقَمْلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ لَهُمَا فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے ایک غزوہ میں نبی ﷺ سے اپنی جوؤں کے بارے میں شکایت کی، تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو ریشمی قمیضیں پہننے کی اجازت دی۔ راوی نے بیان کیا: میں نے اسے ان دونوں (کے بدن) پر دیکھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٥٥/٨، ابو يعلى: ٢٨٨٠، البيهقي: ٢٦٨/٣

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٢٩٢٠، صحيح مسلم: ٢٠٧٦، سنن ابو داود: ٤٠٥٦، سنن ابن ماجه: ٣٥٩٢، سنن النسائی: ٢٠٢/٨، مسند احمد: ١٢٢٣٠، صحيح ابن حبان: ٥٤٣٢

فوائد الحدیث: کسی بیماری وغیرہ کی مجبوری میں مردوں کے لیے بھی ریشم پہننے کی اجازت ہے۔ زیب و زینت اور فخر و مباحات کے لیے جائز نہیں۔ جنگی ضرورت کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

3- بَابُ [مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ]

ریشمی لباس کو پہنے بغیر اسے ہاتھ لگانا

1723: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ قَدِمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ. قَالَ فَبَكَى وَقَالَ إِنَّكَ لَشَبِيهٌ بِسَعْدٍ وَإِنَّ سَعْدًا كَانَ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ وَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جُبَّةً مِنْ دِيبَاجٍ مَنْسُوجٌ فِيهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَامَ أَوْ قَعَدَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْمُسُونَهَا فَقَالُوا مَا رَأَيْنَا كَالْيَوْمِ ثَوْبًا قَطُّ. فَقَالَ ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَرَوْنَ)).

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں ان کے پاس آیا، انہوں نے کہا: کون ہو؟ میں نے کہا: واقد بن عمرو (بن سعد بن معاذ)، (یہ سن کر) وہ رو پڑے اور کہا: تمہاری سعد (رضی اللہ عنہ) سے مشابہت ہے، سعد رضی اللہ عنہ عظیم انسان تھے اور طویل القامت تھے، نبی ﷺ کی خدمت میں ریشمی جبہ بھیجا گیا، اس میں سونے کی تاریں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا اور منبر پر چڑھ کر کھڑے ہو گئے یا بیٹھ گئے، تو لوگ (صحابہ کرام) اسے ہاتھ لگانے لگے، انہوں نے کہا: ہم نے آج کے دن جیسا کبھی کوئی کپڑا نہیں دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں اس سے تعجّب ہو رہا ہے؟ سعد (رضی اللہ عنہ) کے جنّت میں جو رومال ہیں وہ اس سے بہتر ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه احمد في فضائل الصحابه: ١٤٩٥، ابن سعد: ٤٥٣/٣

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ١٤٤/١٢، سنن النسائی: ١٩٩/٨، مسند احمد: ١٢٢٢٣، صحيح ابن حبان: ٧٠٣٧، و صحيح بخاری: ٢٦١٥، صحيح مسلم: ٢٤٦٩

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے جب ریشمی جبہ پہنا اس وقت تک ریشم پہننا جائز تھا۔

(۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس جبے کی خوبصورتی اور بہتر کوالٹی پر تعجّب کر رہے تھے کہ یہ ہر لحاظ سے بہتر اور قیمتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جنّت کے ادنیٰ لباس کہ جو تشو کے طور پر استعمال ہو گا کا تذکرہ فرما کر ترغیب دلائی کہ جنّت کے لباس اور اس کی نعمتوں کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے، اس کے لیے انصار کے سردار سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرمایا کہ ان کی دینی و ایمانی حمیت و غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں جو رومال اور تشو عطا فرمائے ہیں وہ اس جیسے ریشم سے کہیں بہتر ہیں جس کی خوبصورتی تمہیں ورطہ حیرت میں ڈال رہی ہے۔ (سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی ایمانی غیرت کی جھلک دیکھنے کے لیے حدیث نمبر ۱۵۸۲ کے فوائد دیکھیں)

(۳) ریشمی کپڑے کو پہنے بغیر چھونا جائز ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الثَّوْبِ الأَحْمَرِ لِلرِّجَالِ

مرد سرخ لباس پہن سکتے ہیں

1724: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ.

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کسی لمبے بالوں والے کو سرخ جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، آپ ﷺ کے بال آپ کے کندھوں پر پڑتے تھے، وہ کندھوں کے درمیان سے دور تھے، آپ ﷺ کا قد چھوٹا تھا نہ لمبا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي رِمْثَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر بن سمرہ، ابو رمثہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٦٥/٨، ابو يعلى: ١٦٩٩، البيهقي: ٢٢٢/١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٥٤٩، و ٣٥٥١، ٥٩٠١، صحيح مسلم: ٢٣٣٧، سنن ابو داود: ٤٠٧٢ و ٤١٨٣، سنن ابن ماجه: ٣٥٩٩، سنن النسائي: ١٣٣/٨ و ١٨٣ و ٢٠٣، مسند احمد : ١٨٤٧٣ و ١٨٥٥٨، صحيح ابن حبان: ٦٢٨٤ و ٦٢٨٥

فوائد الحدیث: (۱) لباس میں اہم ترین ایک حکم یہ بھی ہے کہ مرد حضرات، خواتین کی مشابہت اختیار نہ کریں، مثلاً رنگ میں، کپڑے کے ڈیزائن میں یا اس پر بنے یا پرنٹ ہوئے بیل بوٹے اور پھول وغیرہ میں۔ سرخ رنگ بھی چونکہ خواتین پہنتی ہیں بلکہ ان کے عروسی جوڑے کے لیے اس رنگ کا انتخاب اور اہتمام کیا جاتا ہے اس لیے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے مردوں کے لیے خالص اور تیز سرخ رنگ کا لباس پہننا جائز نہیں، البتہ اس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش سے ڈیزائن بنایا گیا ہو جیسے دھاری دار یا سفید کپڑے یا سرخ پھول وغیرہ تو یہ جائز ہے، اگرچہ سرخ رنگ غالب اور نمایاں ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے جو "حُلّہ" (سوٹ) پہنا ہوا تھا وہ یمن کے علاقے کا ایک خاص قسم کے کپڑے سے بنا ہوا تھا جس میں سرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں، البتہ سرخ رنگ غالب تھا اس لیے اسے "حلّة حمراء" (سرخ رنگ کا سوٹ) کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُعَصْفَرِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لیے زرد رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت

1725: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ٹسر کے بُنے جانے والے کپڑے جن پر ترنج کی شکلیں ہوتی ہیں سے اور زرد رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَحَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج و تحقیق کے لیے دیکھیں حدیث ۲۶۴۔

فوائد الحدیث: (۱) "القَسّ" یہ "قس" کے علاقے کا بُنا ہوا خاص قسم کا کپڑا تھا جو ریشم سے تیار کیا جاتا تھا اس کی حرمت کا باعث ریشم ہے، علاقہ نہیں۔ اس وقت عرب میں چونکہ وہ اسی نام سے معروف تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس کا نام لے کر بتا دیا، جیسے ہمارے ہاں بھی کئی قسم کے برانڈ مشہور ہو جاتے ہیں۔

(۲) "المعصفر" یہ ایک خاص رنگ ہے جو زرد ہوتا ہے لیکن جب اس سے کپڑے وغیرہ کو رنگتے ہیں تو یہ سرخ ہو جاتا ہے۔ یہ رنگ بھی ممنوع ہے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْفِرَاءِ

پوستین پہننا

1726: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ هَارُونَ الْبُرْجُمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ. فَقَالَ ((الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ)).

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور پوستین کے بارے میں پوچھا یا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے، اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے، اور جس سے اس نے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ اس ضمن سے ہے جس سے اس نے درگزر فرمایا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ. وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے مرفوع جانتے ہیں۔

وَرَوَى سُفْيَانُ وَغَيْرُهُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ وَكَأَنَّ الْحَدِيثَ الْمَوْقُوفَ أَصَحُّ. وَسَأَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ مَا أُرَاهُ مَحْفُوظًا رَوَى سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ مَوْقُوفًا.

سفیان اور دیگر نے سُلیمان تیمی عن ابی عُثمان عن سلمان کی سند سے ان کا قول روایت کیا ہے گویا کہ حدیث موقوف زیادہ صحیح ہے۔ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا میں اسے محفوظ نہیں سمجھتا۔ سفیان نے سلیمان تیمی عن ابی عُثمان عن سلمان کی سند سے موقوف روایت کیا ہے۔

قَالَ الْبُخَارِيُّ وَسَيْفُ بْنُ هَارُونَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ

امام بخاری نے کہا: سیف بن ہارون مقارب الحدیث جبکہ سیف

وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَاصِمٍ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ. بن محمد عن عاصم ذاہب الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) بعض کہتے ہیں اس کی سند سیف بن ہارون کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٦٧، مستدرک حاکم: ٣٧٥/١١٥،٢/٤ سنن کبریٰ للبیهقی: ١٠،١٣/١٢ مجمع الزوائد: ١٧١/١، سنن الدارقطنی: ١٨٣/٤-١٨٤، ومعجم الکبیر للطبرانی: ٥٨٩/٢٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سوال کے جواب میں ایک بڑا جامع اصول بیان فرمادیا کہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ) میں حلال بیان ہوا ہے اسے حلال سمجھو اور جو حرام بیان ہوا ہے اس کو حرام سمجھا جائے۔ البتہ جن چیزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہے اس کی حلت و حرمت کے متعلق کوئی واضح حکم ارشاد نہیں فرمایا اسے مباح اور جائز سمجھا جائے، کہ آدمی اگر کرنا چاہے تو کرے نہ کرنا چاہے تو نہ کرے لیکن اس پر حلال یا حرام کا حکم نہ لگائے۔ سبحان اللہ

(۲) (الفراء) "پوستین" مردار کے اس چمڑے کو کہتے ہیں جسے رنگ کر صاف نہ کیا گیا ہو بلکہ ویسے ہی اسے خشک کر لیا گیا ہو۔ "رنگنے سے مراد" چمڑے کو ایک مخصوص کیمیکل ملے ہوئے پانی میں مکمل طور پر اچھی طرح ابالنا کہ جس سے اس کی رطوبت وغیرہ مکمل ختم ہو جائے۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ

مردار کے رنگے ہوئے چمڑے

1727: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ مَاتَتْ شَاةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَهْلِهَا ((أَلَا نَزَعْتُمْ جِلْدَهَا ثُمَّ دَبَغْتُمُوهُ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بکری مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے مالکوں سے فرمایا: "تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی، پھر تم اسے رنگ دیتے تو اس سے فائدہ اٹھاتے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ وَمَيْمُونَةَ وَعَائِشَةَ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا سلمہ بن محبق، میمونہ اور عائشہ رضی اللہ عنہن سے بھی مروی ہے۔ جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔ اور کئی ایک طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرُوِيَ عَنْهُ عَنْ سَوْدَةَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُصَحِّحُ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ وَقَالَ احْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مَيْمُونَةَ.

سیّدنا ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ وہ عن میمونہ عن النبی ﷺ کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ اور ان سے روایت کی گئی ہے کہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ سیّدنا ابن عباس کی حدیث کو نبی ﷺ سے اور حضرت میمونہ کے واسطے سے (دونوں کو) صحیح قرار دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ممکن

ہے سیّدنا ابن عباس نے سیّدہ میمونہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہو اور پھر ابن عباس نے سیّدہ میمونہ کا ذکر کئے بغیر نبی ﷺ سے روایت کر دیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، اور یہ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ١٨٨، ابو عوانه: ١/٢١١، الدارقطني: ١/٤٤، البيهقي: ١/١٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ١٤٩٢ و ٢٢٢١، صحيح مسلم: ٣٦٣، و ٣٦٥، سنن ابو داود: ٤١٢٠ و ٤١٢١، سنن النسائی: ٧/١٧٢-١٧٣ و ١٧٨، مسند احمد : ٢٠٠٣، صحيح ابن حبان: ١٢٨٢ و ١٢٨٤ و ٥٤١٥

فوائد الحدیث: (۱) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے انہیں اگر ذبح کیا جائے تو ان کا چمڑا، کھال پاک ہے اسے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اگر وہ مر جائیں تو پھر ان کا گوشت کھانا حرام ہے لیکن ان کے چمڑے کو اتار کر رنگ لیا جائے تو جائز ہے کیونکہ رنگنے سے وہ پاک ہو جاتے ہیں، بغیر رنگے ان کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ عربی زبان میں اسے "دباغت" کہتے ہیں۔

(۲) "دباغت" چمڑے کو کیکر کی چھال یا کیمیکل ملے ہوئے پانی میں ابال کر صاف کرنے کو "دباغت" کہتے ہیں۔ مردار کا چمڑا چونکہ نجس ہوتا ہے اس کا استعمال جائز نہیں لیکن جب اسے دباغت دے دی جائے یعنی رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے ہر قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ پہلے لوگ کیکر کا چھلکا ڈال کر اس چمڑے کو گرم پانی میں ابال لیتے تھے جس سے اس کی رطوبت و نجاست دھل جاتی اور وہ پاک ہو جاتا۔ آج کل اس کے لیے باقاعدہ فیکٹریاں قائم ہیں جہاں کئی قسم کے کیمیکل استعمال کر کے چمڑے کو رنگا جاتا ہے تو کیمیکل سے رنگے ہوئے چمڑے کا بھی وہی حکم ہے جو کیکر کی چھال سے رنگے ہوئے کا ہے۔

(۳) خنزیر اور کتے وغیرہ نجس العین درندوں کے چمڑے رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتے، یہ "دباغت" (رنگنے) کی اجازت صرف "ما کول اللحم" (جن کا گوشت کھانا جائز ہے) جانوروں کے لیے ہے۔

1728: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس بھی چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔"

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ فَقَدْ طَهُرَتْ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے، انہوں نے مردار کے چمڑوں کے بارے میں کہا کہ جب انہیں رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ الشَّافِعِيُّ أَيُّمَا إِهَابٍ مَيْتَةٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ إِلَّا الْكَلْبَ وَالْخِنْزِيرَ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتے اور خنزیر کے علاوہ جس بھی مردار کے چمڑے کو رنگ دے دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ إِنَّهُمْ كَرِهُوا جُلُودَ السِّبَاعِ وَإِنْ دُبِغَ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَشَدَّدُوا فِي لُبْسِهَا وَالصَّلَاةِ فِيهَا.

نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے درندوں کے چمڑوں کو ناپسند / مکروہ جانا ہے، خواہ انہیں رنگ دیا جائے، عبداللہ بن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے انہوں نے ان کو پہننے اور انہیں پہن کر نماز پڑھنے کے بارے میں سختی کی ہے (اسے ناپسند کیا ہے)۔

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ)). جِلْدُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ هَكَذَا فَسَّرَهُ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ. وَقَالَ إِسْحَاقُ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ إِنَّمَا يُقَالُ الإِهَابُ لِجِلْدِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ.

اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے فرمان: ''جو بھی چمڑا رنگ دیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔'' اس سے آپ کی مراد وہ چمڑا ہے جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو۔ نضر بن شمیل نے بھی اسی طرح تفسیر بیان کی ہے، اور انہوں نے کہا: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اسی کے چمڑے کو رنگنے کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢١٨٠، الحميدي: ٤٨٦، الدارمي: ١٩٩١، ابو عوانه: ٢١١/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٦٦، ١٠٥، سنن ابو داود: ٤١٢٣، سنن ابن ماجه: ٣٦٠٩، سنن النسائي: ١٧٣/٧، مسند احمد: ١٨٩٥، صحيح ابن حبان: ١٢٨٧

فوائد الحدیث: (۱) اس سے مراد ''ما کول اللحم'' جانوروں کے چمڑے ہی مراد ہیں کہ اگر حلال جانور، جن کا گوشت کھایا جاتا ہے مرجائیں تو ان کے چمڑے رنگ کر استعمال کر لینے چاہئیں۔

(۲) دوسری احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے ''درندوں کے چمڑوں سے منع فرمایا ہے''۔ عن ابی الملیح بن اسامة عن ابیه ان رسول اللہ ﷺ نهی عن جلود السباع (ابوداؤد ص ۲/ ۲۱۷، کتاب اللباس۔ سنن نسائی ص ۲/ ۱۸۳، کتاب الفرع والعتیرة)

1729: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ وَالشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا خط ہمیں موصول ہوا کہ مردار کے چمڑوں سے فائدہ اٹھاؤ نہ ان کے پٹھوں سے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَيُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ أَشْيَاخٍ لَهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ. وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرَيْنِ.

یہ حدیث عبداللہ بن عکیم سے روایت کی جاتی ہے ان کے بعض بوڑھے اور عمر رسیدہ لوگوں سے۔ اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل نہیں۔

اور عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے

کہا: نبی ﷺ کی وفات سے دو ماہ پہلے آپ ﷺ کا خط ہمیں موصول ہوا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَذْهَبُ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ لِمَا ذُكِرَ فِيهِ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرَيْنِ وَكَانَ يَقُولُ كَانَ هَذَا آخِرَ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ تَرَكَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هَذَا الْحَدِيثَ لَمَّا اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهِ حَيْثُ رَوَى بَعْضُهُمْ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ عَنْ أَشْيَاخٍ لَهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ.

انہوں نے کہا میں نے احمد بن حسن کو کہتے ہوئے سنا: امام احمد بن حنبل اس حدیث پر عمل کرتے تھے اس لیے کہ اس میں ذکر کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات سے دو ماہ پہلے۔ اور وہ کہتے تھے نبی ﷺ کا آخری امر رعمل ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے پھر اس حدیث کو ترک کر دیا جب اس کی اسناد میں اضطراب واقع ہو گیا ہے۔ جب ان کے بعض نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عکیم سے ان کے جہینہ قبیلے کے عُمر رسیدہ لوگوں سے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٢، ابن سعد: ١١٣/٢، عبد بن حميد: ٤٨٨، البيهقي: ١٤/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٢٧ و ٤١٢٨ سنن ابن ماجه: ٣٦١٣، سنن النسائي: ١٧٥/٧، صحيح ابن حبان: ١٢٧٧، مسند احمد: ١٨٧٨٠

فوائد الحدیث: اس سے مراد ہے کہ رنگنے سے پہلے مردار کے چمڑے سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ رنگنے کے بعد جائز ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۷۲۷ کے فوائد میں تفصیل بیان ہوئی ہے۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ جَرِّ الإِزَارِ

ازار لٹکانے کی ممانعت

1730: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تکبّر کی وجہ سے اپنا کپڑا (ازار) گھسیٹتا ہے قیامت کے دن اللہ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَعَائِشَةَ وَهُبَيْبِ بْنِ مُغْفِلٍ. وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا حذیفہ، ابو سعید، ابوہریرہ، سمرہ، ابوذر، عائشہ اور ہبیب بن مغفل رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٩١٢، ابو يعلى: ٥٧٩٤، ابو عوانه: ٤٧٦/٥، القضاعي في سنده: ١٠٦٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٦٦٥، صحيح مسلم: ٢٠٨٥، سنن ابو داود: ٣٠٨٥ سنن ابن ماجه: ٣٥٦٩ و ٣٥٧٦، سنن النسائي: ٢٠٦/٨ و ٢٠٨- ٢٠٩، مسند احمد: ٤٤٨٩، صحيح ابن حبان: ٥٤٤٣ و ٥٦٨١

فوائد الحدیث: مرد حضرات کے لیے اپنا تہ بند، شلوار، پاجامہ اور پینٹ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کے لیے کوئی گنجائش اور اجازت

نہیں۔ بلکہ یہ اس قدر جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اس قدر غصے اور ناراض ہوتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کریم ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔ استغفر اللہ، اعاذنا اللہ منہ

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي جَرِّ ذُيُولِ النِّسَاءِ

خواتین کے کپڑے کے دامن کا لٹکنا

1731: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ قَالَ ((يُرْخِينَ شِبْرًا)). فَقَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفَ أَقْدَامُهُنَّ. قَالَ ((فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص از راہ تکبّر اپنا کپڑا (ازار) گھسیٹتا ہے تو اللہ قیامت کے دن (نظر رحمت سے) اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔“

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: خواتین اپنے کپڑے کے دامنوں کے ساتھ کس طرح کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکا لیں۔ انہوں نے عرض کیا: تب ان کے قدم ننگے ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایک ہاتھ کے برابر لٹکا لیا کریں لیکن اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔“

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٨٧/٨، ابو يعلى: ٥٧٩٤، ابو عوانه: ٤٧٧/٥

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٩٩٨٤، سنن النسائی: ٨/٢٠٩ سنن ابو داود: ٤١١٧ و ٤١١٨ ، سنن ابن ماجه: ٣٥٨٠، سنن النسائی: ٢٠٩/٨، مسند احمد: ٢٦٥١١

1732: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمِّ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَبَّرَ لِفَاطِمَةَ شِبْرًا مِنْ نِطَاقِهَا.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کے کمر بند سے بالشت کے ساتھ ناپا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ رُخْصَةٌ لِلنِّسَاءِ فِي جَرِّ الإِزَارِ لِأَنَّهُ يَكُونُ أَسْتَرَ لَهُنَّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض نے اسے حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن الحسن عن امہ عن ام سلمہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں خواتین کے لیے اجازت ہے کہ وہ اپنے ازار لٹکا لیا کریں، کیونکہ یہ ان کے لیے زیادہ پردے کا باعث ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الطبراني في الاوسط: ٢٠٧٣، ابو يعلى: ٦٨٩٢، عبدالرزاق: ١٩٩٨٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٢٦٥٥٤

فوائد الحدیث: عورت کا سارا جسم ہی پردہ ہے لہٰذا انہیں اپنے پاؤں بھی ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الصُّوفِ

اون پہننا

1733: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي هَذَيْنِ.

سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک اونی موٹی چادر اور ایک موٹی ازار لا کر دکھائی اور فرمایا: ان دونوں چادروں میں رسول اللہ ﷺ کی روح قبض کی گئی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ. وَحَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جبکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٢٠٦٢٤، المصنف في الشمائل: ١١٩، ابو يعلى: ٤٤٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٠٨، صحیح مسلم: ٢٠٨٠، سنن ابو داود: ٤٠٣٦، سنن ابن ماجه: ٣٥٥١، مسند احمد: ٢٤٠٣٧، صحیح ابن حبان: ٦٦٢٣

فوائد الحدیث: (۱) موٹا اونی لباس اس وقت عربوں کے ہاں سادگی کی علامت اور غرباء کا لباس سمجھا جاتا تھا، جیسے کبھی برصغیر میں دیسی کھدر کا لباس ہوتا تھا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہت سادہ تھی نیز آپ ﷺ کوئی فاخرانہ لباس استعمال نہیں فرماتے تھے کہ امت کے غریب لوگ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں پسند کرتا ہوں کہ مسکین بن کر رہوں اور مساکین میں ہی اٹھایا جاؤں" بھی اسی مقصد سے تعلق رکھتا ہے۔

(۳) کسی بھی بڑے عہدے دار اور دولت مند شخص کو اپنے ماتحت لوگوں کی زندگی کے سٹائل کے قریب قریب ہی رہن سہن رکھنا چاہیے تاکہ شاہانہ بود و باش کی وجہ سے اس میں تکبّر نہ آئے اور ماتحت عملہ کسی قسم کی محرومی اور پیشمانی میں مبتلا نہ ہو۔ یا کم از کم ان کی سادگی کا مذاق نہ اڑائے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ وہ جائز، ناجائز وسائل سے حاصل کردہ ظاہری ٹھاٹھ باٹھ کو ہی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔

1734: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كَانَ عَلَى مُوسَى يَوْمَ كَلَّمَهُ رَبُّهُ كِسَاءُ صُوفٍ وَجُبَّةُ صُوفٍ وَكُمَّةُ صُوفٍ وَسَرَاوِيلُ صُوفٍ وَكَانَتْ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ)).

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس دن موسیٰ علیہ السلام سے ان کے رب نے کلام فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام پر اونی چادر تھی، اونی جبہ تھا، اونی ٹوپی اور اونی پاجامہ تھا، اور ان کے جوتے مردہ گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے حمید

حَدِيثِ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ. وَحُمَيْدٌ هُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ. قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ حُمَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الأَعْرَجُ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَحُمَيْدُ بْنُ قَيْسٍ الأَعْرَجُ الْمَكِّيُّ صَاحِبُ مُجَاهِدٍ ثِقَةٌ.

اعرج ہی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور حمید یہ ابن علی کوفی ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حمید بن علی اعرج منکر الحدیث ہے۔ جبکہ حمید بن قیس الاعرج مکی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور ثقہ ہیں۔

وَالْكُمَّةُ الْقَلَنْسُوَةُ الصَّغِيرَةُ.

"الکمۃ" "چھوٹی ٹوپی" ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف جدا) حمید الاعرج ضعیف ہے۔ تقریب: ١٥٦٦، الضعيفة: ٤٠٨٢

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٩٨٣، مستدرک حاکم: ٢٨/١

فوائد الحدیث: روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ تمام چیزیں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِمَامَةِ السَّوْدَاءِ

کالا عمامہ

1735: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ پر کالا عمامہ تھا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَرُكَانَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، عمرو بن حریث، ابن عباس اور رکانہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٣٢/٨، الدارمي: ١٩٤٥، ابو يعلى: ٢١٤٦، البغوي: ٢٠٠٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٣٥٨، سنن ابو داود: ٤٠٧٦، سنن ابن ماجه: ٢٨٢٢، و ٣٥٨٥، سنن النسائي: ٢٠١/٥ و ٢١١/٨، مسند احمد: ١٤٩٠٤، صحيح ابن حبان: ٣٧٢٢

فوائد الحدیث: (۱) لباس میں سفید رنگ بہتر و اولیٰ ہے لیکن کوئی بھی ایسا رنگ جو عورتوں کے لباس کے رنگ کے مشابہ نہ ہو پہننا جائز ہے۔

(۲) سیاہ لباس پہننا بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہے لیکن آج کل چونکہ یہ کلر شیعہ مذہب کا مذہبی شعار بن چکا ہے اس لیے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے مکمل سیاہ لباس نہیں پہننا چاہیے۔ محرم الحرام میں تو خصوصی طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ افسوس ہے کہ آج اچھے بھلے سنجیدہ اور پڑھے لکھے بلکہ علماء نے بھی سیاہ لباس کو فیشن کے طور پر اپنا لیا ہے، جو کہ کسی طور بھی پسندیدہ نہیں۔

(۳) ویسے انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ کم از کم شیعہ مذہب کے پیروکاروں کو سیاہ لباس استعمال نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ شیعہ مذہب کے مطابق تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیاہ لباس میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ معروف شیعہ عالم محمد بن علی القمی لکھتا ہے، وقال امیر المومنین علیه السلام فیما علّم اصحابه لا تلبسوا السواد فانه لباس فرعون (من لا یحضره الفقیه ص ۱/۱۶۳، کتاب الصلوٰة) "سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ بات سکھائی کہ تم سیاہ لباس نہ پہنو اس لیے کہ بے شک یہ فرعون کا لباس ہے"۔

نیز لکھا ہے، وسئل الصادق علیه السلام عن الصلوٰة فی القلنسوة السوداء فقال لا تصل فیها فانها لباس اهل النار (من لایحضرہ الفقیہ ص ۱/ ۱۶۲) کہ "حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ سیاہ رنگ کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں نماز نہ پڑھ اس لیے کہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے"۔ آج سیاہ لباس کو اپنا مذہبی شعار بنا لینے والے شیعان علی اور جعفری کہلانے والے حضرات کو غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنی محبّت، عقیدت اور اتباع میں کس درجہ سچے ہیں؟

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے بھی داخل ہوا جاسکتا ہے۔ مگر "بعض الناس" نے یہ مسئلہ گھڑ لیا ہے کہ جو بھی شخص بیت اللہ جائے گا اس پر عمرہ کرنا واجب ہو جائے گا، اب کئی بیچارے لوگ جو سعودی عرب میں رہتے ہیں کسی کام کے سلسلہ میں مکہ مکرمہ کے قرب وجوار سے گزرتے ہیں تو وہ اپنی جلدی کی وجہ سے بیت اللہ میں آکر نماز نہیں پڑھتے کہ پھر ہمیں عمرہ کرنا پڑے گا، کیونکہ عمرے کے لیے کم از کم دو سے تین گھنٹے درکار ہیں جبکہ وہ اپنی کسی بھی مجبوری کی وجہ سے اتنا وقت ٹھہر نہیں سکتے، تو وہ بیت اللہ کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنے سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

12- بَابُ فِي سَدْلِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ

عمامے کا شملہ کندھوں کے درمیان لٹکانا

1736: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْدِلُ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ عَلِيٍّ فِي هَذَا مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اپنے عمامہ کا شملہ کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنا عمامہ اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ عبید اللہ نے کہا: میں نے قاسم اور سالم کو یہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس باب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث ہے۔ اس بارے میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی اسناد کی وجہ سے صحیح نہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ۷۱۶، اخرجه ابن سعد: ۱/۴۵۶، العقیلي في الضعفاء: ۳/۲۱

تخریج الحدیث: صحیح ابن حبان: ۶۳۹۷، وشرح السنة للبغوی: ۳۱۰۹ و ۳۱۱۰، ابن ابي شیبة: ۸/۴۲۷

فوائد الحدیث: پگڑی باندھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے، اور بھی کئی طریقے جائز ہیں، جو عمل بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور آپ کی اتباع میں کیا جائے تو وہ افضل واعلیٰ ہو جاتا ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خَاتَمِ الذَّهَبِ

سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

1737: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ ﷺ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، ٹسر کا لباس پہننے، رکوع و سجود میں قراءت کرنے اور زرد رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے سے مجھے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث: ۲۶۴۔

1738: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ اللَّيْثِيُّ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ حَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ.

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابن عمر، ابوہریرہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عِمْرَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

وَأَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ.

ابوالتیاح کا نام یزید بن حمید ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ٨٤٣، ابن ابي شيبة: ١٢٣/٨، المزي في تهذيب الكمال: ٢١/٦

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ١٧٠/٨، مسند احمد: ١٩٨٣٨، صحيح ابن حبان: ٥٤٠٦

فوائد الحدیث: (۱) مردوں کے لیے سونے کے زیورات پہننا جائز نہیں، (تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۱۷۲۰)۔

(۲) رکوع اور سجدے میں قرآن مجید کی قراءت نہیں کرنی چاہیے بلکہ تسبیح و تحمید کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

(۳) ''معصفری'' کپڑے کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۷۲۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْفِضَّةِ

چاندی کی انگوٹھی

1739: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی

وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا.

اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَبُرَيْدَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٣٥٣٦، البيهقي: ٤/١٤٢، الخطيب في تاريخه: ٥/٣٢٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٩٤، سنن ابو داود: ٤٢١٦، سنن ابن ماجه: ٣٦٤١، سنن النسائي: ٨/١٧٢-١٧٣ و ١٩٢-١٩٣، مسند احمد : ١٣١٨٣، صحيح ابن حبان: ٦٣٩٤

فوائد الحدیث: (۱) چاندی کی انگوٹھی، چھلا وغیرہ پہننا مردوں، عورتوں سب کے لیے جائز ہے۔

(۲) ''حبشی نگینہ'' کے کئی ایک معانی کیے گئے ہیں اور مختلف روایات کی کئی ایک توضیحات بھی موجود ہیں۔ زیادہ مناسب یہ معنی معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی میں اس کا نگینہ (ڈیزائن وغیرہ) بھی چاندی کا بنا ہوا تھا، اور یہ انداز ملک حبشہ میں معروف اور رائج تھا اس لیے اس کی نسبت حبشہ کی طرف کر دی گئی جیسے ہمارے ہاں صرف ڈیزائن کی وجہ سے زیورات، کپڑوں وغیرہ کی شہرت شہروں یا ملکوں کی نسبت سے ہے۔ واللہ اعلم

دیگر معانی و توضیحات بھی بہت مناسب ہیں۔

15- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ فِي فَصِّ الْخَاتَمِ

انگوٹھی کا نگینہ

1740: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ٧٣، اخرجه الطبراني في الاوسط: ١٤٢٧، ارواء الغليل: ٨٢١

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٨٧٠، سنن ابو داود: ٤٢١٧، سنن النسائي: ٨/١٧٣-١٧٤ و ١٩٣، مسند احمد : ١٣٨٠٢، صحيح ابن حبان: ٦٣٩١

فوائد الحدیث: انگوٹھی بھی چاندی کی تھی اور اس میں کوئی اور پتھر وغیرہ لگانے کی بجائے اس کا نگینہ بھی چاندی کا ہی بنا ہوا تھا۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَاتَمِ فِي الْيَمِينِ

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

1741: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَتَخَتَّمَ بِهِ فِي يَمِينِهِ ثُمَّ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ((إِنِّي كُنْتُ اتَّخَذْتُ هَذَا الْخَاتَمَ فِي يَمِينِي)). ثُمَّ نَبَذَهُ وَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو اسے دائیں ہاتھ میں پہنا، پھر منبر پر بیٹھے تو فرمایا: ''میں اس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنتا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے پھینک / اتار دیا اور صحابہ کرام نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک / اتار دیں۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، جابر، عبداللہ بن جعفر، ابن عباس، عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ هَذَا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَنَّهُ تَخَتَّمَ فِي يَمِينِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر کی روایت حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث نافع عن ابن عمر کی سند سے دیگر طرق سے اسی مانند روایت کی گئی ہے اور اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٨٤، اخرجه الحمیدی: ٦٧٥، ابن سعد: ١/ ٤٧٠، ابو عوانه: ٥/ ٤٩٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٨٦٥، صحیح مسلم: ٢٠٩١، سنن النسائی: ٨/ ١٧٨-١٧٩، مسند احمد: ٤٦٧٧، و ٥٢٤٩، صحیح ابن حبان: ٥٥٠٠، سنن ابو داود: ٤٢١٨، سنن ابن ماجه: ٣٦٣٩

فوائد الحدیث: (۱) انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا جائز ہے کیونکہ دونوں طرح کی صحیح احادیث موجود ہیں، البتہ دائیں ہاتھ کی عمومی فضیلت کے تحت اور زیب و زینت کے لیے بھی دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔

(۲) آپ ﷺ نے پہلے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی بعد میں نا صرف کہ اسے اتار دیا بلکہ سونے کو مردوں کے لیے حرام قرار دے دیا گیا، لہٰذا اب جائز نہیں۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آپ ﷺ سے محبّت و عقیدت بے مثال تھی کہ آپ ﷺ جو بھی کام کرتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی اتباع میں وہی کرتے۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه.

1742: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ وَلَا إِخَالُهُ إِلَّا قَالَ

صلت بن عبداللہ بن نوفل نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دائیں ہاتھ

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ محمد بن اسحٰق کی صلت بن عبداللہ بن نوفل سے حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) الارواء: ٣/٣٠٣-٣٠٤، مختصر الشمائل: ٨٠، اخرجه الطبراني في الكبير: ١١٨١٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٢٩

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۷۴۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

1743: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَخَتَّمَانِ فِي يَسَارِهِمَا.

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا: حسن و حسین رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح موقوف) بعض کہتے ہیں یہ منقطع ہے۔ محمد بن علی الباقر نے حسن و حسین کا زمانہ نہیں پایا۔

تخریج الحدیث: مصنف عبدالرزاق: ١٣٦٣، شرح معاني الآثار: ٤/٢٦٦

فوائد الحدیث: اس روایت سے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ثبوت ہے۔ نیز بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا رسول اللہ ﷺ سے مرفوعا بھی ثابت ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کان خاتم النبی ﷺ فی هذه واشار الی الخنصر من يده اليسرىٰ (صحیح مسلم ص ۲/۱۹۷، کتاب اللباس والزینۃ) ''نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں تھی''

1744: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

حماد بن سلمہ نے بیان کیا، میں نے ابن ابی رافع (ان کا نام اسلم ہے اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں) کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہوئے دیکھا، میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن جعفر کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہوئے دیکھا ہے، اور عبداللہ بن جعفر نے کہا: نبی ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

قَالَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح چیز ہے جو اس باب میں روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ١/٤٧٧، ابن ابي شيبة: ٨/٤٧٣، ابو يعلى: ٦٧٩٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٦٤٧، سنن النسائي: ٨/١٧٥، مسند احمد: ١٧٤٦

فوائد الحدیث: حدیث نمبر ۱۷۴۱ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَقْشِ الْخَاتَمِ

انگوٹھی پر نقش کرنا

1745: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ثُمَّ قَالَ ((لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو اس پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کرایا، پھر فرمایا: ''تم اس پر نقش نہ کراؤ۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ)). نَهَى أَنْ يَنْقُشَ أَحَدٌ عَلَى خَاتَمِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔ اور آپ ﷺ نے جو فرمایا: ''تم اس پر نقش نہ کراؤ۔'' تو اس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' نقش کرائے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/٤٥٦

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٨٧٤ و ٥٨٧٧، صحيح مسلم: ٢٠٩٢، سنن ابن ماجه: ٣٦٤٠ ، سنن النسائی: ٨/١٧٦ و ١٩٣، مسند احمد : ١١٩٨٩، صحيح ابن حبان: ٥٤٩٨

فوائد الحدیث: (۱) انگوٹھی پر کوئی نام وغیرہ لکھوانا جائز ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ اپنی انگوٹھی کو بطور مہر (سٹیمپ) استعمال فرماتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے ''محمد رسول اللہ'' (ﷺ) کے الفاظ نقش کروانے سے منع فرمایا ہے۔ عام نقش کروانا منع نہیں ہے۔

1746: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ابن جریج مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔ ضعيف الترمذي: ٢٩٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ١٩، سنن ابن ماجه: ٣٠٣، سنن النسائی: ٨/١٧٨، صحيح ابن حبان: ١٤١٣

فوائد الحدیث: (۱) آپ ﷺ کی انگوٹھی پر مقدس نام نقش تھے، اس لیے آپ ﷺ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے اتار دیتے تھے۔

(۲) آج بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسی چیز نمایاں ہو کہ جس پر اللہ تعالیٰ یا آپ ﷺ کا نام یا قرآن مجید کا کوئی کلمہ، حرف لکھا ہوا ہو تو اگر وہ اتر سکتا ہے تو اتار دیں ورنہ اسے اچھی طرح سے ڈھانپ لیں۔ اسی طرح اگر جیب میں کوئی ایسی چیز ہو تو اگر ممکن ہو تو نکال دیں اگر مجبوری ہو کہ آدمی نکال نہیں سکتا تو پھر کوئی حرج نہیں۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔

1747: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی ﷺ کی انگوٹھی کا

الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللهِ سَطْرٌ.

نقش تین سطریں تھا: محمد (ﷺ) ایک سطر، رسول، ایک سطر اور اللہ ایک سطر۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ١/٤٧٤، ابن ابي شيبة: ٨/٤٦٣، الطبراني في الاوسط: ٢٤٥٩

تخریج الحدیث:

1748: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللهِ سَطْرٌ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا: محمد ﷺ، ایک سطر، رسول، ایک سطر اور اللہ، ایک سطر تھا۔

وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ.

اور محمد بن یحیی نے اپنی حدیث میں تین سطر کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس باب میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ١/٤٧٤، ابن ابي شيبة: ٨/٤٦٣، الطبراني في الاوسط: ٢٤٥٩

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣١٠٦، صحيح ابن حبان: ١٤١٤

فوائد الحدیث: ان احادیث میں آپ ﷺ کی انگوٹھی پر نقش کا ڈیزائن بیان ہوا ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّورَةِ

تصویر کے بارے میں

1749: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الصُّورَةِ فِي الْبَيْتِ وَنَهَى أَنْ يُصْنَعَ ذَلِكَ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں تصویر رکھنے اور اسے بنانے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي طَلْحَةَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا علی، ابو طلحہ، عائشہ، ابوہریرہ اور ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) الصحيحة: ٤٢٤، اخرجه ابو يعلى: ٢٢٤٤، البيهقي: ١٥٨/٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٤٥٩٦، صحيح ابن حبان: ٥٨٤٤

فوائد الحدیث:(۱) کسی بھی قسم کی جان دار چیزوں کی تصویر بنانا یا اسے گھر میں رکھنا ممنوع ہے، بعض روایات میں آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس گھر میں تصویر ہو۔

(۲) جو تصویریں بنانا مجبوری ہے مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ یا امتحانات وغیرہ کے لیے یہ مجبوری ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی والا معاملہ فرمائیں گے، شوقیہ طور پر تصویریں نہیں بنوانی چاہیں۔

1750: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ. قَالَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ. قَالَ فَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا يَنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهُ فَقَالَ لَهُ سَهْلٌ لِمَ تَنْزِعُهُ فَقَالَ لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ. قَالَ سَهْلٌ أَوَلَمْ يَقُلْ ((إِلاَّ مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ)) فَقَالَ بَلَى وَلَكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي.

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ وہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گئے تو انہوں نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس پایا، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلایا کہ وہ ان کے نیچے سے چادر نکال دے، سہل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم اسے کیوں نکالتے ہو؟ انہوں نے کہا: کیونکہ اس پر تصاویر ہیں، نبی ﷺ نے ان کے بارے میں جو فرمایا ہے وہ تمہیں معلوم ہی ہے، سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: سوائے اس کے جو کپڑے پر رقم ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، لیکن وہ میرے نفس کے لیے زیادہ اچھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث:(صحيح) غاية المرام: ١٣٤، اخرجه مالك: ٢٠٣٤، الطحاوي في شرح المعاني: ٢٨٥/٤

تخریج الحدیث: سنن النسائی: ٨/٢١٢، مسند احمد : ١٥٩٧٩، صحيح ابن حبان: ٥٨٥١،صحيح بخاری: ٣٢٢٦ و ٥٩٥٨، صحيح مسلم: ٢١٠٦(٨٥)، سنن ابو داود: ٤١٥٥، سنن النسائی: ٨/٢١٢-٢١٣

فوائد الحدیث:(۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کمال تقویٰ و پرہیز گاری تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے مقابلے میں کسی قسم کی حیل و حجت یا تاویلیں نہیں کرتے بلکہ اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے مشتبہات سے بھی بچتے تھے۔

(۲) "رقما فی الثوب" سے مراد وہ خوب صورت مناظر یا بیل بوٹے ہیں جو کپڑے وغیرہ پر خوبصورتی کے لیے پرنٹ کروائے جاتے ہیں۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَوِّرِينَ

تصویر کشی کرنے والے

1751: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذَّبَهُ اللهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا يَعْنِي الرُّوحَ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی تصویر کشی کرتا ہے تو اللہ اسے عذاب دے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح پھونکے، جبکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک

وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سکتا، جو لوگوں کی راز کی باتیں کان لگا کر سنتا ہے جبکہ وہ اسے سنانا نہیں چاہتے تو قیامت کے دن اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ، ابو جحیفہ، عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) غاية المرام: ١٢٠ و ٤٢٢، اخرجه البيهقي في شعب الايمان: ٤٧٧٢، الدارمي: ٢٧١١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٢٢٥و ٧٠٤٢، صحیح مسلم: ٢١١٠، سنن ابو داود: ٥٠٢٤، سنن النسائی: ٢١٥/٨، مسند احمد: ١٨٦٦، صحیح ابن حبان: ٥٦٨٥

فوائد الحدیث: (۱) تصویریں بنانا بہت بڑا جرم ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تصویریں بنانے والوں کو حکم دے گا کہ اس میں روح پھونک کر اسے زندہ بھی کرو۔ تو مصور، شخص ایسا نہیں کر سکے گا تو اس کو مزید سزا اور عذاب دیا جائے گا۔

(۲) کسی دوسرے کی بات کو چھپ کر سننا بھی جائز نہیں، اِلّا یہ کہ کوئی دینی، قومی یا ملی ضرورت ہو تو اس میں استثناء ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِضَابِ

خضاب لگانا

1752: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفید بالوں کا رنگ تبدیل کرو لیکن یہودیوں سے مشابہت نہ کرو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ وَأَبِي رِمْثَةَ وَالْجُهَدَمَةِ وَأَبِي الطُّفَيْلِ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا زبیر، ابن عباس، جابر، ابو ذر، انس، ابو رمثہ، جہدمہ، ابو طفیل، جابر بن سمرہ، ابو جحیفہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ ابوہریرہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) جلباب المرأة: ١٨٩، الصحيحة: ٨٣٦، اخرجه ابن عدي في الكامل: ١٧٩٧/٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٧٥٤٥، صحیح ابن حبان: ٥٤٧٣، صحیح بخاری: ٣٤٦٢، صحیح مسلم: ٢١٠٣، سنن ابو داود: ٤٢٠٣، سنن ابن ماجه: ٣٦٢١، سنن النسائی: ١٣٧/٨ و ١٨٥

فوائد الحدیث: (۱) بڑھاپے کی وجہ سے بال سفید ہونے پر سر اور داڑھی کے بالوں کو رنگنا جائز ہے۔ واجب اور ضروری نہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے زمانے مبارک میں مدینہ کے یہود بالوں کو رنگتے نہیں تھے تو آپ ﷺ نے ان کی مخالفت کی وجہ سے رنگنے کا حکم فرمایا، جیسے کئی ایک دوسرے مسائل میں حکم دیا، مثلاً سحری تاخیر سے کرنا، افطاری جلدی کرنا وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مُسلمانوں کو ہمیشہ اپنی ثقافت کو اپناتے ہوئے اپنا مُسلم تشخص برقرار رکھنا چاہیے اور ہر اس کام میں جو غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہو ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔

(۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت یہودی بھی داڑھی رکھا کرتے تھے مگر افسوس کہ آج مُسلمان کہلانے والے بھی اپنے پیغمبر ﷺ کے حکم کہ "داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ" کے حکم اور آپ ﷺ کی سُنت پر نا صرف کہ عمل نہیں کرتے بلکہ داڑھیاں منڈوا کر مجوسیوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

(۴) بالوں کو کسی بھی رنگ سرخ، زرد وغیرہ سے رنگا جا سکتا ہے جیسا کہ سنن نسائی میں حدیث ہے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کان النبی ﷺ یلبس النعال السبتیة ویصفّر لحیته بالورس والزعفران (نسائی ص ۲/۲۸۷، کتاب الزینة) "کہ نبی اکرم ﷺ سبتی جوتا پہنتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک کو ورس اور زعفران کے ساتھ رنگتے تھے"۔ نیز ایک دوسری حدیث میں سیّدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اتیت انا وابی النبی ﷺ وکان قد لطخ لحیته بالحناء (نسائی ص ۲/۲۷۳) "کہ میں اور میرے ابو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی داڑھی کو مہندی لگا رکھی تھی"۔

(۵) البتہ خالص سیاہ رنگ سے بالوں کو نہیں رنگنا، رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے سفید بال دیکھ کر فرمایا تھا غیّروا هذا بشئی واجتنبوا السواد (مسلم ص ۲/۱۹۹، نسائی ص ۲/۲۷۲، کتاب الزینة) "اسے کسی بھی رنگ سے تبدیل کر دو اور سیاہ رنگ سے بچو"۔ نیز آپ ﷺ نے خالص سیاہ رنگ سے بالوں کو رنگنے والوں کے متعلق سخت وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا لا یریحون رائحة الجنة (نسائی ص ۲/۲۷۲، کتاب الزینة) "کہ وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے"

(۶) کالے رنگ میں کوئی دوسرا رنگ، سرخ وغیرہ ملا کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

1753: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الأَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ)).

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مہندی اور کتم (ایک پودے کا نام جس کے بیج سے زمانہ قدیم میں خضاب کیا جاتا تھا) کے ذریعے سفید بالوں کا رنگ بدلنا بہترین ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الأَسْوَدِ الدِّيلِيُّ اسْمُهُ ظَالِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو الاسود الدیلی کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزق: ۲۰۱۷٤، ابن ابي شيبة: ٤٣٢/٨، ابن ابي حاتم: ٢٤١٨/٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٠٥، وابن ماجه ٣٦٢٢، سنن النسائي: ١٣٩/٨، مسند احمد: ٢١٣٠٧، صحيح ابن حبان: ٥٤٧٤

فوائد الحدیث: "کتم" ایک بوٹی ہے جس کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے اسے "وسمه" بھی کہتے ہیں اس کے لگانے سے کسی کو دھوکہ

نہیں ہوتا کہ بال سیاہ ہیں بلکہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بال رنگے ہوئے ہیں، پھر اس میں اگر مہندی ملادی جائے تو رنگ مزید سرخی مائل ہو جاتا ہے۔ بہر حال اصل مقصد ہے کہ خالص سیاہ رنگ سے بالوں کو رنگنا نہیں۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُمَّةِ وَاتِّخَاذِ الشَّعْرِ
کندھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں

1754: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَبْعَةً لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ حَسَنَ الْجِسْمِ أَسْمَرَ اللَّوْنِ وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ إِذَا مَشَى يَتَكَفَّأُ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے طویل القامت تھے نہ کوتاہ قد، بہترین جسم تھا، گندمی رنگ تھا، آپ ﷺ کے بال گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے جب آپ ﷺ چلتے ایسے معلوم ہوتا جیسے کوئی اوپر سے نیچے اترتا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَأُمِّ هَانِئٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ، براء، ابوہریرہ، ابن عباس، ابو سعید، جابر، وائل بن حجر اور ام ہانی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے اس سند سے حمید کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ١-٢، اخرجه البزار: ٢٣٨٨، البيهقي: في دلائل النبوة: ٢٠٣/١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٨٦٣، مسند ابو يعلى: ٣٧٦٣ و ٣٧٦٤، شرح السنة: ٣٦٤٠، صحيح بخارى: ٣٥٤٧، صحيح مسلم: ٢٣٤٧

1755: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے بال کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق سے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ هَذَا الْحَرْفَ وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ ثِقَةٌ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ

یہ حدیث کئی ایک طریق سے سیّدہ عائشہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں غسل کیا کرتی تھی اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن میں۔ لیکن اس میں یہ الفاظ: ”آپ کے بال کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تھے“ ذکر نہیں کیے۔ عبدالرحمن بن ابی

يُوَثِّقُهُ وَيَأْمُرُ بِالْكِتَابَةِ عَنْهُ.

زناد ثقہ ہیں۔ مالک بن انس انہیں ثقہ قرار دیتے تھے اور ان سے حدیث لکھنے کا حکم دیتے تھے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه الطحاوي في شرح المشكل: ٣٣٥٩، البيهقي في شعب الايمان: ٦٤٥٦

تخریج الحدیث: الشطر الاول صحيح بخارى: ٢٥٠، صحيح مسلم: ٣١٩ و ٣٢١، سنن ابو داود: ٧٧ و ٢٣٨، سنن ابن ماجه: ٣٧٦، سنن النسائى: ١/١٢٧ ١٣٠ و ٢٠٢، مسند احمد: ٢٤٧٢٣، ابن حبان: ١١٠٨ و ١١٩٣، الشطر الثاني سنن ابو داود: ٤١٨٦، ٤١٨٧، سنن ابن ماجه: ٣٦٣٥، مسند احمد : ٢٤٧٦٨، ١٢١١٨، صحيح مسلم: ٢٣٣٨، سنن النسائى: ١٨٣/٨

فوائد الحدیث: (۱) بالوں کی زلفیں رکھنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے خوبصورت بنایا تھا کہ کوئی بھی کم بخت آپ ﷺ کی صورت و سیرت، چال ڈھال میں بھی انگلی نہ اٹھا سکے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی مختلف حالتیں ہوتی تھیں جس نے جس حالت میں دیکھا اس نے اس طرح بیان کر دیا۔ مثلا:

ا۔ کسی نے آپ ﷺ کے بالوں کو کانوں کی لو کے برابر تک دیکھا جسے "وفرہ" کہتے ہیں تو اس نے آپ ﷺ کے بالوں کے متعلق یہی بیان کر دیا۔

۲۔ کسی نے کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان میں دیکھا جسے "لِمّہ" کہا جاتا ہے تو اس نے یہ بیان کر دیا۔

۳۔ کبھی آپ ﷺ کی زلفیں کندھوں پر پڑ رہی ہوتیں جسے "جُمّہ" کہتے ہیں، اس حالت میں دیکھنے والوں نے یہ کیفیت بیان کر دی۔ ان تینوں صورتوں میں کوئی اختلاف نہیں جب آپ ﷺ حجامت بنواتے تو اس وقت آپ کے بال "وفرہ" (کانوں کی لو تک) ہوتے۔ جب تھوڑے سے بڑھ جاتے تو "لِمّہ" بن جاتے۔ مزید بڑھ کر کندھوں تک پہنچتے تو "جمہ" بن جاتے۔ (پھر آپ ﷺ حجامت بنوا لیتے)

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا

روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت

1756: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے حدثنا یحییٰ بن سعید عن ہشام عن الحسن کی سند سے ہم کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٥٠١، بعض کہتے ہیں اس کی سند ہشام کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٥٩، سنن النسائى: ٨/١٣٢، مسند احمد: ١٦٧٩٣، صحيح ابن حبان: ٥٤٨٤

فوائد الحدیث: جس شخص نے بال رکھے ہوئے ہوں خواہ سر کے ہوں یا داڑھی کے، اسے چاہیے کہ ان کو صاف ستھرا، دھو کر اور کنگھی وغیرہ کر کے رکھے تاکہ وہ بھلے اور خوبصورت معلوم ہوں، لیکن ہر روز کنگھی کرنے کا اہتمام نہیں کرنا چاہیے کہ آدمی ہر وقت زیب و زینت اور ٹشن مشن میں ہی مگن رہے بلکہ اسے زیادہ دھیان عبادات اور ذکر و فکر میں دینا چاہیے۔ اس لیے کنگھی کرنے میں ناغہ کرے کبھی کر لی کبھی چھوڑ دی۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الاِكْتِحَالِ

سرمہ لگانا

1757: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اكْتَحِلُوا بِالإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ)). وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِي هَذِهِ وَثَلَاثَةً فِي هَذِهِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اثمد سرمہ لگایا کرو، کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا ہے اور بال (پلکیں) اگاتا ہے۔'' اور انہوں نے کہا: نبی ﷺ کی ایک سرمے دانی تھی آپ ﷺ ہر رات اس سے سرمہ لگاتے تھے، تین بار اس آنکھ میں اور تین بار اس میں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ.

ہم کو علی بن حجر اور محمد بن یحییٰ دونوں بزرگوں نے حدثنا یزید بن ہارون عن عباد بن منصور کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت حسن ہے۔ ہم ان الفاظ کے ساتھ صرف عباد بن منصور کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِالإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ)).

یہ حدیث کئی ایک طرق سے نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ''تم اثمد سرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا ہے اور بال (پلکیں) اگاتا ہے۔''

حکم الحدیث: (صحیح دون قوله: وزعم) راوی کا یہ کہنا کہ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گمان تھا کہ'' اس جملہ کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے۔ مختصر الشمائل: ٤٢، ضعيف ابن ماجه: ٧٢٢، بعض کہتے ہیں اس کی سند عباد بن منصور کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند الطيالسي: ٢٦٨١، سنن ابن ماجه: ٣٤٩٩، مسند احمد: ٣٣١٨ و ٣٣٢٠

فوائد الحدیث: (۱) سرمہ لگانا مردوں اور عورتوں کے لیے جائز ہے، دن کو بھی لگایا جا سکتا ہے اور رات کو بھی، لیکن خواتین سرمہ لگا کر آنکھوں کی نمائش نہیں کر سکتیں، اس لیے بہترین طریقہ یہی ہے کہ رات کو سوتے وقت لگا لیا جائے صبح وضوء کرنے سے وہ دھل کر صاف ہو جائے گا۔

(۲)"اثمد" ایک خاص قسم کا سرمہ ہے جو دوسرے عام سرموں کی بہ نسبت زیادہ مفید ہے۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے کے ساتھ اشتمال الصماء اور گوٹ مار کر بیٹھنے کی ممانعت

1758: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسَتَيْنِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ بِثَوْبِهِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو طرح کے پہناوے سے منع فرمایا ہے۔ الصماء: یہ ہے کہ ایک کپڑا اپنے ایک شانے پر اس طرح ڈالا جاتا کہ ایک کنارے سے شرم گاہ کھل جاتی اور کوئی دوسرا کپڑا وہاں نہیں ہوتا تھا۔ اور احتباء: اپنے کپڑے کے ساتھ کمر اور پنڈلی اس طرح باندھ لیتے تھے کہ شرم گاہ پر کوئی کپڑا نہ ہوتا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، ابن عمر، عائشہ، ابو سعید، جابر اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔ اور ابو ہریرہ سے یہ حدیث کئی ایک طرق سے روایت کی گئی ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اس کی تخریج کے لیے حدیث ۱۴۲۴ ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳٦۸، سنن ابن ماجه: ۳٥٦۰، سنن النسائی فی الکبری: ۹۷٥۰ و ۹۷٥۳، مسند احمد: ۸۲٥۱ و ۹٤۳٥

فوائد الحدیث: (۱) اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں ہر مفید چیز اور کام کو جائز اور حلال بیان کیا ہے اور ہر مضر اور نقصان دہ چیز اور کام سے منع کر دیا گیا ہے۔ پھر محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ ایسے مشفق، مہربان مربی ہیں کہ ہر ہر معاملے میں امت کی خیر خواہی کو ہی ملحوظ رکھا ہے۔

(۲) بعض اوقات انسان بے دھیانی میں اس انداز سے بیٹھتا ہے کہ اس کے لیے نقصان یا شرمندگی کا باعث ہو سکتا ہے، تو رسول اکرم ﷺ اسی وجہ سے دو صورتوں یا حالتوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک ہے، "صمّاء" اور دوسری "اِحتِباء"۔ "صَمَّاء" آدمی کا ایک ہی چادر میں اپنے آپ کو اس طرح لپیٹ لینا، پیک کر لینا کہ اس کے ہاتھ بھی چادر سے باہر نہ ہو، اگر اسے کبھی اپنے دفاع اور بچاؤ کے لیے ہاتھوں کی ضرورت پڑے تو انہیں استعمال نہ کر سکے۔ یا ایک ہی چادر کو پورے جسم پر لپیٹ کر اس کا ایک کونہ اپنے کندھے پر ڈال لے کہ ایک طرف سے ننگا ہو جائے اور اس کا ستر کھل جائے۔ اس سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا کہ پہلی صورت اس کے لیے نقصان دہ اور دوسری شرمندگی کا باعث ہو گی۔

(۳) "احتباء" یہ ہے کہ آدمی اپنی دبر زمین پر لگائے اور گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھ جائے پھر اپنی چادر کو اپنے گھٹنوں اور کمر پر باندھ لے۔ لیکن اس کی شرم گاہ ننگی ہو جائے تو اس سے بھی منع کر دیا گیا۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوَاصَلَةِ الشَّعْرِ

بالوں میں الگ سے دوسرے بال جوڑنا

1759: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)).

قَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَمُعَاوِيَةَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والیوں، لگوانے والیوں، (جسم پر سوئی کے ساتھ) گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

نافع نے کہا کہ "وشم" مسوڑھے میں ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس باب میں سیّدہ عائشہ، ابن مسعود، اسماء بنت ابی بکر، ابن عباس، معقل بن یسار اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤٨٧/٨، ابو عوانه: ٧٤/٢، البيهقي في الشعب: ٧٨١١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٩٣٧ صحیح مسلم: ٢١٢٤، سنن ابو داود: ٤١٦٨، سنن ابن ماجه: ١٩٨٧، سنن النسائی: ١٤٥/٨ و ١٨٧ و ١٨٨، مسند احمد : ٤٧٢٤، صحیح ابن حبان: ٥٥١٣

فوائد الحدیث: (۱) اسلام کی اپنے ماننے والوں کے لیے صاف ستھری تعلیمات ہیں جن میں دھوکے، فراڈ کی نا صرف کہ نفی ہے بلکہ اس کی شدید ترین مذمت بھی کی گئی ہے۔ دھوکے اور فراڈ کی ایک صورت عورتوں کا اپنے بالوں کو لمبا ظاہر کرنے کے لیے سر کے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانا بھی ہے، جیسے آج کل کئی مرد اور عورتیں "وگ" استعمال کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے والوں اور کروانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۲) بعض مرد اور عورتیں اپنے جسم پر کوئی نام یا پھول وغیرہ کندہ کروا لیتے ہیں کہ سوئی کے ساتھ جسم چھید کر اس میں رنگ بھر لیا جاتا ہے۔ اس سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا اور انہیں لعنتی قرار دیا ہے۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ

ریشمی زین پوش پر سواری کرنا

1760: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ریشمی زین پوش (سواری) پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔

نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ. قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ.

وَحَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ نَحْوَهُ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ اور براء کی حدیث حسن صحیح ہے اور شعبہ نے اشعث بن ابی الشعثاء سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) آداب الزفاف: ١٢٥، المشكاة: ٤٣٥٨، الصحيحة: ٢٣٩٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٨٣٨، صحیح مسلم: ٢٠٦٦، سنن النسائی: ٤/٥٤ و ٨/٢٠١، مسند احمد: ٤، ١٨٥، صحیح ابن حبان: ٥٣٤٠

فوائد الحدیث: کچھ لوگ ریشم کے گدے وغیرہ بنوا لیتے یا درندوں (شیر، چیتے وغیرہ) کی کھال کو نیچے بچھا کر ان پر بیٹھتے، اور وہ سمجھتے کہ ہم نے شیر یا چیتے پر سواری کی ہے۔ یہ چونکہ تکبّر کی ایک علامت تھی اس لیے آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ اور پھر ریشم اور درندوں کی کھال کا استعمال ویسے بھی ممنوع ہے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کا بچھونا

1761: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمٌ حَشْوُهُ لِيفٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ وَجَابِرٍ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر جس پر آپ ﷺ سویا کرتے تھے چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز فرمایا کہ: اس باب میں سیّدہ حفصہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ١/٤٦٤، ابو يعلى: ٤٤٠٤، المصنف في الشمائل: ٣٢٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٤٥٦، صحیح مسلم: ٢٠٨٢، سنن ابو داود: ٤١٤٦ و ٤١٤٧، سنن ابن ماجه: ٤١٥١، مسند احمد: ٢٤٢٠٩، صحیح ابن حبان: ٦٣٦١

فوائد الحدیث: آپ ﷺ ہر معاملے میں سادگی اختیار فرماتے کیونکہ آپ ﷺ اپنی امت کے لیے نمونہ تھے تو آپ ﷺ نے اپنے قول اور فعل سے یہ تعلیم دی کہ انسان کو اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گزارنی چاہیے کہ جس طرح وہ دوران سفر صرف گزارے کے لیے رہن سہن کرتا ہے کوئی محلات وغیرہ بنا کر نہیں بیٹھ جاتا، اسی طرح ہر انسان کو دنیا میں صرف زندگی گزارنے کے لیے ہی بندوبست کرنا چاہیے نا کہ اسی کو سب کچھ سمجھ کر اس کے سنوارنے میں لگا رہے اور اپنی آخرت کو بھول جائے حالانکہ اس کی اصل منزل تو آخرت کی زندگی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے لباس، خوراک کی طرح بستر بھی سادہ سا بنوایا ہوا تھا جس پر آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُمُصِ

قمیض کے بارے میں

1762: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقَمِيصُ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو لباس میں قمیض سب سے زیادہ پسند تھی۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ مَرْوَزِيٌّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف عبدالمومن بن خالد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں اور اس میں ان کا تفرد ہے اور وہ مروزی ہیں۔

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي تُمَيْلَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

اور بعض محدثین نے یہ حدیث عن ابی تمیلۃ عن عبدالمومن بن خالد عن عبداللہ بن بریدہ عن امہ عن ام سلمہ کی سند سے بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حميد: ١٥٤٠، ابو يعلى: ٧٠٤١، الطبراني في الكبير: ٢٣/١٠١٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٢٦، ٤٠٢٥، سنن ابن ماجه: ٣٥٧٥، مسند احمد: ٢٦٦٩٥

1763: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقَمِيصُ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کو لباس میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَصَحُّ وَإِنَّمَا يَذْكُرُ فِيهِ أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ أُمِّهِ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عبداللہ بن بریدہ عن امہ عن ام سلمہ کی سند سے مروی حدیث زیادہ صحیح ہے اور وہ اس میں ابو تمیلہ عن امہ کا ذکر کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحاكم: ٤/١٩٢، البيهقي: ٢/٢٣٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٢٦، ٤٠٢٥، سنن ابن ماجه: ٣٥٧٥، مسند احمد: ٢٦٦٩٥

1764: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيصُ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو لباس میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۷۶۲

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٢٦، ٤٠٢٥، سنن ابن ماجه: ٣٥٧٥، مسند احمد: ٢٦٦٩٥

فوائد الحدیث: (۱) اللہ تعالیٰ نے لباس کے دو مقصد بیان فرمائے ہیں ایک شرمگاہ کو چھپانا یعنی پردہ کرنا۔ اور دوسرا زیب وزینت کے لیے۔ کوئی بھی لباس جس سے یہ دونوں مقصد حاصل ہوں تو وہ لباس پہننا جائز ہے، سوائے ریشم اور مخصوص رنگوں کے جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲) لباس میں قمیض سے یہ دونوں مقصد بخوبی حاصل ہوتے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ قمیض کو پسند فرماتے تھے۔ آج کل جو لوگ، پینٹ، شرٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اس سے بے پردگی بھی ہوتی ہے۔ کہ صرف رنگ ہی تبدیل ہوا ہے ورنہ جسم کے تمام اعضاء نمایاں نظر آتے ہیں جو کہ کسی طور بھی شرافت اور شریف لوگوں کی علامت نہیں۔ اور اس میں خوبصورتی بھی کوئی نہیں بلکہ بعض اوقات تو بندہ بڑا عجیب سا لگتا ہے۔

1765: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ الأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ كَانَ كُمُّ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّسْغِ.

سیّدہ اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آستین کلائی تک تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس کی سند شہر بن حوشب کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مختصر الشمائل: ٤٧، الضعيفة: ٣٤٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٢٧، سنن النسائی فی الکبری: ٩٦٦٦، شرح السنة للبغوی: ٣٠٧٢

1766: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهِ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب قمیض پہنتے تھے تو اس کی دائیں جانب سے شروع کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کئی ایک نے اس حدیث کو اس اسناد سے شعبہ عن ابی ہریرہ موقوف روایت کیا ہے اور عبدالصمد بن عبدالوارث عن شعبہ کی سند کے علاوہ ہم کسی ایک کو نہیں جانتے جس نے اسے مرفوع روایت کیا ہو۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٤٣٣٠-التحقيق الثاني، اخرجه ابن خزيمه: ١٧٨، والبغوي: ٣١٥٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٤١، سنن ابن ماجه: ٤٠٢، سنن النسائی فی الکبری: ٩٦٦٩، مسند احمد: ٨٦٥٢، صحيح ابن حبان: ١٠٩٠ و ٥٤٢٢

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ کی قمیض کی آستین کلائی تک ہوتی تھیں۔

(۲) آپ ﷺ جس طرح دیگر اچھے کاموں میں آغاز کرتے وقت دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے اس طرح لباس پہنتے وقت بھی دائیں جانب سے شروع فرماتے۔

29- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

نیا لباس / کپڑا پہننے کی دعا

1767: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ)).

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر، پھر دعا پڑھتے: ((اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ)) ”اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے تو نے اسے مجھے پہنایا ہے، میں اس کی خیر و بھلائی کا اور اس کے لیے جو خیر و بھلائی بنائی گئی ہے اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں اس کے شر سے اور اس کے لیے جو شر بنایا گیا ہے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں سیّدنا عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ نَحْوَهُ.

ہشام بن یونس کوفی نے ہمیں بیان کیا انہوں نے کہا قاسم بن مالک المزنی نے جریری سے اسی مانند ہی حدیث بیان کی۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٤٣٤٢، اخرجه ابن سعد: ١/ ٤٦٠، عبد بن حميد: ٨٨٢، ابو يعلى: ١٠٧٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٢٠ و ٤٠٢١ و ٤٠٢٢،عمل اليوم والليلة للنسائي: ٣٠٩، مسند احمد: ١١٢٤٨، صحيح ابن حبان: ٥٤٢٠ و ٥٤٢١

فوائد الحدیث: (۱) انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پہ اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ نعمتیں عطا کرنے والی وہی اعلیٰ وارفع ذات ہے، اور لباس بھی ایک نعمت ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ہر چیز کی خیر اور فائدہ کا سوال کرنا چاہیے اور اس چیز کے شر اور برائی سے پناہ مانگنی چاہیے۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْجُبَّةِ وَالْخُفَّيْنِ

جبہ اور موزے پہننا

1768: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ.

تنگ آستینوں والا رومی جبہ زیب تن فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٥٧، صحيح ابي داؤد: ١٣٩-٤٠، اخرجه الدارمي: ٧١٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٦٣ و ٢٩١٨ و ٥٧٩٨، صحیح مسلم: ٢٧٤ و ٧٧و٧٨ و ٧٩ وص: ٣١٨، سنن ابو داود: ١٤٩ و ١٥١، سنن النسائی: ٦٣/١ و ٨٢ و ٨٣، مسند احمد: ١٨١٣٤ و ١٨١٧٠

فوائد الحدیث: (۱) "جُبّہ" لمبے کوٹ کو کہتے ہیں جو عمومی طور پر لباس کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ سردی سے بچاؤ کے لیے لیدر یا اون کے استعمال ہوتے ہیں اور گرمیوں میں باریک کپڑے سے تیار کیا جاتا ہے۔ "قبا" اور "شیروانی" بھی اسی قسم سے ہیں۔

(۲) غیر مسلموں کی مصنوعات، لباس، برتن وغیرہ استعمال کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ کسی پلید چیز سے تیار نہ کی گئی ہوں، اس کے باوجود انہیں استعمال سے پہلے دھولینا افضل ہے۔

1769: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَهْدَى دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خُفَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا.

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موزوں کا ہدیہ بھیجا تو آپ ﷺ نے انہیں پہنا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَالَ إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ وَجُبَّةً فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا لَا يَدْرِي النَّبِيُّ ﷺ أَذَكِيٌّ هُمَا أَمْ لَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسرائیل نے جابر کے حوالے سے عامر سے روایت کیا۔ اور ایک جبہ (بھی) بھیجا، آپ ﷺ نے ان دونوں کو پہنا حتیٰ کہ وہ پھٹ گئے۔ نبی ﷺ نہیں جانتے تھے کہ وہ دونوں مذبوح جانور کے تھے یا نہیں۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

أَبُو إِسْحَاقَ الَّذِي رَوَى هَذَا عَنِ الشَّعْبِيِّ هُوَ أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ وَاسْمُهُ سُلَيْمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ هُوَ أَخُو أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

ابو اسحاق جس نے شعبی سے یہ روایت بیان کی ہے یہ ابو اسحاق شیبانی ہیں ان کا نام سلیمان ہے۔ اور حسن بن عیاش یہ ابو بکر بن عیاش کے بھائی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٥٩، بعض کہتے ہیں حدیث اسرائیل عن جابر عن عامر، ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: وهو عند المصنف فی الشمائل: ٧٠، و ابن الاثیر فی اسد الغابة: ١٥٨/٢

فوائد الحدیث: (۱) ہدیہ، تحفہ اور گفٹ لینا دینا جائز ہے۔ بلکہ گفٹ دینے چاہیں کہ آپس میں محبت والفت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن تکلفات سے بچنا چاہیے۔

(۲) موزے پہننا جائز ہے۔

(۳)موزے چونکہ "دباغت" کیے (رنگے ہوئے) چمڑے سے بنائے جاتے تھے اور چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کے متعلق تفتیش کی ضرورت محسوس نہ کی۔ (رنگے ہوئے چمڑے کے متعلق تفصیل جاننے کے لیے حدیث نمبر ۱۷۲۷ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَدِّ الأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

سونے کے ساتھ دانت باندھنا

1770: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ وَأَبُو سَعْدٍ الصَّغَانِيُّ عَنْ أَبِي الأَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ قَالَ أُصِيبَ أَنْفِي يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذْتُ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيَّ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ.

سیّدنا عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: دور جاہلیت میں کلاب کی لڑائی میں میری ناک کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ناک لگالی، وہ بدبو دار ہوگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں سونے کی ناک لگالوں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ أَبِي الأَشْهَبِ نَحْوَهُ.

ہمیں علی بن حجر نے حدثنا الربیع بن بدر و محمد بن یزید الواسطی عن ابی الاشہب کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عبدالرحمن بن طرفہ کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الأَشْهَبِ.

اور سلم بن زریر نے بھی عبدالرحمن بن طرفہ سے ابو الاشہب کی حدیث کے مانند روایت کیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ شَدُّوا أَسْنَانَهُمْ بِالذَّهَبِ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ لَهُمْ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ سَلْمُ بْنُ رَزِينٍ وَهُوَ وَهَمٌ وَأَبُو سَعْدٍ الصَّغَانِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ.

کئی ایک اہل علم سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے سونے کے ساتھ اپنے دانت باندھے، اس حدیث میں ان کے لیے حجت ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا کہ سلم بن رزین یہ وہم ہے (زریر زیادہ صحیح ہے)۔ ابو سعید صغانی کا نام محمد بن میسر ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) المشكاة: ٤٤٠٠ - التحقيق الثاني، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٤/٢٥٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٣٢ و ٤٢٣٣ و ٤٢٣٤ سنن النسائی: ٨/١٦٣-١٦٤، مسند احمد: ٢٠٢٦٩، صحيح ابن حبان: ٥٤٦٢، نصب الراية: ٤/٢٣٧

فوائد الحدیث: (۱) اضطراری حالت کی وجہ سے مرد حضرات بھی دانتوں میں سونے کی تار لگوا کر انہیں باندھ سکتے ہیں، سونے کا دانت بھی لگوا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث الباب میں سونے کی ناک لگوانے کا بیان ہے۔

(۲) زیب و زینت کے لیے بطور زیور، مرد حضرات سونا استعمال نہیں کر سکتے ان کے لیے حرام ہے۔

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ

درندوں کے چمڑے کی ممانعت

1770م: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ.

ابو ملیح نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے درندوں کی جلد / کھال کو بچھونا بنانے سے منع فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ.

امام محمد بن بشار ہم کو حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا سعید عن قتادۃ عن ابی الملیح کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے درندوں کی کھالوں سے منع فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّهُ كَرِهَ جُلُودَ السِّبَاعِ.

ہمیں محمد بن بشار نے حدثنا معاذ بن ہشام حدثنی ابی عن قتادہ کی سند سے بیان کیا کہ ابو ملیح سے روایت ہے کہ انہوں نے درندوں کی کھالوں کو ناپسند کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم کسی ایک کو نہیں جانتے کہ اس نے عن ابی الملیح عن ابیہ کہا ہو یہ صرف سعید بن ابی عروبہ نے کہا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) الصحيحة: ١٠١١، المشكاة: ٥٠٦

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٤١٣٢، سنن النسائي: ١٧٦/٧، مسند احمد : ٢٠٧٠٦، ومصنف عبدالرزاق: ٢١٥، مصنف ابن ابی شیبه: ٢٥٠/١٤، مسند البزار: ٢٣٣٠

1771: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ.

ابو ملیح نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے درندوں کی کھال سے منع فرمایا ہے۔

وَهَذَا أَصَحُّ.

یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه عبدالرزاق: ٢١٥، ابن ابي شيبة: ٢٥٠/١٤

تخريج الحديث: سنن ابو داود: ٤١٣٢، سنن النسائي: ١٧٦/٧، مسند احمد : ٢٠٧٠٦، ومصنف عبدالرزاق: ٢١٥، مصنف ابن ابی شیبه: ٢٥٠/١٤، مسند البزار: ٢٣٣٠

فوائد الحديث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۷۶۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کے نعل مبارک

1772: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمَا قِبَالَانِ.

قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے نعل مبارک کس طرح تھے؟ انہوں نے فرمایا: دو تسموں والے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٤١٩/٨، عبد بن حميد: ١١٧٧، ابو يعلى: ٣١٠١، البغوي: ٣١٥٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٠٧ و ٥٨٥٧، سنن ابو داود: ٤١٣٤، سنن ابن ماجه: ٣٦١٥، سنن النسائی: ٢١٧/٨، مسند احمد: ١٢٢٢٩

1773: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ نَعْلَاهُ لَهُمَا قِبَالَانِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے دو تسمے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور انہوں نے کہا: اس باب میں ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) مختصر الشمائل: ٦٠ و ٦٢۔ دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣١٠٧ و ٥٨٥٧، سنن ابو داود: ٤١٣٤، سنن ابن ماجه: ٣٦١٥، سنن النسائی: ٢١٧/٨، مسند احمد: ١٢٢٢٩

فوائد الحدیث: (۱) پاؤں کی حفاظت اور چلنے کی ضرورت کے پیش نظر کسی بھی قسم کا جوتا (بوٹ، سینڈل، چپل وغیرہ) استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۲) "تسمے" کا مقصد جوتے کو پاؤں کے ساتھ باندھ کر رکھنا ہے وہ دو یا اس سے کم، زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ

ایک جوتے میں چلنے کی ممانعت

1774: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ [ح] وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُخْفِهِمَا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں پاؤں میں جوتا پہنے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے۔"

بجميعًا)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٩١٩، عبدالرزاق: ٢٠٢١٦، الحميدى: ١١٣٥، ابن ابي شيبة: ٤١٥/٨

تخریج الحدیث: صحيح بخارى: ٥٨٥٥، صحيح مسلم: ٢٠٩٧، سنن ابو داود: ٤١٣٦، سنن ابن ماجه: ٣٦١٧، مسند احمد: ٧١٧٤، و ٩٧١٥، صحيح ابن حبان: ٥٤٦٠

فوائد الحدیث: (۱) ایک پاؤں میں جوتا پہنا ہو اور دوسرے میں نہ پہنا ہو تو یہ انسانی وقار اور عزت کے منافی ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ کہ اس میں اور بھی کئی قسم کی قباحتیں ہیں۔

(۲) اگر ضرورت یا مجبوری ہو تو ایک جوتے میں بھی چلا جا سکتا ہے۔ مثلاً۔

۱۔ پاؤں میں چوٹ، زخم وغیرہ کی وجہ سے دونوں جوتے پہن نہیں سکتا۔

۲۔ ایک دو قدم چلنے کی ضرورت پیش آئی تو ایک جوتے میں ہی چل لیا، جیسا کہ بعض اوقات گھروں میں ایسا معاملہ ہو جاتا ہے۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ

کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت

1775: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَالْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ وَلَا نَعْرِفُ لِحَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَصْلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

عبید اللہ بن عمرو الرقی نے اس حدیث کو معمر عن قتادہ عن انس کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں حدیثیں محدثین کے ہاں صحیح نہیں۔ حارث بن نبہان ان کے نزدیک حافظ نہیں، ہم قتادہ کی انس سے روایت کی اصل کے متعلق نہیں جانتے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٧١٩، بعض کہتے ہیں یہ حارث بن نبہان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٦١٨، و المصنف فى الغلل الكبير: ٧٤٤/٢، والعقيلى فى الضعفاء: ٢١٨/١، وابن عدى فى الكامل: ٦١٠/٢

1776: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ وَلَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے اور نہ ہی معمر عن عمار بن ابی عمار عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ قتادہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابویعلی: ٢٩٣٦، ٣٠٧٧، مسند البزار: ٢٩٥٩، كشف الاستار

فوائد الحدیث: ۱۔ بعض اوقات بوٹ، جوگر وغیرہ کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے تو ایسی صورت میں جوتے بیٹھ کر پہننے چاہئیں اگر رش وغیرہ ہو تو پھر ایک سائیڈ پہ ہو کر بیٹھنا چاہیے، جیسے مسجد سے نکلتے ہوئے وغیرہ تاکہ دوسرے لوگوں کو گزرنے میں آسانی ہو کسی قسم کی رکاوٹ نہ آئے۔

۲۔ چپل وغیرہ ہو تو بیٹھ کر پہن لے تو اچھا ہے، کھڑے ہو کر بھی پہنی جا سکتی ہے۔

36- بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ

ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے کی رخصت

1777: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ كُوفِيٌّ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ الْبَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ ﷺ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بسا اوقات نبی ﷺ ایک جوتا پہن کر چلے ہیں۔

حکم الحدیث: (منکر) اس میں لیث بن سلیم راوی ضعیف ہے۔ المشكاة: ١٤٤١٦

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فی اللعل الكبير: ٢/٧٤٦، شرح مشكل الآثار: ١٣٦١

1778: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا مَشَتْ بِنَعْلٍ وَاحِدَةٍ. وَهَذَا أَصَحُّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ مَوْقُوفًا وَهَذَا أَصَحُّ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلی ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سفیان ثوری اور کئی ایک نے عبدالرحمن بن قاسم سے اسی طرح موقوف روایت کیا ہے۔ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کے نزدیک یہ سفیان مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مصنف ابن ابی شیبة: ٨/٤١٧

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۷۷۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

37- بَابُ مَا جَاءَ بِأَيِّ رِجْلٍ يَبْدَأُ إِذَا انْتَعَلَ

جب جوتا پہنے تو پہلے کس پاؤں میں پہنے

1779: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ. وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ فَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو وہ دائیں سے شروع کرے، جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارے، تاکہ ان دونوں میں سے دایاں پہننے میں پہلے ہو اور اتارنے میں آخر پر ہو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه مالك: ١٩٢٠، الحميدي: ١١٣٥، البيهقي: ٢/٤٣٢، البغوي: ٣١٥٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٨٥٦، صحيح مسلم: ٢٠٩٧، سنن ابو داود: ٤١٣٩، مسند احمد : ١٧١٧٩ و ١٠٠٠٣، صحيح ابن حبان: ٥٤٥٥

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ دائیں جانب سے کام کا آغاز کرنے کو پسند فرماتے اس لیے آپ ﷺ جوتا پہننے میں بھی پہلے دایاں پاؤں پہنتے، البتہ جب آپ ﷺ جوتے اتارتے تو پہلے بایاں جوتا اتارتے۔ یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْقِيعِ الثَّوْبِ

کپڑے کو پیوند لگانا

1780: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيهِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جب تم مجھ سے ملنے کا ارادہ کرو تو پھر تمہیں دنیا سے مسافر کے زادِ راہ کی طرح کافی ہونا چاہیے۔ مال داروں کی ہم نشینی سے بچنا چاہیے اور کسی کپڑے کو بوسیدہ نہ سمجھنا حتیٰ کہ تم اسے پیوند لگالو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ. قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف صالح بن حسان کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: صالح بن حسان ”منکر الحدیث“ ہے۔

وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ثِقَةٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى قَوْلِهِ ((وَإِيَّاكَ وَمُجَالَسَةَ الأَغْنِيَاءِ)). هُوَ نَحْوُ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ رَأَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْخَلْقِ وَالرِّزْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ هُوَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا يَزْدَرِيَ نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْهِ)).

اور صالح بن ابی حسان جس سے ابن ابی ذئب سے روایت کی ہے وہ ثقہ ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مال داروں کی ہم نشینی سے بچنا'' کا معنی وہی ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو خلقت و رزق میں اپنے سے بہتر شخص کو دیکھے تو وہ اسے دیکھے جو اس سے کم تر ہے اور جس پر اسے فضیلت و برتری دی گئی ہے کیونکہ (یہ طرز) لائق تر ہے کہ وہ اس نعمت کو کم تر نہ سمجھے جو کہ اللہ نے اسے عطا کی ہے۔''

وَيُرْوَى عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ صَحِبْتُ الأَغْنِيَاءَ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا أَكْثَرَ هَمًّا مِنِّي أَرَى دَابَّةً خَيْرًا مِنْ دَابَّتِي وَثَوْبًا خَيْرًا مِنْ ثَوْبِي وَصَحِبْتُ الْفُقَرَاءَ فَاسْتَرَحْتُ.

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے مال داروں کی ہم نشینی اختیار کی میں نے کسی کو بھی اپنے سے زیادہ غمگین و رنجیدہ نہ دیکھا میں اپنی سواری سے بہتر سواری اور اپنے کپڑے سے بہتر کپڑا دیکھتا، اور میں نے فقراء کی ہم نشینی اختیار کی تو میں نے راحت محسوس کی۔

حکم الحدیث: (ضعيف جداً) الضعيفة: ١٢٩٤، التعليق الرغيب: ٤/٩٨، المشكاة: ٤٣٤٤

تخریج الحدیث: اخرجه المصنف فى اللعل الكبير: ٢/٧٤٨، مستدرک حاكم: ٤/٣١٢، وصححه ، شرح السنة : ٣١١٥

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے مضامین صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

(۲) انسان کو اپنے سے برتر لوگوں سے اپنا موازنہ کرنے کی بجائے اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھنا چاہیے تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی نعمتوں کی قدر کرے، اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہے۔

(۳) کپڑوں کو پیوند لگانا کوئی عیب نہیں، کوئی بھی کپڑا جب تک اپنے مقاصد پورے کرتا ہے تو اسے استعمال میں رکھنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نہ ہو۔ فضول خرچی سے بچا رہے اور تکبّر و غرور اس میں پیدا نہ ہو۔

39- بَابُ الضَّفَائِرِ وَالْغَدَائِرِ

مینڈھیاں اور چٹیاں بنانے کا بیان

1781: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ.

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی چار چٹیا تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ لَا أَعْرِفُ لِمُجَاهِدٍ سَمَاعًا مِنْ أُمِّ هَانِئٍ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں مجاہد کے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے سماع

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ ضَفَائِرَ.

ابراہیم بن نافع مکی نے ابن ابی نجیح عن مجاہد عن ام ہانی کی سند سے روایت کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی چار مینڈھیاں تھیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ مَكِّيٌّ أَبُو نَجِيحٍ اسْمُهُ يَسَارٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبداللہ بن ابی نجیح مکی ابو نجیح کا نام یسار ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں یہ ابن ابی نجیح مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤١٩١، سنن ابن ماجه: ٣٦٣١، مسند احمد : ٢٦٨٩٠

فوائد الحدیث: (۱) عرب کے معاشرے میں مرد حضرات بھی سر کے بال لمبے رکھتے تھے اور بوقت ضرورت انکی مینڈھیاں بھی بنالیتے تھے۔

(۲) آج بھی اگر کوئی ایسا کرنا چاہے تو جائز ہے۔ لیکن خواتین کے ساتھ مشابہت نہیں ہونی چاہیے کہ دیکھ کر معلوم ہی نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔

(۳) جس علاقے، معاشرے میں جو لباس اور حجامت اس علاقے کے شریف لوگوں کی پہچان ہو وہ جائز ہے اور جو آوارہ، لوفر اور بدمعاش قسم کے لوگوں کا انداز اور پسند ہو وہ اس علاقے میں ممنوع اور ناجائز ہے۔

40- بَابُ كَيْفَ كَانَ كِمَامُ الصَّحَابَةِ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آستین کس طرح تھے

1782: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا كَبْشَةَ الأَنْمَارِيَّ يَقُولُ كَانَتْ كِمَامُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بُطْحًا.

ابو کبشہ انماری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے آستین کھلے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ بَصْرِيٌّ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے، عبداللہ بن بسر بصری محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، یحیی بن سعید وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) المشکاۃ: ٤٣٣٣، اس میں ابی سعید عبداللہ بن بسر راوی ضعیف ہے۔ مجمع الزوائد: ٩/٤٠٥

تخریج الحدیث: اخرجه العقيلي فى الضعفاء: ٢/٢٣٤، وابن قانع فى معجم الصحابة: ٢/٢٢٢

فوائد الحدیث: (۱) "اکمام" "کُمٌّ" اور "کُمَّۃٌ" کی جمع ہے۔

۱۔ "کُمٌّ" کی جمع ہو تو اس کا معنی ہے آستین، کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے لباس میں جو قمیض سلواتے تھے اس کی آستین کھلی، کشادہ ہوتی تھیں۔

۲۔ ''کُمَّۃٌ'' کی جمع ہو تو اس کا معنی ہے ٹوپی، کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو ٹوپیاں پہنتے تھے وہ اتنی کھلی ہوتی تھیں کہ سر پر پوری آجاتیں اور سر کے ساتھ چپک جاتی تھیں۔

(۲) کئی آئمہ و خطباء حضرات اپنے سر کے لحاظ سے چھوٹے سائز کی ٹوپیاں پہنتے ہیں کہ بالوں کی فیشن ایبل تراش خراش کے بعد ٹوپی کو سر کے درمیان میں رکھ لیتے ہیں، یہ قطعاً درست نہیں اور نہ ہی یہ شرافت کی دلیل ہے اور نا ہی شریف لوگوں کو جچتی ہے۔ اس لیے عُلماء کرام کو خصوصاً اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور ایسی ٹوپیاں استعمال کرنی چاہئیں کہ پیشانی سے ہی بالوں کو ڈھانپ لیں اور سارے سر پر پوری آجائے۔ باوقار لوگوں کو رہن سہن کا باوقار انداز اختیار کرنا چاہیے۔

41- بَابُ فِي مَبْلَغِ الإِزَارِ

ازار / تہبند کہاں تک ہونا چاہیے

1783: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نَذِيرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ ((هَذَا مَوْضِعُ الإِزَارِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلُ فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ)).

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کا پٹھا پکڑ کر فرمایا: یہ ازار کی جگہ ہے، اگر تو نہ مانے تو پھر اس سے نیچے اگر پھر بھی نہ مانے تو پھر ازار کے لیے ٹخنوں میں / پر کوئی حق نہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ثوری اور شعبہ نے اسے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٤٤٥، ابن ابي شيبة: ٨/٣٩٠، والطبراني في الصغير: ٢٧٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٥٧٢، سنن النسائي: ٨/٢٠٦، مسند احمد: ٢٣٢٤٣، ابن حبان: ٥٤٤٥ و ٥٤٤٨

فوائد الحدیث: (۱) شلوار، تہہ بند وغیرہ کی اصل جگہ نصف پنڈلی ہے جیسا کہ بعض احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ازارۃ المومن الی انصاف ساقیہ (ابن ماجہ ص ۲۶۴ کتاب اللباس) ''کہ مومن کا ''ازار'' (تہہ بند، شلوار، یا جامہ وغیرہ) اس کی نصف پنڈلیوں تک ہوتا ہے''۔ البتہ ٹخنوں کے اوپر تک اجازت ہے، لیکن ٹخنوں پر یا اس سے نیچے کی کوئی گنجائش ہی نہیں بلکہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث، اس لیے اس میں مکمل احتیاط کرنی چاہیے۔

(۲) ''عَضلة'' گھٹنے اور ٹخنے کے درمیان پنڈلی کے موٹے گوشت کو کہتے ہیں۔

42- بَابُ الْعَمَائِمِ عَلَى الْقَلَانِسِ

ٹوپیوں پر عمامے

1784: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ ﷺ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ

بے شک سیّدنا رکانہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی لڑی تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا رکانہ رضی اللہ عنہ کو پچھاڑ دیا، سیّدنا رکانہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

رُكَانَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ)).

ہوئے سنا: "ہمارے اور مشرکوں کے درمیان جو فرق ہے وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَائِمِ. وَلَا نَعْرِفُ أَبَا الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيَّ وَلَا ابْنَ رُكَانَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کی اسناد قائم نہیں۔ ہم ابو الحسن عسقلانی کو جانتے ہیں نہ ابن رکانہ کو۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابو الحسن اور ابو جعفر دونوں مجہول ہیں۔ المشكاة: ٤٣٤٠، الارواء: ١٥٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٠٧٨

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ تو صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کفار اور مشرکین کی مشابہت اختیار نہیں کرتے تھے، لہٰذا آج بھی ہمیں ایسے لباس، وضع قطع اور پگڑیوں، ٹوپیوں کے انداز اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جو رنگ اور ڈیزائن مشرک اور بدعتی قسم کے لوگوں نے اپنا شعار بنالیا ہے۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَاتَمِ الْحَدِيدِ

لوہے کی انگوٹھی

1785: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ وَأَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ ((مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ)). ثُمَّ جَاءَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ ((مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ)). ثُمَّ أَتَاهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ ((مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). قَالَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ قَالَ ((مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ میں تم سے بتوں کی بو محسوس کر رہا ہوں؟" پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ میں تجھ پر جنتیوں والا زیور دیکھ رہا ہوں؟" اس نے عرض کیا: میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک مثقال سے کم وزن کی چاندی کی انگوٹھی۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ يُكْنَى أَبَا طَيْبَةَ وَهُوَ مَرْوَزِيٌّ.

عبد اللہ بن مُسلم کی کنیت ابو طیبہ ہے اور وہ مروزی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں عبد اللہ بن مُسلم راوی ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٣٠١

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٤٢٢٣، سنن النسائي: ١٧٢/٨، مسند احمد: ٢٣٠٣٤، صحيح ابن حبان: ٥٤٨٨

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کفار کی مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

۱۔ "لوہے کی انگوٹھی" اگرچہ اس کی گنجائش موجود ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے کہا تھا کہ انظر ولو خاتما من حدید (نسائی ص ۷۶/۲ کتاب النکاح) کہ "حق مہر دینے کے لیے کچھ نہ کچھ تولا، اگرچہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو"۔ بعض روایات میں اِلتمس کے الفاظ بھی ہیں۔ (کہ تلاش کر) لیکن اس دور کی طرح آج بھی مشرکین لوہے کے کڑے، بیڑیاں اور ہتھکڑیاں وغیرہ پہنتے ہیں اور دوزخ میں جہنمیوں کو بھی لوہے کی زنجیریں وغیرہ پہنائی جائیں گی اس لیے لوہے کی انگوٹھی پہننے سے پرہیز کرنا اولیٰ وافضل ہے۔

۲۔ "تانبے کی انگوٹھی" مشرکین جن بتوں کو پوجتے تھے وہ انہوں نے تانبے اور پیتل سے بنائے ہوئے ہوتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے پیتل اور تانبے کی انگوٹھی پہننے کو بھی ناپسند فرمایا۔

۳۔ "سونے کی انگوٹھی" دنیا میں چونکہ مسلمان مردوں پر سونا پہننا حرام ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ یہ تو مومنوں کو جنت میں پہنایا جانا ہے۔

(۲) سب سے بہترین چاندی کی انگوٹھی ہے، اگر کوئی پہننا چاہے تو ایک مثقال (تقریباً ۴٫۲۵ گرام) سے کم وزن کی پہن سکتا ہے۔

44- بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّخَتُّمِ فِي أُصْبُعَيْنِ

دو انگلیوں میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت

1786: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَأَنْ أَلْبَسَ خَاتَمِي فِي هَذِهِ وَفِي هَذِهِ. وَأَشَارَ إِلَى السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ٹسر کے لباس سے، سرخ زین پوش سے اور یہ کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں سے منع فرمایا، اور انہوں نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَابْنُ أَبِي مُوسَى هُوَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى وَاسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ابی موسیٰ سے مراد ابوبردہ بن ابی موسیٰ ہیں۔ اور ابوبردہ کا نام عامر بن عبداللہ بن قیس ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح بلفظ: فِي هَذِهِ أَوْ هَذِهِ. شَكَّ عَاصِمٌ) اس حدیث میں لفظ "اس اور اس" انگلی میں کی بجائے یہ لفظ صحیح ثابت ہیں کہ "اس یا اس" انگلی میں، یہ شک عاصم بن کلیب کو ہوا۔ الضعيفة: ٥٤٤٩، ضعيف الترمذي: ٣٠٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٧٨ ص: ١٦٥٩، سنن ابو داود: ٤٠٥١، و ٤٢٢٥، سنن ابن ماجه: ٣٦٤٨ و ٣٦٥٤، سنن النسائي: ١٦٥/٨-١٦٦ و ١٧٧ و ١٩٤ و ٢١٩، مسند احمد: ١١٢٤، صحيح ابن حبان: ٩٩٨ و ٥٥٠٢،

فوائد الحدیث: (۱) دو انگلیوں میں انگوٹھی پہننا منع ہے۔ ایک شہادت والی اور دوسری اس کے ساتھ والی موٹی انگلی۔

(۲) مرد حضرات کو شوخ سرخ رنگ اور ریشمی کپڑا بطور لباس استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۷۲۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَحَبِّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس

1787: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُهَا الْحِبَرَةُ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دھاری دار لباس پہننا زیادہ پسند تھا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه المصنف في الشمائل: ٦٢، ابو يعلى: ٢٨٧٣، البيهقي: ٢٤٥/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٨١٣، صحیح مسلم: ٢٠٧٩ سنن ابو داود: ٤٠٦٠ سنن النسائی: ٢٠٣/٨، مسند احمد: ١٢٣٧٧، صحیح ابن حبان: ٦٣٩٦

فوائد الحدیث: (۱) یمن کے علاقے کی بُنی ہوئی دھاری دار سوتی چادر ہوتی تھی جسے (حبری چادر) کہا جاتا تھا، اس میں ریشم بھی نہیں ہوتا تھا پھر سادگی کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھی اس لیے آپ ﷺ کو اس قسم کا کپڑا زیادہ پسند اور محبوب تھا۔

(۲) آپ ﷺ نے سفید لباس کو بھی پسند فرمایا ہے اور اسے افضل قرار دیا۔ بہر حال ہر وہ لباس جو سادہ اور خوبصورت ہو کہ شریف لوگ اسے پہن کر خفت محسوس نہ کریں پہننا جائز ہے۔

23

أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

کھانے کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا كَانَ يَأْكُلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

نبی ﷺ کس پر کھانا کھاتے تھے

1788: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي خِوَانٍ وَلَا فِي سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ. قَالَ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلَى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى هَذِهِ السُّفَرِ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوان (میز) پر کھانا کھایا نہ تشتری میں رکھ کر اور نہ ہی آپ ﷺ کے لیے پتلی چپاتی بنائی گئی۔ راوی نے بیان کیا، میں نے قتادہ سے کہا: تو پھر وہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس عام دستر خوان پر۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَيُونُسُ هَذَا هُوَ يُونُسُ الإِسْكَافُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن بشار نے کہا کہ اس یونس سے مراد یونس الاسکاف ہیں۔

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

اور عبدالوارث بن سعید نے عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادہ عن انس کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) سلسلة الصحيحة: ١٩٣٦، اخرجه ابو يعلى: ٣٠١٤، ابن عدي في الكامل: ١٢٣٣/٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٨٦، سنن ابن ماجه: ٣٢٩٢ و ٣٢٩٣، سنن النسائی فی الکبری: ٦٦٢٥ و ٦٦٢٦ و ٦٦٣٤ و ٦٦٣٨

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ سادہ غذا استعمال کرتے اور اس کے لیے کوئی میز کرسی یا انواع واقسام کے چٹ پٹے کھانوں کا اہتمام نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ ﷺ زمین پر کوئی کپڑا یا چمڑے کا ٹکڑا بطور دستر خوان بچھاتے اور اس پر کھانا کھا لیتے، یہی سب سے مہذب، آسان اور

بہترین طریقہ ہے۔ ٹیبل وغیرہ کے تکلفات میں نہیں پڑتے تھے۔

(۲) "خِوان" (کھانے کی ٹیبل یا چھوٹی میز) "سکرُّجَة" (چھوٹی پلیٹیں) یعنی ہر آئٹم کے لیے الگ سے پلیٹیں اور برتن وغیرہ۔ "مُرَقَّق" (باریک چھنے ہوئے آٹے کی نرم روٹی)

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الأَرْنَبِ

خرگوش کھانے کی حلت

1789: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ خَلْفَهَا فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا بِمَرْوَةٍ فَبَعَثَ مَعِي بِفَخِذِهَا أَوْ بِوَرِكِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَهُ. قَالَ قُلْتُ أَكَلَهُ قَالَ قَبِلَهُ.

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مرالظہران کے مقام پر ایک خرگوش کو دھتکار کر باہر نکالا، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس کے پیچھے دوڑے، پس میں نے اسے جا پکڑا، اسے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا تو انہوں نے سفید پتھر کے ساتھ اسے ذبح کر دیا اور اس کی ران دے کر مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ راوی نے بیان کیا، میں نے کہا آپ ﷺ نے اسے کھایا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمَّارٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَيُقَالُ مُحَمَّدُ بْنُ صَيْفِيٍّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، عمار، محمد بن صفوان (انہیں محمد بن صیفی بھی کہا جاتا ہے) رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِأَكْلِ الأَرْنَبِ بَأْسًا. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَكْلَ الأَرْنَبِ وَقَالُوا إِنَّهَا تَدْمِي.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے وہ خرگوش کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، بعض اہل علم نے خرگوش کھانے کو ناپسند کیا ہے اور انہوں نے کہا: کہ اسے خون (حیض) آتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٤٦/٨، البيهقي: ٣٢٠/٩، ارواء الغليل: ٢٤٩٥/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۵۷۲، صحیح مسلم: ۱۹۵۳، سنن ابو داود: ۳۷۹۱، سنن ابن ماجه: ۳۲۴۳، سنن النسائی: ۱۹۷/۷، مسند احمد: ۱۲۱۸۲

فوائد الحدیث: (۱) خرگوش ایک حلال جانور ہے اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا اسے قبول کرنا اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔

(۳) ذبح کرنے کے لیے لوہے کی چھری، چاقو اور اس کے دستے میں کیلوں کی مخصوص تعداد کا ہونا ضروری نہیں بلکہ کسی بھی نوک دار چیز سے ذبح کیا جا سکتا ہے۔

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

ضب (سانڈہ) کھانا

1790: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ ((لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَسَنَةَ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سانڈہ کھانے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسے کھاتا ہوں نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، ابو سعید، ابن عباس، ثابت بن ودیعہ، جابر اور عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَكْلِ الضَّبِّ فَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ. وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أُكِلَ الضَّبُّ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّمَا تَرَكَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَقَذُّرًا.

اہل علم کا سانڈہ کھانے میں اختلاف ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہل علم اور دیگر نے اس بارے میں رخصت دی ہے اور بعض نے اسے ناپسند کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر سانڈہ کھایا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے طبعی نفرت کی وجہ سے اسے نہ کھایا۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ٢٠٣٨، عبدالرزاق: ٨٦٨٤، الدارمي: ٢٠٢١، البغوي: ٢٧٩٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٥٣٦، صحیح مسلم: ١٩٤٣، سنن ابن ماجه: ٣٢٤٢، سنن النسائی: ١٩٧/٧، مسند احمد: ٤٤٩٧، ٤٥٦٢، صحیح ابن حبان: ٥٢٦٥

فوائد الحدیث: سانڈے کا گوشت کھانا جائز ہے، ایک تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ دوسرا آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے دستر خوان پر کھایا گیا ہے۔

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبُعِ

لکڑ بھگا کھانے کا بیان

1791: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرٍ الضَّبُعُ صَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ. قَالَ قُلْتُ آكُلُهَا قَالَ نَعَمْ. قَالَ قُلْتُ لَهُ أَقَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ.

سیّدنا ابن ابی عمار نے بیان کیا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''لکڑ بھگا'' کیا شکار ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: میں اسے کھالوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا وَلَمْ يَرَوْا بِأَكْلِ الضَّبُعِ بَأْسًا وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثٌ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الضَّبُعِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَكْلَ الضَّبُعِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
بعض اہل علم کا یہ موقف ہے وہ "لگڑ بھگا" کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، یہ امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا قول ہے۔ نبی ﷺ سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے اس میں "لگڑ بھگا" کھانے کی ممانعت ذکر ہے، اس کی اسناد قوی نہیں۔ بعض اہل علم نے "لگڑ بھگا" کھانے کو ناپسند کیا ہے۔ یہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ وَرَوَى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ.
وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَصَحُّ. وَابْنُ أَبِي عَمَّارٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ الْمَكِّيُّ.

یحییٰ قطان نے کہا کہ جریر بن حازم نے یہ حدیث عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابن ابی عمار عن جابر عن عمر کی سند سے ان کا قول بیان کیا ہے۔
ابن جریج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور ابن ابی عمار یہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عمار مکی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۸۵۱۔

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٣٦، سنن النسائي: ٥/١٩١ و ٧/٢٠٠، مسند احمد : ١٤٤٢٥ و ١٤٤٤٩، صحيح ابن حبان: ٣٩٦٥، شرح مشكل الآثار: ٣٤٦٦

فوائد الحدیث: لگڑ بھگڑ ایک جنگلی درندہ جانور ہے، یہ بھی حلال ہے۔

1792: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ فَقَالَ ((أَوَيَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ)). وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَكْلِ الذِّئْبِ فَقَالَ ((أَوَيَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ)).

سیّدنا خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے "لگڑ بھگا" کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا کوئی "لگڑ بھگا" کھاتا ہے؟" میں نے آپ ﷺ سے "بھیڑیا" کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس میں کوئی خیر ہو تو کیا وہ بھیڑیا کھاتا ہے؟"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي إِسْمَاعِيلَ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ وَهُوَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ قَيْسِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ ثِقَةٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جو حدیث ہے اس کی اسناد قوی نہیں، ہم اسے صرف اسماعیل بن مسلم عن عبدالکریم ابی امیہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، بعض محدثین نے اسماعیل پر جرح کی ہے اور عبدالکریم ابی امیہ جو ہے وہ عبدالکریم بن قیس ابن ابی مخارق ہے، جبکہ عبدالکریم بن مالک جزری ثقہ ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں اسمٰعیل بن مُسلم اور عبدالکریم دونوں ضَعیف راوی ہیں۔ ضعيف ترمذي: ٣٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٣٧

فوائد الحدیث: بھیڑیا ایک خونخوار درندہ ہے اس کا کھانا حرام ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

گھوڑوں کا گوشت کھانا

1793: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور گدھوں کے گوشت سے ہمیں منع فرمایا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسی طرح کئی ایک نے عن عمرو بن دینار عن جابر کی سند سے بیان کیا اور اس کو حماد بن زید نے عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی عن جابر کی سند سے روایت کیا۔ اور ابن عیینہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: سفیان بن عیینہ حماد بن زید سے زیادہ حافظ ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٣٨/٨، اخرجه الحميدي: ١٢٥٤، الدارقطني: ٢٨٩/٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٤٢١٩، صحیح مسلم: ١٩٤١، سنن ابو داود: ٣٧٨٨ و ٣٧٨٩ و ٣٨٠٨، سنن ابن ماجه: ٣١٩١، سنن النسائی: ٢٠١/٧ و ٢٠٥، مسند احمد: ١٤٨٩٠، صحیح ابن حبان: ٥٢٦٨

فوائد الحدیث: (۱) گھوڑا ایک حلال جانور ہے اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کھلایا ہے۔

(۲) ہمارے علاقے میں چونکہ اس کا رواج نہیں اور نہ ہی عمومی طور پر کھایا جاتا ہے اس لیے اگر کوئی نہیں کھاتا تو اس کی طبیعت پر منحصر ہے، حرام نہیں کہا جائے گا۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

گھریلو / پالتو گدھوں کا گوشت

1794: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر

الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ [ح] وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ زَمَنَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ.

کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ هُمَا ابْنَا مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يُكْنَى أَبَا هَاشِمٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ أَرْضَاهُمَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ. وَقَالَ غَيْرُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَكَانَ أَرْضَاهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ.

ہم کو سعید بن عبدالرحمن مخزومی نے حدثنا سفیان عن الزہری عن عبداللہ والحسن یہ دونوں محمد بن حنفیہ کے بیٹے ہیں کی سند سے اسی طرح بیان کیا۔ اور عبداللہ بن محمد کی کنیت ابو ہاشم ہے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ ان دونوں سے پسندیدہ حسن بن محمد ہیں۔ اور سعید بن عبدالرحمن کے علاوہ نے ابن عیینہ سے بیان کیا کہ ان دونوں سے پسندیدہ عبداللہ بن محمد ہیں۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) تحقیق و تخریج کے لیے دیکھیں حدیث ۱۱۲۱۔

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٤١١٦، صحيح مسلم: ١٤٠٧، سنن ابن ماجه: ١٩٦١، سنن النسائی: ٦/١٢٥-١٢٦ و ٧/٢٠٢-٢٠٣، مسند احمد : ٥٩٢، صحيح ابن حبان: ٤١٤٣

فوائد الحديث: (۱) کسی عورت سے مدت اور معاوضہ طے کر کے نکاح کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا حرام ہے۔ کیونکہ مدت مقرر کر کے نکاح کرنا، سرے سے نکاح ہوتا ہی نہیں، اسی لیے حلالہ کرنے اور جس کے لیے کیا جاتا ہے دونوں کو لعنتی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں بھی مدت مقرر ہوتی ہے۔

(۲) گھریلو پالتو گدھوں کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔

1795: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَالْمُجَثَّمَةَ وَالْحِمَارَ الإِنْسِيَّ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور، ایسے جانور کو جسے باندھ کر نشانہ بازی کر کے مار دیا گیا ہو اور پالتو گدھے کو حرام قرار دیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَنَسٍ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَبِي ثَعْلَبَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، جابر، براء، ابن ابی اوفی، انس، عرباض بن ساریہ، ابو ثعلبہ، ابن عمر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هَذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا ذَكَرُوا حَرْفًا وَاحِدًا نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

عبدالعزیز بن محمد وغیرہ نے محمد بن عمرو سے اس حدیث کو روایت کیا۔ اور انہوں نے ایک ہی حرف ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے درندوں سے کچلی والے تمام جانور حرام قرار دیے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) سلسلة الصحيحة: ٣٥٨، ٢٣٩١، الارواء: ٢٤٨٨

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٨٧٨٩

فوائد الحدیث: (۱) گھریلو گدھوں اور درندوں کا گوشت حرام ہے۔

(۲) "مجثمہ" اس جانور کو کہتے ہیں جسے باندھ کر نشانہ بازی کرتے ہوئے ہلاک کر دیا جائے، جانور اگرچہ حلال ہو لیکن اس طریقے سے ہلاک کرنے کی وجہ سے وہ حرام ہو گیا۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَكْلِ فِي آنِيَةِ الْكُفَّارِ

کافروں کے برتن میں کھانا

1796: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ فَقَالَ ((أَنْقُوهَا غَسْلاً وَاطْبُخُوا فِيهَا)). وَنَهَى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ ذِي نَابٍ.

سیّدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے مجوسیوں کی ہانڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "دھو کر انہیں صاف کر لو اور ان میں پکاؤ۔" اور آپ ﷺ نے کچلی والے تمام درندوں سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مَشْهُورٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي ثَعْلَبَةَ وَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو ثَعْلَبَةَ اسْمُهُ جُرْثُومٌ وَيُقَالُ جُرْهُمٌ وَيُقَالُ نَاشِبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے مشہور ہے۔ اور ان سے اس سند کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔ ابو ثعلبہ کا نام جرثوم ہے، جبکہ جرہم اور ناشب بھی کہا گیا ہے۔

وَقَدْ ذُكِرَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ.

یہ حدیث ابو قلابہ عن ابی اسماء الرحبی عن ابی ثعلبہ کی سند سے بھی روایت کی جاتی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) انظر تحفة الاشراف: ١٢٢٠٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٧٧٣١

1797: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا

سیّدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کے علاقے میں ہیں، ہم ان کی ہانڈیوں میں پکالیں اور ان کے برتنوں میں پی لیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم ان کے علاوہ نہ پاؤ تو انہیں پانی کے

بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَطْبُخُ فِي قُدُورِهِمْ وَنَشْرَبُ فِي آنِيَتِهِمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوهَا بِالْمَاءِ)).

ساتھ دھولو۔"

ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضِ صَيْدٍ فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذَكَّيْتَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَقَتَلَ فَكُلْ)).

پھر عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم شکار والے علاقے میں ہیں، ہم کس طرح کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو، اللہ کا نام لے لو (بسم اللہ پڑھ لو)، اور وہ شکار کو مار دے تو کھالو، اور اگر وہ سدھایا ہوا کتا نہ ہو اور شکار کو ذبح کر لیا جائے تو کھالے، جب تم اپنا تیر پھینکو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور وہ شکار کو مار دے تو کھالو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۵۶۰ وتحفة الاشراف حدیث: ۱۱۸۸۰

تخریج الحدیث: مسند احمد: ۱۷۷۳۳، صحیح ابن حبان: ۵۸۷۹

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۴۶۴، ۱۴۶۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَأْرَةِ تَمُوتُ فِي السَّمْنِ

چوہیا گھی میں گر کر مر جائے

1798: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ عَنْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ)).

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چوہیا گھی میں گر کر مر گئی تو اس کے متعلق نبی ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس (چوہیا) کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو نکال کر پھینک دو اور باقی گھی کو کھالو۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ مَيْمُونَةَ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَصَحُّ. وَرَوَى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي

اور یہ حدیث زہری عن عبید اللہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ بے شک نبی ﷺ سے سوال کیا گیا اور اس میں انہوں نے عن میمونۃ کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ عبداللہ بن عباس کی سیّدہ میمونہ سے روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور معمر نے عن

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَهُوَ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت غیر محفوظ ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَذَكَرَ فِيهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ)). فَقَالَ هَذَا خَطَأٌ أَخْطَأَ فِيهِ مَعْمَرٌ. قَالَ وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معمر کی زہری عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مروی حدیث اس میں ذکر کیا: کہ آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ جامد ہو تو اس کو اور اس کے اردگرد والے گھی کو پھینک دو اور اگر گھی مائع حالت میں ہو تو پھر اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔“ یہ خطا ہے، معمر نے اس میں غلطی کی ہے۔ زہری کی عبیداللہ عن ابن عباس عن میمونہ کی سند سے مروی روایت صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٣١٢، ابن ابي شيبة: ٨/٢٨٠، الدارمي: ٧٤٤، ابو يعلى: ٧٠٧٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٥، سنن ابو داود: ٣٨٤١ و ٣٨٤٣، سنن النسائی: ١٧٨/٧، مسند احمد: ٢٦٧٩٦، صحيح ابن حبان: ١٣٩٢

فوائد الحدیث: اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر جائے تو اس کے اردگرد کا گھی نکال کر ضائع کر دیا جائے گا باقی کھایا جا سکتا ہے۔ اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو پھر وہ سارے کا سارا کھانے کے قابل نہیں رہتا کسی اور ضرورت میں استعمال ہو سکتا ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الأَكْلِ وَالشُّرْبِ بِالشِّمَالِ

بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت

1799: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پیے، کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَحَفْصَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، عمر بن ابی سلمہ، سلمہ بن اکوع، انس بن مالک اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَى مَعْمَرٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرِوَايَةُ مَالِكٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ.

اسی طرح مالک اور ابن عیینہ نے زہری عن ابی بکر بن عبید اللہ عن ابی عمر کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور معمر اور عُقیل نے زہری عن سالم عن ابن عمر کی سند سے بیان کیا۔ جبکہ مالک اور ابن عیینہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحيحة: ١٢٣٦، اخرجه الدارمي: ٢٠٣٦، ابو عوانه: ٣٣٧/٥، والبيهقي: ٢٧٧/٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٢٠، سنن ابو داود: ٣٧٧٦، سنن النسائی الكبرى: ٦٧٤٦- ٦٧٤٨ و ٦٧٥٠ و ٦٧٥١ و ٦٨٨٩- ٦٨٩٢، مسند احمد: ٤٥٣٧، صحيح ابن حبان: ٥٢٢٩

1800: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو وہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیے، کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

حکم الحدیث: (صحیح) ترمذی کے قابل اعتماد نسخوں میں یہ حدیث درج نہیں۔

فوائد الحدیث: (۱) ایک مومن، مسلمان کو بغیر کسی اضطراری حالت کے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا جائز نہیں بلکہ اسے کھانے پینے سمیت ہر اچھے کام کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔

(۲) آج کل جو لوگ فیشن کے طور پر بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ یہ تو شیطان کا عمل ہے، تو کیا آپ شیطان ہیں؟۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَعْقِ الْأَصَابِعِ بَعْدَ الْأَكْلِ

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا

1801: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَأَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، کعب بن مالک اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمُخْتَلِفِ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

اس طریق سے صرف سہیل کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور میں نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ عبدالعزیز کی روایت مختلف سے ہے اور وہ صرف اس کی حدیث سے معروف ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الروض النضير: ١٩

تخریج الحدیث: اخرجه احمد: ٢/٣٤١ و ٢/٤١٥، مسلم ٦/١١٠٥، تحفة الاشراف: ١٢٧٢٧

فوائد الحدیث: کھانے، پینے میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے لیکن کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ اس کا کون سا حصہ خصوصی طور پر بابرکت ہے۔ لہٰذا سارے کھانے کی قدر کرنی چاہیے، برتن اچھی طرح صاف کریں، ہاتھ کو جو کھانے کا حصہ لگ گیا ہے، انگلیاں چاٹ کر وہ بھی صاف کریں، اگر کوئی لقمہ گر جائے اور اسے اٹھا کر کھانا ممکن ہو تو اٹھا کر صاف کر کے کھالیں۔ کیونکہ اگر آپ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ شیطان کھائے اور پیئے گا۔ اس سے آپ کی وابستگی کا بھی اظہار ہو جائے گا۔ آج جو لوگ جان بوجھ کر پلیٹ میں کچھ کھانا اور بوتل (کولڈ ڈرنک) کا پانی چھوڑ دیتے ہیں انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ

اگر لقمہ گر جائے

1802: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَا رَابَهُ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور کوئی لقمہ گر جائے تو وہ اس سے اتنا حصہ دور کر دے جو اسے متردد کرتا ہے، (یعنی اسے صاف کر لے) اور پھر اسے کھا لے، اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٢٣٤، عبد بن حميد: ٦٣٠، الحاكم: ٤/١١٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٢٧٩، مسند احمد: ١٤٢٢٤، صحيح ابن حبان: ٥٢٥٣

1803: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا مَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ ((إِذَا مَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)). وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو تین بار اپنی انگلیاں چاٹتے تھے، اور فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی وغیرہ کو دور کر دے اور کھالے۔ اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔“ آپ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم پلیٹ (برتن) صاف

الصَّحْفَةَ وَقَالَ ((إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ)).

کریں، اور فرمایا: ''تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ١٢٠، اخرجه الدارمي: ٢٠٤، البيهقي: ٢٧٨/٧

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٣٤، سنن ابو داود: ٢٨٤٥، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٦٥ و ٦٧٦٦، مسند احمد: ١٢٨١٥، صحيح ابن حبان: ٥٢٤٩

فوائد الحدیث: ممکن ہو تو کھانے میں پورے ہاتھ کی بجائے صرف تین انگلیاں استعمال کرنی چاہئیں، لیکن بعض کھانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ تین انگلیوں سے قابو نہیں آتے تو پھر پانچوں بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے فوائد حدیث نمبر ۱۸۰۱ ملاحظہ فرمائیں)

1804: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ وَكَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ لِسِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ)).

ام عاصم نے بیان کیا: نبیشہ الخیر رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں آئے، جبکہ ہم ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے انہوں نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی پیالے / برتن میں کھانا کھائے اور پھر اسے انگلی کے ساتھ صاف کر لے تو وہ برتن اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف المعلی بن راشد کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

اور بے شک یزید بن ہارون اور کئی ایک نے ائمہ کرام میں سے معلی بن راشد سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں ام عاصم مجہول راویہ ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٧٠٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٧١ و ٣٢٧٢، مسند احمد: ٢٠٧٢٤

فوائد الحدیث: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن برتن کو صاف کرنا تو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مِنْ وَسَطِ الطَّعَامِ

کھانے کے وسط سے کھانے کی ممانعت

1805: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''برکت کھانے کے وسط میں نازل ہوتی ہے پس کناروں سے کھاؤ اور وسط میں سے نہ کھاؤ۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ إِنَّمَا يُعْرَفُ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ صرف

مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ.
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

عطاء بن سائب کی حدیث کے حوالے ہی سے جانی جاتی ہے۔ شعبہ اور ثوری نے عطاء بن سائب سے روایت کیا ہے۔ اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الحمیدي: ٥٢٩، الدارمي: ٢٠٥٢، الطبراني في الكبير: ١٢٢٩٠، الحاكم: ٤/١١٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٧٢، سنن ابن ماجه: ٣٢٧٧، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٦٢، مسند احمد: ٢٤٣٩، صحیح ابن حبان: ٥٢٤٥

فوائد الحدیث: کھانے کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسے اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، خصوصاً درمیان میں جو کھانا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی طور پر برکت نازل ہوتی ہے۔ اگر کناروں سے کھایا جائے اور درمیان حصے کا کھانا آخر میں کھایا جائے تو برکت آخر تک نازل ہوتی رہے گی۔ سبحان اللہ

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ

لہسن اور پیاز کھانے کی ممانعت

1806: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ الثُّومِ ثُمَّ قَالَ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلَا يَقْرَبَنَا فِي مَسَاجِدِنَا)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو یہ لہسن، پیاز اور گیندنا (تیز بو والی سبزی) کھائے تو وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں سیّدنا عمر، ابو ایوب، ابو ہریرہ، ابو سعید، جابر بن سمرہ، قرہ بن ایاس مزنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٧٣٦، ابن ابي شيبة: ٢/١٥٠، ابن خزيمه: ١٦٦٤

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٨٥٤، صحیح مسلم: ٥٦٤، سنن ابو داود: ٣٨٢٢، سنن النسائی: ٢/٤٣، مسند احمد: ١٤٠١٥، صحیح ابن حبان: ١٦٤٤

1807: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا بَعَثَ إِلَيْهِ بِفَضْلِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ يَوْمًا بِطَعَامٍ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا أَتَى أَبُو أَيُّوبَ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ((فِيهِ ثُومٌ)). فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام فرمایا، جب آپ ﷺ کھانا کھاتے تھے تو آپ ﷺ بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیجتے تھے، ایک دن آپ ﷺ نے ان کے پاس کھانا بھیجا اور نبی ﷺ نے اس میں سے نہ کھایا، جب ابو ایوب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو

((لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ)).

نبی ﷺ نے فرمایا: "اس میں لہسن ہے۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا وہ حرام ہے؟ فرمایا: "نہیں، میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٥١١، اخرجه الطحاوي في شرح المعاني: ٢٣٩/٤، البيهقي: ٧٧/٣

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٥٣، مسند احمد: ٢٣٥١٧، ٢٣٥٢٥، ٢٠٨٨٨، صحيح ابن حبان: ٢٠٩٤

فوائد الحدیث: (۱) لہسن اور پیاز کی بُو ایسی ہے کہ دوسرے لوگ اسے ناگوار سمجھتے ہیں، پھر ان کی وجہ سے ایسے ڈکار آتے ہیں کہ جس کی بُو دوسروں کے لیے اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن، پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمادیا ہاں اگر پکا کر کھایا جائے تو کوئی حرج نہیں آپ ﷺ نے اجازت فرمائی ہے۔

(۲) اسی طرح سگریٹ، پان، نسوار وغیرہ بھی کھا پی کر کسی مجلس میں نہیں جانا چاہیے بلکہ بعض تمباکو والی چیزیں تو ویسے ہی حرام ہیں وہ کسی صورت استعمال نہیں کی جاسکتیں۔

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الثُّومِ مَطْبُوخًا

لہسن کو پکا کر کھانے کی رخصت

1808: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ وَالِدُ وَكِيعٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: لہسن کھانے سے منع کیا گیا اِلّا یہ کہ وہ پکا ہوا ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٥١٢، بعض نے اس کو ابو اسحاق مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٢٨، ، ٣٨٢٧، مسند احمد : ١٦٢٤٧

1809: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا يَصْلُحُ أَكْلُ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لہسن کو پکا کر کھانا ہی درست ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ عَلِيٍّ قَوْلَهُ وَرُوِيَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند قوی نہیں۔ یہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کیا گیا ہے۔ اور شریک بن حنبل کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ صَدُوقٌ وَالْجَرَّاحُ بْنُ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جراح بن ملیح صدوق ہے اور جراح

الضَّحَّاكِ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. بن ضحاک مقارب الحدیث ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں ابی اسحاق مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔ ضعیف ترمذی: ۳۰۵

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۸۲۸، ، ۳۸۲۷، مسند احمد : ۱٦۲٤۷

1810: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أُمَّ أَيُّوبَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَلَ عَلَيْهِمْ فَتَكَلَّفُوا لَهُ طَعَامًا فِيهِ مِنْ بَعْضِ هَذِهِ الْبُقُولِ فَكَرِهَ أَكْلَهُ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ ((كُلُوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي)).

سیّدنا ام ایوب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی ﷺ نے ان کے ہاں قیام فرمایا، انہوں نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اس میں ان سبزیوں میں سے کوئی چیز تھی، آپ ﷺ نے اسے کھانا ناپسند کیا، اور آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا: ''اسے کھالو کیونکہ میں تم جیسا نہیں ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میں اپنے صاحب (فرشتے جبریل علیہ السلام) کو ایذا پہنچاؤں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأُمُّ أَيُّوبَ هِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ.

اور ام ایوب سے مراد سیّدنا ابو ایوب انصاری کی زوجہ محترمہ ہیں۔

حکم الحدیث: (حسن) اخرجه الحميدي: ۳۳۹، الدارمی: ۲۰٦۰، ابن خزیمه: ۱٦۷۱

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ۳۳٦٤، مسند احمد : ۲۷٤٤۲،۲۳۵۷۰ صحیح ابن حبان: ۲۰۹۳

1811: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ الثُّومُ مِنْ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ.

ابو العالیہ نے بیان کیا، ''لہسن پاکیزہ رزق ہے۔''

وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَسَمِعَ مِنْهُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ هُوَ الرِّيَاحِيُّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ أَبُو خَلْدَةَ خِيَارًا مُسْلِمًا.

ابو خلدہ کا نام خالد بن دینار ہے، اور وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ انہوں نے انس بن مالک کا زمانہ پایا ہے اور ان سے سنا بھی ہے۔ اور ابو العالیہ کا نام رفیع الریاحی ہے۔ عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ ابو خلدہ بہت اچھے مسلمان ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعیف الإسناد مَقْطُوْعٌ) اس میں محمد بن حمید الرازی راوی ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: لہسن، پیاز یا کوئی بھی سبزی مولی وغیرہ جو ناپسندیدہ بُو والی ہو اسے پکا کر کھایا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے اس کی بُو ختم ہو جاتی ہے۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ وَإِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت برتن ڈھانپنا اور چراغ و آگ کو بجھانا

1812: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَغْلِقُوا الْبَابَ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دروازے بند رکھا کرو، مشکیزوں کے منہ باندھ کر رکھا کرو، خالی برتن

وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ وَأَكْفِئُوا الإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الإِنَاءَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غُلُقًا وَلَا يَحِلُّ وِكَاءً وَلَا يَكْشِفُ آنِيَةً وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ)).

اوندھے کر کے رکھا کرو، یا برتنوں کو ڈھانپ کر رکھا کرو، چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو کھولتا ہے نہ مشکیزے کی گرہ کھولتا ہے اور نہ ہی برتنوں کو ننگا کرتا ہے۔ اور چوہیا (جلتے چراغ یا آگ کے ساتھ) لوگوں (اہل خانہ) پر ان کے گھر جلا دیتی ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ کئی ایک طرق سے جابر سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٩٥٠، الحميدي: ١٢٧٣، البخاري في الادب المفرد: ١٢٢١، ابن خزيمه: ١٣٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٣٢٨٠ و ٣٣١٦، صحیح مسلم: ٢٠١٢، سنن ابو داود: ٣٧٣١ و ٣٧٣٢ و ٣٧٣٣، سنن ابن ماجه: ٣٦٠ و ٣٤١٠ و ٣٧٧١، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٧٤٥ و ٧٤٦، مسند احمد: ١٤٢٢٨، ابن حبان: ١٢٧١

1813: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ (کو جلتے) نہ چھوڑا کرو۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) صحیح الادب: ٩٣٨، اخرجه ابو يعلى: ٥٤٤، وابو عوانه: ٣٣٥/٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٦٢٩٣، صحیح مسلم: ٢٠١٥، سنن ابو داود: ٥٢٤٦، سنن ابن ماجه: ٣٧٦٩، مسند احمد: ٤٥١٥

فوائد الحدیث: (۱) رات کو سوتے وقت برتن ڈھانپ کر اور آگ بجھا کر سونا چاہیے تاکہ کہیں لاعلمی میں وہ آگ پھیل کر گھر میں چیزوں کو جلا کر نقصان نہ کر دے۔

(۲) پہلے روئی کی بتی بنا کر تیل کے دیے میں رکھ کر روشن کی جاتی تھی جسے کوئی چوہیا وغیرہ کھینچ کر کسی بستر یا ایسی چیز پر گرا سکتی تھی جس سے آگ لگنے کا خطرہ زیادہ ہوتا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر اس کا تذکرہ فرمایا۔

(۳) آج کل سردیوں میں گیس کے ہیٹر اور چولہوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ بعض اوقات سوتے ہوئے بستر کا کوئی پلّو ہیٹر پر گر کر آگ لگنے کا باعث بن سکتا ہے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقِرَانِ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ

دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت

1814: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْرِنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ صَاحِبَهُ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے دو کھجوریں ملا کر (اکٹھی) کھانے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھ والے سے اجازت حاصل کر لے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد مولیٰ ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٢٣٢٣، اخرجه الدارمي: ٢٠٦٥، البيهقي: ٢١٨/٧، البغوي: ٢٨٩١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٥٥ و ٢٤٨٩، صحیح مسلم: ٢٠٤٥ ، سنن ابن ماجه: ٣٣٣١، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٢٩، مسند احمد: ٤٥١٣، صحیح ابن حبان: ٥٢٣١

فوائد الحدیث: جب دو یا دو سے زائد افراد مل کر کوئی چیز کھا رہے ہوں تو پھر لالچ کرتے ہوئے جلدی جلدی یا ایک دانے کی بجائے دو دو اکٹھے کھانا درست نہیں بلکہ اجتماعیت کے آداب کا خیال کرتے ہوئے دوسروں کے لیے ایثار کا مظاہر کرنا چاہیے۔ اگر ایسا کرنے کی دوسروں سے اجازت لے لے تو پھر جائز ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ التَّمْرِ

کھجور کا استحباب

1815: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں کھجور نہیں اس کے رہنے والے بھوکے ہیں۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَى امْرَأَةِ أَبِي رَافِعٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابو رافع کی زوجہ محترمہ سیّدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے ہشام بن عروہ کی روایت سے صرف اسی طریق سے جانتے

وَسَأَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ.

ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو صرف یحیی بن حسان نے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٧٧٦، اخرجه الدارمي: ٢٠٦٧، الطبراني في الاوسط: ٥٢٣٢

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٤٦، سنن ابو داود: ٣٨٣١، سنن ابن ماجه: ٣٣٢٧، مسند احمد : ٢٤٧٤١ و ٢٥٤٥٨، صحيح ابن حبان: ٥٢٠٦

فوائد الحدیث: (۱) عرب کے علاقے میں کھجور کی جنس عام تھی اور وہ لوگ اسے غذا کے طور پر استعمال بھی کرتے تھے کیونکہ اس میں مکمل غذائیت موجود ہے۔ تو فرمایا کہ جس گھر میں کھجوریں ہوں وہ تو غریب نہیں ہوسکتے کیونکہ ان کے پاس خوراک اور غذا موجود ہے۔

(۲) جیسے ہمارے علاقے میں گندم کی خوراک عام ہے جس گھر میں سال بھر کی گندم موجود ہو وہ اپنے آپ کو غریب نہیں سمجھتے کہ روٹی کا بندوبست تو ہے ہی، گوشت کا سالن نہیں بھی ملے گا تو اچار یا مرچ کی چٹنی سہی۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا فُرِغَ مِنْهُ

کھانا کھانے کے بعد اللہ کی حمد / شکر بجالانا

1816: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو لقمہ کھا کر یا گھونٹ پی کر اس پر اللہ کی حمد اور شکر بجالاتا ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

اس باب میں سیّدنا عقبہ بن عامر، ابو سعید، عائشہ، ابو ایوب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ نَحْوَهُ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ کئی ایک نے اسے زکریا بن ابی زائدہ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور ہم اسے صرف زکریا بن ابی زائدہ کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٢٠٧/٨، البغوي: ٢٨٣، المزي في تهذيب الكمال: ٣٤٧/١٠

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٧٣٤، سنن النسائي في الكبرى: ٦٨٩٩، مسند احمد : ١١٩٧٣

فوائد الحدیث: (۱) کھانا کھانے یا پانی پینے سے پہلے "بسم اللہ" پڑھنی چاہیے اور کھانے پینے سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

(۲) مسنون دعائیں یاد ہوں تو وہ پڑھ لی جائیں یا پھر صرف "الحمد للہ" کہہ دیا جائے، یا اپنی زبان میں کسی بھی کلمے اور لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر دیا جائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استعمال پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر وہ نعمت پہلے سے زیادہ عطا فرما دیتا ہے یا اس میں برکت ہو جاتی ہے کہ وہ انسان کے لیے مفید بن جاتی ہے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ

مجذوم شخص کے ساتھ کھانا کھانا

1817: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ ثُمَّ قَالَ ((كُلْ بِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھانے کے برتن میں داخل / شامل کیا، پھر فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر اور اللہ پر بھروسہ و توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ. وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ هَذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخٌ آخَرُ مِصْرِيٌّ أَوْثَقُ مِنْ هَذَا وَأَشْهَرُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف یونس بن محمد عن المفضل بن فضالہ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، مفضل بن فضالہ یہ بصرہ کے شیخ ہیں، جبکہ مفضل بن فضالہ ایک دوسرے مصری شیخ ہیں وہ اس سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہور ہیں۔

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ وَحَدِيثُ شُعْبَةَ أَثْبَتُ عِنْدِي وَأَصَحُّ.

شعبہ نے یہ حدیث حبیب بن الشہید عن ابی بریدۃ کی سند سے بیان کی کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ''ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا'' شعبہ کی روایت میرے نزدیک زیادہ صحیح اور زیادہ ثابت ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں مفضل بن فضالہ راوی ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٧٧٦

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٩٢٥، سنن ابن ماجه: ٣٥٤٢، صحيح ابن حبان: ٦١٢٠

فوائد الحدیث: (۱) یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بیماری بھی متعدی نہیں کہ ایک سے دوسرے کو لگ جائے، کوئی بیماری از خود متعدی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔ لہٰذا جس شخص کا عقیدہ مضبوط اور ایمان پختہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بیماری وغیرہ نہیں تو وہ ایسے بیمار کے ساتھ میل جول رکھ سکتا اور کھا پی سکتا ہے جس کی بیماری کو متعدی سمجھا جاتا ہے۔

(۲) کسی بیماری کے متعدی ہونے کے وہم کی وجہ سے نہیں بلکہ احتیاط کے طور پر انسان میل جول یا اکٹھے کھانے پینے سے اجتناب کرتا ہے تو یہ درست اور جائز ہے جس کی تعلیم خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی کہ ''جس علاقے میں طاعون پھیلا ہو وہاں کے لوگ باہر کسی دوسرے علاقے میں نہ جائیں، اور باہر کے علاقے کے لوگ وہاں داخل نہ ہوں''۔

20- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

1818: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے جبکہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَأَبِي مُوسَى وَجَهْجَاهٍ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُونَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابو سعید، ابو بصرہ غفاری، ابو موسیٰ، جہجاہ غفاری، میمونہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الطيالسي: ١٨٣٤، عبدالرزاق: ١٩٥٥٩، ابن ابي شيبة: ٣٢١/٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٩٣، صحیح مسلم: ٢٠٦٠ و ٢٠٦١، سنن ابن ماجه: ٣٢٥٧، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٧١، مسند احمد: ٤٧١٨، صحیح ابن حبان: ٥٢٣٨

1819: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ أَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر شخص مہمان آیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس کا دودھ دوہا گیا تو اس نے پیا، پھر دوسری کا دودھ دوہا گیا تو اس نے وہ بھی پی لیا، پھر ایک اور کا اس نے وہ بھی پی لیا۔ حتیٰ کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا، پھر اگلا روز ہوا تو اس نے اسلام قبول کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، دودھ دوہا گیا تو اس نے وہ دودھ پی لیا، پھر اس کے لیے دوسری کے متعلق حکم دیا گیا لیکن وہ اس کا سارا دودھ نہ پی سکا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ایک آنت میں پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ سہیل کی روایت سے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٩٣٥، الطحاوي في شرح المشكل: ٢٠١٩، البغوي: ٢٨٨٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٩٦ و ٥٣٩٧ ، صحیح مسلم: ٢٠٦٢ و ٢٠٦٣، سنن ابن ماجه: ٣٢٥٦، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٧٢ و ٦٨٩٣، مسند احمد: ٨٨٧٩، صحیح ابن حبان: ١٦١ و ١٦٢ و ٥٢٣٥

فوائد الحدیث: (١) مومن کھاتے، پیتے وقت "بسم اللہ" پڑھ کر کھاتا پیتا ہے اس لیے اس کے کھانے پینے میں برکت ہوتی ہے تو اس کو تھوڑا بھی کفایت کر جاتا ہے۔ جبکہ کافر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نہیں کھاتا جس کی وجہ سے اس کے کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔

(٢) مومن، کافر کے مقابلے میں کم لالچی ہوتا ہے اور وہ صرف ضرورت کے مطابق ہی کھاتا پیتا ہے۔ جبکہ کافر لالچ کرتے ہوئے زیادہ کھاتا ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَعَامِ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ

ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے

1820: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ [ح] وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو افراد کا کھانا تین کے لیے کافی ہوتا ہے، اور تین افراد کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرَوَى جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ)).

سیّدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے، دو کا چار کے لیے اور چار افراد کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا.

امام ترمذی نے کہا: محمد بن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: عبدالرحمن بن مہدی نے سفیان عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر کی سند سے نبی ﷺ سے ہمیں یہ حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ١٦٨٦، اخرجه الحمیدي: ١٠٦٨، ابو یعلی: ٦٢٧٥، البغوي: ٢٨٨١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٩٢، صحیح مسلم: ٢٠٥٨، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٧٣، مسند احمد : ٧٣٢٠

فوائد الحدیث: مل جُل کر کھانے میں برکت ہوتی ہے پھر ہر کوئی دوسرے کے لیے ایثار کا باعث بھی بنتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کر جاتا ہے۔ دو کا چار کو، وغیرہ۔

22- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

ٹڈیاں کھانا

1821: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ان سے ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ سِتَّ غَزَوَاتٍ وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ فَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ نے ابو یعفور سے یہ حدیث بیان کی اور انہوں نے کہا: چھ غزوات جبکہ سفیان ثوری اور کئی ایک نے اس حدیث کو ابو یعفور سے روایت کیا تو انہوں نے کہا سات غزوات۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٨٧٦٢، الحمیدی: ٧١٣، ابن ابي شيبة: ٨/٣٢٥، الدارمي: ٢٠١٦

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٩٥، صحیح مسلم: ١٩٥٢، سنن ابو داود: ٣٨١٢، سنن النسائی: ٧/٢١٠، مسند احمد: ١٩١١٢، صحیح ابن حبان: ٥٢٥٧

1822: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَالْمُؤَمَّلُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

سیّدنا ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا.

ابو عیسیٰ نے کہا: شعبہ نے اس حدیث کو ابو یعفور عن ابن ابی اوفی کی سند سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔
یہی حدیث ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبہ کی سند سے بیان کی ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو يَعْفُورٍ اسْمُهُ وَاقِدٌ وَيُقَالُ وَقْدَانُ أَيْضًا وَأَبُو يَعْفُورٍ الْآخَرُ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسَ.

ابو یعفور کا نام واقد ہے اور وقدان بھی کہا جاتا ہے۔ ایک اور ابو یعفور ہے اس کا نام عبدالرحمن بن عبید بن نسطاس ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبد بن حمید: ٥٢٦، ابن الجارود: ٨٨٠، البیهقي: ٩/٢٥٦-٢٥٧، البغوي: ٢٨٠٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٩٥، صحیح مسلم: ١٩٥٢، سنن ابو داود: ٣٨١٢، سنن النسائی: ٧/ ٢١٠، مسند احمد: ١٩١١٢، صحیح ابن حبان: ٥٢٥٧

فوائد الحدیث: یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے اس کا کھانا جائز ہے، عام پرندوں کی طرح اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر مردہ حالت میں بھی اسے پکڑ لیا جائے تو جائز کیونکہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی حلال کیے گئے ہیں۔

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الْجَرَادِ

ٹڈیوں کے لیے بد دعا

1823: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ قَالَ ((اللّٰهُمَّ أَهْلِكِ الْجَرَادَ اقْتُلْ كِبَارَهُ وَأَهْلِكْ صِغَارَهُ وَأَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِأَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَعَاشِنَا وَأَرْزَاقِنَا إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب ٹڈیوں کے لیے بد دعا کیا کرتے تھے تو فرماتے: ''اے اللہ! ٹڈیوں کو ہلاک کر دے، ان کی بڑی کو قتل کر، ان کی چھوٹی کو ہلاک کر، اس کے انڈے ختم کر دے، اس کی جڑ کاٹ کر رکھ دے اور ہمارے معاش و ارزاق سے ان کے منہ قابو میں رکھ یقیناً تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔'' ایک آدمی نے عرض کیا اللہ کے رسول! آپ، اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کی جڑ کٹنے کے لیے کس طرح بد دعا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سمندر میں ایک مچھلی کی چھینک / جھاڑ ہے۔''

قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَدْعُو عَلَى جُنْدٍ مِنْ أَجْنَادِ اللهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّهَا نَثْرَةُ حُوتٍ فِي الْبَحْرِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

وَمُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيرِ وَأَبُوهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثِقَةٌ وَهُوَ مَدَنِيٌّ.

اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی پر جرح کی گئی ہے، اس کی بہت سے غرائب اور مناکیر ہیں، اس کے والد محمد بن ابراہیم ثقہ ہیں اور وہ مدنی ہیں۔

حکم الحدیث: (موضوع) اس میں موسیٰ بن محمد منکر الحدیث ہے۔

تخریج الحدیث: سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١٢، تحفة الاشراف: ١٤٥١

فوائد الحدیث: روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے ایسی کوئی بد دعا رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔

24- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْجَلاَّلَةِ وَأَلْبَانِهَا

جلالہ (مینگنی اور لید کھانے والے جانور) کا گوشت کھانا اور اس کا دودھ پینا

1824: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلاَّلَةِ وَأَلْبَانِهَا.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جلالہ کا گوشت کھانے اور اس کے دودھ سے منع فرمایا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَى الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابن ابی نجیح عن مجاہد کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس کی سند ابن ابی نجیح کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٢٥٥٧، و ٢٥٥٨ و ٣٧٨٥ و ٣٧٨٧، سنن ابن ماجه: ٣١٨٩

1825: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَلَبَنِ الْجَلاَّلَةِ وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجثمہ (کسی جانور کو نشانہ بنا کر مارنے) اور اسے کھانے سے، جلالہ کا دودھ پینے سے اور مشکیزے کے منہ سے (منہ لگا کر) پینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

محمد بن بشار نے وحدثنا ابن ابی عدی عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن ابن عباس کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٢٥٠٣، الصحيحة: ٢٣٩١، اخرجه الدارمي: ١٩٨١، ابن الجارود: ٨٨٧

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٢٩، سنن ابو داود: ٣٧١٩ و ٣٧٨٦ سنن ابن ماجه: ٣٤٢١، سنن النسائی: ٧/٢٤٠، مسند احمد: ١٩٨٩، صحيح ابن حبان: ٥٣١٦، و ٥٣٩٩

فوائد الحدیث: (١) "جلالہ" کوئی بھی ایسا جانور جو گندگی کھاتا ہے اس کے علاوہ دوسری کوئی خوراک نہیں کھاتا تو اس کے گوشت یا دودھ دینے والا ہے تو اس کے دودھ اور گوشت سے اسی گندگی کے اثرات اور بدبو ظاہر ہوتی ہو تو اس کا گوشت نہ کھایا جائے اور نہ ہی اس کا دودھ پیا جائے۔

(٢) اگر کوئی ایسا جانور ہو جو گندگی بھی کھا لیتا ہے اور اس کے ساتھ صاف ستھری خوراک دانے یا چارہ وغیرہ بھی کھاتا ہے تو اس کا

گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ جیسے مرغی، بطخ وغیرہ۔ کیونکہ ایسی صورت میں گندے اثرات اور بو غالب نہیں آتے۔ اگر دودھ دینے والا جانور ہو تو دودھ بھی پیا جاسکتا ہے۔

(۳) اگر گندگی کے عادی جانور کو چند دن باندھ کر رکھا جائے اور صاف ستھری غذا کھلائی جائے کہ جس سے اس کے گوشت اور دودھ سے گندگی کے اثرات ختم ہو جائیں تو اس جانور سے بھی "جلالہ" کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔

(۴) "مجثمہ" کی تفصیل حدیث نمبر ۱۷۹۵ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) مشکیزے کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیے بلکہ پانی کسی برتن وغیرہ میں نکال کر پیئں۔ آج کل ٹونٹی یا نلکے کا پائپ بھی اسی حکم میں ہے۔ ہو سکتا ہے اس پائپ یا ٹونٹی میں کوئی موذی چیز ہو، یا پانی زیادہ آنے کی وجہ سے اُتھولگ جائے وغیرہ وغیرہ۔

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدَّجَاجِ

مرغ کھانا

1826: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ يَأْكُلُ دَجَاجًا فَقَالَ ادْنُ فَكُلْ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُهُ.

زہدم جرمی نے بیان کیا کہ میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا تو وہ مرغی کھا رہے تھے، انہوں نے کہا: قریب آجاؤ اور کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ زَهْدَمٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَهْدَمٍ.

یہ حدیث کئی ایک طرق سے زہدم سے روایت کی گئی ہے۔ اور ہم اسے صرف زہدم کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔

وَأَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ.

ابو العوام کا نام عمران القطان ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٤٩٩، اخرجه الحميدي: ٧٦٥، الدارمي: ٢٠٦١، المزي في تهذيب الكمال: ٣٩٧/٩

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۳۱۳۳، صحیح مسلم: ۱۶۴۹، سنن النسائی: ۲۰۶/۷، مسند احمد: ۱۹۵۱۹، صحیح ابن حبان: ۵۲۲۲ و ۵۲۵۵

1827: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ. قَالَ وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے"۔ انہوں نے کہا: حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایوب سختیانی نے بھی اس حدیث کو قاسم تمیمی اور ابو قلابہ عن زہدم جرمی کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح خزیمة: ٢١٣٣، صحیح مسلم: ١٦٤٩، سنن النسائي: ٧/٢٠٦، مسند احمد: ١٩٥١٩، صحیح ابن حبان: ٥٢٢٢ و ٥٢٥٥

فوائد الحدیث: مرغ کا گوشت کھانا جائز ہے۔ اگر وہ "جلالہ" ہو گیا ہے تو پھر نہیں کھانا چاہیے، ("جلالہ" کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۸۲۴، ۱۸۲۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں)۔

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْحُبَارَى

سرخاب کا گوشت کھانا

1828: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارَى.

سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ وَيُقَالُ بُرَيْهُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور ابراہیم بن عمر بن سفینہ اس سے ابن ابی فدیک نے روایت کیا اور اسے بریہ بن عمر بن سفینہ کی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) الارواء: ٢٥٠٠، اس میں بریہ ابراہیم بن عمر ضعیف ہے۔ اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣/١٦٨

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٩٧ اخرجه ابن عدي في الكامل: ٢/٤٩٧، البيهقي: ٩/٣٢٢

فوائد الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے حتمی طور پر اس کا کھانا ثابت نہیں۔ چونکہ یہ ایک پرندہ ہے اس لیے عام اصول کے مطابق اسے پرکھا جائے گا کہ اگر تو وہ "ذو مخلب" ہے یعنی پنجے سے شکار کرتا ہے تو پھر اس کا گوشت کھانا حرام ہے اور اگر وہ پنجے سے شکار نہیں کرتا تو پھر حلال ہے۔

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الشِّوَاءِ

بھنا ہوا گوشت کھانا

1829: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأَ.

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی دستی کا گوشت پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور (نیا) وضو نہ کیا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَالْمُغِيرَةِ وَأَبِي رَافِعٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن حارث، مغیرہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ١٣٨، اخرجه عبدالرزق: ٦٣٨، البيهقي: ١/١٥٤، ابن خزيمه: ٤٤
تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٤٩١، سنن النسائي: ١/١٠٧-١٠٨، مسند احمد : ٢٦٦٢٢
فوائد الحدیث: "مَشوِیًا" سے مراد وہ گوشت ہے جسے ڈائریکٹ آگ پر بھونا جائے یعنی روسٹ کیا جائے جیسے سجی وغیرہ تیار ہوتی ہے یا کباب، تکے بنائے جاتے ہیں تو یہ جائز ہے۔

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الأَكْلِ مُتَّكِئًا

ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت

1830: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا)).

سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت علی، عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ.
وَرَوَى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ هَذَا الْحَدِيثَ وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہم اسے صرف علی بن اقمر کی روایت سے ہی جانتے ہیں۔
زکریا بن ابی زائدہ، سفیان ثوری اور کئی ایک نے علی بن اقمر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
اور شعبہ نے سفیان ثوری کے واسطے سے یہ حدیث علی بن اقمر سے روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ٨٩١، ابن ابي شيبة: ٨/٣١٤، الدارمي: ٢٠٧٧، ابو يعلى: ٨٨٤
تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٩٨، وابوداود: ٣٧٦٩، سنن ابن ماجه: ٣٢٦٢، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٤٢، مسند احمد : ١٨٧٥٤، صحيح ابن حبان: ٥٢٤٠
فوائد الحدیث: ٹیک لگا کر کھانا چونکہ تکبّر کی علامت ہے اس لیے ٹیک لگا کر نہیں کھانا چاہیے خواہ ٹیک لگانے کی کوئی بھی صورت ہو۔

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُبِّ النَّبِيِّ ﷺ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

نبی ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا

1831: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند کیا کرتے تھے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور علی بن مسہر نے اسے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے۔ اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميدي: ١٤٨٩، الدارمي: ٢٠٨١، ابو يعلى: ٤٧٤١، البغوي: ٢٨٦٥

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٤٣١، صحيح مسلم: ١٤٧٤، سنن ابو داود: ٣٧١٥، سنن ابن ماجه: ٣٣٢٣، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٠٣ و ٦٧٠٤ و ٧٥٦٢، مسند احمد : ٢٤٣١٦، صحيح ابن حبان: ٥٢٥٤

فوائد الحدیث: انسان اپنی طبیعت کے موافق مختلف چیزوں کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا زیادہ پسند تھا، شہد بھی میٹھا ہوتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے شفا بھی رکھی ہے، پھر یہ فطری اور قدرتی بھی ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ کو بہت زیادہ مرغوب تھا۔

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْثَارِ مَاءِ الْمَرَقَةِ

شوربا زیادہ بنانا

1832: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ لَحْمًا فَلْيُكْثِرْ مَرَقَتَهُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ لَحْمًا أَصَابَ مَرَقَةً وَهُوَ أَحَدُ اللَّحْمَيْنِ)).

سیّدنا عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے تو وہ اس کا شوربا زیادہ بنالے، اگر اس (کسی) کو گوشت (بوٹی) نہ بھی ملے تو اسے شوربا مل جائے گا، وہ بھی تو دو میں سے ایک گوشت ہی ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ.

اس باب میں سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ. وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ هُوَ الْمُعَبِّرُ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ هُوَ أَخُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف محمد بن فضاء کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ اور محمد بن فضاء تعبیر کرنے والا ہے، سلیمان بن حرب نے اس پر جرح کی ہے۔ اور علقمہ بن عبداللہ بکر بن عبداللہ، المزنی کا بھائی ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢٣٤١، اس میں محمد فضا ضعیف اور اس کا والد مجہول ہے۔

تخریج الحدیث: العلل الكبير، للمصنف: ٧٧٦/٢، وابن عدى فى الكامل: ٢١٧٩/٢، مستدرک حاكم: ١٣٠/٤، شعب الايمان للبيهقى: ٥٩٢٠

1833: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ رُسْتُمَ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَحْقِرَنَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ أَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلِيقٍ وَإِنِ اشْتَرَيْتَ لَحْمًا أَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَأَكْثِرْ مَرَقَتَهُ وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ)).

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ جانے، اگر وہ نہ پائے تو وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات ہی کرے، اور اگر تم گوشت خریدو یا ہانڈی پکاؤ تو اس کا شوربا زیادہ کر لو اور اس میں سے تھوڑا سا اپنے ہم سائے کو بھی دے دو۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ نے اسے ابوعمران جونی سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ١٣٦٨، التعليق الرغيب: ٢٦٤/٣، اخرجه الدارمي: ٢٠٨٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٦٢٥، ٢٦٢٦ سنن ابن ماجه: ٣٣٦٢، ابن حبان: ٤٦٨ و ٥٢٣، مسند احمد: ٢١٣٢٦

فوائد الحدیث: (۱) گوشت یا کوئی اور شوربے والا سالن ہو تو شوربہ زیادہ بنا لینا چاہیے تاکہ کوئی ہمسایہ وغیرہ ضرورت مند ہو تو اس کی ضرورت بھی پوری ہو سکے۔

(۲) کوئی ضرورت سے نہ بھی آئے تو تب بھی سالن یا کوئی اور کھانا پڑوسیوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے اس سے محبّت و الفت بڑھتی ہے۔ آج سے کوئی تیس چالیس سال پہلے یہ عام رواج تھا کہ اگر کسی گھر میں کوئی اچھا سالن یا کھانے کی کوئی خاص ڈش تیار ہوتی جیسے چاول وغیرہ تو اسے تھوڑا تھوڑا ہمسائیوں کے گھر بھیج دیا جاتا اور وہ اپنے گھر کا پکا ہوا کوئی بھی کھانا اسی برتن میں ڈال کر واپس بھیج دیتے، اس طرح ایک دوسرے سے ہمدردی اور قربت کا احساس پیدا ہوتا اور خیر خواہی کے جذبات پروان چڑھتے۔ اب تو نفسا نفسی کا یہ عالم ہے کہ کوئی دوسرے کو مانگے سے بھی دینے کو تیار نہیں بلکہ اپنے پڑوسیوں کے حالات سے بھی بالکل ناواقف ہیں بس اسی وقت پتہ چلتا ہے جب ایمبولینس دروازے پر آتی ہے یا مسجد میں اعلان ہو جاتا ہے کہ فلاں فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الثَّرِيدِ

ثرید کی فضیلت

1834: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے تو بہت سے لوگ باکمال ہوئے لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ (رضی اللہ عنہا) باکمال ہوئیں، اور سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو دیگر

امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

خواتین پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو دیگر کھانوں پر فضیلت ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ.

اس باب میں عائشہ اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ١٢٨/١٢، الطبراني في الكبير: ١٠٦/٢٣، البغوي: ٣٩٦٢

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٣٤١١، صحيح مسلم: ٢٤٣١، سنن ابن ماجه: ٣٢٨٢، سنن النسائي: ٦٨/٧، مسند احمد: ١٩٥٢٣، صحيح ابن حبان: ٧١١٤

فوائد الحدیث: (۱) مختلف علاقوں میں مختلف قسم کے کھانے تیار کیے اور کھائے جاتے ہیں لیکن ہر علاقے کی کوئی نہ کوئی خاص ڈش ہوتی ہے جسے سوغات سمجھا جاتا ہے اور خصوصی مواقع پر اسے تیار کیا جاتا ہے۔ عربوں کے ہاں خاص ڈش "ثرید" کی تھی جو گوشت کے شوربے میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بھگو کر تیار کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و شان واضح کرنے کے لیے فرمایا کہ جس طرح تم "ثرید" کو باقی تمام کھانوں پر فوقیت دیتے ہو اسی طرح اس امت کی خواتین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت و فوقیت حاصل ہے۔

(۲) "ثرید" گوشت کے شوربے کے علاوہ کسی دوسرے شوربے میں بھی بنایا جا سکتا ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ دال میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ شوق پورا کر لیتے ہیں۔ بارك الله لهم وفضلهم على الناس في العلم والعمل والتقوىٰ

32- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ قَالَ [انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا]

دانتوں کے ساتھ نوچ کر گوشت کھانا

1835: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ زَوَّجَنِي أَبِي فَدَعَا أُنَاسًا فِيهِمْ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ)).

عبداللہ بن حارث نے بیان کیا، میرے والد نے میری شادی کی تو لوگوں کو دعوت (ولیمہ) دی، ان میں صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گوشت کو نوچ کر کھاؤ کیونکہ وہ زیادہ خوش گوار اور زیادہ نفع بخش ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الْكَرِيمِ الْمُعَلِّمِ مِنْهُمْ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالکریم کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم نے عبدالکریم المعلم پر اس کے حفظ کے حوالے سے جرح کی ہے، ایوب سختیانی ان میں سے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ٢١٩٣، اس میں عبدالکریم راوی ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ۳۷۷۹، مسند احمد : ۱۵۳۰۰

فوائد الحدیث: (۱) گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھانا زیادہ لذیذ اور زود ہضم اور کئی لحاظ سے مفید ہوتا ہے۔ اس لیے گوشت کھانے میں یہ طریقہ پسندیدہ اور آسان ہے۔

(۲) اس روایت سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ پکا ہوا گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا جائز نہیں، تو ان احباب کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پکا ہوا گوشت کاٹ کر کھایا ہے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔ جبکہ حدیث الباب سنداً بھی ضعیف ہے۔

33- بَابُ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّينِ

نبی ﷺ کی طرف سے چھری کے ساتھ گوشت کاٹنے کی رخصت

1836: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ احْتَزَّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ مَضَى إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

سیّدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بکری کے شانے سے کچھ گوشت کاٹا اور اس میں سے تناول فرمایا، پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے (نیا) وضو نہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس باب میں سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ٦٣٤، الدارمي: ٧٣٣، ابو يعلى: ٦٨٧٨، البيهقي: ١/١٥٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۰۸، صحیح مسلم: ۳۵۵، سنن ابن ماجه: ٤٩٠، مسند احمد : ۱۷۲۵۰، صحیح ابن حبان: ١١٤١ و ١١٥٠

فوائد الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پکے ہوئے گوشت کے بڑے ٹکڑے سے چھری وغیرہ کے ساتھ چھوٹا ٹکڑا کاٹ کر کھایا جاسکتا ہے۔

34- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ اللَّحْمِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ گوشت

1837: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو دستی کا حصہ آپ ﷺ کو دیا گیا، آپ ﷺ اسے پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ نے اس میں سے نوچ کر تناول فرمایا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، عائشہ، عبداللہ بن جعفر اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم سے بھی

روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.
وَأَبُو حَيَّانَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
ابو حیان کا نام یحیی بن سعید بن حیان ہے۔ اور ابو زرعہ بن عمرو بن جریر کا نام ہرم ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه المصنف في الشمائل: ١٦٧، صحيح الترمذي: ١٤٩٩

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ٣٣٤٠، صحيح مسلم: ١٩٤، سنن ابن ماجه: ٣٣٠٧، مسند احمد : ٨٣٧٧، صحيح ابن حبان: ٦٤٦٥

1838: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ أَبُو عَبَّادٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى مِنْ وَلَدِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ الذِّرَاعُ أَحَبَّ اللَّحْمِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَكِنْ كَانَ لَا يَجِدُ اللَّحْمَ إِلَّا غِبًّا فَكَانَ يُعَجَّلُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ أَعْجَلُهَا نُضْجًا.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو دستی کا گوشت زیادہ پسند نہ تھا، لیکن آپ ﷺ کو روزانہ گوشت نہیں ملتا تھا، پس آپ ﷺ اسے جلد حاصل کرتے تھے کیونکہ وہ جلد پک جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حكم الحديث: (مُنكر) مختصر الشمائل: ١٤٤، عبدالوہاب کا اپنے دادا سے سماع ثابت نہیں۔ فلیح بن سلیمان ضعیف ہے۔

فوائد الحديث: (۱) حلال جانور کا سارا گوشت ہی کھانا حلال ہے لیکن بعض لوگوں کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے کہ وہ کس قسم کی بوٹی کھانا چاہتے ہیں جیسے ہمارے ہاں کئی کہاوتیں معروف ہیں مثلاً "لیاویں سینہ، بھانویں لگ جائے مہینہ"۔ (یعنی سینے کا گوشت لے کر آنا ہے خواہ ایک مہینہ قصائی کے پاس رک کر انتظار کرنا پڑے)۔ کسی نے کہا "لیاویں پُھٹ، نہیں تے آویں اُٹھ" (یعنی پھٹ ریڑھ کی ہڈی والا گوشت لے کر آنا ہے اگر نہ ملے تو خالی ہاتھ آجانا اور کوئی گوشت نہ لانا)۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کو "دستی"، (بکرے کی اگلی ٹانگ کے گھٹنے سے کندھے تک کے گوشت کو کہا جاتا ہے، قصائیوں کی زبان میں اسے "گوڈی" کا گوشت کہتے ہیں)۔ کا گوشت بہت پسند اور مرغوب تھا۔

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِّ

سرکہ کا بیان

1839: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ)).

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سرکہ بہترین سالن ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ هَانِئٍ. اس باب میں سیّدہ عائشہ اور ام ہانی رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٣٣٧/٨، الدارمي: ٢٠٥٤، البيهقي: ٦٣/١٠، والبغوي: ٢٨٦٨

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٥٢، سنن ابو داود: ٣٨٢٠ و ٣٨٢١، سنن ابن ماجه: ٣٣١٧، سنن النسائي: ١٤/٧، مسند احمد: ١٤٢٢٥

1840: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرکہ بہترین سالن ہے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((نِعْمَ الإِدَامُ أَوِ الأُدْمُ الْخَلُّ)).

عبداللہ بن عبدالرحمن نے اخبرنا یحییٰ بن حسان عن سلیمان بن بلال کی سند سے اسی طرح ہم کو بیان کیا مگر اس میں انہوں نے یہ الفاظ بیان کیے ((نِعْمَ الإِدَامُ أَوِ الأُدْمُ الْخَلُّ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس سند سے۔ ہم اسے ہشام بن عروہ کی حدیث سے صرف سلیمان بن بلال کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

قَالَ وَسَأَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ إِلَّا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ.

انہوں نے کہا: میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: یحییٰ بن حسان کے علاوہ میں کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اسے روایت کیا ہو۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٠٥٥، الخطيب في تاريخ بغداد: ٣٠/١٠، شمائل الترمذي: ١٥١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٥١، سنن ابن ماجه: ٣٣١٦

1841: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ)). فَقُلْتُ لَا إِلَّا كِسَرٌ يَابِسَةٌ وَخَلٌّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قَرِّبِيهِ فَمَا أَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ أُدُمٍ فِيهِ خَلٌّ)).

سیّدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو فرمایا: ”کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا، نہیں، سوائے روٹی کے چند خشک ٹکڑے اور سرکہ کے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے میرے قریب کرو، جس گھر میں سرکہ ہے وہ سالن کے معاملے میں محتاج نہیں ہوتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ هَانِئٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ اسْمُهُ ثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ وَأُمُّ هَانِئٍ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے، ہم ام ہانی کی حدیث سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابو حمزہ ثمالی کا نام ثابت بن ابی صفیہ ہے۔ ام

مَاتَتْ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِزَمَانٍ.
وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ لِلشَّعْبِيِّ سَمَاعًا مِنْ أُمِّ هَانِئٍ. فَقُلْتُ أَبُو حَمْزَةَ كَيْفَ هُوَ عِنْدَكَ فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ تَكَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ عِنْدِي مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.

ہانی رضی اللہ عنہا نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بہت مدت بعد وفات پائی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں شعبی کے ام ہانی سے سماع کے بارے میں نہیں جانتا، میں نے کہا: تمہارے نزدیک ابو حمزہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جرح کی ہے جبکہ وہ میرے نزدیک "مقارب الحدیث" ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٢٢٢٠، بعض کہتے ہیں اس کی سند ابو حمزہ الثمالی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔
تخریج الحدیث: العلل الكبير للمصنف: ٢/٧٧٨، وفي الشمائل المحمدية: ١٧٤

1842: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ)).
قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُبَارَكِ بْنِ سَعِيدٍ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سرکہ بہترین سالن ہے۔"
امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث، مبارک بن سعید کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح)
تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٥٢، سنن ابو داود: ٣٨٢٠ و ٣٨٢١، سنن ابن ماجه: ٣٣١٧، سنن النسائي: ٧/١٤، مسند احمد: ١٤٢٢٥

فوائد الحدیث: (۱) سرکہ ایک بہترین سالن ہے۔ یعنی اس کے ساتھ روٹی کھائی جا سکتی ہے۔ یہ ایک عام چیز تھی جو لوگوں کے گھروں میں بآسانی میسر تھی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تکلف کرنے کی ضرورت نہیں کہ باقاعدہ کوئی ہنڈیا میں پکی ہوئی چیز ہی ہو تو اس کے ساتھ ہی روٹی کھائیں گے ورنہ نہیں، نہیں جس گھر میں سرکہ ہو وہاں کسی دوسرے سالن کی ضرورت نہیں رہتی۔
(۲) اس فرمان سے آپ ﷺ کا اہل خانہ کی حوصلہ افزائی بھی مقصود تھی اور قناعت پسندی اور سادگی کی تعلیم اور درس بھی تھا۔
(۳) آج ہمیں بھی چاہیے کہ ہم جہاں کہیں جائیں اور میزبان جو بھی کھانا مہیا کرے تو خوش دلی اور رغبت سے کھائیں اور اہل خانہ کے سامنے اس کھانے کی تعریف کریں۔ یہ نہیں کہ انواع و اقسام کے کھانے کھا کر بھی کوئی نہ کوئی نقص نکال دیں اس سے گھر والوں، میزبان کی دل آزاری ہوگی۔ فافهم وتدبر

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْبِطِّيخِ بِالرُّطَبِ

تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھانا

1843: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھاتے تھے۔

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رَوَى يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض نے اسے ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اس میں عن عائشہ ذکر نہیں کیا۔ یزید بن رومان نے اس حدیث کو عروہ کے حوالے سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الصحيحة: ٥٧، مختصر الشمائل: ١٧٠، اخرجه الحميدي: ٢٥٥، البيهقي: ٢٨١/٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٣٦، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٢٢ و ٦٧٢٧، صحيح ابن حبان: ٥٢٤٦ و ٥٢٤٧

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ تربوز اور تازہ کھجوریں ملا کر کھاتے تھے، تربوز ٹھنڈا ہوتا ہے اور کھجور گرم دونوں کو ملا کر کھانے سے تاثیر معتدل ہو جاتی ہے۔

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْقِثَّاءِ بِالرُّطَبِ

ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھانا

1844: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف ابراہیم بن سعد کی روایت کے حوالے ہی سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن سعد: ٣٩٢/١، الدارمي: ٢٠٦٤، ابو يعلى: ٦٧٩٨، البيهقي: ٢٨١/٧

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٤٤٠، صحيح مسلم: ٢٠٤٣، سنن ابو داود: ٣٨٣٥، سنن ابن ماجه: ٣٣٢٥، مسند احمد: ١٧٤١

فوائد الحدیث: ککڑی "تر اور کھیرے" کے ساتھ کھجور ملا کر کھانے میں بھی حکمت ان کی تاثیر کو معتدل کرنا ہے۔

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ أَبْوَالِ الإِبِلِ

اونٹوں کا پیشاب پینا

1845: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ ((اشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا)).

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے تو انہیں وہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی، نبی ﷺ نے انہیں صدقہ کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا: ”ان کے دودھ اور پیشاب پیو۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس طریق سے۔

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ رَوَاهُ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ.

یہ حدیث اس کے علاوہ طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ ابو قلابہ نے اسے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ عن انس کی سند سے روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) (متفق علیه) دیکھیں حدیث ۷۲۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۳۳، صحیح مسلم: ۱٦۷۱، سنن ابو داود: ۲۳٦٤، سنن ابن ماجه: ۲٥۷۸، سنن النسائی: ۱/۱٥۸ و ۱٦۰ و ۷/۹۳، مسند احمد: ۱۲۰٤۲، صحیح ابن حبان: ۱۳۸٦

فوائد الحدیث: (۱) ”ماکول اللحم“ جانور کا پیشاب پاک ہے۔

(۲) عرینہ قبیلے کے لوگوں کے لیے آپ ﷺ نے علاج کی غرض سے بطور دوا تجویز فرمایا تھا کہ وہ اونٹنیوں کے دودھ میں ان کا پیشاب ملا کر پئیں انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمادی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۷۲، ۷۳)

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ

کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنا

1846: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ [ح] قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجُرْجَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ يَعْنِي الرُّمَّانِيَّ عَنْ زَاذَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَأْتُ فِي

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت اس کے بعد وضو کرنا ہے، پس میں نے اس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا اور میں نے جو تورات میں پڑھا تھا اس کے متعلق آپ ﷺ کو بتایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے کی برکت اس سے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے۔“

التَّوْرَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ)).

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَأَبُو هَاشِمٍ الرُّمَّانِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ دِينَارٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف قیس بن ربیع کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں، اور قیس بن ربیع کو حدیث میں ضَعیف قرار دیا جاتا ہے، اور ابو ہاشم رمانی کا نام یحیی بن دینار ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں قیس بن ربیع کو جمہور نے ضَعیف کہا ہے۔ الضعیفة: ١٦٨، مختصر الشمائل: ١٥٩

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٦١، مسند احمد: ٢٣٧٣٢

فوائد الحدیث: (١) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئیں تاکہ گرد و غبار کھانے کے ساتھ معدے میں جا کر کسی بیماری کا باعث نہ بنے، اگر ہاتھ صاف ہوں یا کسی اور مقصد کے لیے دھوئے تھے تو پھر دوبارہ صرف کھانے کے لیے دھونا ضروری نہیں۔

(٢) حدیث الباب سے اگر "وضو الصلوٰۃ" مراد لیا جائے تو یہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ہاتھ دھو کر کھانا کھا لیا تھا، جبکہ یہ روایت بھی ضَعیف ہے۔

40- بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الطَّعَامِ

کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا

1847: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ قَالَ ((إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْرَهُ غَسْلَ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُوضَعَ الرَّغِيفُ تَحْتَ الْقَصْعَةِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا: کیا ہم وضو کا پانی نہ پیش کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے صرف نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس کو عمرو بن دینار نے عن سعید بن الحویرث عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ناپسند کرتے تھے۔ اور وہ پیالے کے نیچے روٹی رکھنا ناپسند کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِهَذَا.

ابو بکر عطار نے علی بن مدینی عن یحییٰ بن سعید قطان عن سفیان ثوری کی سند سے اسے ہمیں بیان کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) مختصر الشمائل: ١٥٨، اخرجه عبد بن حميد ٦٩٠، ابن خزيمه: ٣٥، البيهقي: ٤٢/١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٣٧٤، سنن ابو داود: ٣٧٦٠، سنن النسائی فی المجتبی: ٨٥/١-٨٦، مسند احمد: ١٩٣٢، صحيح ابن حبان: ٥٢٠٨

فوائد الحدیث: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کھانے کے لیے نماز والا وضوء ضروری نہیں۔ ضرورت ہو تو ہاتھ دھونا ہی کافی ہے۔

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الطَّعَامِ

کھانے پر تسمیہ پڑھنے کا بیان

1848: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سَوِيَّةَ أَبُو الْهُذَيْلِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِكْرَاشٍ عَنْ أَبِيهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ بَعَثَنِي بَنُو مُرَّةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِصَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ)). فَأُتِينَا بِجَفْنَةٍ كَثِيرَةِ الثَّرِيدِ وَالْوَذْرِ وَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ بِيَدِي مِنْ نَوَاحِيهَا وَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى يَدِي الْيُمْنَى ثُمَّ قَالَ ((يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ)).

سیّدنا عکراش بن ذؤیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، بنو مرہ بن عبید نے اپنے اموال کے صدقات دے کر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، میں مدینہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو مہاجر و انصار صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما دیکھا، پھر آپ ﷺ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے اور فرمایا: ”کیا کوئی کھانا ہے؟“ ہمارے پاس ایک برتن جس میں بہت زیادہ ثرید اور گوشت کی بوٹیاں تھیں لایا گیا، ہم اس میں سے کھانے لگے میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے اطراف میں ٹٹولا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے سے کھایا، آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑا پھر فرمایا: ”عکراش! ایک ہی جگہ سے کھا، کیونکہ کھانا تو ایک ہی ہے۔“

ثُمَّ أُتِينَا بِطَبَقٍ فِيهِ أَلْوَانُ الرُّطَبِ أَوِ التَّمْرِ عُبَيْدُ اللّٰهِ شَكَّ قَالَ فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ ((يَا عِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ)).

پھر ایک طباق میں مختلف رنگوں کی تازہ یا خشک کھجوریں لائی گئیں (عبید اللہ راوی کو شک ہے)، تو میں اپنے سامنے سے کھانے لگا اور رسول اللہ ﷺ طباق میں سے مختلف جگہ سے لے رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ وہ ایک رنگ کی نہیں۔“

ثُمَّ أُتِينَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ ((يَا عِكْرَاشُ! هَذَا

پھر پانی لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور گیلے ہاتھ چہرے، بازوؤں اور سر پر پھیر لیے اور فرمایا: ”پکی ہوئی چیز

الْوُضُوءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ)). وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

کھانے سے یہ وضو ہے۔" اور اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ تَفَرَّدَ الْعَلَاءُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُ لِعِكْرَاشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف علاء بن فضل کی روایت کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔ علاء کا اس حدیث میں تفرد ہے اور عکراش کی نبی ﷺ سے صرف یہی ایک حدیث معروف ہے۔

حکم الحدیث: (ضعیف) اس میں العلاء بن الفضل ضعیف ہے۔ ضعيف ابن ماجه: ٧٠٦

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٢٧٤

فوائد الحدیث: (۱) صحیح احادیث میں جو کھانے کے آداب بیان ہوئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں:

۱۔ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

۲۔ اگر برتن میں ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو پھر اپنے سامنے سے ہی کھانا چاہیے۔

۳۔ اگر برتن میں مختلف چیزیں ہوں تو پھر اپنی پسند کی چیز دوسری جانب سے بھی اٹھائی جا سکتی ہے۔

(۲) آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بھی وضوء کرنا ضروری نہیں، صرف ہاتھ دھونا ہی کافی ہے۔

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ

کدو کھانا

1849: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي طَالُوتَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ يَأْكُلُ الْقَرْعَ وَهُوَ يَقُولُ يَا لَكِ شَجَرَةً مَا أُحِبُّكِ إِلَّا لِحُبِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِيَّاكِ.

ابو طالوت نے بیان کیا، میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا وہ کدو کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے درخت (سبزی)! میں تجھے اس لیے پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تجھ کو پسند فرماتے تھے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں حکیم بن جابر عن ابیہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف الإسناد) اس میں ابو طالوت مجہول ہے۔ اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٣/٤٣٥

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ۲۰۹۲ و ۵۴۳۷، صحیح مسلم: ۲۰۴۱، سنن ابو داود: ۳۷۸۲، سنن النسائی فی الکبری: ٦٦٦٢، مسند احمد: ۱۲۵۱۳، صحیح ابن حبان: ٤٥٣٩ و ٥٢٩٣

1850: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو برتن میں سے کدو تلاش کرتے ہوئے دیکھا، تب سے میں اسے پسند کرتا ہوں۔

اللهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ فِي الصَّحْفَةِ يَعْنِي: الدُّبَّاءَ فَلَا أَزَالُ أُحِبُّهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ وَرُوِيَ أَنَّهُ رَأَى الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَا هَذَا قَالَ ((هَذَا الدُّبَّاءُ نُكَثِّرُ بِهِ طَعَامَنَا)).

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ حدیث کئی ایک طرق سے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کدو دیکھا تو انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ کدو ہے ہم اس کے ذریعے اپنے کھانے میں اضافہ کرتے ہیں۔"

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٦٩٠، الحميدي: ٣/١٥٠، الدارمي: ٢٠٥٦، البيهقي: ٧/٤٧٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٠٩٢ و ٥٤٣٧، صحیح مسلم: ٢٠٤١، سنن ابو داود: ٣٧٨٢، سنن النسائی فی الکبری: ٦٦٦٢، مسند احمد: ١٢٥١٣، صحیح ابن حبان: ٤٥٣٩ و ٥٢٩٣

فوائد الحدیث: (۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، شرعی امور میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو کرتے ہی تھے وہ آپ ﷺ کے رہن سہن اور عادات میں بھی آپ کی پسند ناپسند کی بنا پر بعض چیزوں کو پسند کرتے تھے جو ان کی رسول اللہ ﷺ سے محبت و عقیدت کا مظہر ہے۔

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سالن کے برتن میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھا رہے ہیں تو انہوں نے بھی اس کے بعد کدو کا سالن رغبت سے کھانا شروع کر دیا۔

(۳) سنن ابی داؤد میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے کہ "آپ ﷺ ایک درزی کی دعوت پر اس کے گھر کھانے کے لیے تشریف لے گئے تو اس نے کدو اور گوشت کا سالن پیش کیا جو کہ شوربے والا تھا تو آپ ﷺ نے اس میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھانے شروع کیے تاکہ اس غریب آدمی کو یہ احساس نہ ہو کہ شاید میرا کھانا آپ ﷺ کو پسند نہیں آیا"۔ (سنن ابی داؤد کتاب الاطعمہ) اس دعوت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے تو انہوں نے اس کے بعد کدو کے سالن کو پسند فرمایا اور شوق سے کھاتے تھے۔

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الزَّيْتِ

زیتون کھانا

1851: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زیتون کھاؤ اور اس کا تیل بھی لگاؤ کیونکہ وہ بابرکت درخت ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَضْطَرِبُ فِي

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم اس حدیث کو صرف عبدالرزاق عن معمر کی روایت سے جانتے ہیں۔ عبدالرزاق اس حدیث میں

رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرُبَّمَا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا رَوَاهُ عَلَى الشَّكِّ فَقَالَ أَحْسَبُهُ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

اضطراب کا شکار ہے۔ انہوں نے کبھی تو یوں کہا: عن عمر عن النبی ﷺ اور کبھی اسے شک کے انداز میں بیان کیا تو کہا: میرا خیال ہے کہ عن عمر عن النبی ﷺ۔ کہیں عن زید بن اسلم عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے مرسل روایت کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عُمَرَ.

ہم کو ابو داؤد سلیمان بن معبد نے حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن زید بن اسلم عن ابیہ کی سند سے نبی کریم ﷺ سے اسی مانند بیان کیا اور اس میں عن عمر ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه عبد بن حميد: ١٣، ابن ابي حاتم في علله: ١٥٢٠، الحاكم: ٤/١٢٤، الصحيحة: ٣٧٩

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣١٩، شرح مشكل الآثار : ٤٤٥٠

1852: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عَطَاءٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنْ أَبِي أَسِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ)).

سیّدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”زیتون کھاؤ اور اس کا تیل بھی لگاؤ، کیونکہ وہ مبارک درخت ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔ ہم اسے صرف سفیان ثوری عن عبداللہ بن عیسیٰ کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح بما قبله) اخرجه الدارمي: ٢٠٥٨، العقيلي في الضعفاء: ٢/٤٠٢، الحاكم: ٢/٣٩٧

تخریج الحدیث: سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٠١ و ٦٧٠٢، مسند احمد : ١٦٠٥٤

فوائد الحدیث: زیتون کا تیل کھانے میں بھی اور بیرونی استعمال کے لیے بھی بہت مفید ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے درخت کو بابرکت فرمایا ہے تو اسی لیے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کے استعمال کی ترغیب دی۔

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَمْلُوكِ وَالْعِيَالِ

غلام کے ساتھ کھانا

1853: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُخْبِرُهُمْ ذَاكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَفَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَإِنْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا خادم اس کو اس کا کھانا پکانے کی گرمی اور دھوئیں سے بے نیاز کر دے (خادم کھانا پکائے) تو وہ اسے اس کے ہاتھ سے پکڑے اور اپنے ساتھ بٹھائے، اگر وہ

أَبَى فَلْيَأْخُذْ لُقْمَةً فَلْيُطْعِمْهَا إِيَّاهُ)).

انکار کر دے تو وہ لقمہ اٹھا کر اسے کھلا دے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو خَالِدٍ وَالِدُ إِسْمَاعِيلَ اسْمُهُ سَعْدٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسماعیل کے والد ابو خالد کا نام سعد ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الحميدي: ١٠٧٢، الدارمي: ٢٠٧٩، البخاري في الادب المفرد: ٢٠٠

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٥٥٧، صحیح مسلم: ١٦٦٣، سنن ابو داود: ٣٨٤٦، سنن ابن ماجه: ٣٢٨٩ و ٣٢٩٠، مسند احمد : ٧٣٣٨

فوائد الحدیث: (۱) غلام اور خادم جو انسان کی خدمت کے لیے کھانا وغیرہ تیار کرتے ہیں انہیں بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہیے، اگر کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو پھر بھی اس کو اس کھانے میں سے کچھ نہ کچھ کھلانا چاہیے۔

(۲) اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی یہ اخلاقی بلندی ہے۔

45- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ إِطْعَامِ الطَّعَامِ

کھانا کھلانے کی فضیلت

1854: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْهَامَ تُورَثُوا الْجِنَانَ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "سلام عام کرو، کھانا کھلاؤ اور الو کو مارو تم جنّت کے وارث بن جاؤ گے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو، ابن عمر، انس، عبداللہ بن سلام، عبدالرحمن بن عائش اور شریح بن ہانی عن ابیہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ابن زیاد عن ابی ہریرہ کی سند سے مروی حدیث سے حسن صحیح غریب ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الارواء: ٣/٢٣٨، الضعيفة: ١٣٢٤، اس میں عُثمان بن عبدالرحمن ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٧٩٣٢، صحیح ابن حبان: ٨٠٥ و ٢٥٥٩

1855: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ. رَسُولُ اللهِ ﷺ ((اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو تم سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/٦٢٤، الدارمي: ٢٠٨٧، البخاري في الادب المفرد: ٩٨١

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٦٩٤، مسند احمد : ٦٥٨٧، صحيح ابن حبان: ٤٨٩ و ٥٠٧

فوائد الحدیث: آپس میں سلام زیادہ پھیلانا، ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا، توہم پرستی اور شرکیہ عقائد سے اپنے آپ کو بچا کر خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ انسان کے جنتی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسا شخص حقوق اللہ بھی ادا کر رہا ہے اور حقوق العباد بھی۔

46- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعَشَاءِ

شام کے کھانے کی فضیلت

1856: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَلَّاقٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شام کا کھانا کھایا کرو خواہ مٹھی بھر خراب کھجوریں ہوں، کیونکہ شام کا کھانا نہ کھانا بڑھاپے کا باعث ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَعَنْبَسَةُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَلَّاقٍ مَجْهُولٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ عنبسہ کی حدیث میں تضعیف کی گئی ہے۔ اور عبدالملک بن علاق مجہول ہے۔

حکم الحدیث: (ضعيف) الضعيفة: ١١٦، اس میں محمد بن یعلیٰ ضعیف اور اس کا شیخ متروک ہے۔

تخریج الحدیث: مسند ابو يعلى: ٤٣٥٣، الكامل لابن عدى: ١٩٠١/٥، مسند الشهاب: ٧٣٥

فوائد الحدیث: (۱) یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے جب انسان کو ضرورت ہو تو کھائے اگر ضرورت نہیں تو نہ کھائے۔

(۲) البتہ طبی نقطہ نظر سے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ رات کو کھانا ضرور کھائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ رات بھر اب اس نے کھانا نہیں کھانا، صبح دم نا معلوم کیا صورت ہو اور یہ ناشتے میں لیٹ ہو جائے تو اس طرح اسے بھوکا، پیاسا کچھ زیادہ وقت گزارنا پڑ سکتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بیماری یا کمزوری بھی لاحق ہو سکتی ہے۔

47- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ

کھانے پر بسم اللہ پڑھنا

1857: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ فَقَالَ ((ادْنُ يَا بُنَيَّ وَسَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)).

سیّدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ کے پاس کھانا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹے / بچے! قریب آجاؤ، اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے اور اپنے پاس سے کھاؤ۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي وَجْزَةَ السَّعْدِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ. وَأَبُو وَجْزَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہشام بن عروہ عن ابی وجزہ سعدی عن رجل من مزینہ عن عمر بن ابی سلمہ کی سند سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ ہشام بن عروہ کے شاگردوں نے اس حدیث کی روایت میں اختلاف کیا ہے۔ ابو وجزہ سعدی کا نام یزید بن عبید ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٩٦٨، الصحيحة: ١١٨٤، اخرجه الطبراني في الكبير: ٨٣٠٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٣٧٦، صحیح مسلم: ٢٠٢٢، سنن ابو داود: ٣٧٧٧، سنن ابن ماجه: ٣٢٦٥ و ٣٢٦٧، مسند احمد : ١٦٣٣٠، صحیح ابن حبان: ٥٢١١ و ٥٢١٢

1858: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ بسم اللہ پڑھے، اگر وہ اس کے شروع میں پڑھنا بھول جائے تو کہے: ((بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ)) اس کے شروع اور اس کے آخر میں اللہ کے نام کے ساتھ۔“

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ)).

ان اسناد کے ساتھ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا: نبی ﷺ اپنے چھ صحابہ کرام کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور اس نے وہ کھانا دو لقموں میں کھا لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو وہ کھانا تمہارے لیے کافی ہوتا۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأُمُّ كُلْثُومٍ هِيَ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ام کلثوم یہ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ١٩٦٥، التعليق الرغيب: ٣/١١٥-١١٦، تخريج الكلم الطيب: ١١٢

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٦٧، سنن ابن ماجه: ٣٢٦٤، عمل اليوم والليلة للنسائي: ٢٨١، مسند احمد: ٢٥٧٣٣، صحيح ابن حبان: ٥٢١٤، مسند احمد: ٢٥١٠٦

فوائد الحدیث: (۱) کھانا شروع کرنے سے پہلے ”بسم اللہ“ پڑھنی چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کھانے میں برکت ڈال دیتا ہے۔ اور تھوڑے سے بھی آدمی سیر ہو جاتا ہے ورنہ سارا کھانا کھا کر بھی آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا۔

(۲) ”بسم اللہ“ پڑھ لینے سے شیطان اس کھانے میں شریک نہیں ہوتا۔

(۳) اگر شروع میں ”بسم اللہ“ پڑھنی بھول جائے تو درمیان میں جب یاد آئے اسی وقت ”بسم اللہ اوّلہ وآخرہ“ پڑھ لے۔

48- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُوتَةِ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ

ہاتھ میں (کھانے وغیرہ کی) بساند ہو تو اس حال میں رات بسر کرنے کی ممانعت

1859: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ حَسَّاسٌ لَحَّاسٌ فَاحْذَرُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان بہت حساس چاٹنے والا ہے، اپنے بارے میں اس سے محتاط رہو، جو شخص اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کے ہاتھ میں بساند ہو اور اسے کوئی چیز کاٹ لے تو وہ پھر اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور سہیل بن ابی صالح کی حدیث سے عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (موضوع) اس میں یعقوب بن الولید راوی کذاب ہے۔ الضعيفة: ٥٥٣٣، الروض النضير: ٢/٢٢٥

تخریج الحدیث: اخرجه البغوى فى الجعديات: ٢٩٣٨، مستدرک حاكم: ٤/١١٩ و ١٣٧

1860: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغْدَادِيُّ الصَّاغَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کے ہاتھ میں بساند ہو اور کوئی (زہریلی) چیز اسے کاٹ لے تو پھر وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہم اسے اعمش کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢٠٦٩، البخاري في الادب المفرد: ١٢٢٠، الحاكم: ٤/١٣٧

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٨٥٢، سنن ابن ماجه: ٣٢٩٧، سنن النسائى فى الكبرى: ٦٨٧٨ و ٦٨٧٩، صحيح ابن حبان: ٥٥٢١، مسند احمد: ٧٥٦٩ و ٨٥٣١

فوائد الحدیث: (۱) کھانا کھانے کے بعد ہاتھوں کو ضرور دھونا چاہیے، خصوصاً رات کے کھانے کے بعد کیونکہ اس کے بعد آدمی نے سو جانا ہے، اگر ہاتھوں کو چکنائی وغیرہ لگی ہے تو اس کو کوئی بھی موذی چیز کاٹ سکتی ہے جس سے اس کو تکلیف ہوگی یا کم از کم اسکے آرام اور نیند میں خلل آئے گا۔

(۲) اگر کسی شخص کو ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے تو پھر اسے کسی دوسرے سے گلہ شکوہ کرنے کی بجائے اپنے آپ کو ہی ملامت کرنی چاہیے۔

24

أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

مشروبات کا بیان

1- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَارِبِ الْخَمْرِ

شراب نوشی کے بارے میں

1861: حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، دنیا میں شراب نوشی کرنے والا اگر اسی عادت میں فوت ہو جائے تو وہ اس (پاکیزہ شراب) کو آخرت میں نہیں پیے گا۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعُبَادَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ، ابوسعید، عبداللہ بن عمرو، ابن عباس، عبادہ اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حسن صحیح ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

اور یہ کئی ایک طرق سے نافع عن ابن عمر کی سند سے نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ مالک بن انس نے اسے نافع عن ابن عمر کی سند سے موقوف روایت کیا ہے اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔

حکم الحدیث: (صحیح) الارواء: ٨/٤١، اخرجه الدارمي: ٢٠٩٦، ابن الجارود: ٨٥٧، الدارقطني: ٤/٢٤٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٥٧٥، صحیح مسلم: ٢٠٠٣، ابو داود: ٣٦٧٩، ابن ماجه: ٣٣٧٣، سنن النسائی: ٣١٧/٨-٣١٨، مسند احمد: ٤٦٩٠ و ٥٧٣٠ صحیح ابن حبان: ٥٣٦٦

فوائد الحدیث: (۱) "اَشْرِبَةٌ" "شَرَابٌ" کی جمع ہے، جس کا معنی ہے "مشروب" (ہر وہ چیز جو پی جائے۔)

(۲) لیکن ہمارے ہاں اردو میں "شراب" کا لفظ نشہ آور مشروب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور عربی زبان میں اسے "خمر" کہتے ہیں۔ "خمر" "خَامِرٌ" سے ہے جس کا معنی ہے، "عقل کو ڈھانپ لینے والی چیز" ہر قسم کا نشہ بھی عقل کو ختم کر دیتا ہے اس لیے عربی زبان میں ہر نشہ آور چیز کو "خمر" کہا جاتا ہے، خواہ وہ کھانے والی ہو یا پینے والی، یعنی "مشروب" ہو یا "ماکول" اللہ تعالیٰ نے بھی جو چیز حرام کی ہے وہ "خمر" ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے خمر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کل مسکر خمر و کل مسکر حرام (حدیث الباب) "کہ ہر نشہ آور چیز "خمر" ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے"

(۳) "بعض الناس" نے خمر کی تعریف کی ہے انگوروں کا کچا پانی، جسے آگ پر پکایا نہ گیا ہو بلکہ خود بخود خشک ہو جائے اور اس میں نشہ پیدا ہو تو وہ خمر ہے اور وہ حرام ہے، اس کے علاوہ جتنی بھی نشہ آور چیزیں یا مشروبات ہیں وہ اس وقت حرام ہوں گے جب اتنی مقدار میں پیے جائیں گے کہ ان سے نشہ ہو جائے، چنانچہ فرماتے ہیں ولان المفسد هو القدح المسكر وهو حرام عندنا (ہدایہ ص ۴۲۱/۴ کتاب الاشربہ) "یعنی مفسد وہ پیالہ ہے جو نشہ پیدا کرے ہمارے نزدیک وہ حرام ہے"۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ما اسكر كثيره فقليله حرام (سنن نسائی ۳۲۴/۲، کتاب الاشربہ، سنن ابی داؤد ۵۱۸/۲) "جس چیز کا زیادہ استعمال نشہ پیدا کرے اس کو تھوڑا استعمال کرنا بھی حرام ہے"۔ حضرات احناف کا موقف، خمر کی تعریف میں اور اس کی مقدار میں بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے صریحاً خلاف ہے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا کی "خمر" پیئے گا وہ آخرت میں جنت کے شراب طہور سے محروم ہو جائے گا۔

1862: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ)). قِيلَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ مِنْ صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هَذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شراب پیتا ہے اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے، اگر وہ پھر شراب پیے تو اللہ اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں فرماتا، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اگر وہ پھر شراب پیے تو اللہ اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں فرماتا، اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے، اگر وہ چوتھی بار پی لے تو اللہ اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں کرتا، اور اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا اور وہ اسے "نہر خبال" سے پلائے گا۔" عرض کیا گیا، ابو عبدالرحمن! نہر خبال سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: جہنمیوں کے کچ لہو کی نہر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ اسی مانند عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ

سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) بعض کہتے ہیں اس میں "توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا" کے علاوہ بقیہ حدیث صحیح ہے۔

تخریج الحدیث: مسند احمد : ٦٦٤٤، ٤٩١٧۔ ٢١٥٠٢، ٢٧٦٠٣

فوائد الحدیث: نشہ آور مشروب پینا اس قدر جرم ہے کہ شرابی آدمی کی اللہ تعالیٰ چالیس دن تک نماز قبول نہیں کرتا، اور اگر بار بار پیتا ہے تو ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ توبہ بھی قبول نہیں فرمائیں گے، جو شخص بغیر توبہ کے مر گیا اسے دوزخیوں کے زخموں کی پیپ پلائی جائے گی۔

2- بَابُ مَا جَاءَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

ہر نشہ آور چیز حرام ہے

1863: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)).

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٨٣٧، الدارمي: ٢١٠٣، ابن الجارود: ٨٥٥، الدارقطني: ٤/٢٥١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٤٢و ٥٥٨٥، صحیح مسلم: ٢٠٠١، سنن ابو داود: ٣٦٨٢، سنن النسائی: ٨/٢٩٧-٢٩٨، سنن ابن ماجه: ٣٣٨٦، مسند احمد : ٢٤٠٨٢ و ٢٥٥٧٢، صحیح ابن حبان: ٥٣٤٥

فوائد الحدیث: "بتع" اس شراب کو کہتے ہیں جو شہد سے تیار کی جاتی ہے، جب آپ ﷺ سے شہد سے تیار کی ہوئی شراب کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے صرف اس کا حکم بیان کرنے کی بجائے، ایک اصول اور ضابطہ بیان فرمادیا کہ "ہر وہ مشروب جس سے نشہ ہو وہ حرام ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف انگوروں کے کچے پانی سے بنی ہوئی شراب ہی حرام ہے ان کا موقف درست نہیں۔

1864: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ وَأَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي مُوسَى وَالأَشَجِّ الْعَصَرِيِّ وَدَيْلَمَ وَمَيْمُونَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقُرَّةَ الْمُزَنِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، علی، ابن مسعود، انس، ابو سعید، ابو موسیٰ، اشج عصری، دیلم، میمونہ، ابن عباس، قیس بن سعد، نعمان بن بشیر، معاویہ، وائل بن حجر، قرہ مزنی، عبداللہ بن مغفل، ام سلمۃ، بریدہ، ابوہریرہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابو سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا گیا ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ کئی ایک نے محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے اسی مانند روایت کیا ہے۔ اور ابو سلمہ عن ابن عمر کی سند سے بھی نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن الجارود: ٨٥٦، ابو يعلى: ٥٦٢١، الدارقطني: ٢٤٩/٤

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٣٩٠، سنن النسائي: ٢٩٧/٨ و ٣٢٥، مسند احمد : ٤٦٤٥، صحيح ابن حبان: ٥٣٦٩

فوائد الحدیث: (۱) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نشہ آور چیز خواہ پی جائے، یا کھائی جائے یا سونگھی جائے جس سے بھی نشہ ہو جائے وہ حرام ہے۔

(۲) انگوروں کی شرط بھی غلط ثابت ہوگئی کہ ہر نشہ آور حرام ہے خواہ وہ شہد، جوار، باجرہ، مکئی، گندم، کھجور وغیرہ سے ہی کیوں نہ تیار کی گئی ہو۔

3- بَابُ مَا جَاءَ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ

جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے

1865: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَخَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا سعد، عائشہ، عبداللہ بن عمرو، ابن عمر اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ.

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، جابر کی حدیث سے۔

حکم الحدیث: (حسن صحيح) اخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢٣٣/٢، ابن عدي في الكامل: ١٧٧/٣

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٨١، سنن ابن ماجه: ٣٣٩٣، مسند احمد : ١٤٧٠٣، صحيح ابن حبان: ٥٣٨٢

فوائد الحدیث: جو بھی نشہ آور چیز ہے اس کی زیادہ یا معمولی مقدار سے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وہ صریحاً حرام ہے۔

1866: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس کی فرق (تقریباً سات کلو یا

[ح] وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ مَا أَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ)). قَالَ أَبُو عِيسَى: قَالَ أَحَدُهُمَا فِي حَدِيثِهِ ((الْحُسْوَةُ مِنْهُ حَرَامٌ)).

اٹھائیس رطل) برابر مقدار سے نشہ آتا ہو تو اس کا چلو بھر بھی حرام ہے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان دونوں (محمد بن بشار، عبداللہ بن معاویہ) میں سے ایک نے اپنی حدیث میں کہا کہ "ایک گھونٹ بھی اس میں سے حرام ہے۔"

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَالرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ.

وَأَبُو عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ وَيُقَالُ عُمَرُ بْنُ سَالِمٍ أَيْضًا.

ابو عثمان انصاری کا نام عمرو بن سالم ہے۔ اور عمر بن سالم بھی کہا جاتا ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) الارواء: ٢٣٧٦، اخرجه المصنف في علله الكبير: ٥٧٤

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٦٨٧، مسند احمد: ٢٤٤٢٣ و ٢٤٤٣٢

فوائد الحدیث: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مثال اور تشبیہ سے بات واضح کر کے ہر قسم کی تاویل کے چور دروازے کو بند کر دیا کہ جس کی ایک بڑی بالٹی پینے سے نشہ آتا ہو اس کا ایک "چلّو" بھی پینا حرام ہے۔ اب بھی اگر کوئی کہے کہ "نو پیالے پینے سے نشہ نہ آئے اور دسواں پینے سے نشہ ہو تو دسواں حرام ہے پہلے نو حرام نہیں" (فتاویٰ عالمگیری) تو پھر انہیں خود ہی فیصلہ کر لینا چاہیے کہ امت محمدیہ میں وہ لوگ کس حیثیت سے شامل ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَبِيذِ الْجَرِّ

مٹکے کی نبیذ

1867: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ نَعَمْ. فَقَالَ طَاوُسٌ وَاللهِ إِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔
طاؤس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے ان سے سنا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَسُوَيْدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا ابن ابی اوفی، ابو سعید، سوید، عائشہ، ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٦٩٣٣، ابو يعلى: ٥٦١٩، ابو عوانه: ٢٩٨/٥

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٩٧، سنن النسائي: ٣٠٢/٨-٣٠٤ مسند احمد : ٤٨٣٧

فوائد الحدیث: عرب کے لوگ چار قسم کے برتنوں میں شراب تیار کرتے تھے جن کی تفصیل حدیث نمبر ۱۸۶۸ میں بیان ہوئی ہے۔ ان میں ایک مٹکا بھی تھا۔ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان چاروں برتنوں میں نبیذ تیار کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ حدیث الباب میں اس بات کا بیان ہے۔

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ

دباء، نقیر اور حنتم میں نبیذ بنانے کی ممانعت

1868: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ زَاذَانَ يَقُولُ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَوْعِيَةِ أَخْبِرْنَاهُ بِلُغَتِكُمْ وَفَسِّرْهُ لَنَا بِلُغَتِنَا. فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمَةِ وَهِيَ الْجَرَّةُ وَنَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ وَنَهَى عَنِ النَّقِيرِ وَهُوَ أَصْلُ النَّخْلِ يُنْقَرُ نَقْرًا أَوْ يُنْسَحُ نَسْحًا وَنَهَى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهِيَ الْمُقَيَّرُ وَأَمَرَ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْأَسْقِيَةِ.

جناب زاذان بیان کرتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کن برتنوں سے منع فرمایا ہے، انہیں اپنی لغت میں ہمیں بتائیں اور ہماری لغت میں ہمیں اس کی تفسیر بتائیں، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حنتم سے منع فرمایا: اس سے مراد مٹکا ہے، آپ ﷺ نے دباء سے منع فرمایا اس سے مراد کدو سے بنایا ہوا برتن ہے، آپ ﷺ نے نقیر سے منع فرمایا، اس سے مراد کھجور کی جڑ ہے جسے کرید لیا گیا ہو، آپ ﷺ نے مزفت سے منع فرمایا، اس سے مراد لاکھ لگا گھڑا مراد ہے، اور آپ ﷺ نے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دی۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ وَسَمُرَةَ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِذِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُونَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عمر، علی، ابن عباس، ابو سعید، ابوہریرہ، عبدالرحمن بن یعمر، سمرہ، انس،، عائشہ، عمران بن حصین، عائذ بن عمرو، حکم غفاری اور میمونہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) الصحیحة: ٢٩٥١، اخرجه ابو عوانه: ٢٨٩/٥، الطحاوي في شرح المعاني: ٢٢٥/٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٩٧، سنن النسائي: ٣٠٣/٨، مسند احمد : ٤٤٦٥ و ٥١٩١

فوائد الحدیث: (۱) جن چار قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا گیا تھا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ "الحنتم" اسے "الجرّة" بھی کہتے ہیں۔ یہ مٹکے کا نام ہے جس کو روغن کیا جاتا تھا اس سے اس کے مسام بند ہو جاتے تھے اور اس میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا تھا اس لیے لوگ اسے شراب تیار کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ ہمارے ہاں بھی مٹی کے برتن دو طرح کے تیار اور استعمال ہوتے ہیں ایک سادہ، جو مٹی کے بنا کر انہیں بھٹی میں ڈال کر پختہ کر لیا جاتا ہے۔ دوسرے۔ بھٹی میں پکانے کے بعد انہیں دوبارہ

روغن کیا جاتا ہے انہیں روغنی برتن کہتے ہیں جیسے ہنڈیا، کاڑھنی وغیرہ۔ اب یہ چیزیں تقریباً ناپید ہوتی جارہی ہیں اور ان کی جگہ دیگچے وغیرہ لے رہے ہیں۔

۲۔ الدُّبّاء اسے "القرعة" بھی کہتے ہیں۔ یہ کدو ہوتا تھا جس کو زمیندار حضرات بیج کے لیے چھوڑ دیتے تھے، وہ بڑا ہوتا رہتا تھا حتی کہ اس کے اندر بیج پک کر کاشت ہونے کے قابل ہو جاتے تھے اور خود یہ کدو خشک ہو جاتا تھا تو اس طرح بیج اس کے اندر علیحدہ ہو جاتے تھے، لوگ اس میں سوراخ کر کے بیج نکال لیتے اور اس کدو کو شراب تیار کرنے کے لیے استعمال کرتے کیونکہ اس میں بھی مسام نہیں ہوتے تھے۔ لہٰذا نشہ جلدی پیدا ہوتا اور تیز بھی ہوتا تھا۔

۳۔ "النقیر" یہ کھجور کی جڑ ہوتی تھی جسے درمیان سے کرید کر کھوکھلا کر لیا جاتا اور پھر اس میں شراب تیار کی جاتی۔

۴۔ "المُزَفَّت" اسے "المُقَیّر" بھی کہتے ہیں۔ یہ کوئی گھڑا وغیرہ ہوتا تو اس کے اندر "تارکول" لگا کر اس کے مسام بند کر دیے جاتے اور شراب تیار کرنے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ أَنْ يُنْبَذَ فِي الظُّرُوفِ

ظروف (برتنوں) میں نبیذ بنانے کی رخصت

1869: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ وَإِنَّ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع کیا کرتا تھا، یقیناً کوئی برتن کسی چیز کو حلال کر سکتا ہے نہ حرام، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں حدیث ۱۰۵۴ و ۱۴۱۹

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۹۷۷، و۳/ص ۱۵۸٤ (٦٣) و (٦٥) سنن ابو داود: ٣٦٩٨، سنن النسائی: ٨٩/٤ و ٣١٠/٨-٣١٢، مسند احمد: ٢٢٩٥٨، صحیح ابن حبان: ٥٣٩١

1870: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الظُّرُوفِ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الْأَنْصَارُ فَقَالُوا لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ. قَالَ ((فَلَا إِذًا)).

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا، تو انصار نے آپ ﷺ سے شکایت کی، انہوں نے عرض کیا، ہمارے پاس کوئی (اور الگ سے) برتن نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تب ممانعت نہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود، ابو سعید، ابو ھریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی

روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه البيهقي: ٨/ ٣١٠، انظر تحفة الاشراف: ٢٢٤٠

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٥٩٢، سنن ابو داود: ٣٦٩٩، سنن النسائی: ٨/ ٣١٢، مسند احمد : ١٤٢٤٤

فوائد الحدیث: جن برتنوں کو آپ ﷺ نے نبیذ کے لیے استعمال کرنے پر پابندی لگائی تھی جب لوگوں کے عقیدے پختہ ہوگئے، اور شراب کی طلب اور خیال تک ان کے دلوں سے نکل گیا تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی کہ اب تم جونسے برتن میں بھی نبیذ تیار کرنا چاہو تمہیں اجازت ہے۔ صرف اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ نشہ آور مشروب استعمال نہیں کرنا۔

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الِانْتِبَاذِ فِي السِّقَاءِ

مشکیزے میں نبیذ تیار کرنا

1871: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوكَأُ فِي أَعْلَاهُ لَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً وَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً وَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم ایک مشکیزے میں رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ تیار کیا کرتے تھے، اس کے اوپر کے منہ کو بند کر دیا جاتا، اس کا ایک نیچے بھی منہ تھا ہم دن کے پہلے پہر نبیذ بناتے اور آپ ﷺ اسے دن کے پچھلے پہر نوش فرماتے تھے۔ اور ہم پچھلے پہر نبیذ بناتے تو آپ ﷺ اسے پہلے پہر نوش فرماتے تھے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے یونس بن عبید کی روایت کے حوالے سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور یہ حدیث اس سند کے علاوہ بھی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٤٣٩٦، الطبراني في الاوسط: ٢٧٦٧ البيهقي: ١/ ٢، البغوي: ٣٠٢١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٠٥، سنن ابو داود: ٣٧١١ و ٣٧١٢ ، مسند احمد : ٢٤٩٣٠، ابن حبان: ٥٣٨٥

فوائد الحدیث: عرب کے لوگ کھجوریں وغیرہ پانی میں بھگو دیتے جب وہ نرم ہو جاتیں اور پانی میٹھا ہو جاتا تو ان کھجوروں کو مزید ہاتھ سے مَسل کر وہ شربت تیار کر لیتے جسے نبیذ کہا جاتا۔ جب شراب میں استعمال ہونے والے برتنوں پر پابندی لگائی تو آپ ﷺ نے چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ اس میں جلدی نشہ پیدا نہیں ہوتا، اور اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو مشکیزہ پھٹ جاتا تھا۔ آپ ﷺ کے لیے بھی نبیذ مشکیزے میں ہی تیار کیا جاتا تھا۔

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُبُوبِ الَّتِي يُتَّخَذُ مِنْهَا الْخَمْرُ

وہ اناج جس سے شراب بنائی جاتی ہے

1872: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا)).

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گندم سے شراب بنتی ہے، جَو سے، کھجور سے، منقی سے اور شہد سے شراب بنتی ہے۔“

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارقطني: ٢٥٧٤، الحاكم: ١٤٨/٤، والطحاوي في شرح المعاني: ٢١٣/٤

تخریج الحدیث: مسند احمد: ١٨٣٥٠، سنن ابو داود: ٣٦٧٦ و ٣٦٧٧، سنن ابن ماجه: ٣٣٧٩، سنن النسائی فی الکبری: ٦٧٨٧، صحیح ابن حبان: ٥٣٩٨

فوائد الحدیث: (۱) رسول اللہ ﷺ نے زبان نبوت سے ارشاد فرمایا کہ کل مُسکر خمر، کہ ہر نشہ آور چیز یا مشروب، خمر یعنی شراب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے خود ہی وضاحت فرمائی کہ یہ ”خمر“ (شراب) گندم، جَو، کھجور منقی اور شہد سے تیار کی جاتی ہے۔ مگر ”بعض الناس“ بضد ہیں کہ نہیں، ”خمر“ صرف انگور سے تیار کی جاتی ہے اور وہ بھی انگوروں کے کچے پانی سے، اگر اسے آگ پر پکا لیا جائے تو وہ بھی ”خمر“ کے حکم سے نکل جاتا ہے۔ افسوس ہوتا ہے ان صاحبان جُبہ و دستار پر کہ تقلید نے کس قدر ان کے دماغ ماؤف کر دیے ہیں کہ علوم و فنون کے ماہر ہونے کے باوجود حدیث رسول ﷺ کے سادہ سے الفاظ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔ واا سفا

(۲) جب شراب ”خمر“ کی حرمت نازل ہوئی تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت شراب کی ایک قسم ”فضیخ“ پلا رہا تھا تو ان تمام لوگوں نے جو میرے چچا لگتے تھے کہا کہ اس ”فضیخ“ کو گرا دو، انڈیل دو کیونکہ ”خمر“ حرام کر دی گئی ہے۔ تو سُلیمان تیمی کہتے ہیں میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ ”فضیخ“ کیا تھی یعنی کس چیز سے تیار کی گئی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ کچی کھجوروں اور خشک کھجوروں کو ملا کر بنائی گئی تھی۔ (نسائی، کتاب الاشربہ)

(۳) کس قدر عجیب بات ہے کہ جو لوگ خالص عربی تھے انہیں تو سمجھ آ گئی کہ ”خمر“ میں ”فضیخ“ بھی شامل ہے کیونکہ دونوں میں حرمت کی علت نشہ ہے۔ مگر ہمارے یہ ”مہربان“ اس بات پر سر دھنتے جا رہے ہیں کہ صرف انگوری شراب کو ”خمر“ کہا جائے گا اور کسی کو نہیں۔

1873: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ نَحْوَهُ. وَرَوَى أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ هَذَا

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، گندم سے شراب بنتی ہے۔ اور انہوں نے یہ حدیث ذکر کی۔

الْحَدِيثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ.

حکم الحدیث: (صحیح) دیکھیں گزشتہ حدیث۔

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٥٨١، ٤٦١٩، صحیح مسلم: ٣٠٣٢، سنن النسائی: ٢٩٥/٨

1874: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا بِهَذَا. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گندم سے شراب بنتی ہے، اور یہ روایت ابراہیم بن مہاجر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَمْ يَكُنْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

علی بن مدینی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یحیی بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: ابراہیم بن مہاجر حدیث میں قوی نہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ.

اور یہ دیگر طرق سے بھی شعبی عن نعمان بن بشیر کی سند سے روایت کی گئی ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح)

فوائد الحدیث: تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۱۸۷۲۔

1875: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ وَعِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شراب ان دو درختوں: کھجور اور انگور سے بنتی ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَأَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ هُوَ الْغُبَرِيُّ وَاسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غُفَيْلَةَ.

ابو کثیر سحیمی یہ الغبری ہیں، ان کا نام یزید بن عبدالرحمن بن غفیلہ ہے۔

وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ.

شعبہ نے عکرمہ بن عمار سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه عبدالرزاق: ١٧٠٥٣، ابن ابي شيبة: ١٠٩/٨، الدارمي: ٢١٠٢

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ١٩٨٥، سنن ابو داود: ٣٦٧٨، سنن ابن ماجه: ٣٣٧٨، سنن النسائی: ٢٩٤/٨، مسند احمد: ٧٧٥٣، صحیح ابن حبان: ٥٣٤٤

فوائد الحدیث: اس دور میں مال دار لوگ کھجور اور انگور سے شراب تیار کرتے تھے اور یہ اعلیٰ قسم کی شراب سمجھی جاتی تھی جو غریب اور کمزور لوگ تھے وہ دوسری چیزوں سے بنا لیتے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو قسموں کا خصوصی تذکرہ فرمایا۔ ورنہ کسی بھی چیز سے تیار کی گئی شراب حرام ہی تھی اور ہے۔

9- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

گدر (نیم پختہ) کھجور اور خشک کھجور کو ملانا

1876: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گدر کھجور اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١٧٦٨، ابن ابي شيبة: ١٨٩/١٤، البيهقي: ٣٠٣/٨

تخریج الحدیث: صحيح بخاری: ٥٦٠١، صحيح مسلم: ١٩٧٦، سنن ابو داود: ٣٧٠٣، سنن ابن ماجه: ٣٣٩٥، سنن النسائي: ٢٩٠/٨، مسند احمد: ١٤١٣٤، صحيح ابن حبان: ٥٣٧٩

فوائد الحدیث: جب دو مختلف قسم کی چیزیں ملا کر نبیذ تیار کیا جاتا تھا تو اس میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا جس سے وہ "خمر" بن جاتی۔ تو آپ ﷺ نے کھجور کے ڈوکے اور تیار خشک کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے ہی منع کر دیا۔

1877: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهَى عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَنَهَى عَنِ الْجِرَارِ أَنْ يُنْبَذَ فِيهَا.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گدر کھجور اور خشک کھجور کو ملانے، منقی اور خشک کھجور کو ملانے سے منع فرمایا اور آپ ﷺ نے مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَمَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أُمِّهِ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، انس، ابو قتادہ، ابن عباس، ام سلمہ اور معبد بن کعب عن امہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ١١٧٧، النسائي في الكبرىٰ كما في تحفة الاشراف: ٤٣٥١

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ١٩٨٧ و ١٩٩٦، سنن النسائي: ٢٩٣/٨، مسند احمد: ١٠٩٩١ و ١١٦٠٥، صحيح ابن حبان: ٥٣٧٨

فوائد الحدیث: (۱) اگر ایک جنس کی دو مختلف قسمیں ملا کر نبیذ بنانا منع ہے تو دو مختلف جنس کی چیزوں (منقی اور کھجور) سے تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے۔

(۲) "مٹکے" کی تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۸۶۸ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) اس مختصر سی حدیث میں عقل والوں کے لیے بہت سے مسائل کا حل موجود ہے۔

(۴) جو حضرات تحقیق کا عمدہ ذوق رکھتے ہوں اور شراب کی حرمت اور اس کے احکام کی تفصیل اور حضرات احناف کی ہیرا پھیریوں اور

چالبازیوں کو سمجھنے کا شوق رکھتے ہوں وہ سنن نسائی سے "کتاب الاشربہ" کم از کم ایک مرتبہ سبقاً سبقاً ضرور پڑھیں۔ ان شاء اللہ "سارے طبق" روشن ہو جائیں گے۔

10- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

سونے اور چاندی کے برتن میں پینے کی ممانعت

1878: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ أَنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي كُنْتُ قَدْ نَهَيْتُهُ فَأَبَى أَنْ يَنْتَهِيَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَقَالَ ((هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)).

ابن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا تو ایک شخص چاندی کے برتن میں پانی لے کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے پھینک دیا، اور کہا: میں اسے منع کر چکا تھا لیکن یہ باز نہیں آیا، رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے اور ریشم و دیباج پہننے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَالْبَرَاءِ وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سلمہ، براء اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه الدارمي: ٢١٣٦، الطحاوي في شرح المعاني: ٤/٢٤٦، البيهقي: ١/٢٨

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٤٢٦ و ٥٦٣٣، صحیح مسلم: ٢٠٦٧، سنن ابو داود: ٣٧٢٣، سنن ابن ماجه: ٣٥٩٠ سنن النسائي: ٨/١٩٨-١٩٩، مسند احمد: ٢٣٢٦٩، صحیح ابن حبان: ٥٣٣٩ و ٥٣٤٣

فوائد الحدیث: (۱) سونے چاندی کے برتن تمام مرد و خواتین جو مومن مسلمان ہیں کھانے پینے کے لیے استعمال نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جنّت میں یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

(۲) سونے کے زیورات امت محمدیہ کے مرد استعمال نہیں کر سکتے، عورتیں کر سکتی ہیں۔

(۳) ہر قسم کا ریشم بھی مسلمان مردوں پر حرام ہے عورتوں کے لیے جائز ہے۔

(۴) کفار یہ چیزیں دنیا میں استعمال کرتے ہیں، آخرت میں ان سے محروم رہیں گے کیونکہ یہ نعمتیں جنّت میں ہوں گی اور کافر جنّت میں جائیں گے نہیں۔

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

1879: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. فَقِيلَ الْأَكْلُ قَالَ ذَاكَ أَشَدُّ.

آدمی کھڑا ہو کر پیے، پوچھا گیا: (کھڑے ہو کر) کھانا؟ فرمایا: "یہ تو اس سے بھی زیادہ سنگینی ہے۔"

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه الدارمي: ٢١٣٣، ابو يعلى: ٢٨٦٧، الطبراني في الكبير: ٢١٢٤

تخریج الحدیث: صحيح مسلم: ٢٠٢٤، سنن ابو داود: ٣٧١٧، سنن ابن ماجه: ٣٤٢٤، مسند احمد: ١٢٣٣٨، صحيح ابن حبان: ٥٣٢١

فوائد الحدیث: رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع فرمایا ہے اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ آدمی بیٹھ کر کھائے، پیئے، اگر کوئی مجبوری ہو تو گنجائش ہے۔

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پینے کی رخصت

1880: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں چلنے کی حالت میں کھا لیتے تھے اور حالت قیام میں پی لیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کی حدیث سے۔

وَرَوَى عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الْبُزَرِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَأَبُو الْبُزَرِيِّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عُطَارِدٍ.

اور عمران بن حدیر نے یہ حدیث ابو بزری عن ابن عمر کی سند سے روایت کی ہے۔ اور ابو بزری کا نام یزید بن عطارد ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) المشكاة: ٤٢٧٥، اخرجه الدامي: ٢١٣٢، الخطيب في تاريخ بغداد: ٨/١٩٥

تخریج الحدیث: مسند احمد: ٥٨٧٤، ٤٦٠١ سنن ابن ماجه: ٣٣٠١، صحيح ابن حبان: ٥٣٢٢ و ٥٣٢٥

فوائد الحدیث: (۱) انفرادی طور پر کوئی شخص کوئی تھوڑی بہت چیز چلتے پھرتے کھا لے تو جائز ہے جیسے دیہاتوں میں مولی، گاجر، گنا وغیرہ۔ اور شہروں میں آجکل چپس، نمکو وغیرہ۔ لیکن اجتماعی طور پر دعوتوں میں کھڑے ہو کر کھانے کا انتظام کرنا درست اور جائز نہیں۔

(۲) کوئی مجبور ہو کہ بیٹھنے کی جگہ نہیں یا کیچڑ وغیرہ ہے تو کھڑے ہو کر کھایا پیا جا سکتا ہے۔

1881: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْجَذَمِيِّ عَنِ الْجَارُودِ بْنِ الْمُعَلَّى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا.

جارود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ. قَالَ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابو سعید، ابو ہریرہ اور

أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔

وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُودِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور اسی طرح کئی ایک نے یہ حدیث عن سعید عن قتادۃ عن ابی مسلم عن الجارود کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُودِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرْقُ النَّارِ)).

اور قتادہ سے روایت کی گئی ہے وہ یزید بن عبداللہ بن الشخیر عن ابی مسلم کی سند سے جارود سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان شخص کی گم شدہ چیز (یا اونٹ وغیرہ پر قبضہ کر لینا) آگ سے جلنا ہے۔''

وَالْجَارُودُ هُوَ ابْنُ الْمُعَلَّى الْعَبْدِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ وَيُقَالُ الْجَارُودُ بْنُ الْعَلَاءِ أَيْضًا وَالصَّحِيحُ ابْنُ الْمُعَلَّى.

اور جارود یہ ابن معلی عبدی، نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔ اور جارود بن معلی کو ابن العلاء بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ صحیح ابن معلی ہے۔

حكم الحديث: (صحيح بما قبله) سلسله الصحيحة: ١٧٧، اخرجه الدامي: ٢٦٠٤

تخريج الحديث: شرح معانی الآثار: ٢٧٢/٨، والمزی فی تحفة الاشراف: ٣١٧٧، مسند احمد : ٨٣٣٥

فوائد الحديث: اصلاً مسئلہ یہی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانے پینے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

1882: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ وَمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر زم زم نوش فرمایا۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا علی، سعد، عبداللہ بن عمرو اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اخرجه ابن خزيمه: ٢٩٤٥، ابو يعلى: ٢٤٠٦، البيهقي: ١٤٧/٥، والبغوي: ٣٠٤٦

تخريج الحديث: صحيح بخاری: ١٦٣٧ و ٥٦١٧، صحيح مسلم: ٢٠٢٧، سنن ابن ماجه: ٣٤٢٢، سنن النسائی: ٢٣٧/٥، مسند احمد : ١٨٣٨، صحيح ابن حبان: ٣٨٣٨

1883: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا.

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیتے ہوئے دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حكم الحديث: (حسن) المشكاة: ٤٢٧٦، مختصر الشمائل: ١٧٧، اخرجه ابن عدي في الكامل: ١٨٢٧/٥

تخريج الحديث: مسند احمد :٦٦٢٧

فوائد الحدیث: (۱) زم زم کے کنویں پر کیچڑ تھا، بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پیا، جو کہ مجبوری کی حالت میں آج بھی جائز ہے۔

(۲) اس حدیث سے بعض حضرات نے زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینے کا مسئلہ گھڑ لیا اور پھر اس کے لیے باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے تو یہ درست نہیں۔ نیز زم زم پینے کے لیے قبلہ رخ ہونا بھی ضروری نہیں۔ جس حالت میں آدمی بیٹھا ہے، پی سکتا ہے۔

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنَفُّسِ فِي الإِنَاءِ

برتن میں سانس لینا

1884: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَيُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ ((هُوَ أَمْرَأُ وَأَرْوَى)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ برتن میں تین سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے: ”یہ زیادہ نفع مند اور زیادہ سیراب کرنے والا ہے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَرَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسٍ.

اس حدیث کو ہشام دستوائی نے عن ابی عصام عن انس کی سند سے روایت کی ہے۔

وَرَوَى عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلَاثًا. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلَاثًا.

اور عزرہ بن ثابت نے عن ثمامۃ عن انس کی سند سے روایت کیا ہے کہ ”نبی ﷺ برتن میں تین سانس لیا کرتے تھے“۔ یہی حدیث ہم کو محمد بن بشار نے حدثنا عبدالرحمن بن مہدی حدثنا عزرۃ بن ثابت الانصاری، عن ثمامۃ عن انس بن مالک کی سند سے بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ برتن میں تین سانس لیا کرتے تھے۔

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن سعد: ۱/۳۸٤، الحاكم: ٤/۱۳۸، ابو نعيم في الحلية: ۹/۵۷

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ۲۰۲۸ و ۱۲۳، سنن ابو داود: ۳۷۲۷، سنن النسائی فی الکبری: ٦٨٨٨، مسند احمد: ۱۲۱۳۳-۱۳۲۰۷، صحیح ابن حبان: ۵۳۳۰، ۵۳۲۹ صحیح بخاری: ۵٦۳۱، سنن ابن ماجه: ۳٤۱٦،

1885: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ الْجَزَرِيِّ عَنِ ابْنٍ لِعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيرِ وَلَكِنِ اشْرَبُوا مَثْنَى وَثُلَاثَ وَسَمُّوا إِذَا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں نہ پیو بلکہ دو یا تین سانس میں پیو، جب پیو تو بسم اللہ پڑھو، اور جب اٹھاؤ تو الحمد للہ پڑھو۔“

أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

وَيَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزَرِيُّ هُوَ أَبُو فَرْوَةَ الرُّهَاوِيُّ.

اور یزید بن سنان جزری یہ ابو فروہ رہاوی ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) المشكاة: ٤٢٧٨، اس میں یزید بن سنان ضعیف ہے۔ ضعيف الترمذي: ٣١٩

تخریج الحدیث: معجم الكبير للطبراني: ١١٣٧٨، صحيح مسلم: ٢٨٣٤، مسند احمد: ١١٩٧٣

فوائد الحدیث: (۱) پانی پیتے وقت ایک ہی سانس میں پانی نہیں پینا چاہیے بلکہ کم از کم تین سانس میں پانی پینا چاہیے کہ ہر بار آدمی اپنے منہ کو برتن سے الگ کرے اور سانس لے۔

(۲) پانی پینے سے پہلے "بسم اللہ" پڑھنی چاہیے اور جب فارغ ہو تو "الحمد للہ" کہے، اگر ہر سانس لیتے وقت بھی یہ عمل کر لے تو درست ہے۔

14- بَابُ مَا ذُكِرَ مِنَ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ

دو سانس میں پینا

1886: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پانی پیتے تھے دو سانس لیتے تھے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ. قَالَ وَسَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ قُلْتُ هُوَ أَقْوَى أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ فَقَالَ مَا أَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُهُمَا عِنْدِي.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہم اسے صرف رشدین بن کریب کے حوالے ہی سے جانتے ہیں
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن سے سوال کیا کہ رشدین بن کریب اور محمد بن کریب دونوں میں سے کون زیادہ قوی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا دونوں ہی قریب ہیں۔ میرے نزدیک دونوں میں محمد بن کریب زیادہ راجح ہے۔

قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُ مِنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس بارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا محمد بن کریب زیادہ راجح ہے رشدین بن کریب سے

وَالْقَوْلُ عِنْدِي مَا قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُ وَأَكْبَرُ وَقَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَآهُ وَهُمَا أَخَوَانِ وَعِنْدَهُمَا مَنَاكِيرُ.

رشدین بن کریب اور محمد بن کریب میں سے محمد بن کریب زیادہ قوی اور زیادہ راجح ہے جیسا کہ امام بخاری نے کہا ہے۔
جبکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رشدین بن کریب زیادہ راجح ہیں کیونکہ ان کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی ہے اور

انہیں دیکھا ہے۔ یہ دونوں بھائی ہیں اور وہ منکر روایات روایت کرتے ہیں۔

حکم الحدیث: (ضعيف) اس میں رشدین بن کریب ضعیف ہے۔ضعيف ابن ماجه: ٧٤٣

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤١٧، مسند احمد : ٢٥٧١ و ٢٥٧٨

فوائد الحدیث: پانی پینے کے دوران دو مرتبہ سانس لینے والی روایت ضعیف ہے، تین سانس والی صحیح ہے لہٰذا عمل اسی پر ہوگا۔

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

مشروب میں پھونک مارنے کی ممانعت

1887: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْمُثَنَّى الْجُهَنِيَّ يَذْكُرُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ. فَقَالَ رَجُلٌ الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي الإِنَاءِ قَالَ ((أَهْرِقْهَا)). قَالَ فَإِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ قَالَ ((فَأَبِنِ الْقَدَحَ إِذًا عَنْ فِيكَ)).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے، ایک آدمی نے کہا: اگر میں برتن میں کوئی تنکا دیکھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بہادے۔ اس نے عرض کیا: میں ایک سانس سے پینے سے سیراب نہیں ہوتا۔ فرمایا: ”تب پیالے کو اپنے منہ سے دور کردے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (حسن) الصحيحة: ٣٨٥، اخرجه مالك: ١٩٣٨، ابو يعلى: ١٣٠١، الحاكم: ١٣٩/٤

تخریج الحدیث: موطا مالک: ٩٢٥/٢، مسند احمد : ١١٢٠٣، صحيح ابن حبان: ٥٣٢٧

1888: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٢٤٠٢، الطبراني في الكبير: ١٩٧٨، الحاكم: ١٣٨/٤، والبغوي: ٣٠٣٥

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٢٨، سنن ابن ماجه: ٣٢٨٨، و ٣٤٢٨، مسند احمد : ١٩٠٧، ابن حبان: ٥٣١٦

فوائد الحدیث: برتن میں نہ تو پھونک مارنی چاہیے اور نہ ہی پانی پیتے وقت اس کے اندر سانس لینا چاہیے۔ اگر تنکا وغیرہ گر جائے تو کسی چیز کے ساتھ نکال لے پھونک نہ مارے۔

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّنَفُّسِ فِي الإِنَاءِ

برتن میں سانس لینے کی ممانعت

1889: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

بُنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ)).

فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیے تو وہ برتن میں سانس نہ لے۔“

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) صحيح ابي داؤد: ٢٣

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٣٠، صحیح مسلم: ٢٦٧ و ٦٣ و ٦٥ و ص: ١٦٠٢ و ١٢١، سنن ابو داود: ٣١، سنن النسائی: ١/٤٣-٤٤، مسند احمد : ٢٢٥٢٢

فوائد الحدیث: برتن کے اندر سانس لینے سے بعض اوقات اپنا ہی تھوک وغیرہ برتن کے اندر گر جاتا ہے، جو کہ کراہت کا باعث ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے برتن کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

مشکیزے کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے کی ممانعت

1890: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رِوَايَةً أَنَّهُ نَهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ.

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے مشکیزے کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع کیا ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا جابر، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحيح) اخرجه ابو يعلى: ٩٩٢، الطحاوي في شرح المعاني: ٢/٣٦٠، البيهقي: ٧/٢٨٥، البغوي: ٢٠٤١

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٥٦٢٥، صحیح مسلم: ٢٠٢٣، سنن ابو داود: ٣٧٢٠، سنن ابن ماجه: ٣٤١٨، مسند احمد : ١١٠٢٦، صحیح ابن حبان: ٥٣١٧

فوائد الحدیث: مشکیزہ، ٹونٹی یا نلکے کے پائپ کے ساتھ منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیے۔ اس کے اندر کوئی موذی چیز بھی چھپی ہو سکتی ہے۔ یا پھر دیکھنے والے کراہت محسوس کریں گے کہ بعد میں انہوں نے بھی پانی پینا ہے۔

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

اس (مذکورہ بالا حدیث میں مذکور ممانعت) کے بارے میں رخصت

1891: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ إِلَى قِرْبَةٍ

سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس کا منہ اوپر کی طرف موڑا اور پھر اس کے منہ سے پانی پیا۔

مُعَلَّقَةٍ فَخَنَثَهَا ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدہ ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا أَدْرِي سَمِعَ مِنْ عِيسَى أَمْ لَا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں، عبداللہ بن عمر العمری کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے، اور میں نہیں جانتا کہ اس نے عیسیٰ (بن عبداللہ بن انیس) سے سنا ہے یا نہیں؟

حکم الحدیث: (منکر) ضعيف ابي داؤد: ٣٧٢١، اس میں عبداللہ العمری ضعیف ہے۔

تخریج الحدیث: سنن ابو داود: ٣٧٢١، والمزی فی تحفة الاشراف: ٤/٢٧٥، تهذيب الكمال: ٢٢/٦٣١

1892: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ جَدَّتِهِ كَبْشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ.

سیّدہ کبشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، پھر میں نے اس (مشکیزے) کے منہ کا قصد کیا اور اس کو (تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھنے کے لیے) کاٹ لیا۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَيَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ وَهُوَ أَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور یزید بن یزید بن جابر وہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر کے بھائی ہیں، اور وہ ان سے پہلے فوت ہوئے۔

حکم الحدیث: (صحيح) المشكاة: ٤٢٨١، مختصر الشمائل: ١٨٢، اخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٥/٢٩٠

تخریج الحدیث: سنن ابن ماجه: ٣٤٢٣، مسند احمد: ٢٧٤٨٨، صحيح ابن حبان: ٥٣١٨.

فوائد الحدیث: اگر کوئی مجبوری ہو تو مشکیزے وغیرہ سے ڈائریکٹ پانی پیا جا سکتا ہے مجبوری نہ ہو تو پھر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

19- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَيْمَنَ أَحَقُّ بِالشَّرَابِ

دائیں طرف والے (پہلے) پینے کے زیادہ حق دار ہیں

1893: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ ((الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا اس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ ﷺ کی دائیں جانب ایک اعرابی تھا جبکہ بائیں جانب ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پس آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور پھر اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: ”دائیں طرف والا اور پھر اس کے بعد دائیں

طرف والا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، سہل بن سعد، ابن عمر اور عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه مالك: ١٩٤٥، الحميدي: ١١٨٢، الدارمي: ٢١٢٢، ابو يعلى: ٣٥٢٢

تخریج الحدیث: صحیح بخاری: ٢٣٥٢ و ٥٦١٩، صحیح مسلم: ٢٠٢٩، سنن ابو داود: ٣٧٢٦، سنن ابن ماجه: ٣٤٢٥، مسند احمد : ١٢١٢١، صحیح ابن حبان: ٥٣٣٣

فوائد الحدیث: دو سے زائد افراد کے درمیان کوئی بھی چیز تقسیم کرنی ہو تو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے، کہ دائیں جانب میں برکت ہے۔

20- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا

لوگوں کو پانی پلانے والا خود ان کے آخر پر پیے گا

1894: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا)).

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو پانی پلانے والا خود ان کے آخر پر پیے گا۔"

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیّدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: (صحیح) اخرجه ابن ابي شيبة: ٨/٢٣١، الدارمي: ٢١٤١، ابن خزيمه: ٤١٠، صحيح الترمذي: ١٥٤٤

تخریج الحدیث: صحیح مسلم: ٦٨١، سنن ابن ماجه: ٣٤٣٤، سنن النسائی فی الکبری: ٦٨٧٨، مسند احمد: ٢٢٥٤٦و ٢٢٥٧٧، صحیح ابن حبان: ٣٨

فوائد الحدیث: جو شخص بھی کوئی چیز ایک سے زائد افراد میں تقسیم کر رہا ہے تو وہ پہلے سب کو تقسیم کرے گا، آخر میں پھر خود وہ چیز لے گا۔ اس کے عہدے اور منصب یا ذمہ داری کا تقاضہ بھی یہی ہے اور انسانی وقار بھی اسی میں ہے۔

21- بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ الشَّرَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ مشروب

1895: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ٹھنڈا شیریں پانی رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ مشروب تھا۔

أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْحُلْوُ الْبَارِدُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ مِثْلَ هَذَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کئی ایک نے اسی طرح ابن عیینہ سے اسی مثل معمر عن زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ جبکہ صحیح وہ ہے جو زہری کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) المشكاة: ٤٢٨٢، الصحيحة ٦، ٣٠٠، مختصر الشمائل: ١٧٥، بعض اسے زہری مدلس کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں۔

1896: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الشَّرَابِ أَطْيَبُ قَالَ ((الْحُلْوُ الْبَارِدُ)).

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا مشروب بہترین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھنڈا شیریں۔''

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَكَذَا رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللهُ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح عبدالرزاق نے معمر عن زہری کی سند سے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور یہ ابن عیینہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

حكم الحديث: (صحيح) اس کی سند کو بعض نے مرسل ضعیف کہا ہے۔ دیکھیں گزشتہ حدیث۔ اخرجه عبدالرزاق: ١٩٥٨٣

فوائد الحديث: ٹھنڈا اور میٹھا پانی چونکہ پینے میں خوشگوار ہے اس لیے آپ ﷺ کو بھی یہی پسند تھا۔

تنویر الأحوذی

اردو شرح

جامع ترمذی شریف

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300 - 4826023, 0334 - 4842982

E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہلِ حدیث

امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007

0333-6574758